

انوار شریعت

مثنوی و ازالہ اشاعت

مطووعہ ریسرچ سوسائٹی ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن

فیصل آباد پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزانہ

جامع الفتاویٰ

المعروف

الوارثین

حقیقہ ہم تاششیدیم

انرا فادات



محمد و اسلام شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
خجۃ الاسلام حضرت شاہ حاد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد سرور احمد صاحب لاہور بھی رحمۃ اللہ علیہ
مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتان بھی رحمۃ اللہ علیہ

بیت دارالاشاعت

الناشر: علامہ رضویہ ڈبکوت روڈ لاہور

مؤتبہ مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

| | | |
|---------|-------|---|
| بار اول | _____ | ۱۹۶۲ء ۱۳۹۲ھ |
| تعداد | _____ | ایک ہزار |
| ناشر | _____ | سُنی دارالاشاعت ڈبکھوٹ روڈ لاہور |
| مطبوعہ | _____ | دین محمدی پریس لاہور |
| کتابت | _____ | غلام سرور قادری رضوی |
| قیمت | _____ | قسم اول مجلد ۱۶ روپے مجلد چومی ۲۵ روپے |

جلد ہفتم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتان

نقل استفتاء از جانب غیر مقلدین

خدمت علمائے دین شرح متین کے گذارش ہے کہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ہے اور ایک ہے پھر یہ چار مذاہب کس لئے ہوئے مہربانی فرما کر سوالات جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ اولاً اربعہ سے ان کا جواب تحقیق مع تحریر فرمادیں۔

سوال ۱۔ یہ ہے کہ چار مذاہب مشہور کا مقرر کرنا حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن پاک سے ثابت ہوا۔ یا اجماع صحابہ سے۔

سوال ۲۔ یہ کہ چار مذاہب مشہور حنفی شافعی مالکی حنبلی جو اہلسنت ہیں۔ سب حق اور ہدایا سچ پر ہیں تو ان میں سے ایک پر عمل کرنا واجب کس لئے کیا۔ اور باقی تینوں کو چھوڑ دینا کس لئے واجب کیا۔ اسکی دلیل قرآن پاک یا صحیح حدیث سے تحریر فرمادیں۔

سوال ۳۔ یہ کہ ان چار مذاہب میں سے ایک کی تعلید ہم پر کس لئے واجب کی اور باقی تین مذاہب کو ترک کیا تو کیا جان کر کیا؟

سوال ۴۔ یہ ہے کہ ایک ہی مذاہب پر عمل کرنے سے کل دین محمدی پر عمل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر نہیں ہو سکتا تو پورے اور کامل طور پر **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ** پر ایک مذاہب کا مقلد کس طرح عمل کر سکتا ہے۔

سوال ۵۔ ان چار مذاہب مشہورہ میں فرقہ ناجیہ کون ہے۔

سوال ۶۔ یہ بھی فرمائیں کہ کون کونسی کتاب آپ کے نزدیک صحیح اور مغیر ہے۔ قرآن مجید و حدیث مرفوعہ غیر معارضہ و اجماع صحابہ سے جواب دیا جائے۔ اللہ کے واسطے تمام علمائے اہل فقہ سے گذارش ہے اور یہ بھی اتماس ہے کہ جس حدیث کو ثبوت کے لئے تحریر فرمائیں اس کی اسناد بھی ساتھ ہی لکھیں۔ اسناد کو نہ چھوڑ دیں کہ جس کتاب کی حدیث ہو اس کتاب کا نام اور باب کا پتہ ضرور لکھیں۔ زید و عمرو کے اقوال کہنے سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔ انتہی۔

جواب سوال ۱۔ اقول و بہ نستعین۔ مذاہب اربعہ قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ قال اللہ عز و جل یَوْمَ
نَدْعُوهُمْ کُلًّا اَتَانِیْ بِاِمَامٍ مِّنْهُمْ تَفْصِیْرَ حِسْبِیْ میں ہے۔ یَوْمَ نَدْعُوْهُمُ اِیَادُکُمْ رُزْزَ رَاٰیجُہُمْ اِنِّمَ کُلُّ اَنَّا میں ہر گز وہ
را از مردمان بِاِمَامٍ مِّنْهُمْ بر پیشوا سے ایساں یعنی نبی کہ بارِ ایساں مبعوث ہو۔ چنانچہ گوشتِ دیا امت موسیٰ و یا امت
عیسیٰ۔ یا کتابیکہ بر ایساں مترلی شدہ چنانچہ خطاب کنند یا اہل القرآن و یا اہل الانجیل۔ یا مقدمے کہ در مذہب
متابعت او نمود و باشد۔ چنانچہ ہند و ہند۔ کہ یا حنفی و یا شافعی تا آخر لکذا فی البیضاوی والمدارک۔ پس دیکھو کہ تعین اور
ثبوت مذاہب اربعہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ اور امام کے معنی پیشوا کے ہیں۔ اور مراد انبیاء علیہم السلام یا آئمہ
اربعہ ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ مجھ یا پکارا جاوے گا اسے امت موسیٰ و امت عیسیٰ یا خطاب کیا جاوے گا۔ اے حنفی و
شافعی وغیرہ۔ پس اس آیت شریفہ سے مذاہب اربعہ کنایتہ و ضمائاً ثابت ہیں۔ کیونکہ علم صروت و نحو اور معانی اور بیان
سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک قرینہ صارفہ نہ ہو ظاہر لفظ کے ہی معنی مراد ہوتے ہیں۔ پس اس آیت میں لفظ امام
کے معنی مقدم متارفت کے ہی (یعنی کسی امام کے آئمہ اربعہ میں سے) اقرب الی الصواب ہیں۔ اگرچہ معانی کا
احتمال بھی ہے۔ ثبوت المدعا۔ مخالف اور متعصب اگر نہ مانے تو اس کی کبھتی۔

گرنہ بیند بہ وز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

درحقیقت ایسے سوالات کا دریافت کرنا غیر مقلدین کی طرف سے محض تقلیدِ ائمہ کی مخالفت پر مبنی ہے معلوم نہیں کہ ان کو ائمہ اربعہ سے اتنا بغض اور حسد کیوں ہے۔ یہ میرتا برہی اسے حسود کہیں رنجشیت۔

ثبوت تقلید ان قرآن شریف

وَاَمِلْ اَوَّلَ - اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ
 وَلَعَنِي فِي الْكِتَابِ الْعَبْدُ الْفَرَقَانِ الْحَمِيْدُ فِي سُورَةِ الْفَاتِحَةِ لِيُعَلِّمُوا الدُّعَاءَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
 الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ يَعْنِي دُعَاءِهِمْ كَوْرَاهِ سِيدِهِ رَاهِ اِنْ لَوْ كُوْنُ كِي جَنْ پَر تُوْنُ اِنْغَامِ كِيَا۔
 وَهٖ چار گروہ ہیں۔ انبیاء۔ صدیق۔ شہید۔ صالحین۔ جیسا کہ باری تعالیٰ خود اپنے کلام کے پانچویں پارہ میں خبر دیتا
 ہے فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ الَّذِينَ هَدَىٰ وَالشَّهَادَةُ الصَّالِحِينَ وَحَسَنَ
 أُولَٰئِكَ رَفِيعًا ۝ گروہ اول انبیاء علیہم السلام ہے۔ جو حکم الہی کے کامل تابع رہے تھے۔ ان کو ضرورت کے وقت
 بذریعہ وحی خبردار کیا جاتا تھا مگر وہ دوئم و سوئم صدیقین و شہداء چونکہ اکثر اصحاب ہی تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی کا حقہ تابعداری کرتے تھے۔ وقت پر ہر ایک مسئلہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے تھے

ان تینوں گروہوں کو تقلید کی ضرورت ہی نہ تھی۔ باقی رہا چہارم صالحین کا ان میں سے جن کو درجہ اجتہاد ملا وہ اپنے اجتہاد سے قرآن مجید اور احادیث سے مسائل نکال دیتے تھے۔ تقلید کی ضرورت نہ رکھتے تھے۔ اور جن کو درجہ اجتہاد نہ ملا وہ ضرور ائمہ دین میں سے کسی امام کی تقلید کرتے تھے۔ یعنی مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب کے مقلد رہے اور ہیں۔ یہ سب گروہ منعم علیہم چونکہ خدا اور رسول کے پورے فرمانبردار خدا کے مخلص بندے اور اس کی طرف بلائے والے تھے۔ اس واسطے ہم کو ان کی تابعداری کرنے کا اور ان کی راہ پر چلنے کا حکم ہوا کہ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ الْم** فَتَدَّبُّهُ

دلیل دوسرے :- قَوْلُهُ تَعَالَى أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنی تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی اور صاحبان حکم کی جو تم میں سے ہیں۔ دیکھو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اولی الامر کا اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ اور اولی الامر کا اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ حکم فرمایا ہے۔ اور اولی الامر کی تفسیر میں کسی نے سلطان اور کسی نے مجتہد اور کسی نے شیخ کے معنی کئے ہیں۔ اور حقیقت یہ سب اولی الامر ہیں۔ کیونکہ اگر دو قسم پر ہے۔ ایک دنیاوی دوسرا دینی۔ دنیاوی امور میں تو باعتبار تمدن کے بادشاہ اولی الامر ہیں۔ اور باعتبار تدابیر منازل کے گھروں کے سردار اولی الامر ہیں۔ پس منازل اور مملکتیں ان کی تابعداری فرض ہے اور اگر دین پھر دو قسم پر ہے۔ ایک باطنی دوسرا ظاہری۔ باطنی کے اولی الامر مشائخ طریقت ہیں۔ سالکوں کو ان کی تابعداری لازم ہے۔ اور ظاہر جو شریعت کہتے ہیں اور اسکے اولی الامر فقہائے دین اور ائمہ مجتہدین ہیں۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے واقف اور اس سے مسائل استنباط کرتے ہیں۔ بدلیل والی اولی الامر منہم نعلمہ الذین یستنبطونہ منہ الذینہ مسائل شرعیہ میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ چنانچہ مفہوم آیت مبارکہ بھی یہی ہے۔ تفسیر حسینی میں بھی اس آیت کے ذیل میں اسی طرح لکھا ہے۔ پس جب ائمہ اربعہ اولی الامر ہیں داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسے اولی الامر جو قوت استنباط کامل رکھتے ہیں جن سے دین اسلام شرق اور غرب تک پھیلا اور مستحکم ہوا ائمہ اربعہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ پس اس آیت سے بھی اربعہ کا اتباع کا حق ثابت ہوا۔

ہر کہ سر بر خط فرمان دلیہ نہ بند ، کے میسر شورش روئے برآوردن

دلیل سوم :- قَوْلُهُ تَعَالَى فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ پس پوچھو اہل کتاب سے یعنی عالموں سے اگر تم نہیں جانتے۔ قرآن کریم میں جب اہل الذکر سے علی الاطلاق عالم لوگ مراد ہیں کما فی تفسیر الحسینی

صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نہیں جمع کرے گا امت ٹکڑوں میں۔ یا کہا جائے امتی کے امت محمد کو اوپر گمراہی کے اور اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے تنہا ڈالا جاوے گا بیچ آگ کے یعنی جماعت جنتیوں کی سے آگ کے دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ روایت کی یہ ترمذی نے:-

ف:- ہاتھ اللہ کا ہے جماعت پر یعنی حفاظت اور مدد اور توفیق اور تائید اللہ تعالیٰ کی ہے جماعت پر یہ خاصیت ہے اس امت مرحومہ کے اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے کہ جس چیز پر امت حضرت کی متفق ہوتی ہے حتیٰ ہی ہوتی ہے اور انہی سے ہے روایت فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرو جماعت بڑی کی۔ پس شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاوے گا بیچ آگ کے روایت کی یہ ابن ماجہ نے حدیث انس سے:-

ف:- یعنی جو اعتقاد اور قول و فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کرو۔ ان ہر دو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت اور سواد اعظم سے جماعت کثیرہ مراد ہے۔ یعنی وہ جماعت جس پر اکثر مسلمان ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ مذاہب اربعہ ہی کے مقلدین ہیں۔ مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں ہے وَالْمُرَادُ مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْمُسْلِمِينَ اور جماعت کا لفظ جو پہلی حدیث میں ہے اس سے اہل فقہ اور اہل علم جن کا اجتماع آثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ مراد کی گئی ہے۔ حَقًّا قَالَ فِي الْمِرْقَاةِ قَوْلُهُ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ أَيُّ أَهْلِ الْفَقْهِ وَالْعِلْمِ الَّذِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى اتِّبَاعِ آثَارِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سواد اعظم بڑے گروہ کو کہتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے گروہ کے اتباع کا حکم فرمایا اور اسکی مخالفت میں وعید شدید یعنی دخول فی النار بیان فرمایا پس بنظر انصاف مقلدین کا گروہ ہی بڑا اور سواد اعظم ہونے کا مستحق ہے۔ اور اہل فقہ و علم آثار نبوی کے بھی ہیں لوگ ہیں۔ المختصر جماعت کثیرہ کے پیروی کرنے کی متواتر تاکید آئی ہے۔ غرضیکہ جماعت کثیرہ مقلدین پر ہی منحصر ہے چنانچہ علم تواریخ اور جغرافیہ کی رو سے بھی جماعت مقلدین پر ہی صادق آتی ہے۔ اور فرقہ ناجیہ بھی یہی بن سکتا ہے جس کی علامت بموجب روایات مذکورہ کے کثرت سے ہے:-

تاریخی ثبوت:- مسلمانان عالم کی مجموعی تعداد میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن ایک بر من عالم و محقق نے تعداد مسلمانان عالم کی چونکہ ٹھہ کر ڈر مدلل ثابت کی ہے۔ جس پر تاحال اتفاق ہے۔ کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ جو اس

نوٹ:- آج کل ۱۹۳۳ء میں کل تعداد اکٹالیس کروڑ مسلمان ہمارے ملک میں ہے جن میں سے۔ کروڑ مذہب باطلہ مثل و نابی مرزائی وغیرہ کی ہے باقی سب کے سب مقلد لوگ ہیں۔ اب ثناء اللہ وغیرہ متفقہ خیرہ بتائیں کہ سواد اعظم کون لوگ ہیں۔

کے صحیح ہونے زبردست ثبوت ہے۔ پس منجملہ چونسٹھ کروڑ مسلمانان دنیا کے بیالیس کروڑ سے زیادہ حنفی اور چودہ کروڑ سے زیادہ دیگر آئمہ ثلاثہ کے مقلد یعنی چھپن کروڑ سے زیادہ مقلدین اور باقی آٹھ کروڑ میں قدیم و جدید اسلامی فرقے قلیل التعداد ہیں اب ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زیادہ گروہ کون ہے جس پر سواد اعظم کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ الغرض سواد اعظم کا اطلاق اور تلفظ بجز مقلدین کے اور کسی پر صحیح نہیں ہو سکتا ہے۔ پس مقلدین کا گروہ ہی حق ہے۔ اور فرقہ ناجی بھی یہی ہے۔ قتائل۔

حدیث سوہر :- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَارَأَ بِالْحَمْدِ شَيْئًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ رَقًا كَأَحْمَدَ وَأَبُو ذَاوَدَ :- اور روایت ہے ابی ذر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جدا ہوا جماعت سے بالشت بھر یعنی ایک ساعت میں تحقیق نکالا اس نے پٹہ یعنی ذمہ اسلام کا اپنی گردن سے روایت کی یہ احمد اور ابو داؤد سے :-

فت :- یعنی اس درجہ کو پہنچا کہ شاید قید اسلام اور بند احکام سے باہر آوے۔ اس حدیث میں بھی جماعت سے جدا ہونے کا سخت وعید فرمایا مطلب یہ کہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا اس نے اسلام کا پٹا یعنی رتی اسلام کی اپنی گردن سے نکال دی۔ گویا اسلام کی قید سے نکل گیا۔ اور جماعت کی فضیلت یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ عَلَيَّ الْجَمَاعَةُ کے لفظ سے ظاہر ہے جو حضرت ابن عمر کی روایت میں گنڈ :-

نکتہ :- بحیثیت اتفاق اصول آئمہ اربعہ کے جماعت مقلدین جب ایک ہی فرقہ کہلانے کی اور فرقہ ناحیہ ہونے کی مستحق ہے جو کہ اہلسنت کے نام سے موسوم ہے۔ اس واسطے ایک امام اور ایک ہی مذہب کی تقلید رفعا للفساد بہتر بلکہ لازمی ہے۔ اللہ فرماتا ہے وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا الْآيَةُ :- اور اسی کا نام تقلید شخصی ہے :-

ماحصل انکسار :- اگر آئمہ اربعہ کی تقلید سے انکار کیا جائے اور ان کے مستنبط اور محققہ مسائل کی پیروی نہ کی جائے۔ تو پھر ضرور کسی محدث یا عالم کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور اسکا متبع اسی کا مقلد سمجھا جاوے گا۔ پس جب اصحاب علم کی پیروی کی جائے۔ تو کیا وجہ کہ آئمہ مجتہدین کی پیروی نہ کی جائے جو کل علماء و فضلاء و محدثین و محققین سے فائق اور پیروی کے لائق ہیں۔ کیونکہ ان کا درجہ اور علماء و محدثین سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہے اور اہل تقویٰ و ہدایت اور اہل ذریع و زہد ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل سنت محمدیہ نے جملہ امور ضروریہ متعلقہ عبادت و معاملات کا لحاظ سمجھ کر بالا اتفاق آئمہ اربعہ کی تقلید اختیار کی بلکہ واجب سمجھی جن کے علم و عمل اور زہد و تقویٰ عقل اجتناب و اختیار

آیت سوم :- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ لَّهِ يَسْتَوِي
 مَثَلًا ۚ بَيَانِ كِي اللّٰهُ نَے مَثَلِ اِيك مرويعنی ايك غلام كى كہ اس ميں بہت شريك ہوں بدخود۔ دنا موافق، اور ايك مرو
 يعنی ايك مرويعنی ايك غلام كى جو سالم ہے واسطے ايك مروكے كيا برابر ميں يہ دونوں مثال ہونے ميں ۱۲ يعنی ايك
 غلام بہت شريكوں كا مشترك ہے۔ اور ايك غلام خاص ايك شخص كا مملوك ہے كيا دونوں برابر ہو سكتے ہيں
 نہيں ہرگز نہيں، كَمَا تَدُلُّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ اللّٰهِ اسْتَفْهَامِ عَلٰى ہذا جو شخص خاص ايك امام كا مقلد ہوگا وہ بلا تشویش ہر ايك
 مسئلے پر عمل كرے گا۔ اور ہر طرح سے اپنے امام كى تعميل كرے كے پورے اجر كا مستحق ہوگا۔ ہر خلاف اس شخص كے مشترك
 غلام كى طرح بہت اماموں كى تقليد كرے گا تو وہ نہ خود مطمئن ہوگا اور نہ پورى طرح سے عمل كر سكيگا اور نہ اجر كا مستحق
 ہوگا بلكہ مذہب اور پراگندہ دل رہيگا اور امام كو مورد تمسخر اور اور مضحك بنائے گا۔ نہ اسكو امن اور نہ امام كى عزت
 لَا اِلٰى هَؤُلَاءِ وَلَا اِلٰى هَؤُلَاءِ ۚ

۔ نہ خدا ہي بلانہ وصال صنم ، نہ ادھر كے رہے نہ ادھر كے رہے
 اور يہ اظہار من الشمس ہے كہ اختلافى مسائل ميں ايك وقت ميں صرف ايك امام كى تقليد ہو سكتى ہے۔ نہ
 دوسرے كى بلكہ دوسرے كى مخالفت ہوتى ہے۔ اور يہ مرحلہ نہایت دشوار ہے۔ بسبب غير مقلديت كے
 كچھى ايك امام كى پيروى ہو اور دوسرے كى مخالفت كچھى اسكے برعكس۔ جس كى وجہ سے وصول الے المنفقود ناممكن
 اور محال ہوتا ہے۔

ترسم نرسى بکعبہ اسے اسرارى ، کيس راہ کہ تو مپروى بترکستان ست
 جب تک ايك كى تابعدارى نہ كريگا۔ نجات نہ پائيگا۔ اس لئے ايك امام كى تقليد ہي واجب ہے اور غير مقلديت
 كو مبذول نہا ہے ترك كرنا لازم ہے۔ اس جگہ تفسير قارى اور ترجمہ تفسير حسيني كى بعينہ وہ عبارت ہے جو اس آيت كے متعلق
 كچھى ہے درج كرنا نہایت زيہا اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ہديہ ناظرين ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ بَيَانِ كى خدا نے
 مَثَلًا ايك مثل مشرك اور موحدہ كى واسطے اور وہ مثل كيا ہے۔ رَجُلًا فِيْهِ شُرَكَاءُ ايك مرو غلام اور اسميں بہت
 شريك ہوں مُتَشَاكِسُونَ بدخود متناقض اور ہر ايك اس مرو سے كام كر اوسے اور وہ كسى كا كام پورا نہ كر سكتے۔
 اور كوئى شريك اس سے راضى نہ ہو۔ رَجُلًا سَلَمًا اور ايك مرو چھوٹا ہوا شركت سے سالم محفوظ لِرَجُلٍ ايك
 ہي مرو آدمى كے واسطے يعنی ايك غلام كہ اسكا ايك ہي آقا ہو اور كوئى اس ميں جھگڑا نہ كرے تو البتہ يہ غلام بالكل اپنے

حاشيہ پچھلے صفحے پر۔ ۱۰ جمہور علماء بعد مجتہدين ميں نہايب اربعہ ميں سے كسى ايك خاص مذہب كے باندہ نہيں۔ اب ايك اندھير ٹپكيا كہ پابندى
 مذہب واحد نہيں كہ سمجھ جاتے ہيں۔ ۱۲ نا نہيں۔

آقا کے کام میں متوجہ ہو کر اسے خوشنود کر سکتا ہے۔ ہَلْ یَسْتَوِیْنِ کیا برابر ہوتے ہیں یہ دونوں غلام مثلاً مثل ہونے کی رو سے یقینی یہ دونوں غلام برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک تو اپنے آقاؤں کے جھگڑے کے سبب سے عاجز ہوتا ہے اور سب آقا اس سے ناراض رہتے ہیں۔ اور دوسرے شریکوں کی منارعت سے سالم اور محفوظ ہے۔ تو اسکا آقا اس سے خوش اور راضی رہتا ہے۔ مشرک تو پہلے غلام کی مثل ہے کہ اس نے اپنا دل اپنے معبودوں میں سے ہر ایک کی عبادت میں پراگندہ کیا اور دوسرے غلام کی مثل ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے نہ کسی کو دوست رکھتا ہے اور نہ اور کوئی اس کی امید گاہ ہے۔

یک بار پسند کن چو یک دل داری ، ورنہ بکشی در جہاں بس خواری

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ جو خدائی میں اپنا شریک نہیں رکھتا اَلْاَکْثَرُھُمْ بَلْکَ بہت لوگ لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے کہ وہ مالک مطلق ہے ۱۲ تفسیر قادری جلد دوم اخیر پ ۲۳۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ تقلید شخصی واجب ہے۔ اور غیر تقلیدیت مذموم ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام میں بھی ایک حدیث اسی معنی کی حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے اور وہ یہ ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَفَارَّقَ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِیَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ فَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی) اس حدیث سے بھی ایک ہی فرقہ ناجی اور جنتی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت اتفاق اصول کے مذاہب اربعہ اگرچہ ایک ہی فرقہ ہے مگر منجملہ ان کے ایک ہی مذہب کی پیروی موجب نجات ہے کَمَا اَشْرَفْتُ اِلَیْہِ اَزْلاً۔

جواب سوال دوسرے سوہر: ہر چہ مذہب حق اور ہدایت پر ہیں مگر صریح فی جواب السوال

الاول۔ مگر عمل ایک ہی پر کرنا واجب اور تقلید ایک ہی کی لازم ہے۔ جیسا کہ کتب آسمانی میں سے عمل صرف ایک قرآن پر ہی کرنا فرض اور واجب ہے۔ نہ انجیل۔ نہ تورات۔ نہ زبور۔ پر حالانکہ وہ بھی ایمانیات سے ہیں۔ سوال اول کے جواب میں باستدلال آیت مبارکہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا الْاَیْمَہُ بِالْاِسْتِقْلَالِ اور بوصفا صحت بیان کیا گیا ہے۔ فَلَیَنْظُرُوْا نَسَمَہُ۔ گویا ایک مذہب پر عمل کرنا اور باقی تینوں کو ترک کرنا خدا کے تعالے نے بمصدق آیت مذکورہ اسی مصلحت کے واسطے اشارہ فرمادیا۔ مخالف اگر اعراض کرے تو اسکا قصور ہے۔ پس ایک ہی امام کی تقلید کرنا فی زمانہ واجب ہے۔ کَمَا تَدُلُّ عَلَیْہِ الْاَیَّۃُ الْمَذْکُوْرَةُ فَافْہَمُوْا وَتَدَّبَّرُوا لَاتَعْنُ مِنَ الْمُضْتَرِّیْنَ ؕ

نکتہ :- اگر مذہب معین کی تقلید ترک کر کے جملہ مذاہب کے مسائل پر عمل کریں تو ترکیب مذاہب سے بسبب اختلاف کے دینی امور میں کبھی ایسی صورت بھی بن جاتی ہے جو کسی مذہب میں جائز نہ ہو۔ قَالَ فِي ذُرِّ الْمُخْتَارَاتِ الْحُكْمُ الْمُغْلَقُ بَاطِلٌ بِإِرْجَمَاعٍ اور یہ حکم یعنی ملفق بلا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہے چنانچہ وضو میں ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پھر مقتدی ہو کر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کر بموجب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کذ فی الطحاوی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نماز سوا سوا سٹے نہ ہوئی کہ فاتحہ پڑھنا واجب تھا۔ سوا اس نے ترک کیا۔ اور حنفی مذہب پر اس واسطے نہ ہوئی کہ وضو ترک ہوا یعنی چوتھائی سر کا مسح تو کسی مذہب پر نماز درست نہ ہوئی ۱۲ غایتہ الاوطار :-

جواب سوال چہارم :- اَقُولُ سچونکہ ایک شخص سے ایک وقت میں ایک سے زیادہ اماموں کی تقلید ناممکن ہے اور نہ ہی یہ جائز ہے۔ لہذا ایک مذہب پر عمل کرنے والا کل دین محمدی پر عمل کرنے والا ہے غلام دلائل اس کے تقلید شخصی میں مذکور ہیں۔

جواب سوال پنجم :- قولہ ان چار مذاہب مشہورہ میں سے فرقہ ناجیدہ کے بارہ میں تقلید کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں :-

خلاصہ :- یہ ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی خاص ایک مذہب کی پابندی نہ کرنے میں سراسر نقصان اور فساد ہے۔ کیونکہ فی زمانہ تافسانیت اور جہالت کا بہت زور ہے۔ اگر غیر مقلدیت کی وجہ سے ہر ایک شخص قرآن مجید اور حدیث کا معنی اپنے مطلب اور عقل کے مطابق سمجھ کر اس پر عمل کرے اور فتویٰ دیوے تو اکثر مسائل میں بسبب اختلاف عقول و افہام کے سخت فساد اور تفرقہ پڑنے کا یقین کامل ہے۔ چنانچہ پانی کے مسئلے میں اسی اختلاف کی وجہ سے غیر مقلدین میں ایک اندھیر مچا ہوا ہے۔ لَا تَخْفَىٰ مَنْ لَّهِ اَدْنٰی دَرَانِیۃٌ یہاں بخوف طوالت ذکر نہیں کیا گیا :-

الغرض :- جب غیر مقلدیت ہی فساد کی بنیاد ہے تو رفعاً للفساد اسکو ترک واجب اور خاص ایک مذہب کی پابندی لازمی ہے۔ اور چونکہ آئمہ اربعہ کے سوا اور کسی کا مذہب مدون اور مروج نہیں (ذالک فضل الہی و امر بدیہتی) اس لئے ان چاروں میں سے ایک خاص مذہب اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور بحیثیت مسائل مفتی بہا مذہب حنفی میں اگرچہ مجتہدین کے اقوال مختلف ہیں لیکن دراصل یہ سب ایک ہی مذہب ہے۔ بنا بریں اس زمانہ میں فساد رفع کرنے کے لئے اسی کی تقلید افضل اور ادنیٰ ہے۔ اگرچہ کسی جگہ امام کے تلامذہ و اتباع

کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہو تو حقیقتاً وہ بھی امام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لہذا قال الشیخ فی منیران الکبریٰ اور ابن ہمام کا بھی یہی قول ہے پس ان تمام کے قول پر عمل کرنا گویا جناب امام ہی کی تقلید ہے۔ کما فی ردۃ الاحادیث :-

خلاصہ :- مضمون روایات آنکہ مذاہب اربعہ اہلسنت و جماعت میں داخل ہیں۔ اور حق انہی میں دائرہ ہے۔ اور یہ اطاعت کے لائق ہیں۔ مگر چونکہ سب کی پیروی ناممکن ہے۔ اس لئے ایک ہی مذہب کی تابعداری لازمی ہے۔ ورنہ تشتت اور تردد فی الدین لازم آئے گا۔ اور منزل مقصود وصول الی الحق ہوگا۔ کیا کوئی ذی عقل تشتت اور تردد قبول کر سکتا ہے۔ اور مذہب کہلا سکتا ہے۔ باوجود اظہار حق انکار اور اعتراض کرنا اعتراض جہالت اور دخول فی النار ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

جواب سوال ششم :- ماخذ صحیح و مقبر ہمارے نزدیک قرآن مجید اور حدیث و دیگر کتب مصدقہ و مستنبطہ کتاب و سنت میں لا غیر فتلاً برؤایا اولی الالباب :-

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی عمر قریباً ستر اسی سال کی ہو اور تارک صیام یعنی ماہ رمضان شریف کے روزے ہرگز نہ رکھتا ہو اسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہیں ؟ جواب دو اجر ملے گا :-

الجواب :- ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ کیونکہ امامت منصب محترم ہے اور تارک الصیام ماہ رمضان کا فاسق فاجر ہے اور فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ حاشیہ طحاوی میں مذکور ہے :-

أَمَّا الْفَاسِقُ الْعَالِمُ فَلَا يَقْدَرُ لِأَنَّهُ فِي تَقْدِيرِهِ تَعْظِيمَةٌ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ أَهَانُهُ شُرْعًا وَمَنَازِلُهُ إِحْدَاهُ التَّحْرِيمُ فِي تَقْدِيرِهِ لِهَذَا فِي جَامِعِ الْفَوَائِدِ وَجَدَ الرَّسَّارِہُ یعنی ایسے فاسق عالم نہ مقدم کیا جائے گا امامت میں اس لئے کہ مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے۔ حالانکہ واجب ہے۔ لوگوں پر حقارت اور سخی شرعاً اور حاصل اسکا کراہت تحریمی ہے مقدم کرنے میں۔ اور علاوہ اسکے کتب فقہ میں مذکور ہے کہ جس شخص کی عمر ستر اسی سال کی ہو جائے اور اسکے حواس خمسہ درست نہ رہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم :-

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ذابحہ سے سہواً یا خطاً اوپر گھنڈی کے جانور ذبح ہو جائے تو وہ مذبح حلال ہو گا یا نہ ہو ؟ جواب دو اجر ملے گا :-

السائل علی احمد از چنگا بنکیاں :-

جواب :- بیشک اگر سہواً یا غلطاً گھنڈی کے اوپر سے ذبح ہو جائے تو حلال ہے۔ اگر قصداً اوپر سے ذبح کرے تو اس مسئلہ میں علمائے دین کا بہت اختلاف ہے۔ اور صاحب برازیہ نے اسکو حلال لکھا ہے۔ کیونکہ محل ذبح کا نام حلق ہے اور اس سے مقصود خون نجس کا خارج کرنا ہے۔ تو وہ ان چار رگوں کے کاٹنے سے حاصل ہو جاتا ہے چاہے گھنڈی اوپر کی طرف چلی جائے یا نیچے کی طرف رہ جائے۔ وَتَحِلُّ الزَّكَاةُ فِي الْمَقْدُورِ ذَبْحُهُ أَهْلِيًّا كَانَ أَوْ وَحْشِيًّا الْخَلْقُ كُلُّهُ يَقُولُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الزَّكَاةُ بَيْنَ اللَّبَنَةِ وَاللَّحْيَيْنِ وَالزَّكَاةُ الْكَامِلُ فَرَى الْأَدْوَا حَمَّ الْأَرْبَعَةِ وَهِيَ الْخَلْقُوهُ وَالْمِرْيُ وَالْعِرْقَانِ الْأَذَانِ بَيْنَهُمَا الْخَلْقُوهُ الْمِرْيُ إِذَا كَانَ الْمَقْصُودُ سَيْلَانِ الدَّمِ وَالرَّطُوبَاتِ النَّجَسَةِ ذَلِكَ حَاصِلٌ بِمَا قُلْنَا قَاتِلِ صِحَّانَ وَفِي قَوَائِدِ الرِّسْتَفْنِي لَوْ ذَبَحَ وَنَقَبَتْ عَقْدَةُ الْخَلْقُوهِ مِمَّا يَلِي الصَّدْرَ وَيُؤْكَلُ وَكَذَا إِذَا أَبْقِيَتْ الرَّاسُ قَالُوا قَوْلُ بِالْحَرَمَةِ قَوْلُ الْعَوَامِ وَلَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ لَمْ تَقُلْ از فتاویٰ برازیہ صفحہ ۳۰۶۔

اور سالہ نعمانیہ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ میں لکھا ہے کہ ذبح کی وارد مدار رگوں کے کاٹنے پر ہے۔ اگر گھنڈی نیچے ہونے کی صورت میں رگیں کٹ گئیں تو وہ ذبیحہ بلاشبہ حلال ہے۔ اور اگر تین رگیں نہ کیئیں تو حرام ہے اور کتاب جامع الصغیر صفحہ ۱۲۹ میں نیز بایں طور لکھا ہے مُحَمَّدٌ عَنْ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَا بَأْسَ بِالذَّبْحِ فِي الْخَلْقِ كُلِّهِ دُسْطُهُ وَأَعْلَاهُ وَأَسْفَلُهُ اور اسکے حاشیہ پر لکھا ہے فِي الْخَلْقِ كُلِّهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّكَاةُ مَا بَيْنَ اللَّبَنَةِ وَاللَّحْيَيْنِ وَمَا بَيْنَهُمَا هُوَ الْخَلْقُ كُلُّهُ یعنی امام صاحب کا یہی قول ہے کہ اگر تمام حلق سے جس جگہ چاہے ذبح کرے تو اس میں کوئی خوف نہیں وچاہے نیچے یا اوپر حلق سے ذبح کرے کیونکہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ مکان ذبح کا چاروںوں سے لے کر سینہ کی ہڈی تک ہے اور کتاب بر جندی میں لکھا ہے کہ جو لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں ان کی بات معتبر نہیں کیونکہ وہ قول عوام کا ہے جو کہ قابل تسلیم نہیں۔ اور فقیر کہتا ہے کہ اس میں ضرور احتیاط کی جاوے کیونکہ اس میں نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔

نوٹ :- دربارہ مسئلہ ذبح فوق العقدہ۔

ذبح جانور اس طرح پر کرنا چاہیئے کہ چار رگیں یا تین رگیں کاٹی جائیں اگر ایسا نہ ہو تو باتفاق علمائے محققین وہ جائز حرام ہوگا اس لئے ہمارے دوست سید الحرمین سید محمد نور اللہ شاہ صاحب سانگلہیل و پیر مہر علی شاہ صاحب دغا دم شریعت کے بعض استاذ صاحب بھی اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ گھنڈی کے اوپر سے اگر جانور ذبح کیا جائے تو تین رگیں بھی نہیں کاٹی جائیں اور جو لوگ فوق العقدہ ذبح جائز قرار دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ چار رگیں کاٹی

جاتی ہیں۔ لہذا غلام شریعت کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس صورت میں تین یا چار رگیں کاٹی جائیں وہ صحیح اور درست ہے اور مسلمانوں کو کتب متون پر عمل کرنا چاہیئے۔

المجیب

ابوالمنظور غلام شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل میں :-

سوال :- (۱) زید جب ملک سندھ سے اپنے وطن میں آنے لگا تو عمر و بکر نے دس دس روپیہ بدیں غرض دیئے کہ ہمارے گھر میں دیدے اور زید کے پاس چالیس روپیہ تھے تو ان کے اور اپنے روپے اکٹھے کر کے اپنی پاکٹ میں رکھ لئے۔ اور زید راستہ میں سو گیا اور بوجہ چوری کے مبلغ چالیس روپیہ اسکی پاکٹ سے اور زید کا سامان بھی ساتھ ہی جاتا رہا۔ اب بموجب شریعت کے زید کو روپے دینے پڑتے ہیں یا نہیں۔ اور جو باقی بیس روپیہ بچے ہیں ان سے معلوم نہیں کہ بکر اور عمر و کے کتنے ہیں۔ اور زید کے کتنے ہیں اور ان سے بکر و عمر و کتنے روپے لینے آتے ہیں؟

سوال :- (۲) زید و عمر و بکر تینوں مسلمان ہیں۔ بموجب شرع کے فیصلہ ہوا کہ ان سے کوئی نہ مانے تو اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟

سوال :- (۳) آجکل رسم ہے کہ رشتہ کا تبالہ دو ٹہ سٹہ کر لیتے ہیں۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں یا روپیہ لیتے ہیں کیا یہ بد و امور جائز ہیں۔ بنیہ التوجہ واد۔

السائل محمد بخش نمبر دار سکھ مندر انوال ضلع امرت سمر

سوال نمبر کا جواب :- جو بیس روپیہ باقی زید کی پاکٹ میں کسی وجہ سے بچ گئے ہیں۔ ان میں سے تین روپیہ پانچ آنہ چار پائی بکر کو دیدے اور راستے ہی عمر و کو دیدے اور باقی ۱۳ روپیہ ۵ آنہ چار پائی اپنے خرچ میں لاسے۔ چنانچہ کتاب جوابہ البیان شرح خیرات الحسان ترجمہ صفحہ ۸۸ میں مذکور ہے اور اگر یہ روپیہ زید کی پاکٹ سے کہیں علیحدہ ہوتے اور زید ان کے روپوں کی حتی الوسع حفاظت بھی کرتا اور چوری ہو جاتے تو پھر زید کو دینے اور عمر و بکر کو لینے غیر صحیح اور درست نہ تھے۔ چنانچہ کتاب غایۃ الاوطار شرح درمختار جلد سوم صفحہ ۹۴ میں مذکور ہے۔ دفعہ الی رجل الفاق قال اذ فقهنا الیوم فی الی فلالی فلم یدفعھا حتی صاغت لہ بقضت یعنی ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ یہ ہزار درہم آج کے دن فلال شخص کو پہنچا دیں سو اسنے اسکو نہ پہنچائے یہاں تک کہ وہ تلف ہو گئے تو اس سے تادان نہ لیا جاوے گا۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال نمبر کا جواب :- جو شخص فیصلہ شرعی کا منکر ہو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کھانا پینا اور اس سے رشتہ لینا دینا ہرگز جائز نہیں۔ تاؤ قینکہ تجدید اسلام و تجدید نکاح و تعزیر شرعی ادا نہ کرے۔ ورنہ مستوجب اس سزا کا ہوگا: وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلُهُ نَارُ خَالِدٍ فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ یعنی جو شخص بے فرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نیکل جاوے اسکی حدود سے داخل کرے گا اس کو دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

سوال نمبر کا جواب :- بیشک نکاح شغار نزدیک علمائے احناف کے جس میں مہر مثل طرفین ہو تو جائز ہے اور جس میں مہر مثل نہ ہو وہ شغار واقعی ناجائز و نادرست ہے۔ چنانچہ فتح القدیر باب المہر میں مذکور ہے: **إِنْ مَتَّعَتْ نَفْسًا وَنَهَتْ مَسْتَمْسِي الشَّغَارَ وَمَا خُوذَ فِي مَفْهُومِهِ خُلُوعًا عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَحُكْمُ تَابِلُونِ يَنْفِي هَذَا الْمَاهِيَةِ وَمَا يَصْدُقُ عَلَيْهَا شَوْعًا فَلَا تُبَيِّنُ النِّكَاحَ كَذَا إِلَيْكَ بَلْ تُبَيِّلُهُ** یعنی مطلق نہیں نفی کا مصداق شغار ہے اور شغار کے مفہوم میں خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہے۔ اور ہم قائل ہیں اس شغار کی مایست اور حقیقت کی نفی کے اور اس چیز کے جو اس پر صادق آوے۔ پس نہیں جائز رکھتے ہم ایسے نکاح کو بلکہ ہم اسکو باطل جانتے ہیں۔ اور حدیث جو بخاری و مسلم نہی نکاح شغار پر بایں طور وارد ہے کہ **نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّغَارِ قَالَ نَافِعُ الشَّغَارُ أَنْ يَتَزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يَتَزَوَّجَهُ الْاُخْرَى ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ** اخراجہ الشیخان ؓ یعنی انھوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شغار سے منع کیا ہے کہانا نافع نے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کر دے آدمی اپنی بیٹی کا اس شرط پر کہ نکاح کر دے دوسرا اپنی بیٹی سے اسکو اور نہ ہو درمیان ان دونوں کے ہر نکالا اسکو شیخان نے۔ پس اس حدیث صحیح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ شغار جس میں مہر مثل نہ ہو وہ منع ہے ورنہ جائز ہدایہ جلد دوم میں مذکور ہے **أَنْ يَتَزَوَّجَهُ الْمَتَزَوِّجُ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ لِيَكُونَ أَحَدُ الْعَتَدَيْنِ عَوْنًا عَنِ الْاُخْرَى فَالْعَقْدَانِ جَائِزَانِ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَهْرٌ مِثْلُهَا** اور یہی مذہب ہے امام زہری اور مکحول اور امام ثووی اور لیث اور اوزاعی اور ابن ہنزلہ و تمام علمائے احناف رحمہم اللہ کا واللہ اعلم، نقل فتح الباری ۱/۱۲۰۔ اور کسی سے کچھ روپیہ لے کر بیٹی یا بہن کا نکاح کر دینا بھی منع ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں و جامع الرموز و تمار خانہ و فتاویٰ نادر الجواہر صفحہ ۲۲ میں بایں طور مذکور ہے **مَا أَحْذَرُ الْاَبُو الْبَيْتِ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَبِيدَ عَلَى تَزْوِيجِهَا فَيُؤَرِّشُوهَا وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ قَالُوا هَلْ يَبِيدُ الرَّدُّ لَوْ أَخَذَ الرِّشْوَةَ**۔

۱۔ غیر مقلدین کے نزدیک رطیکوں کے دام لینے جائز ہیں۔ دیکھو اخبار المحدثین ۱۲ غلام شریعت عفی اللہ عنہ۔

عَلَى تَرْوِيحٍ لَهُ إِنْ لَيْسَتْ رَدْمًا أَحَدًا - یعنی اگر لڑکی کے باپ نے نکاح یا اسکے باپ سے کچھ عوض نکاح کر دینے کا کیا پس وہ رشوت ہے اور رشوت حرام ہے اور اس کو لازم ہے کہ واپس کر دے فقط۔

سوال :- بوقت حاجت و استنجائست قبلہ کی طرف کرنی اور سوتے وقت پاؤں بجانب قبلہ کر سکتے کیسے ہیں؟

جواب :- بیشک ان وقتوں میں منہ اور پیٹ اور پاؤں بجانب قبلہ کرنے منع ہیں۔ چنانچہ شامی شرح درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۶ میں اس طرح مذکور ہے: **مَنْ رَكَعًا تَحْتَوِيْمَا اسْتَيْقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا لِإِحْبَالِ بَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ وَ يَكْرَهُ مَدَّ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي السُّوْهِرِ وَغَيْرِهِ أَمَّا الْخَمُ** اور ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۳۳ میں اس کی تاکید پر یہ حدیث شاہد ہے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا تَقْلِبُوا فِيهَا** الخ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب تم جاسے غزوہ کو جیاد کرو تو قبلہ کی طرف نہ بیٹھا کرو اور نہ جاسے غزوہ کے وقت اور نہ پشتا ب کے وقت اور نہ اس کی طرف پیٹہ کیا کرو اور کہا محدثین نے کہ یہ حکم جنگل میں ہے نہ پائخانوں میں۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عورت کو زیورات بوقت حیرناوند کی طرف سے عورت کو پہنائے جاتے ہیں۔ اور وہ زیورات بوقت لڑائی یا جدائی کے اس سے خاوند واپس لے لیتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ شرعاً وہ زیورات حق مروکا ہے یا عورت کا۔ جواب دوا جریٹے گا۔

السائل خاکسار غلام رسول امام مسجد دیشکے تارڑ۔

جواب :- اگر مرد نے عورت کو زیورات ملک کر دیئے ہیں اور اس نے قبضہ کر لیا تو حق عورت کا ہے۔ اگر مرد نے رسم اور اپنے دیکھنے کے لئے عورت کو زیورات پہنا دیئے تو وہ مروکا حق ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔ **وَقَالَ فِي الْوَقْعَاءِ إِنَّ كَانَ الْعَرِيْتُ ظَاهِرًا بِمُحْلَمٍ فِي الْجَهَانِ كَمَا فِي دِيَارِنَا فَإِنَّ الْقَوْلَ الْقَوْلُ** الزَّوْجِ اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ **قَالَ عَتَمِدَ أَنَّ الْقَوْلَ لِلزَّوْجِ وَلَهَا إِذَا كَانَ الْعَرِيْتُ مُسْتَعْمِلًا** اور فتاویٰ فصول عمادی و فتاویٰ جامع النوائد صفحہ ۱۰۹ میں بایں طور مذکور ہے **قَالَ الْقَضَاؤُ وَالشَّيْخُ وَالْمُخْتَارُ الْعَرِيْتُ إِنْ كَانَ مُسْتَعْمِلًا بَانَ بَدْفَعَ الْجَهَانَ عَارِيَةً كَمَا فِي دِيَارِنَا فَإِنَّ الْقَوْلَ الْقَوْلُ الزَّوْجِ** اور جامع النوائد میں ہے **إِذَا لَيْسَتْ الْمَرْأَةُ بِحَالِ حَيَاةِ الزَّوْجِ وَمَضَتْ حَيَاتُهَا**

نوٹ :- فرقہ غیر متقدمین کے نزدیک پیشاب کھڑے ہو کر کرنا جائز ہے۔ خادم شریعت عنی اللہ عنہ :-

پس ان عبارات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ اگر مرد نے اسکے ہلک کر دیئے تو وہ زیورات اسکے ہونے
ور نہ مرد کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- رسم و رواج کو بھی شریعت نے مان لیا ہے یا جواب دو :-

جواب :- بیشک عادت و عرف زمانہ کو شارع علیہ السلام نے تسلیم فرمایا ہے۔ جب کہ وہ نص کے
مخلاف نہ ہو۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۱۳۶ میں مذکور ہے۔ الثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالشَّرْعِ
الْعُرْفُ إِنَّمَا يُعْتَبَرُ إِذَا السَّمُيَتُنِ بِخِلَافِ لَحْقِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا أَرَاكَ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا
فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ الخ اور اس فتاویٰ میں لکھا ہے الْعُرْفُ الْعَادَّةُ كَمَا شِئْنَا لَفَرْقَ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْجُمْهُورِ
اور مجمع البحرین میں ہے۔ الْعُرْفُ وَالْعَادَةُ قَوَائِدُ هِيَ ان عبارات سے ثابت ہو کہ عرف و عادت زمانہ کو
ماننا پڑتا ہے جیسے حکم شرع کا ماننا جاتا ہے بشرطیکہ خلاف شریعت نہ ہو اور عادت و عرف نزدیک جمہور علماء کے
ایک چیز ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ جس کام پر مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے اللہ تعالیٰ کے ہاں
بھی وہ کام اچھا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- طعام سامنے رکھ کر اس پر قرآن مجید سے چند آیات و کلمات طیبہ و دعائیں پڑھنا واسطے برکت
کے اور اسکا ثواب میت کو بخشنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص طعام پر فاتحہ پڑھنے والے کو مشرک کہے اور طعام کو
گوشت خنزیر کی طرح حرام سمجھے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور وعظ سننا جائز ہے یا نہیں ؟ بینا تو خبر داد۔
السائل فقیر حلال الدین از موجودال ضلع فیروز پور :-

جواب :- بیشک طعام کو سامنے رکھ کر اس پر آیات قرآنیہ و کلمات قرآنیہ طیبہ برائے برکت
و بفرص الیصال ثواب میت کے ثواب عظیم ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت و بے علمی ہے۔ کیونکہ ان
امور کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ و ہذا عن ابی ہریرۃ قال لما کان یومہ غزوۃ تبوک
اصاب الناس قحطاً فقال عمر یا رسول اللہ لا نعہم بفضل اؤ زادہم ثم ادع اللہ لہم علیہا
بالبرکۃ فقال نعم فدا ما یطیع فبط ثم دعا بفضل اؤ زادہم فجعل الرجل یحیی بکف ذرۃ و یحیی
الاخر بکسرۃ حتی اجتمع علی النطیع شئ لیسیر فدا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ
ثم قال خذوا فی ادعیتکم فآخذوا فی ادعیتہم حتی ما ترکوا فی العسکر الخ یہ حدیث مسلم باب الایمان
و بخاری و مشکوٰۃ باب المعجزات میں ابی سعید خدی و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے یعنی ابو ہریرہ

سے ہے کہ کہا جب کہ ہوا دن غزوہ تبوک کا پہنچی لوگوں کو بھوک شدید پس کہا عمر نے یا رسول اللہ مشکو ایسے
لوگوں سے بچا ہوا تو شہ انکا پھر دعا کیجئے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے ان توشوں پر برائے برکت کے پس فرمایا حضرت
نے اچھا پس مشکوایا حضرت نے دسترخوان چمڑے کا پس بچایا گیا وہ پھر ملگوا یا بچا ہوا تو شہ ان کا پس شروع کیا
کسی شخص نے کہ لاتا تھا مٹھی چنے کی اور لاتا تھا دوسرا شخص مٹھی کھجور کی اور لاتا تھا اور شخص ٹکڑا روٹی کا یہاں تک
کہ جمع ہوئے دسترخوان پر تھوڑی چیزیں پھر دعا فرمائی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کے لئے برکت
کی پھر فرمایا ڈال لو اپنے برتنوں میں پس بھر لئے لوگوں نے ہانسیوں میں یہاں تک کہ نہ رہا شکر میں کوئی برتن یہ کہ
نہ بھر دیا ہوا سکو اور تمام شکر سیر ہو گیا اور کہا ابو ہریرہ نے کہ باقی بہت طعام بچ رہا اور بخاری پارہ ۲۵ باب
البدیۃ للعدس میں مذکور ہے کہ حبیب بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح حضرت زینب کے ساتھ کیا تو اس
وقت اس گھر میں آدم اسقدر تھے کہ وہ خانہ بھر گیا تھا اور آپ کی خدمت عالیہ میں ایک ہانڈی جس میں کچھ
حلہ پکا ہوا تھا پیش کی گئی سو آپ نے اس حلہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ برکت کے لئے پڑھتے رہے اور
دس دس آدمی بلا تے تھے اور کھانا کھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو بوقت کھانے کے اللہ کا نام
یا کرو یعنی بسم اللہ شریف پڑھا کر وادور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَرَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ
عَلَى تِلْكَ الْحَبْسَةِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرًا عَشْرًا يَا كَلُونَ مِنْهُ وَلَقَوْلُ لَهُمْ
اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ اور امام نووی نے اذکار میں بایں طور حدیث بیان کی ہے رَوَيْنَا عَنْ كِتَابِ ابْنِ
السَّبَّاحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
كَانَ يَقُولُ عَلَى الطَّعَامِ إِذَا قَرَّبَ إِلَيْهِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی جبکہ
آپ کی ذات کے سامنے طعام پیش کیا جاتا تھا تو آپ اس پر دعا مانگتے تھے کہ اے ہمارے مالک ہمارے
رزق میں برکت کر اور ہمیں عذاب آخرت سے نجات فرما اور حضرت شیخ شہاب الدین حنفی اپنی کتاب مایۃ النواہی
میں بایں طور حدیث نقل فرماتے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ عِنْدَ أَوَّلِ الطَّعَامِ اللَّهُمَّ بَارِكْ
لَنَا فِيمَا رَزَقْنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ لَمْ يَفْزُدْ ذَلِكَ ذُبُورًا لَهُ فَيَدْعُو فَرَمَا بِنَبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
جو شخص یہ دعا بوقت حاضر ہونے طعام کے پڑھے تو اسکو کوئی رنج نہ پہنچے گا اور اسکے کھانے میں برکت ہوگی
اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ دارالتظیم میں فضائل القرآن العظیم میں تحریر فرماتے ہیں۔ مَنْ تَرَوَّعَ سُورَةَ قُرَيْشٍ
عَلَى طَعَامٍ عَفَاتُ مَنْ وَكَفَى وَجَعُ الْكُلَيْتَيْنِ الخ اور علاوہ ان دلائل کے مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب

اس حدیث میں لکھا ہے کہ جو کام نیک ہو وہ الحمد سے شروع کرنا سنت ہے ورنہ وہ کام اچھا نہ ہوگا اور اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں **سُئِلَ أَمْرٌ ذِي بَالٍ لَمْ يَبْدَأْ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ** پس اس حدیث صحیح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ کام نیک کو سورہ فاتحہ یعنی الحمد سے شروع کرنا چاہیے اور الحمد اور بسم اللہ شریف باتفاق علمائے دین کے کلام الہی ہیں اور اکل و شرب بھی بحکم خداوند کریم کھانا و آشامیہ امر نیک ہے اور نیک کام پر الحمد پڑھنا سنت ہے نہ بدعت اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو مشکوٰۃ میں مطالعہ کرے اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتاویٰ میں مختلف طور پر بایں طور تحریر فرماتے ہیں **طعامیکہ برآں نیاز حضرت امامین علیہم السلام نماز و دعا و قرآن و قل و درود خواند تبرک میثود و خوردن آں بسیار خوبست** الخ اور جلال میں حسب تحقیق اپنی رائے لکھتے ہیں کہ اگرچہ اسکا ثبوت زمانہ خیر القرون سے نہیں پایا جاتا لیکن اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی وہ طعام حرام ہو سکتا ہے۔ یعنی اگر کسی اس طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبیح نیست اور فتاویٰ مولوی عبدالحی جلد سوم صفحہ ۶۸ میں اسے بطرح تحریر فرماتے ہیں۔ اگر کسی اینطور مخصوص لعل آورد آن طعام حرام نہ شود و بخوردنش مضائقہ نیست۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ سامنے کھانا رکھ کر دعا مانورہ و کلمات طیبہ وغیرہ کا پڑھنا اور اسپر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز اور درست ہے اور طعام بھی حرام نہیں ہوتا اور جو شخص اس طعام اور فصل حرام مثل گوشت خنزیر وغیرہ کے کھتا ہے اور اسکے مجوز کو مشرک کہتا ہے اور وہ خود جاہل و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسکے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں تا وقتیکہ وہ تجدید اسلام نہ کرے باقی جلد اول میں مطالعہ کریں۔

المجیب

خادم شریعت فقیر محمد نظام الدین حنفی ملتان عفا عنہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مجلس میں آکر کہا کہ مسجد میں قرآن کا وعظ ہو رہا ہے۔ تم چل کر سنو۔ ایک آدمی نے اس مجلس میں جواباً کہا کہ وہاں (عضو تاسل) کے نام لینے سکھائے جا رہے ہو۔ لہذا ایسے تشکیم پر از روئے شریعت کیا تعزیر ہے۔

السائل حافظ رحمت علی امام مسجد علی پور مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۰ء

جواب: بیشک ایسا شخص نزدیک علمائے فقیہ شرع متین کے بوجہ استہزاء و امانت و استحقاق احکام شریعت کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۱۸ میں مذکور ہے نوٹ: شرح الصدور صفحہ ۲۰۹ میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس بات پر اجماع ثابت کیا ہے۔ فقہ خادم شریعت غفرلہ

لَا تَهُ أَهَانَ الدِّينَ وَمَنْ أَهَانَ الدِّينَ فَقَدْ حَقَّرَ اور صاحب بنازیہ نے لکھا ہے الفتویٰ ردی اذ قال
 این چه شرع است یلکفر لآنکہ رد حکم شرع اور خزانۃ المفصلین میں ہے کہ اگر گفت شریعت را جہ کنم۔ لہذا کلمہ کفر
 کافر شد اور قاضی پانی پتی مالا بد مذہب میں لکھتے ہیں۔ اگر کسی امر معروف کر دہ دیگر گفت چه غوغا آوردی اگر آں سخن بر وجه رد
 گفت کافر شود۔ اور کشف ولوقایہ میں ہے کہ اگر گوید کہ من نماز را بطاق نہادم یکنفر بکذا فی فتاویٰ عالمگیری و
 سراجیہ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین طحانی عفی اللہ عنہ

سوال۔ چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب دوا جملے گا۔

المتائل بہ حافظ رحمت علی۔

جواب۔ چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا پڑھانا ہرگز شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ لوگ حرام اشیاء کو حلال تصور کرتے
 ہیں اور کہتے ہیں لہذا ان کا جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا
 وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ سَبْعًا
 لے شرط مسلمان ہونا میرت کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے اِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَاتَ صَلَّوْا
 عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مَاتَ مُسْلِمًا۔ یعنی جس نے کلمہ پڑھا اور مر گیا تو اس کا جنازہ پڑھا جاوے کیونکہ وہ مسلمان مرے
 اور فتاویٰ صدر الاسلام میں لکھا ہے کہ ہمارے ملک میں جو خاکروب ہیں ان کا جنازہ پڑھنا ہرگز
 جائز نہیں وہ ہوندا۔

كُنَّا مَسْ دِيَا الْعَجَمِ وَيَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هَمْدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَلَا يَحْرَمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَيَا كُلَّ
 الْمَيْتَةِ وَالْخَنَازِيرِ فَإِنَّهُمْ أَخْبَتُ مِنَ الْمُرْتَدِينَ إِذَا مَاتُوا لَا يُصَلَّى عَلَيْهِمْ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ النَّارِ لَا مِنْ
 تَابَ وَمَاتَ عَلَى تَرْبَتِهِ۔ یعنی عجم میں جو خاکروب ہیں کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن جو خداوند کریم نے حرام چیزیں فرمائی
 ہیں ان کو یہ لوگ حرام نہیں سمجھتے اور کھاتے ہیں مردار اور گوشت خنازیروں کا پس وہ بہت بدترین مرتدوں
 سے ہیں لہذا ان کا جنازہ جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی کا تائب ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی قبر پر جنازہ پڑھ دینا
 چاہیے۔ اور صاحب فتاویٰ خلاصہ و ذخیرہ نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے حرام اشیاء کو اعتقاداً حلال سمجھ کر کھایا
 ہو تو اس کا جنازہ اتفاقاً نہ جائز ہوگا۔ وَلَا صَلَّوْا عَلَيْهِمْ بِالْإِتْفَاقِ۔ اور جو شخص چوہڑوں کے جنازہ کو جائز کہے وہ
 بھی ان سے شمار کیا جاوے گا۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب خادم محمد نظام الدین عفی اللہ عنہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ سماع صوفیہ صافید سادات چشتیہ عمدہ ترین اوقات مثل عرس بزرگان دین وغیرہ میں سنتے ہیں۔ کیا شرعیاً یہ سماع بلا مزامیر مستحاجز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ سماع کو جائز سمجھ کر سنتے انکی پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص سماع سننے والے کو مشرک کہے اس شخص کے لئے شرعیاً کیا حکم ہے۔ اور جو حدیثیں حرمت سماع پر وارد ہیں وہ حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں۔ مہربانی فرما کر ہر ایک سوال کا جواب مفصل تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

السائل۔ سید حسرت علی چشتی نقانی اسعوی جالندھری چک نمبر ۲۵ علاقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ

جواب۔ بیشک غنا جہاں صوفیہ چشتیہ برائے رقت قلب و ذوق شوق و غلبہ عشق الہی حاصل کرنے کے لئے دت بلا سزگی و باب جہاد و باب و بلا غرض شہوت و تماشہ کے سنتے ہیں جائز بلا کراہت ہے۔ ورنہ حرام چنانچہ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قَالَتْ دَخَلَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ یعنی کہانی صافید سننے والی آپ کی ذات میرے پاس آئے جبکہ میرے پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا مائی صاحبہ نے کہ لے کر میرے پاس والد میرے درحالیہ دو لڑکیاں گارہی تھیں اور دیکھ کر میرے والد نے لڑکیوں کو منہ کیا۔ تو آنحضرت اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا کہ اے صدیق ان کو چھوڑ دے اور کچھ نہ کہو۔ گانے دے اور سنبھل رہنا وہیں ہے کہ جب آپ کی ذات مدینہ میں قبیلہ بنی نجار میں تشریف لائے تو وہاں کی لڑکیاں باواز بلند گانا گائیں۔

نَحْنُ جَوَارُ مِنْ بَنِي نَجَارٍ وَأَحْمَدُ هَجُولٌ مِنْ جَارٍ

یعنی ہم لڑکیاں بنی نجار سے ہیں کیا مبارک ہے وہ شخص جس کے ہمسایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور مشکوٰۃ شریف و بخاری میں ایک حدیث بایں طور مذکور ہے: قَالَتْ رَفِثْتُ امْرَأَةً إِلَى زَيْجَلٍ مِنْ أَنْصَارٍ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَيْسَ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّهُمْ اللَّهُ یعنی روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ لائی گئی بعد بیاہ کے ایک عورت نے ظہون ایک شخص کی کہ تھا وہ شخص انصاری سے۔ پس فرمایا آپ نے کیا نہ تھا ساتھ تمہارا ہے کوئی کھیل پس تحقیق انصاری لوگ اس کو بہت پسند رکھتے ہیں۔ اور ایک حدیث جو مشکوٰۃ باب اعلان النکاح میں بایں طور مسطور ہے۔ فَقِنْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَكَانَتْ

لہ۔ سماع مزامیر نزدیک آئمہ اربعہ و خاندان نقشبندیہ و قادریہ کے درست نہیں ہیں۔ حرام ہیں اور بلا مزامیر سماع منہی کے لئے بغرض وقت حاجت رہا ہے۔ واللہ اعلم۔ خادم شریعت نظام الدین ملتانى عفی عنہ۔

یہ غنا حرام نہیں نزدیک مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے۔

اور کہا قاضی محمد بن علی بنی شوکانی و نواب صدیق حسن خاں کتاب دلیل الطالب علی ارجع الطالب و رسالہ ابطال الاجماع میں ولہ نعم لای حنیفۃ و احمدا علی التبریم و نقل عنہما انہما سمعا کا یعنی امام اعظم صاحب سے کسی ظاہر روایت میں حرمت سماع کی ثابت نہیں ہوئی ان کا سننا ثابت ہے اور صاحب ہدایہ نے جلد ۱۴ کتاب الکراہیۃ میں لکھا ہے وَمَنْ اَذْعٰى اِلٰی وَلِیْمَۃٍ اَوْ طَعَاہِ فَوَجَدَ ثَمَہُ دَعَا اَوْ غَنًا فَلَا بَاسَ بِاَنْ یَّقْعُدَ وَ یَا کُلَّ قَالَ الْبُوحَیْفَہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ) ابتلیت بهذا امرًا فصبرت یعنی جو شخص دعوت و لیمہ یا اور کسی قسم کی دعوت پر بلایا جائے اور وہیں غنا یا کوئی اور کھیل ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ وہاں بیٹھے یا کھانا کھائے اور کہا امام صاحب نے کبھی بھی ایک دفعہ ایسی مجلس پیش ہوئی تو میرے بیٹھا رہا اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ابتلاء کے کلمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک ملا ہی حرام ہے۔ اور دوسرے مقام پر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ قَبْلُ الْغَزَاۃِ وَالْاَدْفِ الَّذِیْ یَبَاحُ صُرْبُہٗ فِی الْعُرْسِ یُطْنِ یَا جَلَانِہُ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ یعنی غازیوں کا طبلہ اور دف بجانا شادیوں میں درست ہے۔ اگر کوئی شخص ان کو توڑ دے تو ان کی قیمت کا وہ ذمہ دار ہوگا فقط باقی ذکر باب التنبہ میں مطالعہ کرو۔

پس اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ طبلہ و دف جو شرعاً جائز ہیں وہ حرام نہیں ورنہ ان کے صنائع کرنے والے پر کیوں اس کی قیمت دینی پڑتی۔ کیونکہ حرام چیز کے صنائع کرنے پر شرعاً قیمت اس کی نہیں دینی پڑتی۔ اور صاحب تہذیب ابن ماجہ ص ۱۴۱ میں لکھتے ہیں کَذَا الْمُسْتَعْنٰی بِہِ السُّرُورُ وَالْفَرْحُ فِیْمَا یَبَاحُ فِیْہِ کَالْعِیْدِ وَالْعُرْسِ وَلَوْلَا ذَکَّ وَالْحَسَانِ وَحِفْظُ الْقُرْآنِ کَذَا عِنْدَ الْجَمَاعِ الْاِخْوَانِ فِی مَبْعَدِ الزَّمَانِ لِطَعَاہِ وَالْکَلَامِ وَ کَذَا عِنْدَ قَدُّوہِ بَعْضِ الْاَصْحَابِ مِنَ السُّفَرِ فُہُومًا تَوَرَّعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ بَلْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پس اس عبارت سے ثابت ہوا کہ بوقت شادی و عید و حفظ قرآن مجید۔ پیدائش لڑکا و عرس و بوقت اجتماع برادران و قدم مسافران و برائے فرحت قلب غرض دینی کے دف و طبلہ و غنا درست ہے۔ اور جو غنا و غیرہ شرعاً مشرعت نے حرام لکھا ہے وہ غنا ہے جس میں غرض زینت و خواہش و شہوت پرستی و تہذیب حال و غیرہ امور جو شرعاً ممنوع ہوں بلا شک حرام اس میں تو کسی فرد بشر کو کلام نہیں اور ایسے سرود کی حالت کا قائل کافر ہے۔ اور جو اہل اصناف و چشتیہ خاندان میں غنا برائے رقت قلب و امور نیک کے لئے کیا جاتا ہے وہ جائز ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے اور خاندان عالیہ چشتیہ کو بسبب سماع غنا جواز کے کافر کہتا ہے وہ

خود کا قرب ہے۔ اور اسکے پیچھے نماز ناجائز و نادرست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب: وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ
إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حقیقی قادری سروری عفی عنہ از خلفائے
حضرت سلطان بابور رحمت اللہ علیہ :-

سوال :- طبلہ کس چیز کا نام ہے اور کس طرح پرہوتا ہے۔

جواب :- منتخب میں بایں طور لکھا ہے کہ طبل نقارہ بنوازند و انرا یک طرف پوست میا مشد و گاہے دو طرف
نیز میگیرند و اطبال و طبول جمع ہے۔ اور کریم اللغات میں ہے کہ طبل عربی ڈھول ہندی اور صراح میں ہے۔ طبل دہلی
فقط واللہ اعلم :-

سوال :- علم حدیث کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب :- دو قسم پر ہے۔ علم روایت الحدیث و علم درایت الحدیث۔ روایت الحدیث وہ علم ہے کہ جس سے راویوں
کی بحث کی جاتی ہے۔ یعنی راویوں کے حالات، معلوم کئے جاتے ہیں۔ مثل ضبط و عدل و حفظ راوی وغیرہ اور
درایت الحدیث وہ علم ہے کہ اس میں احادیث کے معانی پر بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً کہ اس حدیث سے آنحضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث کا دوسری حدیث سے تعارض ہے یا نہیں۔ اور اسکا کوئی
ناسخ ہے یا نہیں۔ اور حدیث آنحضور کی رسالت کے منافی ہے یا نہیں۔ اور اس حدیث کا موقت ہے یا نہیں
فقط باقی انشاء اللہ اقسام حدیث کی پوری پوری بحث جلد ہفتم میں کی جائے گی :-

بقلم خود خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ اب اس ملک میں پڑھا جاوے یا نہ اگر
پڑھا جاوے تو فرض کر کے ادا کیا جاوے یا مطلق نیت سے۔ اور جمعہ کے بعد احتیاطاً الظہر کو جماعت سے
ادا کیا جاوے یا علیحدہ علیحدہ اور اس کی نیت کس طرح پرہے۔ بینوا و توجروا :-

السائل خادم العلماء محمد رفیق از کوٹ مومن ضلع سرگودھا

جواب :- نماز جمعہ صبح ہونے کے لئے علمائے دین شرع متین نے بارہ شرطیں مقرر فرمائی ہیں۔ وہ ہوں :-
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

لَا تَهْمُ لَهُمْ يَقْهَرُوا فِيهَا حُكْمُ الْكُفَرِ بِلِ الْقَضَاةِ مُسْلِمُونَ يَطِيعُونَ هَمَّ عَنْ مَنْوَرَةٍ أَوْ بَدُونِهَا
كُلَّ مَضْرُوبَةٍ وَالْإِلَّ مِنْ جِهَتِهِمْ يَحْزَنُ لَهُ إِقَامَةُ الْجَمْعِ وَالْإِحْيَاءِ ۱۶۱۔

یعنی جو کفار کے قبضہ میں ہیں بلا واسطہ ہیں نہ دارالحرب۔ کیونکہ انہوں نے احکام کفر کے جاری نہیں کئے بلکہ
ان میں قاضی وادالی مسلمان ہیں۔ اور ان کی اطاعت مجبوراً یا بلا مجبور کرتے ہیں۔ اور جس شہر میں ان کی طرف سے
حاکم مسلمان ہو تو اسکو جمعہ اور عیدین اور قاضیوں کو مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ان پر مسلمانوں کی حکومت ہے الخ
پس ان دلائل متاخرین سے بھی ثابت ہوا کہ جمعہ ملک کفار میں جائز ہے بشرطیکہ اس ملک والوں کو اختیار تنقید
احکام کا پورے پورے طور پر دیا گیا ہو ورنہ نہیں اور اس ملک ہندوستان میں تنقید احکام و حدود شرعیہ کا
تو دور کنارہ ہم لوگ تو احکام شرعیہ سنانے سے بھی نہایت مجبور ہیں اور حاصل امر یہ ہے کہ جہاں کہیں شہروں اور
قصبوں میں لوگ جمعہ پڑھنے کے عادی ہو چکے ہیں تو بیشک جمعہ کو مطلق نیت یا بہ نیت فرض پڑھ لیا کریں۔
کیونکہ یہ شعار اسلامی عظیم ہے اور اسکے ادا کرنے میں کئی فوائد ہیں۔ اور اب اس ملک میں بوجہ مفتو و شرائط جمعہ
کے نہ پڑھنے میں بھی نزدیک علمائے متقدمین و متاخرین کے کچھ حرج نہیں فقط۔

سوال نمبر ۲ کا جواب :- جس شہر یا قصبہ میں جمعہ پڑھا جاتا ہو وہاں احتیاطاً الظہر کو بلا جماعت ادا کرنا چاہیے
کیونکہ جمعہ کو نیت فرض یا مطلق نیت سے ادا کیا گیا ہے۔ نہ نیت نفل۔ چنانچہ صغیری میں ہے قُلُّكَ لَا لِلْمَعْدُ وَبَيْنَ
يَا الْمَسْجُورِينَ أَدَاءُ الظُّهْرِ جَمَاعَةً فِي الْمِصْرِ لَوْ هُمُ الْجَمْعَةُ سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الْفَرَاخِ مِنَ الْجَمْعَةِ أَوْ بَعْدَ
یعنی معذورین اور قیدیوں کے واسطے بروز جمعہ یا چھ نماز جمعہ کے ظہر کو ادا کرنا مکروہ ہے اور احتیاطاً الظہر کو بایں طور
ادا کرے کہ چار رکعت فرض جو ذمہ میرے ہے چنانچہ مسطور ہے اَنْ يُصَلِّيَ اَرْبَعًا بَعْدَ الْجَمْعَةِ يَوْئِي بِهَا اِخْرَ
فَوْضٍ اَذْرَكْتُ وَتَتَهُ وَلَمَّا وَذَكَ تَجَدَّ اَلْمُ نَقْلُ اَرْفَعُ الْقَدِيرَ۔ اور صاحب کبیری نے لکھا ہے يَتَّبِعِي اَنْ يُصَلِّيَ

۱۔ اور جو آجکل اخبار سیاست مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں سید جہانت علی شاہ صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی بیعت حرام
کیونکہ وہ جمعہ کو فرض نہیں سمجھتا اور احتیاطاً الظہر کو بعد جمعہ کے پڑھتا ہے الخ سوچو ابا لکھا جاتا ہے کہ یہ ان کا فتویٰ دینا اور کہنا جہالت پر مبنی
ہے۔ تمام فقہاء متقدمین و متاخرین نے جمعہ کے لئے شرائط مقرر کئے اور لکھا ہے کہ جمعہ بدول فرض شرط نہیں اور جہاں کہیں شرائط جمعہ
میں شک پڑ جائے تو ظہر کو احتیاطاً ادا کرے۔ چنانچہ ذیل میں مذکور ہے پس معلوم ہوا تو ان کے نزدیک تو عام فقہاء مسلمان نہ ٹھہرے۔ نعوذ باللہ من شر
العلماء والتعصبيين بغرضیکہ جو فتویٰ قابل اعتبار عمل کے نہیں ہے کیونکہ اسکی بنا سادہ غناد و حد پر ہے اولاً کے محب سب کے سب دہلی و دیوبند
و نجدی ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ سید مذکور خلافت کے شے حامی اور شریعت کے بڑے پابند ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہمیشہ مذہب حق پر استقامت عطا فرمائے
خادم شریعت تمام امین غنائی غنائی

أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَتَوَنَّى بِهَا الظُّهْرَ اور غایتہ البیان و بنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ فَتَبَيَّنَ أَنَّ أَدَاءَ الْأَرْبَعِ فِي مَوْضِعٍ وَقَعَ الشَّلَقُ فِي حَيْثُ الْجُمُعَةِ مَرْدِيٌّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ تَلْمِيزًا أَبِي حَنِيفَةَ وَأَخْتَارَ كَ۔ اور صاحب طافی و مواہب نے لکھا ہے يَسْبِغِي أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَهَا أَحَدَ ظُهُرٍ أَوْ رَكَعَتٍ وَتَتَهُ ذَلَّةٌ أَصْلُهُ بَعْدًا اور علاوہ ان دلائل کے کتب معتبرہ جو ذیل میں مختصر طور پر بحوالہ درج ہیں ان کو مطالعہ کریں۔ محیط۔ کافی۔ فتح القدير۔ فتاویٰ عالمگیری۔ ظہیریہ۔ کبیری۔ صغیری۔ قنہ۔ بحر الرائق۔ نہر الفائق۔ شرح باقانی۔ میزان شرعی۔ رد المختار۔ شرح سفر السعادت۔ عینی شرح ہدایہ۔ تفسیر احمدی۔ بنایہ شرح ہدایہ۔ مقامات امام ربانی صفحہ ۱۲۰۔ فتاویٰ عزیزی و حاشیہ چلی۔ شرح وقایہ۔ فتاویٰ نیرہ۔ فتاویٰ جامع الفوائد۔ فتاویٰ نادر الجواہر امینہ۔ فتویٰ عبدالحی۔ فتاویٰ رحمانیہ۔ مجمع البحار تکلمہ ابوالکلام۔ تاتارخانیہ۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی۔ جامع الفتاویٰ فتاویٰ عثمانیہ۔ خزائنہ العلوم۔ فتاویٰ محمدیہ۔ خزائنہ المفتین۔ فتاویٰ صیرو جواہر الفتاویٰ۔ بدر السعادت۔ فتاویٰ صابریہ۔ مجالس الابراہر۔ فتاویٰ غرائب وغیرہ وغیرہ۔ سبحان اللہ حبیب کہ احتیاط الظہر کا فتاویٰ جمہور علماء و فقہاء و اکثر مشائخ عظام نے بوجہ مفقود ہو جانے شرائط جمعہ و اشتباہ شرائط مصر کے دیدہ پایہ ہے۔ تو پھر منکرین کے بے اصل بات کو کون صاحب عقل سلیم مان سکتا ہے۔ اور ناظرین انصاف فرماویں کہ صاحب کافی وہ شخص ہے کہ جسکو ساٹھ ہزار احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوک زبان یاد تھیں اور چوتھی صدی کے ابتداء میں یہ کتاب لکھی تھی۔ اور امام حاکم ذی شاپوری کے استاد تھے۔ باقی ذکر جلد اول میں مذکور ہے :-

ناظرین جو رسالہ مولوی حیدر اللہ درانی پرنسپل جلالپور کے دربارہ شرائط جمعہ و احتیاط الظہر کے لکھا ہے اس کا جواب جلد ہفتم میں انشاء اللہ لکھا جائے گا۔ اور یہ بھی واضح کیا جائے گا کہ یہ شخص کسی مذہب کا پابند نہیں۔ اور اس کی رفتار صلوة الجمعہ میں أَفْتَوْ مُتَوَنِّونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ پر مبنی ہے۔

سوال :- فرقہ غیر مقلدین جو احادیث فاتحہ خلف الامام کے جواز پر پیش کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں یا صحیح۔

جواب :- فتاویٰ قاضیوں جلد اول صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ ایک جماعت تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کی بوسہ سلطان جاڑ ہونے کے بعد کو ترک کر دیا کرتے تھے اور بعض اپنے گمروں میں ناز کر کے پھر جمعہ کو پڑھ سیتے اور ظہر کو خفیفتہ ادا کر لیتے ہیں اور خادم شریعت کہتا ہے کہ انکس ان پر ہے کہ جو لوگ اک زمانہ میں جمعہ پڑھ لیں جسکے ادا کی شرائط میں ہزار یا اختلاف ہیں۔ اور نماز ظہر جو مستقل اور یقیناً فرض ہے اسکو ترک کر دیں۔ پھر اپنے منہ سے حنفی کہہ لیں۔ سبحان اللہ کیا پدی کیا پدی کا شور با۔ اِنَّ اللّٰهَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِلَاطٍ مُّسْتَقْبِرٍ ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ۔

جواب :- اسکا مفصل ذکر جلد اول و سوم میں گذر چکا ہے۔ لیکن یہاں پر جوان کی بڑی دلیل حدیث عبادہ بن صامت والی بایں طور مشکوٰۃ ابو داؤد و ترمذی و نسائی میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ شاید پڑھتے ہو پیچھے امام اپنے کئے کہا صحابہ نے ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو فرمایا کہ نہ پڑھا کرو کچھ مگر فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ سوائے نماز درست نہیں ہوتی۔ تو اسکا جواب کئی وجہ پر دیا جاتا ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث کا داروداؤد مکحول پر اور وہ مدلس ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا سماع محمود بن ربیع سے کسی طریق میں ذکر نہیں کیا۔ لہذا تدلیس کے اس سے رفع نہ ہوئی۔ دیکھو میزان الاعتدال و تذکرۃ الحقا اور دوسرا محمد بن اسحاق بھی مدلس ہے اگرچہ مکحول سے اپنی سماعت بیان بیان کی ہے۔ مگر شیخ الشیخ سے تدلیس دفع نہ کی۔ اور اس حدیث مکحول کے چھ شاگرد اسکے بیان کرنے والے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ عبدالرحمن بن زید بن جابر و سعید بن عبد العزیز و عبد اللہ بن الفلاء و ان تینوں کو ابو داؤد نے ذکر کیا ہے۔ اور محمد بن ولید زبیری کو دارقطنی نے بیان کیا ہے۔

اور چار شاگرد مکحول کے بلا واسطہ یوں بھی روایت کرتے ہیں۔ مکحول عن عبادہ حالانکہ عبادہ بن صامت سے مکحول کی نہ روایت ثابت ہے نہ سماعت۔ اور پانچواں شاگرد اسکا زین بن واقد جو شام کے ملک کا امام ہے۔ وہ یوں روایت کرتا ہے۔ مکحول عن نافع بن محمود عن عبادہ۔ دیکھو ابو داؤد۔ نسائی۔ دارقطنی وغیرہ اور اس میں نافع راوی مستور الحال و مجہول موجود ہے۔ لہذا یہ حدیث مجروح و ضعیف ثابت ہوئی دیکھو تقریب :-

اور چھٹا شاگرد اسکا محمد بن اسحاق ہے البتہ اس نے شیخ محمود بن ربیع سے مکحول کو بیان کر کے حدیث بایں طرح بیان کر دی ہے۔ عن مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ، لیکن اس نے بھی پانچ راویوں کی مخالفت کر دی ہے۔ کیونکہ دوسرے تو مکحول عن عبادہ یا مکحول عن نافع بن محمود عن عبادہ کر کے بیان کرتے ہیں۔ اب غیر مقلدین فرمادیں کہ روایت کس طرح پر صحیح ہے۔ اور علاوہ اسکے یحییٰ بن قطان جسکو تمام محدثین نے مانا ہے اور کہا ہے کہ جسکو یحییٰ بن قطان چھوڑ دیں گے ہم بھی اسکو چھوڑ دیں گے۔ اور یحییٰ بن قطان نے محمد اسحق کی طرف لکھا ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ كَذَّابٌ اور میزان الاعتدال اور مالک نے اسکو دجال کہا ہے۔ اور سلیمان تیمی نے کذاب اور علامہ بدر الدین عینی نے اسکو مدلس لکھا ہے اور امام نووی نے لکھا ہے لَيْسَ فِيْهِ اِلَّا تَدْلِيْسٌ دیکھو بناء جلد اول صفحہ ۱۱۷ اور اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ جب مدلس عن سے روایت کرے۔ تو وہ روایت قابل تسلیم نہیں ہو کرتی۔ وہو ہذا قُلْنَا لِمُدْلِسٍ اِذَا قَالَ عَنْ فُلَانٍ لَا يَخْتَلِمُ بِحَدِيثِهِ عِنْدَ جَمِيعِ الْمُتَّحِدِيْنَ مَعَ اِنَّهُ قَدْ كَذَّبَهُ مَالِكٌ وَصَعْفَةُ اَحْمَدٌ وَقَالَ لَا يَصِحُّ الْحَدِيثُ عَنْهُ اَلَمْ يَلْنِ بِهَمْ كَهْتُمْ ہں کہ جب مدلس عن فلاں کہے تو حدیث اسکی محبت نہ ہوگی۔ نزدیک تمام محدثین کے اور امام

مالک نے محمد بن اسحق کو کذاب کہا ہے۔ اور امام احمد نے ضعیف کہا۔ اس سے حدیث بیان کرنا صحیح نہیں۔ اور کہا ابو ذراعہ نے کہ اسکا اعتبار کسی شے میں نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسری حدیث جو سنہ ۱۰۰ دیلمیہ لا صلوة الا بقاۃ الکتاب و پیش کرتا ہے اسکا جواب بھی سن لیجئے۔ اول تو بحث فاتحہ خلف الامام پہلے نہ مطلق قرأت فاتحہ پر۔ اور اس میں فاتحہ خلف الامام کا ذکر بھی نہیں۔ اور اگر فاتحہ خلف الامام اس سے ثابت ہے۔ تو سورہ کا ضم کرنا بھی مقتدی پر واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکور ہے فَقَدْ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ مِنْ طَرِيقِ مُعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ قَتَادَةَ مَرْنُوْحًا لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَمْلِكْ قِرَاءَةَ الْكِتَابِ قَصَائِدًا اُھ اور ابو داؤد میں ہے قَالَ سَفِيَّانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا حَدِيثُ الْاِمَامِ الْكِتَابِ اِذَا كَانَ وَحْدًا اُھ اور صاحب ترمذی نے بھی اس حدیث کو اکیلے پر محمول کیا ہے۔ اور اسی معنی پر قیاس حدیث خُذْ خُذْ کا بھی کریں۔ اور فرقہ غیر متقلدین کو ہم یہاں پر صرف ایک حدیث اپنے دعوئے کی تحریر کر کے دکھا دیتے ہیں۔ وہ ہوندا۔ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَحَدٍ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ دَرَاءً إِلَّا مَا هِيَ۔ روایت کیا اس حدیث کو دہرب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یعنی جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہ ہوگی۔ مگر جب امام کے پیچھے ہو تو نماز بغیر الحمد کے صحیح ہوگی۔ نقل از ترمذی و موطا امام محمد۔ اور صاحب ترمذی نے اسکو صحیح لکھا ہے۔ دیکھو ترمذی جلد اول مطبع احمدی صفحہ ۴۴ اور باقی ذکر اسکا جلد سوم میں دیکھو۔ فقط۔

المجيب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی اللہ عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کہیں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ انگشت سبابہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو کر دائیں بائیں ہوسنے کا بھی ثبوت ہے؟ جواب دو جملے گاہ

السائل خادم العلماء غلام رسول مہتمم جرنل کتب بہاؤ پور

جواب :- کتاب غنیۃ الطالبین مترجم صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ مطبع اسلام آباد لاہور میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ رتیں عطا کی ہیں۔ الْاَوَّلُ لِبَنَةِ السَّعْدَةِ وَالْقُدْرَةُ وَهِيَ اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ قَوْلُهُ اِنْ تَرَبَّتِ السَّاعَةُ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَكَانَ اَمْنًا لِّلْعَبْرَةِ لِيُؤْمِنُوْا عَلَيَّهِ السَّلَامُ بِضَرْبِ الْعَصَا وَ اِنْ اِنْشَقَّ لِيُحْمَدِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ بِاِسَارَتِهِ اِضْبَعِ الْمُصْطَفٰی فَهُوَ اَعْظَمُ فِي الْمَعْجَزَاتِ وَالْاَعْجَازِ وَالْقُدْرَةُ يَعْنِيْ ہُوَ مَعْجَزہ قدرت کی طاقت جس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ

قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا پھٹ گیا تھا با تہ کی لکڑی مارنے سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند پھٹ گیا ایک انگلی کے اشارے سے پس یہ بڑا معجزہ معجزوں سے ہے۔ اور علاوہ اس کے حدیثوں میں بھی اسکا ذکر ہے۔ کسی آئندہ جلد میں لکھا جائے گا۔

سوال :- چکر الوی لوگ کہتے ہیں کہ علم حدیث کی قرآن کے ہوتے کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید نے ہر ایک چیز کو واضح طور سے بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ شاید ہے تَبَيَّنَّا لَكِ لِكُلِّ شَيْءٍ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔
جواب :- قرآن مجید کے ہوتے ہوئے حدیث شریف کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ حدیث قول اور فعل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ اور ان کی اتباع کی خاطر خود قرآن مجید شاہد ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِنْ

یعنی بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمدہ نمونہ ہیں۔ پس ان کے چال چلن اختیار کرو اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول بھی اس کی تاکید پر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مبلغ نہ تھے بلکہ مفسر و مبین بھی تھے۔ چنانچہ اس آیت میں ہے اَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ عَلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ اِنْ دیکھ دینی ہم نے اتارا تیری طرف اسے جیب ، یہ قرآن مجید تاکہ تو اسکو لوگوں کے سامنے واضح کر کے سنا دے اور قرآن مجید کے احکام کچھ مجمل ہیں اور کچھ مفصل ہیں۔ اور جو مجمل ہیں ان کی تفصیل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمادی ہے۔ اور یہ حصہ تعلق اعمال سے رکھتا ہے۔ اور جو احکام مفصل ہیں وہ مسائل ہیں تو حید باری تعالیٰ و مسائل رسالت۔ حشر و نشر۔ سزا و جزا۔ اور علاوہ ان دلائل کے قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھی تین طرح آتا تھا۔ وحی خفی جو کہ بطور الہام کے آپ کی ذات کے دل مبارک پر آتا تھا۔ دوم وحی الہی جو کہ پردہ کے پیچھے سے سنائی دیا جاتا تھا۔ اور تیسرا بواسطہ جبرائیل علیہ السلام جو کہ بصورت بشر ہو کر آتا تھا۔ وہو ہذا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَأْذِنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ خَلْقِهِ لَخَلِيقٌ عَلِيمٌ یعنی کسی بشر کو طاقت نہیں کہ بات کرے اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وحیا سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجتا ہے فرشتہ پیغام لانے والا۔ پس اس کے دل میں ڈال دیتا ہے حکم اس کے سے جو کچھ چاہتا ہے۔ بیشک اللہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے۔ اِنْ: پس اس آیت سے چکر الوی کا یہ دعویٰ بھی باطل ہوا جو کہتا ہے کہ آپ کی ذات کو بجز قرآن مجید کے اور کوئی وحی نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آپ ہمکلام تین ذریعہ سے ہوتے تھے۔ اور دو ذریعہ سے بھی کلام الہی اخذ کرتے تھے۔ اور جو چکر الوی نے کہا ہے کہ ہر ایک مسئلہ

قرآن مجید میں فصل موجود ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔ ناظرین سینے اہل ان سے ان سوالوں کے جوابات قرآن مجید سے طلب کریں۔

سوال ۱۰: ۱، گدھے کی حرمت۔ بتکتے کی حرمت (۲)، پھوپھی اور خالہ کو ایک وقت میں نکاح کرنے کی حرمت ۳، زکوٰۃ کے مال کی تقسیم (۴)، نمانہج (۵)، احرام باندھنے کا طریقہ (۶)، نماز پنجگانہ کی رکعت اور تفصیل اور ان کے ذکر و اذکار۔ اگر مذکورہ سوالات قرآن مجید سے ثابت کریں تو پچاس روپیہ مفت میں انعام پائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ باقی ذکر متعلقہ فرقہ چچہ الویہ جلد ہفتم میں بیان کیا جاوے گا۔

بحث میرزائی

جلد سوم سلطان القدر میں ایک میرزائی کے ۱۳ سوالوں کے جوابات کی نسبت جن میں سے صرف دو سوالوں کا جواب جلد گذرہ میں دیا گیا ہے۔ باقی جوابات دیئے کا وعدہ تھا اب ان کا جواب مفصلہ ذیل ہے۔

سوال ۱: مسیح کی ولادت یعنی پیدائش خرق عادت سے ہوئی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش خرق عادت سے نہیں ہوئی افضل کون ہے۔

جواب ۱: اس کا فیصلہ تو قرآن مجید نے کر دیا ہے۔ کہ اگر مسیح اس واسطے افضل ہے کہ بغیر باپ پیدا ہوا تو آدم سب سے افضل ہے کہ بغیر باپ اور ماں دونوں کے پیدا ہوا۔ پس اس میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح کی ولادت کو افضلیت برگز نہیں کیونکہ کسی نص شرعی سے ثابت نہیں کہ جو شخص بغیر باپ خرق عادت سے پیدا ہو وہ خاتم النبیین سے افضل ہے۔ اگر کوئی سند شرعی ہے تو دکھاؤ۔

سوال ۲: مسیح کا جسم منبری سے آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھایا جانا ثابت نہیں پس افضل کون ہے۔

جواب ۲: جس قرآن مجید سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسر عنبری آسمانوں کی سیر کرنا ثابت ہے بلکہ عرش بریں سے بھی اُتارنا ثابت ہے۔ دیکھو بخاری باب معراج النبی پھر اسی قرآن مجید سے حضرت ادریس کا آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ پس مسیح کی فضیلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برگز نہیں کیونکہ جو صرف دوسرے آسمان تک جاوے وہ عرش عظیم سے بھی گزرنے والے سے افضل نہیں ہو سکتا۔

سوال ۵: مسیح کا بغیر خورد و نوش آسمان پر رہنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نہ ہونا۔ پس افضل کون ہوئے؟
جواب: مسیح کا بغیر خورد و نوش قیاس کرنا غلط ہے۔ کون آسمان پر گیا اور کس نے مسیح کو بغیر خورد و نوش کے دیکھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **فِي السَّمَاءِ بِذُكُكُمْ مَا تُوعَدُونَ** یعنی تمہاری رزق کی جسکاتم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان پر ہے۔ آپ کو کس طرح معلوم ہے کہ آسمان پر رزق نہیں۔ جبکہ علوم ہیئت اور فلاسفہ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آسمان پر بھی آبادیاں ہیں۔ تو پھر مسیح کیونکر بغیر رزق کے رہ سکتا ہے۔ جبکہ دوسری کفہوں مخلوق کو آسمان پر خدارزق دیتا ہے۔ اور تعجب ہے کہ آپ نے جسکو رزق ملے یا نہ ملے دیکھا نہیں اور نہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت کر سکتے ہو کہ مسیح کو آسمان پر رزق نہیں ملتا۔ رسول اللہ پر فضیلت دیتے ہو حالانکہ جس کو کھانا ملے وہ افضل ہے اس سے جو بھوکا مریا ہو۔

سوال ۶: مسیح نے مردے زندہ کئے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا پس افضل کون ہوئے؟

جواب: مسیح نے مردے جو زندہ کئے دعامے کئے۔ اصل مردہ زندہ کرنے والا خدا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے **بِإِذْنِ اللَّهِ** یعنی اللہ کے حکم سے مسیح معجزہ نمایاں کرتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اکثر اولیاء اللہ نے مردے زندہ کئے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالعزیز بن مریم ایک دفعہ حج کو جا رہی تھی کہ ایک منزل پر انکا گدھا جس پر ان کا اسباب تھا مر گیا۔ آپ نے سجدہ میں دعا کی اور گدھا زندہ ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک چوٹی مر گئی اور آپ کو افسوس ہوا۔ اور اسکی طرف توجہ کی اور دعا کی تو وہ زندہ ہو گئی۔ حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مردے زندہ کئے اور تمہارے جیسے معترض کے کہنے سے تاکہ مسیح افضل نہ سمجھا جاوے۔ پس آپ غور کریں کہ کس کو فضیلت ہے۔ وہ جو خود دعا کر کے مردے زندہ کرے یا وہ جسکا غلام امتی دعا کر کے مردے زندہ کرے۔

سوال ۷: مسیح نے اندھوں کو بینا کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اندھ صابینا نہیں کیا۔ افضل کون ہوئے؟
جواب: ایک نبی کا معجزہ اگر دوسرے میں نہیں پایا جاتا اور دوسرے نبی کا معجزہ اگر تیسرے میں نہیں پایا جاتا تو اس میں ایک نبی کی دوسرے نبی پر فضیلت نہیں۔ اگر مسیح نے مردے زندہ کئے یا مریموں کو اچھا کیا تو مسیح کو رسول اللہ پر فضیلت نہیں کیونکہ جو معجزات حضور علیہ السلام سے ظہور میں آئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظہور میں نہیں آئے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکڑوں سے

لشکر کفار کو شکست دی اور حضرت مسیح بقول مرزا صاحب اور عیسائیوں کے یہودیہ پر کوئی اعجاز نہ کر سکے۔ اور کفار سے مغلوب ہو کر صلیب دیئے گئے اور دولت کی موت دنیا میں مشہور ہوئی۔ زخموں سے خون جاری ہوا۔ اور صلیب کے عذاب اس قدر ہوئے کہ غشی کی حالت میں مروہ تصور ہو کر آثار کے گئے اور دفن کئے گئے پس خود کرنا افضل کون ہوئے۔

سوال ۵۔ مسیح لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ تم نے فلاں چیز کھائی ہے۔ اور اس قدر گھڑوں میں رکھتے ہو مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا۔ تو بتاؤ افضل کون ہوئے۔

جواب ۱۔ یہ معجزات حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اس واسطے مسلمان مانتے ہیں اور حق سمجھتے ہیں۔ کسی کی فضیلت اور تنہا کلام الہی میں نکالنا جائز نہیں۔ اور ہم پیچھے لکھ چکے ہیں مقابلہ کسی نبی کا دوسرے نبی سے نہیں ہو سکتا بلکہ ایک شخص کا دوسرے شخص سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مرزا صاحب کو کہتا کہ مولوی محمد حسین صاحب کو چار مربع زمین سرکار سے عطا ہوئی۔ اور آپ کو ایک چپہ زمین عطا نہیں ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب آپ سے افضل ہیں۔ یا کوئی دوسرا شخص مرزا صاحب کو کہتا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو مولوی فاضل کا امتحان پاس کئے ہوئے ہیں اور آپ کسی یونیورسٹی کے سند یافتہ نہیں۔ آپ سے مولوی ثناء اللہ افضل ہے۔ اب جو جواب مرزا صاحب کے مریدوں کا ہے وہی جواب امت محمدی کا ہے۔

دوہری ۱۔ جو جو صفات و معجزات حضرت مسیح علیہ السلام کہتے تھے اس سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے صرف دو چار ذیل میں لکھے جاتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر مرتبہ دیا گیا ہے۔ مگر انکھوں والا دیکھ سکتا ہے۔

۱۔ کسی نبی کو خاتم النبیین کی فضیلت نہیں دی گئی۔

۲۔ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو قیامت تک جاری رہے۔ یعنی قرآن مجید۔

۳۔ کسی نبی کو ایسی کامیابی نہیں ہوئی کہ اپنے جیتے جی بادشاہ عرب ہوئے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔

۴۔ آپ کو اس قدر قوت و قوت حاصل ہوئے کہ کسی نبی کو ایسے قوت و قوت حاصل نہ ہوئے۔

۵۔ آپ ایسے جامع الکمل تھے کہ کوئی نبی نہ تھا۔

۶۔ آپ نے شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ کسی نبی نے نہ دیکھا تھا۔

۷۔ حضور علیہ السلام کو خدا نے تعالے نے شب معراج میں اس مقام عالی تک سیر کرائی کہ کسی نبی کو نہ کرائی تھی۔

افسوس آپ کھانے کی چیز بتانے کو فضیلت قرار دیتے ہیں اور ایسے عالمی امور کی طرف نہیں دیکھتے۔ اب بتاؤ افضل کون ہوئے؟ جسکا معجزہ قیامت تک باقی ہے یا وہ جسکے معجزات کا قیام اسکی زندگی تک تھا۔ بعد میں کچھ نہیں آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دفعہ کھانے میں زہری لگئی اور آپ نے بتادی اور ہزاروں غیب کی خبریں دیں اور معجزات دکھائے۔ دیکھو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب اسی فن میں لکھی ہے۔ حضور کے معجزات جو حدیثوں سے ثابت ہیں اس کتاب میں لکھے ہیں جس کا نام آداب و اخلاق رسول اللہ ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سے ۳۲ تک)

سوال ۹: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اَسْتَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ اور قَدْ جَدَّكَ صَلَاتُ قَهْدِي اور مَسِيحٌ عَلَيْهِ السَّلَام کو فرمایا وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَ
جواب: حضرت مسیح علیہ السلام کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فرمانے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہودی حضرت مسیح علیہ السلام کو حقیر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ اسکی پیدائش ناجائز طور پر ہے اور اسکی موت بھی بقول یہود صلیب پر ہوئی۔ اور ملعون موت مرا اسوا سطرے قرآن مجید میں خدا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فرمایا تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بریت ہو کہ آپ دعا کا ملعون موت نہیں مرے بعد نزول و جا، ثابت کر کے فوت ہوگا۔ اس میں ایک قسم کی سیس گئی کہ دنیا اور آخرت میں وہ وجہ ہیں۔ آخرت میں وجہ بعد نزول ثابت ہو گئے۔ چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملک اور قوم میں پہلے ہی سے امین اور معزز تھے۔ اور صادق مشہور تھے اسوا سطرے ان کے حق میں وجہ بنا فرمایا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی وجہ تھے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم ہوتا ہے۔ جسکا جواب یہ ہے۔ استغفار کے معنی طلب بخشش کی ہیں۔ اسکا جواب شیخ سعدی دے چکے ہیں۔

عاصیاں از گناہ توبہ کنند ، عارفان از عبادت استغفار

یعنی گنہگار تو گناہ سے توبہ کرتے ہیں مگر عارف عبادت سے بخشش چاہتے ہیں۔ یعنی عبادت کا جو حق ہے اسکے نہ ادا ہونے سے استغفار چاہتے ہیں۔ اور شوق کا قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار مقامات عرفان کا طلب کرنا ہے۔ نہ کہ نعوذ باللہ گناہ سے استغفار اور ایسا ہی وَجَدَكَ صَلَاتُ قَهْدِي میں مقامات قرب الہی اور منازل عرفان کا بتانا ہے۔ یعنی ادنیٰ درجہ عرفان کا پانا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید پارہ ۱۶ میں لکھا ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَدْعُوْا سُبْحَانَہٗ اَوْ يَتَذَكَّرُ فَاُولٰٓئِكَ يَنْفَكُوْنَ عَنْہٗ اَلْحَدِیْثُ (۱۶) اے میرے رب میرے علم میں

ترقی بخش۔ نہ کہ نعوذ باللہ منہا آپ گمراہ تھے۔ سوال کرنے کے وقت ذرا پاس ادب رکھنا مسلمان کا کام ہے۔ دیکھو قرآن شریف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے۔ سورہ جمعہ و یٰٰزِیْعِیْنِہُمْ قُلِّیْلَہُمْ اَلْکِتَابُ وَ اَلْحِکْمَۃُ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے رسول ہیں کہ خود پاک ہیں اور ان کے فیض متعدی ہیں کہ دوسروں کو بھی پاک کرتے ہیں خود عالم ہیں اور دوسروں کو بھی علم اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اب غور کرو کون افضل ہے وہ شخص جو خود وجہ ہے اور ان کی وجہ استعدائی نہیں۔ یا وہ جو خود بھی پاک ہے اور عالم ہیں اور ان کی پاکیزگی اور علم متعدی ہے اور ان کا فیض اور علم اور حکمت قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمارا مذہب مقابلہ نہیں بتاتا مگر سوالوں نے مجبور کیا ہے کہ تھوڑی سی شان محمدی ظاہر کریں۔ کسی کی یہ شان ہے کہ اخیر زمانہ میں دوسرا رسول یعنی حضرت مسیح کی امت میں داخل ہوا اور قتل و جال کر اور اسے والا مسیح تبت تک زندہ رکھا جائے۔ حالانکہ وہ ایک امت کا خدا ہوتا

سوال نمبر ۱۰: مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ پس افضل کون ہے۔
جواب: درازی عمر کی عمر سے افضل نہیں۔ یعنی جو شخص عمر زیادہ پاوے وہ تھوڑی عمر والے سے افضل نہیں ہو سکتا۔ مسیحا کذاب کی عمر ڈیڑھ سو برس کی تھی۔ عوج بن عنق کی عمر ساڑھے پانچ ہزار برس کی تھی۔ دیکھو مطلع الخلق صفحہ ۳۸۔ یہ آپ نے قرآن شریف کی کونسی آیت سے سمجھا ہے کہ لمبی زندگی باعث فضیلت ہے۔ قرآن مجید تو زندگی دنیا کی مذمت فرماتا ہے۔ دیکھو دَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَآ مَتَاعُ الْغُرُورِ یعنی حیاۃ دنیا کی کچھ چیز نہیں مگر غرور کا اسباب ہے۔ زندگی میں ہزاروں جھگڑے اور فکر رہتے ہیں۔ اور جو فوت ہو جاتا ہے اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور جو قید حیات میں رہتا ہے نامکمل رہتا ہے۔

مِصْرَعۃ

نشید ہر کہ ہمیں تمام شد

پس غور کرو افضل کون ہے۔ مرزا صاحب فوت ہو گئے اور تم زندہ ہو کون افضل ہے :-

سوال نمبر ۱۱: مسیح علیہ السلام کے مرنے کا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں پس افضل کون ہے :-

جواب: شکر ہے کہ آپ نے اقرار کر لیا ہے کہ قرآن شریف میں مسیح علیہ السلام کے مرنے کا ذکر نہیں۔ یہ سوال کر کے تو آپ نے مسیح موعود کی تمام عمارت کو منہدم کر دیا جس پر مسیح موعود کے دعویٰ کی بنیاد

تھی۔ باقی آپ کا وہی سوال ہے جو اوپر نمبر ۱۱ میں گذرا ہے۔ یہ جسکا جواب ہو چکا ہے کہ جب تک پہلے آپ قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہ کریں کہ زندگی باعث فضیلت ہے تب تک دعویٰ بلا دلیل ہے اور باطل ہے اور مرزائی مشن کے برخلاف ہے۔

سوال ۱۲: مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لئے دوبارہ آئیں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئیں گے پس افضل کون ہے۔

جواب: دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔ امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو قبل میں حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے۔ اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے مگر چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی آمد میں ہی ایسے کامیاب ہوئے کہ شاہنشاہ عرب ہوئے اور توحید الہی چار دانگ عالم میں پھیل کر نہایت کامیابی سے دنیا سے بظاہر پر وہ فرمایا اس لئے ان کا دوبارہ آنا ضروری نہیں۔ دوبارہ وہ آئے جس نے اپنا کام پورا نہیں کیا۔ پس سوچو کہ افضل کون ہے؟

سوال ۱۳: مسیح علیہ السلام دجال کے لئے آئیں گے اور دجال کو پامال کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ دجال کے لئے آئیں گے نہ دجال کو پامال کریں گے نہ صلیب توڑیں گے پس افضل کون ہے۔ جواب قرآن مجید سے دیا جاوے؟

جواب: دجال کے قتل کا کام افضل نہیں ہے۔ یہ آپ کا اپنا قیاس ہے جو کہ غلط ہے۔ کیونکہ کسی سند شرعی سے ثابت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسبب قتل دجال کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونگے۔ بلکہ حدیثوں میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام امت محمدی میں داخل ہو کر قتل دجال کریں گے حالانکہ نبی رسول ہونگے اور ایک حدیث میں لکھا ہے کہ امام ہمدانی انکو عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں امام ہو کر جماعت کرائیں تو حضرت مسیح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں امامت نہیں کرتا۔ اس لئے کہ میری امت کو یہ گمان نہ ہو کہ میں شریعت محمدی کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ خدا نے امت محمدی کو شرف دیا ہے کہ جس میں نبی رسول شامل ہیں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آپ کا قیاس بالکل غلط ہے۔ اگر قتل دجال کے باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہونگے تو پھر مرزا صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا۔ کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور قاتل دجال ہوں۔ اور یہ فاسد عقیدہ ہے کہ ایک غلام دامتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو نبی اکرم سے افضل سمجھا جاوے

پس یا تو یہ تسلیم کرو گے کہ مرزا صاحب بسبب قاتل و جال ہونے کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے یا یہ مانو گے کہ قاتل و جال کا کام باعث فضیلت نہیں۔ باقی رہا کسر صلیب والا معاملہ تو تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ کسر صلیب کا کام خادمانِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دفعہ کیا ہے اور جس جگہ صلیب و تثلیث کا زور تھا وہاں توحید کا جھنڈا کھڑا کیا۔ آپ نے اس غلط قیاس سے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوتی کیونکہ ان کے ہاتھوں سے کسر صلیب کئی دفعہ ہوئی۔ پس جس کام کو خادمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کر چکے ہیں اگر وہی کام حضرت مسیح علیہ السلام نازل ہو کر کریں گے تو آپ خود ہی غور کرو کہ کون فضیل ہے۔ اخیر میں نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ یہ قادیانی اسلام ہے کہ کس طرح گستاخی سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتے ہیں اور پھر زبان سے کہتے ہیں ۔۔

ما مسلمانیم از لطیف حسد
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

کیا مصطفیٰ کی یہی عزت اور حرمت ہے جو ایک دریدہ دہن میرزائی نے ان سوالات میں کی ہے۔ اور مسیح موعود کی تعلیم کا یہی اثر ہے جو اس میرزائی سائل نے ظاہر کی ہے اور مرزا صاحب نے بھی یہی عظمت اور شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا پر ظاہر کی ہے۔ افسوس صد افسوس ۔۔

بری عقل و دانش بباہر گریست

سوال :- نبی رسول و حکم و فہم و مندر و تدر میں کیا فرق ہے ؟

جواب :- مذکورہ بالا سوال کا جواب مولانا مولوی محمد الدین صاحب عارف باللہ نے بڑی فصاحت سے اپنی کتاب میزان الحق میں دیا ہے جو کہ مفصلہ ذیل ہے۔

میزان الحق حقیقۃ النبوة

جملہ حمد و ثناء و تعریف لائق قادر و مدبر و جید خالق مخلوقات مالک الملک و صانع مصنوعات واحد احد و احد لم یلد ولم یولد ہے جس نے اپنے علم قدیم سے لوح قدرت پر نقشہ کونین و سلسلہ دارین کو پردہ عدم سے موجود فرما کر نور ایجاد سے منقش کیا بذریعہ وجود نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمود و شاہد و مشہود معنی لولاک وجود پاک بنی آدم کو شرف المخلوقات بنایا صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ اجمعین ۔۔

مقدمہ: اول ہم چند اصطلاحات اس میزان الحق میں وزن کرتے ہیں جنکا فہم حق شناس کو ضروری ہے
 بعون اللہ تعالیٰ ہو المعین۔ وہ اللہ تعالیٰ رازق ذو القوۃ التین جس نے اپنی رحمت بیکہ ورافت لا عد سے اس
 عالم میں ہر چیز کے اسباب جو ضروری تھے تیار کر دیئے اور معاش کی اصلاح کے واسطے سامان مہیا فرمائے اور
 ان کی تکمیل کے لئے چند لوگ مستثنیٰ کئے جو بذریعہ الہام الہی طرح طرح کے ایجادوں پر قادر ہو کر استاد زمانہ کہے
 جاتے ہیں۔ اور امور معاش ان کا فیض جاری ہوا اور اسی طرح انسان اصلاح اور تہذیب اخلاق اور معاؤد و نفع اجرت
 کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کمال سے ایک جماعت برگزیدہ و پسندیدہ لوگوں لوگوں کی قائم کی جن کو
 فہیم کہتے ہیں۔

فہم جیسے :- ایک اصطلاح خاص ہے جس سے مراد انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی قوت ملکیہ نہایت محلول رہتی ہے اور ان کے دلوں سے حجاب جسمانی اٹھائے جاتے ہیں اور عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو اس عالم دنیا کے عجائب دکھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو اس عالم کے علوم و احوال عمدہ شوق و تجربہ سے آراستہ اخلاق اور صورت و سیرت سے بنایا جاتا ہے۔ ان کو ہر طرح انسان کی اصلاح کا مادہ و علم کامل ہوتا ہے۔ جس طرح تار برقی کے موجد دنیاوی استاد ہیں اسی طرح یہ لوگ باطنی امور میں یادی راہ الہی کے ہیں۔ ان کے چند اقسام ہیں۔ کامل و حکیم خلیفہ و موید بروح القدس و ہادی۔ و امام و منذر۔ و نذیر و نبی و رسول و وحی :- اب ہم عوام الناس کو سمجھانے کے واسطے ہر ایک درجہ کے معنی لکھتے ہیں۔

کامل :- وہ ہے جو شخص عبادت سے تہذیب نفس کرنے کے علوم رکھتا ہو۔

حکیمؑ :- وہ ہے جس کو اخلاق حمیدہ اور تدبیر منہرل وغیرہ کے اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں۔
 خلیفہؑ :- وہ ہے جسکو سیاست ملکی اور عدل و انصاف کے علوم حاصل ہوئے ہیں
 مؤید بروح القدس :- وہ ہے جسے عالم بالا کے لوگ کلام کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔

[illegible]

ہادی :- وہ ہے جس کے دل اور زبان پر نور رکھا گیا ہے کہ ان کی صحبت سے لوگ مراتب کمالیہ پاتے ہیں اور ان کو ہر دم رہ نمائی کا خیالی رہتا ہے۔

امساہی :- وہ ہے جس کو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم اور ان کے زندہ کرنے کے طریقے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

مندونڈی :- وہ ہیں جن کا یہ حال ہے کہ وہ علاقہ حسباتی سے مجرور ہو کر عالم حشر و قبر کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ یا کسی قوم کی آفتیں اور بلائیں کے آنے سے واقف ہو کر لوگوں کو اس سے تنبیہ کرتے ہیں۔

نبی :- وہ ہے جب رحمت الہی اور رافت نامتناہی خلقت کی اصلاح چاہتی ہے تو ان سب میں سے اعلیٰ شخص کو جس کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور اسکی تابعداری پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے اور جس کے موافق کو ملا علی امین محبوب اور اس کے مخالف کو ملعون کہا جاسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے نجات دیتا ہے اور روشنی میں لاتا ہے اور اسکا نقش قدم اس درجہ کا صاف ہوتا ہے جو اردوں کو بڑی ریا کمال سے مکاشفہ یا تجلیات عالم جبروت یا ملکوت ہوتے ہیں تو اسکو ادنیٰ توجہ سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے اور اسکا نفس قدس روشن آفتاب کی مثل ہو جاتا ہے اور اسکی روشنی سے لوگ منور ہو جاتے ہیں۔ یہ شخص عقل کو سمجھنے سے خلاص کرتا ہے اور یہ شخص صاحب قدس کی طرف متوجہ ہو کر بہت کتاب ہے تو عالم اجسام بلکہ عالم ملکوت میں اسکا تصرف ہو جاتا ہے تو جو باتیں عادت کے خلاف ہیں وہ اس سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اس کے اشارہ سے درخت اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آتے ہیں اور پھر اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں اور دریا زمین کا کام دیتا ہے اور آگ پانی کی طرح سرزد ہو جاتی ہے اور درخت اور پہاڑ اسکو سلام بولتے ہیں اور گوشت کباب شہہ کہتا ہے

لے :- **وَاتَيْنَاكُمْ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ** اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھی ہم نے کھلے کھلے معجزے عطا فرمائے اور روح القدس یعنی جبریل نے انکی تائید کی۔

لے :- **وَإِذْ يُلْقِيْ اِبْرٰهِيْمُ حَبْرَتَهُ رَبِّهٖ بِكَلِمَتٍ فَاَنْقَذْنٰہُ مِنْهَا وَلَمَّا مَلَآ اِمَامًا** اور جب ابراہیم کو اس کے پروردگار نے چند باتوں سے آزمایا اور انہوں نے انکو پورا کر دیا تو خدا نے رفعا منہ ہو کر سندہ پایا کہ ہم مکر لوگوں کا امام و پیشوا بنانے والے ہیں اور قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے امام فرمایا ہے وہ کل شئی انھیں ہی امام ہیں اور ہر چیز شمار کر رکھی ہے پچھتر قرآن مجید ہے

لے :- **بَلْ عَجَبُوْا اِنْ جَاءَهُمْ مُّذٰرٌ مِنْهُمْ فَقَالُوْا الْكَافِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ** مگر ان کافروں کو اس سے تعجب ہوا کہ ان میں سے ایک ڈرانے والا آپ کے پاس پیغمبر بن کر آیا تو یہ کہنے لگے یہ تو ایک عجیب بات ہے :-

کہ میں زیر آلود ہوں مجھ کو مرست کھا اور وہ چیزیں جو جس بصر سے خارج ہیں اسکو دکھائی دیتی ہیں اور اسکے کام کرتے ہیں۔ روحانی لوگ اطاعت کرتے ہیں وغیرہ باتیں ہیں جن کو معجزہ کہتے ہیں اس سے صادر ہوتے ہیں۔

رسول :- وہ ہے جس کو باوجود ان امور کے شریعت جدید اور آسمانی کتاب بھی ملتی ہے۔

ولی :- وہ شخص ہے جسکو رسول کی پیروی میں وہ نفس قدس عطا ہوتا ہے اور انہیں رسول کے انوار اس طرح منعکس ہوتے ہیں جس طرح سورج کے انوار آئینہ میں اور پھر کبھی اس سے بھی خلاف عادت امور سرزد ہوتے ہیں جنکو کرامت کہتے ہیں۔ پھر اولیاء کرام کے بہت اقسام ہیں۔ غوث قطب وغیرہ اب آپکو معلوم ہوا کہ نبی ایسے برگزیدہ کو کہتے ہیں جسکو یہ کمال حاصل ہوں نہ کہ یہ نبوت کسی قوت کا نام ہے جو انسان کے کسی اعصائے دل یا دماغ سے اور قوتوں کی مانند تعلق رکھتی ہے۔

تحقیق لفظ نبی :- لغت میں النباء اس کے معنی الخیر جمع اسکی انباء اور ائمتہ ایاہ اجزہ کنباء اور استنباء بحث عندہ اور ثاباۃ انباء در کل منہا صاحبہ یعنی تمام کلمات ایک قیل سے ہیں فقط باقی مضمون انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جلدوں میں ہوگا۔ والسلام۔

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امری کا اعتقاد

منقول ۶ صفحہ ۱۲ اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء۔

سوال نمبر ۲۴ :- کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سو جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- بنیت حقارت کرے تو گنہگار نہیں الخ د عقیدہ نمبر ۲، صفحہ ۱۲ کالم ۲ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۳ء

اخبار اہل حدیث۔

سوال نمبر ۲۴۹ :- زید نے ڈاکھانہ میں روپیہ جمع کئے ہوئے ہیں انکا سود جو آمد ہو تب سے کسی غریب یا مسکین کو دیتا ہے غریب یا مسکین کو سود کا روپیہ دینے میں گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب :- غریب یا مسکین کی حاجت روائی کی نیت سے ہے تو یہ شاید گنہگار نہ ہوگا فقط اور محمد اعظم و محمد اکبر بطور تبرک نام رکھنا بھی منع ہے۔ کیونکہ یہ صفت خدا کی ہے۔ مورخہ ۲۹ اگست صفحہ ۲۵ ۱۹۱۳ء۔

بریں عقل و دانش بیاید گر نیست

سوال۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کن آیاتِ بنیات و احادیث صحیحہ سے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا افضل و اعلیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے جو ابدی اجر ملے گا۔

جواب۔ بیشک ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے و ملائکہ وغیرہ اور تمام کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں چنانچہ ان آیاتِ بنیات سے ظاہر ہے
وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ حِلْيَةٍ تَمَجَّاكُمْ رَسُولٌ مَصْدَقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۖ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۚ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۚ
ترجمہ۔ یعنی اور جسوقت لیا اللہ (تعالیٰ) نے عہدِ پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تمکو کتاب سے اور حکمت سے پھر آؤ گے تمہارے پاس پیغمبر بھی کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لاؤ ساتھ اسکے اور البتہ دینا اسکو کہا اللہ تعالیٰ نے کیا اقرار کیا تم نے اور کیا تم نے اور اسکے بھاری عہد میرا کہا پیغمبروں نے کیا اقرار کیا ہم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس شاہد رہو۔ اور میں تمہارے ساتھ شاہدوں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جیسے چھپے اس عہد کے پس وہی ہیں فاسق بدکار الخ

پس ناظرین! اس آیتِ کریمہ سے اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی ذات بابرکات حضرت سیدنا ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر جتنے انبیاء و گذرے ہیں سب کے سب آپ کی رسالت پر ایمان لائے اور اپنی اپنی امتوں کو بھی ترغیب اور وصیت اسی امر کی کرتے چلے آئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی وعظ میں اپنی قوم کو کہا مَبَشِّرَا قَوْمِي بِمَا يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ ۝ اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بایں طور اس مضمون پر بیان کیا ہے لَمَّا نَزَلَ اللَّهُ بِمَقْدِهِ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ أَدَمَ فَمِنْ بَعْدِ مَا نَزَلَ إِلَيْهِمْ تَبَا شَرِبَهُ وَتَسَمَّيْتُمْ بِهِ حَتَّىٰ أَخْرَجَهُ اللَّهُ فِي خَيْرِ أُمَّةٍ فِي خَيْرِ قَرْنٍ فِي خَيْرِ أَصْحَابٍ فِي خَيْرِ بَلَدٍ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر اور جو اسکے بعد انبیاء ہوئے ہیں سب کو پیشین گوئی فرماتا رہا اور سب نبیوں کی امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر خوشیاں مناتی رہیں اور حضور کے توسل سے اپنے دشمنوں پر فتح مانگتی رہیں۔ یہاں تک کہ بہترین ائمہ و بہترین قرون و بہترین صحابہ و بہترین شہرے ظاہر فرمایا۔ اور اس پر قرآن مجید

بھی شاہد ہے کہ **وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْخِمُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا** الخ یعنی حضور کے ظہور پانے سے پیشتر کافروں پر ان کے وسیلہ سے فتح چاہتے الخ اور کہتے **اللَّهُمَّ امْضِرْنَا عَلَيْهِمُ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ** الذی نجد حقیقتہ فی التورۃ۔ یعنی اسے ہمارے مالک ہمکو دشمنوں پر مرد فرما صدقہ نبی آخر الزمان کے جس کی صفت ہم لوگ تو راست میں پاتے ہیں اور ان کو فتح دی جاتی ہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا الْيَوْمَ مَا وَسَعَهُ إِلَّا أَنْ يُتَّبِعَنِي** یعنی فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم خدا کی اگر ہوتے آج کے دن دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تو وہ ضرور میری پیروی کرتے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ شب معراج میں تمام انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام نے اقدسے جناب اقدسے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائی اور اپنے عہد کو پورا کیا۔ عاشقان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور فرمائیں کہ **وَلَسَوْ مُنَّوْنٌ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ** وفاسیہد وائیس کے حق میں فرمایا اور کہیں انہوں کو محاطب فرما کر **فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ ذَاكَ وَلِيْلِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ** کا حکم سنایا اور کون لوگ امت ہوئے اور حسیث طبرانی و دارمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرمایا آپ نے **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَفْضَلُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّسُلِ نَبِيَّاءُ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ** یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل و اعلیٰ کیا اور حاضرین نے سبب فضیلت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بَيِّنَاتٍ قَوْمِهِ وَقَالَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا حَافَّةً لِنَاسٍ** فارسلہ الی الارض والجن یعنی کوئی چیز نہیں جو مجھ کو نبی اللہ نہ جاتی ہو مگر بے ایمان جن وادی و طبرانی معجم کبیر، اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ تمام کائنات کے لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے رحمت عظیمہ ہے۔ چنانچہ سورہ انبیاء میں ہے **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کی ذات کو مگر رحمت بنا کر تمام جہان والوں کے لئے الخ اس آیت شریفہ سے ظاہر ہوا کہ آپ کی ذات کا وجود طیب ہے تمام فرستوں اور مومنوں اور کافروں اور مسکینوں اور یتیموں اور غلاموں اور بہانم اور پرندوں اور حشرات الارض اور نباتات و جمادات وغیرہ اشیا و جو ما بین السماء والارض کے ہیں سب کے لئے رحمت ہیں چنانچہ ان دلائل قاطعہ سے ظاہر ہے **قُلْ أَقْبَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَيْنَا السَّلَامُ هَلْ أَصَابَكُمْ مِنْ هَذَا الرَّحْمَةِ شَيْءٌ** قال مَنْعَكُمْ كُنْتُمْ أَخْسَى الْأَقَابَةِ فَأَمِنْتُمْ لِسَاءِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى نَقُولِهِ تَعَالَى ذِي قُوَّةٍ جَلَّ ذِكْرُهُ

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا ہم کو کوئی رسول و مگر اس قوم کی زبان سکھ

ساکر اور حسب شہر علم اللہ علیہ وسلم کہ مخاطبہ ماکہ نہیں ہونے آپ کو بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے الخ اور فرمایا آپ نے **مَا مِنْ شَيْءٍ**

الْعَرْشِ مَكِينٌ مَطَاعٌ ثَمَّ آمِينَ (شفاعت شریف قاضی عیاض) یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیرائیل سے دریافت کیا کہ تجھ کو بھی کوئی چیز ملی ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ میں آخرت سے بہت ڈرتا تھا لیکن اب میں امن میں ہوں۔ کیونکہ خداوند کریم نے بخاطر آپ کی میری شان بیان کی ہے ذِی قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِينٌ مَطَاعٌ ثَمَّ آمِينَ (س ت کویر) اور عورتوں کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رحمت ہونا اس آیت کریمہ سے ثابت ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (قوبک) یعنی بیشک آیا تمہارے پاس تم سے رسول اور اس پر بھاری ہوتی ہے جو تم تکلیف پاؤ تلو کشش رکھتا ہے تمہاری ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا ہے مہربان الخ حدیث مسلم میں ہے کہ کہا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہ آپ مشرکوں کے لئے بددعا فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت جینے والا بنا کر نہیں بھیجتا۔ میں سبب رحمت کا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور تفسیروں میں مذکور ہے کہ جو جبے فرمائی کے پہلی امتوں پر عذاب الہی نازل ہوتا تھا لیکن بخاطر وجود باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عذاب دنیاوی سے کفار محفوظ ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال) اور حدیث میں ہے کہ فرمایا آپ نے الشَّاعِي عَلَى أَرْمِلَةٍ وَالْمَسَاكِينِ كَالشَّاعِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ الخ یعنی بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہ خدا کے خرچ کرنے والے کی مانند ہے (مشکوٰۃ باب الشفقة) اور آپ نے فرمایا أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ وَالْغُرْبَةِ فِي الْجَنَّةِ یعنی میں یتیموں کا متکفل ہوں خواہ وہ یتیم اسکے رشتہ داروں سے ہو یا اجنبیوں سے۔ اور تفسیروں میں لکھا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بیاحت فخر و عار کے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور اس سبب سے یہ آیت حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی فَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ یعنی ان لڑکیوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تم کس گناہ کے عوض ہلاک کی گئیں اور فرمایا أَنَحْضُرُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَعَمْ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ مَقُوقَ الْأُمِّهَاتِ ذَوَاتِ الْأَرْبَابِ (مشکوٰۃ باب البر) یعنی تم پر حرام کر دیا گیا ہے ماویٰ کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور ابو داؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ غلام جو تمہارا سے موافق ہوا اسکے ساتھ سلوک کر دو اگر آپ کہاتے ہو اسکو کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو اسکو پہناؤ اور جو ایسا نہ ہو اسکو بھیجو۔ اسکو تکلیف مت دو الخ اور ابو داؤد میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ آپ کو دیکھ کر روکنے لگا۔ آپ نے اسکو پیپہ کرایا اور اس کے مالک کو کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھکو اسکا مالک بنا دیا ہے تو پھر اسکو کس لئے بھوکا رکھتا ہے

اس نے رو کر میرے آگے شکایت کی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ کی ذات اقدس سے دریافت کیا گیا کہ ہمارے لئے چہار پایوں میں کچھ اجر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ذی روح کے خراج کرنے پر اجر ملتا ہے اور آپ نے چہار پایوں اور حیوانوں کو جس کرنے سے اور نشانہ بنانے سے اور ان کو آپس میں لڑانے سے اور ان کی پیشانی پر داغ دینے سے اور انکو بھوکا رکھنے سے اور چوٹیوں کے خانہ جلانے سے اور پھندوں کے پکے پکڑنے سے سخت منع فرمایا۔ دیکھو باب الصید۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جب باران بند ہو جاتے تھے تو آپ بارش کی دعا مانگا کرتے تھے اور آپ کے وسیلہ سے ابو طالب بارش کی دعا مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ بارش کے ذریعہ سے جمادات و نباتات سرسبز ہو جاتے تھے اور حدیث میں ہے قَالَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ جِئْنِي أَمِنْ بِحَمْدٍ وَأَمْرٍ مِنْ أَدْرَكْتَ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يَوْمُنَا بِهِمْ نَقُولُ لَهُمْ قَوْلًا مَا خَلَقْتَ أَهْلَ مَدْرَاةٍ الْجَنَّةِ وَلَا النَّارِ الْخ (اخرجہ الحکم) اور صحیح کیا اس حدیث کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تو ایمان لاہیں۔ اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چہ خوشی ہو تو میں، دھرتی، آدم علیہ السلام انکو پائیں انہیں حکم دے کہ ان پر ایمان لاہیں۔ اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چہ خوشی ہو تو میں، دھرتی، آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی جنت اور دوزخ کو الخ ہیں ان دو اہل قافلہ سے صاف صاف معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور تمام جہان کے لئے باعث رحمت ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشیر و نذیر و سراج المنیر بھی تمام جہان کے لئے ہیں۔ چنانچہ سورہ فرقان میں ہے تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا۔ بڑی برکت والا ہے جس نے اتار فرقان اپنے حبیب پر کہ ہو دے جہان والوں کو ڈرانے والا و آیت دوم، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ وَبِسِرَاجٍ مُنِيرٍ (سورہ احزاب) (ترجمہ) اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بانے والا اللہ کی طرف حکم اس کے سے اور چراغ روشن و قد جاء حکم من اللہ نزل و کتاب مبین (سورہ مدہ) یعنی بیشک آیا پاس تمہارے نور اور کتاب بیان کرنے والی۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی عمر اور اس کی ہدایت و رسالت کی قسم کھائی اور اس پر خود درود فرمایا۔ اور فرشتوں اور مومنین کو بھی حکم فرمایا لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورہ حجر) یعنی تیری زندگی کی قسم ہے وہ قوم لوط البتہ اپنی مستی میں سرگرواں ہیں الخ اِنْزِلْ قِسْمًا بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَمْسِكْ حُلًّا بِهَذَا الْبَلَدِ (سورہ بلد) میں اس شہر کی قسم

کھاتا ہوں اور تو ہے اس شہر میں۔ اور فرمایا **قَدْ فَعَّلْنَا لَكَ ذِكْرًا**۔ اے حبیب نیرے ذکر کو ہم نے تیری
 خاطر بلند کیا۔ اب تاظرین انصاف فرمائیے کہ کیا کسی اور نبی کی عمر اور اسکے شہر اور اسکی رسالت کی قسم بھی
 خداوند کریم نے کھائی اور **وَلَسَوْتُ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ** اور مقاماً **حُمُودًا** کا وعدہ بھی فرمایا۔ اور
 قاب قوسین اور **إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوثُرَ** کا مراتب بھی دیا۔ اے عاشقان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم یاد رکھو یہ سب فضائل آپ کی ہی ذات مقدسہ کے لئے ہیں۔ اور آیت **وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ**
 بھی اسی بات پر شاہد ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے تعظیمی سجدہ کرایا تو اپنے حبیب
 پر خود اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور اگر ابراہیم علیہ السلام کو درجہ خللت عطا کیا ہے تو اپنے حبیب کو مقام محبت
 عنایت فرمایا ہے اور اگر داؤد علیہ السلام کو یوم موم کرنے کا معجزہ دیا ہے تو اپنے حبیب سے اُمّ معبد کی
 بکری کے تھنوں سے دودھ نکلا دیا جو کہ ابھی وہ بکری بیاہی بھی نہ تھی۔ اور عیسیٰ قوم کے دلوں کو اس سے نرم کرایا۔
 اور اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر سیر کرایا تو اپنے پیارے حبیب کو براق عطا کیا۔ اگر ان سے پرندے
 کلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجر و شجر و حیوانات و جہادات باتیں کرتے۔ اور اگر حضرت یوسف
 علیہ السلام کو ایک حصہ حسن ملا تو حضور علیہ السلام کو تمام حسن ملا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصل سے دریا
 کو شق کر دیا اور پتھروں سے چٹنے جاری کئے تو آپ نے قمر کو انگشت شہادت سے شق کر دیا۔ اور انگلیوں
 سے مانند چشموں کے پانی جاری کر دکھایا ہے اور اگر حضرت موسیٰ نے عصا کو سانپ بنا دیا جو ادھر ادھر
 پھرتا تھا لیکن آپ نے حنّانہ کو انسان کی طرح گریا کر دکھایا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا
 تو آپ نے سنگریزوں اور درختوں سے کلام کرایا جو کہ غیر جنس ہیں۔ اور ان دلائل کی تائید پر کئی حدیثیں
 شاہد ہیں چنانچہ ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث باہیں طور بیان کی ہے
 کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اگر ابراہیم کو میں نے خلیل بنایا تو آپ کو حبیب القاب عطا کیا اگر موسیٰ سے
 زمین پر کلام کی تو آپ سے آسمانوں پر کلام کی۔ اگر عیسیٰ کو روح القدس بنایا تو آپ کے نام کو دو ہزار برس
 پہلے خلقت کے پیدا کرنے سے بنایا۔ اور بیشک آپ کے قدم آسمان میں پہنچے جہاں آپ سے پہلے کسی
 کسی کے قدم نہ پہنچے اور نہ بعد آپ کے کسی کی رسائی ہوگی۔ اور اگر حضرت آدم علیہ السلام کو برگذیدہ کیا تو آپ کو
 خاتم الانبیاء کیا۔ اور آپ سے زیادہ کسی کو عزت و کرامت والا نہیں بنایا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے صاحب ابونعیم و دارمی و ترمذی نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک روز صحابہ کرام آپ کی

استفاری کے لئے بیٹھے ہوئے تھے اور تعجب سے ذکر کر رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس اور آدم علیہ السلام کو صغی اللہ سے پکارا یہاں تک کہ آپ کی ذات نے ان کے قریب آکر فرمایا میں نے تمہاری بات سنی۔ بیشک ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نبی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور آدم صغی اللہ ہیں اور واقعی وہ ایسے ہیں لیکن اَنَا خَلِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرًا وَأَنَا حَامِلُ لَوَائِلِ حَمْدِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى كُنَّا قَرَمَنَ دَوْلَةٍ وَلَا فَخْرًا مَا دُلَّ شَافِعُ الْخَمْرِ

ترجمہ :- یعنی میں اللہ کا حبیب ہوں۔ میں فخر نہیں کرتا۔ اور میں بروز قیامت جھنڈا الحمد کا اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب کھڑے ہونگے۔ اور سب سے پہلے شافع میں ہوں گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا آپ نے کہ بروز قیامت میں خطیب ہوں گا اور سب کا پیشوا اور خزان رحمت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی :- باقی مفصل ذکر فضائل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلطان الفقہ جلد پنجم و تالیق البقیین و میلاد البشیر و نسیم الریاض و شفا قاضی عیاض میں مطالعہ کریں فقط :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان ہر دو مسائل میں جو کہ ذیل میں نمبر وار درج کئے جاتے ہیں :-

سوال ۱ :- بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمانی ہوا تھا یا کہ روحانی کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان کا آسمان کی طرف جانا محال ہے۔

سوال ۲ :- ہمارے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات میں یا کہ نہیں۔ کیونکہ فرقہ دہلیویہ نجد یہ مسئلہ کتاب تفوہیم الایمان مسمی اسمعیل نے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے کہ وہ مٹی ہو گئے۔ کیا یہ بات سچ ہے۔ جواب دو اجر ملے گا۔

السائل :- محمد رمضان نقشبندی متوطن سکھو کے۔ حال وار در اول پسندی صندہ بازار

۹ اپریل ۱۹۲۱ء

الجواب سوال اول :- بیشک ہمارے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا چنانچہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ مشہورہ و اجماع امت و اقوال ائمہ دین و دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت پر وال ہے۔ وہ ہذا سَبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ترجمہ: پاکیزگی اور بے عیبی ہے اسکے واسطے جو بزرگی کی وجہ سے لے گیا اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک رات کے جہنم میں مسجد کعبہ سے جو محیط ہے بیت ابہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طرفت مسجد اقصیٰ کی جو کہ بہت دور ہے مکہ معظمہ سے۔ وہ ایسی مسجد ہے کہ برکت دی ہم نے اسکے گرد کو اور جہاں عبادت گاہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تاکہ دکھائیں ہم چند عجائبات اور نشانیاں انہوں سے۔ اور بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا پس اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ آپ کی ذات کو معراج جسم مع روح ہوا ہے۔ کیونکہ عبد کا لفظ ہر کسی حالت پر بولا جاتا ہے۔ نہ تنہا روح اور نہ جسم پر چنانچہ سورہ جن میں ہے وَأَنْتَ لَبَّاقًا فَتَعْبُدُ اللَّهَ بِأَسْمَاءٍ صَادِقَاتٍ لِّكُنُوزٍ عَلَيْهِ لَبَدًا۔ یعنی جب اللہ کا بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) عبادت کے لئے قیام فرماتے ہیں جن ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں تاکہ آپ کی ذات سے قرآن شریف سنیں۔ اور سورہ مریم میں ہے ذِئْبُكَ تَحُمَّتْ رَبِّكَ عَبْدًا كَذَّابًا یعنی یہ ذکر اس رحمت کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے ذکر پر کی تھی۔ اور کلمہ آیاتنا نیز اس بات پر شاہد ہے کہ جو نشانیاں پروردگار عالم نے اپنے حبیب کو دکھائی ہیں وہ سب کی سب حالت بیداری میں تھیں اور اگر حالت خواب میں معراج ہوتا تو پھر اس معجزہ و نشانیوں کو کفار لوگ کیوں عقل سے بعید سمجھتے اور انکار کرتے اور بعض مسلمانوں کی نوبت کیونکر کفر تک پہنچتی کیونکہ خواب کی بات سے تو کسی فرد بشر کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور سُجَّانَ الَّذِي كَاكُمَہُ کیوں استعمال کیا جاتا۔ اور اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ جب انسان کی عقل نے اس امر کو محال سمجھا تو اس میں قادر مطلق پر عدم قدرت و عجز کا الزام لگانا ظاہر ہوا تو اسلئے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میری ذات عجز و ہر ایک نقص سے پاک و منزہ ہے اور یہ عقل کی نارسائی کا سبب ہے کہ اس امر کو محال سمجھتا ہے۔ اور خداوند کریم پر یہ امر محال نہیں۔ اور صاحب تفسیر حسینی نے بایں طور معراج جسمی ثابت کیا ہے کہ سمیع اور بصیر مستمع اور مبصر کے معنی میں ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کلام سنایا اور اپنی قدرت لازوال کی نشانیاں دکھائیں۔ اور بعض مفسرین نے اِنَّا کی ضمیر کو آپ کی ذات کی طرف پھیرا ہے۔ نفحات الانس میں مذکور ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بیشک خطاب سنتے تھے جو ان سے کیا۔ اور وہ چیز دیکھتے تھے جو ان کو دکھائی۔ اور کلمہ اُسری بعید بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عبد جسم مع روح کے بولا جاتا ہے۔ اگر خوابی اسری ہوتا تو اسری برہم کہا جاتا۔ اور سورہ نجم میں صاف صاف اللہ تعالیٰ نے بایں طور فیصلہ کر دیا ہے وَلَقَدْ رَأَوْا نَزْلَةً أُخْرٰی عِنْدَ رَبِّ الْمُنْتَهٰی عِنْدَہَا جَنَّةُ الْمَاوٰی یعنی بیشک دیکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ایک بار سدرة المنتہی درخت کے پاس۔ اس کے نزدیک جنت الماویٰ تھا جو پرہیزگاروں اور متقیوں کی آرام کی جگہ

ہے۔ اور قَابِ قَوْسَيْنِ۔ وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى۔ یعنی آپ کی نظر مبارک دائیں بائیں نہ پھری اور نہ ہی حد سے نظر مبارک نے تجاوز کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے قرب حاصل کیا۔ فَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ الْكُتُبِ قسم خدا کی کہ دیکھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات معراج میں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مانند عرش عظیم و روح محفوظ و کرسی و رفوف و سدرۃ المنتہی و اعلیٰ صورت جبرائیل علیہ السلام کی اور طرح طرح کے عجائبات ملکی و ملکوتی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشاہدہ کئے جن کی تائید پر یہ آیت شریف بھی شاہد ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمی ہوا تھا۔ چنانچہ کتاب بخاری تفسیر سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا حَيٍّ أَرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ (الحديث) پس اس آیت سے معلوم ہو کہ اگر خوابی معراج ہوتا تو پھر فِتْنَةً لِلنَّاسِ کہنے کی کیا ضرورت تھی اور اسکو نشانی اور معجزہ کیوں کہا جاتا اور احادیث مشہورہ متواتر بھی اسی بات پر شاہد ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمی ہوا تھا چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و شفا قاضی عیاض وغیرہ کتب احادیث میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات مذکور ہیں۔ (۱) ابی بن کعب (۲) اسامہ بن زید (۳) انس بن مالک (۴) بریدہ (۵) بلال بن عمامہ (۶) بلال بن سعد (۷) جابر بن عبد اللہ (۸) حذیفہ بن یمان (۹) سمرہ بن جندب (۱۰) سہل بن سعد (۱۱) شداد بن روسی (۱۲) حبیب بن سنان (۱۳) عبد اللہ بن عباس (۱۴) عبد اللہ بن عمر بن خطاب (۱۵) عبد اللہ بن عمرو (۱۶) عبد اللہ بن زبیر (۱۷) عبد اللہ بن ادنیٰ (۱۸) عبد اللہ بن سعد (۱۹) عبد اللہ بن مسعود (۲۰) عبد الرحمن بن عابس (۲۱) عباس بن عبد المطلب (۲۲) عثمان بن عفان (۲۳) علی بن ابی طالب (۲۴) عمر بن خطاب (۲۵) مالک بن صاعد (۲۶) ابوبکر بن الصدیق (۲۷) ابوالخیر (۲۸) ابویوب انصاری (۲۹) ابوسریحہ (۳۰) ابوالدرداء (۳۱) ابوذر غفاری (۳۲) ابوسعید الخدری (۳۳) ابوسفیان (۳۴) ابوسلمہ (۳۵) ابوسلمی الراعی (۳۶) ابویعلیٰ الانصاری (۳۷) اسماء بنت ابی بکر (۳۸) عائشہ ام المؤمنین (۳۹) ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۴۰) ام سلمہ۔ ام المؤمنین۔ ام ہانی۔ ابوعمامہ وغیرہ سے مذکور ہیں۔ اور تمام علمائے دین محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمی ہوا تھا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے اپنی تصنیف حجة البالغہ جلد ۲ صفحہ ۹۰ میں بایں طور لکھا ہے وَأُسْرِي إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى ثُمَّ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَالْحُجَّةُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ ذَلِكَ بِجَبَدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقُظَةِ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہی تک رات میں ہی مع جسم مبارک سیداری

[illegible]

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک گم نہیں ہوا بلکہ آپ کی ذات کے روح پاک کو اللہ تعالیٰ رات کے وقت لے گیا۔ صاحبانِ اول تو اس حدیث کے متن میں علت قارعہ موجود ہے کیونکہ مَا تَقَدَّرُ لَكَ جُغَدٌ مَا تَقَدَّرَتْ لَكَ بَيْتٌ (بھی ایک روایت میں زار و ہے۔ چنانچہ شفا میں ہے اور دوسرا اسکی اسناد میں انقطاع اور راوی مجہول ہے اور تبصری و تبہ یہ ہے کہ کہا ابنِ و تبہ نے التویر میں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور کہا امام شافعیہ ابو العباس بن عمر کی نے یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ حدیث صحیح کے رد کرنے کے واسطے وضع کی گئی ہے۔ اور علاوہ ان دلائل کے مورخین نے لکھا ہے کہ واقعہ معراج ابتداء اسلام میں ہوا ہے تو اس وقت مائی عائشہ صدیقہ پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔ اور بعض روایات میں ہجرت سے پانچ سال پہلے اور بعض روایات میں ایک سال پہلے معراج کا واقعہ ہوا ہے اور ہجرت کے وقت مائی صاحبہ کی عمر پانچ سال یا آٹھ سال کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ مدینہ منورہ میں آکر رونق افروز ہوئیں۔ اور علاوہ اسکے مائی صاحبہ نے یہ بات اپنے مشاہدہ سے نہیں فرمائی بلکہ سنی سنائی بات کر دی۔ جسکا کوئی اصل نہیں پایا جاتا اور نہ ہی روایت کا ضبط ہوتا اس عمر میں عند المحدثین تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں مذکور ہے أَمَّا قَوْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا مَا فَقَدَتْ جَسَدًا لَفَعَالِشَةَ كَمَا تَحَدَّثُ بِهِ عَنْ مُشَاهَدَةٍ لِرَأَيْتَهَا كَمَا تَكُنُ حِينَئِذٍ رُجَّتْ دَلَا فِي سَنٍ وَمَنْ يَصْبُطُ الْمِ اور علاوہ ازیں اس حدیث کا ذکر کتب صحاح مشہورہ میں نہیں پایا گیا۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ حدیث صحیح متواترہ و مشہورہ کا ہرگز ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ فقط۔

الجواب :- رد دوسرے سوال کا جواب کہ انسان کا آسمان کی طرف جانا محال عقلی ہے۔ سوا اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم کی ذات ہر ایک امر پر قادر ہے۔ اس کی شان کے آگے یہ کوئی بعد امر نہیں۔ دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بدوں باپ کے اٹھارہ فرمایا۔ اور مائی حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی باقی پسلی سے نمودار کیا۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کو باوجودیکہ وہ بہت بوڑھے تھے اور ان کی زوجہ بھی عقیمہ تھی تو ان کو فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جسم عنصری کو آگ جلتی ہوئی سے محفوظ رکھا۔ اور اسبطر ح سے عصا کو اڑ دیا بنادیا۔ اور اونی کو پتھر سے نکال کر دکھایا۔ اور مفتی الارب میں ہے کہ سمندر کیر آگ میں رہتا ہے نہ مڑتا ہے اور کتاب حیوۃ الحیوان جزو ثانی صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ شتر مرغ آگ کا چکارا بگل جاتا ہے۔ اسکا پیٹ چکارا بجھا دیتا ہے اور وہ چنگارا اسکو نہیں جلاتا۔ وَتَبْتَلِيهِمُ الْجَمْرَ فَيَكُونُ جَوْفُهَا هَوًّا عَابِلٌ بَنِي إِطْفَاطِهِ وَلَا يَكُونُ الْجَمْرُ عَامِلًا فِي إِحْدَاقِهِ الہ سبحان اللہ ایسی کردار مثالیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح وہ چاہتا ہے کرتا

ہے اس کے آگے کوئی مشکل امر نہیں لیکن انسانی عقل ادراک نہیں کر سکتی۔ ایسے امور کو ناممکن اند محال خیالی کرنا خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے اس کے قادر مطلق ہونے پر غیب لگانا ہے۔ انسان کے لئے واجب ہے کہ خدا کے امور میں چرن و چراند کرے۔ اور صاحب معراج محمدیہ نے بعلم ہند سے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی ذات نے بیت المقدس سے فلک اعظم بحکم عنصری سیر کیا ہے۔ جغرافیہ دال بتاتے ہیں کہ زمین کا قطر قریباً آٹھ ہزار میل ہے اور آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے سو گنا سے بھی زیادہ ہے۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جب صبح کو پہلے سورج کا بالائی کنارہ نمودار ہوتا ہے تو اسکے بعد کیے جلد اسکا کنارہ زیریں نظر آ جاتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ سرعت زیر بحث کا جسد مبارک میں پایا جانا از روئے عقل ناممکن نہیں ہے۔ اور روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی ثانیہ بیان کی جاتی ہے حالانکہ تمام نور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی کے بر تو ہیں۔ لہذا حضور کے جسم اطہر میں جو نورانی جسم ہے ایسی حرکت کا حصول بطریق اولیٰ ممکن ہے اور قرآن مجید و کتب حدیث سے یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک لطیف تھا۔ چنانچہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول صفحہ ۶۸ میں زکوان سے حدیث بیان کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَمْ یَكُنْ یُرِیْ لَہٗ ظِلٌّ فِی شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ قَالَ ابْنُ سَبْعٍ مِنْ خَصَائِہٖ اِنَّ ظِلَّہٗ كَانَ لَا یَقَعُ عَلٰی الْاَرْضِ وَ اِنَّہٗ كَانَ نُورًا ذَاكَ اِذَا امْشٰی فِی الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا یَنْظُرُ لَہٗ ظِلٌّ اِلَّا یَعْنٰی حَکِیْمُ تَرْمِذِیُّ نَوَادِرُ الْاَصُوْلِ میں بروایت زکوان نقل کیا ہے کہ آپ کی ذات کا سایہ نظر نہ آتا تھا نہ دھوپ میں اور نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائن سے یہ امر تھا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ نقل از معراج محمدیہ صفحہ ۸ اور اَدْلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِیُّ بھی اسی امر پر شاہد ہے اور قرآن مجید میں ہے قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُورٌ وَ کِتَابٌ مُّبٰیْنٌ۔ اور حدیث مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۰۰ پر بروایت جابر بن عبد اللہ انصاری ہے کہ کہا جابر نے کہ میں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ سب اشیاء سے اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا تو فرمایا آپ نے یا جابر اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُورًا نَبِیْلًا مِنْ نُّوْرِ کَالَمِ اِذْ اُسَیْءَ حَدِیْثُ کُوْثَرِ الرَّزَاقِ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ حدیث سلطان الفقہ جلد پنجم میں مع ترجمہ مذکور ہو چکی ہے۔ اور سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بھی اسی امر پر شاہد ہے۔

کلیم کہ چرخ فلک طور پوست ہمہ نور ہا پر تو نور پوست

الغرض وجود مبارک ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تھا۔ جسکا مفصل ذکر عنقریب تحریر

ہوگا۔ اور یہ جسم لطیف تھا نہ کہ کثیف۔ چونکہ اس جسم نورانی کا سایہ نہ تھا پس آسمان کی طرف جانا محال عقلی نہیں۔ فقط۔
سوال نمبر ۳ کا جواب: بیشک ہمارے آقائے نامدار حیات ہیں اس سے کسی مسلمان کلمہ گو کو انکار نہیں
 مگر بعض فرقہ واپر یہ بخبردار کے تعصب و ضد کے یہ الفاظ بے ساختہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ اور حیات النبی کے بارہ
 میں چند ایک دلائل قاطعہ تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو یقین آجاسے۔ وہ ہوں ہذا۔

قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ فِي التَّشْوِيزِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بِجُودِهِ وَرُوحِهِ وَإِنَّهُ يَتَصَرَّفُ
 وَيُسِيرُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَمْلُوكَاتِ وَبِهَيْئَةِ النَّبِيِّ كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ وَلَمْ يَسْدَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْيَقِينُ
 فِيهِ وَأَذِنَ لَهُمْ أَيْ الْأَنْبِيَاءُ فِي الْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَمْلُوكَاتِ الْعُلَى وَالسُّفْلَى
 وَالْيَقِينُ وَتَوَاتُرَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ مِنْهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ
 وَيَصَلُّونَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ
 نقل از بدیۃ المحرمین صفحہ ۱۱۰

ترجمہ: کہا حافظ سیوطی نے تنویر میں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں ساتھ بدن اور روح
 اپنے کے اور تصرف اور سیر کرتے ہیں زمین کے کناروں اور عالم ملکوت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اسی بنیت و شکل مبارک میں ہیں جیسا کہ زندگی میں تھے وفات سے پہلے۔ اور کچھ بھی تبدیلی نہیں۔ اور یہ بھی اسی کتاب
 میں ہے کہ اذن دیا گیا ہے انبیاء علیہم السلام کو قبروں سے نکلنے کا اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کرنے کا۔ اور
 اس بارہ میں حدیثیں متواتر ہیں اور ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نبی زندہ ہیں
 اپنی قبروں میں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے زمین پر کھانا بدن انبیاء
 کا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جس نے پڑھا درود مجھ پر دن جمعہ کے
 اور رات جمعہ کو سو بار روا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں۔ ایک سو ستر حاجتیں آخرت سے اور تین حاجتیں دنیا
 سے۔ پھر مقدم کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس درود شریف کے ایک فرشتہ کہ داخل ہوتا ہے مجھ پر قبر میں جیسا کہ داخل
 ہوتے ہیں تم پر ہدیئے اور تحفے بیشک علم میرا بعد وفات میری کے ایسا ہے جیسا کہ علم میرا زندگی میں۔ اور حدیث
 بیہقی کے اخیر الفاظ یہ ہیں وَكَلَّ اللَّهُ بِذَلِكَ يَدْخُلُ عَلَى فِي قَبْرِى كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ الْهَدَايَا
 عَلِىُّ نَجْدَ مَوْتِى كَعَلِىُّ فِى حَيَاتِى اور بدیۃ المحرمین صفحہ ۱۳ میں بایں طور حدیث مسطور ہے عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمَّا زِلْ أَسْمِعَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْخَرْفَةِ وَحَقُّ

عَادَ النَّاسُ اِلَيْهِ (ترجمہ) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ اس نے ہمیشہ سنتا تھا میں آذان اور تکبیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے آیا مخرقا میں کہ زمانہ زید بن معاویہ کا تھا یہاں تک کہ پھر کرائے لوگ۔ اور اسی طرح دلائل نبوت میں یہ حدیث مذکور ہے۔ اور قرآن مجید میں بایں طور مذکور ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْواتًا بَلْ اَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَلَيْسَتُبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اِلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ :- نہ گمان کرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان لوگوں کو جو مارے گئے راہ خدا میں اور یہ لوگ زندہ ہیں اپنے رب کے نزدیک روزی دیئے جاتے ہیں جنت کے میووں سے دراختیاریک خوش و خرم رہتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور خوشی کہتے ہیں ساتھ ان کے جو کہ ابھی ملے نہیں ہیں یہ ساتھ ان کے ان کے پیچھے سے یہ کہ کچھ خوف نہیں اوپر ان کے اور نہ ہونگے غمناک الخ

پس اس آیت کے تحت میں علامہ امام قرطبی وغیرہ نے لکھا ہے وَالْآنُ بَيِّنًا وَاُولٰٓئِكَ فَهُمْ اَحْيٰٓءٌ وَاَعْظَمُ وَقُلْ نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النَّبِيِّ وَالشَّهَادَةِ قَيْدًا خُلُوْنَ فِي عُمُوْمِهِمْ كَقَوْلِ الْاٰيَةِ الخ یعنی انبیا اولیٰ اور افضل ہیں ساتھ اس حیات اور زندگی کے۔ اور وہ بزرگ تر اور بڑے ہیں ساتھ رتبہ نبوت کے وصف شہادت کا پس تو دخل ہوئے انبیا و علوم آیت میں نقل از ہدیت المحرمین صفحہ ۱۳۔ اور باقی ذکر جلد اول میں ملاحظہ ہو :-

اور مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ حضرت کی ذات مٹی میں ملنے والی ہے سو یہ ان تمام دلائل قاطعہ مذکورہ کے برخلاف ہے۔ اور یہ عقیدہ و بائی نجدی شقی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دہابیوں کے ہزلیات سے ہر ایک مسلمان کو بچا دے آمین ثم آمین :-

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ :-

سوال :- فجر کی نماز میں دعا قنوت ہمیشہ پڑھنا بدوں کسی واقعہ محاربہ وغیرہ کے جائز ہے یا نہیں کیونکہ فرقہ دہابیہ فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا ہمیشہ کے لئے سنت جانتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے جواب دو واجبے گا۔

الجواب :- مذہب حنفیہ میں قنوت کی نماز کے سوا کسی نماز میں ہمیشہ دعا قنوت پڑھنا درست نہیں۔ مگر صدور حادثہ عظیمہ مثل محاربہ و طاعون وغیرہ کے بعد از رکوع برائے دفع بلا پڑھنے تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔ چنانچہ کتاب الاعتبار و فتح القدر باب النثر میں حدیث صحیح ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَا يَقْنُتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْدًا وَاحِدًا لِاَنَّهُ خَازِنٌ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُنْتُ يَدْعُوْنَ عَلَيْهِمْ :-

دعا قنوت فجر کی نماز میں مگر ایک مہینہ پھر چھوڑ دیا آپ نے پڑھنا اسکا۔ اور ابن ابی شیبہ استاذ بخاری اپنے مصنف میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان **إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْنَتُونَ فِي الْفَجْرِ** یعنی صحابہ فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حضرت علی کی لڑائی ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھی **لَمَّا قَنَتَ عَلِيٌّ فِي الْفَجْرِ أَتَتْهُ النَّاسُ عَلَيْهِ ذَلِكَ** یعنی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قنوت کو فجر کی نماز میں پڑھا تو ان پر لوگوں نے انکار کر دیا۔ اور ابن تیم جو کہ وہابی فرقہ کے مرشد ہیں لکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا ثابت ہوتا تو ضرور صحابہ سے نقل ہوتا اور اسکے خلاف واقع نہ ہوتا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ آپ نے صرف بد دعا کے لئے دعا قنوت پڑھا۔ **فَلَمَّا زَالَ تَوَلَّى الْقَنُوتَ** یعنی جب آپ کی مراد پوری ہو گئی تو پھر آپ نے ترک کر دیا اسکو۔ اور جن حدیثوں سے ہمیشہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف اور قابل عمل نہیں۔ دیکھو فتح القدیر و زاد المعاد اور جواہر منقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی صدور حادثہ ہو جائے تو فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنے میں کوئی خوف نہیں ہوگا اور سوا اس کے جائز نہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب ۛ

المجيب — خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری

سوال :- بوقت تکبیر تحریمہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے جائیں یا کندھوں تک۔ کیونکہ فرقہ وہابیہ کہتا ہے کہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کی کوئی حدیث نہیں۔

الجواب :- بوقت تکبیر تحریمہ کانوں تک ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے۔ چنانچہ سنن نسائی و سنن ابو داؤد و سنن دارقطنی و معجم طبرانی و صحیح مسلم وغیرہ کتب معتبرہ میں یہ حدیث مالک بن الحریث سے مسطور ہے **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ يَحَاذِي بِهِمَا أُذُنَيْهِ** (ترجمہ) یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر کہتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں کانوں کے برابر کر دیتے تھے۔ اور مسلم میں مالک سے باریں طور حدیث مذکور ہے **أَنَّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَحَاذِي بِهِمَا أُذُنَيْهِ** (ترجمہ) یعنی دیکھا انہوں نے آپ کی ذات بابرکات کو کہ اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے یہاں تک کہ مقابل کر دیتے دونوں کانوں کے کناروں تک۔ اور نیز وائل بن حجر سے مروی ہے **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حَالَ أُذُنَيْهِ** (مسلم) (ترجمہ) بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اٹھائے ہاتھ جب کہ داخل ہوئے نماز میں اور تکبیر کی اور رکھا

دونوں ہاتھوں کو مقابل دونوں کانوں کے اور صاحب کتاب طحاوی شرح معانی الآثار نے براہین عازب سے بایں طور حدیث میں بیان کی ہے کہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَقَّبَ لِإِقْتِنَاعٍ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَ ابْنَاهَا مَا كَقَرِيبَيْنِ شَخْمَتَيْ أُذُنَيْهِ (ترجمہ) یعنی تھے جب کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تکبیر کہتے شروع نماز میں تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ہو جاتے دونوں انگلیں قریب دونوں کانوں کے نیچے کے کناروں تک۔ پس ان تمام دلائل کا طے سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔ اور جن حدیثوں سے کندھوں تک اٹھانے کا ذکر آیا ہے انکو علمائے حنفیہ نے عذر پر محمول فرمایا ہے یعنی سردی وغیرہ کی وجہ سے یہ فعل ہوا ہے نقل از معانی الآثار۔ اور فرقہ و بابیہ کا کہنا غلط ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی قادری سرمدی عفی عنہ :

سوال :- اگر کسی شخص نے فرض مغرب و فجر کے بلا جماعت پڑھ لئے ہوں اور پھر جماعت قائم ہو جائے تو جماعت کے ساتھ اسکو شریک ہو جانا جائز ہے یا نہ اور فجر و عصر کے بعد نفل پڑھنے درست ہیں یا نہیں جواب دوا جڑ ملے گا۔

الجواب :- بیشک بعد از ادا کے نماز فجر و مغرب جماعت کے ساتھ شریک ہونا درست نہیں۔ چنانچہ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مَنْ صَلَّى صَلَاةً مَرَّتَيْنِ فِي حَدِيثٍ أَخْرَجَهُ دِرْقَانُ بْنُ قَطَنِ بِرَوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا مَسْطُورٌ بِعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَلَيْتَ فِي أَهْلِكَ ثُمَّ أَذْرَكَتَ فَصَلَّيْهَا إِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ (ترجمہ) بیشک فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب نماز پڑھے تو اپنے گھر میں پھر پاؤں تو جماعت کو تو جماعت کو تو پڑھ لے اسکو مگر فجر اور مغرب کو نہ پڑھ۔ اور اس حدیث کو شیخ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوع اور صحیح لکھا ہے۔ اور نماز فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے بھی جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث مسلم و بخاری میں مذکور ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرُفَعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ (ترجمہ) فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد نماز صبح کے کوئی نماز جائز نہیں جب تک نہ بلند ہو جاوے آفتاب نہ نفل از مشکوٰۃ صفحہ ۸۶ مطبوعہ احمدی۔ اور ایسا ہی فتاویٰ عالمگیر و ہدایہ و در مختار وغیرہ کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب فقط۔

حررہ نظام الدین ملتانی قادری حنفی عفی عنہ

سوال :- ہمارے شہر میں ایک حافظ قرآن اور عالم با عمل حنفی المذہب نابینا نہایت پرہیزگار ہے وہ جمعہ کی جماعت کرتا ہے اور اسکے پیچھے لوگ خوشی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ایک مولوی صاحب ہیں وہ سخت

منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نابینا کے پیچھے نماز پڑھ کر درست نہیں۔ کیونکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ کو نہ کرے۔ جواب دوا جمعہ گاہ:

السائل احمد الدین پشتر جلالپور جٹاں

الجواب: کتب مقبرہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے جب کہ نابینا علم اور احتیاط اور پرہیزگاری میں سب سے زیادہ ہو۔ ورنہ مکروہ ہے۔ چنانچہ کتاب الاشیاء والتکلیف احکام الامم میں مذکور ہے **وَلَكُمْ كُؤَامَتُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحْلَمَ الْقَوْمِ** (ترجمہ: اندھے کی امامت مکروہ ہے مگر جب کہ قوم سے اعلیٰ علم سے ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور بحر الرائق کتاب الامامت میں مذکور ہے **فَإِنْ كَانَ أَفْضَلُهُمْ قَادِرًا** یعنی اگر اندھا قوم سے افضل ہو تو اسکو امامت کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ ابن ام مکتوم مدینہ طیبہ میں لوگوں کا امام بنا اور اسوقت اس کے برابر پرہیزگاری و علم میں کوئی نہ تھا۔ اور ایسا ہی صاحب فتح المنان نے لکھا ہے **إِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرًا مِنَ الْبَصِيرِ أَفْضَلُ قَوْمًا**۔ یعنی جب کہ بصیر افضل اور پرہیزگار اندھے سے زیادہ نہ ہو تو اندھے کے پیچھے نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ اور ایسا ہی بدائع وغیرہ کتب مقبرہ میں لکھا ہے۔ اور مولوی صاحب کالیے عالم حافظ پرہیزگار کے پیچھے نماز کو مکروہ سمجھنا نہایت درجہ کی غلطی ہے اور خلاف حدیث ابن ام مکتوم کے ہے۔ ہاں اگر نابینا اور بینا کے اوصاف برابر ہوں تو بینا کو امامت کے لئے نابینا پر ترجیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب:

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ۔

سوال: سورج و چاند کو گہن کیوں لگتا ہے۔ اسکا سبب اور اسکی نماز کی ترکیب مفصل طور پر تحریر کرو واللہ تعالیٰ

اجر دے گا۔ فقط

السائل خادم العلماء حافظ خدا بخش فرخپوری

الجواب: سورج و چاند یہ دونوں خدا کی نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا جینے کے سبب ان کو گہن نہیں لگتا۔ چنانچہ حدیث صحاح المصابیح حضرت عبداللہ بن عباس سے مذکور ہے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ بِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا حَيَاتِهِ** **فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ تَعَالَى** اور ایک حدیث میں ہے **فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ تَعَالَى وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا فَإِنَّ كُلَّ خَيْرٍ فِي مِثْلِ هَذَا إِلَّا خَوَالِ وَالْأَنْزَاعَ مَا مَوْرِبِهِ يَكُونُ الْخَيْرَاتِ دَافِعَةً لِلْبَلِيَّاتِ** (ترجمہ: فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ سورج و چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں

ہیں نشانیوں میں سے۔ کسی کی موت اور حیات کے سبب سے ان کو گہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ بات دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور دعا مانگو اور اللہ اکبر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ و خیرات کرو کیونکہ یہ نیک کام ہولناک اور خوفناک باتوں میں میں بجالانے کا حکم ہے۔ کیونکہ خیرات وغیرہ نیک کام آفتوں کو دفع کرتے ہیں الخ اور مجالس الابرار صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے

فَإِنَّ كُلَّ ذَلِكَ مِنَ الرِّيَاسَاتِ الْخُفُونَةِ الَّتِي يُخَوِّفُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا عِبَادَهُ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا (ترجمہ) تحقیق یہ سب خوف کی علامات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں سمجھتے ہم علامات کو مگر ڈرانے کے لئے۔ الخ۔ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ سورج و چاند کا کسوف و خسوف و آندھی و طاعون وغیرہ بلیات جو لوگوں میں ظاہر ہوتے ہیں یہ محض ہمارے گناہ کثیر اور حدود سے گزر جانے کے سبب سے نمودار ہوتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بجلی کی آواز کو سنتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ یعنی اے اللہ ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ کرو اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کرو۔ اور قرآن مجید اور حدیث شریف اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر غضب نازل نہیں کرتا مگر جب کہ لوگوں کی نوبت حد سے گزر جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پہلے اپنی نشانیوں کے ذریعہ لوگوں کو ڈراتا ہے تاکہ لوگ ڈریں اور توبہ و استغفار کریں۔ اور امام جمعہ کو چاہیے کہ عوام الناس کو عید گاہ یا جامع مسجد میں جمع کرے۔ اور ان کو دو رکعت نماز نفل بلا اذان و اقامت و بلا خطبہ باجماعت پڑھائے اور دعا و استغفار میں مشغول رہے یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔ اگر چاند کو خسوف لگ جائے تو ہر ایک الگ الگ نماز نفل ادا کریں۔ چنانچہ کتب فقہ میں لکھا ہے یُنْبَغِي لِإِمَامِ الْجُمُعَةِ إِذَا تَكَسَّفَ الشَّمْسُ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي الْجَامِعِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ كُلُّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعٍ وَاحِدٍ لِقَبْلَةِ الثَّانِيَةِ وَلَا إِذَا انْأَمَّتْ وَلَا إِذَا قَامَتْ وَلَا خُطْبَةٍ وَلَا يُقْرَأُ فِيهَا مَا شَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ وَيُخْفَى الْقِرَاءَةُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا بِجَهْرٍ الْخ ثُمَّ هُوَ فِي الدَّعَاءِ مُخْتَارٌ شَاءَ دَعَا لِسَائِمِ الْقَبْلَةِ وَإِنْ شَاءَ دَعَاءَ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ بِوُجْهِهِ أَوْ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْلَةِ (ترجمہ) امام جمعہ کو چاہیے کہ جب سورج کو گہن لگے تو لوگوں کے ہمراہ جامع مسجد یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھے ہر رکعت ایک رکوع سے نفل کی طرح بلا اذان و بے اقامت و بے خطبہ اور دونوں رکعتوں میں قرآن مجید بقدر چاہے پڑھے اور قرأت امام صاحب کے نزدیک خفیہ پڑھنی چاہیے اور صاحبان کے نزدیک جہر میں ہے۔ اور جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر دعائیں اختیار ہے چاہے قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے چاہے کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے دعا مانگے یا قبلہ کی طرف الخ واللہ اعلم بالصواب

سوال :- نماز استسقاء کی طرح پڑھنی چاہیے اور نماز استسقاء سنت ہے یا مستحب ؟

الجواب :- نماز استسقاء سنت ہے اور اس کو جماعت سے ادا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت اس امر میں نہیں پائی گئی کیونکہ کسی آپ نے استسقاء کے لئے صرف دعا فرمائی ہے۔ اور کسی نماز جماعت سے ادا کی ہے۔ پس امام جمعہ یا حاکم وقت پر مستحب ہے کہ لوگوں کو تین یوم پہلے روزوں کا حکم دے پھر ان کو تین یوم متواتر میدان میں لے جا کر دو رکعت نماز نفل بلا آذان و اقامت پڑھائے اور دو خطبے پڑھے۔ اور اس میں قرأت بلند پڑھے۔ اور رخ قبلہ ہو کر دعا برائے حیوانات و نباتات و جمادات و جمیع مخلوقات مانگے اور استغفار کرے۔ اور بتیریہ ہے کہ پہلے نماز پڑھنے کے صدقہ کریں اور دعا مانگنے والا کوئی پرہیزگار آدمی ہو اور لوگ اس پر آمین آمین کہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ نقل از مجالس الابرار صفحہ ۲۷ فقط واللہ اعلم بالصواب

استسقاء :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسی غلام بھی شاگرد مولوی غلام محمد نمبر دار کہتا ہے کہ طعام پر فاتحہ خوانی دینا جائز ہے۔ اور جو سلطان العتقہ جلد اول میں اسکے جواب پر حدیث مسطور ہے وہ ضعیف ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت کریں۔ امام صاحب کا اس مسئلہ کے جواز پر کوئی قول نہیں۔ اگر ہے تو ثابت کریں۔ فقط۔

السائل خادم العلماء غلام عیسیٰ

الجواب :- طعام اور کلام پڑھ کر فاتحہ دینا بار و اح بزرگاں وغیرہ جائز بالاتفاق ہے۔ خواہ طعام روبرو رکھا جائے یا غائب۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے اور نادانی۔ کیونکہ اس پر اجماع امت کا ہو چکا ہے چنانچہ کتاب شرح الصدور میں مذکور ہے اَنَّ الْمُسْلِمِينَ مَا زَالُوا فِي كُلِّ عَصْرِ يَصْرِيحُ بِجَمْعِهِمْ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ فَلَمْ يَوْتِهِمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ فَكَانَ اِجْمَاعًا (ترجمہ) یعنی بیشک مسلمان ہمیشہ ہر زمانے میں جمع ہوتے ہیں اور پڑھتے ہیں قرآن مجید واسطے بخشش مردوں و پھل کے سوا انکار کرنے کسی منکر کے یعنی کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ پس یہ ہوا اجماع اور کتاب ہدیتہ الحرمین صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے فِي الْعُرُفِ الَّذِي شَاءَ فِي دِيَارِ الْعَرَبِ وَالْعَجْمِ بَانَ الْمُؤْمِنُ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُونَ اللَّهَ بِأَنْوَاعِ الذِّكْرِ وَيَتَصَدَّقُونَ بِأَنْوَاعِ الْمَالِ كُؤُلَاتٍ وَالْمَشْرُكَاتِ وَيَقْدُونَ ثَوَابَهُمْ لَمْ يَوْتِهِمْ اِلَّا (ترجمہ) بیشک قوم جمع ہوتی ہے اور پڑھتی ہے قرآن کو اور ذکر کرتی ہے اللہ کا ساتھ طرح طرح کے ذکر کے اور تصدق کرتے ہیں قسیم قسیم کے کھانے اور پینوں سے اور ہدیہ دیتے ہیں اور بخشتے

ہیں ثواب انکار دوں اپنوں کو۔ اور قتادہ نوادر و مجروح الروایات میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امیر حمزہ کے لئے سوم و چہلم ششماہی تک طعام و کلام کا ثواب ان کی روح کو پڑھ کر بخشا۔ اور جو معتز من صاحب نے حضرت ابو ذر کی حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ جناب وہ کونسی قسم کا ضعیف ہے بیان کریں۔ اور اگر بالفرض وہ حدیث ضعیف ہے تو محدثین کے نزدیک افعال نیک میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا بھی درست ہے۔ اور اس مسئلہ کی بحث ہم جلد ششم میں با دلائل قویہ و احادیث صحیحہ کر چکے ہیں۔ اور ہدیۃ المحررین صفحہ ۶۹ ملاحظہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بقلمہ خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ ۱۲

سوال :- تقلید شخصی کس لئے معین کی گئی ہے اور اس کی وجہ کیا ہے جوابدہ جریڈے گا۔

الجواب :- تقلید شخصی اس لئے کی جاتی ہے کہ انسان مسائل اختلافیہ میں پڑ کر مرتکب حرام نہ ہو جائے کیونکہ ایک مسئلہ میں کئی طرح کے اختلافات نظر آتے ہیں۔ ایک کے نزدیک حلال دوسرے کے نزدیک حرام۔ اس لئے ایک مذہب کی تقلید کے بغیر غیر مجتہد کو چارہ نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب عقد المجید صفحہ ۳۱ میں فرمایا ہے اَعْلَمُ اَنَّ فِي الْاِخْتِلَافِ هَذَا الْمَذْهَبِ الرَّابِعَةِ مَصْلَحَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِي الْاِعْتِمَادِ عَلَيْهَا مَفْسِدَةٌ كَبِيرَةٌ وَخُنْ بُيِّنٌ ذَلِكَ بِوُجُوْدِ اَحَدِهَا اَنَّ الْاُمَّةَ اجْتَمَعَتْ عَلَى اَنْ يَّعْتَمِدُوا عَلَى السَّلَفِ فِي مَعْرِفَةِ الشَّرِيعَةِ فَالتَّابِعُونَ اِعْتَمَدُوا فِي ذَلِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَتَبَعَ التَّابِعِينَ اِعْتَمَدُوا عَلَى التَّابِعِينَ وَهَكَذَا اِنِّي كُلُّ طَبَقَةٍ اَلَمْ

ترجمہ :- یعنی جان تو کہ ان چارہ مذاہب کے اعتد کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس سے انکار کرنے سے بڑا فساد ہے ہم اس کو کئی وجہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ امت نے اجماع کیا ہے اس پر کہ شریعت کے معلوم کرنے میں سلف پر اعتماد کریں۔ پس تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر۔ اسی طرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے اگلوں پر اعتماد کیا اور عقل اس کے حسن پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر عقل اور استنباط سے۔ اور عقل نہیں درست ہوتی مگر اسطور سے کہ ہر طبقہ پہلوں سے بالا اتصال اخذ کرے۔ اور استنباط میں ضروری ہے کہ متقدمین کا مسلک جانے تاکہ ان کے اقوال سے خارج ہو کر خلق اجماع نہ ہو جائے۔ الخ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ تقلید معین میں مصلحت عظیمہ ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ لہذا عامیان کو چاہیے کہ مسائل اجتہادیہ میں تقلید مجتہد کی کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ الغرض مجتہد کو مسائل اجتہادیہ میں ضرور مجتہد کی تقلید کرنی

چاہئے۔ فقط۔ بقلمہ عادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سہروردی عفی عنہ

سوال: کتب فقہ معتبرہ میں جو مسائل ہیں اور ان کی تائید پر حدیثیں بھی کہیں کہیں لکھی جوتی ہیں اور وجہ مسئلہ حدیث اور فقہ کا بلا اسناد فرقہ دہانیہ کے پیش کیا جاتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو ہرگز نہ مانیں گے جب تک اس کی اسناد ہم کو نہ بتلائی جائیں۔ کیا یہ انکا کہنا مطابق حکم خداوند رحیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے یا برعکس۔ یہ مسئلہ کیونکر ہے جواب دو اجر سے ملے گا:

الجواب: اسناد حدیث کا دریافت کرنا حکم خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں۔ اگر یہ وہابی دکا دیں تو یک صدر و پیہ انعام حاصل کریں۔ اور کتب مشہورہ معتبرہ میں جو مسائل فقہ اور احادیث کے درج ہیں ان کی اسناد دریافت کرنا۔ اور مسئلہ فقہ پر طعن کرنا نہایت درجہ کی جہالت و سفاہت ہے چنانچہ کتاب الانصاف فصل اسباب اختلاف میں بایں طوے لکھتے ہیں۔ جو طبقہ اہل حدیث کا ہے سو بیشک اکثر انکے سعی کرتے ہیں صرف روایات میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اس حدیث سے کہ جسکا اکثر ممنوع یا مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنوں کو اور نہیں استنباط کرتے ان کے اسرار کا اور نہیں لگاتے ان کے خزانے اور تقابلیت اور بسا اوقات فقہاء پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں۔ اور آپر مخالفت حدیث کا دعوئے کرتے ہیں۔ حالانکہ نہیں جانتے کہ وہ خود ان کے مبلغ علم سے قاصر ہیں اور ان کے حق میں بڑے الفاظ کہنے سے گہمگار ہوتے ہیں الخ اور عقد الجید صفحہ ۵۱ و ۵۲ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ ثبوت مسئلہ کے دو طرق ہیں یا تو اس کے واسطے سند پائی جاوے یا اس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھوں ہاتھ چلی آئی ہے جیسا کہ کتابیں امام محمد کی اور مثل ان کی تصانیف و مسانید مشہورہ مجتہدین کی۔ اس لئے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہورہ کے ہیں۔ اسی طرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے۔ اور فتاویٰ قنیہ میں ہے کہ جو کسی کا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہورہ میں مذہب اسکا مدون ہوا اور ہاتھوں ہاتھ وہ کتابیں ایک دوسرے سے نقل ہو کر چلی آئی ہوں۔ پس اس کے ناظر کو یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص نے یہ کہا ہے اگرچہ اسکو کسی نے سنا ہو جیسے کتابیں امام محمد کی اور موطا امام مالک کا۔ اور سوالان کے ان کتابوں سے جو اقسام علوم میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا اسطورہ پایا جانا بمنزلہ تواتر و خبر مشہورہ کے ہے کہ مثل اس کے نہیں محتاج ہوتی ہے طرف اسناد کے الخ پس ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ مسئلہ اجتہاد یہ میں سند ضرورت کی نہیں۔ اور علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ حدیثوں کے اسناد پر زور دینا اور ان کے اوپر فیصلہ سمجھنا نہایت درجہ کی غلطی ہے کیونکہ ایک حدیث

کو ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دوسرا اسی حدیث کو لا باس یہ کہہ دیتا ہے۔ لہذا صحت اور ضعت اور وضع حدیث میں استقدرا اختلاف نظر آتا ہے کہ کوئی بات طے ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ حدیث صلواتیہ کی صحیح ہے اور اسکو ابن جوزی نے موضوع کہہ دیا ہے۔ اور صحیح حدیث جو معارف کی حرمت کے بارہ میں بخاری نے بیان فرمائی ہے اسکو مردود کہہ دیا ہے۔ یہ ہے الْحَدِيثُ مُضِلٌّ إِلَّا لِلْفُقَهَاءِ بِاتِّبَاعِهِ مَفْصِلٌ ذَكَرَ غُلَاظُ الْبُخَارِيِّ فِي ملاحظہ فرمائیں جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- چہ فرمایند علمائے راسخین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ قیام رمضان المبارک والمہظم عند اللہ بعشرین رکعت ثابت است یا نہ۔ واگر ثابت است پس از کدام اولہ متناولہ شرعیہ را جمیعہ زیراکہ اہل الفواہر یعنی غیر مقلدین قائل بہ ہشت رکعت اند و میگویند کہ اول بست رکعت ثابت نیست واگر ثابت است آل ہم از بعض ملئمہ گاں است و آل قابل حجت نیست۔ دیگر اینکه اگر کسی بکذا الفاظ بحق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ مجتہدین از زبان یا من حیث التحریر بگوید آیا کافر گردید یا نہ بنیوا تو جرکم اللہ تعالیٰ فی الدارین احسن الاجر :-

الجواب بالصواب بتوفیق ملک الوہاب

اقول وباللہ التوفیق۔ ثبوت تراویح بست رکعت ثابت المثبت ہے مگر عنفیہ کے نزدیک نہ غیر ہم کے نزدیک۔ جیسا کہ جوہر النقی شرح البیہقی میں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ خُرْجَةً ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ اس میں جو حاقط نے فرمایا کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور وہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی صحیح ہے کما قالت مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُزِيدُنِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَ رَكْعَةٍ۔ مگر علامۃ القاری نے فرمایا مجیباً عنہ وَلَا يَبْعُدُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَصَلَ لَهُ الْإِعْلَامُ مِنْ غَيْرِ طَرِيقٍ عَائِشَةَ مِنْ سَائِرِ أَهْلِهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ الْإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ دَلِيلُنَا مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِاسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كُنَّا نَقُومُ زَمَنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ وَهَذَا أَكْثَرُ أَجْمَاعٍ مِنْ غَيْرِ مَذْهَبٍ وَقَدْ وَرَدَ عَلَيْكُمْ بَسْنَتِي وَسُنَّةُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدِي ثُمَّ الظَّاهِرُ مِنْ كَلَامِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عِشْرِينَ رَكْعَةً فِي لَيْلِ رَمَضَانَ مِنْ أَوَّلِهَا وَكَثَرَتْ عَائِشَةُ مَشِيرَتِي صَلَاةَ التَّهَجُّدِ كَمَا بَيَّنَّاهُ بِقَوْلِهَا يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْتَلْ عَنْ حَسَنِهِنَّ الْحَدِيثَ مَعَالَى الْإِثَارِ قَالَ الْحَقُّ مَوْلَانَا مَوْلَى عَبْدِ الْحَيِّ مَرْحُومٍ وَمَغْفُورٍ مَا عَدَدَا صَلَاتِي ثَابِتٍ مِنْ أَخْبَارِ الْإِثَارِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَانَ يُعَلِّي عِشْرِينَ رُكْعَةً وَلَوْ تَرَى رَمَضَانَ تَعْلِيْقُ وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ الْبَيْهَقِيِّ أَنَّ ابْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رُكْعَةً فَافْهَمَ مِنْ هَذَا أَنَّ التَّرَاوِيحَ عِشْرِينَ رُكْعَةً وَالْوُتْرَ ثَلَاثَ رُكْعَاتٍ تَعْلِيْقُ ۔ اور کہا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قد ثابت ان التراويح عشرين ركعة لان المسلمين قد اجمعوا على ذلك جامع الصغیر اور کہتا ہوں کہ مقصود قیام رمضان سے طلب ثواب ہے اور تقرب الی اللہ پس ثواب بیست رکعت میں ہے نہ اٹھ میں ۔ اور یہ کہ عبادت اکثر سجدات والی افضل ہے دوسری سے اور سجدات بیست میں اکثر ہیں ۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر آج تک اتفاق بیست پر ہی ہے ۔ ہاں بعض غیر مقلدین کا خلاف ہے ولا اعتبار ۔ اور مسلمانوں کا حسن بھی بیست رکعات پر ہے وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ حَسَنٌ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ قَبِيحًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ قَبِيحٌ اور جو کوئی علمائے دین کے حق یا سلف صالحین کے حق میں ایسے ایسے الفاظ مذکورہ بالا کہے تو وہ کافر ہے ۔ کہا قال حسب المفتين من سب عائشة أو متعلما فبكفر وطلقت امرأته ولا تحل ذبحته وَلَيْسَ حَاجَةُ اللَّهِ تَعَالَى فِي عِبَادَتِهِ صَرْفُ ۹۱۱ سطر ۱۲ اوقال ايضا لا يجوز شهادته ولا يَدْخُلُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ وَلَيْسَ لِلْمُسْلِمِينَ أَنْ يَدْخُلُوا إِذَا مَاتَ اس سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہابی جو سلف صالحین کے حق میں جا بجا گالیں بولتے ہیں اسلام سے خارج ہیں ۔ ہاں بعض وہابی جو منصف مزاج ہیں ۔ فقط ۔

العبد الولي محمد مير عالم سني الحنفی ہزاروی حال وارد عا و لکڑہ

مجیب کے فتویٰ میں رکعت تراویح پر خادم شریعت کو اتفاق ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسیر اتفاق ہے اور کتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام میں بایں الفاظ حدیث مذکور ہے دنی البیہقی ان عمرا اباعب و تبیما الداری یقومان بالناس بعشرين ركعة وفي رواية الثانی انهم صافوا یقومون فی زمان عمر بعشرين ركعة وفي رواية بثلاث و عشرين ركعة وفي رواية ان علیا رضی اللہ عنہ کان یؤمهم بعشرين ركعة و یوتر بثلاث وقال البیہقی فیہ قولا ۱۶

ترجمہ :- ابن ابی کعب و تمیم داری کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائیں اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ۲۲ رکعت اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو بیس رکعت

تراویح پڑھتے تھے اور تین وتر اور کہا امام بیہقی سنکے یہ روایت قوی ہے اور کتاب جامع الآثار صفحہ ۴۳ میں ہے کہ کہا سائب بن یزید نے کہ ہم حضرت عمر کے زمانہ میں مع وتر ۲۳ رکعت تراویح پڑھتے تھے اور کہا امام نووی نے اسکی سند صحیح ہے وقال عبد البر وهو قول جمهور العلماء ربه قبل الكوفيين والشافعي واكثر الفقهاء وهو الصحيح اور جو دہابی لوگ ابی بن کعب سے ۸ رکعت تراویح کا ثبوت پیش کرتے ہیں وہ خلاف تمام صحابہ رضی اللہ عنہما کے ہے۔ اور اس کو آئمہ اربعہ سے کسی نے سند نہیں پکڑا لہذا وہ روایت قابل عمل نہیں۔ فقط

خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :- ٹوپی سے نماز کسی صحابی نے پڑھی ہے یا نہیں۔ اور نماز میں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو کہاں رکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہابی لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو کلائیوں پر رکھنا چاہیے۔ اسکا جواب حدیث بخاری وغیرہ سے دیں۔ ابراہیم
الجواب :- بیشک ٹوپی سے نماز پڑھنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ہاتھ دائیں کو بائیں کے پونچھے پر باندھنا سنت ہے۔ چنانچہ کتاب صحیح بخاری صفحہ ۳۱ سیپارہ پانچ سطر ۲ میں بائیں طور حدیث مذکور ہے وَوَضَعَ أَبُو سَجَاقٍ قَلَنْسُوْتَهُ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلَى رِجْلِ اللَّهِ عَنْهُ كَفَّهُ عَلَى رِجْلِهِ الْاَيْسَرِ الخ ۛ

ترجمہ :- یعنی رکھی ابواسحاق نے ٹوپی اپنی نماز میں اور اٹھایا اسکو اور رکھا حضرت علی نے ہاتھ اپنا اوپر پونچھے اپنے بائیں کے۔ اور ایسا ہی کتاب آثار محمد رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے وہو ہذا اقا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یُعْتِمِدُ بِاِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى فِي الصَّلَاةِ يَتَوَضَعُ بِلِلَّهِ تَعَالَى قَالَ مُحَمَّدٌ يَضَعُ بَطْنِ الْاَيْمَنِ عَلَى رِجْلِ الْاَيْسَرِ تَحْتَ السَّرْعَةِ فَيَكُونُ الرَّسُّ فِي رِجْلِهِ الْاَيْمَنِ ۛ

ترجمہ :- یعنی خبر دی مجھکو ابو حنیفہ نے حماد سے۔ وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑتے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دریاغالبیکہ عاجزی کرتے تھے خالص اللہ تعالیٰ کے لئے۔ کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پونچھے پر نیچے ناف کے اور ہوتا پونچھا بائیں ہاتھ کا مابین دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے الخ ۛ

اور کہا ابوالحسن شارح ترمذی نے کتاب فزاکرام میں کہ ہذا سَنَدٌ حَسَنٌ یعنی سند اس حدیث کی بہت صحیح اور درست ہے۔ اور باقی ذکر اسکا جامع الآثار صفحہ ۲۹ و سلطان الفقہ جلد اول و سوم میں دیکھو ۛ

اور ٹوپی سے نماز پڑھنی جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ برہنہ وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔ ہاں اگر دستار مرچید ہو تو پھر ٹوپی سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ کیونکہ دستار کو ٹوپی سے فضیلت ہے۔ اور بہتر ہے کہ ٹوپی پر دستار کو باندرھ تاکہ درمیان سر کا بھی ڈھکا جائے۔ اور ہر دو امور میں احتیاط ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

خادم مشرعیۃ نظام الدین ملتان فی حنفی عفی عنہ

سوال: بسماء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ منورہ کی کیا فضیلت ہے؟ اور محض اسٹی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ ابن عبد الوہاب نے اپنی تصنیف کتاب التوحید میں لکھا ہے کہ نبی و نبی وغیرہ کے مقبرہ کی طرف سفر کر کے جانا حرام ہے اور اپنے باطل دعویٰ پر حدیث **لَرُسُودُ الرِّجَالِ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ بَیْتٍ** کر دی ہے۔ اب اس کا جواب پسند صحیح تحریر فرمادیں؟

الجواب: بخاری سیارہ پانچ صفحہ ۳۲ حدیث باسناد صحیح روضہ منورہ کی فضیلت پر بایں طور شامد ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ الخ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے اور حدیث میں مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ بھی وارد ہے۔ اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي بھی آیا ہے۔ یعنی درمیان قبر اور منبر میرے کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے اور منبر میرا اوپر حوض میرے کے ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں آکر نماز ادا کرے تو اس کو ہزار نماز سے زیادہ ثواب ملے گا۔ وہوذا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَوَاتِي فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَوَاتٍ لِي سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ ایک نماز بیچ مسجد نبوی کے بہتر ہے ہزار نماز سے بیچ اس واسطے کہ مگر مسجد کعبہ اور مکہ و مدینہ طیبہ کی فضیلت تمام روئے زمین کے شہروں پر باتفاق علمائے دین کے ہے۔ چنانچہ کتاب بخاری باب ما ذکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ثانی صفحہ ۳۷ میں مذکور بِحَضْرِ عَلِیِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآلِهِمَا رَوْضَةٌ وَفَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَنْبَرِ وَالْقَبْرِ الخ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترغیب دی اتفاق اہل علم پر کہ حیراجماع کیا اہل حرمین مکہ و مدینہ نے۔ اور جو کچھ مشاہدہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہاجرین و انصار کا ہے اور مصائب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور منبر اور قبر آپ کی الخ اور اس پر علامہ کربانی نے حاشیہ شرح بخاری پر لکھا ہے وَقَالَ

مَا لَيْتَ إِجْمَاعَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حُجَّةً يَعْنِي كَمَا إمام مالک نے کہ صرف اتفاق مدینہ شریف والوں کا دلیل شرعی ہے۔ نقل از توحید صنف ۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا قرآن مجید احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ اربعہ سے ثابت ہے وہو ہذا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ فَاَسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ہ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اسے جیب وہ غلم کریں اور تیسرے دربار میں حاضر ہو کر بخشش طلب خدا سے کریں تو آپ بھی بخشش ان کے لئے مانگیں تو اللہ تعالیٰ کو پائیں گے بخشش والا مہربان ۴

آیت دوم :- وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ یعنی جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لئے نکلے پھر اسکو راستہ میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کے اوپر ہوگا اسکا اجر ۵

پس ان ہر دو آیات سے ظاہر ہوا کہ جب لوگوں کے گناہ بیشمار ہو جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار شریف پر حاضر ہو کر بخشش طلب کریں۔ اور اگر راستہ میں مر جائیں تو ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔ اور بخشش طلب کرنا آپ کی حیات میں مقید نہیں بلکہ آپ کے انتقال کے بعد بھی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی وارد ہے وَاسْتَغْفِرْ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ اور جب کوئی مومن آپ کے دربار شریف پر جائے تو اسکو مستحب ہے کہ یہ آیت پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد ایک اعرابی آپ کے دربار شریف یعنی آپ کے مقبرہ منورہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بہت گناہگار ہوں۔ آپ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربت شریف سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔ نقل از جوہر المنظم۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صاحب نے زیارت روضہ منورہ پر اجماع قائم کیا ہے اور اس بارہ میں بہت سی احادیث بھی نقل فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند حدیثیں فقیر بھی تحریر کر دیتا ہے۔ وہو ہذا مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يُزِرْنِي فَقَدْ جَفَانِي یعنی جس نے کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کیا۔ اور اس حدیث کو ابن عدی نے روایت کیا ہے ۶

حدیث دوم :- مَنْ زَارَ قَبْرِي فَجَبَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي یعنی جو شخص میری مزار کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی ۷

حدیث سوم :- مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَانَتْ زَارَتِي فِي حَيَاتِي اور حدیث اَلتَّشَدُّ اَلتَّجَال کا مطلب یہ نہیں ہے جو کہ فرقہ و ہا یہ نے سمجھ رکھا ہے کہ سفر کرنا برائے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیائے عظام شرک اکبر ہے۔ بلکہ اس حدیث صحیح سے مراد یہ ہے کہ سوا مسجد کعبہ و مسجد نبوی و مسجد بیت المقدس کے اور مسجدوں کی طرف برائے تعظیم و نماز کی غرض سے سفر نہ کرنا چاہیے اور اگر اس حدیث سے یہ عبارت متقدر نہ مانی جاوے گی تو تمام سفر کرنے حرام تصور کرنے پڑیں گے۔ باقی مفصل ذکر اسکا جلد اولین میں گذر چکا ہے۔ ان سے مطالعہ کریں۔ فقط۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین عتافی حنفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص موضع چراغشاہ والہ سے عرصہ چھ سات سال کا ہوا ہے کہ ملک چین میں کئی ایک ہمراہیوں کے ساتھ بل کر چلا گیا ہے۔ چار سال متواتر اسکی چھپیاں اور روپے آتے رہے ہیں۔ اب عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ اس نے کوئی خط روانہ نہیں کیا۔ لیکن اسکے ہمراہیوں کے خطوط اسکو زندہ بتلاتے ہیں۔ اب ایک مفتی بکھیلوالہ مسمیٰ محمد یوسف غیر مقلد نے اس کی زوجہ کو نکاح ثانی کا فتویٰ دے دیا ہے۔ اس پر میاں محمد غیر مقلد نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا ہے اب یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور نکاح خوان و مفتی غیر مقلد پر کیا تعزیر ہے۔ جواب بسند الکتاب تحریر فرماویں۔ فقط

المسائل خادم العلماء جلال الدین امام مسجد موبیوالہ ڈاک خانہ

فتح گڑھ پنجتور ضلع فیروز پور

الجواب :- یہ نکاح نزدیک علمائے محققین اہلسنت و جماعت کے ہرگز ہرگز درست نہیں۔ اور قرآن

مجید و احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ اربعہ بھی اسی بات پر شاہد ہیں۔ جیسا کہ ان دلائل قاطعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

ترجمہ :- (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) حرام کی گئی ہیں تم پر خاوند دانی عورتیں۔ مگر وہ جن کے مالک ہوئے دہنے یا تھ

تمہارے پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ سوا ان عورتوں کے جو دار الحرب سے بچڑ لائے ہوں دوسری

خاوند دانی جائز نہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مفقود کی زوجہ کا نکاح تو بالیقین ہو چکا اور

بدوں طلاق و موت مفقود کے وہ عورت کسی سے نکاح نہیں کر سکتی اور اسکی موت یا طلاق میں تو وہم و شک

ہے کہ شاید وہ مر گیا ہو یا طلاق دے دیا ہو گا۔ تو اس صورت میں نکاح نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ اَلْيَقِينُ لَا يَزُولُ

بِالشَّكِّ ایک مسلہ اصول ہے۔ اور حدیث مرفوعہ بھی اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ تقویم صفحہ ۲۷ و ۲۸ خراجہ دار قطنی میں

بایں طور مسطور ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِمْرَاةً اَلْمَفْقُوْدَةَ حَتّٰی یَاْتِیَهَا الْخَبْرُ بِمَعْنٰی مَفْقُوْدَہ کی بی بی اسکی بی بی ہے جب تک پاؤے خبر موت یا طلاق کی۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قَالَ فِیْ اِمْرَاةٍ اَلْمَفْقُوْدَةِ اِبْتَلِیْتُ فَلْتَصْبِرْ حَتّٰی تَاْتِیَهَا مَوْتُ اَوْ طَلَقٌ اَخَذَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ :

ترجمہ :- فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیچ حال عورت گم مرد کے کہ وہ عورت مبتلا ہے۔ پس چاہیے اسکو کہ صبر کرے۔ یہاں تک کہ آوے اسکو خبر موت یا طلاق کی الم ی اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دو حدیثیں ضعیف ہیں دیکھو کتب اسماء الرجال و فتاویٰ عبدالحی حنفی۔ سوا اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ان میں کلام ہے لیکن ان کے متن کی صحت میں کسی فرد بشر کو کلام نہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے جو ان کے روایات میں جرحیں ہوئی ہیں وہ سب کی سب مبہم و مجمل ہیں جو کہ محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہیں۔ اور صاحب شافعی نے لکھا ہے کہ جس حدیث سے کوئی مجتہد استدلال پکڑے تو وہ حدیث صحیح تسلیم کی جاتی ہے نہ ہذا الْمُجْتَهِدُ اِذَا اَلْتَمَسَ اِلَیْہِ اِنْ كَانَ تَصَحُّحًا اَلَّہُ یَعْنِیْ مُجْتَهِدٌ کِسِیْ حَدِیْثٍ سَے استدلال کرے تو وہ استدلال اس حدیث کی تصحیح ہوگا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ امام شافعی و امام غفرلہ رحمۃ اللہ علیہما نے ان حدیثوں سے استدلال اخذ کیا ہے لہذا یہی انکے صحیح ہونے کی دلیل کافی ہے۔ اور علامہ اسکے نظم الدرر کی شرح میں لکھا ہے اَلْمَقْبُوْلُ مَا تَلَقَّاهُ الْعُلَمَاءُ بِالْقَبُوْلِ وَاِنْ لَمْ یَكُنْ لَہٗ اَسَنًا صَحِیْحٌ اِلٰی اٰخِرِہَا اَوْ وَاَفَقَ اُتِیَتْ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ اَوْ لِبَعْضِ اَصُوْلِ الشَّرِیْعَةِ حَیْثُ لَمْ یَكُنْ فِیْ سُنَدِہٖ کَذَابٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا لِیُصَارَ لِعِنِیْ حَدِیْثٌ کِیْ یَبْغِیْ اِیْکَ دِلِیْلٌ ہے کہ صاحب علم اس حدیث شریف کے ساتھ قائل ہوں۔ اور مقبول وہ حدیث ہے جسکو علمائے دین نے قبول فرمایا ہو۔ اگرچہ اس حدیث کی سند صحیح نہ ہو یا کسی آیت کے موافق ہو تو وہ حدیث بھی مقبول ہوتی ہے۔ یا بعض اصول شریعت کے مطابق ہو اور اسکی سند میں کوئی کذاب نہ ہو۔ لہذا فی السماوی شرح الفیہ و تصنیف ابن حجر۔ اور صاحب نصب الرایت نے صفحہ میں بایں طور اس مسئلہ کو حل کیا ہے اَخْبَرَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ الْحُكْمِ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ قَدْ هَدَا سَوَاءٌ وَاَخْبَرَنَا سَفِیَّانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ مَنصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ الْحُكْمِ بْنِ عُثْبَةَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا تَرَوْنَ حَقِّیْ تَعْلَمُ اَحٰی هُوَ اَمْرٌ مِیْسَتْ اَلَمْ اَخْبَرْنَا ابْنَ جُرَیجٍ قَالَ بَلَّغْنِیْ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاَفَقَ عَلِیًّا عَلٰی اَنَّہَا نَسْطَرُکَ اَبَدًا ترجمہ :- یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی وہ عورت ہے جو آزما لی گئی ہے۔ پس چاہئے کہ صبر کرے۔ یہاں تک کہ آوے اسکو خبر موت یا طلاق کی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی اس مسئلہ حضرت علی

کے موافق ہیں اور وہ عورت اپنے خاوند کا ہمیشہ انتظار کرے۔ اور فتاویٰ نے نمانیہ میں اس کے تحت میں یوں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث تلخیص میں جو روایت امام شافعی نے بھی لکھی ہے اور کہا کہ بیہقی نے نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔ اس روایت میں حضرت علیؑ نے اس شبہ کا بھی جواب دے دیا جو عموماً لوگ کرتے ہیں کہ اگر نکاح نہ کیا جاوے تو پھر وہ عورت کیا کرے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس عورت کو یہ خدا کی طرف سے ابتلا ہے۔ اسکو چاہیے کہ صبر کرے۔ پس یہ موقوف حدیثیں اس مرفوع حدیث کی تائید کرتی ہیں جو اوپر گزر چکی ہے۔ اور اس حوالہ سے قوت حاصل ہو گئی۔ یہی یہ بات کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو چار برس کی نرسنگ کا حکم فرمایا تھا۔ بیشک! لیکن اس میں چند شرائط ہیں جو اس کے اثر کی تمام روایات سے نکلے ہیں۔ یہ کہ عورت قصداً قاضی میں نالش کرے۔ قاضی اسکو چار برس کی استظارہ کا حکم دے اور یہ مہلت اس تاریخ سے شروع ہو گئی جس میں اس نے مرافعہ کیا ہے۔ اس سے پہلے خواہ کتنے ہی برس بیٹھی رہے وہ شمار نہیں۔ پھر چار برس گزر جائے اس کے بعد قاضی اس کے خاوند کے ولی سے طلاق دلا دے۔ پھر وہ عورت عدت گزارے تو اب یہ خیال کرنا چاہیے کہ ہمارے ملک میں قصداً کس کو اختیار ہے۔ اور باقی شرائط کب موجود ہوتے ہیں الخ اور افسوس ہے کہ جب فرقہ واریہ اصحابی کے قول کو حجت نہیں مانتے تو پھر اپنا الو سیدھا کرنے کی خاطر خواہ مخواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جو مرجوح ہے پیش کر دیتے ہیں۔ اور حضرت علیؑ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فیصلہ کو پس پشت پھینک دیتے ہیں۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۲۸ صفحہ ۴۶۵ کی جو عبارت ذیل میں درج ہے اس کی طرف بھی کچھ غور نہیں کرتے اِذَا اُخْتَلَفَتْ اَصْحَابُهُ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ حُجَّةَ لِبَعْضٍ مَوْجِبٌ لِّعَنِ حُبِّ كَ اَصْحَابِهِمْ اختلف ہوں تو ان میں سے کسی کا قول بغیر مرجح کے حجت نہیں ہے۔ اس لئے حضرت علیؑ و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسکا فیصلہ مطابق قرآن مجید اور حدیث مرفوعہ کے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر کوئی آیت شاہد نہیں اور نہ ہی وہ حدیث مرفوعہ ہے۔ صرف قیاس و اجتہاد ہے۔ اور علاوہ اسکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رجوع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف و فتح القدیر و عنایہ و علامہ بدر الدین عینی نے مطلقاً صحیح کر کے اپنی اپنی تالیفات میں لکھا ہے۔ اور فتاویٰ نے نمانیہ بحوالہ کتاب امام محمد رحمہ اللہ سے لکھا ہے ثُمَّ رَوَيْنَا أَنَّ عُمَرَ رَجَعَ عَنْ هَذَا اِبْعَيْنِهِ اِنِّي قَوْلِي عَلِيٌّ فَقَالَ عَلِيٌّ هِيَ امْرَاَةٌ لَّا يَنْزَوُجُ حَتَّى يَأْتِيَهَا الْخُبْرُ بِطَرِيقِهِ اَوْ بِمَوْقِفِهِ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيْنَا وَاشْبَهَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الخ اور ایسا ہی محلی شرح موطا میں ہے۔ اور امام زبیلی نے نصب الرایۃ الخرج ابن ابی

سے تحریر فرمایا ہے۔ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَشُعْبَةَ وَالثَّخَفِيِّ كُلُّهُمْ قَالُوا لَيْسَ لَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ حَتَّى يَتَسَبَّحَنَّ مَوْتَهُ ۖ

ترجمہ :- یعنی ابی قلابہ و جابر بن زید و شعبی و ثخفی سب فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ مفقود کی موت ظاہر ہو جاوے۔ اور امام شافعی اور اہل کوفہ اور ایک قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی طرح ہے۔ چنانچہ فتح الباری جزو ۲۲ صفحہ ۱۶۶ میں یوں طور مسطور ہے وَمِنْ طَرِيقِ الثَّخَفِيِّ لَا تَزَوَّجَ حَتَّى يَتَسَبَّحَنَّ امْرَأَتًا وَهُوَ قَوْلُ فَقْهَاءِ الْكُوفَةِ وَالشَّافِعِيِّ وَبَعْضِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ الْخَمْدَقِ وَأَيْضًا عَنْ غَائِبٍ عَنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَعْلَمْ خَبْرًا لَا تَأْجِلُ فِيهِ وَإِنَّمَا يُؤْجَلُ مَنْ فَقَدَ فِي الْحَرْبِ أَوْ فِي الْبَحْرِ وَتَحْوِذُ ذَلِكَ يَعْنِي إِمَامَ أَحْمَدَ وَاسْتَحْتَقَّ فَرَمَاتِهِ هُنَا كَرِهَ شَخْصَ أَيْسَ اِبْلِ سَے غَائِبٌ هُوَ جَائِزٌ أَوْ اسْمُ كَوْنِي خَبْرٌ مَعْلُومٌ نَهْ هُوَ اس مِی كَوْنِي مَدَّتْ نِیْسَ۔ یعنی اسکی بی بی چار سال کے بعد نکاح نہیں کر سکتی البتہ جو شخص لڑائی میں یا دریا میں اور مثل اس کے جس میں مظنہ ہلاک گم ہو جائے تو اس کے لئے مدت ہے۔ اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے وَفَرَّقَ مَالِكُ بَيْنَ مَنْ فَقَدَ فِي الْحَرْبِ فَتُؤْجَلُ الْأَخْبِلُ الْمَذْكُورُ وَبَيْنَ مَنْ فَقَدَ فِي غَيْرِ الْحَرْبِ فَلَا تُؤْجَلُ بَلْ تَنْتَظِرُ مَضَى الْعُمُرِ الَّذِي يَغْلِبُ عَنْهُ الظَّنُّ إِنَّهُ لَا يَعِيشُ أَكْثَرُ مِنْهُ ۖ

ترجمہ :- حضرت امام مالک فرماتے ہیں درمیان اس شخص کے جو لڑائی میں گم ہو اسکی عورت کو چار سال کی مہلت دی جاوے۔ اور درمیان اس شخص کے جو لڑائی کے سوا کسی جگہ گم ہو جائے اسکو مہلت نہ دی جاوے گی بلکہ اس عورت اتنا عرصہ انتظار کرے کہ ظن غالب ہو کہ اس سے زیادہ ایک زندہ نہیں رہ سکتا الخ اور امام صاحب کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور جو فقہائے کرام نے ستر یا نوٹھ سال کا حکم لگایا وہاں سے مراد موت حکمی ہے۔ نہ حقیقی۔ لہذا وہ عورت نوے یا ساٹھ ستر سال زوج مفقود الجمر کی عمر گزر جانے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اور امام بخاری کا مذہب بھی مطابق امام صاحب کے ہے۔ دیکھو عینی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۵۸۹ و فتح الباری مطابقتا ترجمہ مِنْ حَيْثُ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الْمَفْقُودِ فَلَمَّا لَمْ يَزَلْ مَلِكًا فَلَمَّا لَمْ يَزَلْ فِيهَا فَكَذَا لَيْسَ يَحِبُّ أَنْ يَكُونَ النِّكَاحُ بَاقِيًا بَيْنَهُمَا يَعْنِي بِطَرِيقِ صَالَةِ الْأَبْلِ مِی تَعْرِضُ وَدَرَسَتْ نِیْسَ اور مالک کی زائل نہیں ہوتی اسی طرح زوجہ کا نکاح مفقود کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ تا وقتیکہ اس کی موت کی خبر متحقق نہ ہو اور علاوہ اسکے جو قبستانی صاحب جامع الرموز کے پیچہ لک کر علامہ شامی اور شیخ عبدالحی نے بوقت

ضرورت اس مسئلہ میں لایا جس کا حکم لگادیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کتاب جامع الرموز مجبوراً طبع یا اس کا ہے اور علمائے محققین احناف نے دوسرے مذہب کے قول پر قوت دینے سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ خود صاحب شامی در مختار نے تصریح فرمادی ہوئی ہے جس کا مفصل ذکر جلد دوم میں مع عبارت ہے عربی گذر چکا ہے۔ غرضیکہ یہ نکاح جو مفتی صاحب نے جائز قرار دیا ہے ہرگز ہرگز کسی مذہب میں جائز نہیں۔ ان پر تعزیر ہو فی چاپیئے اور نکاح جدید کرائیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

المجیب خادم شریعت نظام الدین بقا فی عفی عنہ

بخدمت شریف روشنی پیر صاحب دام ظلکم بعد از ہزار با آداب کے واضح شریف انور باد حضرت مہربانی فرما کر مفصلہ ذیل استفتاء کا جواب جلدی تحریر فرمادیں فقط :-

مرسلہ عیب اللہ و عنایت اللہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت ﷺ والصلوة والسلام کو حاضرنا ظر سمجھنا اور بعد از نماز الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ با و از بلند پڑھنا یا بوقت معیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیائے عظام کا وسیلہ پکڑنا اور ان کو پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ یشوا توجہ دا :-

السائل شیخ امیر بخش و سراج الدین سوداگران ذریاباد

الجواب :- بسم اللہ الرحمن الرحیم تفسیر جلالین مطبع صفدری صفحہ ۱۸ سورۃ النور میں بدین عبارت حکم ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۱۲ : بِأَنْ تَقُولُوا يَا هَذَا بَلْ قَوْلُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي لَيْلٍ دَلَّوْا صُنِعَ وَخَفِضَ صَوْتٌ ۱۲ یعنی لَا تَجْعَلُوا نہ کرو اور نہ جانو دُعَاءَ الرَّسُولِ رسول کے پکارنے کو کہ وہ جو تم کو پکارتے ہیں بَيْنَكُمْ اپنے درمیان كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ویسا پکارنا جیسا تم میں سے بعض پکارتے ہیں بَعْضًا بعض کو یعنی تم جو ایک دوسرے کو پکارتے ہو اس پکارنے پر رسول کے پکارنے کو بھی قیاس کر کے منہ پیر سکو یا جواب میں سستی کر سکو۔ اس واسطے کہ رسول کا حکم بجالانے میں جلدی کرنا واجب و لازم ہے۔ اور ان کے اذن سے بغیر مراجعت خرام اور اور مسافت سے کہ یا اپنے اوپر رسول کی بار دیا اپنے کو تو میں ان کی دعاء تیر کو ویسی دعاء نہ جانو جیسی دعاء تم ایک دوسرے کے کرتے ہو اس واسطے کہ رسول کی دعاء بیشک اس سے زیادہ ہے۔ اکی درگاہ میں یا تم رسول کو ایسا نہ پکارو کہ جو حکم ایک دوسرے کے کو نہ دانا م سے کہ پکارنے بلکہ چاہیے کہ تم کے ساتھ پکارا کر دیکھو یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے مسدود کیا ہے انبیاء علیہم السلام کو قرآن میں نام

نے کر پکارا اور اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بزرگی کے ساتھ خطاب کیا:

بیت

یا آدم است با پدر انبیا خطاب یا ایہا النبی خطاب محمد است

سلطان الفقہ صفحہ ۲۸ میں بدیں عبارت مضمون منقول ہے یعنی بوقت مصیبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدونا لگنی جائز ہے چنانچہ خود ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوسیلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک بخشش طلب کی۔ لَنَا اقْتَرَفَ الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ اسْأَلْكَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْفِرَ لِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ غَفَرْتُ لَكَ إِنَّ تَسْأَلُنِي حَقَّهِ لَدَاكَ مُسْلِمٌ اور حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص نابینا حضور کی خدمت اقدس میں آیا اور اسے عرض کیا کہ حضرت میں نابینا ہوں کوئی مجھے دعا فرمائیے کہ آنکھوں میں روشنی ہو جائے تو آپ نے اسکو بایں الفاظ تعلیم فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَالتَّوْحْبَةُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الدِّیْنِ خَمْسَةً یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْحِبُّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هَذِهِ اَنْ تَقْضِیْ لِیْ اَللّٰهُمَّ فَسِّغْهُ ۱۲ یعنی الہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حالت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو اپنی ان کی شفاعت میرے حق میں پوری ہو۔ پس اس حدیث سے تینوں طرح کی استعانت بزبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ثابت ہوئی ہے۔ یعنی اس طرح کہنا کہ یا خداوند ابواسطہ فلاں نبی یا ولی میرا کام کریا اس طرح کہنا کہ یا نبی میں تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا اس طرح کہنا کہ یا نبی یا ولی میری طرف دیکھو اور مذکور۔ اس سے انکار کرنا محض جہالت و ضلالت ہے۔ اکثر صحابہ کرام روم و شام کے جنگوں میں بعض وقت تنگ آکر یا محمد یا محمد کر کے پکارتے تھے۔ اور اسی وقت فتح و نصرت اس اسم مبارک کی برکت سے پالیتے تھے۔ اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا پاؤں بے حس ہو گیا تھا تو کہا گیا کہ تم بہترین پیارے کو اس وقت یاد کیوں نہیں کرتے۔ پس اسی وقت عبداللہ بن عمر نے یا محمد راہ کہہ کر پکارا تو اچھا ہو گیا۔ وہ حدیث یہ ہے اَنَّ ابْنَ حُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنَا رَجُلًا ذَقِیْلًا اَذْكَرَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدًا اَلَا نَا نَتَشَرِّفُ ۱۲ نقل از کتاب المفرد صفحہ ۱۹۳ تصنیف امام بخاری۔ اور امام طبرانی نے اپنے معجم میں بروایت عثمان بن حنیف اس طرح بیان کیا ہے کہ خلافت حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی خدمت ایک شخص آیا تو فرمایا کہ آپ اسکی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ آخر الامراس نے عثمان بن حنیف کے آگے یہ معاملہ بیان کیا۔ اور حضرت ابن حنیف نے اسکو یہ وظیفہ فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھو گے اسکے بعد یہ دعا پڑھا کر۔

يَا كُرَّةَ الشَّقَلَيْنِ يَا كَنَزَ الْوَرَى
خَذَانِي بِجُودِكَ وَارْضَنِي بِرِضَاكَ
أَنَا طَامِعٌ بِالْجَسَدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِي فِي حَنِينِكَ فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

اور حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے استغاثہ کیا ہے

يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا
يَا حَبِيبَ اللَّهِ أَنْظِرْ حَالَنَا
إِنِّي فِي بَحْرِ غَمٍّ مَفْرَقٍ
خَذَانِي سَقِلَ لَنَا أَشْكَالُنَا

اور شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ اور ملاحی علیہ الرحمۃ نقیحات الانس میں اور نیز دیگر کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ انبیاء و اولیاء و شہداء زندہ ہیں اور ان سے استمداد و استعانت و استغاثہ کرنا جائز ہے۔ اور تفسیر صمدی دروٰی مجددی در روح البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ اولیاء و انبیاء و صلحاء قبروں میں حیات ہیں اور ان کے اجسام کہ خاک نہیں کھاتی نماز درود رکھتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور دنیا کے تمام امور انہی پر فوض ہیں اور متوسلین کی حاجت ادا کرتے ہیں۔ اور زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں چنانچہ تاریخ مدینہ جذب القلوب بروایت سعید بن مسیب تابعی سے ہے کہ جب یزید کے سپہ سالار نے مدینہ طیبہ کو ویران کیا تو اس وقت تین یوم آذان مسجد نبوی میں نہیں ہوتی۔ لیکن حضور کی قبر مبارک سے پانچوں وقتوں کی آذان واقامت کی آواز سنائی دیتی۔ اور یہی حضور کے پیچھے تین روز تک تکبیر تحریر سے نماز پڑھتا رہا۔ اور تاریخ ابن عساکر میں منہال نے ابن عمر سے روایت کی کہ جب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دمشق میں لایا گیا تو ایک شخص نے تلاوت قرآن مجید میں یہ آیت با آواز بلند پڑھی إِنَّ أَصْحَابَ الْكُفِّهِمِ وَالْوَقِيمِ كَالْأَوْامِنِ أَيْتِنَا عَجَبًا تو سر مبارک سے نفع آواز آئی أَصْحَابُ الْكُفِّهِمِ تَتَلَوْنَ عَمَلِي یعنی میرا شہید ہونا اور اٹھایا جانا اصحاب کفہ سے زیادہ عجیب ہے اور آیہ کریمہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ هُمْ أَعْيُنُهُمْ غَشِيَتْ عَنْ رَبِّهِمْ فَيَعْبُدُونَ رَبَّهُمْ سِرًّا وَإِنَّ لَهُمْ فِي عِندِ رَبِّهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا لے نازل ہوئی ہے۔ اور کتاب الجواہر المنتظم مطبوعہ مصر صفحہ ۶۳ میں بروایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ ایک شخص اعرابی بعد وفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے مزار شریف پر یوں کہنے لگا کہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ میں نے آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اور جو آپ کے پاس آوے تو آپ اس کے لئے بخشش کی اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس بات کا حکم دیا ہے اور میں نہایت درجہ کا بدکردار ہوں لہذا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ تو اسی وقت قبر سے آواز آئی کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَوَجَّهْتُكَ

اَنْ يَسْتَشْفِرَ لِيْ اِلَى رَبِّىْ فَنُودِىْ مِنْ الْقُبْرِ الشَّرِيفِ اَنَّهُ قَدْ غَفَرَ لَكَ ۔ اور اگر کوئی غیر مقلد یعنی وہابی
 اعتراض کرے کہ قرآن میں صاف صاف حکم ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مدد نہیں دے سکتا جیسا کہ
 مَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ وَّ لَا نُنصِیْہُ ثَابِت ہے اور حدیث میں ہے کہ جو چیز مانگو اللہ تعالیٰ
 سے مانگو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگو وہ خود دے گا۔ اگر غیر سے مانگو یا اس کے سوا کسی نبی ولی کو متصرف مانو جیسا
 رسول اللہ یا نبی اللہ یا ولی اللہ کہہ گئے تو مشرک ہو جاؤ گے۔ یہ محض فرقہ و ہابیہ نجدیہ کی سرسبز ہالست و نا بھجی ہے
 کیونکہ ہم بھی کہتے ہیں کہ حقیقتاً معادون و ناصر و ولی خداوند کریم کی ذات پاک ہے۔ ہاں اگر کوئی مسلمان متصرف متصرفان
 امور میں کسی غیر کو سمجھے بیشک و شبہ شرک سے خالی نہیں۔ ہاں اگر مطلق کسی کو ولی یا معادون یا ناصر سمجھے تو مشرک نہیں
 ہوگا۔ کیونکہ ایسا شرک تو قرآن مجید سے کئی جگہ ثابت ہے لِقَوْلِهِ تَعَالٰی اٰغْنِہُمْ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فِتْنِہٖ ۔
 یعنی دولت مند کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ اِلَیْہَا یَقُوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰہُمُ
 اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۔ وَلِقَوْلِہٖ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنۡعَمْتَ عَلَیْہِ یعنی انعام کیا اللہ نے اس پر اور انعام کیا تو نے
 اسے نبی کریم۔ وَلِقَوْلِہٖ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسِبَکَ اللّٰہُ وَ مِنْ اَتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ وَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ یُرِیْہُمُ
 یعنی آپ پاک کرتے ہیں انہیں گناہوں سے وَلِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِشۡہَادُہُمْ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۔
 الشہید مددگار تمہارا اور اس کا رسول اور ایمان دہے۔ اور حدیث دیکھو مَا اَغْنَاکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ رواہ بخاری
 عن ابی ہریرۃ۔ یعنی ابن جہیل کو غنی کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے۔ وَاِلَیْہَا فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوْلَاکَ وَ جِبَارِیْلُ وَ مِسَاحُ
 الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی بیشک اللہ ہے اپنے نبی کا مددگار اور جبرائیل و میکائیل مسلمان اور جبرائیل و میکائیل صحیح میں ہے کہ فرمایا
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں خزانہ دیا گیا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں اور پہنچاتا ہوں ہر ایک کو جو حصہ جو لکھا گیا ہے
 واسطے اسکے اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ وَ كَانَ یُوْصَلُ عَلَیْکَ کُلِّ اَحَدٍ لِّصِیْبَۃِ الَّذِیْ
 کُتِبَ لَہٗ وَ اِنَّہٗ اَعْطٰنِیْ مَفَاتِیۡحَ الْخَزَآئِنِ اور ترمذی و حاکم نے اس سے اس طرح ذکر ہے الرَّبُّ اِلٰہٌ اَبَدَالِ فِی
 اَمَتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِہِمۡ تَقُوۡہِ الْاَرْضُ بِہِمۡ تَقُوۡ مَا لَیۡسَ بِہِمۡ تَمْطُرُوْنَ وَ بِہِمۡ تَنْصُرُوْنَ رواہ
 ردّ کا طبرانی فی الکبیر یعنی میری امت میں تین سو ابدال ہیں انہی کی برکت سے مدد دیتے جاتے ہیں و انبیاء و اولیاء
 و صالحین کو ہر وقت و ہر لحظہ میں حاضر ناظر نہ سمجھا جائے کیونکہ ہر وقت حاضر و ناظر ہوتا خداوند کریم کا خاصہ ہے۔
 اور انبیاء و اولیاء کا ہر حکم خداوند کریم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انکو بندش نہیں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں کما تر
 اور کتب فقہ مثل در مختار و نہر الفائق شرح کنترا الدقائق و مراقی الفلاح شرح نور الایضاح و شامی و امام غزالی کی کتاب

احیاء العلوم وغیرہم میں اس طور لکھا ہے کہ بوقت تشہد السلام علیک ایہا النبی کے پڑھنے کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھا جاوے۔ اور اس کلمہ کو بطور حکایت کے ہرگز نہ پڑھا جاوے و قیل ذلک ایہا النبی احضر شخصیتہ الکربیبہ فی قلبک ویصدق الہامک فی انہ یبلغہ ویرد علیک ما هو ادنیٰ منہ الیہنا یتصدق بالفاظ تشہد معانیہا مراد کلامہ علی وجہ الہی شاع کائنہ بھی اللہ تعالیٰ وسلم علی نبیینہ وعلیٰ فیفسہ واولیائہ لا الہ الا خبار عن ذلک فی اشامیدہ لا یقصد الا اخبار الحکایۃ عبادہم فی السعراج منہ۔ اور قرآن مجید میں صاف صاف لکھا ہے کہ جو زبان سے الفاظ صادر ہوں دل میں بھی ویسا ہی اعتقاد ہو تب مومن صادق ہوتا ہے۔ لقولہ تبارک یقولون بالسننہم مآلین فی قلوبہم اور مبارک ہے ان الرجال لا یقولون قلوبہم حتیٰ یقول قلوبہم مع لسانہ سواء یتکون لسانہ مع قلوبہ اولاً۔ اور ترمذی میں بروایت ابو ہریرہ مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں ہر ایک مسلمان کی قبر میں حاضر ہوتا ہوں اور میت کے فرشتے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے اور اسکے حق میں تو کیا کہتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ یہ بندہ اللہ کا اسکا بھیجا ہوا ہے اور کلمہ پڑھ کر سنا دیتا ہے اور الفاظ حدیث کے یہ ہیں فینقولون ما کنت تقول فی ہذا الرجل فینقول هو عبد اللہ ورسولہ وأشهد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ فقط جملہ کتب صحیحہ میں یہ مسئلہ مثبت و مدلل بالدلیل واقع ہے۔ ہذا مشرکین قول یا رسول اللہ فرقہ و بایہ نجد یہ میں سے ہیں۔ اگر اور کسی قسم کا تنازعہ قول ہذا میں پیش کریں تو ان سے حسب ایماء و مدعا تحریر کر اگر مدد دلیل ارسال فرمائیں۔ جواب باصواب دندان شکن دیا جائے گا۔

المجیب مصیب محمد عبد الرحمن

فیقر محمد عبد الرحیم خادم بارگاہ حضرت پیر صاحب کابلی کو مائی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمد صدیق بھری واسے کے عقائد اور اسکے وعظ و بایہ کی تردید جو کہ میرے ایک دوست نے برسر مجلس اسکے روبرو فقط بلفظ تردید کی۔ اب ناظرین ہر دو فریق کی تقریر سے مذہب اور عقائد کی جانچ خود کریں اور ایسے لوگوں کے مکرو فریب سے اپنے آپ کو بچائیں فقط ۛ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب رجب ۱۳۲۸ھ میں حضرت صاحبزادہ صاحب والا مناقب مولوی فخر الدین صاحب بیر بل شریف والہ بہک احمدیاری میں تشریف لائے جمد کے روز گرد و نواح کے لوگ بہت جمع ہوئے مولوی محمد صدیق وینکے تارڑ سے بوجہ چلے آنے سب

منازیوں کے خود بھی مجبوراً چلا آیا۔ صاحبزادہ موصوف نے شہر صدیق کو دخل خط کے واسطے ارشاد فرمایا مگر اس کی اندرونی مرض جو شش میں آگئی۔ اور وعظ میں جو نامناسب اعتراض صوفیائے کرام پر کئے درج ذیل ہیں۔ اور بندہ نے فی البدیہہ منبر پر مولوی صاحب کو جواب دیئے تھے :-

۱ :- آجکل تو حیدر کے دشمن اور دین کے برہم زن ادیباء و صوفی لوگ ہیں شرک کھاتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔
۲ :- ام الصبیان آسیب وغیرہ امراض جو بچوں کو یہہ بتلاتے ہیں یہ کچھ بات نہیں ہے۔ صرف یہ لوگ تحصیل درہم کے واسطے حیلہ بناتے ہیں۔ اگر یہ کچھ ہوتا تو کتے کے متعدد بچوں کو اور مرغی کے چوزوں کو کیوں نہ ہوتا جو کہ کبھی ان کو نہیں ہوا :-

۳ :- بزرگوں سے دعا کرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی قرآن شریف میں یہ امر ہے اور نہ ہی بزرگوں کی دعا کو فوقیت ہے آیہ اَدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اور آیتہ اَمَّا يَجِيبُ الْمَضْطَرَّ خُرُوجِي دعا کرنے پر اسیت فرماتی ہے :-

۴ :- بیعت صرف جہاد کے واسطے مشروع تھی۔ اب جو پیر بیعت کرتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔ خصوصاً عورتوں کو کسی جگہ بیعت کا حکم نہیں آیا۔ اور نہ عورتوں کا پیروں بزرگوں کے پاس جاتا جائز ہے :-
۵ :- عرس جو پیروں نے مقرر کئے ہیں ناجائز ہیں مگر یہ لوگ ایک تارک پر دوگوں کو جمع کر کے روپے پیسے ٹول لیتے ہیں یہ سخت منع ہے۔ بلکہ عرس سخت منع ہے۔

۶ :- آجکل کے پیر و مولوی سب تارک الزکوٰۃ ہیں۔ میں نے کبھی کسی فقیر و مولوی کو زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا۔ سیفانہ مکانات بناتے ہیں یا جمع کرتے ہیں :-

الجواب :- یا تو آپ نے صوفی کی تعریف و توصیف معلوم کرنے کے بغیر ہی کہہ دیا ہے کہ ادیباء و صوفی شرک کھاتے ہیں۔ یا خدا نے نظر حق میں نہیں بخشی دیکھو ان اَعْوَدُكُمْ عِثْدَ اللّٰهِ اَلْقَاكُمْ اور ان ادیباء اِلَّا الْمَشْكُون۔ متقی لوگ ہی اللہ کے دوست ہیں پس جس میں اتنا ہے وہ شرک و کفر کس طرح سکھا دے گا :-

الجواب :- ام الصبیان و آسیب بنی آدم کو یہی تکلیف پہنچاتے ہیں کیونکہ شیاطین آدمی کے دشمن ہیں اسی واسطے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ وَاَعُوْذُ بِكَ انْ يَّحْضُرُون۔ اور جو کافر جن ہیں وہ بنی آدم کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ دیکھو تفسیر عزیزی

ومن القاسطون کے ذیل میں درج ہے۔ اور اسی طرح حدیث میں ہے وكل المؤمنین نائمة وستون ملكا يذوبون عنه كما يذوب عن تصعة العسل الذياب ولو وكل العبد الى نفسه طوفه عين لا تختطفه الشياطين عضوا عضوا تفسیر عزیزی سورہ طارق اور اِنَّهٗ لَكُمْ عَذُوٌّ مُّبِينٌ سے ظاہر ہے شیطان انسان کا دشمن ظاہر ہے یعنی ایمانی اور جانی عداوت سے نہیں رکتا۔ اور معوذتین کی تفسیر میں شاید آپ نے کبھی خیال نہیں کیا یا دلی غصہ نے چشم حق میں پر پردہ ڈال دیا ہے۔

الجواب (۳) :- افسوس کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ میں قرآن ہی کا وعظ کرتا ہوں اور ایک دلیل بھی سوائے قرآن کے نہیں دیتا۔ مگر قرآن شریف کی طرف خیال نہیں کرتے۔ خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بزرگوں سے دعا منگوائی جاوے۔ دیکھو قُلْ اَيُّهَا اَبَا نَا اِسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ یہ تو فرزند ان یعقوب نے سوال کیا اور خود یعقوب علیہ السلام نے ان کی عرض کو منظور فرما کر سَوْتَ اَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ کہا۔ ورنہ جاسیتہ دیکھو وَلَوْ اَنَّهُمْ اَدَّوْا ظُلْمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاوِلًا فَاسْتَغْفِرُ اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرُ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوْحِدًا وَاللّٰهُ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ وصل علیہم ان صلواتک سکن لہم کی طرف خیال فرمائیے کہ نبی کی دعا کو کس قدر تیز چرچ ہے کہ اِنَّ قُلُوْبَكَ سَكَنٌ تَقَعُ مِنْ قُرْآنِ شَرِیْفٍ میں خیال کیا جاوے تو یہ خدشات دل میں آتی نہیں سکتے مگر

الجواب (۴) :- اسے ظلم منبر پر بیٹھ کر جو دل میں آیا کہہ دینا کتنی حق پوشی ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یَا یَعْنٰی عَلٰی اَنْ یُّشْرِکُنَّ بِاللّٰهِ شَیْئًا الْاٰیۃ خیال فرمائیے کہ عورتوں کو بیعت کا حکم نہیں ہے۔ اور کیا بیعت صرف جہاد کے لئے ہی مقرر فرمائی گئی ہے جو جہاد کا مطلق حکم نہیں۔ اِلَیَّ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الْاٰیۃ۔ اگر بیعت صرف جہاد کے واسطے ہی ہوتی تو عورتوں کو جو کہ مستثنیٰ ہیں حکم جہاد سے بنی علیہ السلام کو کیوں قَالِیْنِیْ وَاسْتَغْفِرُ لَہُنَّ کا حکم بتواتر اور دو بار جو کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو بندہ گوں کے پاس جانا منع ہے۔ اس کی تردید بھی اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ اَلْمُؤْمِنَاتُ سے ہو رہی ہے۔ یعنی نبی کریمؐ نہیں ہوا کہ تم عورتوں کے پاس جا کر ان سے بیعت لو یا کہ جو صدقہ دل سے آپ کی بیعت سے کہہ واسطے اس سے ان کو بیعت میں لاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ جو عورت صرف کی اجازت اور اختیاب کا بار اور استغفار لگائیے کہ واسطے بیعت کرے اور اس کے واسطے بیعت کرنا اور استغفار

اس کی غرض یہ ہے کہ عورتوں کو جہاد سے روکا جائے اور ان کے لئے بیعت کا حکم نہیں ہے۔

میں بے بسی کی حالت میں جو کچھ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے نکالتے ہیں۔ میں اسکو نخل کہوں حسد کہوں عناد کہوں
فساد کہوں یا کم فہمی کہوں یا بد بختی۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس در
میلش اندر طعنہ پا کاں زند

حضرت اس میں گناہ آخر کیا ہے۔ ہزاروں انجمنیں دنیا میں ہو رہی ہیں۔ اور لاکھوں جلسے تو کسی پر آپ نے ہذا
كَفَرٌ وَبِدْعَةٍ اَوْلَا يَجُوزُ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ بچا رہے حسد کے مارے جب کسی اولیاء کے مقام پر لوگوں کا
اجتماع دیکھتے ہیں تو حسداً و عناداً سارے مارے مارے پھرتے ہیں اور جو منہ میں آیا کہہ سنایا سنیے عرس کیا ہے
ایک دعوت ہے جس کے قبل کرنے میں کسی کو انکار نہیں۔ اور دعوت بھی اسلامی جس میں سولے اصلاح قوم کے
اور کوئی مد نظر نہیں ہوتا۔ تو فرمائیے دعوت کرنا منع ہے۔ باقی رہا تاریخ کا مقرر کرنا تو خیال فرمائیے دنیا میں کون کام ہے
جو کہ مقررہ وقت پر نہیں ہوتا۔ نماز ہے تو اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوَّتًا روزہ ہے تو فَمِنْ
شَهَادٍ مِنْكُمْ الشَّهْرُ فَلْيَصُمْهُ حج ہے تو الْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٍ جمعہ ہے تو اِذَا الْوُدَى لِلصَّلٰوةِ مِنْ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ کیا نماز اور روزہ اور حج و جمعہ وقت مقررہ سے پہلے ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ باقی رہا جس تاریخ
پر کسی مقبول خدا کا انتقال ہو جاتا ہے اس پر کیوں مجمع کیا جاتا ہے اور اسکی کیوں عزت کی جاتی ہے تو اسکی یہ وجہ ہے
کہ جس وقت میں کوئی مہتمم بالشان امروا قع ہوتا ہے ہمیشہ اس موقع کی تعظیم و تکریم کرنا قرآنی تعلیم ہے۔ اور قرآن شریف
اس کی تائید و تاکید فرماتا ہے۔ دیکھو رمضان میں روزہ اور اس کی تعظیم و تکریم کا کیوں حکم فرمایا اس لئے کہ اس میں ایک
بڑا مہتمم بالشان امروا قع ہوا وہ کیا ہے۔ نزول قرآن۔ دیکھو شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ هِزَار ہینہ
سے کیوں اچھی ہے کہ اَنَا اَنْزَلْنٰكَ اَفِيْلَيْلَةِ الْقَدْرِ تو قرآن پاک تو نازل ہو چکا ہے مگر تَنْزِيلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوحِ جو
کہ دوام اور استمرار پر دال ہے۔ کب بیتھا اس رات میں تو اگر شب نزول قرآن ہی ملا کہ اور روح کا نزول ہوا
تھا تو تنزل کیوں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس رات کی قدر کے واسطے ہمیشہ ہی ملا کہ کو حکم الہی ہوتا ہے کہ وہ اسکی بدستور قدر
کیا کریں۔ اور کبھی اس کی تعظیم و تکریم نہ چھوڑیں۔ تو خیال فرمائیے کہ ایک امر عظیم کی قدر خداوند کریم کیسے کرتا ہے۔ تو
انسان کامل جو دنیا میں عبادت و مجاہدہ کرتے کرتے اپنے معبود حقیقی کی قبولیت کا فخر جس تاریخ پر کر چکا ہو۔ اور
بشارت جنت و قرب الہی کے اسکو اس تاریخ پہنچنے کا ہم کو اعتقاد ہو کہ تَنْزِيلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا تَخَافُوْا
وَلَا تَحْزَنُوْا اٰیۃ اور جو خوف اسے اغوائے شیطانی کا تھا اس سے نجات حاصل کر چکا ہو تو اس کے غلصین و

و معتقدین اور متعلقین کو جیسا کہ اس کے جنازہ کے روز اجتماع واستغفار کا حکم تھا اسی طرح وہ لوگ سال میں ہمیشہ اس تاریخ پر جمع ہو کر اس کی قبر پر دعا سنے مغفرت اور قرآن شریف پڑھیں تو علم کیا ہے۔ باقی رہا کہ اس قبر پر کیوں جائے ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے تو خیال فرمائیے کہ خدا نے وعدہ لا شریک کی تعلیم ہی اسی طرح ہے کہ خدا کے مقبول کے اعمال و آثار بھی خدا تعالیٰ کو مقبول ہوتے ہیں فیہ آیات بینات مقام ابراہیم ومن دخلہ کان امنًا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً مکہ شریف میں آیات بینات کیا ہیں مقام ابراہیم۔ اب سب لوگ جانتے ہیں کہ مقام ابراہیم وہ جگہ ہے جہاں پر ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد ڈالی تھی۔ اسی واسطے اس کو اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیم فرمایا بوجہ عمارت کے نہ مقام اللہ تو لوں پیغمبر اولوالعزم اور اعلیٰ درجہ کے موجد کی قبولیت کی وجہ سے اس مقام کو جس جگہ پر ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام نے عمارت کی تھی۔ اور اللہ کی عبادت کے واسطے وہ مقام مقرر کیا تھا۔ باوجودیکہ اوسکی عمارت کے بعد بھی دوبارہ عمارت ہو چکی تھی پھر بھی اسی نام سے موسوم رکھا اور وہی شرف اس کو ہمیشہ کے واسطے بخش دیا کہ ذمہ دخلہ کان امنًا۔ اور پھر فرمایا کہ چونکہ میں نے اس مقام ابراہیم کو بنظر قبولیت ممتاز فرمایا ہے اس لئے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً جس کو طاقت ہو اس کی زیارت کرے تو ذرا سی عہد فرمائیے کہ نہ تو وہاں ابراہیم علیہ السلام کا مدفن ہے نہ آپ وہاں کھڑے ہیں۔ نہ اب تک بعینہ وہ عمارت موجود ہے مگر زیارت ویسی ہی ہوتی ہے اور ہوگی۔ تو جہاں پر ایک موجد خدا پرست صاحب نفس مطمئنہ کا مرقد ہو۔ اور اس خاکدان میں اس وجود کی بعینہ خاک پاک موجود ہو۔ تو وہاں کی زیارت کو استقدر بنظر حقارت دیکھتا ایک بڑی خسارت کا موجب نہیں تو کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعیرت بخشے۔

نوٹ: مولوی محمد صدیق صاحب نے فقیر کو وعدہ فرمایا تھا کہ میں عرس کی ممانعت قرآن سے ثابت کر کے لکھوں گا ایک ماہ کے اندر ان سوالات کے جواب تم نے لکھنے ہونگے۔ اب چونکہ سال گزر چکا ہے اس واسطے مختصر لکھا ہے۔ سوال آنے پر مفصل جواب انشاء اللہ تعالیٰ لکھوں گا۔ مگر تہذیب سے گزرنے والے کا مواظف ہوگا۔ (نور محمد)

الجواب (۶): سبحان اللہ قرآن کے دغظوں کو قرآن کی ہدایات اور آیات کیوں بھول گئیں یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا حقیثاً من الظن ان تبعض الظن اثم مومنوں کو نیک ظن ہونا ضروری ہے۔ بزرگوں کے سب حسنہ بھول گئے اور یہ باطنیاں اون کے حق میں خوب یاد آگئیں۔ دیکھو مولوی صاحب خدا تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے کے دو طریقے بیان فرمائے ہیں اور دوسرا طریقہ پہلے طریقہ سے بہت پسند فرمایا ہے (۱) ان تبدوا

تمام آب مع جنید نکالا جاوے۔ چنانچہ حاشیہ الفوارع عبد اللہ جلد اول و قفاوے جامع الفوائد جلد اول صفحہ ۱۱۱
میں مذکور ہے فقط بہ

المجيب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عنی عنہ

سوال :- جن برتنوں کو گوبر و پلیدی سے مٹی ملا کر بنایا جاتا ہے۔ ان برتنوں سے پانی پیتا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب :- بیشک جائز ہے۔ کیونکہ آگ میں پکانے سے برتنوں کی حالت تبدیل و تغیر ہو جاتی ہے اور نجاست دور ہو کر پاک ہو جاتے ہیں چنانچہ قتائے سعدیہ و محیط میں بایں طور مذکور ہے الطَّيْنُ
 التَّجَسُّسُ إِذَا جُعِلَ مِثْلَهُ الْكُوْزُ أَوِ الْقِدْرُ دَطِیْعٌ یَّكُوْنُ طَاهِرًا یعنی جب پلید مٹی سے کوزه یا ہنڈیا بنا
 کر آگ میں پکائی جاوے تو پاک ہو جاتی ہے۔

سوال :- اگر آٹے یا دودھ یا سرکہ وغیرہ میں چوبے کی مہنگن پڑ جائے تو ان کو استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں ؟ جواب دوا جرملے گا :-

الجواب :- اگر مینگن پڑنے سے رنگ و مزہ نہ بگڑے تو اس چیز کا استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ
 قتادے عالمگیری میں بایں طور لکھا ہے بَعْرَةُ الْفَارَةِ وَقَعَتْ فِي وَثْرِ الْحِنْطَةِ فَطَحِنَتْ أَوِ الْبَعْرَةُ
 فِيهَا أَوْ وَقَعَتْ فِي وَثْرِ هُنَّ لَمْ يُفْسِدِ الدَّقِيقَ وَالذَّهْنَ مَا لَمْ تُتَغَيَّرْ طَعْمُهَا اتم اور محیط میں
 ہے فی بعرة الفارعة وقع في الرطب أو الخل أنه لا يفسد اتم :-

المجيب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- اگر کسی نے مسجد کے فرش پر بول کر دیا۔ اور فرش دھوپ سے خشک ہو گیا ہو اور اثر نجاست باقی نہ رہا ہو کیا اس جگہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا :

الجواب نماز جائز ہے بشرطیکہ اس جگہ اثر باقی نہ رہا ہو۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے اَلْعَرَضُ
 تَطْمُرُ بِالْيُسْبِي دَخِ هَادِبِ الْاُزْلَ تَشْتَمُّ هَكَذَا فِي الْكَافِي اور بہتر ہے کہ حسب طرح سے ہو سکے اس کو پانی
 سے پاک کرے یا اس جگہ کو نئے سرے سے تیار کرے۔ اور یہ احتیاط ہے۔

استفتاء :- بالغ یا نابالغ لڑکی کے متولی نکاح کر دینے کے کون کون اشخاص ہیں۔ ترتیب وار تحریر فرمائیں۔ فقط :-

السائل حافظ رحمت علی علی پوری۔

الجواب :- اگر لڑکی بالغ ہو یا نابالغ تو اس کے نکاح کے ولی بایں ترتیب ہونگے۔ اول باپ پھر دادا پھر

نکاح کرنا درست ہے، لہذا فی لطو طادی و شرح وقایہ وغیرہ کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔ فقط
المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا اللہ عنہ

سوال خطبہ نکاح کی طرح پر ہے اور کب پڑھا جاوے؟ جواب دو اجزائے گاہ

الجواب :- خطبہ نکاح سراجیہ نے بایں طور لکھا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ خطبہ پہلے ایجاب قبول کرنے کے پڑھے۔ اور اگر بعد ایجاب قبول کرنے کے پڑھ لیا جاوے تو بھی درست ہے۔ اور ملتان کے علاقہ میں اس طرح دیکھا گیا ہے۔ اور خطبہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ خَمْدًا لَا نَسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَلَوْ مِنْ يَدِهِ وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَلَقَوْلُكَ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ الْفٰسِقِیْنَ وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِي اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَلْقُوا اَرْبَكُمْ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَنِسَاءً وَاَلْقُوا اللّٰهُ الَّذِي تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْقُوا اللّٰهَ وَقَوْلًا قَوْلًا سَدِیْدًا اَيُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ مَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ قَاَنَ نَوْذًا عَظِیْمًا وَاِنْ حَبِ اِيَّابِ قَبْلُ بُو جَاوے تو پھر اس کے جانبیں کے لئے از دیا و محبت اور خیر و برکت کی دعا مانگی جاوے فقط

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حقیقی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرقہ وہابیہ کے پیچھے نماز گزارنا یا ان سے رشتہ داری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جن لوگوں کے عقائد مفصلہ ذیل ہوں ان کے پیچھے نماز ادا کرنا یا ان سے رشتہ پیدا کرنا قطعاً ناجائز ہے۔

عقیدہ کفر ہے :- خداوند کریم جھوٹے نبی پر قادر ہے۔ صیانت الایمان صفحہ ۵ مولد شہود الحق شاگرد مذہبہ حسین وبراہین قاطعہ صفحہ ۱۔

عقیدہ کفر ہے :- خداوند کریم عرش پر بیٹھا ہے۔ کرسی پر پاؤں رکھے ہیں کرسی چرچہ کرتی ہے۔ قرآن مجید مترجم مہدی وحید الزمان۔ حاشیہ آیتہ الکرسی ۶

عقیدہ کفر ۳ :- خداوند کریم کے اوصاف حادث ہیں اقامتہ البرہان عبدالاحد خانپوری۔ اور ایک قسم کا خدا کا علم بھی حادث ہے جسکو علم تفصیلی بھی کہتے ہیں۔ از احقہ العیب صفحہ ۷ :-

عقیدہ کفر ۴ :- خداوند کریم آسمان زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا۔ فتاویٰ محمدیہ مع ترجمہ درہیہ صفحہ ۲ سطر ۲۳ :-

عقیدہ کفر ۵ :- رسول کریم خاتم النبیین نہیں ہیں کیونکہ اسمیں الف لام عہد خارجی کا ہے۔ دیکھو جامع الشواہد بحوالہ نصر المومنین صفحہ ۱۲۰۲ مولفہ صدیق حسن خان پشادری :-

عقیدہ کفر ۶ :- تمام انبیاء و تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ جامع الشواہد بحوالہ کتاب رد تقلید بکتاب المجید صفحہ ۱۲ مطبوعہ صدیقی باراول مولفہ صدیق حسن خاں :-

عقیدہ کفر ۷ :- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدائش تاریخی سنگ اور وفات ٹوٹے کم جہاں پاک دیکھو المجرع علی ابی حنیفہ مولفہ سعد بناری :-

عقیدہ کفر ۸ :- نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ بلفظہ تفویضہ الایمان صفحہ ۶ سطر ۲ د ۳ مولفہ مولوی اسماعیل طیل :-

عقیدہ کفر ۹ :- ہر مخلوق بڑا سویا چھوٹا۔ اللہ کے شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہیں۔ بلفظہ تفویضہ الایمان صفحہ ۱۱ سطر ۱۵ مولفہ اسماعیل :-

عقیدہ کفر ۱۰ :- آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی نہیں ہیں بلکہ مرکز مٹی میں ملنے والے ہیں :-

عقیدہ کفر ۱۱ :- سائر السفر الی قبر محمد و مشاہدہ و مساجد و آثار و قبر نبی ادنی و سائر الاوثان و غیرہا شریک اکبر ۱۲ :- (ترجمہ) بیشک سفر کرنا آنحضور کی قبر کی خاطر اور ان کے مشاہدہ اور مساجد و آثار کی طرف یا کسی اور نبی ولی کی قبر کی طرف یا باقی اوثان کی طرف یہ سب کام شرک اکبر ہیں۔ صفحہ ۱۱ کتاب التوحید صفحہ ۱۳۲ مولفہ محمد بن عبد الوہاب (آنحضور علیہ السلام کے روح کے لئے سفر کرنا بھی شرک ہے) :-

عقیدہ کفر ۱۲ :- آنحضور علیہ السلام کا مقبرہ سفر کر کے دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسا بتوں کا دیکھنا ہے۔ دیکھو کتاب التوحید صفحہ ۴۲ د ۴۱ تصنیف محمد بن عبد الوہاب :-

عقیدہ کفر ۱۳ :- نبی علیہ السلام کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی برا ہے تفویضہ الایمان صفحہ ۲۶ د ۲۷ سطر ۶ و کتاب التوحید :-

عقیدہ کفر ۱۴ :- آنحضور علیہ السلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۹۳ سطر ۲ مولفہ اسمعیل :-

عقیدہ کفر ۱۵ :- آنحضور علیہ السلام کا رد منہ منورہ قابل گرا دینے کے ہے لواقدر علی حجة الرسول بعد متھا یعنی اگر طاقت پاؤں گا تو رد منہ نبی کو گرا دوں گا۔ کتاب اوضح البراہین بحوالہ رد ضلال وغیرہ تصنیف محمد بن عبدالوہاب :-

عقیدہ کفر ۱۶ :- عصا ہذا بخیر من محمد لانہا ینتفع بہا فی قتل الحیة ونحوھا۔ میری لاشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ کے مارنے میں نفع لیا جاتا ہے۔ اور محمد مرگے باقی نہیں رہا ان میں نفع۔ کتاب اوضح البراہین صفحہ ۱۰ بحوالہ تاریخ سید احمد و علان مقولہ ابن عبدالوہاب :-

عقیدہ کفر ۱۷ :- انبیاء و اولیاء ناکارے ہیں۔ تفسیر الایمان صفحہ ۲۹ سطر ۱۸ :-

عقیدہ کفر ۱۸ :- سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تفسیر الایمان صفحہ ۵۵ سطر ۱۸ :-

عقیدہ کفر ۱۹ :- انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نا ہی دہشتے ہیں۔ تفسیر الایمان صفحہ ۲۲ و ۲۹ :-

عقیدہ کفر ۲۰ :- نبی علیہ السلام کی نظیر اور نبی جی پیدا ہونا ممکن ہے۔ اور یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ تفسیر الایمان صفحہ ۳۱ و ۳۲ و کتاب التوحید ۱۲ :-

عقیدہ کفر ۲۱ :- نبی علیہ السلام کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر مہر و معنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے بھی حاصل ہے۔ اور نص سے ثابت نہیں۔ حفظ الایمان اشرف علی صفحہ :-

عقیدہ کفر ۲۲ :- نبی علیہ السلام کا علم ملک الموت و شیطان سے کم ہے۔ اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام کو علم ملک الموت اور شیطان سے زیادہ تھا۔ اور نص سے ثابت ہے۔ شرک ہے۔ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ سطر ۲۲ :-

عقیدہ کفر ۲۳ :- اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی۔ معیار الحق صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ لاہور :-

عقیدہ کفر ۲۴ :- قیاس مجتہد قابل اعتبار نہیں جامع الشواہد بحوالہ معیار الحق صفحہ ۷۹ مولوی نذیر حسین و جامع الشواہد :-

عقیدہ کفر ۲۵ :- چار مسئلے جو کتبہ اللہ میں مقرر کئے ہوئے ہیں مذموم ہیں۔ کتاب سبیل الرشاد صفحہ ۲۴ :-

عقیدہ کفر ۲۶ :- کتب فقہ متداولہ بین الناس کے پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ان کو جلا دینا چاہیے۔ دیکھو

بوستے غسلین مولوی عبد الجلیل سامروی :-

عقیدہ نمبر ۲۶ :- جو شخص عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔ کتاب ہدیتہ القلوب صفحہ ۲۷ و بلاغ المبین :-

عقیدہ نمبر ۲۸ :- تقلید شخصی و میلاد مبارک و قیام و وظیفہ یا رسول اللہ و عبدالقادر جیلانی و سوم و چہلم و گیارہویں پیر پر مال و اسقاط میت یہ سب شرک و کفر و بدعت ہیں۔ دیکھو لوا مع الاثر ص ۸۰ مولفہ غلام حسن ساہیوالی و براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ و ستہ ضروریہ مع فتوے عبد الجبار امرتسری :-

عقیدہ نمبر ۲۹ :- خالہ سوتیلی یعنی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا اس سے اس کے بھانجے کا نکاح درست ہے۔ جامع الشراہد بحوالہ فتوے عبدالقادر غیر مقلد شاگرد مولوی نذیر حسین دہلی امام مسجد کاشی :-

عقیدہ نمبر ۳۰ :- دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہے۔ اس کی حرمت منصوص نہیں۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث نمبر ۲۵ و ۲۶ ثناء اللہ مورخہ ۱۱ رمضان ۱۳۲۸ھ :-

عقیدہ نمبر ۳۱ :- شادیوں میں گانا بجانا باجول کا اجرت اور بلا اجرت جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث نمبر ۱۳۲۹ھ مورخہ ۱۱ رمضان :-

عقیدہ نمبر ۳۲ :- رعنائی کی مشکوٰۃ برہمہ رضیع جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۱۶ھ :-

عقیدہ نمبر ۳۳ :- زانی کے لطف سے جو لڑکی پیدا ہو۔ زانی یا زانی کا لڑکا اس سے نکاح کرے تو نزدیک اہلحدیث کے جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۱۲ھ :-

عقیدہ نمبر ۳۴ :- جس عورت سے زید نے زنا کیا ہو۔ وہ عورت زید کے لڑکے پر حلال ہے۔ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۶ھ :-

عقیدہ نمبر ۳۵ :- اگر لڑکی گود میں نہ پلے ہو۔ تو اس سے یعنی دختر ربیبہ سے نکاح درست ہے۔ دیکھو فیض البابی شرح بخاری پارہ ۲۱ صفحہ ۱۱۵ سطر ۱۶ :-

سوال :- بوقت مصیبت انبیاء و اولیاء کو وسیلہ پکڑنا اور لفظ "یا" سے پکارنا درست ہے یا نہیں۔ صرف قرآن مجید و حدیث شریف سے ثابت کرو۔ اجر ملے گا :-

الجواب :- بیشک بوقت مصیبت اور ہر امور میں انبیاء و اولیاء کو وسیلہ پکڑنا اور حرف "یا" سے پکارنا قرآن مجید و احادیث شریف سے ثابت ہے بقولہ تعالیٰ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا

الْبَيْسِ الْوَسِيلَةَ اَلْحَمْدُ (ترجمہ) یعنی اسے ایمانداروں اللہ سے ڈرو۔ اور اس کے ملنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور مولوی اسماعیل صاحب جو کہ اس فرقہ کا سرگروہ ہے وہ اپنے رسالہ منصب امامت میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ وسیلہ سے وہ شخص مراد ہے کہ مرتبہ میں اللہ تعالیٰ سے قریب ہو اَلْحَمْدُ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ وسیلہ سے مراد نبیؐ یا وادیا، عظام ہونے۔ اور تفسیر در مشور تحت اس آیت کریمہ قُلْ أَذْمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کہ یہ حدیث بایں طور تحریر فرمائی ہے أَخْرَجَ ابْنُ الْجَارِعِينَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلِمَاتِ الَّتِي تَقْلَعُهَا أَدَمٌ مِنْ رَبِّهِ فَتَابَ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَفَاطِمَةٍ وَالْحُسَيْنِ إِنْ تَبَتُّ عَلَى فِتْنَةٍ عَلَيْهِ (ترجمہ) یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ میں نے دریافت کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ اللہ تعالیٰ نے کون کلمات حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلائے تھے کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور توبہ قبول کی تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ یہ سوال کیا تھا کہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی وفاطمہ وحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے میری توبہ قبول کرتا تب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور علاوہ اسکے خود امام بخاری کتاب المفرد وشقائق ایاض میں بایں طور حدیث نقل فرمائی ہے رَوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا بِجَلَّةٍ يَقُولُ لَهُ إِذَا حُرِّحْتَ النَّاسُ إِلَيْكَ يَزِلُّ عَنْكَ قَصَاحٌ يَا مُحَمَّدًا أَلَا فَأَنْتَ شَرٌّ الْحَمْدُ ترجمہ :- یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا پاؤں سن ہو گیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ایسے شخص کو یاد کریں جو کہ لوگوں میں آپ کے نزدیک بڑھ کر محبوب ہے تو آپ کا یہ مرض جتنا رہے گا آپ چلائے اور کہا یا محمدؐ پھر ان کا پاؤں کھل گیا۔ اَلْحَمْدُ اور اس کی شرح میں لا علی قاری صاحب یوں لکھتے ہیں وَكَأَنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَصَدًا أَنْظَهَارَ الْمُحِبَّةِ فِي ضَمِّنِ الْأِسْتِعَانَةِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَفْسُهُ فِي حَسَنِ الْمُنْهَارِ محبت کیا۔ اور کتاب تروح الشام میں لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رضی اللہ عنہم میں یا محمدؐ یا نصر اللہؓ انزل پکارا کرتے تھے یعنی اے محمدؐ اے خدا کی مدد نازل ہو۔ اور کتاب حصن حصین مترجم صفحہ ۱۲ میں بایں طور حدیث مذکور ہے وَمَنْ كَانَ لَهُ ضَرْوَةٌ فَلْيَتَوَضَّاءُ فَحُسْنٌ وضوء لا ویصلی رکعتین ثُمَّ دُعَا اللّٰهُ مِرَاتِي أَسْأَلُكَ اتَّوَجَّهُ إِلَيْكَ بِسَيِّدِكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحمَّدُ إِنِّي أَلُوَّجُهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقِنِّي اللَّهَ فَشَفِّعْنِي فِي تَقْلِ الزَّمْدَى وَأَبْنِ مَا جِهَ وَمُسْتَرْكِ

ترجمہ :- کسی کو کوئی حاجت ہو تو وہ اچھا وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر دعا کرے اور کہے میں مانگتا ہوں

ما حجت اپنی تہجد سے اور متوجہ ہوا ہوں طرف تیری ساتھ وسیلے نبی تیرے کے جو کہ نبی رحمت ہیں۔ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوا ہوں میں ساتھ تیرے طرف پروردگار اپنے کے نیچ حاجت اپنی کے تاکہ روا کی جائے حاجت واسطے میرے پس شفاعت قبول کران کی میرے حق میں الخ، اور علاوہ اسکے خود کتاب ہدیہ المہدی صفحہ ۲۳ جلد اول میں مولوی وحید الزمان صاحب جو کہ اس فرقہ کا پیشوا ہے بایں طور تحریر فرماتے ہیں البنداء فیجوز لغير الله تعالى مطلقاً سواء كان حياً او ميتاً وثبت فی حدیث الاعمی یا محمد انی التوجه بک الی ربی و فی حدیث آخر یا عباد اللہ اعینونی و قال ابن عمر حین نزل قد مددنا محمد اکا و لماد عما ملک الروح الشہد الی النصرانیۃ قالوا یا محمد اکا رواہ ابن الجوزی من اصحابنا و قال اویس القرنی بعد وفات عمر یا عمر اکا یا عمرا اکا رواہ ابن حبان و قال السید فی بعض التوالیف قبلہ دین مددی تعب ایمان مددی ابن قسیم مددی قاضی شوقانی مددی الخ پس اس عبارت مرقومہ سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ بوقت مصیبت انبیاء و اولیاء عظام سے مدد مانگنا اور وسیلہ پکڑنا اور ندا سے پکارنا درست ہے اور تحریروں کے نزدیک یا حرف ندائیہ ہے جو کہ قریب اور بعید کے واسطے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ شرح ملا جامی میں بایں طور مفسطور ہے۔ یا اعمیاء انہا مستعمل لنداء القریب والبعید الخ یعنی یا حرف حروف ندائیہ میں سے عام ہے۔ کیونکہ وہ قریب اور بعید دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے الخ؛ باقی مفصل ذکر اسکا جلد اول سلطان الفقہ و سرور الخاطر الفاتر وغیرہ میں دیکھو۔ الخ واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

اصلی توبہ نامہ کی نقل جو تدریسین دہلوی نے مکہ معظمہ کی جیل میں تحریر کی تھی باور یہ نقل حاجی

الہ بخش حال وارد تحصیل توبہ ٹیک سنگھ سے ملی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ حَمْدًا ۙ وَنُصْرًا ۙ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ ۖ سَخَّانُ السَّیِّدِ الْمَوْلٰی مُحَمَّدٌ نَذِیرُ حَسْبِیْنَ الدَّهْلَوِیُّ وَالْحَاجُّ الْمَوْلٰی سَلِیْمَانُ ابْنُ الْحَاجِّ اسْحَقُ الْجَوْنَاکَدِیُّ مِنْ مَرَشْدِی الْفِرْقَةِ الصَّالِحَةِ الرَّهَابِیَّةِ مِنْ غَیْرِ الْمَقْلَدِیْنَ وَصَلًّا ۙ اِلٰی مَكَّةَ الْمُکْرَمَةِ فَلَمَّا ظَهَرَ خَالِیًّا اَحْضَرَا فِی الْمَحْکَمَةِ الْعَلِیَّةِ اسْتَنْبَافَنَا عَنْ الْعَقِیدِ ۙ وَالصَّلَاةِ الْجَدِیْدَةِ ۙ وَالطَّرِیْقَةِ الْخَبِیْثَةِ الْوَهَابِیَّةِ بَيْنَ یَدَیْ حَضْرَتِ الْمَشِیْرِ الْمَفْخَمِ وَالدَّسْتُوْرِ الْمُکْرَمِ وَالْوَزْرِی الْمَعْظَمِ دَالِی وَرَایَّةِ

الحجۃ بآزاد ولساوالسید عثمان نوری با مشالہ زالت شمس اجلالہ من اتق الاقبال با زخۃ وکتبا بقلیہ
ما ترجمتہ ہذا وکذا لک تاب کل من کان عقیدتہ کعقیدتہما من رفقائہما ویتن اقام بیکۃ
المکرمۃ وذلک فی السادس والعشرین من ذی الحجۃ من عام ۱۳۰۰ھ

ترجمہ ما کتب المولوی نذیر حسین الدہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلياً ما بعد فان العاجز السيد محمد نذیر حسین
متبع السنۃ والجماعۃ عقیدتہ وفعلہ وانا اعلم ان خلافہا من المذاهب کلہا سوء سواء کان
من الرافضۃ والخارجیۃ والوہابیۃ وانی اتق موافقاً للمذہب الحنفی وانا حنفی المذہب وتبنت
مما اخطأت وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والراقم السيد محمد
نذیر حسین بقلیہ

ترجمہ ما کتب المولوی سلیمان الجوناگدی

الحاج سلیمان بن الحاج اسحق الحنفی المذہب الان تبنت مما اخطأت واقول ان مذہب
الوہابیۃ باطل البتہ وانا علی مذہب الحنفی الامام الاعظم وبالله التوفیق وهو الرفیق۔ صحیح
الحاج سلیمان۔

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دہلوی بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلياً ما بعد عاجز سید محمد نذیر
حسین متبع سنۃ والجماعۃ عقیدۃ وفعلہ اور اسکے خلاف جتنے مذہب ہیں خواہ رافضی ہو خواہ خارجی خواہ وہابی سب
کو برا سمجھتا ہوں۔ اور میری مذہب حنفی کے قوی دیتا ہوں اور حنفی مذہب ہوں وتبنت مما اخطأت وصلى الله
تعالى على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين فقط الراقم سید محمد نذیر حسین بقلیہ خود
نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان ساکن جوناگدہ۔ حاجی سلیمان ولد حاجی اسحق حنفی المذہب انجہ خطا
نہدم از توہید است مذہب وہابی باطل است الف مرہ۔ مذہب حنفی امام اعظم دارم وبالله التوفیق وهو الرفیق
نقطہ صحیح حاجی سلیمان جوناگدی (طبع فی المطبعۃ المیریہ الکاظمیۃ بمکۃ المکرمۃ)

المصلح۔ فقیر نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری حال وار دوزیر آباد محلہ کٹر منڈی قسطہ

و جامع الفتاویٰ جلد نہم تمام شد

جلد دوم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب دہلوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منطوقات اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھے یا کہ اپنی خواہش بشریت و ارادت سے بھی کچھ فرما دیا کرتے تھے۔ اور مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ سے کیا مراد ہے۔ جواب دوا جری لے گا۔

الجواب :- اس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام منطوقات مخصوص قرآنہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بجانب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے علماً ظاہر ہوئے۔ اور جو ما سوا قرآن مجید کے منطوقات آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں وہ اکثر بموجب وحی کے ہیں۔ اور بعض اپنی ارادت بشریت سے فرمائے۔ چنانچہ شہد کا اپنے اور حرام فرمانا لفظ تعالیٰ لَمْ يَكْرِهْ مَا حَلَ اللَّهُ لَكَ الدِّينَ سُلُوكِ کے جنازہ پر کھڑے ہونا وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر تمام منطوقات آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بموجب وحی کے ہوتے تو پھر اعتراض خداوند کریم کا کیوں وارد ہوتا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض وقت اپنی ارادت سے بھی فرما دیتے تھے۔ اب مسلمانوں کو لازم ہے کہ جس امر کو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمشورہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ترک کر دیا ہو یا ترک کرنے کا حکم دیا ہو تو اسکو ترک کر دیں۔ اور جس امر کو بمشورہ صحابہ تعمیل کر کے حکم فرمایا ہو۔ اسکو ہرگز نہ چھوڑیں اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود صحابہ کرام سے مشورہ کا حکم فرمایا۔ وہ ہذا وَشَاوْهُمْ فِي الْفَرْدِ اور علاوہ اسکے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی ہی تین چار قسم کی تھی جسکا مفصل ذکر جلد ششم میں ہو چکا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار مبارک کو قبر میں تبرکات میت کے ساتھ رکھنا درست ہے یا نہیں اور بعض لوگ جو نعلین مبارک کا نقشہ بنا کر میت کے ساتھ رکھ دیتے ہیں۔ اسکا کیا حکم ہے۔ جواب دوا جری لے گا۔

السائل خافض خدا بخش از کیا رک

الجواب :- بیشک میت کے ساتھ کفن یا قبر میں بال مبارک یا ناخن وغیرہ آثار طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھنے تبرکات درست ہیں۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد اول صفحہ ۱۳۲ میں بایں خود مذکور ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا اَوْصَىٰ اَوْيْدُ فَنَ مَعَهُ شَيْءٌ كَانَ عِنْدَكَ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاطْفَأَ رُكَاةً وَقَالَ اِذَا امْسَتْ فَاجْعَلُوْكَ لِيْ كَفَنِيْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ ۱۲ اور تحفہ رسولیہ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے کہ جس میت کے

ساتھ نعلین مبارک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بال نقشہ نعلین مبارک کا ہو گا یا جس گھر میں یا جس کے پاس ہو گا وہ ہر ایک آفات سے محفوظ رہے گا۔ اور عذاب دوزخ سے نجات پائے گا۔ اور اس پر فرشتے منکر نکیر وقت حساب آسانی کریں گے۔

اشعار

| | |
|----------------------------|-------------------------|
| ہر کہ قبر طاس مثالش کشد | تاج دہند از اب خود نہد |
| فتح و ظفر یابد و گردد عزیز | دردش افزاید عقل و تمیز |
| آتش سوزندہ نسوزد و دراء | سوزن سیلاب ندوزد و دراء |
| از سہمہ آفات سلامت بود | روز قیامت بکرامت بود |
| سہل شود پیش منکر نکیر | داند و بگردند مبشر بشیر |
| | نقل از تحفہ رسولیہ |

سوال :- ولی اللہ ہماری ندائیں دور سے بھی سن سکتے ہیں۔ جواب تدران مجید و حدیث صحیح سے دو۔

اجریلے گا :-

الجواب :- بیشک ولی اللہ جو مقرب ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے مدارج فرائض و نوافل کے طے کر لئے ہیں وہ ہماری ندائیں دور سے بھی سن سکتے ہیں کیونکہ ان کے کان خداوند کریم کے کان ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کی سامعہ قدرت سامعہ کی منظر ہو جاتی ہے۔ اور ان کی آنکھ میں وہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے کہ دور و نزدیک سے برابر دیکھتی ہے۔ اور ان کے ہاتھ خداوند کریم کے ہاتھ ہو جاتے ہیں۔ یعنی جس چیز کو چاہتے ہیں پکڑ لیتے ہیں۔ اور ان کے پاؤں خداوند کریم کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یعنی جہاں چاہیں ایک آن میں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس پر قصہ برشمیر کا شاہد ہے۔ جو قرآن میں موجود ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے وَقَوَادَّ كَالَّذِي يُعْقِلُ بِهِ وَلِسَانُهُ الَّذِي يُتَكَلَّمُ بِهِ یعنی میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے۔ اسکی زبان میری زبان بن جاتی ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ غرض کہ اس سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو کہ خداوند کریم کے ارادے میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں

شعر

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از خلقم عبد اللہ بود

اور اس مسئلہ پر یہ حدیث بخاری کی شاہد ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَنِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكَثُرَتْ سَمْعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَقَدْ كَانَتْ يَتْبِطُّشُ بِهَا وَرَجُلَهُ الَّذِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَوْ عَظِيئَتُهُ الْحَدِيثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ كَذَا فِي الْمَشْكُوتِ - یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے - اسکو میں جہاد دیتا ہوں کہ مجھ سے وہ جنگ کرے۔ اور میرے بندے نے اس فرض کے ادا کرنے سے جو میں نے اس پر مقرر کیا ہے بڑھ کر اور کسی شے سے جو میرے نزدیک زیادہ عزیز ہے مجھ تک تقرب حاصل نہیں کیا۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ مجھ تک تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسکو دوست بنالیتا ہوں۔ اور جب میں اسکو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو پھر میں اسکے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکو ضرور دیتا ہوں انم اور اس حدیث کی تائید پر حدیث زینب بن ساریہ کی شہادت ہے۔ جو کہ ۱۷۶ کے فاصلہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حالت خطبہ میں ان سے ہمکلام فرمائی۔ اور فرمایا کہ پہاڑ کی آڑیجئے۔ اور انہوں نے شکر ایسا ہی کیا۔ اور اگر کسی صاحب نے اس مسئلہ کو دیکھنا ہو تو سرور الخا طر صفحہ ۵ و ۶ میں مطالعہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- ما جنبیہ عورت کا پس خوردہ کھانا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو احقر بلے گا :-

الجواب :- اگر بہ نیت تلذذ کھلئے تو مکروہ ورنہ درست۔ کما فی الدر المختار یکرک سورہا للرجل لعلہ لا یستلذ اذا ورا حاشیہ رد المحتار میں بھی اسی طرح ہے۔ نقل از فتاویٰ سعیدی صفحہ ۱۳۔ انتہی واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- استنجاؤ صیلوں سے کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا صحابہ کرام سے جواب دو احقر بلے گا :-

الجواب :- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ چنانچہ طبرانی و فتح المنان فی تائید التعمان سے صاحب سعیدی نے صفحہ ۱۳ میں بایں طور حدیث نقل کی ہے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ تَالَى ثُمَّ مَسَحَ ذَكَرَهُ بِالتُّرَابِ ثُمَّ اتَّقَتِ الْيَمَاقِلُ هَكَذَا عَلِمْنَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَبُولُ ثُمَّ يُمَسِّحُ ذَكَرَهُ بِحَجَرٍ أَوْ بِغَيْرِهِ ثُمَّ لَمْ يُمْسِ ذَكَرَهُ الْمَاءُ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عَرَسٌ عَنِ النَّبِيِّ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بول کیا۔ پھر مسح کیا ذکر اپنے کو ساتھ پتھر یا غیر اسکے۔ پھر نہیں دھویا ذکر اپنے کو پانی سے فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- اگر کسی شخص نے استنجا پانی سے نہ کیا ہو صرف ڈھیلوں سے استنجا کر لیا ہو تو پھر کسی نے اس کو سلام کیا کہدیا ہو تو اس کو سلام کا جواب دینا درست ہے یا نہیں۔ جواب دوا جری لے گا

الجواب :- صورت مذکورہ بالا میں جواب سلام کا دینا مکروہ ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں حدیث میں الفاظ مسطور ہے عن ابن عمر أن رجلاً سأل عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول: قلتم يَدْخُلُهُ قَالَ ابُو عِيْنَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَابْنُ مَيْكِرَةَ هَذَا حَدِيثٌ إِذَا كَانَ عَلَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَ قَدْ قَسَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلَّهِ

ترجمہ ہم روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ حضور علیہ السلام ایسی حالت میں تھے کہ ایک شخص نے آپ پر سلام دیا تو آپ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا اور مولف کتاب نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور بیشک ہمارے نزدیک سلام کا جواب دینا اس حالت میں مکروہ ہے الخ ۲ اور اگر کسی نے جواب سلام کا دینا ہو تو تمیم کر کے دیدے تو بیشک درست ہوگا۔ چنانچہ دوسری حدیث ابوداؤد کی اس پر شاہد ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- مسواک کسی شخص کا بلا اجازت اس کی کے استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ جواب دوا جری لے گا۔
الجواب :- با اجازت صاحب مسواک استعمال کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے چنانچہ حدیث میں ہے

هَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيَنِي السِّوَاكَ لَأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَادْفَعَهُ إِلَيْهِ اور صاحب سعدیہ نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے وَأَمَّا قَوْلُ النَّاسِ فَإِنَّمَا ذَلِكَ لِلْعِرَاقَةِ الخ۔
سوال :- اگر کپڑے پر کچھ غبار نہیں تو اس پر تمیم کرنا درست ہے یا نہیں؟
الجواب :- اگر ضرب لگانے سے کچھ غبار اس کپڑے سے ظاہر نہ ہو تو پھر اس پر تمیم کرنا درست نہیں چنانچہ بحر الرائق میں مذکور ہے وَأَنَّ الْخِطَّةَ أَوْ لَشَى الَّذِي لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ التَّيْمَةُ إِذَا كَانَ عَلَى التُّرَابِ فَضَرَّ يَدَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَنْظُرُ إِنْ كَانَ لَتَسْبِيْنٍ أَثَرًا بِمَدِيدِهِ عَلَيْهِ جَاوِزٌ هَكَانَ لَا يَتَبَيَّنُ لَا يَجُوزُ الخ ترجمہ :- اگر گندم یا کوئی اور چیز ہے جس پر تمیم کرنا درست نہیں۔ اگر ان پر غبار پڑا ہو اور پھر اس پر ہاتھ مارنے سے اثر مٹی کا ظاہر ہو جائے۔ تو اس پر تمیم کرنا جائز ہے ورنہ ناجائز فقط

سوال :- موسم گرما میں بوجہ شدت گرمی کے اگر مسجد کی سطح پر نماز پڑھ لی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجریہ لگا۔
الجواب :- مسجد کے اوپر نماز پڑھنی در صورت مذکورہ بالا مکروہ ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ سعدی صفحہ ۴۸ میں بایں طور مسطور ہے السَّعُودُ عَلَى سَطْحِ كُلِّ مَسْجِدٍ مَكْرُوهٌ وَلِهَذَا اسْتَدَّ الْحَرُّ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلَّوْا بِالْجَمَاعَةِ فَوْقَهُ إِلَّا إِذَا اصْطَاقَ الْمَسْجِدَ حَيْثُ لَا يَكْرَهُ السَّعُودُ عَلَى سَطْحِهِ لِلْخَوْفِ وَكَذَا فِي الْغَرَائِبِ
 یعنی ہر ایک مسجد کی سطح پر نماز پڑھنا مکروہ ہے بوجہ شدت گرمی کے۔ ہاں اگر مسجد میں لوگ نہ سما سکیں اور تنگ ہوں تو پھر مسجد کی سطح پر نماز کی جماعت کرنا مکروہ نہیں۔ بوجہ ضرورت محسوس ہونے کے الخ

کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- مسجد کے اوپر یا نیچے مکانات بنانے واسطے کرایہ کے یا واسطے رکھنے رسن مسجد و بوکا و بوریہ وغیرہ کے جائز ہے یا نہیں؟ جواب دو اجریہ لگا۔

الجواب :- مسجد کے نیچے یا اوپر مکان بنانے واسطے رسن یا بوکا یا بوریہ وغیرہ سامان مسجد کے درست ہے اور اور اس کے سوا واسطے کرایہ وغیرہ کے درست نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ سعدیہ صفحہ ۴۹ میں مذکور ہے وَهُوَ هَذَا مَنْ جَعَلَ مَسْجِدًا تَحْتَهُ سَرْدَابًا أَوْ فَوْقَهُ بَيْتًا وَجَعَلَ بَابَ الْمَسْجِدِ فِي الطَّرِيقِ وَغَذَلَهُ فَلَهُ إِنْ مَاتَ يُورَثُ عَنْهُ وَلَوْ كَانَ السَّرْدَابُ بِمَصَاحِ الْمَسْجِدِ جَازَ حَقَّمَا فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ كَذَا فِي الْهَدَايَةِ إِذَا أَرَادَ إِنْسَانٌ أَنْ يَتَّخِذَ تَحْتَ الْمَسْجِدِ حَوَانِيتَ غَلَّةٍ لِمَرْمَةِ الْمَسْجِدِ أَوْ فَوْقَهُ لَيْسَ ذَلِكَ الْخَمُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَوْدَابِ۔

کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- ایک گاؤں میں ایک مسجد قدیم سے بنی ہوئی ہے۔ اب کچھ لوگ اس گاؤں میں دہائی ہو گئے ہیں۔ اور جب وہ مسجد میں آتے ہیں تو شرارت و فساد برپا ہو جاتا ہے۔ اب اس شرارت کے دفعیہ کے لئے دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں۔ اور یہ مسجد حکم ضرار مسجد کا رکھے گی یا نہیں؟

السائل نذر محمد از چکیرہ

الجواب :- مسجد دوسری تیار کرنی ایک محلہ یا ایک گاؤں میں بہتر نہیں۔ کیونکہ مسجد اول کو اس کے تیار ہونے پر ضرر پہنچتا ہے۔ اور صاحب کثافات و بحر الاسرار صفحہ ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہروں پر فتح پائی تو غازیوں کو فرمایا اَنْ يَّبْنُوا الْمَسَاجِدَ وَاَنْ لَا يَتَّخِذُوا فِي مَدِينَةِ الْمَسْجِدِ يَنْ يُعْتَازَ

أَحَدُهُمَا صَاحِبَتُهُ فَالْعَجَبُ مِنَ الْمَشَاحِيثِ الْمُتَعَصِّبِينَ فِي زَمَانِنَا يَبْذُلُونَ فِي كُلِّ تَاجِيَةٍ مَسْأَلَةً
 طَلَبًا لِلَّهِ الرَّسْمَ وَالرَّسْمَ وَالرَّسْمَ وَاسْتَعَارُوا لِنِشَانِهِمْ وَاقْتَدُوا أَجَاءَ آبَائِهِمْ وَلَمْ يَتَأَمَّلُوا فِي هَذِهِ الرَّأْيَةِ
 ترجمہ :- تیار کرو مسجدوں کو اور یہ کہ نہ بنا دیں ایک شہر میں دو مسجدیں کہ ضرر پہنچائیں ایک دوسرے کو۔ پس تعجب
 ہے مشائخوں سے جو ٹھہر کر رہتے ہیں ہمارے زمانہ میں کہ بناتے ہیں وہ ہر ایک محلہ میں مسجدیں واسطے طلب
 کرتے اللہ سے نام و نشان کے اور بڑھانے کے لئے اپنے شان کے۔ اور پیروی کرتے ہیں اپنے باپ دادا
 کی اور نہیں غور کرتے اس آیت میں یا پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ مسجد محلہ میں ایک ہی ہونی
 چاہیے اور صاحب مدارک نے مسجد ضرار کی یہ تعریف بیان کی ہے وَقِيلَ كُلُّ مَسْجِدٍ بَنِيَ مَبَاهِقًا أَوْ
 رِبَاعًا أَوْ لُغْرَهً سِوَا بُتْعَاءَ وَجْهِ اللَّهِ أَوْ يَمَالٍ غَيْرِ طَيْبٍ أَوْ لَاحِقٍ لِمَسْجِدِ الضَّرَارِ أَخَذَ ذَلِكَ
 مِنَ الْكُتُبِ :-

ترجمہ :- اور کیا گیا ہے جو مسجد تیار کی گئی ہو فخر کرنے کے لئے یا دکھانے کے لئے یا کسی اور مطلب کے لئے
 سوائے رصنائے خداوند کریم کی یا تیار کی گئی ہو مال حرام سے پس وہ شامل ہے مسجد ضرار میں نقل کیا گیا ہے یہ
 کشاف سے الخ :- پس فقیر کے نزدیک بھی یہی بات بہتر ہے کہ جس قدر ہو سکے آپس میں اتفاق کریں۔ اور دوسری مسجد نہ بنائیں
 یاں اگر مستحق ہوتا محال ہو تو دوسری مسجد برائے دفعیہ شرارت کے تیار کرنی جائز ہے اور نہ ہی اس مسجد کو حکم ضرار کا دیا جاوے گا
 کما مر الخ :-
 کتبہ خادم شریعت محمد نظام الدین دہلوی حنفی عفی عنہ

سوال :- استاذیامرشد یا کسی اور بزرگ کی خاطر مسجد میں کھڑا ہونا تعظیماً درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔
 الجواب :- بیشک استاذیامرشد وغیرہ کے لئے جو قابل تعظیم کے ہیں ان کی خاطر کھڑا ہونا مسجد میں بلا کراہت جائز
 ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے وَبِهِذَلِكَ يُكْرَهُ قِيَامُ الْجَالِسِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ تَعْظِيماً
 لَهُ وَإِنْ يَكْرَهُ قِيَامُ الْقَارِي الْقُرْآنِ تَعْظِيماً لِلَّهِ إِذَا كَانَ مُسْتَحَقّاً لِلتَّعْظِيمِ وَالتَّعْظِيمُ خُمُسُهُ نَفَرٌ
 أَوْ مَسْنَدٌ وَالْوَالِدَانِ وَالْأُمِّيَّةُ وَالسَّيِّدَةُ كَذَلِكَ فِي فِتَاوَى حَادِي رَفْتَاوَى جَامِعِ الْفَوَائِدِ صَفْحَةٌ ۱۲۶ وَاللَّهُ
 أَعْلَمُ بِالْقَوَادِي :-

سوال :- مسجد کے بارے میں زینت منقش کرنا اور سنت ہے یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔
 الجواب :- بیشک مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا درست ہے۔ چنانچہ فتاویٰ فقیر و نہایہ وغیرہ کتب
 میں ہیں بایں طور مقرر ہے مَبَاهِقَةً أَوْ مَسْنَدًا حَقَّةً وَزِينَةً الْمَسَاجِدِ وَالْمَصَاحِفِ یعنی مباح ہے بعد ہر نماز کے

مصافحہ کرنا اور مسجدوں اور قرآن مجید میں کوچاندی وغیرہ سے زینت دار کرنا۔ اور ہدایہ اور درمختار میں اس بطرح مسطور ہے لَا
بَأْسَ بَأَن يَتَّقَشَ الْمَسْجِدَ بِالْجَصِّ وَالسَّاجِ وَمَاءِ الدَّهْبِ يَعْنِي مَصْنُوعَةٌ هِيَ اس امر میں کہ نقش کئے جائیں
مسجدیں چونہ اور سال کی کڑی یا سونا چاندی کے پانی سے۔ اور علامہ طحاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہے اور لکھا
بِوَاضِحَاتِنَا قَالُوا بِالْجَوَازِ مِنْ غَيْرِ الْكَرَاهَةِ اِنَّمَا يَعْنِي هَاهُنَا اصْحَابُ حَقْنِهِ كَمَا تَرَى كَيْفَ مَسْجِدًا كَوْنًا يَلَا
کراہت جائز و درست ہے۔ اور صاحب شامی نے لکھا ہے وَقِيلَ لَيْسَ تَحْتَبُّ لَمَّا فِيهِ مِنْ أَكْثَرِ الْمَسْجِدِ
ترجمہ :- یعنی مستحب کہتے ہیں زینت دار کرنا مسجد کو اور ایسا ہی غنیہ شرح منیہ میں لکھا ہے۔ اور جو بعض علماء نے
دین نے مسجدوں کو زینت دار کرنا مکروہ لکھا ہے وہ قول ان کا بالکل مروج و مردود و مجروح و ضعیف ہے
جو قابل اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ ہدایہ شرح ہدایہ میں علامہ بدر الدین عینی نے اس کی تصریح کر دی ہے۔
وَاللَّهُ اعْلَمُ بِالْأَسْوَابِ ۝

سوال :- مسافر اگر امام مقیم کے پیچھے اقتداء کرے تو کتنی رکعتوں کی نیت کرے۔ یا برعکس ہو۔ دونوں کا حکم
بیان کریں۔ اجر ملے گا؟

الجواب :- مسافر کو تعین رکعات کی امام مقیم کے پیچھے کرنی بہتر نہیں۔ اگر نیت کر لی ہو تو دور کہ نیت کرے
چنانچہ بر جندی و جامع الرموز میں بایں طور مسطور ہے وَتَوَارَادَ نَيْتَةُ الْعَدَدِ نَوَى رَكْعَتَيْنِ۔ اور اگر مقیم
مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو نیت چار رکعت کی کرے۔ چنانچہ فتاویٰ سعودیہ صفحہ ۹۰ میں مذکور ہے۔ اگر
مطلق نیت وقت کی کرے تو بھی درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۝

سوال :- اگر مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتداء کی تو پھر جو باقی دو رکعت مقیم کی ہوں گی۔ ان میں فاتحہ پڑھے
یا نہ۔ جواب دو اجر ملے گا؟

الجواب :- امام صاحب کے مذہب صحیح میں یہی امر ہے کہ ان میں فاتحہ نہ پڑھے۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الفتاویٰ
صفحہ ۵۵ میں مذکور ہے وَتَوَارَادَ نَيْتَةُ الْمُتَقِيمِ بِالْمُسَافِرِ صَحَّ فِي الْوَقْتِ خَارِجَةً فَإِنْ صَلَّى الْمُسَافِرُ
رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمْ تَقَوُّرُ قِيَّتِهِ مَلُوتُهُ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ فِي الرَّكْعَةِ وَقِيلَ يَفْرَأُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَسْوَابِ ۝

سوال :- اگر کوئی شخص فرض چہارگانہ کا قعدہ ادا کرے بھول کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کو یاد آیا تو بیٹھ گیا۔ اب اس صورت میں
اس کی نماز ہوئی یا نہ۔ جواب دو اجر ملے گا؟

الجواب :- اس مسئلہ میں علمائے دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ اور شہور یہی ہے کہ نماز فاسد

ہو جاتی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ نہیں فاسد ہوتی۔ چنانچہ فتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۸۸ میں اس مسئلہ کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔ اور صاحب در مختار نے بایں طور لکھا ہے: **لَوْ أَعَادَ إِلَى الْقَعْدِ بَعْدَ ذَلِكَ تَسِيدُ صَلَواتُهُ لِرَفْعِ الْفَرْضِ لَمَّا لَيْسَ بِفَرْضٍ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَقِيلَ لَا تَفْسِدُ لِكِنَّهُ يَكُونُ نَسِيًّا وَيُجِبُ دَلَّتْ خَيْرُ الدَّاجِبِ وَهُوَ الرَّشِيدُ كَمَا حَقَّقَهُ التَّكْمَالُ وَهُوَ الْحَقُّ** اور ایسا ہی فتح القدیر میں مذکور ہے واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- دور رکعت فرض اخیر میں کس لئے قرأت نہیں پڑھی جاتی۔ اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شب معراج میں کتنی رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا تھا جواب دو اجر بلے گا۔

الجواب :- ہر دو سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل میں نماز صرف دور رکعت فرض تھی۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الفتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۲۶ وغیرہ کتب حدیث میں بایں طور حدیث حضرت مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: **فَرَضَتِ الصَّلَاةَ رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَتْ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزَيْدًا فِي صَلَاةِ الْخَضِرَاءِ** اور دوسری روایت میں ہے: **قَالَتْ نَرَضُ اللَّهُ الصَّلَاةَ حِينَ نَرَضُهَا رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا فِي الْخَضِرَاءِ وَخَرَّتْ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأَوَّلَى** اور نسائی وابن ماجہ و مسلم میں بایں طور حدیث مذکور ہے: **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْخَضِرَاءِ رُبْعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ زَوَاكًا مَسْلُومًا** اور طبرانی میں بایں طور وارد ہے: **إِفْتَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ** ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ اصل میں دور رکعت فرض تھی۔ اس لئے سفر میں دور رکعت کا حکم باقی رہا اور دور کو معاف کر دیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں مسطور ہے: **فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ** اور حدیث میں نیز بایں طور وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دور رکعت سفر میں صدقہ فرما دیا۔ لہذا اسکو قبول کرنا چاہیے صدقہ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقاتہ الخ مراد صدقہ سے صدقہ عطیہ ہے۔ اور فتاویٰ جامع الفتاویٰ صفحہ ۵۵ بحوالہ قاضی خاں میں بایں طور مرقوم ہے: **فَيَقْصِرُ الْفَرْضُ الرَّبَاعِي الْمَفْرُوضُ عَلَى الْمُقِيمِ فَإِنَّ صَلَواتَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ** پس ان عبارت سے ظاہر ہوا کہ اصل میں نماز اصل میں دور رکعت ہی فرض تھی۔ اور یہ بعدہ دور رکعت آپ کے شکر کے طور پر پڑھنے سے فرض ہوئیں لہذا ان میں یہ جاری کیا گیا کہ اخیر دور رکعت میں قرأت نہ پڑھی جاوے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- سفر میں سنتیں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- سفر میں سنت موکدہ ضرور پڑھنی چاہئیں۔ چنانچہ کتب حدیث و فقہ میں مذکور ہے وَلَيْسَ عَلَى الْمُسَافِرِ أَنْ يُصَلِّيَ السُّنَنَ وَقِيلَ إِذَا كَانَ تَارَةً فَإِنَّهُ يُصَلِّيُ وَقِيلَ يُصَلِّيُ رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ خَاصَّةً وَقِيلَ رُكْعَتَيِ الْمَغْرِبِ أَيْضًا تَبِيْهُ فَلَا يَتْرُكُ السُّنَنَ فِي السَّفَرِ الْمُؤَقَّتَةِ فِي الْأَحْوَالِ كُلِّهَا سَوَاءً صَلَّى بِالنِّجْمَاةِ أَوْ مُتَقَرِّدًا أَوْ مُقِيمًا أَوْ مُسَافِرًا اتم پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ سنت موکدہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی بخاری سیما پرہ پنج میں حدیث مذکور ہے۔ اور کہا صاف صاف چلپی سنے کہ اگر کسی عذر شدید کی وجہ سے سنتیں ترک کر دے تو بھی کوئی خوف نہیں۔ لَا يَأْتِيَنَّ بِتَرْكِ السُّنَنِ فِي السَّفَرِ هَكَذَا فِي الْمَبْسُوطِ۔ وَاللَّهُ اعْلَمَ بِالصَّوَابِ ۝

سوال :- کسی شخص پر نکاح کرنا واجب ہے اگر کسی شخص پر سنت ہے۔ جواب دو اجریہ کے گاہ

الجواب :- جس شخص پر غلبہ شہوت کا ہو اور خوف زنا کا رکھتا ہو اور مہر و نفقہ ادا کرنے کی توفیق بھی رکھتا ہو تو اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے بایں طور مسطور و مذکور ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْزَّانَا وَفَاتَهُ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْسَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ فَإِنَّهُ وَجَاءٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ تَرْجَمَهُ۔ یعنی فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس شخص کو تم میں سے نکاح کرنے کی طاقت ہو پس چاہیئے کہ وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ محافظ آنکھوں اور فرج کا ہے اور جسکو طاقت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ اس سے غلبہ شہوت کم ہو جاتا ہے اور یہی حق نے حضرت سے بدیں الفاظ حدیث تحریر کی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدْ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّينِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي تَرْجَمَهُ۔ یعنی جب کسی آدمی نے نکاح کیا تو اس نے نصف دین اپنا مکمل کیا۔ اور باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرتا رہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص پاک ہونا چاہے تو کسی صالح عورت سے نکاح کرے۔ نقل از ترمذی۔ اور جس شخص کو اس قدر شہوت نہ ہو اور نہ مہر و نفقہ کی طاقت ہو تو ایسے شخص کو نکاح کرنا سنت ہے۔ اور فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جس نے اس سے روگردانی کی۔ وہ میری امت سے نہیں۔ اور نکاح صالح عورت سے کرنا چاہیئے۔ جو کہ اپنے خاوند کو خوش رکھنے والی ہو۔ حفظہ اللہ اعلم بالصواب ۝

سوال :- اگر وقت نکاح کے دو عورتیں اور ایک مرد گواہ ہوں تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب :- یہ نکاح درست ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں مسطور ہے : وَيَتَعَقَّدُ بِحَضْرَةِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ
وَامْرَأَتَيْنِ۔ اور اگر صرف عورتیں گواہ ہوں تو جائز نہیں۔ وَلَا يَتَعَقَّدُ بِشَهَادَةِ الْمَرْأَتَيْنِ بِغَيْرِ رَجُلٍ۔ لہذا
فِي الْهَدَايَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَعْلَمُ بِالْاَسْوَابِ :-

سوال :- نابینا یا فاسق نکاح میں گواہ ہو یا کوئی گواہ نہ ہو۔ عیادت آپس میں ایجاب قبول کریں۔ تو یہ نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- اندھے اور فاسق کی گواہی شارع علیہ السلام نے نکاح میں جائز قرار دی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہیں : **طُورَ طُورَ هُوَ وَلِصَّتْ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْعَاقِلَيْنِ وَالرَّعْمَيْنِ**۔ اور بدول دو گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ دارقطنی میں ہمہ دیش اس پر شاہد ہے۔ **وَهُوَ إِذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **زَكَاتُكُمْ إِلَّا بِشَهَادَةِ** یعنی بدول گواہوں کے نکاح درست نہیں ہوتا انہیں اس لئے ضروری ہے کہ گواہ مرد اور عورت کی کلام کو سہیں اور سونہ جائیں۔ ورنہ نکاح غیر صحیح ہوگا۔ جیسا کہ قاضی خاں کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے **فَمَا يَتَّبِعُهُ بِشَهَادَةِ قَائِلَيْنِ إِذَا لَمْ يَسْمِعَا كَلَامَ الْعَاقِلَيْنِ** الخ اور اگر ایک گواہ نے کلام سنی اور دوسرے نے نہ سنی تو بھی نکاح درست نہ ہوگا۔ **وَلَوْ سَمِعَا كَلَامَ أَحَدٍ هُمَا دُونَ الْآخِرِ وَسَمِعَا أَحَدًا هُمَا كَلَامَ أَحَدٍ هُمَا وَالْآخِرُ الْكَلَامُ الْآخِرُ لَا يَجُوزُ النِّكَاحُ** ونقل از فتاویٰ عالمگیری، واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- اگر بڑی عاقلہ بالغہ یا بیوہ کو بار کوٹ کر نکاح کر لیا جائے۔ تو درست ہے یا نہیں۔ جواب دو

سوال :- اگر لڑکی عاقلہ بالغہ یا بیوہ کو بار کوٹ کر نکاح کر لیا جائے۔ تو درست ہے یا نہیں۔ جواب دو

۱۔ جریمے کا

اجر ملے گا۔
الجواب۔ یہ نکاح شرعاً ہرگز ہرگز درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے مسئلہ نکاح میں رضامندی
 عورت کی شرط فرمائی ہے۔ چنانچہ قنوتی نے قاضی خاں و شرح وقایہ و ہدایہ و عالمگیری باب الکفو میں بایں طور مذکور
 ہے **رَمِنْ شَرَايِطِ النِّكَاحِ رَضَاءُ الْمَرْءِ إِذَا كَانَتْ بَالِغَةً بَكْرًا أَوْ شَيْبًا فَلَا يَمْلِكُ الْوَلِيُّ أَحْبَابًا**
عَلَيْهِ النِّكَاحُ الْفَخْمُ اور ہدایہ میں ہے **وَيَنْعَقِدُ نِكَاحُ الْحُرَّةِ الْعَاقِلَةِ الْبَالِغَةِ بِرَضَاهَا وَلَا يَجُوزُ لِلْوَلِيِّ**
أَحْبَابًا أَوْ سَبْرًا بَالِغَةً عَلَيْهِ النِّكَاحُ۔ اور ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بایں
 الفاظ حدیث بیان کی ہے کہ ایک لڑکی کنواری کا اسکے باپ نے نکاح کر دیا۔ اور لڑکی نے اسکو ناپسند کیا تو آنحضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نکاح کو رد کر دیا۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں **إِنْ جَارِيَةٌ بَكَرًا أَشْتَرَسُ رَسُوْلُ اللّٰهِ**

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَرِهَتْ أَنْ أَبَاهَا زَوْجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَوْرِثَ ثَرْوَتِي فِي بَنِي كَيْدٍ أَوْ بَنِي عَوْرَتٍ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ رَأَيْتُكُمْ بَابُ سُنَّةِ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَنْكَاحَ كَيْسَى ثَمَّ خُصَّ سَ

كَرِيماً. أَوْ اس عَوْرَتِ نَفْسِي نَارِ غَسْغِي بَنِي مَسْتَبِي عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَيْسَى عَوْرَتِ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اس نکاح کو رد کر دیا۔ وہو ہذا اقَابَہَا زَوْجَهَا وَهِيَ تَكْرِهَتْ ذَلِكَ فَأَشْفَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہو کہ جبراً نکاح عاقلہ بالغہ اور بیوہ کا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے جبراً نکاح کر دیا تو جائز نہ ہوگا۔ فقط ۛ

سوال :- اگر بڑی عاقلہ بالغہ اپنی کھڑیوں بلا اجازت ولی قریب کے نکاح پڑھالے تو درست ہوگا یا نہیں جواب
دوا جائے گا :

الجواب :- عورت عاقلہ بالغہ اپنا کاح کرنے میں زیادہ حقدار ہے ولی سے۔ چنانچہ قرآن مجید و احادیث شریف اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ مسلم میں ہے قَالَ الرَّبِیْتُہُ اَسْحَقُ بِنَفْسِہَا مِنْ وَلِیَّتِہَا ذَاكَ مُسْلِمٌ۔ اور بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہاں الفاظ حدیث مسطور ہے لَا تُنْكِحِ الْمُبْرَحَاتِ حَتَّى تَسْتَأْذِنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ اِذْنًا قَالَ اَنْ تَسْأَلْتِ رَاكَ الْبَخَارِيُّ :

ترجمہ :- یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنواری لڑکی کا نکاح بغیر اجازت اس کی کے نہ کیا جاسکے۔ صحابہ نے پوچھا کہ کیونکر اس کی اجازت لی جائے۔ فرمایا اسکا چسپ ہونا رضامندی ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے وَلَآ تُزْوَیْجُوهُنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَيْمَانُكُمْ حَتّٰی یَاْتِیَکُمْ مِنْہُمْ اَخْبَارٌ اَمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ یَسْرِحْنَ اَنْ زَوَّجَهُنَّ اِنْ عَدَّتْ قُلُوبُنَّ کُنْہًا عَلَیْہِمْ اُولٰٓئِکَ سَفَہٰتٌ فَاَعْمَلُوا لِنَفْسِکُمْ اَعْدٰتٍ اِنَّکُمْ مُّعْرِضُونَ

ارشاد ہوتا ہے کہ جب ان کی عدت گزر جائے پھر ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ نکاح کر لیں۔ پس ان دلائل قاطعہ سے صاف صاف واضح ہوا کہ عورت عاتقہ بالغہ اگر بلا اجازت ولی کے نکاح اپنی کفویں میں پڑھائے تو بلا شک جائز ہوگا۔

سوال :- اگر ولی نے رُکھی سے نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ آواز سے رو پڑی۔ تو اس صورت میں وہ نکاح ہو یا نہیں۔ جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اگر رکھی بالغہ آواز سے روئی تو نکاح ناجائز۔ اگر بلا آواز روئی تو نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ
قاضی خان و عالمگیری میں مسطور ہے: **وَإِنْ تَبَشَّصَتْ فَهُوَ رَضًا وَالبُكَاءُ إِنْ كَانَ بِخُرُوجِ الدَّمْعِ مِنْ غَيْرِ
صَوْتٍ يَكُونُ رَضًا. وَإِنْ كَانَ مَعَ الْقِسْوَةِ وَالْقِيَا ح لَا يَكُونُ رَضًا فَقَطِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ**

سوال :- اگر کسی شخص نے رٹکی سے بالغہ کو کہا کہ میں نے تیرا عقد فلاں شخص سے کر دیا ہے۔ وہ اس وقت چپ رہی پھر انکار کر دیا۔ یا ولی نے بلا اجازت نکاح اسکا کر دیا اور اس نے خاوند سے حق مہر طلب کیا یا چپ کی تو ان ہر سہ صورت میں نکاح صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- مذکورہ بالا ہر سہ صورت میں نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے **وَإِذَا قَالَ لَهَا أُريدُ أَنْ أَرْوِّجَ لَكَ مِنْ فُلَانٍ بِالْمِثْلِ فَسَكَتَتْ ثُمَّ رَوَّجَهَا فَقَالَتْ لَا أَرْضِي أَوْ رَوَّجَهَا ثُمَّ بَلَغَهَا لَمْ يَرْفُضْ فَسَكَتَتْ فَسَكُوتُهَا رَضًا فِي الْوَجْهِينِ** (فتاویٰ عالمگیری)، **لَوْ طَلَبْتَ صَدَقَتَهَا بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ رَضًا** (عالمگیری)، فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- اگر کسی ولی بعیدی یا اجنبی نے رٹکی بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ چپ رہی تو یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- یہ نکاح ہرگز درست نہیں کیونکہ اس میں رٹکی بالغہ کا بولنا آواز سے ضروری ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہے **فَإِنْ اسْتَأْذَنَهَا غَيْرُ الرَّقِيبِ كَاجْنَبِيٍّ أَوْ وَلِيٍّ يَعْجِدُ فَلَا عِبْرَةَ لِسُكُوتِهَا بَلْ تَرَبُّدًا مِنَ الْقَوْلِ كَالشَّيْبِ نَقْلُ أَزْوَاجٍ مَثَارٍ** ہاں اگر ولی قریبی نے کسی اجنبی کو اجازت کے لئے رٹکی عاقلہ بال کی طرف روانہ کیا۔ اور اس سے اس نے اجازت طلب کی اور وہ چپ رہی۔ تو نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ شامی میں مذکور ہے **يَتَكُنْ رَسُولَ الْوَلِيِّ قَائِمًا مَقَامِهِ فَيَكُونُ سَكُوتُهَا رَضًا عِنْدَ اسْتِئْذَانِهِ** کیونکہ ولی کا بھیجا ہوا قائم مقام ولی کے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- اگر کسی نے رٹکی بالغہ سے اجازت نکاح کی لی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر اسی مجلس میں راضی ہو گئی تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔ جواب دوا جریلے گا۔

الجواب :- یہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ نکاح پہلے فاسد ہو چکا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے **لَوْ رَوَّجَهَا وَلَيْتَهَا فَقَالَتْ لَا أَرْضِي ثُمَّ رَضِيَتْ فِي الْمَجْلِسِ لَمْ يَجْزِ الْإِمْ وَاللَّهُ اعْلَمُ بِالْصَوَابِ**

سوال :- منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جواب دوا جریلے گا۔

الجواب :- منگنی سے نکاح منع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بوقت منگنی کے الفاظ کنایہ بولے جاتے ہیں۔ جیسے تجھے دے دی یا بھندہ دی۔ یا تمہاری ہو گئی یا فلاں تاریخ تک انشاء اللہ نکاح کر دیا جاوے گا۔ تو بے فکر رہو پس ان الفاظ سے نکاح منع نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ رٹکی کے ولی کی زبان سے صریح الفاظ نہ ظاہر ہوں چنانچہ اس

عبارت سے ظاہر ہے **هَلْ اَعْطَيْتَهَا قَالِ اَعْطَيْتَهَا** اِنْ اَلْمَجْلِسَ لِلنِّكَاحِ فَصَحَّ وَاِنْ اَلْوَعْدُ فَوَعْدًا
ترجمہ :- اگر کسی نے لڑکی کے والد سے کہا کہ کیا وہ لڑکی تو سننے بھے دے دی۔ اس نے کہا دوسرے دئی۔ پس اگر
وہ نکاح کی مجلس ہے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر وعدہ کی مجلس ہے تو وعدہ نکاح کا ہو جائے گا۔ اور فتاویٰ
صباریہ صفحہ ۸۲ بحوالہ درمختار جلد ۲ میں اس طرح پر تحریر ہے۔ **وَمَارَعْدًا هِمًا حَكْمَانِيَةً وَهِيَ كُلُّ لَفْظٍ وَضِعَ لَتَمْلِكُ**
عَيْنٌ فِي الْحَالِ كَهَبْتَهُ وَتَمْلِكُ وَصَدَقَ وَعْظِيَّتُهُ بِشَرْطِ نِيَّةٍ وَمَا صُلِيَ الرِّقَّةُ اِنْ اَلْمَجْلِسُ اَرَادَهُ لِزَيْنَةٍ
مِنْ فِيْهِمَا اَلشُّهُودُ اَلْمُرَادُ اَنْ حَكْمَ السَّامِعِ اِنْ اَلْمَتَكَلِّمُ اَرَادَ مِنَ اَللَّفْظِ اَلْحَقَّ وَنَحْمُ لَهُ لِزَيْنَةٍ
مِنْ قَرِيْنَةٍ عَلَى اَرَادَتِهِ ذَلِكَ فَاِنْ تَكُنْ قَرِيْبًا مِنْ اَعْلَاهُ اَلشُّهُودُ لِيُرَادَ كَذَلِكَ اِنْ اَرَادَ اَلْمَجْلِسُ
۲۹۱ جلد دوم پس اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ اگر الفاظ مشکئی سے قرینہ موجود ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ نکاح کی
نیت کی گئی ہے اور گواہ بھی سمجھیں کہ نکاح کیا گیا ہے تو پھر منعقد ہو جائے گا۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ فقہاء والہ علم بالصواب
سوال :- اگر لڑکی نابالغہ کا نکاح کسی ولی بعیدی نے کر دیا۔ باوجودیکہ اس کا ولی قریبی بھی زندہ تھا۔ لیکن حاضریہ
نہا کیا اس صورت میں یہ نکاح جائز ہو گا یا نہیں۔ جواب دو اہرے ملے گا :-

الجواب :- یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہے
وَإِنْ زَوَّجَ الصَّغِيرَةَ أَوْ الصَّغِيرَةَ أَلْبَعْدَ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنْ كَانَ الْأَقْرَبُ حَاضِرًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْوَلَايَةِ
تَوَقَّفَ نِكَاحُ الْأَبْعَدِ عَلَى إِجَازَتِهِ الفتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۵۔ ہاں اگر ولی اقرب مسافرت میں ہو تو یہ
ہو تو پھر ولی بعیدی کا نکاح کر دے تو جائز ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے **وَإِنْ كَانَ الْأَقْرَبُ**
غَائِبًا غَيْبَةً مُنْقَطِعَةً جَازَ نِكَاحُ الْأَبْعَدِ الخ اور غیبہ منقطعہ میں علمائے دین کا نہایت اختلاف ہے لیکن
فتوے اس فیملہ پر ہے **وَقَدْ رَالِغَيْبَهُ بِمَسَافَةِ الْعَصْرِ وَهُوَ اخْتِيَارُ الْمَتَاخِرِينَ وَعَلَيْهِ اَلْفَتْوَى**
یعنی اندازہ غیبہ کا مسافت تین دن کی مسافت ہو۔ پس یہ قول مقبول و مفتی بہ اور مختار ہے۔ واللہ
اعلم بالصواب :-

سوال :- اگر کسی ولی بعیدی نے نکاح لڑکی نابالغہ کا پڑھا دیا۔ پھر جب وہ لڑکی بالغ ہوئی تو اس سے انکار کر دیا
اور کہہ دیا کہ میں اس نکاح کو جائز نہیں رکھتی۔ اب اس صورت میں یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب دو اہرے ملے گا :-
الجواب :- بیشک یہ نکاح فسخ بحکم قاضی و حاکم کے ہو سکتا ہے۔ اور اگر ولی قریبی نے نکاح کر دیا
ہو تو پھر نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں مسطور ہے **وَإِنْ زَوَّجَهَا صَغِيرَةً أَوْ بَالِغَةً**

فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْخِيَارَانِ شَاءَ اقَامَ عَلَى النِّكَاحِ وَانْ شَاءَ فَسَخَّ وَهَذَا عِنْدَ ابْنِ حَنِيفَةَ وَشُعْبَةَ وَ
 بِشَرْطِ تَبَيُّنِ الْقَضَاءِ تَقْلِ الزَّتْمِ وَشُعْبَةُ ۲۸۵ وَقَالَ فِيهَا وَيَصِحُّ التَّحْكِيمُ فِيهَا لِمَلِكٍ فَعَلْ ذَلِكَ
 بِنَفْسِهِمَا وَهُوَ حَقُّوq الْعِبَادَةِ وَارْ لِيَصِحَّ نِيْمًا لِمَلِكٍ فَعَلْ ذَلِكَ بِنَفْسِهِمَا وَهُوَ حَقُّوq اللّٰهُ تَعَالٰی
 حَتَّى يَجُوزَ التَّحْكِيمُ فِي الرِّهَالِ وَالطَّلَاقِ وَالْعَتَاقِ وَالنِّكَاحِ تَقْلِ الزَّتْمِ وَشُعْبَةُ ۲۸۵ وَقَالَ فِيهَا وَيَصِحُّ التَّحْكِيمُ فِيهَا لِمَلِكٍ فَعَلْ ذَلِكَ
 بِنِكَاحٍ جَوْزِيٍّ بَابِ دَاوُدَ كَيْسٍ وَلِيٍّ لِعَبْدِي سَمْعَةَ كَرِيْمٍ قَا صَنِي وَحَاكُمُ يُوْجَا كَے گا۔ اور بَابِ دَاوُدَ كَا نِكَاحٍ بَانْدَا
 يُوْجَا فَتَحَّ نَہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی نابالغہ کا بوقت اختیار فتح رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- کم از کم مہر عورت کا کتنا ہونا چاہیئے۔ اگر پانچ سو یا ہزار باندھیں تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب
 دواجر ملے گا :-

الجواب :- دس درہم سے کم مہر سونا زوکیب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درست نہیں۔ چنانچہ اس حدیث
 سے ثابت ہوتا ہے۔ دہونہا عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ وَتَزَوَّجُوا بَنَاتِكُمْ بِمَهْرٍ فَإِنَّهُنَّ لَا يَزَوَّجُنَّ حَتَّى يَكُنَّ لَهُنَّ مَهْرٌ
 ذَرَاهِمٌ تَقْلِ الزَّتْمِ :-

ترجمہ :- یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں مہر جائز ہوتا کم دس درہم سے ؛ نقل کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
 حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور بیہقی میں ہے کہ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ نہ کاٹے جائیں
 ہاتھ چور کے کم دس درہم چرانے پر۔ اور نہیں جائز مہر مقرر کرنا کم دس درہم سے۔ نقل از سنن بیہقی۔ اور حدیث
 کے اخیر الفاظ یہ ہیں۔ وَلَا يَكُونُ الْمَهْرُ فِي أَقَلِّ مِنْ عَشْرَةِ ذَرَاهِمٍ۔ اور اگر ہزار یا دو ہزار یا جس قدر چاہیں حق مہر
 مقرر کریں تو شارع علیہ السلام نے جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۹ میں مذکور ہے کہ حضرت ام
 حبیبہ کا چار ہزار درہم حق مہر تھا جو کہ ہندوستانی روپیہ کے حساب سے کچھ اوپر ہزار روپیہ بنتے ہیں۔ اور بہتر یہ ہے
 کہ حیثیت اور طاقت کے موافق مہر مقرر کرنا چاہیئے تاکہ ادا بھی کر سکے جیسا کہ قرآن مجید بھی اس پر شاہد ہے۔
 وَأَنْتُمْ أَحَدُكُمْ قِطْعًا أَلَمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ :-

سوال :- ایک شخص نے ایک عورت کو طلاق دے دی۔ اور اس کی ہمیشہ حقیقی کو اب بدوں گزرنے
 عدت مطلقہ کے کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ نیکاح شرعاً جائز ہو گا یا نہیں۔ جواب دواجر ملے گا :-

الجواب :- عورت مدخولہ مطلقہ کی جب تک عدت نہ گزرے۔ اسی ہمیشہ سے نیکاح کرنا اس کو جائز
 نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۸۸ میں بایں طور مسطور ہے وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ أَحَدُهُمَا

بَعْدَ التَّفْرِيقِ فَلَهُ ذَلِكَ إِنْ كَانَ التَّفْرِيقُ قَبْلَ الدَّخُولِ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الدَّخُولِ فَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهُمَا وَإِنْ انْقَضَتْ عِدَّةُ أَحَدِهِمَا دُونَ الْآخَرِ فَلَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمَعْتَدَةَ دُونَ الْآخَرِ مَا لَمْ تَنْقُضْ عِدَّتَهَا وَإِنْ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَازِلُهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِآيَتِهِمَا شَاءَ فَقَطْ

سوال :- چچا کی موجودگی میں اگر والدہ نے نکاح اپنی دختر کا کسی سے کر دیا تو یہ نکاح مجاز نہ ہو گا یا نہیں ہے جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- بیشک یہ نکاح شرعاً ناجائز ہے۔ کیونکہ ولی قریب کے ہوتے ولی بعید کو مجاز نکاح کر دیتا کا نہیں ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں مسطور ہے وَإِنْ زَوَّجَ الصَّغِيرَ وَالصَّغِيرَةَ أَلْبَعْدَ الْأُولَيَّاءِ فَإِنْ كَانَ الْأَقْرَبُ حَاضِرًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْوَلَايَةِ تَوَقَّفَ نِكَاحُ الْبَعِيدِ عَلَى إِجَازَتِهِ أَلَمْ وَعِنْدَ غَدَمِ الْعُصْبَةِ كُلِّ قَرِيبٍ يَرِثُ الصَّغِيرَ وَالصَّغِيرَةَ مِنْ ذَوِي الْأَرْحَامِ أَلَمْ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ولی اقرب کے ہوتے ولی بعید کی نکاح نہیں کر سکتا۔ اور چچا اقرب ہے اور والدہ اس کی ذوی الارحام میں سے ہے۔ لہذا یہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ چاہے وہ یہ نکاح مجاز نہ رکھے یا نسخ کر دے۔

سوال :- اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی مقرر کیا اور دخول کرنے سے پہلے فوت ہو ہو گیا یا طلاق دے دیا تو اس صورت میں اس کو کتنا حق مہر دینا پڑے گا۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- اس صورت میں نصف حق مہر دینا پڑے گا۔ چنانچہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے وَإِنْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدَّخُولِ وَالْخُلُوعِ فَالَهَا نِصْفُ الْمَهْرِ (قدری) اور اگر بوقت نکاح مہر مقرر نہ کیا ہو اور پیشتر خلوة و دخول کرنے کے طلاق دے دیا تو اس صورت میں صرف تین کپڑے دینے پڑیں گے جو کہ ہمیشہ ہوتی ہو۔ اور اگر دخول یا خلوت صحیح کیا پھر فوت ہو گیا تو اس صورت میں مہر مثل دینا پڑے گا جو کہ اس کی بھوپھی اور بھوپھی کی بیٹیوں اور ہم عمر نے باندھا ہوا ہو۔ ذلت

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- مہر مثل کس کو کہتے ہیں۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- مہر مثل کی تعریف جو ہر نیرہ نے بایں طور تحریر کی ہے ذِیْعَتِ بِرَقِي مَهْرُ الْمِثْلِ أَنَّ لَيْسَ أَدَى الْمَرَاتَانِ فِي السِّنِّ وَالْجَمَالِ وَالْعَقْلِ وَالْدِّينِ وَالنَّسَبِ وَالْبَلَدِ وَالْعَصْرِ وَالْبَكَارَةِ

والشُّوْبَةُ الخ مہر مثل کا اعتبار کیا جاوے گا۔ ہر ابری عمر اور خوبورتی اور مال و دینداری اور نسب اور شہر اور زمانہ اور پرہیزگاری اور کنواری و بیوہ ہونے میں الخ اور نیزہ میں ہے کہ وہ مہر مثلاً العیس بر یا خوتھا و عَمَّا وَبَنَاتٍ عَمَّيْہَا وَاَزْوَاجُہُنَّ بَرَّیَا قَتْلَہَا وَلَا خَالَتِہَا اِذَا الْمَوْلٰی کُنْ مِنْ قَبْلِہَا اِذَا الْمَوْلٰی کُنْ تَنْسَبُ اِلٰی قَبْلِہَا مہر مثل کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اس کی کھینچوں اور اس کی پھوپھی اور اس کی بیٹیوں کا۔ اور اس کی ماں اور خالہ کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور عورت اپنے باپ کے قبیلہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ فقط

المحبیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتان عفی عنہ

سوال :- اگر خوشی و رضا مندی سے عورت نے اپنے خاوند کو مہر بخش دیا پھر اس کے وارثوں کو مرد پر دعوے طلب کرنا دوبارہ مہر ہو سکتا ہے یا نہیں جواب دوا جملے گا۔
الجواب :- اگر عورت نے خاوند کو تمام مہر بخش دیا اور مرد نے اپنے ملک میں قبضہ کر لیا تو پھر وارثوں کو یہ مجاز نہیں ہوگا کہ اس پر دعوے کریں کیونکہ عورت کو مجاز ہے اپنے حق مہر بخش دینے کا۔ چنانچہ اس عبارت نیزہ سے معلوم ہوتا ہے وَكَذَا اِذَا ذَهَبَتْ مَهْرُهَا لَزَوْجِہَا صَحَّةُ الْهَبَةِ وَلَيْسَ لِلزَّوْجِیَا عَابٌ وَلَا غَیْرُہَا اِعْتَرَاضٌ عَلَیْہَا فَقَطُّ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْاَصْرَارِ۔

سوال :- اگر مرد نے اپنی زوجہ کو بعض مہر کے کوئی باغ یا کوئی اور چیز دے دی اور اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو پھر عورت سے مرد کے وارث اس چیز کو واپس لے سکتے ہیں یا نہیں۔ جواب دوا جملے گا۔
الجواب :- جو اشیاء مرد کے قبضہ و ملک میں ہیں وہ اگر عورت کو بعض مہر کے دے دیا ہے یا ہبہ کر دیتے تو جائز ہے۔ اور عورت سے اس کے وارث واپس نہیں لے سکتے۔ جیسے کہ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ میں مذکور ہے۔ بخلاف ما اذا باعها بھو المثل او بالمشائی لہذا مبادلۃ مال بمال یعنی جب کہ اس نے بعض مہر کے اپنی چیز کو بیچ دیا اور عورت سے کوئی دے دیا تو وہ عین مال اس کا ہو گیا اور اس کے وارث کو کچھ حق نہ رہا کہ اس عورت سے چھین لیں۔ فَقَطُّ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْاَصْرَارِ۔

سوال :- اگر کسی شخص نے کلمہ کفر کا بولا۔ اب اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ نکاح اس کا باقی رہا یا ٹوٹ گیا۔
 جواب دوا جملے گا۔

الجواب :- بیشک کفر کے کلمات بکنے سے آدمی کا فرہو جاتا ہے۔ اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور نکاح جہد پر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ در مختار میں مسطور ہے مَا یُکُونُ کُفْرًا اِذَا قَاطَبُطِلَ الْعَمَلُ وَالنَّكَاحُ

وَأَوْلَادُكَ أَوْلَادُ النَّبِيِّ وَمَا فِيهِ خِلَافٌ يُؤْمَرُ بِالِاسْتِغْفَارِ وَالْتَوْبَةِ وَتَجِدُ بَيْنَ الْكَافِرِ

ترجمہ :- یعنی جس لفظ کفر کے بولنے میں علمائے دین کا اتفاق ہے اس کے نکلنے سے عمل ناجائز ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور بدول نکاح جدید کے اس سے اولاد جمائے وہ زنا کی ہوگی۔ اور جس کے بولنے میں اختلاف علماء کا ہے اس سے نکاح جدید اور توبہ واستغفار کا حکم دیا جائے گا بشرطیکہ وہ باز آنا چاہے۔ اور قرآن مجید بھی اسی بات پر ناطق ہے وَمَنْ يَتَدَنَّسْ مِنْكُمْ عَنْ زِينَتِهِ فَيَسْتَوِمْ وَهُوَ ظَاهِرٌ فِي الْمَدِينَةِ

ترجمہ :- یعنی جو شخص پھر جائے دین اپنے سے تم سے اور مر جائے وہ کافر ہے اور منائع ہو جائے عمل اس کے الخ

سوال :- ڈولی جو کہ مرد جب اس زمانہ میں ہے جس میں عورت جہیز لے کر آتی ہے اور اس کے بغیر مرد اس سے

ہیں جائز ہے یا نہیں جواب دو اور جملے گا :

الجواب :- بیشک یہ ڈولی شرعاً ناجائز و ناجائز ہے کیونکہ فرمایا انھیں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے التَّوْبَةُ غَيْرُكَ لِيْنِي عَوْرَتُكَ كَمَا تَمَامُ بَدَنِ شَرِّكَاهُ ہے۔ اور عورت کو لازم ہے کہ نا محرم مردوں کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ایسا ہی اپنا ظاہر کرنا غیر محرموں پر حرام ہے۔ اور غافل پائی پتی سے، بالابدانہ میں تحریر کیا ہے کہ عورت کا آواز بھی عورت ہے۔ اور کہا امام ابن ہمام نے کہ اگر عورت آواز بلند سے قرائت نماز میں پڑھے گی تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ اور انواع مولوی عبداللہ جلد اول میں لکھا ہے۔

تیسری

جسے مرد پر اسے ڈولی چاون چہ ڈولی رن پائی
ایہ دوویں دوزخ ترغیب الصلوٰۃ اندر تہیانی

ادہ حیلہ کیا کہ کیتا لورن جو حرمت ہو دے دور
ایک دست ہو دستہ تال ویکھا کہ بن کہتن وچھوڑو

اور یہ بھی میں حدیث حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بایں طور مسموع ہے قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الرَّافِظَ وَالْمَنْظُورَ یعنی لعنت کی اللہ تعالیٰ نے ستر دیکھنے والے اور دکھانے والے کو۔ اور قرآن مجید میں ہے وَقُلْ

اللَّهُمَّ مَا تَبِعَ يَفْضُضُ الْبَصَارَ هُنَّ وَحِفْظُنْ فَرُوجُهُنَّ وَلَا يَبْدِيَنَّ زِينَتُهُنَّ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ کہ اسے حبیب کہہ دے ایماندار عورتوں کو کہ بند رکھیں آنکھیں اپنی۔ اور نگہبانی رکھیں شر مکاروں اپنی کی اور اپنا پینا وغیرہ محرموں کے آگے ظاہر نہ کریں۔ اور ایسا ہی مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ جو آجکل ڈولی کا رواج ہو رہا ہے نا درست ہے۔ اور اس میں غایت درجہ کی حماقت و ضلالت ہے اور یہ عقلاً اور نقلاً بھی بہت بری نظر آتی ہیں اور اس کے جواز کا ثبوت کسی کتاب معتبرہ و حدیث مستحکمہ ثابت نہیں

ہوا۔ اور مولوی احمد الدین صاحب فاضل منادری نے اسکی مذمت پر چند اشعار بایں طور تحریر فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ابیات

داجول بعد ایہ بیٹی اپنی ڈولی دے وچہ پاؤں
سب توہاں تھیں ہوندے ماچھی لچتے اکڑاے
بہت شرافت لوک بیخیرت ڈولی ولیر چہ جان
جیونڈیاں کرن حوالے غیراں مرے تانجا چاون
جیونڈی ہار سنگار اتے شہوت مرواں اوے
تے سہنی چال نبی صاحب دی اہل ایمان بھائے
قوموں کوئی شرافت نہ ہوندا باجول سوغیاں چالوں
فرمن کیتا کوئی ذات آوان یا مغل پٹھاں سداوے
شریف نہ اوسنوں اکھن ہرگز بولن کج برہویا
بن اسلام داجال پتھر و براط سریق و سارو
ایہ شافع تے غمخوار اسدا ڈاچیاں شانال والا

چاون اس ڈولی دیتا میں ماچھی قوم سداون
بیٹی ڈولی دے وچہ پاکے ماچھیاں کرن حوالے
بیٹی جس دی مرد بیگانے چاون فخر پچپان
جیونڈیاں غیرت ذرہ نہ کر دے توہاں غیرت کھان
تے مردہ دیکھ بہادر وادہشت سہبت کھاوے
کنجڑوم پھرن اوہ رستہ جوا بلس سکھاوے
کون شمارے وچہ صیلاں دیریاں گواون والا
پر شادی اندر بیٹی اپنی غیراں پیش کر اوے
سب شرافت نے سب خفیف ایہ ذات کسے گویا
ڈولی چاون اتے گواون کنجراں متے مارو
اس سسر یا بدعت چھوڑو پکڑو میرا چالا

اور کتب تاریخ میں تحریر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دختر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ام سلمہ کے بغل کنار میں لگا کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھمیں روانہ کیا اور کوئی ڈولی نہ بنوائی۔ جہیز میں صرف یہ چیزیں دیں

سے وال جہاز فاطمہ بالشت چادر بوریہ کاسہ و نعلین ہم مسواک یا یک آسیا

اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۱۰۹ میں اسکی تشریح یوں ہے کہ بالشت از پوست بز بود۔ و اندروں پوست برگ درخت خرما کو فتمہ انداختہ بودند۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت و چادر ہفدہ یا پانزدہ پیوند حضرت بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سر کر دند و بوریہ اکہنہ حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ برداشت کاسہ چوبیس اسامہ بن زید برداشت۔ نعلین حضرت بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا درپائے کر دند۔ آسیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتف مبارک خود برداشتند۔ غرضیکہ ڈولی میں سخت دیوثی پائی جاتی ہے۔ اور ولایت کے لئے سخت و عبیدوار دہتے۔ چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بستان المحدثین سے معلوم ہوتا ہے کہ قَالَ تَقْبَحُ

اللَّوْمُ بِالرَّجُلِ أَنْ لَا يَكُونَ غَيُورًا لَيْسَتْ حَيِّ أَحَدًا كَمَا أَنْ تَخْرُجَ أَمَلُهُ وَأَمْرَاتُهُ تَوَاحِمُ النَّاسَ فِي السُّوقِ وَالْمَجَالِسِ :-

ترجمہ :- فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بہت برا امت میں ملامتی وہ شخص ہے جو عیبت کرے والا نہ ہو۔ کیا نہیں چاہتا کہ ایک تمہارا کہ اس کی ماں یا عورت بازاروں اور مجلسوں میں نکلی پھرے۔ اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بَلِّغْنِي إِنْ نَشَاءُ كَمَا يُخْرُجُنَ إِلَى السُّوقِ قَبْلَ اللَّهِ نَجْلًا مَوْثِقًا لَكُمْ غَيُورًا :- پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو غیور ہونا چاہیئے۔ ورنہ خداوند کریم کے نزدیک وہ آدمی بہت برا ہے۔ اور اس فعل میں سخت بیخبرتی ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا اس بری رسم کو چھوڑنا چاہیئے۔ فقط۔

سوال :- شادیوں میں سرود خوانی و آتش بازی و دھول وغیرہ بجا نا درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ سب امور شرعاً شادیوں میں نا درست و ناجائز ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۴۶۹ میں بایں طور لکھا ہے۔ در سرود و مجروح و اختلاف علماء است بعض آنرا مباح مطلق گفته و بعضی مکر وہ مطلق نوشتہ۔ در بحر الرائق گفته کہ اصل مذہب رمتست مطلقاً۔ و زدن و بے نقی برائے اعلان نکاح است۔ اما سرود نمودن دوسنی یا باد و اگرچہ در محفل زنان باشد درست نیست زیرا کہ دریں صورت جمع کروستہ در مباح و حرام و جایز و مباح و حرام جمع شوند حرام را ترجیح دہند۔ پس دادن نقد و پارچہ یا نہا اجرت عطا شد و گرفتن اجرت بر عطا حرام است و چوں ضرب و دت بے نقی برائے اعلان نکاح است۔ پس ظاہراً و ادنی و گرفتن چیزے ہم برائے مباح خواہد بود۔ اور صفحہ ۴۶۹ میں بایں طور مسطور ہے۔ نواختن نقارہ برائے اعلان نکاح حرام است و دہل و غیرہ از حکم طبل است چرا کہ ایں ہمہ آلات ہواست۔ اور اسی فتاویٰ صفحہ ۴۶۸ میں لکھا ہے۔ وَلَا يَجُوزُ تَفْصِيعُ الْمَالِ بِأَحْرَاقِ الْبَارِدِ وَالْكَافِغِ وَرُكُوبِ الْخَيْلِ وَالطَّوَانِ بِالْبَلَدِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِيَاءَ النَّاسِ وَإِنْظِرُوا الْغَارَ وَالْمَلَائِكَةُ كُلُّهُ مِنَ الْبَدَعَاتِ الْحَرَمَةِ۔ غرضیکہ آتش بازی وغیرہ اشیاء جن کا اصل شرع میں نہیں ہے حرام اور بدعت ہیں۔ فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- اگر کوئی شخص غریب ہو تو وہ اپنی دختر کے نکاح کے عوض لڑکے والوں سے کچھ روپے لے لے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- شرعاً لڑکی کے نکاح کے عوض کچھ روپیہ لڑکے والوں سے حاصل کرنا حرام ہے۔ چنانچہ ان عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ مَا أَخَذَ الْوَالِدُ مِنَ الْخَتَنِ أَوْ مِنْ وَكِيلِهِ فِي وَقْتِ تَزْوِيجِ الْبِنْتِ فَهُوَ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ وَالرَّصْلُ فِيهَا الرَّدُّ لِقَوْلِ قَاضِي خَالٍ، وَجَامِعُ الْفَوَائِدِ صَفْحَ ۱۰۷ اور فتاویٰ غرائب قلمی صفحہ ۲۲ بحوالہ تاتارغانیہ میں بایں طور تحریر کیا ہے لَوْ أَخَذَ الْوَلِيُّ الرِّشْوَةَ عَلَى التَّزْوِيجِ لَمْ يَنْتَهِ مَا أَخَذَ اور فتاویٰ عمادیہ میں ہے مَا أَخَذَ الْوَالِدُ مِنَ النَّكَاحِ أَوْ مِنْ أَقَارِبِهِ بِرِشْوَةٍ أَوْ بِدُونِ رِشْوَةٍ فَهُوَ رِشْوَةٌ وَالرِّشْوَةُ حَرَامٌ وَالرَّصْلُ فِيهِ الرَّدُّ۔ پس ان عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ لڑکی والے کو عوض لڑکی اپنی کے کچھ نہیں لینا چاہیے۔ اگر لے لیا تو اس کو واپس کر دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ رشوت ہے۔ اور رشوت حرام ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- جو مال بطور جہاز کے ولی اپنی دختر کو دیتے ہیں۔ وہ مال جہاز حق لڑکی کا ہوتا ہے یا مرد کا۔ جواب دوا جریلے گا :-

الجواب :- اگر مال جہاز بعد من اس مال کے ولی نے دیا ہے جو کہ قبل از نکاح زوج سے لیا تھا تو مال جہاز حق مرد کا ہوگا۔ اگر یہ عدوت نہیں تو مال جہاز حق لڑکی کا ہوگا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے رَجُلٌ تَزَوَّجَ بِنْتًا وَاعْطَى بِعْدَ التَّزْوِيجِ مِنَ الْجَهَازِ كَانَ مِلْكُ الزَّوْجِ أَمْ لَا فَالْجَوَابُ إِنْ كَانَ الْجَهَازُ قَبْلَ مَا أَخَذَ مِنَ الزَّوْجِ صَارَ الْجَهَازُ كَانَ فِي مِلْكِ الزَّوْجِ وَإِنْ كَانَ مُجَدَّ دَا مِنْ الْمَالِ فَالْجَهَازُ فِيهَا الْبِنْتُ كَذَا فِي مَتَاوَسِ قَاضِي خَالٍ وَجَامِعُ الْفَوَائِدِ صَفْحَ ۱۰۷ وغیرہ وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- رشوت اور ہدیہ میں کیا فرق ہے۔ جواب دوا جریلے گا :-

الجواب :- رشوت وہ چیز ہے جس میں کسی وجہ کی شرط ہو جس سے لینے والا بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اور ہدیہ میں یہ شرط نہیں۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ الْفَرْقُ بَيْنَ الرِّشْوَةِ وَالْهَدِيَّةِ هُوَ أَنَّ الرِّشْوَةَ مَالٌ يُعْطَى بِشَرْطٍ أَنْ يُغْنِيَهُ وَالْهَدِيَّةُ أَنْ لَا يَكُونَ مَعَهَا شَرْطٌ۔ اور مفصل ذکر اسکا سلطان الفقہ جلد دوم میں گذر چکا ہے۔ وکذا فی الفوائد۔ واللہ اعلم بالصواب :-

سوال :- اولیاء عظام وانبیاء علیہم السلام کے مزار اقدس کے چوگرد طواف کرنا درست ہے یا حرام کیونکہ وہابی کہتے ہیں کہ طواف کرنا مزار اولیاء عظام وغیرہ کا کفر و شرک ہے۔ جیسا کہ تفریغ الایمان وغیرہ میں لکھا ہے۔ جواب دوا جریلے گا :-

الجواب :- اس مسئلہ میں نہایت درجہ کا اختلاف ہے لیکن اکثر فقہاء عظام و ادویاء کرام اسکے جواز کے قائل ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب اتبہاء فی سلاسل ادویاء اللہ میں بایں طرز تحریر فرماتے ہیں چوں بمقبرہ درآید بروح اہل بزرگوار بولوا کند۔ اگر سورت فتح یا دوا باشد در اول رکعت بخواند بعد دوم خلاص والا در ہر رکعت سورہ احسان پانچ پنج بار بخواند بعد قبلہ پانچ بار۔ بنشیند و یکبار آیتہ الکرسی و بعض سورۃ ہاکہ در وقت زیارت بخواند چنانچہ سورہ ملک و غیر ذلک بخواند و ظم کند و تکبیر گوید۔ و بعد ہفت بار طواف کند۔ و درال تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعد طرف پایاں رخسار بند و بیاید در دروے میست بنشیند و بگوید یا رب بست و یکبار بعد اول طرف آسمان بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح ما و لم کہ انشراح باید این ذکر کند انشاء اللہ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید الخ ماور کتاب مجمع البرکات و مطالب المؤمنین و فتاویٰ دستور الفقہاء و خزائنہ الروایات و رسالہ زیارت القبر علامہ بریلان الدین و بیاض مخدوم حامد و مطلوب المؤمنین سے علامہ فاضل عبد الغنی نے اپنی تصنیف ذوالفقار حیدری صفحہ ۴۳ میں بایں طرز تحریر کیا ہے فَإِنْ كَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ وَيُمْكِنُهُ أَنْ يَطُوفَ حَوْلَهُ ثَلَاثًا مَرَّاتٍ لِفِعْلِ وَيَقُولَ فِي الطَّوَّافِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ :- یعنی اگر بندہ صالح کی قبر ہو۔ اور اگر ہو سکے تو اسکے گرد طواف کرے تین بار۔ اور طواف میں یہ کہے اے پروردگار دوسے تو ہم کو نیکی دنیا کی اور آخرت کی بھلائی۔ اور پناہ دے عذاب دوزخ سے اور زاد اللیب و وسیلہ القلوب و محکم الطامین و تحقیق حق المہین میں نیز بایں طرز لکھا ہے۔ وَإِنْ كَانَ عَبْدٌ صَالِحٌ وَيُمْكِنُ أَنْ يَطُوفَ حَوْلَهُ طَافَ ثَلَاثًا أَوْ سَبْعًا

ترجمہ :- یعنی اگر کسی عالم یا ولی کی قبر ہو تو اسکے گرد پھر تین بار یا سات بار جائز ہے۔ اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے جواز نقل فرمایا ہے۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول حجاج کے ذکر میں بایں طرز تحریر فرماتے ہیں۔ و یجوز فی الکامل و معنی کفر بہ الفقہاء و الحجاج اِنَّهٗ رَاٰی النَّاسَ یَطْرُقُوْنَ حَوْلَ حُجْرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم فَقَالَ اِنَّمَا یَطْرُقُوْنَ بِاَعْرَاجِ دُرِّمَةِ قَالَ اَلْمِیَوِیُّ کَفَرُوْا بِهَذَا لِاَنَّهُ تَکْذِیْبٌ لِّقَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابُهٗ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَرَمَهُ عَلٰی اَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الرِّیْسِیَّاءِ وَاَلَا بُدَّ اَوْ ذَ۔ نقل از ذوالفقار حیدری سندھی

ترجمہ :- یعنی ابوالعباس نے کہا ہے کہ علمائے دین نے جن باتوں سے حجاج ظالم کو کافر کہا ان سے ایک

باستنبہ ہے کہ اس نے لوگوں کو مدینہ منورہ و منہ اقدس حضرت شیخ المنذبین رحمۃ اللعالمین سرور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا دیکھا کہ لوگ طواف کر رہے تھے بولا دینا ہ بخدا نقل کفر کفر بنا شد کیا کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کر
رہے ہو۔ علامہ کمال الدین دمیری نے فرمایا کہ علمائے کرام نے اس قول پر اس وجہ سے اس خبیث کی تکفیر فرمائی کہ اس
نے اس ارشاد اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کذب کی کتبیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کا جسم کھانا
حرام کیا ہے۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طواف کرنے والے لوگ تابعین یا تبع تابعین تو ضروری تھے جو قرون شہود
بالخیر کا دور سرایا تھے طبقہ تھا۔ اور علاوہ اسکے اگر گھومنا قبر بزرگ کے گرد حرام ہوتا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مزار
اقدس کو نرم شریعت عظیم سے کھانا جاتا۔ حالانکہ وہ مزار اقدس عظیم کے بیچ میں ہے جس کے گرد طواف انھوں نے
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے کرنا تک ضروری ہے۔ اور کسی نے اسکو شرک اور کفر نہیں کہا۔ پس جو شخص ایسی
جگہ کی جہالت مسلمانان پر فتوے کفر لگا تا ہے وہ بقول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کافر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

الجبیب خادم شریعت نظام الدین دہلوی عفی عنہ

سوال :- ہمارے مرشد کامل اس جہان میں بوقت مصیبت امداد دے سکتے ہیں یا نہیں اور آخرت میں ہمارے
شناخت کر سکیں گے یا نہیں۔ جواب دوا جریطے گا :-

الجواب :- بیشک ولی اللہ بوقت مصائب امداد دیتے ہیں۔ پیناچہ تفسیر منہجی میں لکھا ہے ان
اللہ تَعَالٰی يُعْطِيْهِمْ قُوَّةَ الرَّجْسَادِ فَيَذْكُرُونَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْجَنَّةِ حَيْثُ يَشَاءُونَ
وَيَنْصُرُونَ اَوْلِيَائَهُمْ وَيَذْكُرُونَ اَعْدَاءَهُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ :-

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے ان کے ارباب کو قوت مثل اجساد کے زمین و آسمان و جنت و غیرہ
جہاں چاہتے ہیں بجاتے ہیں اور یاد کرتے ہیں اپنے دوستوں کی اور تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے دشمنوں کو۔ اور
اسی طرح مولوی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموفیٰ والقبور میں لکھا ہے۔ وارواح الیساں از زمین و
آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میر و نہ و دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را
ہلاک میسازند۔ اور کتاب میزان شعرانی مصری صفحہ ۳۳ میں بایں طور لکھا ہے و ہونہا و قد ذکرت فی
کتاب الرجوبۃ عن ائمتہ الفقہاء والصوفیۃ ان ائمتہ الفقہاء والصوفیۃ کلہم یشفعون
فی مقبلہایہم ویلا یحفظون عند طائفہ روجہ و عند سوال منکر و نکیہ و عند المشور و الحشر و عند
الجناز و المیزان و القیراط ولا یغفلون عنہم فی موقعت من المواقف و لمات شیخنا شیخ

إِلَى سَائِرِهِمْ فَأَجْرُ الَّذِينَ اتَّبَعُوا فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لَهُ مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ فَقَالَ كُنْتُ فِي الْقَبْرِ لِيَسْأَلَنِي أَتَاهُمُ الْإِمَامُ مَا لَكَ فَقَالَ مِثْلُ هَذَا أَيْحْتَاجُ إِلَى سَوَالٍ فِي أَيْمَانِهِ بِأَمَلِكُ وَرَدَّ عَنْهُ فَجَبَّ عَنِّي وَإِذَا كَانَ مِثْلُ مِثْلِ الصُّوفِيَّةِ يُلَاحِظُونَ أَتْبَاعَهُمْ وَمُرِيدَهُمْ فِي جَمْعِهِمْ الْوَلَاةَ وَالشَّدِيدِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَكَيْفَ بِأَلَمَةِ الْمَذْهَبِ الَّذِينَ هُمْ أَوْلَادُ الْأَرْضِ وَالْمَنَامِ عِبَارَتٌ عَنْ مَوَاتٍ ظَاهِرٌ بِهَوَاكُمُ هَمَارَكُمُ الْإِمَامُ وَادِّبَاءُ عَرَفَانِ حِينَ كِي هَمُ لَوْ كَسْتُمْ تَقْلِيدُ كَرِهْتُمْ هُمْ وَوَيْهَارُ فِي تَحْقِيقِ يَلْتَمِسُ هُمْ أَوَّلُ بَوَاقِ سَوَالٍ مِنْكُمْ وَتَكْبِيرُ حَشْرٍ وَنَشْرُ حَسَابٍ مِيزَانٍ وَصَرَاطُ وَدَوْرُخٍ وَغَيْرَةُ تَكْلِيفَاتٍ وَدَعَا تُبَسِّطُ دُنْيَا وَآخِرَتٍ هُمْ هُمْ أَمَّا دَوِيتُمْ هُمْ أَوَّلُ دِيسِ كُفَى. أَوَّلُ هَمَارِي شَفَاعَتِ كُفَى كُفَى. لَيْسَ هُمْ لَزَامُ كُفَى كُفَى. ان كِي أَتْبَاعُ كُفَى أَوَّلَانِ كُفَى مَقْلَدِ بِنِي. أَوَّلُ خَلَاوَهُ اسْكُطُ عَلَى قَارِي كُفَى مَرْقَاةُ شَرْحِ مَشْكُوتِ هُمْ لَوَّلُ شَرْحِ مَشْكُوتِ فَلَا فَرْقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ وَلِذَا قِيلَ أَوَّلِيَاءُ لَئِيْسُوْنَ وَلَكِنْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ لَقَدْ لَقِيَ الْوَلَدُ

حیدر علی اعناق الوبایہ صفحہ ۶۸

ترجمہ :- یعنی اولیاء اللہ کی دونوں حالتیں یعنی حالت حیات و ممات میں اصل کچھ فرق نہیں۔ اس لئے وارث ہوا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ شہید ہو چکے ہیں ان کو مردہ مت کہو۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَمُوتُ الْعَشَقُ لَسِيْلَتِ الشُّوقِ أَمَوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ بَعْدَ فَنَائِهِ عَنْ حَيَاتِ الْإِنْسَانِيَّةِ بِحَيَوَاتِ الدِّينَانِيَّةِ نَقْلُ تَفْسِيرِ عَرَّاسِ الْبَيَانِ أَوْ تَفْسِيرِ مَدَارِكِ وَتَنْزِيلِ فِي اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے بَلْ أَحْيَاءٌ بَلْ هُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ مُقْبِلُونَ عِنْدَ ذُوْكَرْ لَفِي يُرْزَقُونَ مِثْلَ مَا يُرْزَقُ سَائِرِ الْأَحْيَاءِ يَا كُفَرُونَ دَلِيلُ شَرِّ بَوَدُونَ وَهُوَ تَاكِدُ لَكُونِهِمْ أَحْيَاءٌ وَوَمِنْهُمْ لِمَنْ لَمْ يَلْمِزْهُمْ عَلَيْهِمْ مِنَ التَّعْبِيرِ بِرِزْقِ اللَّهِ فَرَحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ الْغَنِيِّ ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ شہداء و کرام و اولیاء عظام مثل زندہ لوگوں کے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔ سیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی پاتے ہیں اَلْمُفَاطِرِينَ ذُرَا غُورِ كُفَى کہ جب ان کی زندگانی قرآن مجید سے ثابت ہو چکی ہے تو زندوں کی وساطت سے مدد مانگنا اور ان کا مدد کرنا کونسا امر محال ہے۔ بلکہ قرآن تو اس کے اثبات پر شاہد ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى. وَيُخَصِّرُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ ان اور باقی ذکر جلد اول و جلد ہفتم اور اس کے ابتداء میں ملاحظہ کریں۔ اور اس فرقہ سے اجتناب کریں۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. رَبَّنَا قَبَلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سرہ خادم شریعت مولوی نظام الدین ملتان حنفی حنفی عنہ

سوال ہ بالوں کو سیاہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ مکر سفید عقلمندین اسکو برا سمجھتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے
جواب دو اجڑے گام

الجواب ہ بیک بالوں کا سیاہ کرنا درست ہے۔ چنانچہ کتاب معیار الخیر المعروف مجلہ ہر دو سالہ
صفحہ ۵۲ میں اس کی پوری بحث مفصل میں الفاظ تحریر ہے۔ وہ یہ ہذا۔ کتب احادیث و تواریخ سے سیدنا امام
حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بالوں کو سیاہ کرنا مسلم الثبوت ہے۔ اور ایسا ہی سلف صالحین بعض
از صحابہ و بعض از تابعین وغیرہم اس بارہ میں رخصت فرما چکے ہیں۔ تو بالوں کو سیاہ کرنے والا عامل بالحدیث صحیح علیکم
لسنتی ولسنتہ الخلفاء الراشدین اور نیز اخصائی کا الجؤمیر یا یقیناً اقتدایتہم اھتدایتہم ثمرہ اور عاتق ابن عمر
صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ طَائِفَةٌ مِنَ السَّلَفِ مِنْهُمْ سَعْدُ ابْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَ
عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَالْحُسَيْنُ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ وَاخْتَارَهُ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي كِتَابِ الْمَنَاقِبِ
لَهُ۔ علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ فَذَكَرَ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ بِأَسَانِيدٍ مِنْ حَسَنٍ حَسِينٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَا يَحْتَضِبَانِ بِهِ أَيْ بِالسَّوَادِ وَكَذَلِكَ ابْنُ شَهَابٍ وَقَالَ أَحِبُّهُ أَيْتَا حَلَكُهُ اور
کہا اس نے پسندیدہ تر سب کو سیاہی میں سے وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو۔ وکنک شرح جیل بن السوط و قَالَ
عُتْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ إِنَّمَا شَعْرُكَ بِمَنْزِلَةِ ثَوْبِكَ قَا حَبِغُهُ بِأَيِّ ثَوْبٍ سِثَّتْ وَأَحِبُّهُ أَيْتَا حَلَكُهُ وَ
كَانَ اسْمُ عَمِيلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ وَعَنْ عَمْرِاءَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ
كَانَ يَأْمُرُ بِالْخَضَابِ بِالسَّوَادِ وَيَقُولُ هُوَ تَسْكِينٌ لِنُوجْتِهِ وَهَيْبَةٌ لِلْعَدُوِّ وَعَنْ بَنِي مَيْكَةَ عَنْ عَمَّانَ
كَانَ يَخْضِبُ بِهِ وَعَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْتَضِبُونَ بِهِ وَمَنْ التَّالِيَيْنِ
عَلَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعِدْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنَ لَيْسَانَ وَالْجَوْدَةَ وَدَوْدَ بْنَ أَبِي وَهَبٍ عَنْ
مَالِكٍ قَالَ لَمَّا سَمِعَ فِي صَبْغِ الشَّعْرِ بِالسَّوَادِ نَهْيًا مَعْلُومًا وَغَايَةً أَحَبَّ إِلَيَّ وَعَنْ أَحْمَدَ فِيهِ
رَوَايَتَانِ وَانِ الشَّافِعِيَّةُ الْإِسْطَارِيَّةُ وَأَيْتَانِ أَوْرَاقُ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فَرَسَاتُهُ فِي قَالَ مُحَمَّدٌ لَا تَرَى بِالْخَضَابِ
بِالْوَسْمَةِ وَالْحَنَاءِ وَالصَّغْفَرِ يَأْسُ وَأَنْ تَرَكَهُ أَبْيَضَ فَلَئِنْ سَكَلْتُ ذَلِكَ حَسَنٌ فَقَطُّ لَوْ رَأَيْتَ كِتَابَ
مُتَبَيَّنَاتِ السَّنَةِ صَفْحَةَ ۶۶۹ فِي مَسْطُورِهِ۔ اور نیز حدیثوں کے اسکی مخالفت ظاہر ہوتی ہے کہ بعض تو عین
اور بعض قابل تاویل ہیں۔ اور بعض متروک ہیں۔ جو قابل عمل نہیں۔ اور حدیثیں بھی لاشعیرہ نہیں۔ فقط
قررہ غلام شریعت محمد نظام الدین عثمانی عفی عنہ

۱۔ بلوٹ و اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے الطوفان شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے رسالہ ملک العیب کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال :- بزرگان خدا کی قبروں سے درخت کاٹنے درست ہیں یا نہیں۔ جواب دوا جرمی گاہ :-

الجواب مکتب فقہ معتبرہ میں لکھا ہے کہ قبروں سے درخت نہ کاٹے جائیں کیونکہ وہ جب تک سبز رہتے ہیں تسبیح کرتے ہیں اور پہلے قبور کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی لئے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا مستحب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری وغایتاً الاوطار کتاب الخطر والاباحۃ میں بایں طور مسطور ہے وَوَضْعُ الْوَدِّ وَالزَّيَاجِ عَلَى الْقَبْرِ حَسَنٌ الخ اور فتاویٰ عبدالحی جلد سوم میں اس سوال کا جواب بایں طور تحریر ہے۔ بعض فقہاء اس را مستحب فرماتے اند۔ بدلیل آئکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکبار بار دو قبر گذشتہ کہ صاحب آل دو قبر عذاب کردہ می شدند۔ فرمود کہ ایشان را عذاب کردہ میشود۔ بر چیزیکہ شاق نبود ہر ایشان۔ پس یک جسم تحمل طبعیدہ در میان آن شق کردہ یک یک نصف ہاں دو قبر نہادہ فرمودند یُخَفَّفُ عَنْهُمَا الْعَذَابُ مَا لَمْ يَلْبَسَا یعنی مادامیکہ خشک نشود و بیرکت تسبیح آل در عذاب صاحب قبر تخفیف خواہد شد الخ اور شرح طریقہ محمدیہ وغنیہ شرح منیۃ المصلی وفتاویٰ عالمگیری وفتاویٰ قاضی خاں و بحر الرائق سے صاحب ذوالفقار حیدری نے صفحہ ۵۷ میں بایں طور نقل کیا ہے وَفِي اتِّحْلَامِهِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَقَطَعَ الْحَشِيشُ مِنَ الْمَقْبَرَةِ إِلَّا إِذَا كَانَ يَابِسًا وَلَا يُسْتَحَبُّ قَطْعُ الْحَشِيشِ الرَّطْبِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ۔ یعنی خلاصہ میں ہے مکروہ ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا مقبرہ سے۔ ہاں اگر خشک ہو جائے تو پھر کوئی خوف نہیں۔ فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- کون شخص میں جن کی موجودگی میں بعض وارث محروم ہو جاتے ہیں۔ مفصل جواب دواجمیلے گا۔
 الجواب :- بڑے پوتا پڑپوتی بیٹے اور پوتے کے بھتے۔ اور میت کی ماں ہوتے دادیاں و نانیاں۔ اور
 باپ ہوتے دادیاں اور باپ بیٹا دادا کی موجودگی میں سب قسم کے بھائی میت کے محروم رہتے ہیں۔ اور
 اگر میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا دادا یا باپ کوئی بھی ان میں سے موجود ہو گا تو پھر سب قسم کے بھائی اور بہنیں
 میت کی محروم ہو جائیں گی۔ اور باپ کے ہوتے دادا اور پڑدادا اور دادا کے ہوتے پڑدادا اور بھائی بیٹا
 بھائی کے ہوتے بھتیجا اور بھتیجا بیٹا پوتا باپ دادا یا پڑدادا زندہ ہو تو چچا میت کا محروم رہتا ہے۔ اور ذوالفروض
 و عصباء کے ہوتے ذوی الارحام مثل نانا نانی خالہ ماموں پھوپھی نواسی نواسا علیٰ ہذا القیاس۔ اور نواسی نواسہ
 کے ہوتے بھانجہ بھانجی ماموں پھوپھی نانی نانا سب محروم رہتے ہیں۔ اور بھانجا بھانجی کے ہوتے ماموں پھوپھی
 خالہ محروم ہو جاتے ہیں۔ نقل از مسرچی۔ قسط ۱۰۔

اور نانی نانا کی سر جو رگی میں خانہ ماحول بھاننا بھانجی سیو بھی وارث ہو جلتے ہیں۔

[illegible]

ان میں سے ایک مرجائے اور کوئی ذوی الفروض یا عصبہ اسکا نہ رہے تو پھر زوجہ کو چوتھا حصہ دے کر باقی مال متروکہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر زوجہ مرجائے تو مرد کو نصف جو اسکا حصہ معین ہو چکا ہے دیکر باقی ذوی الارحام میں بانٹ دیا جائے گا۔ اور خیانی بھائی اسکو کہتے ہیں جن کی ماں ایک اور باپ جدا ہوں۔ اور علاقائی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک اور ماں جدا ہو۔ اور حقیقی وہ ہوتے ہیں جن کی ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔ اور باقی ذکر جلد نہم میں مطالعہ کریں فقط ۶

حررہ خادم شریعت محمد تقی الدین ملتانی حنفی حنفی عنہ

سوال :- فرقہ وہابیہ کی اصیلت اور اسکے عقائد کیا ہیں۔ جواب دوا جملے گا :
الجواب :- منقول از سیف چشتیائی من تصنیف سید مہر علی شاہ صاحب دام اللہ فیوضہم، اس سوال کا جواب جناب سید مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی مطبوعہ روز بازار صفحہ ۹۸ کے بعد صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ میں بایں طور ہے :

مولوی محمد حیدر اللہ خالص صاحب دہانی المجدوی المتشبدی اپنی کتاب درۃ الدرائی میں لکھتے ہیں :- مہر خ بطرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تفسیری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرستہ الاسن میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور بالخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا۔ اور جو اسکے سامنے آتا ہے اسکو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معبرین سے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اسکا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبد الوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو اللہ میں متولد ہوا اور بعد ہزار حسرتی ۱۲۰۶ھ میں فوت ہو گیا۔ یعنی اس نے ۹۶ سال کی عمر پائی اور ابتدگوار اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبد الوہاب) ملحد ہوگا۔ اور بظاہر اسکا شغل بھی اسی قیم کا تھا کہ اکثر مسیلہ کذاب اور اسودانسی اور ظلیہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا جنہوں نے اس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قدرت سے کہ اسکو کچھ طور سے کسی علم دین میں دستگاہی نہ ہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح لے اسکو جواب دینے کی قدرت نہ دی۔ جب کہ ۱۲۳۳ھ میں اس نے علمائے مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ بطبرون لکھتا ہے کہ یہ شخص

بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا۔ اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اوس نے اپنے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اسکا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر اس نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروع کی جو اس سے مستنبط ہیں۔ اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا لائق کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدا کے قدیم کے لئے شایاں ہے۔ لہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں انکو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اسکا قتل بلا شبہ واجب ہے۔ پھر مورخ بلطرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے مقلد ہو گئے اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی اور آخر کار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۸۳۳ھ میں گیا۔ لیکن وہاں کے علماء نے اسوقت اس کی خوب خبر لی۔ بالآخر ۱۸۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اسکا فصول اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن مسعود مسمیٰ باسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیرزادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اسکے خاندانی مرید اور مطیع تھے۔ اس نے اپنی ایک غفی آرزو کے لالچ سے کہ اسکی حکومت عاقلانہ بصورت ریاست کسی طرح سے بڑھے۔ اور اس نے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائے گا۔ اور اسکے مذہب کی تائید سے اسکا دینی ارادہ پورا ہونے لگے گا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کر لیا اور اسکے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو گئے اور اس نے مذہب و بابیہ کو استقر تقویت دی کہ اطراف و اکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اسکے مطیع ہو گئے حتیٰ کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی۔ اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام قرار پایا اور ابن مسعود اسکے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ و ریحہ انہوں نے اپنا دارالسلطنت معین کیا۔ اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں ساعی ہوا مگر حیات سننے وفات کی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا حتیٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اسکا جانشین ہوا جو کہ شجاعت و ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین و بابیہ بزر وراہ مشیر شروع کر دی۔ پس حبیب عرب نے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اول کسی ایک کو اس کی تعظیم کے لئے بھیجتا۔ تاکہ وہ اسکے

اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو ماننے۔ پس اگر وہ اسکا اعتقاد قبول کرتا تو اسکو امن دے دیتا۔ ورنہ اس کی بیخ و بنیا دکوا کھینچ کر اس کے تمام اموال و مولیٰ غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا تعرض نہیں کرتا تھا۔ اور مطیع قبول سے ہر قسم کے اموال اور نقد میں سے عشر لیتا تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہابیہ کی طاقت بحر احمر اور بحر فارس اور حلب اور دمشق اور بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی۔ حتیٰ کہ عبدالعزیز مسعود کے مرنے کے بعد تاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود بن عبدالعزیز ایک لشکر کثیر لے کر کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خوزینہ کی جس کی شان بقول قرآن ہے مَنْ دَخَلَہَا كَانَ آمِنًا۔ لیکن اس نے امن کو غیر امن بنا دیا۔ اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تاقب بحر داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیے کے پنجے سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجی جس کی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اسکے دیکھنے سے مشتے نمونہ خردار سے عبرت کا باعث ہو چنانچہ لکھا نَحْنُ اَعْتَقَدْنَا اَنَّهُ اِذَا دُعِيَ اسْمُ بَنِي فَيْطَلِمَ هُوَ عَلَیْہِ صَارَ مُشْرِکًا وَ هَذِهِ اِلْعْتِقَادُ شُرَکَ سَوَاءٌ كَانَ مَعَ نَبِیٍّ اَوْ وَلِیٍّ اَوْ مَلِکٍ اَوْ حِجَبِیٍّ اَوْ صَنَمٍ اَوْ وَثَنٍ وَ سَوَاءٌ كَانَ یَعْتَقِدُ حَقُّوْلَہُ بِذَاتِہِ بِاَعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِاَبِّ طَرِیقٍ كَانَ یَصِیْرُ مُشْرِکًا سَوَاءٌ اَمَّا الشَّائِقُونَ قَالُوا لَوْ تَوَلَّوْا الشُّوَاعِ وَالْعُزَیُّ وَ اَمَّا اللّٰہُ حَقُّونَ مُحَمَّدٌ وَ عَلِیٌّ وَ عَبْدِ الْقَادِرِ وَ مَنْ لَمْ یَقُلْ فِی حَاجَتِہِ بِاللّٰہِ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدٌ وَ اِنِ اعْتَبَدَ عَبْدًا خَیْرٌ مُتَصَرِّفٍ فِی الْکُلِّ صَارَ مُشْرِکًا وَ کَفَاكَ قَدَ وُثْنٌ فِی ذٰلِکَ شَیْخُنَا تَقِی الدِّیْنِ ابْنِ تَیْمِیَہِ وَ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ الشُّفَرَاءَ اِلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَ مُشَاهِدًا وَ مَسَاجِدًا وَ قُبُورًا اِی نَبِیٍّ اَوْ وَلِیٍّ اَوْ سَائِرِ اَوْلِیَّیْنِ بَشَرٌ اَوْ کَثَرٌ اَوْ کَثَرٌ۔ یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ خواہ کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اس وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سوار اور غزنی تھے لیکن پہلے بت شہ علی اور عبدالقادر ہیں جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا کہتا ہے اگرچہ اسکو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد و تزلزل ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور تجھے اس بار کہتا ہے ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف

یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا اور بتوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے۔

پس مکہ کو غارت کر کے اس نے ۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزاؤں بیٹھا رہے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساتھ اونٹوں پر لا کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبد العزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اسکے پاس سے ایک صندوق بلا جس میں سے تین سو لوہے کے آبدار کلاں اور کئی دانے زرد کلاں کے نکلے۔ اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور روئے رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرنے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے دیباہی سرنگوں ہو کر مر گئے اور اسی اثنا میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلا دیا۔ اور اسی طرح ایک ارڈیا حضرت موسیٰ کے ارڈیا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج و ہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے میں بحکم سلطان المعظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اسکا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید طحطاوی ٹنسی در مختار بھی مصر آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازے پر وہابیہ کی بجھتی کے لئے آپہنچا اسوقت عثمان مصالحتی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لئے لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گر گیا۔ اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی۔ اور مقید وہابیوں کے کان کتر دیئے گئے۔ اور مدینہ منورہ ۱۲۲۶ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا۔ اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مصالحتی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اسکا بیٹا عبداللہ بن مسعود اسکا جانشین ہوا۔ اور آخر کار وہ بھی حروب کیش کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پایہ تخت وہابیاں فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا۔ اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں۔ یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیئے گئے۔ اور امن و امان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداء غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فتنہ ہوتے رہے اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑ گیا۔

درہ درانی کی عبارت منقولہ بالا سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب نے کیا کچھ کیا اور وہ اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھا۔ اور کس وجہ سے یہ فرقہ وہابیہ دائرہ اہلسنت وجماعت سے خارج سمجھا گیا۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس فرقہ کو باغی خارجی قرار دیا ہے کَمَا دَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ تَحِدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْخُرُمَيْنِ وَكَانُوا يَشْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَأَسْبَابُ ذَلِكَ قَتْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلُ عُلَمَائِهِمْ حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَصَا عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ عَلَى ثَلَاثِ ثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَالْفَتْحُ أَتَى رَشَامِي طَبَعَ مِصْرَ جِلْدِ ثَلَاثِ صَفُوحٍ ۲۳)

عبارت شامی کا حاصل :- چنانچہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعین میں واقع ہوا۔ عبد الوہاب کے گروہ نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر جابرانہ قبضہ کیا اور یہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہلاتے تھے لیکن دراصل اپنے گروہ کے بغیر سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے۔ لہذا اہلسنت وجماعت اور ان کے علماء کا قتل کرنا مباح جانتے تھے جس کا یہ انجام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۲۳ھ میں اہلسنت کو نصرت فرمائی اور فرقہ وہابیہ کو شکست دی اور رسوا کیا۔ اور دیگر اہل السنۃ وجماعت نے بھی وقتاً فوقتاً عقائد وہابیہ کی تردید میں رسائل شائع کئے ہیں (مثلاً، الدرر السنیہ فی رد الوہابیہ للعلامہ زینی وطلان مفتی بیت اللہ الحرام وغیرہ) جن میں اس فرقہ کو بوجہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت تحقیر و گستاخی کرنے کے کافر کہا ہے اور علاوہ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرقہ حنابلہ کی پیدائش کی نسبت ۱۳ سو سال سے پیشتر پیشگوئی فرمادی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف جلد اخیر باب ذکر الیمین فصل اول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسطور ہے قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي خَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي خَجْدِنَا قَائِلُهُ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلَعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک شام و یمن کی خاطر سہ بار دعا مانگی کہ یا اللہ ہمارے ان ملکوں میں برکت دے۔ اور بعض اصحاب نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ملک نجد کی خاطر بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا اسجگہ زلزلے اور فتنے ہونگے اور شیطان کا سینک ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا جو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہو گئی۔ کما ترہ

غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات

جو کہ انہوں نے فقہ حنفیہ پر بلا سوچے سمجھے کر دیئے ہیں اور کم علم و جاہل لوگوں کو مذہب حنفیہ سے بہکانے کی اپنی اخباروں و رسائل و اشتہاروں میں تحریر کر دیئے چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری سالہ ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اور عبد الجلیل سامری اپنی کتاب بوسے غسلیں میں اور سعد بنارسی الجرح علی ابی حنیفہ میں اور جو محمد سعید جالندھری نے اپنے اشتہار میں کئے ہیں اور وہ اعتراض یہ ہیں :-

اعتراض ۱ :- حنفیہ کے نزدیک مشیت زنی کرنا واجب ہے جب کہ زنا کا خوف ہو۔ اور مشیت زنی زنا شہوت کی تسکین کے لئے جس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو کوئی گناہ نہیں۔ رد المختار صفحہ ۱۵۶ :-

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ متعصبین معترضین ! سینے اور دیکھنے کے تمام کتب معتبرہ حنفیہ و تفسیر میں لکھا ہے کہ مشیت زنی کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں قطع نسب انسانی کا سبب پایا جاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سنت موکرہ کو چھوڑ کر بغرض شہوت رانی کے ایسا فعل کرے تو وہ ملعون ہے اور جو معترضین نے اس میں حوالہ رد المختار کا عوام الناس کو دھوکا دینے کے لئے لکھا ہے اس میں اس طرح ہرگز ہرگز نہیں۔ صاحب شامی نے تو بعض مجوزین کے اقوال و چند شرائط بایں طور بیان کئے ہیں کہ اگر کوئی شخص مجبور اس حال میں ہو کہ اسکے ہاں ایک فاحشہ عورت زنا کرانے کے لئے موجود ہو اور وہ مرد بھی ہر طرح اس پر قادر ہو اور اسکا کوئی مانع بھی نہ ہو اور اس پر شہوت کا غلبہ بھی ہو چکا ہو اور اسکے دل میں خوف شہوت کے رد کئے کا بھی ہو کہ اگر شہوت کو رد کوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو اس حالت اضطراری میں اگر اس نے یا تھ سے شہوت کو دفعہ کر دیا تو اس پر کچھ عیب نہیں چونکہ حالت اضطراری میں حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ اگر کوئی شخص حالت اضطراری میں گوشت خنزیر و مردار کو کھائے تو اس پر کچھ عیب نہیں۔ اور صحاح ستہ میں حدیث بایں مضمون مسطور ہے کہ بوقت غلبہ شہوت بہادران اسلام نے بعض کپڑوں کے عورتوں سے منع کیا تھا۔ اور علاوہ اسکے کتاب عرف الجادی صفحہ ۲۱۲ سفینان کے رہنما فرزند نواب صاحب کی تصنیف میں بایں طور لکھا ہے کہ مشیت زنی اور چھید کنی اور تپھروں کے سوراخوں میں دخول کر کے حاجت کے وقت منی کو نکالنا جائز قرار دیتے ہیں اور نگاہ و نظر بازی سے بچنے کے وقت یہ دونوں کاموں کو واجب لکھتے ہیں۔ تفہیم از کلمۃ القیاس صفحہ ۱۱ پس معترضین کو لازم ہے کہ پہلے اپنی فقہ الحدیث پر اعتراض کر

لیں بعدہ فقہ حنفیہ پر کریں اور جواب لیں۔ اور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر حلق بنیت لذت و عادت واپس
آپ کو نامرد کرنے کے لئے مشیت زنی کرے تو حرام ہے۔ اور اس پر تمام علمائے دین کا اتفاق ہے۔ اور
معتز ضنین کو لازم ہے کہ اس کی حرمت صورت بالا کے روا کی تھی پر دلیل بیان کریں اور اس پر حکم حد کا
دکھائیں تو دس روپیہ انعام لیں فقط ۛ

اعتراض نمبر ۲:۔ حنفی مذہب میں اگر رندی زناہ کے بدلے ٹکے مزدوری مقرر کر کے لے لے تو امام صاحب
ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ بذریعہ حرام ہے۔ اور زناہ کرنے والے پر حد نہیں آتی ۛ

الجواب:۔ شعر سنگدل کا اس سے بہتر ہے نہیں کوئی علاج

ایسے دیوانے کو اب زنجبیر پہنا چاہیئے

افسوس ہے کہ معتز ضنین نے اجارہ باطل و فاسد میں بھی کچھ تمیز نہ کی اور نہ ہی اپنے مذہب کا اشتہار واجب
الافتہار کیا جو کہ مولوی فقیر اللہ صاحب نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار المجددیت پر جاری کیا ہے کہ انہوں نے مال
زانیہ کو حلال طیب لکھا ہے۔ اور تمام علمائے دین کا اس پر اتفاق ہے کہ مہر مزنیہ کا حرام ہے چنانچہ مشارق الانوار میں
مولوی حرم علی صاحب نے لکھا ہے کہ خرچی زانیہ کی چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اور امام نووی
نے شرح مسلم میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے کہ اَمَّا مَهْرُ الْبَغْيِ فَهُوَ مَا نَأْخُذُكَ الزَّانِيَةُ عَلَى الزَّانِءِ وَتَسْمَاكَ
مَهْرًا لِكُونِهِ عَلَى صُورَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ:۔ یا پھر مہر زانیہ کا وہ چیز ہے کہ جس کو زانیہ بعوض مہر کے لیے لے لے اور اس کا نام اس لئے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت
مہر ہے۔ اور حرمت اسکی باجماع مسلمانوں کے ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ مسئلہ متعلق اجارہ فاسد کے ہے نہ
اجارہ باطل کے اور صاحب فتح المبین نے اجارہ باطل و فاسد میں یہ فرق فرمایا ہے کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باطل
غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہے کہ باطل مشروع اور بوجہ غیر مشروع ہو۔ یعنی کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اس میں
فساد آیا ہے۔ ورنہ اصل میں جائز و حلال تھا۔ اور یہ بھی متفق علیہ امر ہے کہ جس اجارہ کا مقصد و علیہ بسبب معصیت ہو گا وہ ضرور
باطل ہو گا نہ فاسد۔ جب یہ دونوں قاعدے متفق ہیں تو پھر کون عاقل زنا کی خرچی کو حلال کہہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ صاحب
معیط و چلی۔ اور علاوہ اسکے اس قول کو بڑے بڑے علمائے دین مثل سید احمد طوطاوی و سید عابدین رد المحتار وغیرہ میں
لکھتے ہیں کہ یہ قول بالکل ضعیف ہے کیونکہ حدیث صحیح کے برخلاف۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت کسی کتاب
کے متن کی نہیں۔ اور نہ ہی اس پر کسی علمائے دین اہلسنت و جماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ تم ایسا کیا کرو اور نہ ہی مفتی بہ

مسئلہ ہے۔ اور اگر معتزین کو تسلی نہیں ہوئی۔ تو توہم کتاب بخاری سے اسی مضمون کی تائید پر حدیث دکھا دیتے ہیں وہ ہذا کتاب بخاری صفحہ ۶۶۴ باب قولہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا لَفَرٍ وَامَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا لَا تَخْصِي فَمَهَا نَا عَنْ ذَلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرَآةَ بِالتَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ الْخَمْرُ

ترجمہ :- عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں۔ ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم نفی نہ ہو جائیں تو آپ نے اس سے منع فرمایا۔ بعد اس کے ہم کو اجازت دی کہ کپڑوں کے عوض پر عورتوں سے بطور متعہ کے نکاح کریں۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی کہ مسلمانوں جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے اسکو حرام مت کرو الخ۔ پس اب معتزین کو چاہیے کہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں اور شرم کریں اور آئندہ ایسا اعتراض مذہب حقہ پر نہ کریں۔ اور برادران اہلسنت وجماعت کو واضح رہے کہ اس حدیث مسطورہ پر عمل نہ کریں کیونکہ ہمارے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے اور ضعیف اور قابل عمل نہیں۔ اور اسکو عبارت چلی کی طرح سمجھیں۔ ہاں اگر وہابی لوگ اس پر عمل کریں تو ان کو مجاز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک توڑ کی ربیہ اور مدخولہ باپ کی اور دادی کے ساتھ نکاح کرنا اور ان سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ چنانچہ پرچہ اہلحدیث ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور معتزین نے لکھا ہے کہ نزدیک امام صاحب کے زانی اور مزنیہ پر حد نہیں آتی۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ تمام کتب فقہ میں لکھا ہے کہ زانی اور مزنیہ کا اگر زنا کرنا ثابت ہو جائے تو ان پر حد قائم کی جاوے گی۔ ہاں اگر یہ فعل اجارہ فاسد یا شبہ میں تصور کیا جاوے تو پھر حد ساقط ہو جاوے گی۔ چنانچہ عینی شرح کتب باب دطی الذی یوجب الحد الذی لا یوجب الحد میں حدیث مذکور ہے کہ خلیفہ ثانی نے ایسا فعل کرنے پر ایک مرد اور عورت پر حد ساقط کر دی۔ اور حدیث صحیح اس پر شاہد ہے کہ جو فعل شبہ میں ہوگا اس میں حد ساقط ہو جاوے گی۔ اذَرَّوْا الْحُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ اور اس میں بھی مستاجرہ للزنا ہونے کا ایک غارضہ شبہ کا واقعہ ہو چکا ہے۔ اور شبہ تین قسم پر ہوتا ہے۔ چنانچہ جلد چہارم میں گذرا ہے اور افسوس معتزین پر کہ آپ رندی کے ٹکے مزدوری کے جائز تصور کریں اور وادی اور اب رضا علی کی متکوحہ اور دختر ریبہ سے نکاح جواز قرار دیکر اولاد پیدا کریں تو کچھ عیب نہ سمجھیں اور ایک قول مرجوح اور ضعیف جو کہ عما حب چلی نے تحریر کر دیا ہے اس پر اسقدر زور دے کہ فقہ حنفیہ پر

پراسترا حق کہیں کہ الامان۔ فافہم۔ فلا تعجل۔

اعتراض نمبر ۳ :- حنفیہ کے نزدیک اگر وطنی یعنی جماع چوپایہ یا مرد سے کرے یا مشیت زنی کرے یا عورت کی شرمگاہ کے خارج جماع کرے تو ان سب حالتوں میں روزے دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ غسل لازم آتا ہے جب تک کہ انزال نہ ہو۔ یعنی جب تک کہ منی نہ نکلے۔ (قاضی خاں)

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ معترضین کو لازم تھا کہ پہلے بخاری و مسلم اور اپنے ہم مشرب و مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کریتے اور دیکھ لیتے کہ ہم کیا لکھ رہے ہیں لیجئے معترضین صاحب ہم آپ کو آپ کی کتابوں سے جنکو آپ نے مثل قرآن مجید کے سمجھ رکھا ہے ان میں سے دکھا دیتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں جلد اول میں لکھا ہے کہ جماع کرنے سے بدول انزال کے غسل لازم نہیں ہوتا۔ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ اس پر شاہد ہے اور اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يَمْنُ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاءُ كَمَا يَتَوَضَّاءُ لِلصَّلَاةِ فَيَغْسِلُ ذَكَرًا ثَقُلَ اَزْ بَخَارِي یعنی اگر کوئی شخص اپنی عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ دھو دالے ذکر اپنے کو اور وضو کرے جیسے کہ نماز کے لئے وضو کرتا ہے الخ۔ اور یہی مذہب ہے امام بخاری و داؤد ظاہر کا۔ دیکھو بلاغ المبین صفحہ ۲۷ مولفہ محی الدین نور مسلم کتب فروش لاہوری اور مولوی وحید الزمان غیر مقلد اپنی تصنیف کسرا الحق صفحہ ۲۸ صاف صاف لکھ دیا ہے کہ جماع خارج شرمگاہ عورت کے یا دبر کے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ انزال نہ ہو و ہذا اَوْ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِيمَا دُونَ الْفَرْجِ اَوِ الدُّبُرِ وَلَمْ يَنْزَلْ اَوْ دَخَلَ الْقَطْرَةَ اَوْ قَطْرَتَانِ مِنْ دَمَوْعِهِ لَمْ يَفْطَرَ الخ پس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ جب عورت و مرد مشہات کے جماع کرنے فی الفرج اوالدبر بدول انزال کرنے کے روزہ نہ ٹوٹتا تو غیر مشہات مثل چوپایہ و مردہ وغیرہ کے جماع کرنے پر بدول انزال باوئی روزہ آپ کے مذہب حقہ کے نزدیک بھی نہ ٹوٹے گا۔ اور علاوہ اسکے آپ کے مذہب کتاب روضہ ندبہ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ نوکثور میں بایں طور مسطور ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنی بی بی سے جماع کرے یا کھائے پیے تو روزہ دار کا روزہ نہ ٹوٹے گا اور نہ ہی کفارہ لازم آئے گا۔ و ہذا۔ قَدْ قِيلَ إِنَّ الْكُفَّارَةَ لَا يَجِبُ عَلَى مَنْ أَفْطَرَ عَامِدًا أَبَاتِي سَبَبٍ بَلْ بِالْجَمَاعِ فَقَطْ وَلَكِنَّ الرَّجُلَ إِذَا جَامَعَ امْرَأَتَهُ فَلَيْسَ فِي الْجَمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ إِلَّا مَا فِي الرَّكْلِ وَالشَّرْبِ لَكُونِ الْجَمِيعُ حَرَامًا لَمْ يَحْدِثْ إِلَّا بَعَارِضُ الضُّرِّ وَقَدْ دَقَّعَ فِي ذَوَابِئِهِ مِنَ الْحَدِيثِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجَمَاعَ الخ پس جب کہ آپ کی کتابوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ کھانے پینے جماع جان بوجھ کر کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اور نہ ہی روزہ دار کا روزہ فاسد

ہوتا ہے۔ تو پھر مذہب حنفیہ پر جو کہ عین مطابق قرآن مجید اور حدیث شریف کے ہے اس پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور جب کہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ایسا فعل کرے گا تو وہ غنہ و گنہگار ہوگا اور روزہ اسکا بھی ٹوٹ جائے گا۔ فافہم فلا تعجل ۛ

اعتراض نمبر ۱۰:- مذہب حنفیہ کے نزدیک اگر وضوء کر کے عورت صغیرہ یا مردہ یا چوپایہ سے صحبت کرے تو جب تک انزال نہ ہو وضوء نہیں ٹوٹتا۔ درمختار ۛ

الجواب:- اقول باللہ التوفیق۔ ہر عقل و دانش بیادگر سیت،

معترضین ذرا اپنی عادت نجدیہ و بابیہ سے توبہ کر کے انصاف کی نظر سے اپنے ہی مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کریں۔ وہ ہذا خروج شئی من السبیلین والقی والرعاف وما یوجب الغسل والنومس وشمس الذکر والفرج واکل لحمة الابل والاضماء والغشی والجنون والسكر ومباشرة فاحشة فخر ورج دھیرا وودود من غیر السبیلین و تقبیل ومس امراتہ الم تفل از کنز الحقائق مصنف مولوی وحید الزمان غیر مقلد صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ پس معترضین جب کہ آپ کے مذہب اور ہم مشتبہوں کے نزدیک ان امور سے نہ وضوء ٹوٹتا ہے اور نہ ہی غسل لازم آتا ہے۔ تو پھر حنفی مذہب پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ اسکے جب امام محمد اسماعیل بخاری تحریر کر چکے ہیں کہ بدوں انزال مشہات مرد اور عورت پر بدوں انزال غسل لازم نہیں آتا۔ تو غیر مشہات جو صغیرہ اور چار پایہ اور مردہ ہے اسے وطی کرنے پر بدوں انزال کب غسل لازم آئے گا۔ فافہم فلا تعجل ۛ

اعتراض نمبر ۱۱:- حنفیہ کے نزدیک کتے کا گوشت یا چمڑا قبل از دباغت جو کہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہو ساتھ لے کر نماز پڑھنا جائز ہے و منیۃ المصلیٰ،

الجواب:- اقول باللہ التوفیق۔ شعر کب تک رہو گے عند و تہتب میں ڈوبتے

آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں

معترضین صاحب کتب فقہ حنفیہ میں تو آپ کی تحریر کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ اگر حرام جانور پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کفر لازم ہوگا۔ ہاں بات دراصل یہ ہے کہ اگر جانور نجس العین نہ ہو جیسے کہ بلی و دو بٹر وغیرہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر ان کو کسی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو ان کا چمڑا خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ستر ڈھانکنے کے لئے نہ ہو اور

اس نے ایسی حالت اضطراری میں اس چٹرا سے نماز ادا کر لی تو جائز ہوگی اور حالت اختیاری میں کسی حنفی نے اسے جائز نہیں لکھا۔ اور گوشت کو بھی اسی پر قیاس کریں۔ اور کتے کی نسبت تو علمائے دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو نجس العین قرار دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نجس العین نہیں۔ اور فتوے اسی پر ہے۔ کیونکہ اسکا شکار پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے جائز قرار دیا ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ روایت موجود ہے قابل عمل نہیں۔ دیکھو سلطان الفقہ جلد ۲۔ اور یہ بھی کتب نقہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ اگر قدر درہم سے زیادہ نجاس کپڑے پر لگی ہوئی یا کوئی اور مردہ جانور نماز میں ہو تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی۔ چہ جائیکہ گوشت مردار چمڑا خنزیر ہو۔ دیکھو صلوٰۃ مسعودی و انوار مولوی عبداللہ و فتاویٰ جامع الفوائد وغیرہ کتب معتبرہ حنفیہ معتزین ذرا اپنی کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیجئے اور دیکھئے کہ آپ کے سرگروہ مولوی وحید الزمان صاحب وغیرہ علماء کیا حکم اس بارہ میں دیتے ہیں۔ بگوش ہوش سنئے اور انصاف کیجئے۔ دہو ہذا۔ ایما اہاب دلیغ نقہ طہر و شعد الانسان والمیتة والخنزیر طاہر و کذا عظیمہا وعصبہا الخ نقل از کتاب کتر الخ صفحہ ۱۳ سطر ۷ اور علاوہ اسکے شرح فقہ الحدیث روحہ تدبر کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا درست ہے لعدم نجاسۃ ذوات المشرکین کما فی اکل ذبائحہم و اطعمہم اور عرف الجادوی صفحہ ۱۱ میں بایں طور مسطور ہے ذبائح اھن الکتاب و دیگر ترد و جو ذبح بر سبلہ یا نزوا کل آل حلال است و حرام و نجس نیست بینی مشرک و کافر کی کشتی اگر سبلہ سے ہے تو حلال ہے۔ اگر کافر سبلہ کے بغیر ذبح کرے تو اس گوشت کو سبلہ پڑھ کر مسلمان کھائے تو حلال ہے۔ اور صاحب بیج مقبول شرایع الرسول نے صفحہ ۷۲ میں اس جواز پر یہ حدیث بخاری کی نقل کر دی ہے کہ ماتی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! گوشت لگے ہیں اور معلوم نہیں کہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیتے ہیں یا کہ نہیں۔ اور یہ گوشت کھا یا نہیں۔ تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تم اس پر خدا کا نام لے کر کھالیا کرو۔ نقل از کلمۃ البقیع صفحہ ۱۹۔ پس جب کہ انصا حبان کی کتابوں میں خنزیر اور اسکے اجزاء وغیرہ اور جانور مردار پاک ہیں اور ذبیح مشرکین وغیرہ کی جو بدول تسمیہ کے ہو حلال طیب ہے تو فقہ حنفیہ پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جواب دیں۔ فقط ۷

اعتراض نمبر ۱۶۔ حنفیہ کے امام ابو یوسف کے نزدیک سونہ کی کھال و باغٹ دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیز بیع و شراء اسکی جائز ہے۔

الجواب :- اقول باللہ التوفیق بہ۔ المجاہد ہے پاؤں یا رکاز لخت دراز میں یا نوآپ اپنے دام میں صیاد آگیا

معتبرین کو چاہیے تھا کہ پہلے اپنے مذہب و ہم مشربوں کی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے اور سوچتے کہ یہ کس مذہب کا فتوے ہے اور اس پر کسی کا فتوے بھی ہے یا نہیں؟ جواب ہم آپ کی کتب تسلیم شدہ فقہ الحدیث مطبع صدیقی صفحہ ۵ درود نہدہ صفحہ ۸ و ۹ و ۱۰ و فتاویٰ مولوی عبدالغفور شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب جو کہ ۱۳۹۸ھ مطبع حنفی میں شائع ہوا تھا۔ صاحب الکلمۃ الغیص نے نقل فرما کر شائع کر دیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ خنزیر کی چربی کھانی درست ہے۔ صرف سور کا گوشت پلید ہے اور اجزاء اس کے پاک ہیں۔ اور بوجاری مذہب جانوروں کا پاک ہے اور نیز مٹی آدمی کی اور کل حیوانات یعنی سور کے بندر بچہ بچہ بھڑیہ کی پاک ہے۔ اور شتر مرغ گوشت مردار کا بھی پاک ہے۔ اور لڑکے شیر خوار کا پیشاب پاک ہے۔ اور مردار کے دیگرہ کے گوشت کو کپڑے میں باندھ کر اور اس کو نفل میں دبا کر نماز پڑھ لینی روا ہے۔ پس ان سب کا ثبوت کتاب روضہ ندبہ کے صفحہ مذکور پر مسطور ہے۔ اور فقہ الحدیث کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ اصل ہر چیز میں حلت ہے۔ اور جن چیزوں کو خداوند کریم اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف لفظوں میں حرام نہ کہا ہو وہ حرام نہیں ہو سکتی۔ لہذا چربی و اجزاء خنزیر اور دودھ اس کے کی حرمت کہیں نہیں پائی جاتی لہذا وہ سب اشیاء ان کے نزدیک پاک ہوئیں۔ اور علاوہ اسکے جب کہ مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب خیر الخلائق صفحہ ۱۳ میں صاف لکھ دیا ہے ایتما اھاب دلیغ نقدا طھر و شعر الانسان والمیتۃ والخنزیر طاهر و کذا اعظمھا۔ پس معتزین جب آپ کے نزدیک بھی خنزیر وغیرہ و باغی سے پاک ہوا تو پھر امام ابو یوسف کے قول پر کیوں اعتراض کر دیا۔ حالانکہ کتب فقہ سنن میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ خنزیر کا چمڑا و باغی سے ہرگز پاک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اسکے اجزاء پاک ہیں اور نہ ہی بیع و شراء درست ہے۔ چنانچہ کنز الدقائق و شرح وقایہ وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے لَمْ یَجْزُ بَيْعُ الْمَيْتَةِ وَالذَّاهِرِ وَالْخَنْزِيرِ وَشَعْرُ الْخَنْزِيرِ لَئِنْ تَخَسُّ الْعَيْنُ اِلَّا وَرِثَیْہِیْ فِیْہِیْ لَمْ یَكْہَا بَہِیْ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول غیر صحیح ہے۔ اسپر کسی کا فتویٰ نہیں۔ وَالْاَنْتِفَاعُ بِہِ وَالْقُلُوۃُ فِیْہِ وَہُوَ غَیْرُ صَحِیْح۔ اور ہدایہ جلد چہارم باب بیع الناسد میں بایں طور لکھا ہے وَلَا یَجُوزُ بَیْعُ شَعْرِ الْخَنْزِيرِ لَئِنْ تَخَسُّ الْعَيْنُ فَلَا یَجُوزُ بَیْعُهُ اَہَانَةٌ لَّہِ اِنْ ہِیْ اِنْ عِبَارَات حشیشہ سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ خنزیر کے بالوں وغیرہ اجزاء کی بیع و شراء ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر معتزین کسی اصح قول حنفیہ سے دکھادیں تو دس روپیہ انعام حاصل کریں۔ فقط ۛ

اعتراض نمبر ۶: حنفیوں کے نزدیک سور کے بال سے سینے کے واسطے نفع اٹھانا درست ہے۔ اور

امام محمد کے نزدیک سوڑ کے بال پاک ہیں۔

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ شعر

ذرا خدا سے ڈرو اسے بتوجہ نہ کرو

ذرا یہ سوچو تو کیا ہم خدا نہیں رکھتے

معتز ضیہ! تمام کتب فقہ مقبرہ حنفیہ میں لکھا ہے کہ بیع و شراء تمام اجزاء خنزیر کی حرام ہے اور اسکے بالوں سے نفع اٹھانا سخت منع ہے اور ان کے پانی میں گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کنز و شرح وقایہ و ہدایہ و قاضی خاں و قناری نے جامع الفوائد وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور کتاب غایتہ الاوطار جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں تو بایں طور لکھا ہے کہ بیع و شراء سوڑ کی اور اسکے بالوں کی ہرگز جائز نہیں۔ اور اسکے بالوں سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ اور بوقت اشد ضرورت اسکے بالوں سے بھی نفع اٹھانا مکروہ تحریمی ہے اور یہ مذہب فقہ حنفیہ کا صحیح اور درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ بوقت ضرورت یعنی موزہ ٹانگنے کے لئے بال خرید کرے۔ اور اس سے موزہ ٹانگے تو بھی جائز نہیں اور نہ ہی کسی علمائے دین سلف نے کبھی ایسا موزہ پہنا ہے اور نہ ہی ہم پہنتے ہیں۔ اور نہ ہمیں کچھ ضرورت ہے! تم! اور جو آپ نے امام محمد کے نزدیک لکھا ہے کہ خنزیر کے بال پاک ہیں۔ اور ان کی بیع و شراء درست ہے۔ حیف صد حیف ان لوگوں پر جو بزرگان خدا پر بہتان صریح باطل دھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے اہلحدیثوں سے۔ شعر

خدا یا مفری را رو سیاہ کن ز قہر قہروان خود تباہ کن

اعتراض نمبر ۹۔ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نیکیس جھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون سے ماتھے پر لکھے برائے طلب شفاء تر جائز ہے۔ اور سورۃ فاتحہ کو پیشاب سے بھی لکھا جائے تو جائز ہے۔ اگر معلوم ہو کہ اس میں شفاء ہے۔ دیکھو کتاب شامی،

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ معتز ضیہ! صاحب! کچھ تو خدا کا خوف کرو اور بعض کا قول جو کہ بالکل

حنیفیت ہے بلا سوچے سمجھے عوام کو دکھا کر ان سے کتب فقہ اور بزرگان دین پر لعن طعن مت کہلاؤ اور اپنے ہم مشربوں کی کتابوں کو بھی ذرا دیکھو اور بزرگان دین کی توہین مت کرو۔ شعر

ان بزرگوں کو برا کہنے سے کیا پھل پادے دیکھو جو تم بھی اس کی کیا سزا کل پادے
معتز ضیہ! ذرا بغوش ہوش سینے اور دیکھئے کہ آپ کے ہم مشربوں نے اس بارہ میں کیا خرافات لکھے

ہیں۔ مولوی عبدالحیاء و مولوی احمد اللہ امرتسری و غلام علی اور پارٹی لاہوری رسالہ تحریق اوراق صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ کسی عذر سے قرآن مجید کو قافورت میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے۔ اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے۔ اور نیز حاجت کے قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روایہ یہ مسائل ان نامی حدیث والوں کے ہے۔ حالانکہ حنفی ان کو مردود و تصور کرتے ہیں۔ نقل از کلمۃ الفیض صفحہ ۲۲ اور جو قاضی خاں وغیرہ صاحب فتاویٰ سے بعض مجوزین کا قول بایں طور نقل کیا ہے والذی رعت فلیرمادہ فاراد ان یکتب بدہ علی جہتہ شیئاً من القرآن قال ابوبکر اسکاٹ یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لربأس فیہ قیل لو کتب علی میتة قال ان کان فیہ شفاء جاز الخ سوا سکا جواب مجوزین نے ان دلائل سے دیا ہے ان الحدیث ساقطہ عند الر شفاء کالخمیر والمیتة للعطش والجائع یعنی حرمت ضرورت شفاء کے لئے دور ہو جاتی ہے جیسے پیاسے و بھوکے کے لئے شراب و مردار مباح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمِیْتَةَ وَالْدَّمَ وَلَحْمَ الْخِزْرِ وَمَا احْلٰ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَیْرَ بَآغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ اِذَا شَرِبَ مِنْہُمْ ثُمَّ لَعَنَ اُولَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا بِاللّٰهِ بَعْدَ اِیْمَانِہِ اِلَّا مَنْ اُکْرَاہُ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ وَالْاِجْمَاعُ عَلٰی جَوَازِ کَلِمَةِ الْکُفْرِ عِنْدَ الْاِکْرَاہِ تفسیر جامع البیان اور غایتہ الاوطار صفحہ ۱۰۷ جلد اول میں بایں طور اسکو حل کیا ہے کہ جب خون آدمی کی ناک سے رواں ہو اور بند نہ ہو اور یہاں تک کہ اسکے مرجانے کا خوف ہو۔ اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو کہ قاتحہ الکتاب یا سورہ اخلاص اس خون سے اسکے ماتھے پر لکھنے سے خون بند ہو جائے گا تو ایک قول میں رخصت نہیں اور دوسرے قول میں رخصت ہے جیسے شراب خمر کی رخصت ہے پیاسے کو مردار کھانے کی نہایت مرضی میں الخ اب معتزین کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض ہے کہ اگر مجوزین نے خون خرگوش یا مرغی یا بول ان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اگر ان سے باشرائط مسطورہ بطور حروف تہجی سورۃ فاتحہ یا اخلاص کو بیمار عند المرگ کے سینے پر لکھی جاوے تو کیا حرج ہے (اور اگر تعویذ کرنے والے ان چیزوں سے بھی تعویذ کرتے ہیں۔ چنانچہ کتب عملیات و تعویذات اس پر شاہد ہیں) اور اسجگہ خون و شیب آدمی دکتے و خنزیر کا مراد نہیں جیسا کہ معتزین صاحب نے سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ اس بات پر کسی مسلمان آدمی کا حوصلہ نہیں پڑ سکتا۔ ہاں اگر پڑ سکتا ہے تو فرقہ و بابیہ کا۔ امید ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے شعر

لا مذہبوں میں مشرم کا کچھ بھی اثر نہیں اعتراض اوروں پر اپنی خبر نہیں

دیکھوان کی کتاب عربی شرح رد ضہ ندبہ صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں لکھا ہے کہ بول سوڑو سکتے و بند روڑ پچھو و طفل شیر خوار و غیرہ کا پاک ہے اور بے وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے۔ نقل از کلمۃ انفصیح صفحہ ۲۱ بحوالہ عزت الجاوی مولفہ ابن نواب صاحب ادبیولوی محی الدین لاہوری کتب فروش کتاب بلاغ البین میں لکھا ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لَا بَأْسَ بِيُولَ مَا يُؤْكَلُ لِحَمَلِهِ یعنی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشانی پینے سے کوئی خوف نہیں۔ حالانکہ ہمارے مذہب میں بکرمی اور اونٹ کا پیشاب پینا بھی منع ہے۔ اور علاوہ انکے یہ کہنا ان کا کہ حنفی مذہب میں یہ عزت قرآن مجید کی ہے۔ سو افسوس ان کی سمجھ پر حنفی مذہب میں تو لکھا ہے کہ قرآن مجید و کتب حدیث و فقہ کو بلا وضو ہاتھ نہ لگانا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو تمام کتب حدیث و فقہ کے اوپر رکھنا چاہیئے اور سب سے ادنیٰ کرنا یا سب سے ادب ہونا ان صاحبان کا کام ہے کما مرقطہ اعتراض نمبر ۹ :- حنفیہ کے نزدیک کتے دھتے و بلی و دیگر درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے شکاری ہو یا غیر شکاری اس میں سب برابر ہیں۔ ہدایہ۔

الجواب :- اقول بالحدیث و توفیق شہر نہ چھڑو بس اب دیکھو تم بھی کہیں گے بہت ہو چکی آخر بد زبانی تمہاری

معتزین جب کہ آپ مطلب کتب فقہ کا نہیں سمجھتے۔ تو پھر کس لئے نا حق اعتراض کتب حنفیہ پر کر بیٹے ہیں۔ اصول فقہ حنفیہ کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جن جانوروں اور درندوں سے نفع اٹھانا درست ہے ان کی بیع و شراء بھی درست ہے۔ اور کتے سے شکار کرنا اور اسکا پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے حلال فرمایا ہے۔ اور جو شخص کسی کے کتے کو قتل کر ڈالے تو اس پر شریعت نے تادان مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ طحاوی میں حدیث ابن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شکاری کے کتے کے قاتل پر چالیس درہم کا حکم رکھ دیا۔ اور کہیت کے کتے پر ایک مہینہ ہا کا۔ اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فہی عن ثمن الکلب الکلب سید اخرجہ الترمذی اور کتے کے حاشیہ پر بایں طور حدیث مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قضی فی کلب باربعین درہمًا ولم یخصض نوعًا من انواع الکلب یعنی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور انہیں خاص کیا کسی قسم کے کتوں کے اقسام سے الخ اور نور الہدایہ جلد سوم صفحہ ۳۷ میں مولوی وحید الزمان صاحب نے مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سے حدیث صحیح بایں الفاظ تحریر کی ہے کہ رخصت دی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیمت میں کتے شکاری کی اور یہ سند جدید ہے۔ اور جن حدیثوں میں کتے کی قیمت کی حرمت ظاہر ہوتی ہے وہ سب کی سب منسوخ ہیں چنانچہ شرح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۰ میں اس طرح پر تحریر ہے: **أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكَلْبِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالَ الْكَلْبِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ** یعنی آپ نے پہلے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر رخصت فرمادی شکاری کتے کی اور بکریوں کے گلہ کے کتے کی اور بلی کے درہم بھی نزدیک جمہور علماء کے درست ہیں۔ اور جن حدیثوں سے اس کی یہی معلوم ہوتی ہے وہ بھی تنزیہ پر محمول ہے۔ چنانچہ شرح مسلم میں ہے: **أَمَّا النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ السَّيِّئِ فَهُوَ مُحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ لَا يَنْتَفِعُ أَوْ عَلَى أَنَّهُ نَهْيٌ تَنْزِيهِيٌّ** اور اسکے آگے لکھتے ہیں: **وَبَاعَهُ صَاحِبُ الْبَيْعِ وَكَانَ ثَمَنُهُ حِلًّا لِهَذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً** نقل از فتح البین صفحہ ۵۷، پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ بیع کتے و بلی وغیرہ درندہ کی سوائے سوڑ کے جائز اور درست ہے۔ اور خود معترضین کا ہم مشرب مولوی وحید الزمان اپنی کتاب خیر الخلائق کے صفحہ ۲۳ سطر ۸ میں یوں ارقام فرماتے ہیں: **وَاخْتَلَفُوا فِي بَيْعِ الْكَلْبِ وَالْأَرَامِ** جواز کا الم اور علامہ عینی نے شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ کتے و بلی کی بیع و ثمن جائز نہیں۔ اور جن کتوں سے نفع لیا جاتا ہے ان کی بیع و ثمن درست ہے۔ اور حدیثوں میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجرت حجام و مہر زانیہ و ثمن کلب کو حرام نہ فرمایا۔ اور حالانکہ آپ نے خود حجام سے پچھنے لگوائے اور اسکو اجرت دی۔ اگر حرام ہوتی تو اسکو کبھی اجرت نہ دیتے:۔

اعتراض نمبر ۱: حنفیہ کے نزدیک دبیر میں دھلی کرنے سے حد نہیں آتی غلام و لونڈی و بیوی کے۔ عینی شرح بابیہ:۔

الجواب: اقول بالثبوتین شعر

ابھی کم سن ہیں ہونہیں واقف

ناز کیا چیز ہے اور ادا کیا ہے

معترضین صاحب اس مسئلہ میں بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نہایت درجہ کا ابتداء ہی سے اختلاف ہے اور یہ امر کسی اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ بعض کے نزدیک اس فعل کے مرتکب یعنی فاعل و مفعول کو قتل کر دینے کا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک انکو جلا دینا اور بعض کے نزدیک انکو اپنے محل سے گرا کر فنا کر دینا ظاہر ہوتا ہے۔ غرضیکہ اس فعل طعونہ کے مرتکبوں پر حد کسی روایت صحیحہ سے ظاہر نہیں ہوتی۔ اور ایسے اکثر

علمائے احناف نے اسپر تعزیر کا حکم لگا دیا ہے جو کہ حاکم وقت کی رائے پر ہوگا۔ اور علمائے احناف کی اس مسئلہ میں یہ حدیث ہے وہو ہذا عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا لَيْسَ عَلَى مَنْ آتَى الْبَيْمَةَ حَدًّا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاحْمَدُ وَالحَاكِمُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا صَحِيحٌ مِنَ الْأَوَّلِ ۝

ترجمہ :- یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ نہیں ہے اسپر حد جو دہلی کرے چارپایہ سے اور یہ اصح امر ہے اولی امور سے۔ اور امام صاحب نے اس عمل قوم لوط کی کو حکم دہلی کا لگایا ہے۔ نہ زنا کا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو حکم زنا کا لگایا ہے۔ اور علاوہ اسکے مولوی وحید الزمان جو کہ اس مذہب کا سرگروہ ہے اس نے بھی اس عینہ کبیرہ پر تعزیر کا حکم دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر مقلد اس بارہ میں بلا اختلاف کسی کتاب سے حد کا حکم دکھا دے تو ہم بلا دلیل مان لیں گے۔ لیکن اس حدیث کو ذرا مد نظر رکھ لیں جو کہ امام بخاری نے آپ کی سہولیت کے درج کر دی ہے۔ وہو ہذا۔ حَدَّثَنَا الْيُوسُفُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَأَوْحَرَكُمَا أَنِّي سَمِعْتُمَا قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ بَحَذَفِ الْجَبَرُ وَهُوَ الظُّرْفُ أَيْ فِي الدُّبْرِ أَقْسَطُ لَدُنِي رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَلَمْ يَسْأَلَكُمْ حَدَّثْتُ لَكُمْ بَخَارِي مَطْبُوعَةً أَحْمَدُ صَفْحَةً ۱۶۹۹ اب معترضین خیال فرمائیں کہ امام بخاری نے تو اس فعل یعنی دبر زنی کو بڑے زور شور و نص صریح سے جائز قرار دے دیا ہے۔ اب معترضین کو چاہیے کہ چینی میں پانی ڈال کر از روئے شرمندگی ڈوب مریں۔ اور مذہب حقہ احناف پر جس میں کروڑ ہا اولیائے عظام پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر کبھی اعتراض نہ کریں ۝

اعتراض نمبر ۱۱ :- حقیقی مذہب کا مسئلہ ہے کہ اگر مرد عورت سے استودر کی مسافت ہو کہ ان کے درمیان ایک برس کی مسافت کا رشتہ ہو۔ اور اسکی عورت بعد نکاح ۶ مہینے گزرتے ہوئے بچہ جننے تو یہ بچہ اس کے خاوند کا کہلائے گا کہ شاید اس نے اپنی کرامت سے ہمبستری کی ہو یا اسکے جنات تابع ہونگے یا کسی وجہ سے دہلی کر لی ہوگی۔ غایتہ الاولیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ ۝

الجواب :- اقول باللہ التوفیق ۝ شعو

بازا اپنی خونے بد سے یار

ورنہ ہم بھی سنائیں گے دو چار

معترضین صاحب آپ اگر کرامت ولی اللہ و علم تسخیر وغیرہ علوم سے انکار کریں تو اسکا علاج ہمارے ہاں کچھ نہیں۔ حالانکہ اسکا ثبوت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور اسجگہ بھی ایسا متصور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص نکاح کرتے ہی سفر بعید میں چلا گیا اور بعد ۶ ماہ گزرنے نکاح کے اسکی زوجہ نے بچہ جنا تو وہ بچہ اسی مرد کا کہلائے

گا۔ کیونکہ عقیدہ صحیح ہو چکا ہے۔ اور بحکم الولد للفراش جو باعتبار کرامت یا استیذان جنات یا کسی اور وجہ سے ہوتی ہے اور جو معترضین نے بطور مہنسی کے کہہ دیا ہے کہ مذہب اہل حنفیہ کرامت و جنات کے ذریعہ سے بھی مسطر کر لیتے ہیں اور اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ ہاں معترضین بیشک آنکہ اربعہ کے مذہب والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دہرائی سے ظاہری و باطنی و کمالات عقلیہ وغیرہ انعامات عطا فرمائے ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرید میرا مشرق میں مجھے کسی حاجت کے لئے طلب کرے اور میں مغرب میں ہوں تو اس جگہ بھی اسکو درودوں کا وہوبلا۔

فَمُرِّدِي إِذَا دَعَا عَالِي بَشَرِي
أَوْ يَغْرِبِ أَوْ نَابِلِ بَحْرَامِ
أَنَا سَيْفُ الْقَضَاءِ لِكُلِّ حِصَامِ
أَنَا فِي الْحُشْرِ سَافِعٌ لِمُرِّدِي
عِنْدَ رَبِّي فَلَا يَرِدُ لِكَلَامِ

نقل از کتاب نور ربانی تصنیف مولوی غلام قادر صاحب مرحوم

اور قرآن مجید بھی اسی پر شاہد ہے وہوبلا اَیُّکُمْ یَاتِنِیْ بَعْرُ شَهَا قَبْلَ اَنْ یَّا تُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ہ قَالَ عِفْرِیْتُ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اَتِیْتُكَ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ وَ اِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیْ اَمِیْنٌ ہ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَکَ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اَتِیْتُكَ بِہِ قَبْلَ اَنْ یُّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ فَلَمَّا رَا کَ مُسْتَقْرَاً عِنْدَکَ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ کوئی تم سے ایسا بھی ہے کہ قبل اسکے کہ یہ لوگ مطیع ہو کر ہمارے حضور میں حاضر ہوں بلکہ کے تخت کو ہمارے پاس لا کر حاضر کرے۔ اس پر جنات کی قسم میں سے ایک دیوبول اٹھا آپ کے دربار پر خاست کرنے سے پہلے میں تخت کو حضور میں لا کر حاضر کر دوں گا۔ اور میں اس امر کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔ اور ایک شخص جسکو علم کتابی حاصل تھا بول اٹھا کہ آپ کی آنکھ مچھکنے سے پیشتر تخت کو لا کر حضور کی خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔ تو جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس اس وقت موجود پایا تو بول اٹھے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا احسان ہے الخ اور علاوہ اسکے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج شریف جسمی عرش معلیٰ پر ہونا اور حضرت امیر المومنین کا ساریہ کے ساتھ ہر کام چھ ماہ کے فاصلہ پر خطبہ جمعہ مدینہ منورہ میں ہونا اور حوران جنت کا ببل چال زمین والی عورتوں کا سننا اور ان پر طعن کرنا۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کامل کو اللہ تعالیٰ نے طاقت طے الارض وغیرہ کی عطا کر دی ہوئی ہے۔ پس اس سے انکار کرنا آپ جیسوں کا ہی کام ہے فقط

اعتراض نمبر ۱۲ :- حنفیہ کے نزدیک مالک کو غلام سے سود لینا جائز ہے۔ اور ایسا ہی دارالحرب میں حنفیہ کے نزدیک کفاروں سے سود لینا جائز ہے۔ ہدایہ جلد ۲ :-

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ شعر یہ قاعدہ جناب نے سیکھا کہاں سے

کر فی وہ بابت جو نہ ہوئی ہو جہاں میں

مستتر ضمیمہ صاحب سود در حقیقت وہ ہوتا ہے کہ دینے والے کا مال الگ ہو اور لینے والے کا الگ اور دینے والے کو ضرر پہنچے اور لینے والے کو فائدہ ہو اور اس صورت میں جب کہ غلام مع اپنے مال کے ملک مولے ہے تو اس صورت میں دونوں کے مال الگ الگ نہ ہوتے اور نہ ہی دینے والے کو ضرر ہے اور نہ ہی لینے والے کو فائدہ ہے کیونکہ وہ اپنی مملکت چیز لے رہا ہے اور دینے والا اسکی چیز کو دے رہا ہے نہ اپنی چیز کہ اسکو ضرر ہو۔ ہاں اس میں صورت و شکل تو رہنما کی ہے نہ رہنما حقیقت پس جب کہ حقیقت رہنما نہیں۔ تو پھر رہنما کی طرح ہو گا۔ کیونکہ مدار حلیت و حرمت کا حقیقت پر ہوتا ہے نہ صورت پر۔ ہاں اگر غلام مازون مدیون ہو تو اس صورت میں غلام الگ ہو جاتا ہے کیونکہ حق تر ضحواہ اسکے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے اور مولیٰ کا حق اس سے قطع ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں مالک اور غلام کے مابین رہنما بھی حرام ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت رہنما ہے۔ نہ صرف شکل رہنما کی۔ اور دارالحرب میں کفار سے سود لینا جائز ہے کیونکہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور ابوبابین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ روایت کی اسکو مکحول شامی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور مکحول اصحابی پس حدیث مرسل ہوئی۔ اور مکحول ثقہ ہے اور مرسل ثقہ کی مقبول ہے :-

اعتراض ۱۳ :- حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں دیا کر نماز پڑھنا درست ہے۔ در مختار :-

الجواب :- اقول باللہ التوفیق۔ کبھی فروغ نہ پاؤ گے پیش بار چراغ !

ایک طرف وہ ایک ماہ ایک طرف ہزار شرار

مستتر ضمیمہ صاحب یہ مسئلہ بھی ایک بابت پر مبنی ہے جو کہ غایتہ الاوطار میں لکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی شکائی نے نماز میں ایسا فعل کیا تو اسکی نماز درست ہوگی یا نہیں۔ تو اسکا جواب صاحب در مختار نے یوں تحریر کیا ہے :- نہ ناسد ہوگی نماز اسکی یہ اسواسطے ہے کہ اسکا ظاہر ناپاک نہیں ہے۔ اور باطن کی نجاست نماز کی مانع نہیں۔ اور امام شمس الہادی نے کہا ہے کہ کتے کا منہ بند کر لینا چاہیئے۔ تاکہ کتے کا لعاب مصلے کے بدن پر اور کٹیروں کو نہ لگے۔ یہ اسواسطے ہے کہ ظاہر جانور کا پاک ہوتا ہے نجس نہیں ہوتا۔ اور اسکے باطن کی نجاست

معدہ میں قائم ہے تو اس کا حکم ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے باطن مسلی کی نجاست الخ۔ معترضین صاحب اب فرمائیے کہ ان میں کس حدیث کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ بخاری میں لکھا ہے کہ مرد اور عالت نماز مسجد بیت اللہ میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈسے جاتے تھے اور کپڑوں پر خون و غلاظت وغیرہ لگ جاتی تھی تو آپ نماز انہی کپڑوں سے پڑھتے رہتے اور بخاری شریف جلد اول پارہ ۵ باب ۵۰ اثر ب الکلب فی الاناء صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں ہمیشہ کتے آندہ و رفت رکھتے تھے تو اصحاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی جگہ پانی نہیں چھینٹتے تھے۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَالَ كَانَتْ الْكِلَابُ تَقْبِلُ وَتُدِيرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا يَكُونُ الْيُوشُونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ الْخَمِيسِ امام بخاری نے اس سے اجترہا و کیا ہے کہ پیشاب کتے کا پاؤں ہے۔ چنانچہ علامہ عینی نے اسکی شرح میں لکھا ہے احتملہ البخاری علی طہارتہ بول الذکلب یعنی حجت بخاری بخاری نے اس حدیث سے اوپر پاک ہونے پر کیا ہے۔ اور منترجم بخاری نصر البخاری کے سما شیعہ صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے کہ خنزیر و کتے کا جوٹھا پاک ہے۔ اور اس کے متن میں لکھا ہے کہ وہ بھی درست ہے۔ پس معترضین کو لازم تھا کہ پہلے اپنے گھر کی کتابیں بنی ہوئی دیکھ لیتے پھر اعتراض اس مذہب حقد پر کرتے۔ اور اب بھی معترضین کو لازم ہے کہ آئندہ کبھی اس مذہب پر اعتراض نہ کریں اور توبہ کریں۔ فقط یہ باتی اعتراض کے جوابات دیتے ہوئے ہے۔

سوال :- لفظ شیعہ کے کیا معنی ہیں۔ اور شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی شیعہ ہی تھے یہ کیونکر ہے جواب دوا جریطے گا۔

الجواب :- کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں چنانچہ کتاب اصول کافی صفحہ ۵۹ سطر ۱۶ مطبوعہ نو لکھنؤ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ خَرَّ وَجِلَّ غَضَبٍ عَلَى الشَّيْعَةِ فَخَرَنِي لَفْظِي أَوْ هَمَزُ تَوْبَتِهِمْ وَاللَّهُ بِنَفْسِي الْخَمِيسِ بَعْثِي رَسُولِي كَاثِمٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعْلَمُ

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیعہ پر غضبناک ہوا الخ۔ اور کتاب الروضہ صفحہ ۴۴۰ امام کلینی شیعہ سے لے کر ان کے طریقہ و روایت تحریر کی ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ اخْتَلَفَتْ بَنِي الْعَبَّاسِ فِي رَأْيِ الرَّجُلِ وَالْبَدَأَ مِنْ الْمُخْتَوِّهِمْ وَخَرَّ وَجِلَّ الْقَائِمِ مِنْ الْمُخْتَوِّهِمْ وَقَالَتْ كَيْفَ الدِّينُ إِذَا قَالَ يُدَاوِي مَنَافِقَ دِينِ الشَّيْءِ أَوَّلَ النَّهَارِ إِلَّا أَنْ خَلِينَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَيْعَتُهُمْ الْفَائِزُونَ وَوَقَالَ يُدَاوِي مَنَافِقَ أَعْدَاءِ النَّهَارِ إِلَّا أَنْ عُمُتَانِ وَشَيْعَتُهُمُ الْفَائِزُونَ الخ اور مولوی محمد مودوم صاحب نے اسکی ترجمہ باہیں طور لکھا ہے کہ محمد بن علی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ بنو عباس میں اختلاف پڑنا یقینی

ہے اور آسمان سے آواز آنا بھی یقینی ہے۔ اور امام مہدی کا آنا بھی یقینی ہے۔ میں نے پوچھا آسمان سے ندا کس طرح آتی ہے تو فرمایا انہوں نے دن رات سن سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار علی اور اسکا گروہ مراد پانے والے ہیں۔ اور شام کے وقت ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار عثمان اور اسکا گروہ مراد پانے والے ہیں۔ پس ان پر دو روایت کتب شیعہ سے معنی لفظ شیعہ و فتاویل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اظہار من الشمس معلوم ہو گئے۔ اور علاوہ اسکے قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ شیعہ کا وارد ہوا ہے اس کے معنی مشرک و کافر و فاسق و فاجر و شریر وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۱: سورہ قصص اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ فَجَعَلْ اٰهْلَہَا شِیْعًا یعنی فرعون نے فخر کیا زمین میں اور بنایا اسکے بیٹے والوں کو شیعہ شیعہ یعنی گروہ گروہ ۛ

آیت نمبر ۲: اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیْعًا لَّسَتْ مِنْہُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنْ (سورہ الانعام) یعنی جن لوگوں نے ٹکڑے کیا دین اپنے کو اور ہو گئے شیعہ تھے کون سے سرکار نہیں۔ مراد اس سے یہودی نصاریٰ و کفار مراد ہیں۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۷۹ ۛ

آیت نمبر ۳: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیْعِ الْاَوَّلِیْنَ وَما یَاْتِیْہُمْ مِنْ رَّسُوْلِ الْاِکْثَافِ اِیْہِمْ لَیْسَتْ ہِزْءٌ وَّن (سورہ محمد) یعنی بیشک بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بھیجے شیعوں کے اور نہیں آیا پاس ان کے رسول مگر تھے ساتھ اسکے ٹھٹھا کرتے ۛ

آیت نمبر ۴: کَما نَعِلْ بِاَشْیَا عِہُمْ مِنْ قَبْلِ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَلٰفٍ مُّریْبٍ (۲) جیسے کیا گیا ساتھ شیعوں کے ان کے پہلے سے بیشک تھے وہ بیچ شک کے اضطراب ڈالنے والے الخ مراد اس سے کافر ہیں۔ دیکھ تفسیر عمدۃ البیان شیعہ جلد سوم صفحہ ۹۳ ۛ

آیت نمبر ۵: وَلَقَدْ اَہْلَکْنَا اَشْیَا عِکُمْ فَہَلْ مِنْ مُّدَّةٍ سَورَہ قمر یعنی تحقیق ہم نے ہلاک کیا شیعوں تمہارے کو۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا الخ۔ اس سے مراد پہلے کافر ہیں۔ (عمدۃ البیان جلد سوم) آیت نمبر ۶: ہٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَلِہٰذَا مِنْ عَذَابِ الْاِخ (سورہ قصص ۲: سیپارہ)

آیت نمبر ۷: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْضِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیْعًا وَیَذِیْقَ لِبَعْضِکُمْ بِاْسَ بَعْضٍ (سورہ النعام) یعنی اللہ قادر ہے اوپر اسکے کہ پیغمبر تم پر عذاب اوپر تمہارے سے یا نیچے یا ذیل تمہارے سے یا ملا دیوے تم کو شیعہ یا چھامے تم کو خوف بعض کا الخ یہاں

مراد شریر و فتنہ باز لوگ تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صفحہ ۳۵۳ :

آیت نمبر ۸ :- وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ قَفُوا دِينَهُمْ شَيْعًا (سورہ روم) مدت ہو تم مشرکین سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دین اپنے کو اور ہو گئے شیعہ الخ یہاں مراد کفار و بت پرست ہیں۔
 آیت نمبر ۹ :- قَوْلِكَ لَخَشِئْتَهُمْ وَالشَّيَاطِينُ ثُمَّ أَخَذُوهُمْ حَوْلَ جَبْئِلَ ثُمَّ لَتَنَزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا یعنی قسم ہے رب تیرے کی البتہ اکٹھا کریں گے ہم ان کو ساتھ شیطانوں کے پھر البتہ حاضر کریں گے ان کو دوزخ کے گرد زانوں کے بل گرے ہوئے پھر فرود لگھنچ آئیں گے (دوزخ میں)۔
 ہر ایک شیعہ سے جو ان میں سے بہت سخت ہے اوپر خدا تعالیٰ کے سرکشی میں : صاحب تفسیر عمدۃ البیان شیعہ نے جلد صفحہ ۳۱۴ میں خلاصہ اسکایوں لکھا ہے جو شیعوں میں سے زیادہ سرکش ہو گیا اسکو پہلے دوزخ میں ڈال دیں گے اور ان کے بعد دوسرے سرکشوں کو پہلے درپے الخ نقل از شرح الفرائع وغیرہ کتب معتبرہ :

سوال نمبر دوم کا جواب :- مولانا مولوی محمد مخدوم صاحب نے یوں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی وہ قوم جو کافر و مشرک اور بت پرست تھی اور نوح علیہ السلام کے برخلاف چلی آتی تھی اسی قوم سے حضرت ابراہیم کا باپ آذر بت پرست بھی تھا پس ابراہیم علیہ السلام اسی قوم کے اسی خاندان میں پیدا ہوئے تھے چنانچہ قرآن مجید میں ہے :
 وَاتَّخَذَ مِنْ شَيْعَتِهِ إِِبْرَاهِيمَ تَحْقِيقًا اِبْرَاهِيمَ (پیدائش) اسی کے شیعہ سے ہوئے تھے لیکن خدا نے ان کی رہنمائی کی اِذَا جَاءَكَ لِقَابُ رَبِّكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى کے پاس قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ قولہ تَعَالَى اِذَا قَالَ لِاٰبِيهِ اَوْ قَوْمِهِ اِنِّىْ بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ یعنی یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو بیشک میں بیزار ہوں اس چیز سے جس کی تم عبادت کرتے ہو الخ رونا ظہر قرآن مجید میں جہاں تک مذہب حنفی سے حق پر نظر آتا ہے اور اس کی اتباع کا ہر ایک فرد کو حکم ملتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے :
 قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کہ اے رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا پس تا بعد ازیں کرد مذہب حنفیہ ابراہیم کی اور نہ تھا وہ مشرکوں سے نہ تھا وَاَقْلَبُ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيفًا اور تفسیر ابن عباس میں بایں طور لکھا ہے مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمَ يَهُودِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَلَا عَلَى دِينِ الْيَهُودِ وَلَا عَلَى دِينِ النَّصَارَى وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى دِينِهِمْ الخ یعنی نہ تھا ابراہیم اور نہ مذہب یہودی کے اور نہ اور نہ مذہب نصاریٰ کے بلکہ تھا اور نہ مذہب حنیف کے اور نہ اور نہ مذہب مشرکین کے اور تفسیر آیت نور کے تحت میں یوں حضرت

ابن عباس نے تحریر فرمایا ہے: **لَوْ عَلِمَ نَوَاحِیُّ الْاِسْلَامِ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُسْلِمًا زُیْنَةً دِیْنِ حَنِیْفَةٍ لَا شَرِیْقَتَهُ وَلَا غَرِبَتَهُ لَمْ یَكُنْ اِبْرَاهِیْمَ یَهُودِیًّا وَلَا نَصْرَانِیًّا وَكَمَا زُیْنَتُهُ لَا شَرِیْقَتَهُ وَلَا غَرِبَتَهُ** **كَذَا لَکَ دِیْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَنِیْفٌ لَا یَهُودِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیًّا** الخ پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ مذہب حنفی ہی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حنفی اور ہمارے سردار آقائے نامدار سید الکونین بھی حنفی اور تمام مسلمانوں کا مذہب بھی حنفی۔ اور حنیفیت کے معنی یہ مستقیم اور صاحب کشفان نے لکھا ہے **الْحَنِیْفُ الْمَائِلُ عَنِ كُلِّ دِیْنٍ بَاطِلٍ اِلَى دِیْنِ الْحَقِّ وَالْحَنِیْفُ الْمَائِلُ بَيْنَ الدِّیْنِ** یعنی دین حنیف بالکل سبب دین باطل سے طرف دین حق کے۔ میرے پیارے ناظرین اب ان دلائل قاطعہ سے خود انصاف کر لیں کہ کونسا مذہب حق ہے اور کس مذہب کی تائید قرآن مجید کرتا ہے سچ ہے۔ پڑھ کلمہ لوگ ہسٹیدا۔ دل اندر پڑھ نہ لائیڈا۔ کوئی بات سچی نگدی ہے۔ اک نندہ میں گلی مکدی ہے۔

المجیب بر خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی علی عنہ

سوال :- پچڑاوی لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پانچ نمازوں کا کہیں ذکر نہیں صرف تین نمازیں ہیں کیا یہ ان کا کہنا حق ہے یا باطل جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب :- بیشک نمازیں پانچ ہیں اس پر قرآن مجید شاہد ہے لقولہ تعالیٰ **فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ** **وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَحِينَ تَضَعُونَ** **وَحِينَ تَقُومُونَ** یعنی پس جب وقت تم لوگوں کو شام و عشاء ہو اور جب وقت تم کو صبح ہو اللہ کی تسبیح کرو آسمان زمین میں وہی اللہ تعالیٰ کے قابل ہے اور وقت عصر کے اور جب تم لوگوں کو ظہر ہو الخ اور تفسیر جلالین پارہ ۲۱ سورہ روم میں اسکی تفسیر یوں تحریر کی ہے **فَسُبْحَانَ اللَّهِ اَيُّ مَسْجُودٍ لِلَّهِ يَمْنَى صَلَوَاتُ حِينَ تُمْسُونَ اَيُّ تَدَّ خُلُوفُ فِي الْمَسَاءِ وَفِيهِ صَلَوَاتُ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَحِينَ تَضَعُونَ تَدَّ خُلُوفُ فِي الصُّبْحِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اعْرَاضَ وَمَعْنَا كَجَمْعِ اَهْلِيهِمْ اَوْ عَشِيًّا عَطَفَ عَلَى حِينَ وَفِيهِ صَلَوَاتُ الْعَصْرِ وَحِينَ تَقُومُونَ تَدَّ خُلُوفُ فِي الظُّهْرِ وَفِيهِ صَلَوَاتُ الظُّهْرِ الخ آیت دوم پانچ نمازوں کی فرضیت پر شاہد ہے **حَاطُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةُ الْوَسْطَى**۔ سپارہ ۲: یعنی نماز وسط کر دو نمازوں کی انبیاء والی نماز کی پس یہ آیت پانچ نمازوں کے ہونے پر قطعی دلیل ہے۔ اس دلائل سے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایسا مجموعہ فرمائی کیا ہے کہ جس کے ساتھ نماز درمیان ہو کم سے کم جمع سالم جس کے ساتھ درمیان نہ ہو پانچ نمازوں کی محاذات کا حکم ہے کہ جس کے ساتھ درمیان نہ ہو اور اجناس بھی اسی بابت پر شاہد ہے اور پانچ نمازوں سے انکار کرنا ضریح لغز ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ آیت بھی پانچ نمازوں کی**

فرضیت پر وال ہے فَاَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُوْنُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اَنْآءِ
 اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهْرِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ہ سورہ طہ۔ اور اسکا ترجمہ صاحب تفسیر حسینی نے اسطرح پر لکھا
 ہے پھر صبر کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر جو کہتے ہیں مشرک لوگ تمہارے حق میں دینی آپ کی تکذیب
 اور طعن کرنا، اور نماز ادا کرو فرض کی ہوئی اپنے رب کی حمد سے یعنی فجر کی نماز پڑھو کہ اسوقت حمد کرو خدا کی توفیق اور
 ہدایت پر قبل آفتاب نکلنے کے اور قبل آفتاب ڈوبنے کے پھر عصر کی نماز اور رات کی بعض ساعتوں میں کچھ نماز پڑھو
 یعنی مغرب اور عشاء اور دن کے کناروں میں یعنی ظہر کی نماز اسواسطے کہ اسکا وقت زوال کے قریب ہے اور پہلے آدھے
 دن کا پچھلا کنارہ اور پچھلے آدھے دن کا پہلا کنارہ ہے اور لفظ اطراف کا جمع ہونا اسواسطے ہے کہ دوسرے وقتوں کے
 شبہ سے امن ہو جائے یا وہ نفسوں کے اعتبار سے تو اسوقت نماز ادا کرنا کہ خوش ہواغ اور تفسیر جلالین میں بایں طویل لکھا
 ہے صَبِّحْ قَبْلَ جَمْدٍ رَبِّكَ حَالِ اِیْ مَتَلَبَسًا بِدَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ
 وَمِنْ اَنْآءِ اللَّيْلِ سَاعَاتُهَا فَسَبِّحْ وَصَلِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَاطْرَافَ النَّهْرِ عَطَمَتْ عَلَیْ حُلٍّ مِنْ اَنْآءِ الْمَنْصُوبِ
 اِیْ صَلَ الظَّهْرِ لَوْنٌ وَنَهْمًا بِدَ حُلٍّ بِزَوَالِ الشَّمْسِ فَهُوَ طَرَفُ الْمَنْصُوبِ الْاَوَّلِ وَطَرَفُ الْمَنْصُوبِ الثَّانِی لَعَلَّكَ
 تَرْضٰی بِمَا نَعْنٰی مِنَ الثَّوَابِ فَقَطَّ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مِنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۝

جلد دہم تمام شد

جلد یازدہم از فتاویٰ مناظر اسلام مولانا نظام الدین صاحب ملتان فی رحمت اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں کس قدر آیات بنیات ہیں اور ان میں کیا کیا حکم ہے۔ جواب دواجر ملے گا :

الجواب : قرآن مجید کی تمام آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں جن میں سے ایک ہزار خوشخبری کی۔ اور ایک ہزار عذاب کے وعدے کی اور ایک ہزار حکم کی۔ اور ایک ہزار ممانعت کی اور ایک ہزار قصوں کی اور ایک ہزار خبر کی اور ایک ہزار حلال و حرام کی اور ایک سو دعا و تسبیح کی اور چھیاسٹھ ناسخ و منسوخ ہیں چنانچہ کتاب بجز الاسرار صفحہ ۲۵۳ میں اس طور مسطور ہے۔ تلاوتہ اہل جمیع آیات القرآن ستہ اثن وستہ مائتہ وست وستون آیۃ الف وعید والف امر والف نفی والف قصص والف وخمس مائتہ حلال وحرام ومائتہ دعا وتسلیم وست وستون ناسخ ومنسوخ الخ واللہ اعلم بالصواب :

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتان حنفی عفی عنہ

سوال : قرآن مجید میں کون کون سے محل میں آیتیں ناسخ و منسوخ ہیں۔ ہر بانی کر کے مفصل بیان کریں۔ اجریلے گا :

الجواب : قرآن مجید کے مختلف مواقع میں آیتیں ناسخ و منسوخ ہیں۔ چنانچہ بطور اختصار ذیل میں نمبر وار درج ہیں :

آیت نمبر ۱ : فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فَنَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور اس کی ناسخ قولِ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

آیت نمبر ۲ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحَرْبِ بِالْحَرْبِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأَنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ سورہ مائدہ۔

آیت نمبر ۳ : إِذَا أَحْضَرْنَا أَحَدَهُمُ الْمَوْتَ إِن تَرَكَ خَيْرَهُ الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ اس آیت سے ثابت ہوا کہ والدین اقربا کے لئے وصیت فرض ہے۔ اور آیت میراث سے اس کی فرضیت

جاتی رہی :-

آیت نمبر ۸ :- وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں ان کی مشکوحت کے لئے وصیت اور عدت ان کی ایک برس واجب ہوگی۔ اور اسکی ناسخ یہ آیت ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا الخ پس اس آیت سے چار ماہ دس دن عدت ثابت ہوتی ہے ان عورتوں کی جن کے خاوند مر جائیں۔ بدوں حاملہ عورتوں کے کیونکہ ان کی عدت وضع حمل ہے :

آیت نمبر ۹ :- وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَتَوَلَّهِ وَلَا يَأْبَ الشَّهِيدُ إِذَا مَدَّ عُنُوهُ۔ پس ان ہر دو آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بیع سلم و دین میں لکھنا اور گواہی کو ظاہر کرنا لازم ہے۔ اور حالانکہ اسکے نسخ پر یہ آیت شاہد ہے۔ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ

آیت نمبر ۱۰ :- وَإِنْ تَبَدَّلَ الْأَمَانِيُّ الْأَنْفُسُكُمْ أَوْ تَخَفُوا كَأَخَافِكُمْ بِهِ اللَّهُ الخ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو دلوں میں خطرات ظاہر ہوتے ہیں ان کا بھی انسان سے حساب لیا جائے گا اور تکلیف بالایطاق کے دفعیہ کے لئے یہ حکم اسکے نسخ پر سرایا۔ لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَشَعَهَا۔

آیت نمبر ۱۱ :- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ اس آیت سے تقویٰ یعنی پرہیزگاری کرنی واجب معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ انسان کی طاقت سے باجمہ ہے۔ اس لئے اس آیت کے نسخ پر یہ آیت شاہد ہوتی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موافق طاقت پرہیزگاری کرنی چاہیے۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

آیت نمبر ۱۲ :- وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ الخ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مساکین وغیرہ کو بھی ترکہ سے کچھ دینا واجب ہے۔ حالانکہ آیت میراث سے اسکا منسوخ ہونا ثابت ہے۔

آیت نمبر ۱۳ :- وَاللَّاتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَاءٍ كُفَرًا سَتَّ شُهُدًا وَعَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ تَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ الخ اگر عورتیں تمہاری زنا کاری کریں اور ان کا زنا ثابت ہو جائے تو ان کو مرنے تک گھروں میں قید رکھو لہذا اسکے نسخ پر یہ آیت دلالت کرتی ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً الخ

آیت نمبر ۱۴ :- فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً الخ اس آیت سے متعہ کرنا ثابت ہوتا ہے

فان شہدوا

اور کہا بعض نے اِسْتَمْتَعْتُمْ کے معنی نَلَحْتُمْ وَمِنْ اُجُورِهِمْ۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں متوشروعت تھا پھر اس آیت سے منسوخ ہو گیا وَالَّذِينَ عَقَدَتْ اٰیْمَانُكُمْ فَاَنُكُھُمْ لَحِیْنَهُمْ اِنْ اٰیٰتِ نُمُرًا ۝ قَمِ اللّٰیْلَ اِلَّا قَلِيْلًا اِنْ اِسْ آیت سے اکثر قیام الیل اور قرآن کا کرنا فرض ثابت ہوتا ہے اور اس آیت کے نسخ پر دلالت کرتی ہے فَاَقْرَعُوا مَا تَسْرُ الْقُرْآنِ۔

آیت نمبر ۱۲ ۝ وَمَا عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ۔

آیت نمبر ۱۳ ۝ لَكُمْ دِیْنُکُمْ وَدِیْنِ دِیْنُہُ۔

آیت نمبر ۱۴ ۝ وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ اور اسی طرح کی ایک سو چوبیس آیتیں منسوخ آیات جنگ و جدال سے ہو چکی ہیں جن کے نسخ پر یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں۔ فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ فَاَقْتُلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَدٍ وَهُمْ سَاغِرُوْنَ اِنْ اِسْ اگر کسی صاحب کو مفصل حال دیکھنا منظور ہو تو فقیر احمدی و اتقان میں ملاحظہ کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۝

سوال :- آیات بیانات کیوں منسوخ ہو جاتی ہیں۔ اور منسوخ سے کیا مراد ہے۔ آیات کی تلاوت منسوخ ہو جاتی تھی یا کہ احکام ان کے۔ اور ان کے نسخ ہونے پر کیا دلیل ہے۔ جواب دو اجماع سے ملے گا۔

الجواب :- اللہ تعالیٰ جل شانہ اسکی اصلی حقیقت خوب جانتا ہے لیکن فقیر کو اسکی حکمت یہ سوچھی ہے کہ اس امر میں مصلحت مخلوقات و اقتضائے وقت ہوتا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور نے دیکھا کہ یہ لوگ موجودہ زمانہ کے یہ بوجہ اور تکالیف استغدر بہداشت نہ کر سکیں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر حکم اول کو منسوخ و تبدیل کر دیا۔ اور سہل اور آسان حکم اسکے عوض میں فرما دیا۔ چنانچہ سورہ نحل میں بایں طور مذکور ہے وَ اِذَا بَدَّلْنَا اٰیٰةً مَّکَانَ اٰیَةٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنْزِلُ قَالُوا اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ :- جب بدل داتے ہیں ہم ایک آیت کو جگہ ایک آیت کے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اس چیز کو کہ اتارا ہے کہتے ہیں سوا اسکے نہیں کہ تو باندھ لینے والا ہے بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اور دوسری آیت میں ہے وَمَا تَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَیْرِ مِنْهَا اَوْ مِثْلَهَا ۚ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

ترجمہ :- جو موقوف کرتے ہیں ہم آیتوں سے بھلا دیتے ہیں ہم انکو لاتے ہیں بہتر ان سے یا مانند ان کے کیا نہ جانا تو نے یہ کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ نسخ منسوخ آیتیں قرآن مجید میں ہیں اور ان سے

انکار کرنا محض جہالت و اجماع مسلمین سے برخلاف ہونا ہے۔ چنانچہ تفسیر احمدی صفحہ ۱۴۲ و تفسیر خازن میں مذکور ہے
واللہ اعلم بالصواب :

سوال :- آیات کے کتنے اقسام ہیں۔ اور ان سے کیا حکم ظاہر ہوتے ہیں قرآن و حدیث سے جواب دو۔
الجواب :- قرآن مجید کی آیتیں صرف دو قسم ہیں ۱، محکمات (۲) متشابہات۔ محکمات وہ آیتیں ہیں جن کے سوا تاویل کرنے کے ایک ہی قسم کے معنی اور احکام صادر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ و سہل و غیرہ احکام جو استعمال کرنے میں وقتاً فوقتاً آتے ہیں۔ چاہے وہ احکام عبارت یا اشارۃ یا کنایۃ حاصل ہوں بغیر معنی معنی اور مقصود ایک ہی رہتا ہے۔ اور متشابہات وہ آیتیں ہیں جن کے معنی میں کئی طرح کی تاویلیں کی جاسکتی ہوں جیسا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى الْعَرْشِ الْمُنِيِّ وَلِتُصْنَعَ عَلَيَّ عِلْمِي وَكُلُّ شَيْءٍ هَذَا الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ۔ وَيَبْقَى وَجْهٌ رَبِّكَ وَيَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمُ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْرَبَاتُ بَيْمِينِهِ وَعَلَى مَا نَزَّلَتْ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَيَوْهَرُ تَلَكُّشْمُ عَنْ سَاقٍ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَخَنَّ اقْرَبَ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ هَ وَاَيْسَمَا تُوْا فِشْمَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ وَلَهُمْ مَّعَكُمْ اَيْمًا كُنْتُمْ وَلَقِيْنْتُمْ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ وَسَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ۔ اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَجَوْا لَوْ مَسِدٍ نَّاصِرًا اِلَى رَبِّهَا نَاظِرًا وَجَاءَ ذُبُّكَ وَيَا تِيْ رَبِّكَ وَعِنْدَ رَبِّكَ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ حَاسِبٌ اور ایسا ہی رحمت و غضب و جبار مکر و استہزاء کی آیتیں جو قرآن مجید میں اکثر جگہ واقع ہیں۔ یہ سب کی سب متشابہات کہلاتی ہیں۔ اور ان کے معنی اور مراد اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی خوب جانتے ہیں۔ ہمارے لئے صرف ان کے ساتھ ایمان لانا ہی کافی ہے۔ ونقل از تفسیر احمدی صفحہ ۱۴۲، اور علاوہ اسکے سورہ آل عمران میں آیت اسپر شاید ہے هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاٰخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلٍ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ ترجمہ :- وہی ہے جس نے اتاری اوپر تیرے کتاب بعض اسکی آیتیں محکم ہیں یعنی ظاہر معنوں کی وہ اصل ہیں کتاب کی اور اور ہیں متشابہ یعنی ان کے کئی معنی ہیں وہ لوگ جو بیچ دل ان کے کئی ہے پس وہ پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ شبہ میں ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے گمراہی کے واسطے چاہنے حقیقت اس کی کے اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ تعالیٰ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں۔ ایمان لائے

ہم ساتھ اسکے ہر ایک نزدیک رب ہمارے کے سے ہے اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر صاحب عقل کے انہیں اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آیتیں دو قسم ہیں۔ محکم و متشابہ۔ اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے وہ آیات متشابہ کی پیروی کرتا ہے۔ اور مومنین خالص اہل علم و دانش نیک اعتقاد صرف ان کے ساتھ ایمان لانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اور کتاب شکرۃ باب الاستصمام فصل ثانی میں بایں مضمون حدیث مسطور ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَدَّانِ عَلَى خَمْسَةِ أَجَلٍ حَلَالٌ وَحَرَامٌ وَتَحْكُمُ وَمُتَشَابِهٌ وَأَمَّا نَ وَالْأَسْطَلُ الْخَلَالُ وَحَرَامٌ وَالْحَرَامُ وَالْمُحْكَمُ وَالْمُتَشَابِهُ قَاعْتَبَرُوا بِالْأَمْتَانِ۔ اور ایسا حدیث میں یوں وارد ہے قَاعْمِلُوا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ اَلْمُتَشَابِهَ تَرْجُمہ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوا قرآن اور پانچ طرح کے حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور امثال ہیں حلال جانور حلال کو اور حرام جانور حرام کو۔ اور عمل کرو ساتھ محکم کے اور ایمان لاؤ ساتھ متشابہ کے اور عبرت پکڑو ساتھ مشاغل کے انہیں طالب مولیٰ کو لازم ہے کہ متشابہ آیتوں کی پیروی چھوڑ دے اور مرزائیوں اور وہابیوں کی طرح تاویل کر کے اپنے آپ کو جہنم میں نہ ڈالے۔ واللہ اعلم بالصواب:

الجبیب

خادم شریعت نظام الدین ہستانی عفی عنہ

سوال :- حدیث شریف کے معنی اور تفسیر اور اقسام اور ان کی پہچان نزدیک علمائے محدثین کے کیلئے جواب دیا جائے گا۔

الجواب :- نزدیک اصطلاح جمہور محدثین کے حدیث اسکو کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہو یا خود کیا ہو یا جو قول یا فعل کسی کا حضرت کے سامنے ہوا ہو اور آپ نے اس سے منع نہ کیا ہو۔ اسکو تقریر رضائی بھی کہتے ہیں۔ اور جو صحابی نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہو یا خود کیا ہو یا کسی نے قول یا فعل اسکے سامنے کیا ہو اور صحابی نے منع نہ کیا ہو یا تابعی نے اپنی زبان سے فرما دیا ہو یا خود کیا یا کسی نے قول یا فعل اسکے سامنے کیا اور تابعی نے اسے منع نہ کیا۔ جو حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اسکو حدیث مرفوعہ کہتے ہیں جیسا کہ کہیں کہیں یہ حدیث یا کیا یہ کام یا تقریر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا کہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مرفوعہ آئی ہے۔ یا کہیں رفع کیا اسکو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اور جو حدیث صحابی تک پہنچے اسکو حدیث موقوفہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہیں کہیں باسناد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یا فعل کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا تقریر ظاہر کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا کہیں یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود پر موقوف ہے۔ اور جو حدیث تابعی تک پہنچے اسکو حدیث مقطوع کہتے ہیں۔ جیسا کہ کہیں یہ بابت حضرت امام اعظم ابی حنیفہ کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی۔ یا کوئی کام کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یا کسی نے رد بر و قول اور فعل حالت اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لحظہ بھر دیکھا ہو بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو سنا ہوا نہیں۔ سب علمائے دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق اسپر ہے کہ صحابہ ثقات عنہ دلی یعنی ہر ایک صحابی ثقہ اور عادل ہیں۔ کوئی ضعیف نہیں۔ انکی روایات سب معتبر اور واجب القبول ہیں ان میں کسی طرح کا طعن نہیں ہے۔ تابعی اسکو کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں کسی ایک صحابی کو ایک لحظہ بھر دیکھا ہو بخلاف اس سے حدیث سنی ہو یا نہیں جیسے حضرت امامنا امام اعظم ابو حنیفہ کوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے کہ ان کا تابعی ہونا تمام علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے کسی ایک نے بھی اس بارے میں انکار نہیں کیا۔ اگر کسی غیر مقلد متعصب نے بفرعن محال انکار بھی کیا ہو تو اسکا قول مردود اور واجب الرفض ہے۔ امام صاحب کا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا اور ان سے احادیث کو سنا بالاتفاق ثابت ہے بعضوں نے فرمایا کہ امام صاحب نے بیس اصحاب کرام کو دیکھا۔ اور ان سے روایت بیان کی۔ اور بعض نے فرمایا پانچ اصحاب اور ایک صحابیہ کو امام صاحب نے دیکھا۔ اور ان سے روایت کی۔ اور ان کل روایتوں سے انس رضی اللہ عنہ صحابی مرقوم ہیں انکو امام صاحب کا دیکھنا اور روایت کرنا تمام کے پاس ثابت ہے۔ الحاصل تابعی کے قول اور فعل یا تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں مگر مقطوع۔ بعض علمائے دین مرفوع اور مقطوع کو بھی حدیث کہتے ہیں اور مقطوع کو حدیث نہیں کہتے بلکہ اثر کہتے ہیں یہ قول بعض کا جبہور کے خلاف ہے اس لئے معتبر نہیں۔ اور کبھی اثر کا اطلاق مرفوع پر بھی ہوتا ہے جیسا ادعیہ ماثورہ کا کہنا۔ ان کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہوں۔ یونہی امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب حدیث کو شرح معانی الآثار نام رکھا۔ حالانکہ اس میں مرفوع اور موقوف حدیثیں ہیں۔ خبر اور حدیث کے معنی نزدیک جبہور محدثین کے ایک ہی ہیں بعض نے کہا کہ لفظ حدیث کا مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر کو یا صحابی کے قول اور فعل اور تقریر کو۔ اور تابعی کے قول اور فعل اور تقریر کو لفظ خبر کا کو الثبت سلاطین اور حالات یا ضمیمہ کو کہتے ہیں اس لئے حافظ احادیث کو محدث کہتے ہیں اور تادان کو مؤرخ۔ اخباری حدیث مرفوع کے دو قسم ہیں۔ صحیحی اور حکی۔ مرفوع صحیحی کی مثالیں گزر چکی ہیں۔ مرفوع حکمی وہ ہے خبر وینا صحابی کا ایسے امور کا جو قبیل اجتہاد سے

نہ ہو جیسا کہ انبیاء کے حالات اور قیامت کے احوال بیان کرنا۔ یا صواب المخصوصہ یا عذاب کسی فعل پر بتلانا۔ گوکہ ظاہر میں یہ صحابی آنحضرت کے طرف نسبت ان بالقول کی نہ کہے۔ مگر یہ نہ کہنا جاوے گا کہ وہ آنحضرت سے سن کر نہیں کہی ہے۔ یا فعل صحابی کا جو قبیلہ اجتہاد سے نہیں مرفوع حکمی ہے یا صحابی کا کہنا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یونہی کرتے تھے یہ بھی مرفوع حکمی ہے۔ یا صحابی نے کہا من السنۃ لہ یعنی یہ سنت ہے یہ بھی مرفوع حکمی ہے۔ مگر بعض نے کہا یہ لفظ مرفوع حکمی نہیں۔ اس لئے کہ سنت کا اطلاق جیسا کہ آنحضرت کے قول وفعل و تقریر پر بھی کیا جاتا ہے یونہی خلفاء الراشدین اور صحابہ کے قول وفعل و تقریر پر بھی کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے سُنَّتِي وَسُنَّتُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ اور سند و اسناد و طریق حدیث راویان حدیث کو کہتے ہیں اور متن الفاظ حدیث کو۔ پس اگر کوئی راوی حدیث کا درمیان سے ساقط نہ ہو وہ اسکو حدیث متصل کہتے ہیں۔ اور اگر ایک راوی رہ جاوے تو اسکو حدیث منقطع کہتے ہیں اور اگر ایک راوی سے زیادہ رہ جائیں اسکو حدیث مفصل کہتے ہیں اور اگر سر سے راوی رہ جاوے خواہ ایک یا کئی یا کل اسکو حدیث معلق کہتے ہیں۔ جیسا کہ عادت مصنفین کی ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ چنانچہ صاحب ہدایہ و صاحب برزخ وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ اور محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر محدث ثقہ ہو تو اسکی تعلیق معتبر ہوا کرتی ہے۔ اور بخاری میں حدیثیں معلق ہیں جنکو حکم اتصال کا دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہی کتاب ہدایہ و برزخ کی حدیثیں معلق۔ معتبر اور واجب العمل کا حکم رکھتی ہیں۔ اور آخر سند سے بعد تابعی کے راوی مذکور نہ ہو اسکو حدیث مرسل کہتے ہیں۔ چنانچہ تابعی کہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پس حدیث مرسل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے اس لئے کہ جس نے حدیث مرسل بیان کی ہے صرف اپنے کمال و شوق و اعتماد پر روایت کیا ہے۔ اگر اس کے نزدیک صحیح نہ ہوتا تو کیوں ارسال کرتا اور کیوں نہ کہہ دیتا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث مرسل مطلقاً مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ اسکے ساتھ دوسری حدیث مرفوعہ یا سند نہ آوے۔ پس حدیث مرسل کے ہوتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنا قیاس اسکے خلاف کرتے ہیں۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حدیث مرسل پر عمل کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پس عامل بالحدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر سے درجے کے ہونے۔ اور حدیث باعتبار سند دو کے تین قسم پر ہیں صحیح اور حسن اور ضعیف اور صحیح کا سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور حسن متوسط اور ضعیف ادنیٰ مرتبہ ہے۔ حدیث صحیح وہ ہے کہ محدث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ساتھ نقل کرنے راویوں صاحب عدالت کے

اور صاحب ضبط نے بیان کی ہو۔ اور وقت پہچانے حدیث کے راوی حدیث کا مسلمان اور بالغ اور عاقل بھی ہو۔ اور معنی عدالت کے یہ ہیں کہ وہ راوی صاحب تقویٰ اور جھوٹ نہ بولتا ہو۔ اور گناہ کبیرہ نہ کیا ہو اور اگر کیا ہو تو اس سے توبہ کی ہو۔ اور جھوٹے گناہوں پر بھی دوام نہ کرتا ہو۔ سالم ہو سب اسباب فسق کے سے۔ اور ذی مردت یعنی ایسے کام بھی اس سے نہ ہوتے ہوں کہ لوگوں کی نظروں میں ہلکا ہو۔ جیسے تنگ سر بازار میں چلتے جانا۔ یا بازار کے ایک کونے میں بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ یا راستے میں چلتے ہوئے کوئی چیز کھانا ان باتوں سے بھی احتراز کرتا ہو اور معنی ضبط کے یہ ہیں ہشیار ہونا کہ یاد رکھے الفاظ حدیث کے اور نہ غفلت کرے اور نہ بھولے اور نہ شک کرے وقت سننے کے اور نہ وقت پہنچانے کے اسی طرح ہر شخص صاحب کتاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک متصف ان صفات سے ہو۔ ایسا شخص جو حدیث نقل کرے اسکو حدیث صحیح کہتے ہیں۔ اور پس یہ صفتیں اگر پوری اسمیں پائی جاویں اسکو صحیح لہذا نہ کہتے ہیں اور اگر کچھ قصور اس میں ہو اور کثرت طرق سے وہ نقصان پورا ہو جاوے اسکو صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔ اور اگر نقصان پورا نہ ہو اسکو حسن لہذا نہ کہتے ہیں۔ اور حدیث ضعیف وہ ہے کہ جو یہ شرائط حدیث صحیح اور حسن میں معتبر ہیں ان میں سے ایک یا زیادہ اس میں سے مفقود ہو۔ اور اسکا راوی عدالت یا ضبط نہ رکھتا ہو اور حدیث میں اگر راوی اسکا ایک ہی کسی طبقہ میں ہو اسکو حدیث غریب کہتے ہیں۔ اور اگر دو ہوں اسکو عزیز کہتے ہیں۔ اور اگر کثرت روایت کی اس حد کو پہنچے کہ عقل کے نزدیک جھوٹ بولنا ان کا محال ہو اسکو متواتر کہتے ہیں۔ اور طعن کے معنی یہ ہیں کہ اسکا راوی جھوٹا ہو۔ تو اسکو حدیث موقوف کہتے ہیں۔ اور بہر تہمت جھوٹ کی لگی ہو اسکو متروک کہتے ہیں۔ اور جو غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا دہم بہت کرتا ہو۔ یا سچے لوگوں کے موافق اس کی روایت نہ ہو یا فاسق اور بدعتی یعنی مخالف اعتقاد اہلسنت و جماعت کے رکھتا ہو اسکو منکر کہتے ہیں۔ مدلس وہ حدیث ہے جس میں راوی نے اپنے شیخ کو یعنی کسی مصلحت کے لئے اسکا نام نہ دیا ہو۔ حدیث مضطرب وہ ہے جس میں راویوں نے سند یا متن حدیث میں اختلاف کیا ہو۔ حدیث ندرج وہ ہے جس میں راوی نے کچھ کلام اپنا حدیث میں شامل کیا ہو۔ حدیث منقہ وہ حدیث ہے جو برابر ایک دوسرے سے راویوں سے راویوں نے روایت کیا ہو ساتھ لفظ عن کے۔ حدیث شاذ اسکو کہتے ہیں جو حدیث مخالف روایت مستند لوگوں کے ہو۔ حدیث معلول اسکو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کی علت پوشیدہ جو صحت حدیث میں قدرح کرتی ہو۔ اس میں پائی جاوے۔ اور حدیث متابع اسکو کہتے ہیں کہ ایک راوی نے

ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسکو شاذ بھی کہتے ہیں۔ اور حدیث ضعیف فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں معتبر ہوا کرتی ہے۔ اور اس سے حکم استحباب کا ثابت ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ فتح القدیر شرح ہدایہ اور ملا علی قاری موضوعات الکبیر یا شیخ الاسلام کتاب الاذکار وغیرہ نے ارقام فرمایا ہے۔ اور اگر حدیث ضعیف طریق متعددہ سے وارد ہو تو اسکو حکم حسن لغیرہ کا ہوتا ہے۔ اور لفظ لا یفتح سے بھی مراد حسن لغیرہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے اذکار نووی کے تخریج احادیث میں لکھا ہے **مَنْ لَفِيَ الصَّحَّةَ لَا يَنْتَهِي الْحَسَنُ** یعنی لا یفتح کہنے سے حدیث کا حسن ہونا مستقی نہیں ہوتا۔ اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقة میں بایں طور تحریر فرمادیا ہے **قَوْلُ أَحْمَدَ أَنَّهُ حَدِيثٌ لَا يَصَحُّ أَيُّ لِدَا تِهِ فَلَا يَنْفِي كَوْنِهِ حَسَنًا لِغَيْرِهِ يَحْتَجُّ بِهِ كَمَا بَيَّنَّ فِي عِلْمِ الْحَدِيثِ** یعنی امام احمد کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ ہے اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو حجت ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ علم حدیث میں بیان ہو گیا ہے۔ نقل از خاتمہ کتاب شرح برزخ صفحہ ۳۵۱ مقدمہ مشکوٰۃ وغیرہ۔ نقطہ۔

المجیب

خادم شراعیات نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی شخص سے مناظرہ کیا ہے یا نہیں۔ اور مناظرہ اور مکابرہ اور مجادلہ کی کیا تعریف ہے؟

الجواب :- حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ مناظرہ کیا۔ اور ہر مناظرہ میں غالب رہے۔ چنانچہ کتاب فتح القدیر وجہ البالغہ سے حضرت مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النعمانی صفحہ ۱۸ میں بایں طور بزبان اردو اسکو نقل فرماتے ہیں کہ امام اوزاعی کہ اعلیم شام کے امام اور فقہ میں مذہب کے مستقل بانی تھے مکہ معظمہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور کہا کہ عراق والوں سے نہایت تعجب ہے کہ رکوع میں او رکوع سے سرائٹھانے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ میں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موقعوں پر رفع یدین کرتے تھے امام اعظم ابو حنیفہ نے اس کے مقابلہ میں حضرت حماد وبراہیم نخعی وعلقمہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سلسلہ سے حدیث روایت کی کہ آنحضرت ان موقعوں پر رفع یدین نہ فرماتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا کہ سبحان اللہ میں تو زہری سالم عبد اللہ کے ذریعہ سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ آپ اسکے مقابلہ میں حماد نخعی علقمہ کا نام لیتے

ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے رواق آپ کے روایت سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اور عبد اللہ بن مسعود کا رتبہ تو معلوم ہی ہے اس لئے اس کی روایت کو ترجیح ہے۔ اور اسکے متعلق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحج میں ایک لطیفہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری روایت عبد اللہ بن مسعود تک منتهی ہوتی ہے اور فریق مخالف کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہے۔ اس لئے بحث کا تمام تر مدار اس پر آ جاتا ہے کہ ان دونوں میں کس کی روایت ترجیح کے قابل ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت کے زمانہ میں پوری عمر کو پہنچ چکے تھے۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ جماعت کی صف اول میں جگہ پاتے تھے۔ بخلاف اس کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا محض آغاز تھا اور ان کو دوسری تیسری صف میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرکات و سکنات سے واقف ہونے کے جو مواقع عبد اللہ بن مسعود کو مل سکتے تھے عبد اللہ بن عمر کو کچھ حاصل ہو سکتے تھے۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ بہت لوگ جمع ہو کر امام صاحب کے پاس آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں۔ امام صاحب نے کہا اہل بیت سے ہیں کیونکہ تنہا بحث کر سکتا ہوں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس مجمع میں سے کسی ایک کو انتخاب کر لیں جو سب کی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو اور اسکی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائے۔ لوگوں نے منظور کر لیا۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے یہ تسلیم کیا تو بحث کا خاتمہ ہی ہو گیا۔ آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار کر دیا اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرأت کا کفیل ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ امام صاحب نے ایک شرعی مسئلہ کو ایک عقلی طور پر طے کر دیا۔ بلکہ حقیقت میں یہ اس حدیث کی تشریح ہے جسکو خود امام صاحب نے بسند صحیح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا یا ہے کہ مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ هِرَ فَقَدْ رَوَّاهُ مَا هُوَ قَوْلُكَ لَهُ لَعْنِي جَوْشَخُصِ اِمَام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی اسکی قرأت ہے۔ اور ایک دن کا واقعہ ہے کہ جب صخاک خارجی کو ذہ پر قابض ہوا اور امام صاحب پر تلوار دکھا کر کہنے لگا کہ توبہ کرو۔ امام صاحب نے پوچھا کس بات سے۔ صخاک نے کہا تمہارا عقیدہ ہے کہ علی علیہ السلام نے معاویہ کے ساتھ جھگڑے میں ثالثی مان لی تھی۔ حالانکہ وہ حق پر تھے تو ثالث ماننے سے کیا معنی؟ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو یہ اور بات ہے۔ ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دے۔ صخاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے۔ صخاک نے کہا ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں۔ چنانچہ صخاک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی محبت و غلطی کا تعین کرے۔

امام صاحب نے فرمایا ہی تو حضرت علی علیہ السلام نے بھی کیا تھا پھر ان پر کیا الزام ہے۔ صحاک دم بخود ہو گیا اور چیپکا اٹھ کر چلا گیا۔ غرضیکہ مناظرہ کرنا جائز ہے۔ جسکا ثبوت جلد دوم میں مفصل گزر چکا ہے۔ اور سوال نمبر دوم کا جواب یہ ہے کہ مناظرہ وہ ہے کہ جس میں غرض تحقیق حق کے اظہار کرنے کی درمیان دونوں جھگڑا کرنے والوں کے ہو۔ چنانچہ کتاب رشیدیہ صفحہ ۹ المَنَاظَرَةُ تَوَجُّهُ الْمُتَخَاَصِمَيْنِ فِي التَّسْبِيَةِ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ إِظْهَارَ الصَّوَابِ وَغَرْضُهُمَا مِنْ ذَلِكَ إِظْهَارُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔ اور مجادلہ جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں جس میں اظہار حق کی غرض نہیں ہوتی۔ بلکہ خصم کو الزام دیکر ذیل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے وَالْمَجَادِلَةُ هِيَ الْمَنَازَعَةُ لَا لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ بَلْ لِإِلْزَامِ الْخَصْمِ اور مبارہ بھی ایک قسم کا جھگڑا ہے جس میں نہ اظہار حق کی ہوتی ہے اور نہ ہی الزام دینے کی اپنے خصم کو جیسا کہ بعض لوگ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ اور مبارہ کی تعریف صاحب رشیدیہ نے بایں طور تحریر فرمائی ہے وَالْمَجَادِلَةُ هِيَ مَا هِيَ الْمَنَازَعَةُ لَا لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ أَلَا أَنَّهُ لَا لِإِلْزَامِ الْخَصْمِ كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ لِإِظْهَارِ الصَّوَابِ وَالْتِقَالُ هُوَ الْإِثْنَانُ يَقُولُ الْغَيْرُ عَدَا مَا هُوَ عَلَيْهِ بِحَسَبِ الْمَعْنَى مَظْهَرًا يَعْنِي تَقْلُّ اسکو کہتے ہیں کہ لانا قول غیر سے بحسب المعنى۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجيب

خادم شریعت محمد نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ وزیر آبادی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت دوسری مسجد محلہ میں کرائی جائز ہے یا نہیں۔ بتینواتر حسب رؤا:

السائل فقیر غلام حیدر دواعظ ضلع جہلم۔

الجواب: اس مسئلہ میں علمائے دین کا اختلاف ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جائز ہے اور اسی پر فتوے ہیں چنانچہ فقہ حنفیہ صفحہ ۵۴ میں مفصل ذکر بایں طور مسطور ہے۔ جماعت ثانیہ در مسجد محلہ باقائست بدول آذان ثانی در مسجد طرقتی ہم آذان ثانی جائز بلکہ کرہ است اسب بروایات معتدہ موقوف بہا درالو المیہ حاشیہ درمجموعہ است ای دیکر کا تاراج الجماعة فی المسجد علی الطریق اقول لکن الکراہۃ معینہ لا بد اذا كانت الجماعة الثانية باذان باقامة فقط قال فی سراج الوہاب ج وان فی مسجد الجماعة وصلوا بیکر لا یغیرہما ان یؤذنا ویعیدوا الجماعة ودر حاشیہ طحاوی در مذکور است

واما اذا كثرت بغیر اذان فلا كراهة مطلقاً وعليه مسلمون۔ ودر عاشره در مختار مذکور است۔ والحمد لله
بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون كما في الدرر وغيره قال في المنبج والتقييد بالمسجد
المختص بالمحلة احتراماً من الشارع وبالإذان الثاني احتراماً عما اذا صلى في المسجد المحلة بغیر
اذان حيث يباح إجماعاً ودر علي حاشیه شرح وقایه مسطور است وتیید باذان ثانٍ واقامة لا لهم لو
صلوا بلا اذان یباح اتفاقاً ودر فتاویٰ المکیه مذکور است المسجد اذا كان له امام معلوم وجماعة
معلومة في محلة فصلی اهلها فیه بالجماعة لا یباح تکررها فیه باذان ثانٍ اما اذا صلوا بغیر
اذان یباح إجماعاً ودر شامی بجائز دیگر مرقوم است قوله علی الطریق وهو ما ليس له امام ومؤذن
راقب فلا تكرار فيه باذان واقامة بل لا تقل غائبه ودر جامع الترمذی در باب ما جاء في الجماعة
في مسجد قد صلى فيه مرة مرقوم است عن ابی سعید الخدری قال جاء رجل وقد صلى رسول الله
صلی الله علیه وسلم فقال ایکم یجتر علی هذا اقام رجل وحلی سعة وفي الباب عن ابی امامة
وابی موسی والحکم بن عمار قال ابو عیسی وحديث ابی سعید حدیث حسن وهو قول غیر
واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وخیرهم من التابعین قال لا
باس ان یصلی القوم جماعة فی مسجد قد صلى فیه جماعة وید لیقول احمد واسحق ودر سنن
ابی داود حدیث مذکور بعد عنوان باب باب الجمع فی المسجد مرتین باین روایت ذکر کرده عن ابی سعید
الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم البصر رجل یصلی واحداً فقال الارجل یتصدق علی هذا
فیصلی سمه فقام رجل فصری معه ودر فتح البوری شرح ابی داود مرقوم است قوله ای كأنه یصلوته
یتصدق علیه بفضل الجماعة وفیه دلیل علی فضیلة الجماعة والثانیة علی ان الفضل فی جماعة
الفرض لا یتوقف علی کون المقتدی مفترضاً دیر در آن مذکور است قال المظهر سماه صدقة لانه
یتصدق علیه ثواب ست ودر مشربین در جنة اذ لو یصلی منفرداً لم یحصل له الا ثواب صلاة واحدة
پس هر گاه که از اتفاق اکثر صحابه و تابعین جمہور حنفیہ کلام جواز وقوع فضیلت جماعت ثانیہ بر انفراد ثابت شد نفس
جماعت ثانیہ صحیح بجائز مکرر وخواهد شد۔ نه بکراهت تحریمه و نه بکراهت فضیلت ثانیہ بر انفراد ثابت شد نفس
باشد باید کرد۔ البتہ در مسجد محله تکرار اذان مکررہ است نباید کرد لیکن حتی الوسع التزام جماعت اولی باید کرد۔
که بسیار فضیلت دارد۔ واللہ اعلم بہ

پس اس تمام عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ جماعت ثانی مسجد نخلہ بلا اذان دوسری کے جائزہ بلا کراہت ہے اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و جامع ہے اور یہی فتوے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام و ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ کہا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ سو فرمایا آپ نے کہ کون شخص تم میں سے اسپر تجارت کرتا ہے۔ پھر ایک مرد کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اس باب میں روایت ہے ابی امامہ اور ابی موسیٰ اور حکم بن نمیر سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا ابو عبیدہ نے اور حدیث ابی سعید کی سند ہے۔ اور یہ قول ہے کئی ایک اہل علم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وغیرہ تابعین سے کہا انہوں نے اس میں کچھ خوف نہیں کہ ایک قوم جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھے جس میں نماز ہو چکی ہو۔ اور علامہ ابن قایم کے تعلیق النعمی علی السنن الدار قطنی صاحب شمس بازغہ صفحہ ۱۱۸ تحت حدیث ابو داؤد کے ہیں طوراً رقم فرمایا ہے ان تکرار الجماعۃ فی المسجد الذی قد صلی فیہ مرة واحدة واثنین او ثلاثہ او اکثر من ذلك بل کراہیۃ جائزہ علی ذلك الصحابة والتابعون ومن بعدهم واما القول بالکراہیۃ فلم یقیم دلیل علیہ بل هو قول ضعیف۔ یعنی جس جگہ جماعت ہو چکی ہو تو پھر اس مسجد میں ایک یا دو یا تین دفعہ یا اس سے زیادہ مرتبہ جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہے اور اسی پر تابعین و تبع تابعین صحابہ کرام وغیرہ کا عمل رہا ہے اور جنہوں نے کراہت کا فتویٰ دیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں بلکہ وہ قول ضعیف ہے۔ اور بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد رفاعہ میں تشریف لائے اور جماعت ہو چکی تھی۔ سو آپ نے جماعت بازاں و اقامت دوسری کرائی۔ اور کہا ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں کہ وہ نماز فجر کی تھی اور چالیس آدمیوں کی جماعت ہوئی۔ اور شرح منیہ میں بایں طور مفسر ہے۔ عن ابی حنیفۃ نوکانت الجماعۃ اکثر من ثلاثۃ لیکر التکرار والافلا عن ابی یوسف ولفظکن علی الہیئت الاولیٰ لا تکرار ولا تکرار وهو الصحیح وبالعدل عن المحاذب مختلف الہیئۃ کذا فی البزازیہ و فی التنازل حانیہ پس اس عبارت سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت ثانی ہیئت اولیٰ بدلنے سے بلا کراہت جائز ہے۔ اور کہا صاحب انوار الحنفیہ نے کہ ہم اسی کو پکارتے ہیں۔ اور جو بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایک قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جماعت ثانیہ کی کراہت پر شاید سے سو کہا صاحب انوار الحنفیہ نے کہ یہ قول بالکراہت ضعیف و مرجوح ہے۔ اور قول مرجوح یہ فتوے دینا

سخت حماقت و اجماع سے الگ ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو پہلا وہ اسکے نامعلوم دیوبندی نے اپنے رسالہ میں حدیث کراہت جماعت ثانیہ پر تحریر فرمائی ہے اسکے استاد کی خبر کسی کتاب سے نہیں ملتی، اگر وہ حدیث صحیح بالا سند کو فی دیوبندی صاحب دیکھا دے تو انعام حاصل کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ط

النجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین عطا فی حنفی قادری عفی عنہ

سوال : جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے یا سنت۔ اور اسکا ترک کیا ہے۔ جواب دوا جرمے گا۔

الجواب : جماعت سے نماز پڑھنا سنت مکرہ ہے۔ جو کہ قریب واجب ہے۔ اور تارک اسکا گنہگار ہے۔ چنانچہ فتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۵۵ میں مذکور ہے: الْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ قَالَ الرَّاهِدِيُّ أَرَادَ بِالنَّاسِ الْوُجُوبَ إِلَى أَجْرٍ مَا قَالَ وَقِيلَ وَاجِبٌ وَعَلَيْهِ الْعَامَّةُ وَقَالَ الطَّحْطُاطِيُّ يُسْتَدْرَكُ لَهُمْ بِالْحُضُورِ أَوْ بِالدُّعَاءِ بِالْوُجُوبِ الشَّدِيدِ بِتَرْكِ الْجَمَاعَةِ أَوْ بِحُضُورِ مَنْ يَكُونُ بِلَاغٍ فِي تَرْكِهَا غَيْرُ مُذْبِرٍ لَوْ تَرَكَهَا أَهْلُ مِصْرَ أَمْدٍ وَأَيْهَا وَابْنُ الْمُثَنَّى وَأَبُو حَنِظَلٍ مَقَاتِلَتُهُمْ يَجِبُ التَّعْزِيرُ عَلَى تَارِكِهَا مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بِأَسْمِ الْجَبْرِانِ بِالسُّكْرَتِ هَكَذَا فِي رَدِّ الْمُخْتَارِ وَتَفْسِيرِ أَحْمَدِي فِي كِتَابِهِ فِي مَسْئَلَةِ فَرِيضَةِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالرُّكُوعِ وَوُجُوبِ الْجَمَاعَةِ فِي أَنْ تَمَامَ عِبَارَتِهِمْ كَالْخَلَاةِ يَكُونُ كَمَا جَاءَتْ سُنَّتُ مَكْرُوهٌ هِيَ. اور بعض نے اسکو واجب کہا ہے اور اسکے تارک کو حکم تعزیری کا ہے بشرطیکہ بلا عذر جماعت کی ترک کرتا ہو۔ اور کہا بعض علمائے دین نے کہ جس گاؤں میں جماعت نہ ہوتی ہو ان گاؤں والوں کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال : عورتوں کی جماعت مسجد یا گھر میں کرائی جائز ہے یا نہیں۔ جواب دوا جرمے گا۔

الجواب : اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں۔ اگر صرف عورت احنبیہ ہے تو امام کے برابر کھڑی نہیں

ہوتی تو نماز باکراہت جائز ہے۔ اور اگر محرم ساتھ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر مساوی کھڑی ہو تو فاسد

چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے: لَيْزَكُ إِمَامَةُ الرِّجَالِ لَوْ هُنَّ فِي بَيْتِهِنَّ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ

فَأَجِدُهُنَّ ذَكَرًا وَامْتَنَ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ يَذْكُرُ أَوْ عَلَامَةً شَامِي نَعَى حَاشِيَةً وَرِجَالٌ فِي كِتَابِهِ وَالْمَرْأَةُ إِذَا

صَلَّتْ مَعَ رَجُلَيْهَا فِي الْبَيْتِ إِنْ كَانَ قَدْ مَهَا جَعَلَ آدَقًا مِ الرُّجُلِ لَا يَجُوزُ صَلَاتُهُمَا بِالْجَمَاعَةِ وَإِنْ

كَانَ قَدْ مَهَا خَلَّتْ قَدْ مِ الزَّوْجِ أَلَّا أَنَّهُمَا طَوَّلَا نَعَى رَأْسُ الْمَرْأَةِ فِي الشَّكِّ دَقًا رَأْسُ الزَّوْجِ حَذَرٌ

صلواتہما لان العبودۃ للقدّم الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مرد گھر میں عورت اپنی کو جماعت کرانے تو جائز ہے۔ لیکن عورت مساوی ہو کر کھڑی نہ ہو۔ اگر اسکے برعکس کریں گے تو نماز دونوں کی غیر صحیح ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- جس شخص کو جریبان یا آشکت یا مسلسل ابول کی بیماری ہو وہ جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- یہ سب معذور ہیں ان کو جماعت کرانی درست نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ سعودیہ صفحہ ۵ میں تحریر ہے۔ نماز صحیح ظاہر ہے صاحب مسلسل ابول روانیست کافی عالمگیر یہ لا یصلی الطّاہر و خلعت منہ مسلسل ابول یعنی درست نہیں ہوتی نماز صاحب طہارت کی پیچھے مسلسل ابول ولسے کے اور اوروں کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ ہاں معذوروں کی نماز معذوروں کے پیچھے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- جو شخص ملازمیت کفار کی کرتا ہوا سکے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- اگر نوکری اس کی فعل معصیت پر ہے تو اسکے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ اگر پڑھ لے تو جائز باکراہت ہے۔ اور متقی کے پیچھے پڑھنی بہتر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیر میں ہے تو قل خلف مبتدع اذنا سبق فهو جاعل الثواب الجماعۃ لکن لا یتال مثل ما یتال خلعت لقی کذا فی الخلاصۃ یعنی اگر نماز پڑھے کسی بدعتی یا فاسق کے پیچھے پس وہ جمع کرنے والا ہے ثواب جماعت کا لیکن نہ پائے گا اس قدر جتنا پائے گا ثواب پیچھے متقی اور پرہیزگار آدمی کے اور کہا صاحب طحاوی نے کہ نماز نہیں پیچھے بدکردار کے اور فرمایا امام صاحب نے کہ مبتدع۔ کے پیچھے نماز درست نہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں مسطور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- نماز تراویح نابالغ کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ جواب دواجر ملے گا۔
الجواب :- نابالغ کے پیچھے کوئی نماز صحیح مذہب میں ہرگز ہرگز درست نہیں۔ شرح مختصر جندی

مستور ہے لا یقتدی رجل بصی اذا كانت الصلوة فرضاً أو لفلاً فی آخر ما قال المختار انه لا یجوز فی الصلوة کلها الخ اور قاضی خاں میں ہے الصّحیح أنّه لا یجوز زیارۃ نہ غیر مختلط و صلوة لیست بصلوة علی الحقیقۃ فلا یجوز امامتہ کإمامۃ المجتہون اور عالمگیری میں ہے المختار أنّه لا یجوز فی الصلوة کلها کذا فی الہدایۃ وهو الاصحّ ہکذا فی البحر الرائق وقتاوی سعیدیہ صفحہ ۵۸ پس ان تمام عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ نابالغ کے پیچھے کوئی نماز درست نہیں۔ اور یہی روایات صحیح اور درست اور قابل عمل ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۛ

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی تاجری وزیر آبادی

سوال :- اگر کسی حافظ نے قرآن مجید ایک مرتبہ تراویح میں سنایا ہو پھر وہ دوسری مسجد میں دوسری قوم کو جا کر سنائے تو جائز ہے یا نہیں۔ جواب درج ذیل ہے۔

الجواب :- اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن تقریباً تحقیق اس پر ہے کہ وہ تراویح میں دوسری قوم کو نہ سناوے۔ اگر سنانا ہو تو نذرمان کر سناوے چنانچہ وقتاوی سعیدیہ صفحہ ۶۷ حوالہ خزانہ الروایت سے منقول ہے اما ختم التراویح مرة وختم ثانیاً بغير هذا القوم لا یخرج هذا القوم الثانی عن السنۃ لان الامام قد خرج من السنۃ وصار له لفلاً فیدرکون ثواب صلوة النقل ولا یدرکون ثواب صلوة التراویح وقال بعض العلما والخیلۃ فیہ ان الامام الذی ختم مرة اذا اراد ان یختم ثانیاً ینبغی ان ینذر علیہ الختم لیصح به اقتداء القوم الذین لم یسمعوا الختم فلا یلزم بناء القوی علی الضعیف اقول فیہ اشکال فان الختم لا یجب بالنذر علی من نذر به والسرفیہ ان المنذر انما یجب اذا کان من جنس الفرض والختم لیس فرضاً بخلاف التراویح فانہا من جنس التسلوۃ وهی فرض لہم الا ان ینذرا الختم فی ضمن النذر بالتراویح ان یقول للہ علی ان اصل التراویح مع الختم فقط واللہ اعلم بالصواب ۛ

سوال :- کیا نماز نفل بیٹھ کر پڑھنی درست ہے بحوالہ بیان فرمادیں۔ بیوا القوریہ

الجواب :- بیشک نفلوں کی نماز بیٹھ کر پڑھنی درست ہے۔ چنانچہ ترمذی باب فی من ینطوع جالساً میں ہے حدیث مذکور ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان ابنی علی علیہ السلام کان یصلی

فیقرأ وهو جالس الخ یعنی بیشک نبی علیہ السلام بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے جب کہ قرأت پڑھتے اس حالت میں کہ بیٹھے ہوئے تھے اور رکوع اور سجود بھی اسی حالت میں کہ بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ اسی طرح کی بہت حدیثیں اسی باب میں موجود ہیں۔ اور نفل بھی کر پڑھنے سے کھڑے ہو کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے اور آپ کی ذات بابرکات اکثر اوقات کھڑے ہو کر ان کو ادا فرماتے تھے چنانچہ حدیثوں میں ہے اور وتروں کے بعد نفلوں کی نماز بھی کر پڑھنی بھی درست ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۶۱ میں بایں طور مسطور ہے۔ در گزار دان آنحضرت علیہ السلام دو رکعت نشست بعد وتر حدیثیہ در جامع ترمذی و سخن ابن ماجہ مروی شدہ است و امام احمد بقراءۃ اذان لزلزلت و قتل یا ایہا النکاح فرون الہم روایت کردہ و ابن ماجہ اس بات نقل کردہ کہ در آخر ہر رکعت قیام میفرمود بعد رکوع نمودہ در صحیح مسلم مروی است و چوں قدر تثنیہ یا اربعین باقی میماند بخاستہ قیام تمام میگرد۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- فرائض و مستحسن موکرہ اربع رکعت کے قدرہ اولی کے بعد در دو شریف یا شانہ چناندرست ہے یا نہیں۔ جواب در اجزائے بلکہ گا۔

الجواب :- بیشک نماز فرائض و مستحسن موکرہ رکعت تیسری میں سبحانک اللہم پڑھنا درست نہیں چنانچہ فتاویٰ عالمگیریہ میں مذکور ہے فی الاربع قبل الظهر والجمعة و بعدھا لا یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الا وئی ولا یستفتح اذ قام الی الثالثۃ بخلاف سائر ذوات الاربع من التوافل کذا فی الزاہدی و فتاویٰ سعیدیہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- نماز فجر کی سنتوں کے بعد یا نماز ظہر کے فرض ادا کرنے سے پہلے بیع و شراعی یا کوئی دنیاوی بات چیت کرنی درست ہے یا نہیں۔ بلکہ اور توجروا

الجواب :- بیشک اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ ان سنتوں کو پورا کر کے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان کا عادیہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ثواب کم ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ امور ہرگز نہ کرے چنانچہ ان عبارات سے ظاہر ہوتا ہے لَوْ صَلَّیْتُ لَعَفَى الْفَجْرُ وَالْأَزْدُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاشْتَعَلَ بِالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فَإِنَّهُ يُعِيدُ الْمَسْنَةَ أَمَا بِأَكْلِ لُقْمَةٍ وَشُرْبِ لَا يُبْطِلُ الْمَسْنَةَ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ اور نہایہ میں ہے لَوْ تَكَلَّمَ لَعُدَّ الْفَرِيضَةُ فَهَلْ تُسْقَطُ الْمَسْنَةُ فِيمَا تَسْقَطُ وَقِيلَ لَا وَلَكِنْ تَوَادَّ الْقَصَصَ بَيْنَ آوَابِهِ قَبْلَ التَّكْبِيرِ اور ایسا ہی صاحب کبیری شرح منہ

وفتح القدير میں ہے اور اصح بات یہ ہے کہ ثواب میں ضرور نقص آجاتا ہے۔ اور جو حدیث شریف میں مذکور ہے کہ کہا مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ آپ کی ذات دور کعبت فخر کے بعد میرے ساتھ کلام کرتے تھے سو اسکا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام بابرکات اور ہماری کلام میں کئی ہزار کوس کا فاصلہ ہے۔ کیونکہ آپ کے لفظ پر وما ینطق عن الہوی شاید ہے۔ فانہم فلا تکلن من الغافلین۔ فقط۔

سوال :- نماز تراویح میں جب قرآن مجید ختم ہوتا ہے تو پھر حافظ قرآن تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے۔
یہ جائز ہے یا نہیں جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار غلام رسول ونیکے تارڑ۔

الجواب :- اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسکو جائز کیا ہے۔ بعض نے ناجائز۔ لیکن فقیر کی تحقیق میں یہ امر مستحسن ہے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قِرَاءَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ عَقِيبَ الْخَتْمِ اسْتَحْسِنَهُ أَكْثَرُ الْمَشَائِخِ لِيَجْرِيَ نَقْصَانُ دَخَلٍ فِي قِرَاءَةِ الْبَعْضِ فِي
الْذَّخِيرَةِ قِرَاءَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ يُسْتَحْسِنُهَا لِبَعْضِ الْمَشَائِخِ قَالَ
الْفَقِيهَةُ أَبُو اللَّيْثِ هَذِهِ الشَّيْءُ اسْتَحْسِنَهُ أَهْلُ الْقُرْآنِ وَاللَّيْثُ الرَّاهِ مُصَافٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِنْ مَارَاكَ
الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ هَكَذَا فِي الشَّرَاحِيهِ وَقَدْ رَوَى عَالِمُ الْكِبَرِ وَتَقَادَرَى سَعْدِيَّةُ
يَعْنِي سُورَةَ الْغُلَاصِ كَا خَتْمِ قُرْآنٍ بِرَبِيتِ بَزْرُكَانِ كَيْ نَزْدِيكَ وَرَسْمَتِ أَوْرَاسَتَحْسِنُ جَعَلَهُ . اَوْرَاسَتَحْسِنُ مَشَارِخُ
نَزْدِيكَ بِفَعْلٍ مُسْتَحْسِنٌ نَحِيسُ . اَوْرَاسَتَحْسِنُ ابْنُ اللَّيْثِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ سَأَلَهُ يَهْ كَلَامُ مُسْتَحْسِنٍ جَعَلَهُ اَوْرَاسَتَحْسِنُ كَوْنِي حَرَجُ
نَحِيسُ . كَيُونُكَ فَرَايَا حَضُورَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ سَأَلَهُ جَعَلَهُ اَوْرَاسَتَحْسِنُ مُسْلِمَانِ كِي لِيَسْتَحْسِنُ كَرِيسَ . وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى
كَيْ نَزْدِيكَ كَبِي كَلَامُ لِيَسْتَحْسِنُ هُوَ جَعَلَهُ اَوْرَاسَتَحْسِنُ اَوْرَاسَتَحْسِنُ دِينُ قُرْآنِ زَانِ اَوْرَاسَتَحْسِنُ . اَوْرَاسَتَحْسِنُ كَوْنِي كَوْنِي
نَحِيسُ . فَقَطُّ وَاللَّهُ اعْلَمُ بِالْغُيُوبِ

سوال :- ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا اور سر سے ہاتھ یا نہیں۔ حمد میں سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ
الجبہ فیہ : یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور منہ پر پھیرنا اور سر سے ہاتھ یا نہیں۔ حمد میں سے ثابت کیا گیا ہے کہ وہ
و مشکوۃ شریف کتاب الدعوات فصل ثانی منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہے اور یہ مسطور ہے کہ سر سے ہاتھ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا رفع یدیه فی الدعاء لم یجعل یدہما خفئی یمینہ تسمیہ یدہما
فجہۃ۔ رواہ الترمذی۔

الحجۃ الفیئہ : بیست و یک روز باقی تھا کرنا تھا اور منہ پر پھیرا دینا سمجھا جیسے : پرنا نچھ کتابت اسببہ ترمذی و ابوداؤد
و مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات فصل ثانی منہرین علی اللہ تعالیٰ فہم مستجابین فی کل شئ یشاءونہ ترمذی و مشکوٰۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا رفع یدیه فی الدعاء لم یجتہد لهما حتی یتسکع بریسک
فجہۃ : رواہ الترمذی .

وَمَشْكُوتُهُ شَرِيفٌ قَتَابُ الدُّعَاةِ فَضْلٌ ثَانِي مَعْرُوفٌ بِمَعْنَى اللَّهِ تَعَالَى فَهُوَ مَعْرُوفٌ بِالْإِيمَانِ وَالْمُسْلِمُونَ بِهِمْ تَقَرُّوا
قَالَ كَانَ زَيْنُ الْعَبْدِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَجْعَلْهُمَا خَدَّيْهِ تَحْتَهُمَا بِرَبِّهِمَا
فَجَهَنَّمُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْفِنَ فِي الدُّعَا لَمْ يَجْعَلْهُمَا خَشْيَ تَيْبَةٍ سَمَّ بِرَبِّهِمَا
فَجُفَاءً . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ دیکھتے۔ نہ رکھتے ان کو جب تک کہ نہ پھیرتے ان کو اپنے منہ پر۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ اور ابو داؤد کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَأَمْسِكُوا بِهَا وَجْوهَكُمْ یعنی جب کہ فارغ ہو تم پس پھر ہاتھوں کو اپنے منہ پر اور بخاری شریف میں ہے۔ کہا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہاتھ اپنے یہاں تک کہ دیکھی میں نے سفیدی بغلوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔

استفتاء

سوال :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کبھی نماز پڑھتا ہو اور کبھی ترک کر دیتا ہو۔ اور اپنی زوجہ کو بھی ستر میں نہ رکھتا ہو۔ بلکہ بغیر اس کے اور یوٹی اسکے وجود میں کوٹ کوٹ کر بھری ہو ایسے شخص کو امام بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بنیاد و توجہ السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور چٹیاں۔

الجواب :- ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ کیونکہ ایسے شخص کے کفر میں اختلاف ہے۔ بعض ائمہ دین نے ایسے شخص کو کافر لکھا ہے۔ اور بعض نے گنہگار قابل تعزیر فرمایا ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام اپنی نمازوں کے لئے کوئی نیک اختیار کرو۔ چنانچہ وار قطنی وغیرہ کتب حدیث میں بایں طور مسطور ہے۔ اجْعَلُوا أَسْمَکُمْ حِیَارَکُمْ فَإِنَّہُمْ وَنَدَکُمْ نِیْمًا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ أَلِیْنَا اِنَّ سِوَکُمْ اَنْ تَقْبَلَ صَلَوتُکُمْ فَلِیْوَ مَکُمْ حِیَارَکُمْ فَإِنَّہُمْ وَنَدَکُمْ نِیْمًا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ ترجمہ :- فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مقرر کرو امام بہتر اپنے سے پس تحقیق وہ قاصد میں درمیان اس کے جو کہ درمیان تمہارے اور درمیان رب تمہارے کے ہے اور بیشک بھید تمہارا یہ ہے کہ قبول کی جاوے نماز تمہاری پس چاہیے کہ امامت کراویں تمہیں بہتر تمہارے الخ اور آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰهِ اَلْقَلْبُکُمْ بھی اسی بات پر شاہد ہے۔ اور علاوہ اسکے تمام کتب فقہ میں بھی اسی طرح مسطور ہے اور قنادیے جامع صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ دیوث کے پیچھے نماز جو اتر نہیں ہوتی۔ وَإِذَا اَخْرَجْتَ الْمَرْأَةَ مِنْ بَیْتِ الزَّوْجِ عَلٰی رِضَائِہِ وَلَا یَمْنَعُہَا فَہُوَ دِیْوَسٌ لَا یَجُوزُ الصَّلَوةُ خَلْفَہُ لِأَنَّہَا وَاَمَرَ بِالْمَرْأَةِ بِالنِّیُّوْتِ اور صاحب طحاوی نے لکھا ہے کہ گنہگار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بیشک کتب حنفیہ وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اہلسنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ فاسق ناجز کے پیچھے نماز درست ہے۔

سوا اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تم امام فاسق و فاجر کو ہمیشہ کے لئے مقرر کر لو۔ یہ تو ایک اضطراری حالت ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک وقت اپنے مخالفین حاضرین کے پیچھے اپنے لشکر کو نماز ادا کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ باقی مفصل ذکر اس کا جلد دہم میں مطالعہ کریں۔ فقط۔
واللہ اعلم بالصواب

استفتاء

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ مال زکوٰۃ کو کسی چیز میں ہیں جن میں واجب ہوتی ہے اور ان کا مقدار کتنا ہے۔ اور مال زکوٰۃ کے مستحق کون کون لوگ ہیں۔ جواب دو اجریہ لے گا۔
السائل حافظ رحمت علی از علی پور

الجواب :- مال زکوٰۃ سونا اور چاندی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور بیل اور بھینس ہیں بشرطیکہ وہ جا نور جنگل میں چرائی جرتے ہوں نہیں تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ اور نصاب اونٹوں کا پانچ ہے اور اس میں ایک بکری دینی پڑتی ہے اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار۔ اور جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو پھر ایک بنت مخاض یعنی ایک برس کی اونٹنی جس پر دس برس شروع ہو۔ اور جب چھتیس ہو جائیں تو ایک بنت لبون جس پر تیس برس شروع ہو۔ جب چھیا لیس ہو جائیں تو ایک حقہ جس پر چوبیس برس شروع ہو۔ اور اگر اسٹھ ہوں تو ایک جزعہ جس پر پانچواں سال شروع ہو۔ اور جب چھتر ہوں تو ان میں دو بنت لبون۔ اور اگر اکانوے ہو جائیں تو دو حقہ یا ایک سو بیس سال شروع ہو۔ اور جب گائے اور بیل اور بھینس اور بھینس میں تیس عدد ہیں اور ان میں سے ایک تبعہ دینا پڑتا ہے۔ مادہ ہویانر۔ اور جب چالیس ہو جائیں تو ایک مسنہ دینا لازم آتا ہے۔ اور جب ساٹھ ہو جائیں تو دو تبعہ اور اگر ستر ہوں تو ایک مسنہ۔ اور انہی میں دو مسنہ اور جب نوٹے ہوں تو تین تبعہ اور جب پورائو ہو جاوے تو دو تبعہ اور ایک مسنہ پھر اسی طرح ہر ایک تیس میں تبعہ اور ہر چالیس میں مسنہ زیادہ کرنا چاہیئے۔ اور تبعہ کہتے ہیں ایک سال کی گائے یا بھینس کو جس پر دو سال شروع ہو اور مسنہ دو سال کی کہتے ہیں جس پر تیس سال شروع ہو۔ اور نصاب بکریوں میں چالیس بکریاں ہیں۔ اور واجب ہوتی ہے ان میں ایک بکری سال کی۔ اور ایک سو اکیس میں دو بکریاں اور دو سو ایک میں تین بکریاں اور چار سو میں چار اور تمام مال تجارت میں بھی زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ جب مال نصاب کی قیمت کو پہنچ جاوے۔ اور اس میں سے چالیسواں حصہ دینا پڑتا ہے۔ اور

جو گھوڑے سے تجارت کی خاطر ہوں ان میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر اسکی قیمت دو سو درہم ہے تو اس میں سے پانچ درہم دینے پڑیں گے۔ بشرطیکہ وہ گھوڑے جنگل میں چرائے جاتے ہوں خواہ تجارت کی خاطر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور آئمہ اربعہ کے نزدیک زکوٰۃ تجارتی گھوڑوں پر واجب ہے۔ اور نصاب سونے کا بیس مثقال ہے اور چاندی کے دو سو درہم۔ اور ان ہر دو میں چالیسواں حصہ دینا لازم آتا ہے۔ خواہ زیورات ہوں یا نقدی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسَةٍ أَدْنَىٰ مِنَ الثَّرِصَةِ وَلَا لَيْسَ فِيهَا دُونَ خُمُسٍ أَفَاقٌ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَةٌ وَلَا لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ ذَوْبٌ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ نقل از مشکوٰۃ شریف۔ ترجمہ: روایت ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں زکوٰۃ بیچ پانچ وستی کے کھجوروں میں سے اور نہیں بیچ پانچ اوقیہ سے کم میں بیچ چاندی کے زکوٰۃ۔ اور نہیں بیچ کم پانچ راس اونٹ کے زکوٰۃ۔ بیان کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے۔ اور حاشیہ مشکوٰۃ میں اس کی تشریح یوں مرقوم ہے کہ وستی پانچ من پختہ کا ہوتا ہے۔ اور وستی میں ساٹھ صاع آتے ہیں۔ اور من چالیس سیر پختہ کا ہوتا ہے پس اس حساب سے پانچ وستی پچیس من کے ہوتے۔ اس سے کم ہل زکوٰۃ کھجوروں میں واجب نہ ہوگی۔ اور کتاب مجمع البحار جلد سوم صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ نو لکھنؤ میں اس طرح مرقوم ہے۔ وستی ساٹھ صاع اور صاع آٹھ رطل اور رطل نصف سیر کا ہوتا ہے۔ پس اس حساب کے مطابق پختہ تین من کھجوروں کے ہوتے ہیں اور اس میں تین من کھجور زکوٰۃ دینی پڑتی ہے اور اگر اس سے کم کھجوریں ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور چاندی کا نصاب پانچ اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا اور درہم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ حب کے وزن کا ہوتا ہے۔ اور درہم شرعی ستر حب کا ہوتا ہے۔ پس اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ پس اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو اس میں سے ساڑھے سولہ ماشے دے۔ اور اگر ساڑھے سات تولہ سونا کسی کے پاس ہو تو دو ماشہ دورتی اس میں سے زکوٰۃ دے۔ اور اگر نقد پچاس روپیہ ہوں تو ایک روپیہ چار آنہ دینے پڑتے ہیں۔ بشرطیکہ بارہ ماشہ کا روپیہ ہو اور اگر ایک سو روپیہ ہو تو اڑھائی روپیہ ان میں سے زکوٰۃ دینی واجب ہوگی۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور یہی مذہب صحیح ہے اور اسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتوہ ہے۔

۱۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ وستی سے کم یا زائد ہوں۔ اور سال گذرا ہو یا نہ۔ ہر دو صورت میں دو سو حصہ دینا پڑے گا اور صاحبین اور امام شافعی اس کے خلاف ہیں اور فتوے کے قائل پر دینا چاہیے۔ مودت عفی عنہ۔

ہے۔ چنانچہ ابو داؤد و نسائی میں حدیث بایں مضمون وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں ایک عورت آئی۔ اور اسکے ہمراہ اسکی رطکی تھی جس کے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسکی زکوٰۃ دیا کرتی ہے۔ اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر آپ نے فرمایا کیا تجھے خوش لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دن قیامت کے پہنا دے تجھکو ہاتھوں میں دو کنگن آگ کے۔ پس پھینک دیا ان کو اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں۔ پس اس حدیث صحیح سے صحت ثابت ہوا کہ زیور و زینت میں زکوٰۃ واجب ہے اور اس حدیث کے مختصر الفاظ یہ ہیں

إِنَّ أَمْرًا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا فِي يَدَيْهَا مَسْكَانَ خِلْيَظَانٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا اتَّعِطِينَ زَكَاةَ هَذَا قَالَتْ لَا فَقَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّدَ اللَّهُ بِهِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارِينَ مِنَ النَّارِ

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ الخ۔ یہ روایت عمر بن شعیب

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ اور زکوٰۃ مال نصاب پر تب واجب ہوتی ہے کہ سال برابر وہ مال حاجات ضروریہ کے علاوہ بڑا رہا ہو۔ چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَكَ مِائَتُ دُرْهَمٍ وَخَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ خَمْسَةَ دَرَاهِمٍ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَخَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ نِصْفُهَا نِصْفٌ دِينَارٍ فَمَا زَادَ حِسَابُ ذَلِكَ وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ وَلَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَكُونَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ زَكَاةُ الْيَوْمِ وَهُوَ خَمْسٌ

ترجمہ :- روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پس جب کہ ہوں پاس تیرے دو سو درہم اور گزر جائے اس پر ایک سال پس بیچ اسکے پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور نہیں اوپر تیرے کوئی چیز یہاں تک کہ ہوں تیرے پاس بیس دینار اور گزرے اوپر اسکے ایک سال پس بیچ اسکے نصف دینار ہے۔ پھر جو زیادہ ہو۔ اس حساب سے اور نہیں بے بیچ مال کے زکوٰۃ یہاں تک کہ گزرے اوپر اسکے ایک سال۔ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے الخ اور اسی طرح تمام کتب فقہ میں ہے۔ اور دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بیس دیناروں کے ساڑھے سات تولہ

نوٹ :- اس زمانہ میں جو نوٹ وغیرہ ہیں ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ کیونکہ یہ حکم مالیت کا رکھتے ہیں۔ اور ان کی غرض روپیہ چاندی اور سونا وغیرہ مل سکتا ہے۔ اقل التماویٰ عبدالحی و شامی وغیرہ کا نظام الدین عفی عنہ

بنتے ہیں اور اس سے چالیسواں حصہ دینا واجب ہوتا ہے۔ اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر کچھ زیورات
سونے کے ہوں اور کچھ چاندی کے تو پھر ان کی قیمت لگا کر نصاب پورا کر کے زکوٰۃ دے دیا کریں اور وہ کام
اس میں اختیار کریں جس میں فقراء کو فائدہ ہو۔ اور مال زکوٰۃ کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ فقیر جس کے پاس کچھ
مال ہے لیکن صاحب نصاب نہیں۔ اور مسکین جس کے پاس کچھ بھی مال نہیں۔ اور عامل جو زکوٰۃ وصول کرنے
کی خاطر حاکم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ اور رقائب اور قرضدار اور غائبین و مسافرن کو پھر چاہے ایک
کوان میں سے دیدے یا تمام کو برابر۔ اور اپنے شہریوں کو دینا بہتر ہوتا ہے اگر وہ دوسروں سے زیادہ
محتاج ہوں۔ اور حرام ہے زکوٰۃ دینا اولاد بنی ہاشم کو نہ دیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور
سادات کو مال غنیمت سے خمس دینا درست ہے۔ اور ناجائز ہے زکوٰۃ دینا کافر شخص اور زوجہ اپنی کو
اور ایسا ہی زوج کو لینا درست نہیں۔ اور نہیں جائز زکوٰۃ دینا غنی کو اور مال باپ کو اور وادادادی اور نانا
نانی کو وصول سے یہاں تک کہ اوپر چلا جاوے۔ اور ایسا ہی نہیں جائز زکوٰۃ دینا بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ نواسہ
نواسی کو فروغ سے یہاں تک نیچے سلسلہ جاوے۔ پس یہ مذہب ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور
دوسرے آئمہ کا اس میں اختلاف ہے۔ اور ان کے ماسواۃ جو اور رشتہ دار غرباء ہیں ان کو مال زکوٰۃ لینا اور
دینا افضل ہے۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور صدقہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات کسی صاحب شعور پر پوشیدہ
نہیں اور علمائے دین اور طلباء علم دین کو زکوٰۃ دینا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ ثواب ہے۔ اور مجاہد
الابرار صفحہ ۱۵۶ میں لکھا ہے مَنْ اَفْضَلَ الْمَصَارِفِ مَنْ لَيُّونَ ذَا اَحْيَالٍ اَوْ مَدِيُونًا اَوْ مَوْلِيًا اَوْ قَرِيْبًا
وَاَوْ اِلَى الْقَرِيْبِ لَيُّونَ صَدَقَةً قَلِيلَةً وَلَا يَخْفِ اَعْلَى اَحَدٍ فِي صَلَهِ الرَّحْمِ مِنَ الثَّوَابِ وَالْاِ
صْدَقَاءُ وَالْاَخْوَانُ فِي الدِّينِ لَيُّونَ اَعْلَى الْمَصَارِفِ قَلِيلَةً اَوْ كَثِيرَةً اَوْ اِلَى الْقَرِيْبِ اَوْ اِلَى
تَرْجُمہ :- یعنی سب سے بہتر مصرف وہ ہے جو مال بچوں والا قرضدار یا بیمار یا اپنا رشتہ دار ہو کیونکہ
کیونکہ اپنے عزیزوں کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ بھی ہے۔ اور کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ صلہ رحمی میں
کتنا ثواب ہے۔ اور دوست اور دینی بھائی اور مصارف پر مقدم ہیں جیسا کہ اپنے غیروں پر مقدم ہیں۔ اور
بہت ثواب ہے بے زکوٰۃ دینا ماہِ رجب و شعبان و رمضان المبارک میں۔ کیونکہ اسکا مصرف اچھی جگہ ہوگا
اور کمال بھلائی دینے والے دین نے کہ زکوٰۃ دینا نیک آدمی کو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اچھی جگہ خرچ کرے گا اور
عہدہ رقائب۔ یعنی مکاتب۔ مراد یہ ہے کہ اسکو قیمت میں مدد کر کے آزاد کرادیں۔ مولف عفی عنہ

مال زکوٰۃ کو مسجد کے بنانے اور کفن میت واداء قرضہ میت پر نہ لگایا جاوے اور غنی کے غلام اور اسکے بیٹے وغیرہ کو بھی زکوٰۃ نہ دی جاوے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

الحج

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی سروری عفی عنہ

سوال :- صدقہ فطر کا ادا کرنا کن لوگوں پر واجب ہے۔ اور عقیقہ میں کیا کیا حکم ہیں۔ جواب دو اجڑے گا۔

الجواب :- صدقہ فطر ان لوگوں پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہوں۔ پھر خواہ ان کے نصاب

پر سال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو اور اپنی حوائج سے فراغت رکھتے ہوں۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے :-

صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْحُرِّ الْمُسْلِمِ إِذَا كَانَ مَالًا كَالْمِقْدَارِ الْنِصَابِ فَإِذَا كَانَ مُسْلِمًا وَثَنًا
وَأَسَانًا وَفَوْسَهً وَصَلَحًا وَغَبِيدًا أَلْحَمَّ وَأَوْصَدَقَهُ فِطْرَ عِيدٍ كِي صَبَحَ الْوَقْتُ وَاجِبٌ يَوْجُئًا هُوَ

اسکو عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ اور لغیر دینے کے ساقط نہیں ہوگا۔ اور صدقہ دینا دینی

کو واجب ہے اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں اور غلاموں اور کنیزوں کی طرف سے اور

عمیت اپنا فطرانہ خود ادا کرے۔ اور ایسے ہی فرزند بائع جو غنی اور الگ ہو باپ سے۔ اور صدقہ دینا واجب

ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَةُ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ

وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ أَمْرِيهَا أَنْ يُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ :- روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا کہ فرض کیا بی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ

ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے ہر مسلمانوں

سے اور حکم فرمایا کہ اسکو ادا کریں لوگوں کے نکلنے سے پہلے نماز کی طرف۔ بیان کیا ہے اس حدیث کو بخاری

و مسلم نے اور عبد الرزاق نے بائیں طور حدیث نقل فرمائی ہے ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي خُطْبَةٍ آدَا عَنْ

كُلِّ حُرٍّ وَغَبِيدٍ أَوْ كَبِيرٍ أَوْ صَغِيرٍ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ

ترجمہ :- یعنی بی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ادا کرو ہر آزاد و غلام سے خواہ عظیم ہو یا کبیر ہو نصف صاع

گیہوں اور صاع جو سے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور صاع ایک پیمانہ ہے۔ اور صاع معتبر وہ ہے کہ جس

میں ایک ہزار چالیس درہم مونگ یا مسور سماویں۔ نقل از عین الہدایہ صفحہ ۸۵۶ سطر ۱۱

الفقیہ فصل ثالث

ترجمہ: روایت ہے ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو اذان دی
 بیچ کان حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو وقت کہ جتنا اسکو حضرت مائی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 خاتون جنت نے مانند آذان نماز کے الخ پس ان دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ ہر روز ہفتہ عقیقہ کرنا اور مولود کا
 سر مونڈوانا اور اسکے بالوں کو چاندی یا سونے سے وزن کر کے صدقہ کرنا اور بوقت تولد ہونے مولود کے
 اس کے کان میں آذان و اقامت کہنا یہ سب امور مستحب ہیں۔ اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۴۶۵
 میں لکھا ہے کہ اگر ہر روز ہفتہ عقیقہ نہ ہو سکے تو چودھویں روز کرے۔ اور اگر چودھویں روز بھی نہ ہو سکے
 تو اکیسویں روز کرے۔ اگر ان تاریخوں میں نہیں کر سکتا تو جب طاقت ہو کرے۔ اور عقیقہ کی خاطر
 قرعہ نہ اٹھاوے کیونکہ عقیقہ کرنا فرض واجب نہیں۔ اور مولود کے بالوں کو زمین میں دفن کرے۔ اور سر
 اور پیراں اور پائے ذبیحہ کے حجام کو دیدے۔ اور باقی گوشت کو تین حصوں پر تقسیم کرے۔ اور اس
 سے ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے۔ اور دو حصہ باقی ماندہ ہمسایہ و اقارب اور اپنے لئے رکھے۔ غنا
 قَالَ الْعَلَمَاءُ وَحُكْمُ الْعَقِيقَةِ حُكْمُ الْإِصْحَاقِ ۚ پس دریں صورت خوردن گوشت آل مادر و پدر و جد و جدہ
 را نیز جائز است۔ اور ہڈی گوشت عقیقہ کو توڑنا اچھا نہیں۔ اگر توڑ ڈالے تو کوئی خوف بھی نہیں۔ اور پوست
 عقیقہ کو صدقہ کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ اپنے استعمال میں لاوے تو بھی جائز ہے۔ اور وقت ذبح کرنے کے
 یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هَذَا عَقِيقَةُ ابْنِ فُلَانٍ ذَمَّهَا يَدَاهُ وَلَحْمُهَا يَلْبَسُهَا وَجِلْدُهَا يَجْلِدُهَا وَشَعْرُهَا
 يَسْعُرُهَا اَللّٰهُمَّ ثَقِّبْهَا مِنِّيْ وَاجْعَلْهَا يَدًا لِابْنِيْ مِنَ النَّارِ۔ اور مولود کا نام مطابق شرع شریف کے رکھنا
 چاہیے۔ اور اسکی خوشی میں شیرینی وغیرہ اشیائے ماکولہ تقسیم کریں تو درست ہے۔ اس میں کوئی خوف نہیں
 اور شریعت کے برخلاف کوئی کام نہ کیا جاوے۔ اور مبارک بادی مروجہ کرنے میں کچھ عیب نہیں۔ اور
 عتہ بارہ (۱۳) برس سے پیشتر کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

المجيب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- طلاق رجعی اور طلاق بائن کسکو کہتے ہیں۔ اور ان کے افاظہ کیا ہیں اور اسکا حکم کیا ہے۔

اسائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور

جواب درجہ پلے گا۔

الجواب :- طلاق رجعی اسکو کہتے ہیں جس میں بدول نکاح جدید و حلالہ کے رجوع کرنے سے ہی عورت حلال ہو سکتی ہو۔ اور اسکی پانچ شرطیں ہیں۔ پہلے تین طلاق یکبارگی نہ کہے۔ دوم صریح لفظ طلاق کا بولے۔ سوم ایک دفعہ ہی طلاق کہی ہو۔ اس سے پہلے کوئی طلاق نہ کہی ہو۔ چہارم مالی اسباب کا ذکر طلاق کے ساتھ نہ کیا ہو۔ پنجم وہ عورت مدخولہ اسکی ہو۔ اگر ان کے برعکس کرے گا تو طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ چنانچہ کتاب صلوٰۃ مسعودی جلد سوم ص ۵۸ میں بایں طور مسطور ہے۔ بدائیکہ طلاق رجعی را پنج شرط است۔ اول آنکہ یکبار ہر سہ نہ بد۔ دوم آنکہ صریح طلاق ہو۔ سوم آنکہ یک طلاق دہد کہ پیش از دے نہ گفته بود۔ چہارم آنکہ مال در میان نبود۔ پنجم آنکہ مدخولہ ہو۔ بچنیں طلاق ہا رجعی بود۔ و اگر زن مدخولہ را سہ طلاق دہد سہ بار یک طلاق واقع شود و اگر مدخولہ بود ہر سہ طلاق واقع شود۔ اور طلاق رجعی کے الفاظ بہت ہیں لیکن یہاں بطور اختصار تحریر کر دیئے جاتے ہیں وہ یہذا۔ اگر مروزن را گفت اگر بخاند مادر بروی ترا طلاق۔ یا فلاں کار کنی ترا طلاق یا من فلاں کار کنم زن از من بطلاق۔ یا رستہ تو پوشم ترا طلاق۔ یا ہر جہ ترا طلاق۔ یا نصف ترا طلاق۔ یا ثلث ترا طلاق یا ربع ترا طلاق۔ یا مانند آن عضو شائع از بدن یا گوید روئے ترا یا سر ترا یا گردن ترا یا نفس ترا یا روح ترا بایں سہ الفاظ یک طلاق رجعی واقع شود۔

اور طلاق بائنہ وہ ہوتی ہے جس کے کہنے پر اس عورت کو بدول نکاح جدیدہ کے گھر میں نہیں رکھ سکتا اور طلاق بائنہ کے بے شمار الفاظ ہیں۔ کیونکہ اس میں الفاظ کنایہ کہ مومنوع سے طلاق نہیں ہوتے۔ اپنے اپنے ملک کی بولی کے مطابق استعمال ہوا کرتے ہیں۔ اور بعض ایسے الفاظ کنایہ بولے جاتے ہیں کہ جن سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے جیسا کہ اعتدی یعنی شمار کر استبری رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدہ یعنی تو اکیلی ہے۔ انت حرۃ اختاری۔ امرک بیدک مرختک فارقتک وغیرہ۔ پس اگر یہ الفاظ عدم ناراضگی و عدم ذکر طلاق اور بدول نیت طلاق دینے کے کسی شخص نے اپنی عورت کو کہے تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر یہ الفاظ بولے اور نیت طلاق کی کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کسی شخص نے کہا انت بائنہ انت بئنہ انت خدام۔ انت خلیفۃ۔ انت بدیۃ۔ خلیفۃ علی غار بک الحقیق۔ باہلک و ہبتک لاہلک۔ سترہتک۔ نارتک۔ امرک بیدک انت حرۃ۔ ثمنی خنوی۔ استبری۔ اخذی۔ اغذی۔ قوی۔ ابغی الارز واج۔ ترجمہ ان الفاظ کا یہ ہے۔ تو جدا ہے۔ تو حرام ہے۔ تو خالی ہے۔ تو بری ہے۔ تو بیزار ہے۔ رسی تیری گروں پر ہے۔ یعنی جہاں چاہے تو چلی جا۔ مل جا اپنے

لوگوں سے بحثائیں نے تجھ کو تیسرے اہل کو۔ رخصت کیا میں نے تجھ کو۔ تیرا کام تیسرے ہاتھ میں ہے۔ تو آزاد ہے۔ چادر پہن لے۔ چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے۔ اپنے آپ کو چھپالے مجھ سے۔ دور ہو جا۔ نکل جا۔ کھڑی ہو جا۔ خاوند کو تلاش کر لے۔ پس ان تمام صورتوں میں ایک طلاق بائن پڑ جاوے گی۔ اگرچہ نیت کی خبر میں ایک طلاق یا دو طلاق کی۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو کہا تجھ کو میں نے طلاق بائن دیا۔ یا کہ کہا اَشَدَّ الطَّلَاقِ یا اَفْحَشَ الطَّلَاقِ یا اَخْبَثَ الطَّلَاقِ یا طَلَاقِ الشُّطَّانِ یا طَلَاقِ بِدْعَتِ دِیَا میں نے تجھے طلاق مثل ہیار کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض یا بڑی طلاق یا عظیم طلاق یا غلط۔ پس ان تمام الفاظ میں ایک طلاق بائن بلا نیت واقع ہوگی۔ نقل از شرح وقایہ و در مختار اور فتاویٰ جامع الفوائد میں بایں طور ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا ترار یا کروم اَلَا تَطْلُقِ اِلَّا بِالنِّیَّةِ وَاِنْ نَوِیَ بَاِئْنَا۔ اور اگر کسی نے کہا میں تینوں متا یا چھوڑ دیا۔ یا جد ہے بھائیوں تد سے لگی ورنہ۔ یَقَعُ طَلَاقٌ بَاِئْنٌ بِلَا نِیَّةٍ مِّمَّا قُوْ قَالَ اَنْتَ بَاِئْنٌ۔ اور اگر کسی نے کہا ترار گذاشتم۔ یا تینوں میں متی یا تینوں میں چھوڑ دی۔ یَقَعُ طَلَاقٌ بَاِئْنٌ وَاِنْ اَرَادَ مُعْتَبِرُنِ الْكَلَامِ۔ اور اگر کسی نے کہا توں بیعتوں رہی مکی فَطَلَّقُ طَلَوْقًا بَاِئْنًا وَلَوْ قَالَ مَرَا تُوْكَارِئِیْسِتْ وَتَرَا بِنَیْنِ۔ اَعْطِیْ مَا حَانَ عِنْدَکَ وَادَّهَبِیْ حَیْثُ شِئْتَ اَلْیَقَعُ الطَّلَاقُ بِدَاِئِنِ النِّیَّةِ اور صاحب کتاب حافی جلد ثانی صفحہ ۱۸ بحوالہ کتاب کافی و بارہ مسائل طلاق یوں تشریح فرمائی ہے۔ الفاظ کنایتی بسیار است۔ چنانچہ اگر مرد سے زن خود را گوید تو جدا شدہ و یا تو حرامی و یا گوید دامن بریدہ شدی۔ یا گوید رسن بر گردن تو یعنی از من برود ہر جائیکہ ترا خوش آید۔ و یا گوید برو بہ پیوند با اہل خود۔ یعنی برو و پدر یا قریبیاں خود برو۔ و تو خالی یعنی از نکاح و تو بیزاری از نکاح۔ و ترا بخشیدم بقربائیاں تو برو و تو جدائی و یا کار تو بدست تست و تو آزادی۔ و مقنعہ پوش و دامنے پوش۔ و پہناں شوی یعنی از من و غریب شو۔ یعنی از من بیرون آئی و برو برو ہیز برائے خود طلب کن ایں جملہ لفظہا ماکنائت طلاق گویند۔ و در ہدایہ میگوید۔ اگر بدیں لفظہا نیت طلاق کند یکے طلاق بائنہ واقع شد و اگر نیت برسہ طلاق کند برسہ واقع شد و اگر نیت دو طلاق کند یکے طلاق واقع شود۔ مگر آنکہ زن و شوہر در حالت ذکر طلاق باشند آن زمان بدیں الفاظ نزدیک یک طلاق واقع شود۔ اگرچہ نیت طلاق نباشد۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجید

خادم شریعت نظام دین ملتانی مفتی قادری عفی عنہ

سوال :- اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو بحالت غضب کہے کہ تو میری ماں بہن ہے۔ اس میں کوئی طلاق واقع ہوگی۔ جواب دوا جرمیلے گا۔

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور

الجواب :- اس صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیریہ صفحہ ۳۳۱ سطر ۱۲ میں اس طرح پر تحریر ہے اور عورت سے کہا کہ تو میری ماں ہے تو منکوحہ ہرگز ہوگا مگر مکروہ تحریمیہ ہے۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ اے میری دختر یا اے میری بہن یا مثل اسکے تو بھی وہی حکم ہے اور فتاویٰ حمادیہ و جوابہر و فتاویٰ جامع الفوائد بالظہار صفحہ ۱۲۷ میں نیز بایں طور مسطور ہے وَلَوْ قَالَ لَهَا أَنْتِ أُمِّي فَلَيْسَ بِشَيْءٍ اور کہا بعض نے کہ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق باتن واقع ہوگی۔ لیکن یہ قول قابل عمل نہیں اور ایسے الفاظ کہنے والے کو توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- اگر ہندہ کا زنا کرنا اپنے سر سے ثابت ہو جائے تو وہ اس حرمت مصاہرہ کی صورت میں بدول حاصل کرنے طلاق کے شوہر سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ جواب دوا جرمیلے گا۔

الجواب :- صورت مذکورہ بالا میں وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ تا وقتیکہ وہ اپنے خاوند سے طلاق حاصل نہ کرے کیونکہ حرمت مصاہرہ میں نکاح بالعنا و قائم رہتا ہے۔ اور اگر قاضی یا حاکم کے تفریق کرنے سے پہلے مرد نے اس سے وطی کر لی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ چنانچہ غائتہ الاوطال شرح درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۵ میں مسطور ہے وَيَجْزِمُهُ الْمَصَاهِرَةُ لَا يَنْتَفِعُ النِّكَاحُ حَتَّى لَا يَجْعَلَ لَهَا الثَّرَّةَ بِأَخْرِائِهَا بَعْدَ الْمَتَارَكَةِ وَالْقَضَاءِ الْعِدَّةِ وَالْوَطْئِ بِهَا لَا يَكُونُ زَنًا،

ترجمہ :- یعنی اور حرمت مصاہرہ سے نکاح نہیں ٹوٹ جاتا۔ یہاں تک کہ دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہیں چھوڑ دینے۔ یعنی بعد طلاق دینے اور عدت گزرنے کے نکاح اور قربت کرنا اس حرمت میں نہ ہوگا۔ یعنی زوج اگر قبل تفریق کے صحبت کرے گا تو اس پر حد زنا کی واجب نہ ہوگی۔ کذا فی حاشیہ المدنی عن الذخیرہ الخ اور فتاویٰ نوید الہدیٰ صفحہ ۸۸ جلد اول میں لکھا ہے کہ اگر حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے تو نکاح ان کا بالکل باطل نہیں ہو جاتا۔ اور دوسرے شخص سے وہ عورت نکاح نہیں کر سکتی تا وقتیکہ اسکا خاوند اسکو طلاق نہ دیدے۔ اور اگر اسکا خاوند اس سے وطی کرے گا تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ وہ ہرگز

بصرف المصاہرۃ لا ینالغۃ النکاح حتی لا یحل لہا التزوۃ بزواج آخر۔ وان معنی سنون الی بعد المتارکۃ ولو علی ان یتوکل زنا فلا یجب علیہ الحد ہذا فی خزینۃ وامینۃ اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۹۰ سطر ۲ میں بایں طرہ مذکور ہے واذا وقعت الفرقة بین الزوجین بسبب المصاہرۃ فانہ لا یو لغۃ النکاح منہما اصل بل یقی النکاح بعد الحرمة علی وجه الفساد حتی لا یحل لہا تزواج بزواج آخر الی بعد المتارکۃ وان معنی علیہا مسئلۃ ولو وطئہا زوجہا لا یلکون زنا لانیۃ مختلف فیہ الخ اور فتاویٰ نور الہدیٰ جلد اول میں اس طرح مرقوم ہے۔ وقتیکہ میاں مرد و زن حرمت مصاہرہ واقع شود نکاح فاسد نہی شود بلکہ باقی میماند با فساد تا آنکہ زن را شوہر دیگر خواستن روا نیست سوائے جدائی و متارکت شوہر اگر چہ سالہا بگذارد۔ اگر زن را ہمیں شوہر وطی کند۔ زنا سوال گفت و حد زنا نباشد زیر حرمت مختلف قید است الخ اور نیز فتاویٰ برہنہ و مقرودم صفحہ ۴۹ میں مذکور ہے کہ حرمت مصاہرۃ رافع نکاح نیست وطی باو زنا نبود بر شوہر دیگر حرام باشد۔ و اگر چہ بریں سالہا رود۔ مگر بعد از متارک کہ کافی القینہ۔ اور اسکے حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔ یعنی اگر شخصے گفت ماد زن را مس بشہوت کردہ ام۔ پس مصاہرۃ ثابت شود۔ و زن ایں مرد را نکاح دور نشود۔ بشرطیکہ تکذیب نفس خود کردہ باشد۔ وطی ایں شخص بایں زن زنا نبود۔ و بر مرد دیگر حلال نشود تا اں شخص اول طلاق نہ بدائے پس ان تمام دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کے شوہر پر حرام بالفساد ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ دوسرے شخص سے بھی بدول حاصل کرنے طلاق و تفریق قاضی کے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ اعلم بالصواب :

الجبیب

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- اگر عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ تیرے والد نے یا تیرے بیٹے نے میرے ساتھ زنا یا لہر کیا ہے اس پر گواہ بھی پورے طور پر نہیں ملے۔ اور شوہر بھی اسکا تصدیق نہیں کرتا۔ یا تصدیق کرتا ہے لیکن اس کا باپ اس بات کو نہیں مانتا اب اس صورت میں کیا وہ عورت اس پر حرام ہوتی یا نہیں اور ان پر کیا حکم ہے۔

جواب :- جب حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے تو اس سے وطی کرنی درست نہیں۔ اور اگر شبہ میں وطی کرنی تو اس پر حد قائم نہ کی جائے گی۔ اسکو تعزیر ہونی چاہیئے۔ الخ منہ عنی عنہ معصفت :-

الجواب: اگر اس کے شوہر نے تصدیق کر لی تو وہ عورت اس پر بائنہ ہو جاوے گی۔ اگر تصدیق نہ کی تو وہ حرام نہ ہوگی۔ چنانچہ عبارات ذیل سے معلوم ہوتا ہے وَإِذَا تَوَّجَّهَ يُلْكَا فَوَجَدَهَا يُتَابَا وَقَالَ الْوَلَدُ فَضَنِي صَدَّقَهَا بَانْتِ وَالْوَلَدُ۔ اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔ یعنی نکاح کیا ایک مرد نے باکرہ عورت سے۔ تو اس نے اسے باکرہ نہ پایا پھر اس نے پوچھا کہ کس نے تیرا ازالہ بکارت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ تیرے باپ نے میری بکارت کا ازالہ کیا سو اگر زوج نے اس کے لئے تصدیق کی تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ بدوں مہر کے یعنی مہر دینا شوہر پر واجب نہ ہوا کیونکہ عورت کا قصور تھا کہ اس نے اول کیوں ظاہر نہیں کیا۔ اگر عورت کی تصدیق شوہر نے نہیں کی تو نکاح نہ ٹوٹا چاہے اس کو رکھے چاہے چھوڑ دے۔ نقل از غایۃ الاوطار جلد دوم صفحہ ۱۳۔ اور کتاب عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۲۱ میں تیرہ بایں طور مسطور ہے۔ جو رو نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھ سے تیرے باپ نے وطی کی یا تیرے بیٹے نے شہوت سے مس کیا۔ اگر شوہر و اس کا بیٹا تصدیق نہ کرے تو بائنہ نہ ہوگی۔ اور اسی فتاویٰ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے حرمت مصاہرہ کا اقرار کیا جس سے جہود حرام ہوتی ہے تو دونوں میں تفریق کرانی جائز ہے۔ مثلاً کہا مرد نے کہ میں نے تیرے نکاح سے پہلے یا بعد تیری ماں سے وطی کی۔ اگرچہ دل لگی سے کہا ہو۔ المحیط پھر اگر دعویٰ کرے کہ میں نے جھوٹ کہا تو قاضی تصدیق نہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگرچہ جھوٹا تھا تو یہی ہوگا۔ اور جو رو حرام نہ ہوگی۔ مگر قاضی تفریق کر اس کے پورا مہر دلوایگا۔ التجنیس۔ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اسکی حرمت کا دار و مدار اس کے خاوند پر ہے۔ اگر وہ تصدیق کرے تو اس پر حرام ہوگی۔ اگر وہ تصدیق نہ کرے اور گواہی پورے طور پر دیں تو پھر بھی اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور اگر کبھی تصدیق کرے اور کبھی انکار کرے تو اس صورت میں قاضی کو چاہیے کہ ان میں تفریق کر دے۔ اور اس کے امراء کو تسلیم نہ کرے۔ اور اگر گواہ بھی اس کے نہیں اور تصدیق بھی نہیں کرتا تو وہ عورت اس پر حرام نہ ہوگی۔ کما مر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال: ثبوت زنا کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے۔ اور کس طرح گواہی لی جاوے۔ جواب دو اور ملے گا۔

الجواب: زنا کے ثبوت کی خاطر چار آدمیوں کی ضرورت ہے جو نیک مرد ہوں۔ چنانچہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْفَحْشَاءَ لَمْ يُؤْخَذُوا بِرَبْعَةِ شُهَدَاءَ أُولَٰئِكَ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّبِيِّينَ وَبَشَرَتْ لِبَشَرَةٍ أَرْبَعَةٌ رِّجَالٌ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَلَوْ تَفَرَّقُوا حَتَّىٰ لَا يَشْهَدَ أَحَدُهُمْ عَلَى الْآخَرِ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَشَرَةٌ شَيْءٌ وَكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ یعنی زنا چار آدمیوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی مجلس میں ہوں۔ اگر متفرق ہونگے تو تمام پر حد لگائی جائے گی۔ اور امام گواہوں سے

اس طرح سوال کرے مَا هُوَ۔ یعنی زنا کیا تھا؟ کَيْفَ هُوَ۔ وہ کس طرح تھا۔ وَأَيْنَ هُوَ۔ اور کہاں تھا۔ وَمَتَى هُوَ؟ اور زنا کب کیا تھا۔ وَبَيْنَ ذَٰلِكَ۔ اور کس کے ساتھ کیا تھا۔ فَإِنْ بَيَّنُّوا وَقَالُوا رَأَيْنَا لَا وَطِئَهَا فِي فَرْجِهَا كَالْمِئِيلِ فِي الْمَكَّةِ حَتَّمَهَا؟

ترجمہ :- یعنی اگر وہ تمام باتوں کو بیان کر دیں اور کہیں ہم نے اس شخص کو اس عورت کے فرج میں دھکی کر تے ہوئے دیکھا جیسے سُرمجہ سر میدانی میں۔ پھر ان کی شہادت کے بعد قاضی ان پر حد مارنے کا حکم کرے الخ اور حد کی چھ قسمیں ہیں۔ حد زنا۔ حد شراب۔ اور حد بد مست۔ اور حد قذف۔ اور حد چوری۔ وحد ڈاکہ زنی پس اگر ان کا ثبوت ہو جائے تو ان پر حد و قائم کئے جائیں گے۔ زانی اور زانیہ محض ہونگے تو ان کو رجم کا حکم دیا جائے گا۔ اور محض اس کو کہتے ہیں جو عاقل بالغ مسلم اصیل شادی شدہ اور عورت سے دخول بھی کیا ہو۔ تو ایسے شخص کو ایک بڑے وسیع میدان میں گاڑ کر پہلے اس پر گواہ پتھر ماریں۔ پھر حاکم صفیں باندھ کر عوام الناس اس پر پتھر ماریں۔ واللہ اعلم بالصواب :-

المجيب

خادم شریعت نظام دین حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- اجل بعض لوگ اپنی رگیوں کو بیٹیں بیٹیں سال تک بٹھا دیتے ہیں اور ان کا نکاح نہیں کرتے اور یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ بڑے افعال کرنے لگ جاتی ہیں کیا اس صورت میں وہ گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں۔

الجواب :- رگی جب جوان ہو جائے تو اس کا نکاح جلدی کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اگر وہ بد فعلی کرے گی تو اس کے ذمہ وارا کے ماں باپ ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّرَاءِ لَا مَكْتُوبَ مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ اِثْنًا فَاقْتُلْ ذَلِكَ عَلَيْهِ زَوَاةُ الْيَمَنِ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ۔

ترجمہ :- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ کتاب

علہ :- حد زنا کنوارہ کی ۱۰ درہ ہے۔ محض کی سنگ سار ہے۔ حد شراب کی ار قذف کی ۸۰ درہ ہے۔ اور چوری کی سزا دس درہم یا نابید چوری ثابت ہو تو ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ راہزن کی سزا قتل ہے جیسی حرکت کرے گا ویسی سزا ہے۔ باقی بڑی کتابوں میں ملاحظہ کریں :-

تورات میں مرقوم ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ نکاح نہ کرے تو جو اس کی لڑکی سے گناہ ہوگا اسکا بوجھ اس کے باپ کی گردن پر ہوگا۔ اور ایک حدیث میں اس طرح وارد ہے۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلَدَ لَهُ فَلْيَحْسِنْ إِسْمَهُ وَأَذَنَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجَهُ فَلَمَّا بَلَغَ وَلَمْ يَزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِثْمًا عَلَى أَبِيهِ۔

ترجمہ :- حضرت ابی سعید خدری و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اسکو چاہیے کہ اسکا نام اچھا رکھے۔ اور اسکو ادب سکھائے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اسکی شادی کرے۔ اگر وہ بالغ ہو گیا اور باوجود طاقت ہونے کے اس کی شادی نہ کی۔ تو جو اس سے گناہ سرزد ہوگا وہ اس کے باپ کی گردن پر ہوگا۔ پس برادران کو چاہیے کہ جب لڑکی یا لڑکا بالغ ہو جائے تو جلد شادی کر دینی چاہیے۔ ورنہ مجرم ہونگے۔

المجيب

خادم شریعت نظام دین طہانی حنفی قادری سرمدی عفی عنہ

سوال :- حرمت مصاحرہ کا کیا ثبوت ہے۔ جواب حدیث شریف و اقوال آئمہ دین سے دیں۔ کیونکہ وہابی لوگ اس مسئلہ کے بالکل منکر ہیں۔

الجواب :- مسائل حرمت مصاحرہ کا ثبوت قرآن مجید و کتب احادیث میں یاں طہ مذکور ہے کہ سب خلقت اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے رکھی ہے لقولہ تعالیٰ خَلَقَ مِنْ مَّاءٍ ذَاتِیْ یَحْیٰی یُخْرِجُ مِنْ بَيْنِ الصُّنْبِ وَالذَّرَائِبِ۔ پس اس میں فرق صرف بعیدی ہے۔ چنانچہ عین الہدایہ جلد دوم صفحہ ۸۱ میں اس مسئلہ کو یاں صورت بیان کیا ہے۔ تحقیق الکلام یہ ہے کہ جو بچہ کسی مرد کے نطفہ سے ہو وہ اسکا بیٹا اور بیٹی ہے۔ بدلیل حدیث راہب جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک عورت نے اسکو مہلتائے فجر کر نیکا بیڑا اٹھایا تھا۔ آخر قابو نہ پایا تو چہرہ دلہے سے زنا کر کے پیٹ دکھایا۔ اور لوگوں کو دکھایا۔ جنہوں نے راہب کو مارا اور اسکا صومعہ کھود ڈالا۔ مرد نیک نے اس دو دھپتے بچے سے خطاب کیا۔ کہ اوجہ تیرا باپ کون ہے اللہ تعالیٰ نے بندہ صالح کی کرامت پر اس شیر خوار کو گویا کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا باپ فلاں چور والا ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ خوف و مذمت سے اس کے پاؤں پر گرے۔ غرضیکہ یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جسکے نطفہ سے مخلوق ہو اسی کا فرزند بیٹا بیٹی ہوتا ہے۔ اور زبان عرب میں بھی معروف ہے۔ پس لعنت موافق حدیث صحیح ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حَقَّ مَثِّ عَلَیْکُمْ

اُمَّہَاتُکُمْ وَبَنَاتُکُمْ ط الْاٰیۃ۔ میں بیٹیوں کو حرام کیا ہے۔ پس بیٹی موافق لغت و حدیث کے وہ بچہ مادہ جو مرد آدمی کے نطفہ سے مخلوق ہوئی خواہ لطفہ بطریق شرعی ڈالا ہو یا نہیں۔ کیونکہ حدیث راہب میں چرواہا جس نے زنا سے نطفہ ڈالا تھا۔ پھر وہ باپ اور یہ بیٹا ٹھہرا یاں فرق دونوں صورتوں میں بر وجہ دیگر ہے وہ اس طرح کہ فرزند سے دو قسم کے احکام متعلق ہیں۔ ایک بنظر ذات و خلقت اور دوم بنظر میراث و منفعت۔ پس خارج ذات کے احکام و منافع بطریق سزا کے زانی کو نہیں لیں گے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللzanی ہوا الحجر۔ یعنی فرزند تو فراش کے واسطے ہے۔ مرد زنا کا کے واسطے پتھر میں۔ یعنی یہ کہ جس فرزند کے حق میں یہ احکام مرتب ہوں۔ وہ فرزند ہوتا ہے جو صحیح فراش کے یعنی حلال شرعی سے پیدا ہوا خواہ بطور نکاح یا بطور ملک کے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ احکام ذاتی میں وہ فرزند نہ ہو۔ حالانکہ حدیث راہب سے ثابت کیا اور صریح قرابت بوجہ ذات کے ہے۔ اور بالا جماع جب وطی دختر سے واقع ہو تو مال حرام ہو جاتی ہے۔ جب کہ نکاح ہو تو اسی جہت سے کہ وہ فرزند کا سبب ہے۔ حتیٰ کہ جو فرزند پیدا ہو وہ باپ کا بچہ ہے۔ اور جب کہ میں نے ثابت کر دیا کہ نکاح کو کچھ دخل نہیں بلکہ زنا سے پیدا ہو وہ بھی باپ کا بچہ ہے تو ثابت ہوا کہ ہر وطی موجب حرمت ہے کیونکہ اسکا کوئی قائل نہیں کہ بچہ ہو تو وطی موجب حرمت مصاہرہ ہے ورنہ نہیں۔ پس ثبوت ہو گیا کہ وطی سے حرمت مصاہرت لازم ہو جاتی ہے۔ اور جو بچہ پیدا ہو وہ بیٹا یا بیٹی ہوتی ہے اور اس سے قرابت محرمہ متحقق ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی بیٹی ہے۔ پھر اگر وہ حلال طور پر ہو تو احکام میراث وغیرہ بھی ثبوت میں در نہیں آئے۔ اور کتاب الاثر محمد رحمۃ اللہ علیہ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے۔ و ہونہا۔ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَادٍ عَنْ اَبِي هَیْمَةَ قَالَ اِذَا قَبِلَ الرَّجُلُ اِمْرَاۃً اَدْلَمَسَهَا بِشَهْوَةٍ اَخْرَمَتْ عَلَيْهِ اِمْرَاۃً قَالَ مُحَمَّدٌ وَیْہِ نَاخِذْ هُوَ قَوْلُ اَبِی حَنِيفَةَ ۝

ترجمہ :- جب بوسہ باس کیا کسی شخص نے اپنی ساس کا شہوت سے تو اس صورت میں اسکی زوجہ اسپر حرام ہوگی۔ اور کہا امام محمد نے ہم اسی کو پچڑتے ہیں۔ اور یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور کتاب نور الہدیہ جلد ۲ صفحہ ۶ میں ایک حدیث بایں الفاظ مسطور ہے کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ حرمت مصاہرہ کے مسئلہ میں اس لئے مقتی کو لازم نہیں کہ بدول طلاق دلانے کے تفریق زوجین میں کرانے کہ

نے نکاح الفساد کا حکم دیا ہے۔ کہ جانہیں کے دلائل میں کلام ہے؛

الجواب :- اس جیلہ و صورت میں یہ نکاح ہرگز ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا کیونکہ ان کا ایمان مطمئن بالقلب ہے۔ اور قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔ لقولہ تعالیٰ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِنْ اَكْبَرَةٍ وَقُلُوبُهُ مَطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ نیکہ سورہ نحل ۷۰

ترجمہ :- یعنی جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے پیچھے ایمان اپنے کے مگر جو شخص کہ زبردستی کیا گیا اور دل اس کا آرام میں ہے ساتھ ایمان کے الخ پس اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص زبردستی سے کفر کے کلمات کہلایا جائے اور حالانکہ اس کا ایمان مطمئن ہو تو وہ ان کلمات سے کہلاتا ہے۔ اور کتاب غایتہ الاوطار جلد دوم صفحہ ۷۷ میں اس طرح اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے کہ جب عورت ابطالی نکاح کے واسطے ارتداد اختیار کرے چنانچہ قدامت کے عالمگیر میں اس کی تصریح کی ہے کہ اگر عورت کفر زبان پر جاری کرے زوج کو رنج دینے کے واسطے اور مہر ٹپھانے کے واسطے بیک نکاح جدید کے تو اس کو زبردستی مسلمان کرنا چاہیے پھر قاضی اس کا نکاح جدید کرے تو ٹپھانے مہر پر کذا فی الحاشیہ الحدیثی۔ اور آگے اس کے درمختار کی عبارت بھی یوں دلالت کرتی ہے۔ وہو ہذا۔ وَافْتِيْ مَشَائِمَ بَعْدَ مَا لِفِرْقَةٍ بَرَدَتْهَا جُرَاو تَيْسَرُ الرَّسِيْمَا الَّتِي تَقَعُ فِي الْكُفْرِ ثُمَّ تَنْكُحُ قَالَ فِي النَّهْرِ وَالْاِقْتَابِ هَذَا مِنَ الْاِفْتَاءِ فِي النُّوَادِرِ۔ یعنی فتوے دیا مشائخ بلخ نے جدائی نہ پڑنے کا عورت کے مرتد ہونے سے عیدت کی جھڑکی کے واسطے تاکہ شوہر پر اس کا جیلہ نہ چلے۔ اور خلق پر آسانی کے واسطے جہاں قاضی اور حاکم نہ ہو علی الخصوص وہ عورت کہ موجبات کفر کرے پھر منکر ہو جاوے۔ نہر الفائق میں کہا کہ اس روایت پر فتوے دینا بہتر ہے نوادر کی روایت کے فتوے سے الخ من عینہ نقل از غایتہ الاوطار شرح درمختار۔ اور فتاویٰ قاضی خان جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ لکھنؤ میں بایں طرح تحریر ہے مَتْلُوْحَةٌ اَزْتَدَتْ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ حَتّٰی عَنْ اَيِّ نَصْرٍ وَاَبِي الْقَاسِمِ الصَّفَّاءِ اِنَّهَا قَالَتْ لَا يَقَعُ الْفِرْقَةُ بَيْنَهُمَا حَتّٰی لَا تَقِلُّ اِلٰی مَقْصُوْدِهَا الْفِرْقَةُ وَفِي الرَّاٰيَاتِ الْاُخْرٰى لِقَعُ الْفِرْقَةِ وَحُبْسِ الْمَرَاةِ حَتّٰی تَسْلِمَ وَبَعْدَ وَالنَّكَاحِ الْاَوْ اَوْ قَدْ اَوْسَعُ نَرْ اہدی صفحہ ۱۶ میں نیز اس طرح پر مشائخ بلخ و سمرقند کا فتویٰ تحریر ہے كَانُوا يَفْتَوْنَ بَعْدَ مَرَقُوْعِ الْفِرْقَةِ بِرَدِّ الْمَرَاةِ حَسْبَ الْبَابِ الْمَعْصِيَةِ وَغَايِهِمْ لِقَعُ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ تَجِبُ عَلٰى النِّكَاحِ بِرُؤُوسِهَا بَعْدَ اِلْسَالِهَا بِالْمَقْصُوْدِ يَحْصُلُ بِذَلِكَ مَشَائِخُ بَخَارِي وَكَانُوا اَعْلٰى هَذَا عَلَيْنِي مِنْ عَيْنِهِ وَلَا تَقْتُلُ مَرَدَّةً حَرَكَةً كَانَتْ اَدَامَةً تَجِبُ عَلٰى اِلْسَالِهَا وَلَا تَحْبِسُ حَتّٰی تَسْلِمَ اِلَّا بِالْمَكَارِمِ اِنْ تَمَامَ دَلَالَتُهَا وَاصْ بُوْحَاكَايَةِ اِسْ جِلْمِ نِكَاحِ خُودِ بَعْدَ فُسْخِ نَهْيِ بُوْسُكْتَا۔ ہاں اگر اس کا مطلب مرتدی پر ہے تو پھر بھی حاکم و مفتی و قاضی کو لازم ہے کہ اس

عورت کو اسلام پر مجبور کریں۔ ورنہ قید کریں۔ یہاں تک کہ وہ اسلام لائے۔ پورا سکے خاوند سے ہی اس کا نکاح کر دے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الحي

خادم شریعت نظام دین مٹانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال پر رڑکا ہویا رڑکی کتبی عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں۔

الجواب: کتاب ہدایہ جلد سوم میں یہ مسئلہ اس طرح پر مسطور ہے قَالَ بُلُوغُ الْغُلَامِ بِاِحْتِلَامٍ وَالرَّحْبَالِ وَالْاِنْزَالِ اِذَا وُطِيَ قَانٌ لَمْ يُوجَدْ ذَلِكَ فَحَتَّى يَتِمَّ لَهُ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ وَبُلُوغُ الْجَارِيَةِ بِالْحَيْضِ وَالْاِحْتِلَامِ قَانٌ لَمْ يُجَدْ ذَلِكَ فَحَتَّى يَتِمَّ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَهَذَا عِنْدَ اَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اِذَا اَتَمَّ لِلْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً بَلَغَا هُوَ رَوَايَةٌ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَعِنْدَ فِي الْغُلَامِ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً بَلَغَا وَهُوَ رَوَاهُ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ عَلَيْهِ وَعِنْدَ فِي الْغُلَامِ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي لَوْ كَانَ بَالِغًا اسوقت ہوتا ہے کہ احتلام ہو یا وطی کر کے عورت کو حاملہ کرے یا انزال ہو۔ پس اگر ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو بالغ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس پورے ہو جائیں۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور لڑکی اسوقت بالغ ہوتی ہے کہ اسکو حیض آوے۔ یا احتلام ہو یا حمل ہو جاوے۔ اور یہ بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور صاحبین نے فرمایا کہ لڑکا لڑکی دونوں جب کہ پندرہ برس کے ہو جائیں۔ اور یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی حضرت امام شافعی کا قول ہے الخ اور اگر لڑکا یا لڑکی قریب بلوغت کے پہنچ جائیں اور کہہ دیں کہ ہمیں احتلام ہوتا ہے تو ان کے قول کو تسلیم کیا جائیگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے قَالَ وَاِذَا رَاحَ الْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ الْحِلْمَ وَاشْكَلَ امْرَاَتُهُ فِي الْمُبُوغِ فَقَالَ قَوْلُهُ وَاحْكُمَا بِالْبَالِغِينَ لِقَوْلِهِ مَعْنَى لَا يَحْكُمُ الْاِمْرَاَتُ جَنْسَهَا ظَاهِرًا فَاِذَا اَخْبَرَا بِهَا لَمْ يَكُنْ بِهَا الظَّاهِرُ قَبْلَ قَوْلِهَا فِيهِ كَمَا يَقْبَلُ قَوْلُ الْمَرْأَةِ فِي الْحَيْضِ يَعْنِي اِنْ لَرَّكَ لَرَّكَ قَرِيبَ بُلُوغٍ يَهْنِي وَبُلُوغٍ فِي اَنْ كِي حَالَتِ مُشْتَبِهٌ هُوَ كِي۔ پس اس نے کہا کہ میں بالغ ہوں تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اس پر بالغین کے احکام ثابت ہونگے کیونکہ بلوغ ایک ایسی ہی چیز ہے جو سوا ان دونوں کے اور کسی طرح پر معلوم نہیں ہونے۔ تو جب ان دونوں نے بلوغ کی خبر دی اور ظاہر میں کوئی ایسی چیز

نہیں جو ان کو جھٹلا دے تو اس بارہ میں ان دونوں کا قول قبول ہوگا۔ جیسے عورت نے اپنے حیض کی خبر دی تو اس کا قول قبول ہوتا ہے۔

فتاویٰ: قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو امر صرف عورت ہی کی طرف سے معلوم ہوتا ہے اس میں عورت کا اظہار بحکم قولہ تعالیٰ وَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَكُنَّ مِمَّنْ مَّا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهَا مِثْلَ الْآيَةِ کے قبول ہوگا۔ اسی طرح طفل قریب بلوغ کا قول ہے۔ اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۷۳ میں لکھا ہے وَحَدَّثَ الْمَرْأَةُ هِقَّةً ابْنُ عَشَرَ فِي الذَّكَرِ وَتِسْعَ سِنِينَ فِي الْأُنْثَى۔ یعنی حدیث کا مراحتی کی بارہ سال میں ہے۔ اور عورت کی نو سال میں ہے۔ اور حکم مراحتہ کا مانند حکم بالغین کے ہے۔ وَالْمَرْأَةُ هِقَّةً كَالْبَالِغِ وَالْبَالِغَةُ۔ اور اگر لڑکا یا لڑکی میں یہ آثار نہ پائے جائیں تو ان کی عمر جب پندرہ برس کی ہو جائے تو فتویٰ کی ان کی بلوغت کا دیا جاوے گا۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ نقل از جامع الفوائد صفحہ ۸۸۔ اور حدیث بھی اس پر شاہد ہے۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ تَالَى فَرَضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامًا أَحَدًا وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعٍ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَدَّ فِي ثَمَرٍ مَرَضَةٍ عَلَيْهِ عَامُ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَنِي الْخ

ترجمہ :- یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ احد کے موقع پر جنگ میں جانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور میری عمر اس وقت چودہ برس کی تھی۔ تو میرے لڑکپن کے سبب سے حضرت نے مجھے واپس کر دیا۔ پھر جنگ خندق کے موقع پر میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی۔ تو اس میں مجھے اجازت جنگ میں شریک ہونے کی دی گئی۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بارہ برس سے کم عمر کا لڑکا بالغ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی لڑکی نو برس سے کم عمر کی بالغ ہو سکتی ہے۔ یعنی ان کو آثار مثل حیض و انزال و احتلام و حمل کے نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :-

المجيب
خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- میت کے ساتھ شجرہ شریف اپنے خاندان کا رکھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب :- دو اجزائے گاہ۔
الجواب :- شجرہ شریف قبر میں ایک طرف میت کے ساتھ دیوار میں طاقہ بنا کر رکھنا اس میں رکھنا تبرکات درست ہے۔ لیکن میت کے سینہ پر رکھنا نزدیک علمائے کرام و فضلاء نے عظام کے درست نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتبیٰ دہلی میں بایں طور مسطور

ہے۔ شجرہ درقبر نہادن معمول بزرگان است۔ لیکن اس را دو طریق است۔ اول اینکه بر سینہ مردہ دروں کفن یا یا بالائے کفن گذارند۔ اس طریق را قہا منع میکند۔ و میگویند کہ از بدن مردہ خون و ریم سیلان میکند و موجب سوء ادب با سماء بزرگان میشود۔ و طریق دوم اینست کہ جانب سر مردہ اندرون قبر لحاقیہ بگذارند و در آن کاغذ شجرہ را بنهند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حقی قادری عفی عنہ وزیر آبادی
سوال :- ہر پانچ نماز کے بعد کیا وظیفہ کرنا چاہیئے اور بوقت وظیفہ کرنے کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت مبارک کا تصور کرنا یا مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دو اجریئے گا۔

الجواب :- جو کسی صاحب کے مرشد نے فرمایا ہو وہ وظیفہ کرنا چاہیئے۔ اس میں بہت فائدہ ہوتا ہے لیکن فقیر کا خاندان قادری ہے۔ اور قادری خاندان کے نزدیک بعد از نماز صبح پانچ تسبیح درود شریف کی پڑھنی چاہیئے۔ اور نماز ظہر کے بعد استغفار کی چھ تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ اور نماز عصر کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ پانچ دفعہ پڑھنا چاہیئے۔ اور نماز مغرب کے بعد سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پانچ سو بار۔ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک و سورہ مزل ایک ایک بار پڑھنی چاہیئے۔ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے کہ بوقت درود شریف پڑھنے کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کو تصور کرنا اور منہ بجانب مدینہ منورہ کر کے بیٹھنا درست ہے۔ اور عبارت بعینہ یہ ہے۔ بعد از نماز عشاء درود پھر صبیحہ کہ باشد صد بار متوجہ بہ سمت مدینہ منورہ شدہ و استحضار صورت مبارک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمودہ باید خواند الخ۔ اور کتاب شامی و نہر الفائق و احیاء العلوم جلد اول میں مذکور ہے کہ بوقت پڑھنے السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور دل میں کرے۔ اور کتب تاریخ میں ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا جائز ہے۔ اور باقی مفصل ذکر اسکا جلد اول و پنجم میں گذر چکا ہے مطالعہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حقی قادری عفی عنہ
سوال :- ختم خواجگان بوقت مصیبت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب دو اجریئے گا۔
الجواب :- ختم خواجگان کا پڑھنا ہر مصیبت کے لئے تیر بہدت ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالم

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیز جلد اول صفحہ ۱۲ سطر ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور فوائد اسماء کے یوں تحریر کرتے ہیں۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ یا صد بار اول و آخر و در شریف وہ بارتا حصول مقصود برائے استمال قلب حکام۔ یَا مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ بِالْخَيْرِ و صد بار بعد از نماز عشاء و باید خواند۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ صد بار نیز برائے اس کار مجرب است۔ و اگر ختم خواجگان برائے حصول مہم اتفاق افتد بہتر است۔ و یا قاضی الحاجات نیز باید خواند الخ فقط۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین قادری سروری حنفی ملتانی حنفی عند

سوال:۔ طریق زیارت قبور اوران سے استمداد کرنے کا کیا ہے۔ اور اسکا ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں ہے تو تحریر فرمادیں۔ فقط۔

الجواب:۔ اس مسئلہ کا ثبوت جلد اول میں گذر چکا ہے۔ اور شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۷۱ میں بایں الفاظ تحریر کیا ہے۔ کہ جب کوئی کسی مومن کی قبر پر جاوے کہے اَللّٰهُمَّ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَمَّا ذَنَبُوْکُمْ وَخَنَّ اِشَاءَ اللّٰهِ بِکُمْ اَلَّا یُحْشَوْنَ۔

اول یشت بقبلہ رو بیمنہ میت نماید و سورہ فاتحہ یک بار و خلاص سہ بار بخواند۔ اور اگر صاحب قبر دلی ہو تو منہ اسکے سینہ کے مقابلہ میں کرے اور اکیس مرتبہ ضربا یہ اسماء طیبہ پڑھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ذَبَّاهُ رَبُّنَا وَلَهُ الْمُلْکُ الْیَوْمَ اور بعد اسکے سورہ انا انزلناہ کو تین مرتبہ بہ نیت خالص پڑھے تو ان کے پڑھنے سے برکات و انوار دل پر نازل ہونگے اور اسکے آگے سفر ۱۷۱ میں بایں طور مسطور ہے۔ بعضے از اہل قبور مشہور بکمال اند و کمال ایشاں بتواتر شدہ طریق استمداد از ایشاں آنست کہ جانب سر قبر و سورہ بقرہ انگشت بر قبر نہادہ تا مفلحون بخواند باز بطرف چپ قبر بیاید۔ و اَمَّنَ الرَّسُوْلُ مَا اَخْرَجَ سورہ بخواند و بزبان گوید اے حضرت من برائے فلاں کار در جناب الہی التجا کے دعا میکنم۔ شما نیز بدعا شفاعت امداد من نمائید۔ باز رو اقبلہ آورد و مظلوم خود را از جناب باری خواہد۔ و

کسانیکہ کمال ایشاں معلوم نیست و مشہور و متواتر شدہ دریافت کمال انہا ہمیں طریق استمداد کہ بعد فاتحہ درود و ذکر سجود دل خود را مقابلہ سینہ مقبورہ آورد۔ و اگر راحت و تسکین و نور سے دریا فنت کنند بدانکہ اس قبر اہل اصلاح و کمال است۔ لکن استمداد از مشہوریں بیاید کرد الخ اور باقی ثبوت ان مسائل کا جلد اول میں مطالعہ کریں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی حنفی عند

سوال : تعویذ اور گٹہ اور استخارہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ فرقہ وہابیہ ان کو شرک اور کفر بتاتے ہیں۔ چنانچہ کتاب تعویذ الایمان و کتاب التوحید میں مذکور ہے۔ اور اس مسئلہ کا جواب حدیث شریف سے تحریر کریں۔ فقط۔

الجواب : تعویذ بنانا اور دم کرنا اور دھاگے پر عقد کرنا برائے دفع امراض وغیرہ جائز ہے۔ کیونکہ حدیث شریف اسپر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزندوں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے تعویذ بنایا۔ اور ان کے گلے میں ڈالا اور فرمایا یہ تعویذ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارا ہے باپ نے اپنے فرزند حضرت اسمعیل و حضرت اسحق علیہما السلام کے لئے بھی بنایا کرتے تھے۔ اور یہ حدیث مسلم شریف و کتاب تولد الجلیل صفحہ ۱۰۶ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی میں بھی موجود ہے۔ اور حدیثیں اسر بہت شاہد ہیں۔ اور حافظ محمد صاحب سرگودہ فرقہ غیر مقلدین نے اپنی کتاب زینت الاسلام حصہ دوم ص ۸۱ میں بہت تعویذ تحریر فرمائے ہیں اور لکھتے ہیں۔

شعر

نفع رسائی خلقت کارن چاہو عمل جے کوئی روا شرع و چہ میں اوہ لکھاں تسال اجازت ہوئی
اور استخارہ کرنا بھی درست ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال : برائے دفع کرنے آسیب جادو کے کونسا عمل مجرب ہے۔

الجواب : حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ صفحہ ۱۳ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ روغن ہر شفت در او نہ مہی انداختہ چہار وہ بار آیت قطب یعنی ثَمَّ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ مِنَ بَعْدِ الْقُرْآنِ آتِیَ الصُّدُورِ کہ در سپارہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ورسورت آل عمران است خواندہ برآں روغن بد بد ہر بار کہ خواندہ دم کردہ باشد۔ پس روغن مذکور بر تمام بدن آسیب زدہ بمالد۔ بوجہیکہ موضع یک مونسے ہم غالی نہ ماند۔ واجب نماید کہ آں روغن را بر زمین نہید۔ و درست داراں نہ اندازد۔ و ہر کہ اول روغن بمالد ہماں کس ہر روز مالیدہ باشد۔ و قیام اول روز مقرر کند تجاوز نماید انشاء اللہ آسیب دفع گردد۔ و دفع سحر معوذتین و آیات سحر کہ مرقوم گردد کہ در آب جاری کہ آب گنگ باشد یا غیر آں در سبوحہ طلبیدہ در آں ایں تعویذ را انداختہ ازاں آب مسور را قدری باید نوشا بند۔ و دست و پاں مے ہم باید شویا بند۔ و اگر اتفاق غسل شود بہتر است۔ و ایں عمل روز یکشنبہ باشد۔

چند بار ہمیں طور کردہ باشد انشاء اللہ تعالیٰ دفع سحر خواہ شد۔ آیات دفع سحر اس است۔

نمبر ۱: فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَغَلَبُوا هَٰذَا لَكَ ۝ وَالْقُلُوبُ أَفْغَرُ مِن ۚ وَالْقِيَامَةُ سَجْدَةٌ ۝
قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝

نمبر ۲: فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهَ السِّحْرِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝
وَيَحِقُّ لِلَّهِ الْحَقُّ بِكَلِمَتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

نمبر ۳: إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدًا سَاجِدًا ۚ يَفْلَحُ السَّاجِدُ حَتَّىٰ آتَىٰ ۚ پس انشاء اللہ چند بار عیمل کرنے سے سحر وغیرہ
کا اثر باقی نہ رہے گا۔ اور اول آیت شریف سوہ اعراف اور دوسری آیت کریمہ سورہ یونس میں ہے۔ اور تیسری
سورہ طہ میں ہے۔

اور اگر کوئی شخص خواب میں دُرتا ہو یا جادو سحر یا سایہ دیو پر پی کا اس پر ہو تو اس دعا کے طیبہ
کو تحریر کر کر گلے میں ڈال دے۔ مجرب ہے۔ وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ
اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ عَذَابِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِكَا وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطَانِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ اَهْبَا
شَرَّاهِیَا اللّٰهُ حَافِظِی اللّٰهُ نَا حِرِی اللّٰهُ نَا حِرِی اللّٰهُ مَعِی ۝ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ ۝
حَسْبِی اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْئِیۃُ وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝

سوال: بعض عورتوں کو حمل ہوتا ہے لیکن خام ہی گر جاتا ہے۔ اس کے واسطے کو نشا تعویذ کر دینا
چاہیے۔

الجواب: اس کے واسطے یہ ہر دو تعویذ مجرب ہیں۔ یہ تعویذ تو بنا کر اسکے گلے میں ڈالے۔ اور
دوسرے تعویذ سب حاملہ ہو تو ہر تین ماہ میں تین تین بکری کے دودھ میں بھگو کر نوش کرے انشاء اللہ
تعالیٰ حمل کبھی نہیں گرے گا۔ تعویذ گلے میں باندھنے والا یہ ہے۔

| | | |
|------------------------|-----------------|-------------------------|
| یَا رَبِّ جِبْرِیْلَ | یَا قَسِیُّوْمَ | یَا رَبِّ مِیْكَائِیْلَ |
| یَا قَسِیُّوْمَ | یَا قَسِیُّوْمَ | یَا قَسِیُّوْمَ |
| یَا رَبِّ اسْرَافِیْلَ | یَا قَسِیُّوْمَ | یَا رَبِّ عِزْرَافِیْلَ |

سوال: برائے دفع شرارت دشمنان کوئی مجرب وظیفہ تحریر فرمائیں۔

الجواب: اس دعا کو ہمیشہ چلتے پھرتے وقت تصور دشمن کا کر کے پڑھنا چاہیے **اللَّهُمَّ إِنَّا جَعَلْنَاكَ**

فِي خُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ اور علاوہ اسکے سورہ فیل و تبت بھی مجرب ہے۔

ویگر :- اگر دشمن کو بہت جلدی ذلیل و پریشان کرنا ہو تو سورہ تبت کو مرغی کے انڈے خراب شدہ پرالسی لکھ

کر پرانی قبر میں دفن کر دے اور خود بھی تین ہفتہ قبر کے درمیان بیٹھ کر ہر روز بلا ناغہ سورہ مذکور کو دو سو اسی دفعہ

بتصور پڑھے۔ **انشاء اللہ تعالیٰ** دشمن بہت جلدی ہلاک ہو گا۔ اور ان تمام عملیات کی اجازت کتاب ہذا

کے خریداروں کو ہے۔ فقط۔

سوال: طریق روزی حلال حاصل کرنے کا کس طرح پر ہے۔ جواب دو اجری ملے گا۔

الجواب: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۶۶

میں اسکا طریق بایں طور لکھا ہے کہ اول تو کرمی بشرطیکہ اعانت کفر و ظلم درآں نباشد۔ و کار غیر مشروع نیز درآں

نباشد۔ دوم: زراعت بشرطیکہ ادائے حقوق عاملان بوجہ مشروع گردد۔ سوم: تجارت در امور مباح

بشرط ادائے حقوق و عدم تطفیف و رکیل و وزن و غش و غیرہ ذلک۔ چہارم: صنعت و حرفت ہمیں

مشروط است۔ **رَكُوا حَلَالًا طَيِّبًا** بریں امر نص صریح شاہد است۔ فقط۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین حقی عفی عنہ

(استفتاء)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگوں کو وجہ و رقص بوقت

سماع سننے کے پر کمال کی توجہ سے ہوتا ہے۔ یہ کیسا ہے۔ اور چمبر مارنا درست ہے یا نہیں۔ جواب

بسنہ کتاب تحریر فرمادیں۔

السائل خادم الفقراء شہاب دین مخدوم از قادر پورال علاقہ ملتان

الجواب: رقص اور وجد ایک بے اختیاری حالت ہے جو طالب پر آتی ہے جسکو شارع علیہ السلام

نے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتاویٰ میں بچند وجوہ جائز فرمایا ہے

اور وہ یہ ہے۔ مقصود از آفرینش محبت حضرت منعم و اطاعت اوست و ایں محبت را بسیار اقسام است

و حکم چند سبب مختلف میشود یکے اسباب محرک این محبت دوم مقتضائے دورہ سوم فیض مرشد۔ آل چہارم
 امرجہ مہاں بایں سبب گوناگون طریقہ برائے اظہار محبت پیدا میشود۔ و حق تعالیٰ چندین درجات جنت کہ
 پیدا کردہ است برائے اختلاف امرجہ و احوال اہل جنت است۔ جماعت رافی الحقیقت شورشے در دل
 پیدا میشود۔ کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول و مشروع عاجزی آیند۔ صحابہ کرام و تابعین عظام را
 سبب غلبہ انوار نبوت و انوار قرآن مجید ایں احوال طاری نمیشد۔ چوں نظر خلق بر احوال قلب افتاد۔ بدکرو
 شغل کہ لطیفہ قلب بچوش مے آرد مشغول شدند۔ گوناگون احوال از انرا ع دیگر پیدا شد۔ بعضے اور در مزاج غلبہ
 لذت حسن سماع بود۔ ہمراہ آل غلبہ نسبت باطن میشود۔ بعضے را بالعکس ویرا کہ نسبت ایشان سکون و اطمینان
 و استغراق بودہ است و بعضے را نسبت ابتہاج و انبساط بدربارفتہ و صل محبوب حقیقی شد و بعضے را بملاحظہ
 غایت تتریبہ حسن ابدی لازم حال گشت۔ بالجملہ مردن بعضے ازین حادثہ شوق و میل صریح است بہ شدت
 ہیجان محبت الہی و استیلای آل بر قلب ایشان پس اعتراض میرہ میچے ہرگز نیاید کرد۔
 چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طغیہ پاکال کند

ظاہر است کہ اوقات لیل و نہار چہ قدر تفاوت دارد انہم اور علاوہ اسکے کتاب و جز الصراط صغیرہ ۴۰ اسطر
 اول علامہ ابن حیون بایں طور اسکے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں وَالرَّقْصُ دَمِيمًا يَوْكَدُ جَوَازَ الرَّقْصِ مَا ذَكَرَ
 فِي مَسْنَدِ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَجَعْفَرُ وَزَيْدُ
 فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَيْدٍ أَنْتَ مَوْلَايَ فَحَجَلٌ وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخَلْقِي
 فَحَجَلٌ ثُمَّ قَالَ لِي أَنْتَ مِنِّي فَحَجَلٌ وَالْحَجَلُ رَقْصٌ خَاصٌّ وَالْعَامُ جِزْءُ الْخَاصِّ فَذَا جَازَ لَوْعٍ مِنَ
 الرَّقْصِ جَازَ مُطْلَقَةً اَلْخَم

ترجمہ ۴۔ اور رقص کی بابت جس سے کہ اس کی تاکید ملتی ہے یہ کہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام
 احمد بن حنبل کی مسند میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ میں اور زید اور جعفر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت شریف
 میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا اَنْتَ مَوْلَايَ پس میں رقص میں آیا پھر آپ نے جعفر کو فرمایا
 اَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخَلْقِي تُو اس پر جعفر رقص میں آیا اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ اَنْتَ مِنِّي تو آپ کے فرما
 سے میں بھی رقص میں آیا۔ اور رقص خاص ہے۔ اور عام خاص کی جزو ہوا کرتا ہے۔ جب نوع رقص کا جواز
 ملتا ہے تو مطلق بھی جائز ہوا۔ اور قرآن مجید سورہ بنی اسرائیل کے اخیر میں مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے

کہ جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں تو بے اختیار ہو کر گر پڑتے ہیں وہ ہذا و یخروون للذقان ینکون ویذیذہم خشوعاً۔

ترجمہ :- یعنی گر پڑتے ہیں اور پٹھوڑیوں کے روتے ہوتے۔ اور زیادہ کرتا ہے ان کو بلحاظ خشوع کے انہیں ان دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ اہل دل کا رونا اور رقص بے اختیار کرنا جائز ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جو بختیار خودناچتے کودتے ہاتھ پاؤں مارتے اور ہاہو کرتے ہیں اور مزامیر سے دوسرے سرود سنتے ہیں۔ اور کنجروں اور ڈوموں سے غنائتے ہیں اور نمازوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے یہ سب امور بیشک بالاتفاق علمائے دین حرام و ناجائز ہیں چنانچہ فتاویٰ نور الہدیٰ صفحہ ۲۶۷ میں بایں طور ہے۔ الرقص الذی یفعلہ المتصوتہ فی زماننا حرام لا یجوز المقصد والمجلوس الیہ اور جمہر مارنا ڈھول وغیرہ اشیاء کے حرام ہے۔ چنانچہ انواع مولوی عبداللہ صاحب دفتر اول صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص جمہر مارتا ہے تو اس کی دہریں شیطان انگشت دیتا ہے اور وہ خوب ناچتا کودتا ہے۔ اور وہ یہ ہے ۔

جو مسلم ہو کر نچدا ہے اوہ دیکھو برا کریندا دہریچوں اس جلدی شیٹوں بیٹھوں انگل دیندا

ہاں اگر بوقت عیدین برائے اعلان یا بوقت نکاح یا تولد لڑکا یا برائے تیاری قافلہ یا بوقت قدم کسی شخص کے یا حفظ قرآن کی فرحت پر دف بجائے تو ان مقاموں پر جائز ہے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ رجل استاجر رجلاً یضرب لہ البطل ان کان لہولاً یجوز لہ نہ معصیۃ وان کان للفرز او العرس او القافلۃ یجوز لہ نہ طاعة نقل از حاشیہ در مختار باب اجارہ فاسد حاشیہ علامہ طحاوی عن ظہیر الدین۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سوال :- عوام الناس کے لئے سرود سننا مباح ہے یا حرام۔

الجواب :- بیشک بغرض شہوت و دنس پرستی و بلا شرائط و ماسوائے صاحب حال و اہل دل کے عوام الناس کے لئے سرود سننا حرام بالاتفاق آئمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہے۔ اس میں کسی صاحب کو کلام نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۲۶۹ میں اس طرح پر مسطور ہے لقولہ علیہ السلام استماع صوت الملاحی معصیۃ والمجلوس علیہا فسق والمقلد دیہا من الکفر اور صاحب کافی نے لکھا ہے واما الاستماع صوت الملاحی کالضرب بالقصب وغیرہ ذلک فهو حرام ومعصیۃ اور صاحب نصاب الاحشایہ میں ہے لہو المحدث والغناء ضرب البریط والطنبور والدف والراوت رما

اشبهہم کل ذلک حرام۔ اور فتاویٰ نور الہدیٰ صفحہ ۴۳ میں بایں طور مسطور ہے اما الغناء فلا خلاف فی الحریمۃ لانہا من اللہ واللعب اذ المذموم وهو مذہب مالک وسائر اہل المدینۃ وهو مذہب ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وسائر اہل الکوفۃ الخ وفی شرح منهاج عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ قال الغناء لہو ومعصیت وقال شیخ الامام ابو القاسم البغوی احد ائمۃ الشافعیہ فی المعالم اعلم۔ التغنی حرام فی جمیع الادیان وقال احمد بن حنبل الغناء والادناء والاکد اب والملاہی والمزامیر کلہا حرام پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ سارنگی طبلہ طنبور گانا بجانا منرا میر وغیرہ اشیا کے ساتھ حرام ہے نزدیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور تمام ادیان میں اور محیط میں لکھا ہے کہ ان اشیا کو حلال تصور کرنے والا کافر ہے۔ وہ ہوندا۔ ان التغنی والتصفیق بہا ما ستماعا کلہا حرام ومستحلہا عافوا الخ ہکذا فی جامع الرموز وقاضی خاں وقا قارخانہ وغیرہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت نظام دین قادری عفی عنہ وزیر آباد

سوال :- طلاق تفویض اور ایلاء اور ظہار اور خلع کی کیا صورتیں ہیں۔ اور نکاح فضولی کس چیز کا نام اور اس کی صورت کیا ہے جواب دو اجریے گا۔

السائل محمد عبدالغنی مدرس جھپور انوالی مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۳۲۸ھ

الجواب :- طلاق تفویض اسکو کہتے ہیں کہ مرد اپنی زوجہ کو طلاق واقعہ کرنے کے لئے اختیار دیتا ہے اور اسکے ایقاع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تفویض یعنی غیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسرا توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا۔ تیسری قسم رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کہلا بھیجنا۔ اور فرق میان تفویض و توکیل کے یہ ہے کہ جس کو تفویض ہو وہ اپنی ذات کے واسطے عمل کرتا ہے۔ یعنی اس میں اختیار ہے چاہے کرے یا نہ کرے اور توکیل میں وکیل یا مور ہو تا ہے۔ وکیل کو وہ کام ضرور کرنا پڑتا ہے۔ اور رسالت تو محض تحمل اور سفارش سے عبارت ہے جس کے معنی پلچی گری کے ہوتے ہیں۔ اور الفاظ تفویض کے تین طرح پر بولے جایا کرتے ہیں اور حکم ان کا حکم طلاق بائن کا ہوا کرتا ہے۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں تنخیرا موبالید امشیت اور مثال ان کی یہ ہے امرک ببیدلک او اختیارئی یعنی اگر زوج نے اپنی عورت کو کہا کہ تو اپنے تئیں طلاق دے یا بہ نیت طلاق

لے :- یہ حکم عام نہیں بعض صورتوں میں رجعی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے ۱۲۰ منہ مولف عفی عنہ !

کہا کہ یہ حکم تیرے ہاتھ میں ہے۔ تجھ کو اختیار ہے۔ پس اگر اسی مجلس طویل اور اسی کام میں جو کر رہی تھی علم ہونے پر طلاق دیوے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور اگر مجلس مختلف ہوگی یا علم ہونے پر اور کام کو شروع کر دیا تو حیار ان صورتوں میں باطل ہو جائے گا۔ اور اسی پر اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم ہونے کے پھر بیٹھ گئی۔ یا بیٹھی تھی تکیہ لگالیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہوں کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اسکو کھڑا کر دیا۔ پس ان تمام صورتوں میں مجلس مختلف نہ ہوگی۔ اور نہ ہی حیار باطل ہوگا۔ اور کشتی کا حکم مانند حکم اسکے گھر کے ہے۔ اور اگر مرد نے ایک دفعہ عورت کو کہا کہ اختیاری اور نیت تین طلاق کی کرنی اور عورت نے جواباً اختیار نفسی تو اس میں طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر مرد نے تین بار عورت کو کہا اختیاری اختیاری اور عورت نے جواباً کہا اختیاری کیا میں نے اختیار کیا میں نے اختیار کرنے کو یا کیا اختیار کیا اختیار میں نے پہلے یا دوسرے کو یا اخیر کو تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی نزدیک حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اور اگر مرد نے کہا طلعتی نفسک اور ایک لفظ زیادہ کیا مثل متی شئت یا ماشئت یا اذ شئت تو ان صورتوں میں جب چاہے عورت علم ہونے پر اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے۔ اور اس میں مرد کو رجوع کرنا صحیح نہیں۔ اور توکیل میں مرد کو رجوع کرنا صحیح اور درست ہوتا ہے۔ اور توکیل میں قید مجلس کی نہیں ہوتی۔ نقل از ہدایہ و در مختار و شرح وقایہ و فتاویٰ جامع الفوائد جلد ثانی۔

اور ایلاء کہتے ہیں کہ کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ میں عدت ایلاء میں عورت کے ساتھ جماع نہ کروں گا پس اس صورت کو ایلاء کہتے ہیں۔ اور ایلاء کی مدت چار مہینے ہے۔ اگر اس نے اس مدت کے اندر جماع نہ کیا تو پھر اس کی عورت اس پر بان ہو جائے گی اور قرآن مجید اس پر شاہد ہے وَالَّذِينَ يُولُّونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثَلَاثَ أَجَلٍ

ترجمہ :- جو لوگ ایلاء کرتے ہیں اپنی عورتوں سے انتظار ہے چار مہینے کا۔ اور ایلاء کے الفاظ بھی دو قسم ہو کر تے ہیں۔ صریح۔ کنایہ۔ اور صریح الفاظ میں تو نیت کی ضرورت نہیں اور کنایہ میں نیت شرط ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ قسم خداوند کریم کی میں تجھ سے قربت نہ کروں گا۔ یا کہا خدا کی قسم میں چار مہینے تک تیرے ساتھ قربت نہ کروں گا۔ اگر میں نزدیکی کروں تو مجھ پر حج ہے۔ یا روزہ یا صدقہ یا تجھے طلاق ہے یا میرا غلام آزاد ہے تو ان سب صورتوں میں ایلاء ثابت ہوگا۔ اور ایلاء چار ماہ سے کم میں نہیں

روزوں کی تو کھانا کھلاوے ساٹھ مسکینوں کو۔ اور اگر کسی شخص نے دو ماہ کے روزے رکھنے شروع کر دیے اور رکھتے ہوئے ایک روزہ بھی افطار کیا یا قصداً یا سہواً یا عورت سے وطی کی تو پھر از سر نو روزے رکھنے شروع کرے اور پہلے رکھے ہوئے شمار میں نہ لاوے۔ اور اگر رشتہ دار بہ نیت کفارہ کی طرف سے کفارہ ادا کریں تو بھی درست ہے۔ اور اگر پکا کر طعام نہ کھلانا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو نصف صاع کے حساب پر فی آدمی کو مثل صدقہ فطر کے گیلوں سے دیدے۔ نقل از شرح وقایہ و جامع صفحہ ۱۹۲۔ اور خلع کہتے ہیں زوجیت زائل کرنے کو مقابلے اس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہے۔ بلا حاجت شدید خلع کرنا منع ہے۔ ہاں اگر شرارت اور لڑائی درمیان میاں بیوی کے اس قدر تنگ بڑھ گئی ہو کہ اسکی اصلاح کرنی دشوار ہو چکی ہو تو پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ۔ یعنی اگر تم خوف کر اس بات کا کہ وہ نہ قائم کر سکیں گے حدیں اللہ کی تو نہیں ہے گناہ ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دیو عورت ساتھ اسکے اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر کہا کہ میں اپنے خاوند کو پسند نہیں رکھتی۔ بلکہ اگر مجھے نہ ہوتا خوف اللہ تعالیٰ کا تو میں اس کے منہ پر تھوکتی۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسکا باغ تو دے دے گی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ۔ تو فرمایا آپ نے اس کے خاوند کو کہ تو باغ قبول کرے۔ اور اسکو طلاق دے دے۔ اور یہ حد کتب صحاح میں مسطور ہے۔ اور فرمایا علمائے دین محققین نے کہ خلع طلاق ہے نہ فسخ۔ اور اس کی علامت مانند عدت مطلقہ کے ہے۔ اور اسکا مفصل ذکر جلد اولین میں گذر چکا ہے۔ اور مرد کو جائز نہیں کہ زیادہ سے حق بہرہ دے ہوئے سے لینا۔ نقل از شرح وقایہ۔ اور نکاح فضولی وہ ہوتا ہے کہ جو بغیر اذن مرد عورت بلا وکالت و بلا ولایت سر خود نکاح ان کا کرتا پھرے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ثابت ہے۔

کہ مردے برو و لغر گواہ میگوید کہ شما گواہ با شید کہ من فلانہ را نکاح بفلان و ادم اور فلان و فلانہ وکیل نہ کردہ بود۔ اس نکاح را فضولی گویند۔ نقل از تاتارخانی جلد ثانی صفحہ ۳۰۔ اور شرح وقایہ۔ چلی صفحہ ۹۶ میں بایں طور مذکور ہے کہ نکاح ایک فضولی یا دو فضولی کا موقوف ہے۔ اوپر اجازت اس شخص کے جس طرف سے وہ فضولی ہے۔ یعنی اگر کسی مرد یا عورت کا بے اذن انکے نکاح کر دیا نکاح جائز ہے اور موقوف رہے ان کی اجازت پر۔

فت: اگر اجازت دیں گے تو نکاح صحیح ہوگا مدہ نہیں۔ اور جانتا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ اخیل کہلاتا ہے۔ اور جو کسی دوسرے کا نکاح کر دے۔ پس اگر اسکے اذن سے نکاح کرتا ہے تو دخیل کہلاتا ہے۔ اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہے اور ان سے قرابت رکھتا ہے تو دخیل کہلاتا ہے۔ اور جس میں یہ امور نہیں وہ شخص فضولی کہلاتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ وہ شخصوں نے ایک مرد اور ایک عورت کا نکاح بغیر اذن انکے کر دیا۔ تو یہ نکاح جائز ہے گا۔ اور موقوفہ ہے گا ان کے اذن پر۔ پس اگر دونوں نے اذن دے دیا تو نکاح صحیح ہے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک نے بھی انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوگا۔ فقط۔

اور اسی طرح عین الہدایہ شرح ہدایہ جلد دوم صفحہ ۵۵ سطر ۲۵ میں مذکور ہے۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب

المجیب

خادمہ شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی

سوال: اگر عورت اپنی کو طلاق دے کر پھر اسکی ہمیشہ یا خالہ یا پھوپھی سے اس کی عدت میں نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر وہ مرجائے تو اس پر کیا حکم ہے۔ جواب: دوا جملے گا۔ فقط۔

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی از علی پور

الجواب: بیشک یہ نکاح کیا صورت مذکورہ بالا ناجائز ہے۔ چنانچہ کتاب قدوری صفحہ ۱۱ اور اسکی شرح عین الہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۱ میں بایں طرز مذکور ہے: وَإِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ طَلِّقًا بِلَا نِكَاحٍ يَجْزِلُهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتَّى يَفْضَلَ حَدُّهَا. تو مراد کہو انہیں کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یہاں تک کہ اسکی عدت گزر جائے۔ فت: بعد اسکے اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور یہی حکم پھوپھی و خالہ وغیرہ جن کا جمع کیا حرام ہے۔ اور اگر عورت اپنی کو طلاق دے دے خواہے بائن ایک دو بصفت بائن یا تین طلاق یا جمعی یا غلع وغیرہ فت: جو تین سے کم بغیر بصفت بائن ہو۔ بہر حال وہ عورت عدت طلاق میں ہے۔ اس طرح جب تک کہ نکاح فاسد یا وطی شبہ الی عدت میں ہو نہ یجزلہ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتَّى يَفْضَلَ حَدُّهَا. اور شرح وقایہ ترجمہ صفحہ ۱۱ جلد ۲ میں اہل طرز لکھا ہے کہ اگر ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا۔ اب اس عورت کی پھوپھی سے یا خالہ سے یا بختی سے یا خالہ سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہیں ہوگا۔ اور کہا صاحب قدوری نے ذرا مختصر بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ عَمَّتَيْهَا وَخَالَتَيْهَا وَارْتَبَتْ أُخْتَهَا وَارْتَبَتْ بَيْنَ أُخْتَيْنِ نِكَاحٌ. الخ اور بتاؤں نے کثر صفحہ ۹۵ جلد اول میں بایں مسطور ہے: فَحَدُّهُ تَزَوُّجُ أُخْتِهَا مَعْتَدَاتِهَا اور شرح

قدوری فارسی میں نیز بایں طور مسطور ہے۔ وچوں طلاق دید شخصے زن خود را طلاق بائن پس جائز نیست اور انکاح کند خواہر آنرا تا آنکہ نگذرد عدت آن بہر آنچہ نکاح خواہر اول بہنوز باقی است بسبب باقی ماندن بعضے احکام آن چوں نفقہ و ممانعت بیرون شدن و از نکاح نمودن باشوہر دیگر و در اثر قاطع نکاح تاخیر است۔ اور اسی طرح کتاب خانی جلد ثانی صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ اور کتاب صلوٰۃ مسعودی اور انواع مولوی عبداللہ صاحب دفتر سوم صفحہ ۱۸۹ میں بایں طور مسطور ہے۔

ابیات

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------------|
| کو کر نکاح چھوڑی عورت کیتا نہ دخول | اس عورت بیٹی جائز آہی جے اوہ کرے قبول |
| زن موتی کوئی سالی کر داعدت تاہیں کچھ | جائز عقد ہے آیا اسدا اوتے ساعت بچھ |
| طلاق کہے کورن نول سالی عقد کرے | عدت اندر جائز تاہیں وچہ مسعودی ہے |
| زن موتی زن پھچی کر داعدت بیرون آ | جائز عقد ایہائی اینہاں خبر کتاہیں آ |
| کے زن موتی زن ماسی کر داعدت بیرون آ | جائز عقد ایہائی اسدا مسعودی فرما |

اور کتاب مسعودی جلد سوم صفحہ ۱۱ مطبوعہ گرامی اسلامی میں اس طرح تحریر ہے کہ عدت مرداں برہست است۔ اول آنکہ مردیرا چہار زن است یکے را طلاق داد زن دیگر میخوابد روا نبود از بہر آنکہ عدت این زن نگذاشتہ است۔ دوم آنکہ مردیرا زنے است زنے دیگر کرد۔ خواہر زن مے بیرون آمد عقد بر اقد۔ اور بزین اول صحبت حلال نبود تا عدت آن خواہر نگذرد۔ سوم آنکہ مردے زن را رہا کرد تا خواہر آن زن را بخوابد۔ تا خواہر اول را عدت نگذرد خواہر دوم را عقد روا نبود الخ اور حدیث شریف میں ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمَوْتَا عَلَى عَمَتِهِمَا وَأَخَوَاتِهِمَا وَأَقْرَبَاتِهِمَا الْاُخْتِ الْاُخْتِ الْاُخْتِ الخ پس ان تمام عبارتوں سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ جب تک اپنی عورت بدخول مطلقہ کی عدت نہ گذر جائے۔ یہاں تک اسکی ہمیشہ یا خالہ یا اسکی پھوپھی یا اس کی بھانجی یا اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وہ مر جائے تو پھر ان سے نکاح کرنا بلا عدت صحیح اور درست ہوگا۔ چنانچہ خلاصہ میں ہے۔ اِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ تَتَزَوَّجُ اُخْتَهَا بَعْدَ يَوْمٍ جَازٍ وَنِكَاحُ الْمُعْتَدَةِ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الجیب :- خادم شریعت نظام دین ملتانی حقی قادری سرمدی عفی عنہ

سوال :- دربارہ مسائل رباعیات کے جو جلد دوم صفحہ ۱۴۱ میں آپ نے عبارت تحریر کی ہے اس کا مطلب کیا ہے۔ جواب مفصل تحریر کرو۔ کیونکہ اسکا مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ فقط۔

السائل حافظ خدابخش شاعر فرخپوری۔

الجواب :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طالب علم کو علم رباعیات پر بایں الفاظ مطلع کیا اور رباعیات عربی کا ترجمہ بعینہ یہ ہے۔ پس کیا وہ چارہاں کی احتیاج ہے۔ لکھنے کی خبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور شریعتیں ان کی اور حال اصحابہ رضوان اللہ عنہم کے اور مقادیر ان کے اور تابعین کے اور اقوال ان کے اور باقی عالموں کے اور تاریخ ان کی اور سما و جہاں ان کے اور کئی تہیں ان کی مکان ان کے اور زمانے ان کے جیسے کہ تمہید ساتھ خطبوں کے اور دعا ساتھ توسل کے اور بسم اللہ ساتھ سورۃ کے اور تکبیر ساتھ نماز کے۔ ساتھ سنتات و مراسلات و موقوفات کے اسکے لڑکپن میں اور وقت بلوغ و جوانی و بڑھاپے میں اور وقت فراغت اور شغل میں اور محتاجی و تنویری میں پہاڑوں اور دریاؤں میں اور شہروں میں اور جنگوں میں۔ پتھروں پر اور ٹھیکروں پر اور چٹروں اور ہڈیوں پر اس وقت تک کہ ممکن ہووے اسکو نقل کرنا اس کا درقول پر وہ شخص کہ فوق ہے اس سے اور اس سے کہ مثل اس کے ہے۔ اور اس سے کم ہے۔ اس سے اور کتاب اپنے باپ کی سے جو لکھی ہوئی اس پر یقین ہو نہ غیر کی واسطے اللہ کے اور طلب کی اس کی خوشنودی کے اور عمل ساتھ اسکے کہ موافق ہو ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور پھیلانا اسکا درمیان اسکے طالبوں دوستوں کے اور تابعین صحیح زندہ رکھنے اسکے ذکر کے بعد موت اس کی کے پھر بھی نہ پوری ہونگی واسطے اس کے یہ چیزیں مگر ساتھ چارہاں کے کیونکہ وہ کسب بندہ کے سے ہیں اعنی پچاس کتابت و نعت و صرف و نحو کا ساتھ چارہاں کے۔ وہ اللہ کی بخشش سے ہیں۔ اعنی قدرت و حرص و حفظ پس جب کہ پورے ہو جائیں گے واسطے اس کے یہ سب اشیاء پھر اس پر آسان ہو جائیں گی یہ چار اشیاء اہل اور مالی اور عیہ اور وطن اور گرفتار ہو گا یہ چارہاں کے طے دشمنوں کی اور ملامت و دوستوں اور طعن جاہلوں کی اور حسد عالموں کا۔ پس اگر صبر کیا اوپر ان امور کے تو بزرگی دیگا اللہ تعالیٰ اسکو دنیا و آخرت میں ساتھ چار چیزوں کے وہ یہ ہیں عزت، قناعت، بہ ہدیت نفس اور لذت علم اور حیات ابدی کی اور ثواب دیگا اسکو آخرت میں چار چیزوں سے شفاعت اسکی ارادہ کرے اپنے بھائیوں سے اور سایہ عرش کا جسدن کہ نہیں سایہ مگر سایہ اس عرش کا اور پلاوے جسکو چاہے عرصہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سے اور جلیوں کی اعلیٰ علیین میں۔ پس تحقیق بتلادیا میں نے تجھکو اس سب سے میرے مجملہ جو کچھ سنائیں نے

اپنے استاذوں سے منفلاً پس اب اقبال کو اس چیز کا قصد کیا تو نے یا چھوڑا اس کو الٹ پس جب کہ طالب علم حدیث نے یہ بات اراام بخاری علیہ الرحمۃ سے سنی تو اس کو مشکل سمجھ کر ترک کر دیا اور چھوڑ کر چلا گیا۔ نقل از نبراس الصالحین صفحہ ۶ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجید

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

جلد یازدہم تمام شد

تصحیح کنندہ فقیر البوالمنصور محمد صادق قادری رضوی غفرلہ

الْمُسَالَكُ بِالْمَعْرُوفِ وَوَجِبَ عَلَيْهِ التَّشْرِيعُ بِالْإِحْسَانِ فَإِذَا امْتَنَعَ نَابَ الْقَاضِي مَنَابِهِ تَفَرَّقَ
بَيْنَهُمَا وَلَا بُدَّ مِنْ طَلِبِهَا إِذْ تَتَفَرَّقُ حَقُّهَا يَعْنِي أَوْرَاسِي وَبِلِ سَعَةٍ كَيْ وَطِي كَيْ بَارِي فِي عَوْرَتِ كَيْ
وَأَسْطَى حَقِّ ثَابِتٍ هَيْسَ. أَوْرِي هِ حَقِّ أَوَّا كَرْنَسَ شَوْبَرِ كَا انْكَارِ كَرْنَا شَايْدِ كَيْسِي بِيْمَارِي سَعِ هُوَ جَوْبِيْدَا هُوَ كَيْسِي هَيْسَ.
أَوْرِ شَايْدِ كَيْ أَصْلُ آفَتٍ سَعِ هُوَ تَوَاسِ كِي شَنَاخْتِ كَيْ وَاسْطَى اِيَكِ مَدَتِ كِي ضَرْوَرَتِ هَيْسَ كَيْ يَهْ آفَتِ
عَارَضِي هَيْسَ يَ أَصْلِي هَيْسَ. بَسِ هِم نَسَ يَهْ مَدَتِ اِيَكِ سَالِ اَمْدَا زَهْ كِي كِيُونَكِهْ سَالِ فِي چَارُوں فَصْلِيں مَوْجُوْدِيں
يَعْنِي رِبْعِ وَخَرِيْفِ وَسَرْدِي وَگَرْمِي. بِيْهَرِ حَبِ يَهْ مَدَتِ كَزَرْمِي أَوْرِ هِ عَوْرَتِ تَكْ نَهْ پِيْنِيَا تَوَظَا هِرْ هُوَ كَيْ كَا أَصْلُ
آفَتِ كِي وَجْهَ سَعِ عَا جَزِيْ هَيْسَ. تَوَ مَعْرُوفِ طَرِيْقَهْ سَعِ عَوْرَتِ كَا رَكْهْنَا جَاتَا رَا. تَوَ خَوْبُصُوْرَتِي كَيْ سَبَا تَهْ اِسْ كُو
چِيْمُوْر كَر رَوَا نَهْ كَرْنَا وَاجِبِ هُوَا. بَسِ حَبِ شَوْبَرِ نَسَ خَوَا لِيْسَا نَهْ كِيَا تَوَقَا صِنِي نَسَ اِسْ كَا قَا مَ مَقَامِ هُوَ كَر دُوْنُوں فِي تَفَرَّقِ
كَرْدِي أَوْرِ اِسْ فِي عَوْرَتِ كِي دَرِخَوَاسْتِ ضَرْوَرِي هَيْسَ. كِيُونَكِهْ جِدَا تِي حَقِّ اِسْ كَا هَيْسَ. هَاں اِگَر عَوْرَتِ نَسَ
عَيْنِي كَيْ هَاں رَسَنَسَ كُو تَبُوْلِ كَرِيَا تَوَ بِيْهَرِ اِسْ كُو يَهْ حَقِّ نَهْ لَمَكَا. چِنَا نِجَهْ اِسْ عِبَارَتِ سَعِ ظَا هِرْ هَيْسَ فَإِنْ اِخْتَاَرِ
زَوْجَهَا لَمْ يَكُنْ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ خِيَارٌ وَإِنْ هَارَ صُنِيَتْ يَبْطُلُ عَنْ حَقِّهَا ذِي التَّعْجِيلِ تُعْتَبَرُ السَّنَةُ الْقَوْرَةُ
هُوَ الصَّحِيحُ وَيَحْتَسِبُ بِأَيَّامِ الْحَيْضِ وَبِشَهْرِ مَضَانٍ لَوْ جُوْدَ ذَلِكَ فِي السَّنَةِ وَلَا يَحْتَسِبُ بِمَرَّةٍ
وَمَرَضَهَا إِذْ السَّنَةُ قَدْ تَخَلَّوْ عَنْهُ.

ترجمہ :- یعنی پس اگر عورت نے اپنے شوہر کو اختیار کر لیا یعنی باوجودیکہ عین ہونے کے اس کے ساتھ
رہنا منظور کر لیا تو اسکے بعد زوجہ کو جدائی کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہے۔ اسی وجہ یہ ہے کہ عورت اپنے
حق کو مٹا سٹے پر راضی ہو گئی۔ اور مدت بہت میں سال قمری مقبر ہے یہی صحیح قول ہے۔ اور اس سال میں
سے حیض کے ایام اور مہمان کا مہینہ منہا نہ کیا جاوے گا کیونکہ سال میں ان کا وجود ضروری ہے اور مرد کی بیماری
اور عورت کی بیماری کے ایام منہا ہونگے۔ کیونکہ سال کبھی بیماری سے خالی نہیں ہوتا اور کتاب جامع الفتاویٰ
صفحہ ۲۱۸ میں بایں طور مقرر ہے: اَعْلَمُ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا وَجَدَتْ زَوْجَهَا عَيْنًا عِنْدَ النِّكَاحِ رَضِيَتْ بَعْدَ ذَلِكَ
بِأَنْفَاقِهَا كَانَ إِذْ مَا وَلَا خِيَارَ لَهَا كَمَا يَدُلُّ لَوْ وَطِي مَرَّةً ثُمَّ عَجَزَ لَيْسَ لَهَا الْخِيَارُ لَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَدَخَلَ بِهَا
ثُمَّ عَجَزَ عَنِ الْوُطِيِّ بَعْدَ ذَلِكَ وَصَارَ عَيْنًا لَمْ يَكُنْ حَقَّ الْخَصْمَةِ أَبَا هِيْمِ شَائِي. اور اگر وطی میں عورت
اور مرد کا آپس میں اختلاف پڑ جائے تو اس صورت میں اگر عورت ٹیبہ ہے تو مرد کے قول کو اس کی قسم
پر قبول کیا جاوے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کو ایک سال کی بہت دی جائے گی۔

وَإِنْ كَانَتْ بَكَرًا نَظَرًا لِّهَا النِّسَاءُ فَإِنْ قُلْنَا أَيْ بَكَرًا جَلَّ سَنَةٌ تَطْهَرُ كَذَبَهُ - یعنی اگر عورت باکرہ ہو تو عورتیں اسکو دیکھیں۔ یعنی وہ عورتیں یا ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ان عورتوں نے کہا کہ یہ عورت باکرہ ہے تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جاوے کیونکہ اسکا جھوٹ ظاہر ہو گیا۔ اور جب قاضی نے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی تو اسکو عدت کے بعد کہیں نکاح کرنا چاہیے۔ کیونکہ خلوت صحیح ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال :- محبوب اور خصی اور جذام وغیرہ امراض والے کے واسطے حکم عین کا ہے یا کوئی اور ہے۔

جواب دوا جملے گا۔

الجواب :- صرف مرد خصی کو جس کے دونوں خضیہ کو فتنہ کئے گئے ہوں یا نکالے گئے ہوں تو اسکو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور مرد محبوب جس کی آلت زیادہ حصہ کٹی ہوئی ہو تو اسکو مہلت نہ دی جائے گی کیونکہ اس میں کچھ فائدہ نہیں۔ لہذا اگر عورت درخواست کرے تو انہیں جلدی تفریق کر دینی چاہیے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے تحریر فرمایا ہے وَإِنْ كَانَ فَجُوبًا فَتَرَقَّ بَيْنَهُمَا فِي الْحَالِ إِنْ طَلَبَتْ إِذْنَهُ إِذَا لَدَا فِي التَّاجِلِ وَالْخَصِي يُوجَلُّ كَمَا يُوجَلُّ الْعَيْنُ إِذْنٌ وَطَيْهُ مَوْجَقٌ اور اگر مرد محبوب ہو تو دونوں میں فی الحال تفریق کر دی جائے گی۔ بشرطیکہ عورت درخواست کرے۔ کیونکہ مہلت دینے میں کچھ فائدہ نہیں اور خصی کو بھی ایک سال کی مہلت دی جائے گی جیسے عین کو دی جاتی ہے۔ کیونکہ وطی کرنے کی اسمیں بھی امید ہے چونکہ آلت متاسل موجود ہے۔ شاید کسی وقت اس میں وطی کرنے کی قوت پیدا ہو جائے اور جذام و برص و مجنون میں عورت کو اختیار نہیں ہے کہ نکاح ترٹا سکے۔ چنانچہ عبارت ذیل سے ثابت ہوتا ہے وَإِذَا كَانَ بِالزَّوْجِ جَنُونٌ أَوْ بَوْحٌ أَوْ جَذَامٌ فَلَا خِيَارَ لَهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُونُسَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَهَا الْخِيَارُ ترجمہ :- جب مرد کو جنون ہو یا برص یا جذام ہو تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک زوجہ کو نکاح منع کرانے کا اختیار نہیں۔ اور کہا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورت کو یہ اختیار حاصل ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ نقل از شرح وقایہ و ہدایہ :-

المجيب

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- جانوروں میں جو درندے اور پرندے ہیں ان میں حلال و حرام کی پہچان کرنے کی خاطر شارع علیہ السلام نے کوئی معیار مقرر کیا ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو تحریر فرمادیں کہ کون سے حرام اور کون سے

السائل حافظ رحمت علی نقشبندی۔

حلال ہیں۔ جواب دو اجزائے گاہ۔

الجواب :- بیشک شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درند پرندوں کے حلال و حرام کے پہچاننے کے لئے

بایں طور حکم فرما کر معیار قائم کیا ہے کہ نہیں حلال ہر وہ درندہ جو اپنے دانت سے شکار کرتا ہے۔ اور نہیں حلال

وہ پرندہ جو اپنے پنجے سے شکار کرتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث بایں الفاظ مسطور ہے عَنْ عَبْدِ

بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ

ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطُّيُورِ الخ۔

ترجمہ :- یعنی روایت ہے غرض بن ساریہ سے یہ کہ منع کیا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دن خیر کے کھانے

پر کھانے والے کے سے درندوں میں سے منع فرمایا ہر پنجے والے کے سے پرندوں میں سے اور اسی طرح زوا

کیا مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ منع کیا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر دانت والے درند

سے اور ہر پنجے والے پرندے سے اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے کہ ہر دانت والا درندہ حرام ہے۔ اور ہدایہ جلد چہارم و کتاب قدوری وغیرہ میں نیز بایں طور مسطور ہے

وَلَا يَجُوزُ أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَلَا ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطُّيُورِ الخ اور نہیں جائز ہر ذی نَاب کا

درندوں میں سے اور نہ ہی پنجے والے کا پرندوں میں سے اور کتاب تمیز الکلام و کتاب عین الہدایہ شرح

میں لکھا ہے کہ جانور دو قسم پر ہیں۔ حلال اور حرام۔ اور ان کی تفصیل ذیل میں مختصر طور پر مطابق مذہب حضرت

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درج کر دی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

اونٹ۔ بکری۔ بکرا۔ بھیڑ۔ مینڈھا۔ بارہ سنگھا۔ خرگوش۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ گورخر۔ نیل گائے۔ مچھلی۔

ہرن۔ یہ سب کے سب جانور چار پائیوں سے نزدیک آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حلال ہیں۔ اور

اور جو جانور اڑنے والوں میں سے نزدیک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بلا خلاف حلال ہیں وہ یہ ہیں۔ اباہل۔

بطخ۔ بالکل۔ بگلا۔ بلیز۔ تیتیر۔ چکڑ۔ کلیک۔ چکاوت۔ چڑیا۔ چکوتی۔ چکوا۔ شتر مرغ۔ فاختہ۔ قمری۔ گید۔ بچہ۔ کبوتر۔

کلنگ۔ ٹڈتی۔ نکلت۔ مرغی۔ مولا۔ مور۔ مینا۔ ہد ہد۔ یہ سب جانور امام صاحب کے نزدیک حلال ہیں۔

اور طوطا و طوطی حلال ہیں۔ لیکن ان میں علمائے دین کا کچھ اختلاف ہے۔ اور صحیح اور مفتی بہ روایت یہی ہے

کہ حلال ہیں۔ اور کوا چار قسم پر ہوتا ہے ایک وہ ہے کہ صرف دانہ ہی چکاتا ہے جسکو فارسی میں زاغ کہتے ہیں

وہ حلال ہے۔ اور کوا مردار ہی کھاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور کوا پنجے سے شکار کرتا ہے وہ بھی حرام ہے۔

جو دانہ بھی کھا تا ہے اور وار بھی کھا تا ہے جبکہ عربی میں عقیق کہتے ہیں وہ امام صاحب کے نزدیک حلال ہے لیکن صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ اور اول قول مفتی بہ ہے۔ اور بھیر یا یعنی گرگ اور بچو یعنی کشتار اور بلی اور بندر بچو اور پلنگ۔ چیتا۔ چوہا جنگلی۔ چوہا خانگی۔ ریچھ۔ خنزیر۔ سنجاب۔ سبائی یعنی خار بست۔ سانپ۔ شیر۔ کچوا کیڑا یعنی سرطان۔ گیدڑ۔ گدھا۔ گوہ یعنی صنب۔ بومڑی۔ ناکار۔ نیولا۔ یا تھی پس یہ سب جانور ہیں جو اڑ نہیں سکتے۔ امام صاحب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ سب کے سب حرام اور نادرست ہیں اور اڑنے والوں میں سے جو حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ باز۔ یا بھری۔ ترمی۔ جدہ یعنی چرخ چیل چمگاوڑ۔ گدھ یعنی کرگس اور گوشت گھوڑے و خچر و گدھے میں اختلاف سخت ہے۔ صاحبین کے نزدیک حلال اور امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور اصح قول یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ حدیث نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ سے ظاہر ہے۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (وَجِلُّ أَكْلِ اللَّحْمِ الْخَيْلِ وَالْبَعَالِ وَالْحَمِيرِ) ترجمہ :- یعنی حضرت خالد بن ولید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں۔ اور ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ اللَّحْمِ الْخَيْلِ وَالْبَعَالِ وَالْحَمِيرِ الخ اور خرگوش حلال ہے۔ صرف شیعہ مذہب کو اس میں اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور مرغی کا سر بنی جدا کر کے لے جانے اور باوجودیکہ محل ذبح کا باقی اور وہ زندہ ہے۔ تو پھر اسکا ذبح کر کے کھانا درست نہیں ہوگا کیونکہ وہ اپنی رگوں جبکا قطع کرنا ضروری ہے اپنے وجود میں کھینچے جاتی ہے۔ اور اگر کھینچس یا گائے یا بکری کا سر شیر یا بھیرے نے الگ کر دیا اور وہ زندہ ہوں تو ان کا ذبح کر کے کھانا درست ہے۔ اور اگر حیوانوں کے ساتھ کسی بشر نالائق نے وطی کی تو ان کا ذبح کر کے کھانا یا ان کا دودھ پینا اچھا نہیں۔ کیونکہ امام صاحب نے لکھا ہے کہ اگر جانور مرد ہے تو اسکو ذبح کر کے جلا دینا چاہیے اور قیمت اس کی وطی کنندہ سے فی جہاں کے اور ایسا ہی دوسرے جانوروں کا حکم ہے۔ اور فقیر کہتا ہے کہ حاکم وقت جو اس پر تعزیر لگا دے وہ اسکو ادا کرنی پڑے گی۔ اور فتاویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۳۶۱ میں یوں مرقوم ہے لَا يَحْرُمُ لَحْمُ الْبَهِيمَةِ الْمَأْكُولِ لِحْمِهَا بَوَاطِنُ رِجْلِهَا لَكِنْ يَكْرَهُ الْإِسْتِفَاعُ بِهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَيَنْبَغِي ذَبْحُهَا وَقَتْلُهَا وَاحْتِرَاقُهَا قَالُوا إِنْ كَانَتْ دَابَّةً مِثْلَ بُؤُكُلٍ لَحْمُهَا تَذَبَحُ وَتَحْرَقُ كَمَا ذَكَرْنَا دَانَ كَانَتْ مَالُوكُلٍ لَحْمُهَا تَذَبَحُ وَيُؤْكَلُ عِنْدَ ابْنِ حَنِيفَةَ وَقَالَ تَحْرَقُ هَذِهِ أَيْضًا وَإِذَا كَانَتْ الْبَهِيمَةُ لِلْفَاعِلِ وَإِنْ كَانَتْ لغيره وَكَانَ لَهَا جِهَةٌ

ان یدفع الیہ بالقیمۃ وفی تبیین الكنز ایتالب صاحبہا ان یدفع الیہ بالقیمۃ ثم تذبح وذبحہا
ویکسرہا لا یشقاع بہا حیثہا ومیتہا واطلق الطحطاوی انہا اذا طخت لذبحہا ولم تؤکل الخ پس اس عبارت
سے معلوم ہوا کہ اسکا گوشت کھانا درست نہیں۔ اور ایسے حیوان کی ذات سے نفع حاصل کرنا موت اور عیاتی کی
میں اچھا نہیں۔ اسکو ذبح کر کے جلا دینا بہتر ہے۔ اور اگر کسی غیر کے حیوان سے وطنی کی ہو تو اس کی قیمت کا ذمہ دار
وطنی کنندہ ہوگا۔ الخ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال :- اگر اہل ہنود کو راضی کرنے کی خاطر قربانی گائے کی نہ کی جائے تو اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں۔ اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی گائے کی کی ہے یا نہیں۔ اسکا جواب دو واجبے گا۔
الجواب :- اہل ہنود کو راضی کرنے کی خاطر گائے کی قربانی کو ترک کر دینا مسلمانوں کے لئے بہت برا
ہے۔ کیونکہ گاوگشی کا طریق زمانہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تابعین و تبع تابعین و آئمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین تک جاری رہا ہے۔ اور نہ ہی کسی مسلمان صاحب حق الیقین نے اس سے انکار کیا ہے اور نہ ہی
کسی غیر مذہب سے ڈر کر یا کسی کی خوشنودگی کی خاطر اس سنت قدیمہ کو ترک کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم
میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹوں کی قلت ہو گئی تھی تو آپ نے لوگوں
کو حکم قربانی گائے کا کیا تھا اور خود بھی گائے کی قربانی حجۃ الوداع و حدیبیہ میں کی۔ چنانچہ حدیث ابن ماجہ میں وارد
ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَتَحَذَّوْا
الْبَقَرَةَ۔

ترجمہ :- یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اونٹ کم ہو گئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ گائے
کی قربانی کریں۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَحَرَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيبَةِ
بِدَنَةِ مَن سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ صَفْحَةً ۱۸۱ وَابْنُ مَاجَةَ صَفْحَةً ۳۳۲ وَهَوَّطُ
أَمَامَ مُحَمَّدٍ صَفْحَةً ۳۸۳ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ صَحِيحٌ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ
الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ وَهَوَّطُ سَفِيَّانِ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ
الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاحْمَدُ وَاسْتَحَقَّ وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَهَذَا أَخَذَ الْبَدَنَةَ وَالْبَقَرَةَ تَحْزِي عَنْ سَبْعَةٍ

فی الاضحیۃ عن علی قال البقرة عن سبعة قلت فان ولدت قال اذ یج ولدہا معہا روا کا الترمذی
عن عائشۃ فی حدیث وضعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نسائہ البقرة روا کا البخاری وعن
عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ملجہ بقر تصدق بہ علی بیریۃ فقال لہا صدقۃ
ولنا ہدیۃ روا کا مسلم وعن ابی ہریرۃ قال ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اعتم من
نسائہ فی حجة الوداع روا کا ابن ماجہ صفحہ ۲۳۳۔

ترجمہ :- روایت ہے حضرت جابر بن عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مدینہ میں قربانی کیا ایک اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے سات آدمیوں کی طرف
سے۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے۔ اور روایت کیا امام محمد نے موطا میں۔ اور کہا ترمذی
نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس پر عمل ہے اہل علم صحابہ کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری وابن المبارک
وشافعی واحمد واسحاق کا۔ اور کہا امام محمد نے کہ اس حدیث سے ہم لوگ یستے ہیں کہ اونٹ اور گائے سات
آدمیوں کی طرف سے قربانی میں کافی ہوتی ہے۔ اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا کہ گائے
سات آدمیوں کی جانب سے ایک ہے۔ میں نے کہا کہ اگر جنے تو فرمایا کہ بچہ کو بھی اسکے ساتھ ذبح کیا جاوے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بایں طور ایک حدیث مروی ہے کہ آپ نے عورتوں کی جانب سے
گائے قربانی کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور نیز مائے صاحبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس گائے کا گوشت لایا گیا جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقہ میں ملا تھا۔ حضرت
نے فرمایا کہ یہ اسکے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہر یہ ہے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں
کی جانب سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا حجة الوداع میں ایک گائے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے الخ
پس ان تمام دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ یہ سنت قدیمہ ہے۔ اسکو ہندوؤں کے راضی کرنے کی خاطر ترک
نہ کرنا چاہیئے۔ اور فتاویٰ عبدالحی جلد دوم صفحہ ۱۲۴ میں نیز بایں طور مسطور ہے کہ یہ ایک طریقہ قدیمہ ہے
زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں اور اسکی اباحت
پراجماع و اتفاق ہے۔ تمام اہل اسلام کا ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں اور بنظر تعصب مذہبی
منع کریں تو مسلمانوں کو ان سے باز رہنا درست نہیں ہے۔ بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال میں

کوشش کریں تو اہل اسلام پر واجب ہے کہ اسکے بقائے و اجزاء میں سعی کریں۔ اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گناہ بھگنا رہیں گے۔ ہاں بجا نظر برانگیختہ کرنے وقت نہ فساد بجاالت عملداری ہنود کے یا دل آزاری کے قریب مکان اہل ہنود کے قربانی گائے کی نہ کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ اور بخوف فساد ہنود قربانی و ذبح گائے سے مسلمان لوگ باز نہ رہیں بلکہ اسکو کوشش بلیغ سے سرانجام دیں۔ ان ینصرونکم اللہ فلا غالب لکم واللہ غالب علیٰ امرہ الخ اور فقر کے نزدیک اگر کسی مصلحت عظیمہ اور باوجود ملنے دہہ وغیرہ کے گائے کی قربانی کو خود بخود مسلمان چاندے زمانہ کے لئے ترک کر دیں تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن مسلمانوں کو اختیار ہے کہ اونٹ گائے اور خسی یا دنبہ کی قربانی کریں کہ جس چیز کی قربانی میں آسانی ہو جو میسر آئے کہ اس قربانی کر سکتے ہیں تو کریں۔ باقی مفصل ذکر اسکا فتاویٰ ابراہیم کات عبدالرؤف وانا پوری کو ملاحظہ فرمایں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال :- گیسوئے دراز رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔ اس کا ثبوت حدیث شریف سے تحریر فرمایں۔

جواب :- دو اجنبی ملے گا۔

الجواب :- بیشک گیسوئے دراز رکھنے جائز ہیں۔ چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ اُمِّ هَانِی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَا صَفَا يُرَازِلُجَ۔

ترجمہ :- کہا مائی صاحبہ نے کہ آپ کی ذات کو دیکھا میں نے کہ آپ صاحب چار زلفیں رکھتے تھے۔ اور اسکا ترجمہ شامل ترمذی کی شرح صفحہ ۱۶ سطر ۱۹ میں اس طرح ہے۔ مروی است ازام ہانی کہ دیدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را صاحب چار گیسو یعنی ویدم درانحالیکہ چہار گیسو داشت۔ اور کتاب کبریٰ معہ صغریٰ شرح منیہ صفحہ ۴۱ میں بحوالہ محیط لکھا ہے أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصْفَرَ شَعْرَهُ بِمَا يَفْعَلُهُ الْعُلُوُّ يُكُنَّى أَيْ الْمَسْوُوبُونَ إِلَى عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَبَعْضُهُمْ يَخْصُمُهُ بَيْنَ كَانَ مِنْ غَيْرِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنْهَا۔

پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ گیسو و بال لمے رکھنے میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ طریق علویوں کا ابتداء ہی سے چلا آتا ہے۔ اگر مخالف کے پاس کوئی دلیل ان کے عدم جواز کی ہے تو تحریر کرے۔ کیونکہ فقر کی نظر میں اسکے عدم جواز کی دلیل کسی کتاب حدیث میں نہیں گذری۔ فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب :-

خادم شریعت نظام دین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- نماز کے پیچھے یا کسی اور وقت میں ذکر چہر کرنا درست ہے یا نہیں۔ حدیث شریف سے جواب دو اجر ملے گا۔

السائل خاکسار غلام حیدر رواعظ

الجواب :- بیشک ذکر چہر کرنا خداوند کریم کا برائے اطمینان قلب درست ہے۔ لقولہ تعالیٰ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ؛ سورہ رعد۔ اور صاحب تفسیر روح البیان اس کے تحت میں لکھتے ہیں کہ جب مومن لوگ ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل خوش ہوتے ہیں اور کتاب نصر الباری شرح صحیح بخاری سیارہ ۴ صفحہ ۱۰ باب الذکر بعد الصلوۃ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے حَدَّثَنَا اسْتَحْقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنَا أَنَّ رَفَعَ الصُّنُبَ بِالْبَدْعِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ أَلَمْ

ترجمہ :- حدیث بیان کی ہم سے اسحق بن نصر نے کہا خبر دی ہم کو عبد الرزاق نے اور کہا خبر دی ہم کو ابن جریر نے کہا خبر دی محمد کو ابامعبد موسیٰ بن عباس نے خبر دی خبر دی اسکو ابن عباس نے خبر دی اسکو بیشک بلند کرتا آواز کا ذکر سے جب کہ فارغ ہوں لوگ نماز مکتوبہ سے تھکا ذکر چہر، زمانہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اور کہا ابن عباس نے معلوم کرتا تھا اسوقت کہ جب فارغ ہوتے نماز سے ساتھ اسکے جب سنتا میں اسکو اور ایک حدیث میں یوں بھی وارد ہے کہ استقدر ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ قرار دیں۔ أَفَذَكَرُوا اللَّهَ حَتَّى يَقُولُوا أَنَّهُ مُجَنُّونٌ فَهَذَا إِيدَالٌ عَلَى أَجْوَادِ الْجَهْدِ پس ان دلائل سے واضح ہوا کہ چہر ذکر کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص منتہی ہو تو اسکو بہتر ہے کہ دل میں ذکر کرے۔ اور اگر مبتدی ہو تو چند یوم کے لئے بھری ذکر کرنا اوسے ہے۔ کیونکہ بزرگان طریقت نے لکھا ہے کہ انسان دل میں بوقت ذکر خفی کے طرح کے خطرات و وساوس بہو وہ پڑتے ہیں۔ اور ذکر چہر کرنے سے وہ خطرات وغیرہ رفع ہو جاتے ہیں۔ لہذا ان کو ذکر چہر کرنا چاہیے۔ فقیر کہتا ہے کہ ایسا بھی ذکر چہر نہ کرنا چاہیے جس سے مفراط و مفرط ہو چناچہ اس آیت کریمہ وَاذْكُرْ تِلْكَ فِي نَفْسِكَ کے تحت میں حضرت مولانا امام رازی نے لکھا ہے قَوْلُهُ دُونَ الْجَهْرِ الْمَفْرُطِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ أَنَّ نَفْعَ الذِّكْرِ جَيِّدٌ لِيَكُونَ بَيْنَ الْخَافَتِهِ وَالْجَهْرِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ۔

المجيب :- خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری عفی عنہ۔

سوال :- الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ باواز بلند کہنا درست ہے یا نہیں۔ جواب دواجر ملے گا۔

الجواب :- بیشک حروفِ ند سے صلوٰۃ باواز بلند کہنے میں کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ صحابہ کبار

رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسکا ثبوت پہنچ چکا ہے۔ اور اسکا ذکر جلد اولین میں مفصل تحریر ہے۔ اور کتاب جذب القلوب کے ترجمہ مرغوب صفحہ ۲۲۲ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو کہتے اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہُ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَلْمُغْرَضِیْکَہُ تَمَام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی طرح کہتے اور اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ بوقت یہ الفاظ کہنے کے ہاتھ باندھ کر مثل نماز کے کمرے ہو کر بڑی عاجزی سے یہ الفاظ کہے جائیں۔ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہُ اور تین بار کہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیَّ اللَّهِ۔ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اَلْمُرْسَلِیْنَ اور اگر کوئی وہابی نجدی اعتراض کرے کہ یہ الفاظ تو آپ کے مزار پر حاضر ہونے کے وقت پڑھنے کا حکم ہے۔ نہ کہ ہمیشہ اور ہر جگہ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار نے ہمارے لئے ہمیشہ کے واسطے یہ فرمایا۔ کہ جب تم کو کوئی تکلیف ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر مجھ کو یاد کیا کرو۔ تمہاری تکلیفیں دور ہوں گی۔ ثقل از حصن حصین حدیث علمی۔ اور یہ حدیث مشہور ہے کہ جب نمازی نماز پڑھے تو تشہد میں کہے۔ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُہُ۔ اور مولوی غلام قادر صاحب بھیروی لکھتے ہیں۔ السَّامَاءُ وَالْبَعِیْدُ لِلرَّوْلِیَاءِ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالرَّسُلُیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَا سِیَّمَا السَّیِّدِ الرَّسُلِ عَلَیْہِ وَالْہِ الصَّلَاةُ وَفَخْرًا لِلرَّوْلِیَاءِ قَدْ سَمِعَ سِرَّہُ حَقِّ ثَابِتٍ بِالْقُرْآنِ وَالْحَادِیثِ وَكَلَامِ الْعُلَمَاءِ وَالرَّاسِخِیْنَ الصَّالِحِیْنَ وَہِیْ عَقِیْدَةُ اَہْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اِثْمٌ۔ اور باقی مفصل ثبوت اسکا جلد اول میں مطالعہ کرو۔

سوال :- ایک لڑکے نے ہڈی کسی جانور کی اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دی ہے۔ یہ حال معلوم نہیں کہ کہ ہڈی جانور مردار کی ہے یا حلال کی ہے۔ اب اس چاہ کے پانی کا کیا حکم ہے۔ جواب دواجر ملے گا۔ فقط۔

السائل حافظ خدا بخش فرخپوری

الجواب :- صورت مذکورہ بالا میں ایسے کنوئیں کے پانی کو نجس ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا تا وقتیکہ

اس چیز کے نجس یا پاک ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ چنانچہ فتاویٰ سعودیہ صفحہ ۵ و شرح الاشباہ میں مذکور ہے قَالَ
محمد حوض قتلہ ومنہ الصغار والعهد بالعہدی الدنسة والجوار او نسخة يجوز الوضوء منه مالم يعلم بدہ
نجاسة ولذا افوت بطہا سرتہ اس طریقہ محمدیہ میں ہے من شئت فی انکسہ انی ثوبہ او بد نہ اصابہ
نجاسة امر لا فہو ظاہر مالم یستیقن وكذلك الزبار والحیا من التي یستقم منها الصغار والکبار والکفار
اور سائل الارکان میں لکھا ہے ولا یعتبر احتمال بلوغ الماء والنجس انی ماء البشر مالم یقطع بلوغ النجس
لان الاحتمال لا ینزل بہ العمل بالیقین الخ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ نجس تک اس چیز کا علم یقینی نہ ہو فتویٰ
اسکے نجس ہونے کا نہیں دیا جائے گا۔ اور فقیر کہتا ہے کہ اگر ممکن ہے تو اس چاہ سے ہڈی کو نکال کر کچھ پانی اس سے احتیاطاً
نکوا دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین عفی عنہ وزیر آباد

سوال برائے آدمی چاہ میں بطہا ست داخل ہو کر دلو یا کوئی اور چیز نکال لاوے۔ تو اس چاہ کا کیا حکم ہے
میں اتنا خبر دار۔

الجواب ہمیشہ اس چاہ کا پانی پاک ہے بشرطیکہ اس کے بدن پر نجاست کا اثر حقیقی یا حکمی نہ ہو۔
اذا اخرج حیثا لم یکن فی بدہ نجاسة حقیقیہ وحلیتہ وکان مستنجیاً لم یفسد الماء وجر الرائق
سوال : قسموں کی کتنی قسمیں ہیں۔ اور حیری قسم پر کفارہ ہے یا نہیں اور قرآن مجید کی قسم پڑتی ہے یا نہیں۔ اور
قسم کا کفارہ کیا ہے جواب دوا جمے گا۔

الجواب : قسموں کی تین قسمیں ہیں۔ یمن النفوس۔ و یمن المنقذہ۔ و یمن اللغو۔ اور یمن غموس وہ ہوتی
وہ ہوتی ہے جو کسی کام گزشتہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بیٹے۔ مثلاً کہا کہ خدا کی قسم میں حج کر چکا ہوں۔ اور حالانکہ
حج اس نے نہیں کیا تھا۔ اور قصداً جھوٹ بولا۔ لہذا یہ قسم غموس ہوتی جس کا مرتکب گناہ کبیرہ ہوا۔ اور اس کا کفارہ
توبہ واستغفار ہے۔ اور یمن المنقذہ وہ قسم ہے کہ جو قسم کھائے کسی امر آئندہ کی اس کے کرنے یا نہ کرنے پر اگر
وہ کام کر دیا یا نہ کیا تو اس پر قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔ مثلاً کہا کہ میں اس گھر میں نہ جاؤں گا۔ پھر بیمار
و بیہوش ہوا اور اس حالت میں لوگ اس کو دیاں سے گئے تو حانث اور کفارہ اس پر لازم ہو گا۔ غرضیکہ جس
بات پر قسم ہے اگر اس کو عمل کرے یا بھول کر یا اس سے زبردستی کام کر لیا جاوے یا حالت بیہوش یا غفلت میں
کرے تو اس صورت میں حانث۔ اور کفارہ دینا لازم ہو گا۔ نقل از عین البہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۶۔

اور مجموعہ نوادر میں بے العرف والعادة سنان لا فوق بینہما عند المجمعہ و قال صاحب الکشف ان الاول فی الاقوال والثانی فی الافعال اذ ہکذا فی ذوالہدیٰ۔ پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ باعتبار رواج زمانہ کے قسم قرآن مجید وغیرہ اشیاء کی پڑجاتی ہے۔ اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور اگر اسکو یہ طاقت نہیں۔ تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ان کو لباس پہنا دے۔ ایسا کہ جس سے ان کا اکثر بدن چھپ جاوے۔ اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ ادنیٰ اسکا یہ ہے کہ جس سے ان کی نماز درست ہو جائے۔ اور دلیل کفارہ یہ ہے قولہ تعالیٰ اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنٍ مِنْ اَوْسَطِ مَا تَطْعَمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ مَكْسُوْتُهُمْ اَوْ خِرَاقَتُهُمْ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَمِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةٌ اَلْيَمَانِيَّتُمْ اِذَا خَلَفْتُمُ الْوَيْلَ پس ان تینوں میں سے جو چاہے کرے اگر یہ طاقت بھی نہیں تو تین یوم روزے پے درپے رکھے ثلثۃ ايام متتابعات یعنی تین روزے پیسے درپے۔ اور پہلے قسم توڑنے کے کفارہ نہ دیا جائے۔ ہکذا فی کتب الہادیث والفقہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

النجید

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفی عنہ

سوال :- اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور شہادت کا ثبوت قرآن مجید و احادیث شریف سے ثابت کرو جواب دو جملے گا۔

السائل حکیم محمد علی شاہ چک نمبر ۲ تحصیل بھوبہ ۴ دسمبر ۱۳۲۷ھ

الجواب :- قرآن مجید کی آیات اور حدیثیں اہلبیت نبی علیہ السلوۃ والسلام کے فضائل پر بے شمار شاہد ہیں۔ جنکا بیان کرنے سے عاجز قاصر ہے۔ لیکن بطور اختصار خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل اور شہادت کے دلائل تحریر کر دیئے جاتے ہیں۔ وہو ہذا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيراً چاہتا ہے خداوند کریم یہ کہ دور کرے تم سے گناہوں کی پلیدی (اے اہل بیت نبوت اور پاک کرے تم کو پاک کرنا) پس اس آیت کیسے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہلبیت بغض و حسد و عداوت و کینہ و بغل و غصہ و تکبر و زنا و شراب و جہا و غیرہ گناہوں سے پاک و صاف تھے۔ اور نیز حدیث مسلم و مشکوٰۃ مناقب اہل بیت میں بایں الفاظ ان کے شان پر شاہد ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اَدَّكَ عَلَيْهِ مِرْطٌ مَّرَجَلٌ عَنْ شَعْرٍ اسْوَدَ فِجَاءَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنَ فَدَاخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَادْخَلَهُ ثُمَّ
 قَالَى اِسْمَايِيلُ اللّٰهُ لِيُذْهِبْ عَنْكُمْ الْوَحْشَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً (رواہ مسلم)
 ترجمہ :- حضرت مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نیکلے وقت صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اس حال میں کہ آپ کی ذات بابرکات پر ایک کبیل نقش واریسیاہ بالوں کی تھی۔ پس آئے آپ کے پاس حضرت
 حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پس داخل کیا آپ نے ان کو اس کبیل، میں پھر آئے آپ کے پاس حضرت
 حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف مبارک
 لائے تو ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ اور فرمایا اِسْمَايِيلُ اللّٰهُ لِيُذْهِبْ عَنْكُمْ الْوَحْشَ اَهْلَ الْبَيْتِ
 وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً۔ اور کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
 نَدَّعِ اَبْنَاءَ نَاوَا اَبْنَاءَ كُمْ ذَعَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ
 اَللّٰهُمَّ هَؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا جب تری یہ آیت پس کہا لاویں ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے
 بیٹوں کو۔ بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی وفاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پس کہا حضرت
 نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اے میرے خداوند کریم یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ایک حدیث میں یوں بھی
 مذکور ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں درمیان تمہارے کتاب اللہ و عترت چمور چلاؤں۔ تم ان
 کے ساتھ تمسک کرنا۔ یعنی قرآن مجید پر عمل کرنا اور میرے اہل بیت کی تعظیم و تکریم بجالانا۔ اور قرآن مجید بھی ان کی تعظیم
 و تکریم پر ناطق ہے۔ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے میرے
 حبیب ان لوگوں کو فرمادے کہ میں تبلیغ احکام وغیرہ امور پہنچانے کی تم سے اجرت طلب نہیں کرتا۔ ہاں یہ
 بات ضرور کہتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت کی تعظیم و تکریم کرنا۔ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب
 اکلیل میں لکھا ہے کہ کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا الْمُوَدَّةَ
 کون لوگ ہیں فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میری بیٹی فاطمہ اور اسکے فرزند امام اور ایک حدیث میں ہے
 کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اَنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذَرْيَتَهَا عَلَي النَّارِ۔ رَوَاهُ
 ابُو تَعْيَمٍ وَغَيْرُكَ۔ یعنی بیشک میری بیٹی عیوب سے پاک ہے۔ لہذا خداوند کریم نے اسکی اولاد پر دوزخ
 کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔ اور حدیث شریف باسناد صحیح طبرانی میں بایں طو یہ مفسطور ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ

مَعَذَاتُكَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ دَوْلَتِكَ يَعْنِي فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اسے فاطمہ بشیک اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب دیگا اور نہ ہی تیری اولاد کو اور امام بیہقی مدخل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ شخصوں پر لعنت کی ہے۔ اور میری اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پہلے وہ شخص جو خداوند کریم کی کتاب میں کمی بیشی کرتا ہے۔ دوم خدا کی تقدیر کا منکر اور تفسیر جو ذی عزتوں کی بے عزتی کرے۔ مثلاً امراء و اہل بیت کی چوتھا جو حرام چیزوں کو حلال جانے اور پانچواں جو شخص بیت اللہ شریف میں بد فعلی کرے۔ اور چھٹا جس نے سنت میری کو برا سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ حدیث یہ ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَ كُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُّ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَالْمَكْتَابِ بِقَدْرِ اللَّهِ وَالْمُسْلِمُ بِالْجَبْرِ وَتِ لَعَنَهُ مِنْ أَدْلِهِ اللَّهُ وَيَنْتَلِ مِنْ عِزِّهِ اللَّهُ وَالْحَرَمُ اللَّهُ وَالتَّارُ لَسْتِي رَوَاكَ الْبِهْقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِينِ فِي كِتَابِ تَصْنِيفِ مَوْلَى دِينَ مُحَمَّدٍ غَيْرِ مُقْلَدٍ صَفْحَ ۶ اور ابن عدی نے اپنے کامل میں ابی سعید خدری سے نیز روایت کی ہے کہ سند یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے من الہفضنا اہل البیت فهو منافق جو شخص ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔ اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ أَدْخَلَهُ النَّارَ يَعْنِي کہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص بغض ہمارے اہل بیت سے رکھے وہ ناری ہے وَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِزِّي وَارْتَضَا فَهُوَ لِمَحْدِثَاتِ أَمَّا مُنَافِقٌ أَوْ لَذِينَةٍ وَأَمَّا الْغِيْطُ فَهُوَ لِعَنِي حَمَلْتُهُ أُمَّةً عَلَى غَيْرِ طَهْوَرٍ رَوَاكَ ابْنُ عَدِيٍّ وَ الْبِهْقِيُّ فِي شَرْحِ الْإِيمَانِ تَرْجُمَهُ ۵۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہیں پہچانتا حق اولاد میری اور انصاری کا وہ تین امور سے خالی نہیں ہوگا۔ یا منافق ہوگا یا ولد الزنا۔ یا پلیدی سے چنا ہوا۔ ثقل ازگزار فاطمہ صفحہ ۸ تصنیف مولا دین محمد کٹہری اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تاریخ میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ مَحَبَّةُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ أَهْلِ بَيْتِهِ۔ یعنی واسطے ہر ایک چیز کے ایک بنیاد ہوتی ہے۔ جس پر وہ چیز قائم رہتی ہے۔ اور اسلام کی بنیاد محبت صحابہ کرام و اہل بیت

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ پیارا نہیں ہوں۔ کہا حاضرین نے ہاں یا رسول اللہ۔ پھر فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تم کو دو چیزوں سے سوال کرتا ہوں۔ ایک تو قرآن مجید کے ساتھ محبت رکھنا اور دوسرا اہل بیت سے۔ اور دن قیامت کے سب سے اول شفاعت میری اپنے اہل بیت کی ہوگی۔ پھر جو ان سے محبت رکھنے والے لوگ ہونگے۔ اور فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو تین امور کا ادب سکھاؤ۔ ادب اپنے پیغمبروں کا اور ان کے اہل بیت کا اور قرآن مجید کا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ضرور میرے اہل بیت کی تعظیم کریو۔ ورنہ میں بروز قیامت خداوند کریم کے سامنے تمہارے ساتھ جھگڑا کروں گا۔ جس کے سبب سے تمہیں جہنم میں تکلیف ہوگی انہیں پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ شان اہلبیت کا بے شمار ہے جن کا بیان کرنے سے خادم شریعت قاصر ہے۔ اور قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر ختم کرتا ہے۔

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ فَرْضٌ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ

لَمَّا حُمِّمَ مِنْ عَظِيمِ الْفَخْرِ أَنْكُمْ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ فَلَمْ صَلَوَاتُ لَهُ

ترجمہ :- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہاری محبت ہم پر ہے جسکا ثبوت قرآن مجید میں ہے۔ یہ تمہارے لئے کافی فخر ہے کہ بیشک جو شخص درود تم پر نماز میں نہ پڑھے۔ اس کی نماز نہیں ہوتی انہ

اور واقعات شہادت اور ثبوت مسئلہ شہادت اہل بیت علیہما السلام ہر ایک مسلمان پر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ اس پر چنداں دلائل طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بطور اختصار بخاطر ناظرین و منکرین وغیرہ کے تحریر کر دیتا ہوں۔ وہو ہذا۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي جَبْرِئِيلُ أَنَّ حُسَيْنًا يُقْتَلُ بِشَاطِلِ الْفُرَاتِ بِدَاوَاةِ ابْنِ سَعْدٍ۔

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مجھ کو جبریل نے خبر دی ہے کہ حسین علیہ السلام کو فرات کے کنارے شہید کیا جاوے گا۔ اور فرمایا مافی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے اِنَّ ابْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الطُّفَّ رِوَاةُ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ یعنی بیشک حسین میرا فرزند میرے بعد طف کے میدان میں مارا جاوے گا۔ یعنی زمین بلند نزدیک کوفہ کے۔ اور ابو داؤد و حاکم فی المستدرک سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بایں الفاظ حدیث تحریر کتاب ما ثبت بالسنۃ میں

فرماتے ہیں عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْخَارِثِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِي اسْتَقْتَلُ ابْنِي هَذَا يَعْنِي الْحُسَيْنَ وَاقَاتِي بِتَرْبَتِهِ مِنْ تَرْبَةِ أَحْمَرَآءٍ

ترجمہ :- یعنی ام الفضل روایت کرتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بیشک قریب ہے کہ میری امت میرے اس فرزند کو مار ڈالے گی۔ مجھ کو وہاں کی مٹی سرخ مٹی سے لادی گئی ہے الخ اور مائی صاحبہ ام سلمہ اور مائی صاحبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما وغیرہما سے اسی طرح کی کئی روایتیں آچکی ہیں۔ اور کتاب دہلی و جامع الاصول و ترمذی سے صاحب السنتھ نے نیز بایں طور حدیث تحریر کی ہے عَنْ سَلْمَى امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِي قُلْتُ مَا يَبْكِيكَ قَالَتْ رَأَيْتُ الرَّاقِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَعَلَى رَأْسِهِ وَخِيْتِهِ الثَّرَابُ وَهُوَ يَبْكِي فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ الْفِائِخِ

ترجمہ :- روایت ہے سلمہ سے جو انصار میں سے ایک عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی۔ اور وہ رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ مائی صاحبہ نے جواب میں کہا کہ میں نے ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور سر اور وارڈھی پر گر دیڑی ہوئی تھی اور روتے تھے۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی حسین کے قتل کو میں نے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں ایک غرفہ بنا ہوا تھا جس میں جس میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے حضرت تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جناب غرفہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا گئے کہ میرے یہاں ہونے کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور نہ کوئی میرے پاس آنے پائے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مجھے امام حسین علیہ السلام کے آنے کا غم دو۔ اور وہاں چلے گئے۔ جبرائیل امین نے ان سے دریافت کیا یہ کس کا بچہ ہے۔ فرمایا میرا فرزند میرے فرزند کا فرزند ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے اپنی مبارک ران پر بٹھایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ کی امت کے بے رحم اور ظالم لوگ آپ کے تھوڑے دنوں کے بعد انہیں قتل کریں گے۔ آپ نے ٹھنڈا سانس بھر کر حیرت ناکوں کی طرح پوچھا اسے جبرائیل کیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی۔ کہا ہاں آپ کی ہی امت میں آپ کو اس زمانہ کی خبر دینا ہوں۔ یہ کہہ کر عراق کی طرف اشارہ کیا اور اس زمین سے سرخ مٹی کی ایک مٹھی لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی اور

کہا حسین علیہ السلام کا یہی مقتل ہے الخ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کو ران پر بٹھا کر ان کے لب اور منہ کو بوسہ دینے لگے۔ تو فرشتہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ فرشتہ نے کہا کہ عنقریب آپ کی امت ظالم انہیں کربلا کے میدان میں جو عراق کا حصہ ہے وہاں بھوکا پیاسا قتل کر دے گی۔ اگر فرماؤ تو وہاں کی مٹی ملاحظہ کر اؤں۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ فرشتہ نے سرخ مٹی اس میدان کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دکھائی۔ آپ نے وہ مٹی ام سلمہ کو دے دی۔ غرضیکہ امام صاحب مع اپنے یاروں دوستوں اور فرزندوں کے شہید کربلا ہوئے سالہ میں جب کہ آپ کی عمر شریف چھپن برس پانچ ماہ اور پانچ دن کی تھی۔

اور کتاب ثابت بالسنة صوفہ ۲۶ میں لکھا ہے عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَتَى عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ بَرَاءَ بْنِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ فُجَعَلٍ يَبْكُتُ وَقَالَ فِي حَسَنِهِ شَيْئًا قَالَ أَنَسٌ ذُقْتُ وَاللَّهِ إِنَّهُ شَبَّهَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُحْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ الخ مطلب ایں حدیث کا یہ ہے کہ جب حسین علیہ السلام کا سر مبارک لے گئے پھر لگن میں رکھا پس ابن زیاد بد نہاد نے اسکو لکڑی سے چھڑنا شروع کیا اور کچھ ان کے من کی بات کہی۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا واللہ ایہ ابن رسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ صورت و شکل میں ملتے تھے۔ اور اسوقت دسمہ سے خطاب کئے ہوئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابن زیاد کے پاس سر مبارک لائے تو وہ ناک مبارک پر چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے ایسا صاحب حسن کوئی نہیں دیکھا۔ اور کہا راوی نے میں نے اسکو کہا سینہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ملتا تھا۔ اور مولوی دین محمد غیر مقلد اپنی کتاب گلزار فاطمہ میں لکھتا ہے کہ جب امام صاحب میدان میں نکلے تو یہ شعر پڑھے۔

| | |
|---|---|
| أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْخَيْرِ مِنْ آلِ هَاشِمِيٍّ | كَفَاتِي بِهَذَا مَفْخَرِ حِينَ الْفَخْرِ |
| وَجَلَّتْ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ أَحَدُ مَرَمِيٍّ مَشِيٍّ | وَعَنِّي سِرَاجُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يَفْخَرُ |
| وَفَاطِمَةُ أُمِّي سَلَالَةُ أَحْمَدِيٍّ | وَعَنِّي سَيِّدِي ذُو الْجَنَابِ حِينَ جَعْفَرُ |
| وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ أَنْزَلَ صَادِقًا | وَفِينَا الْهَدَى وَلَوْ حَيُّ الْخَيْرِ يَذْهَبُ |

اور مورخ لکھتے ہیں کہ جب اہلبیت کو قیدی بنا کر لے چلے اور راستہ میں شراب و فساد پینے لگے تو قدرت

کاملہ سے یہ سطر لکھی ہوئی نظر آئی۔

ۛ اَتَرْجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حَسِيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّكَ يَوْمَ الْحِسَابِ

اور جب سنان شقی قاتل امام صاحب نے ابن زیاد کے آگے سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا رکھا تو کہنے لگا میری رکاب کو سونے اور چاندی سے پر کر دیجئے کیونکہ میں نے بڑے سردار اور جس کا مال باپ از روئے نسب کے سب سے اچھے ہیں۔ اسکو قتل کر ڈالا۔ ۛ

اَمْلَأْ زَكَائِيْ فِضَّةً وَذَهَبًا اَمِي قَتَلْتُ سَيِّدَ الْمُحِبِّينَ

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اَمَّا دَابَّا وَخَيْرُهُمْ اَذِيْنَاكَ وَالنَّسَبَا

اور حبیب اہلبیت کو نیرید عیند نے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا تو اہل مدینہ وائے مرنہ عورتیں سب کے سب اہل بیت کے حال سے مطلع ہو ہو کر روتے اور باواؤں بلندیہ اشعار کہتے۔ ۛ

مَاذَا تَقُولُوْنَ اِذَا قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ مَاذَا اَوْفَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ خَيْرُ الْاُمَمِ

بِعَذْرَتِيْ وَاَبَا هٰٓئِلِيْ يَعِدُ مَعْتَقَدِيْ مِنْهَا اسَارِيْ وَقَتْلِيْ خُرُجُوْا بَدَمِ

مَا كَانَ هٰذَا اِجْرًا اِذَا انْعَمْتَ لَكُمْ اِنْ تَخْلِفُوْنِيْ نِسْوَةً فِيْ ذَرِيْ رَحِمِ

ترجمہ

کی تسیں کہو بہدوں تسالوں نبی اللہ فرمائے امتاں تھیں تسیں چگی امت کی تسالوں کہائے

نال اولاد سے بڑھ میرے بعد چلاں ہمارے کئی قیدی کئی قتل کیے تھے ہو بھرے بچا رہے

جد میں خیر خواہی تسال کیتی بدام ایر نموسے قہ بابیاں میر یا اند سے جو کیتے بچے میر سے لے لے

اور حبیب اہل بیت حضور خلیمہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ طیبہ میں پہنچے تو پہلے اپنے نانا عبا حبیب کے روضہ مبارک پر جا کر گریہ وزاری سے یہ الفاظ کہے۔ اور تمام لوگ ان کی فدا دیر سن کر روتے گویا قیامت بہر بارہ گئی تھی۔

لفظ

یا رسول اللہ ذرا دیکھو میرا حال زار نہ شعلہ کے ہاتھ سے کیسے ہوئے ہم و لوگار

جو مسیبت ہم پر گذری کیا کریں اسکا بیان کوئی دنیا میں نہ ہوگا مدظرین سے زار زار

قتل اعدائے سے کسیب کنبہ تمہارا سر بہر ظلم اعدائے سے کہتے ہیں پر جہاد تمہارا

بہشتیں وہ کہیں جو دنیا میں کوئی کرتا نہیں کچھ نہ سمجھیں وہ تمہارے آل کا عذر نہ دزار

حال خستہ یہ ہمارے اب نظر فرما سیٹہ کیا ہمارا حال بیت کیسے بہتہ چکوا انتشار

ظالموں کا ظلم گویا نکھولنے سے اپنی دیکھتے
 دروہل کس سے کہیں کس کو دکائیں حال نہ
 بیتراوی سے ہماری خود بھی ہوتے اشجار
 پاس سے آئے ہیں تمہارے یار سولہ کر دگار

اشعار مطابق واقعہ حال

نہیں کہہ سکتے فتاویٰ سے سہیستم
 برائے ملک شمشیر کوسید پیر
 سوار و شہر رسول خدا سلام علیک
 زبان قدرت ملک خدا سلام علیک
 توائ بندہ سے شیر خدا سلام علیک
 غریب کوٹہ و کرب و بلا سلام علیک
 مقیم جنت اوی شہید راہ خدا

الجیبہ

خادم شریعت نظام الدین متانی حنفی قادری عفی عنہ

سوال : نماز عیدین کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور اسکی نیت کس طرح کی جائے۔ جواب : دو اجر ملیگا۔
الجواب : نماز عیدین کی نماز ادا کرنے سے پہلے نفل و مسواک سے اپنے وجود کو پاک کرے۔ اور پاک کپڑے
 پہن کر خوشبو لگائے۔ اس کے بعد اگرچہ پہلے کچھ کھانا کھائے۔ اور فطرانہ ادا کرے۔ اور راستہ میں مسجد کی طرف تکبیریں
 آہستہ آہستہ بنا باوے۔ اور نماز عیدین اس وقت پڑھی جاوے جب کہ آفتاب دو تیسرے کے برابر
 ہو۔ اور اسکا اخیر وقت آفتاب کے زوال ہونے تک ہے۔ اور نماز عید کی نیت بایں طور کرے۔ دو رکعت
 نماز عید۔ فطر واجب ادا کرتا ہوں میں ساتھ تمام تکبیروں کے اور امام دو رکعت لوگوں کو اس طرح پڑھائے
 کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے۔ پھر تین تکبیریں کہے اور ہاتھ اٹھائے۔ پھر سورہ فاتحہ موسر
 پڑھ کر تکبیر کو غلبے اور پھر رکوع کرے۔ اور جب کہ دوسری رکعت میں کھڑا ہو تو سورت فاتحہ و سورت پڑھ
 تین تکبیریں کہے اور ہاتھ بھی ساتھ ہی اٹھائے۔ اور ایک تکبیر کہے کہ رکعت میں جلا جادے اور بعد سلام کے
 دو خطبے پڑھتے جن میں احکام عید اور تبرکات الہی کے ہوں۔ اور جس شخص کی نماز عید قضا ہو جائے یعنی
 امام کے ساتھ ساتھ پڑھی ہو تو وہ چہرہ پر مسکے کہہ سکے۔ اس کے لئے بشرط حضور سلطان کی وجہ سے۔ اور جب کہ نماز عید
 ہوئی تو وہ قضا سے بھی عاجز نہ رہا۔ اور فرمایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ چار رکعت نماز
 پڑھے تو اسکو ثواب مل جائیگا۔ اقل از شرع و قایہ دنور الہدایہ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ وزیر آباد

سوال :- عورتوں کو نمازیں انتہام کرنا چاہیے یا نہیں۔ کچھ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کہتا ہے کہ عورتوں کے انتہام کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

الجواب :- بیشک عورتیں کو نمازیں انتہام کرنا چاہیے اور جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ علم حدیث سے بالکل ناواقف اور بے تجربہ ہے۔ اور اس کا ثبوت خود مولوی عبدالحجیر صاحب غزنوی نے اپنے فتاویٰ صفحہ ۲۷۷ جلد ۱۷ زاد المعاد وغیرہ کا ذکر کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ ابو داؤد اپنے مراسیل میں اور بیہقی میں سنن کبریٰ میں زید بن ابی حنیبل سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تَصَلِّيَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدَ ثَمَّافَضَّمَا بَعْضُ اللِّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ وَانِ الْمَرْأَةُ لَبَسَتْ فِي ذَلِكَ مِنَ الرَّجُلِ وَاسْتَرْجَعَ الْبَيْهَقِيُّ مَرَّةً إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ الصَّفَّتْ بَطْنَهَا بِفَخْذِهَا كَمَا سَتَرُ مَا يَكُونُ لَهَا تَرْجُمُهُ :- بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو سمٹ کر سجدہ کرو۔ کیونکہ عورت اس فعل میں مرد کی طرح نہیں ہے۔ اور بیہقی نے مرئو عابیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لے۔ اس میں زیادہ پردہ ہے۔ اور کتاب ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ میں لکھا ہے وَالْمَرْأَةُ تَخْفُضُ فِي السَّجْدِ وَتَلْحَقُ بِطَنْهَا بِفَخْذِهَا يَعْنِي عَرَّتْ سَجْدَے میں جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملا لے الخ اور مولوی ثناء اللہ کا ہم کیا بیان کریں وہ تو دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح بھی جائز قرار دیتا ہے۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت بخشے۔ فَقَطَّ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

المجيب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی اللہ عنہ

سوال :- غنشی کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کا کیا حکم ہے۔ اور شرقتہ رہا بیہ نجدیہ کا ذکر کیا ہوا یا نور کھانا

درست ہے یا نہیں۔ اور گیارہویں پیران پیر اور تیجا اور ساتواں کرنے کا کیا ثبوت ہے۔ جواب دیا جلیلیہ کا۔

الجواب :- غنشی وہ ہوتا ہے جو فرج و ذکر دونوں رکھتا ہو۔ اگر پیشاب کرے ذرے سے تو مرد کا حکم اس کے لئے ہے۔ اگر فرج سے پیشاب کرے تو حکم عورت کا لگایا جائے گا۔ اگر دونوں جگہوں سے پیشاب کرے

تو جو پہلے نکلے اس کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں جگہوں سے ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہو تو غنشی منسل ہے۔ اگر یہ حکم بطور

کے پہلے کا ہے۔ اور جب بالغ ہو اور داہری نکل آئی ہو یا کسی عورت سے اس نے جماع کیا تو مرد ہے اگر

اسکو پستان نمودار ہو گئے یا حیض یا حمل ہو گیا یا دودھ اتر آیا تو اسکو عورت کا حکم ہے۔ اگر داہری اور پستان دونوں ظاہر ہوں تو وہ خنثی مشکل ہے۔ اور خنثی مشکل کو نہ مردوں کی نماز کی صفت میں کھڑا ہونا درست ہے اور ہی عورتوں کی صفت میں۔ اور اگر مر جائے تو اسکے والدین فرقہ سے غسل دیں۔ اور اگر متعذر ہوں تو تمیم دیں اور کہا بعض نے کہ اگر حوض یا دریا موجود یا شدہ خنثی راہ رختہ یا چہار پانی نہادہ در آب بجنباند تا غسل حاصل کرود!؟ اگر صغیر ہو تو خواہ مرد غسل دیں خواہ عورتیں واللہ اعلم بالصواب

اور فرقہ دہا بیہ نجدیہ جن کی ذہبت کفر تک پہنچ چکی ہے ان کا مذہب کھانا درست نہیں چونکہ اس میں شرط ذابک کا مسلمان ہونا لازمی ہے۔ شرط کون الذابح مسلماً و کتاباً ذمیاً او حربیاً فحل ذبیحتہما ولو جونا او امراً او صبیا یعقل ویضبط التسمیۃ او اقلعت او اخرس لا ذبیحة وثنی ورجوسی ومرتد و تارک تسمیۃ عمدان فان ترکھا سبیئاً حل۔ (نقل از جامع الفوائد صفحہ ۳۹۳) غرضیکہ ضایح کا مسلمان ہونا شرط ہے اور مرتد کاذب جائز نہیں۔ اور یہ فرقہ دہا بیہ نجدیہ باتفاق نزدیک تمام علمائے اہلسنت و جماعت کے کافر و مرتد ہے۔ چنانچہ کتاب نجوم امشبہا بیہ تحفہ احمدیہ کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ میں علامہ بے بدل شیخ احمد صاحب وطنی بھائی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار الہدیت کے نے ارقام فرمایا ہے۔

کہ بلا شک آر، نبی شاں کافراں مطلق اند
کہ مہین انبیاء مکفر اہل حق اند
بدگمان چار مذہب متفق گشتہ بریں
کہ سترائے ایں گردہ فرض دست ہجو کافریں
مجتہد گشتہ بیک کلمہ اہل اجتہاد
زندہ اند ایں قوم حکم شاں چو اہل ارتداد

اور باقی ان کے عقائد کفریہ پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک رسالہ مسمیٰ بہ تکذیب المبتدعین فی رد تکفیر المومنین عنقریب خادم شریعت شائع کر دے گا۔ فقط۔

اور گیارہویں اور تیجہ کا ثبوت جلد اول میں مفصل گزر چکا ہے۔ اور علاوہ ان دلائل کے کتاب قرۃ الناظرہ خلاصہ المفاتیح تصنیف حضرت امام یا فخر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ صفحہ ۱۱ میں بایں طور لکھا ہے۔ ذکر یازدہم غوث الثقلین علی نبینا وعلیہ السلام بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم اینست کہ حضرت قطب ربانی غوث صمدانی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ پہلیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند آن نیاز پناہ مقبول و مشہور افتاد کہ دہرماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند۔ و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید وے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یازدہم میگردند۔ آخر رفتہ رفتہ یازدہم

حضرت محبوب سبحانی مشہور شد۔ الحاصل مردم فاتحہ حضرت شاہ دریا زوہم میگذشت و تاریخ وصال غوث الاعظم
ہفتدہم ربیع الثانی ہست بالاتفاق۔ اور تیجا وغیرہ بھی درست ہے۔ چنانچہ عین العلم شرح زین العلم عنہ
۱۶۶ میں میاں حضرت ملا علی قاری صاحب محدث نے تحریر کیا ہے ویتصدق الولی قبل مضی لیلة یشتی
ان قیست یعنی تصدق کند متولی از پیش گذشتن شب اول بخیرے اگر میسر آید ورنہ بگذار و دو رکعت نماز بسورت
فاتحہ و آیتہ الکرسی و سورت تکاثرہ مرتبہ در ہر رکعت و بخشد میت بالاثواب انہا و سلام زیر قبور بر مردگال
والستادہ شود پشت بقبلہ و یواظب علی الصدقة سبعة ایام و مواظبت کند متولی بر تصدق کردن از
جانب میت تا ہفت روزہ اور اسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ میت اسوقت مانند دوسرے دانے کی ہوتا ہے
اور چاہتا ہے کہ کوئی مجھے اس تکلیف سے نجات دلائے لہذا سات یوم تک اس کے لئے صدقہ و قرآن
محبید و نماز نفل پڑھ کر بخشا جائیے۔ اور ہمارے تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع غیر القرون سے لے کر متواتر
چلا آتا ہے۔ اس سے انکار کرنا مستزاد و فرقہ و ہابیہ نجد یہ کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشنے۔ فقط
واللہ اعلم بالصواب۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین وین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص
جمعہ کو بدوں شرائط فرض سمجھتا ہو اور احتیاط الظہر کو فضل اور بدعت کہتا ہو کیا ایسا شخص اپنے آپ کو حقیقی
کہلا سکتا ہے۔ اور متقی مذہب دانے کی نماز ایسے شخص کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ اور حنفی لوگ ایسے
عالم کے فتویٰ پر اعتبار کریں یا نہ۔ بنیو تو جسید اے

السائل خادم شریعت نظام دین ملا فی حنفی قادری سروری وزیر آباد

الجواب: بہ بیشک جن بلاد کے مصر ہونے میں شک ہو وہاں احتیاط الظہر صاحب شامی نے
واجب لکھی ہے۔ اور بلاد ہندوستان کے مصر ہونے میں شک ہے بوجہ اختلاف مسرتیہ کے احتیاط
الظہر پڑھنی واجب ہے۔ لقل المقدسی عن المحيط کل موضع وقع الشاک فی حوۃ مصر اذ یجب
نہم ان یصلوا بعد الجمعة اربعاً نیتہ الظہر حتی انه لو لم تقع الجمعة موقعاً یخرجون عن
عہدۃ فرض الوقت باءاء الظہر لکن بقی الکلام فی تحقیق انه واجب او مندوب اما عند
قیام الثلث والاربعین فی صحۃ الجمعة فالظاهر الوجود انتہی ۵ ایسا ہی کبیری شرح منیہ اور

قتادی نامہ گیری میں ہے احناف کرام متفق ہیں کہ جمعہ بشرائط فرض ہے۔ بلکہ شرائط فرض نہیں۔ پس شیعہ صاحب
اب ہندوستان میں جمعہ بلا شرائط فرض سمجھتے ہیں اور احتیاطاً انہیں کو فضول جانتے ہیں پس فرقہ احناف کرام
سے خارج ہیں پابندان مذہب حنفی کو لازم ہے کہ اسکے فتوے پر ہرگز ہرگز عمل نہ کریں۔ بلکہ ایسے مسائل فقہ
میں کسی عالم حنفی کی طرف رجوع کریں۔ نقطہ حرہ محمد عالم امام مسجد گمٹی بازار لاہور مدرس نعمانیہ ۳۰ و اقلیدہ ۱۳۳۵
احناف کرام نے جمعہ کے شرائط ادا و وجوب ثابت کئے ہیں لیکن ان کے جمعہ فرض نہیں ہذا جو شخص منکر شرائط
ہے وہ اہل احناف سے خارج ہے جمال الدین عفی عنہ لاہور مدرس نعمانیہ لاہور۔

حرہ المجیب فہو فیہ مصیب۔ نور اللہ خاں متوطن ضلع کیلپور حال لاہور امام مسجد نعمانیہ لاہور۔

غیر مقتدول کو وہابی کہنا ان کی کتابوں میں ثابت ہے

چٹانچ مولوی محمد حسین قاضی ساکن اچھڑ ضلع دالوان کتاب معنی المومنین فی تنبیہ المشرکین صفحہ ۱۴ مطبوعہ

صمدی لاہوری میں یوں تحریر ہے۔

| | | |
|------------------------------|------------------------------|---------------------------------|
| کہیں بدعتی جنکو ہیں یہ وہابی | وہی ہیں حقیقت میں پیرو صحابی | مناقش کے جیسے مذہب رکابی |
| نہیں ہیں یہ زانی شرابی کہانی | دہانی کے معنے ہیں رحمان والا | کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا |
| خدا اور نبی کا ہے تابع وہابی | ہے شرک اور بدعت کا مان ونا | رسوم کفر کا ہے مانع وہابی |
| طریق جہالت کا قاطع وہابی | دہانی کے معنے ہیں رحمان والا | کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا |
| رسول خدا پر ہے قرباں وہابی | طریق نبی پر ہے قرباں وہابی | صحابہ نبی پر ہے قرباں وہابی |
| انزال نبی پر ہے قرباں وہابی | وہابی کے معنے ہیں رحمان والا | کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا |

لیکن فقیر کہتا ہے کہ فرقہ دہاویہ نجدیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا غلط ہے دیکھو صاحب

شامی جلد سوم باب البقاہ و کتب تالیف و احادیث میں مذکور ہے کہ یہ وہ گردہ ہے جس کی نسبت آپ نے فرمایا
اھلک الذلزل و الفتن و ہذا یطعم قون الشیطان یعنی ملک نجد سے نزلے اور فتنے اٹھیں گے اور اس
سے ظاہر ہوئی اہل شیطانی کی سزا کے مطابق ۱۲۲۱ھ میں محمد بن عبد اللہ باب نجدی نے ایک نیا مذہب نکالا
اور کہتا ہے کہ یہ پڑھاوی کی اور بزرگان خلو شہداء کی مزاروں کو گرایا اور لوگوں کو قتل کیا حالانکہ اپنے آپ کو مسلم
اور علیا سے دین کو دھوکا دینے کے لئے اپنے آپ کو غیبی کہتا ہے اور کتاب التوحید بنانی جس کا ترجمہ

اَبی مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَاَبی عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَوَعَلَى جَمِيعِ الرُّسُلِ وَالْمُرْسَلِينَ
وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَوَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ خُطْبَةُ عِيدِ الصَّحَى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اللَّعْبَةَ الشَّرِيفَةَ لِعِبَادِهِ
الْحُرَّاءِ وَالْعَوَامِ وَمَنْ عَلَيْهِمْ اسْتِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَالْقَضَاءُ زَعْنِ الذُّنُوبِ وَالْإِحْسَانِ
وَدَعَا الْمُؤْمِنِينَ بِدَاخِلِ مِنَ الْبَوَابِ مَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ قِبْلَةَ الْمُصَلِّينَ فِي الْيَمِينِ وَالْإِسْلَامِ
اللَّعْبَةَ إِنَّمَا لِلَّهِ لَنَا لِيُعَلِّبَ اسْتِجَابَتَهُ وَشَوْقِي لِقَائِهِ قُلُوبِ عِبَادِهِ الْكِرَامِ وَحَقِّي تَرْكُ الْأَرْضِ
وَالْأَوْطَانِ فِي كُلِّ مَامٍ وَيَمْشُونَ مُنِيبِينَ بِأَقْدَامٍ أَوْ بِأَرْجُلِهِمْ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ
وَلَنَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِخُصُوصٍ عَلَى أَهْلِ الصَّحَابَةِ وَآلِهِمْ بِالتَّحْقِيقِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَوَعَلَى أَهْلِ الصَّحَابَةِ شَيْخِ الصِّدِّيقِ وَالْعَوَادِ أَمِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَوَعَلَى أَهْلِ الْفَتْوَى كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيمَانِ
مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَوَعَلَى مَنَظَرِ الْخَبَابِ
وَالْأَرْبَابِ أَسَدِ اللَّهِ الْعَالِمِ مِنْ كُلِّ غَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ وَوَعَلَى عَشِيرَةِ الشَّرِيفِينَ الْمُظْهَرِّينَ مِنَ الْأَنْدَاسِ الْحُسَيْنِ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا وَوَعَلَى سَيِّدَةِ النِّسَاءِ الْفَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَوَعَلَى أَوْلِيَاءِ مَائِينَ
الْمُتَّقِينَ الشَّهِيدِينَ الْمُتَّقِينَ الْمَقْتُولِينَ الْمَقْتُولِينَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ

الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ النَّاسِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالشَّالِيعِينَ
الْوَبَارِإِي دَارِ الْقَرَارِ وَسَلَّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا بِحُصْنِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ هـ

خُطْبَةُ جُمُعَةِ الْبَارِكِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

| | |
|---|---|
| <p>وَالشُّكْرِ لِلَّهِ الَّذِي بِيَدَيْهِ أَوَاقِ النِّعَمِ هُوَ فِي الْمَوَاعِدِ صَادِقٌ فَيُضَافُهُ أَعْلَى دَعْمِ لَمْ شَكَّ فِي إِرْشَادِهِ ذَيْلَ لِعِبَادِ الصُّنَمِ غُفْرَانُهُ سِتْرُ الْغِيِّ رِضْوَانُهُ أَوْلى أَهَمِ سَبَبُ الْحُسْنِ قَبُولُهُ هُوَ مظهرُ الْفَيْضِ الرَّهْمِ فَخَرَّ الرُّسُلُ وَالْأَنْبِيَاءُ أَهْلِي لَوَائِهِ الْعِلْمِ أَحْيَا بِهِ أَفْجَادَهُ أَتْبَاعُ عَمِيدِ الْأُمَمِ عُثْمَانُهُ عَيْنُ الْحَيَاةِ الْمُرْتَضَى جَرَّ الْكُرَمِ عَمَّا كَانَ فِي مَشْوَركِ الْعَشْرِ بُشْرَى بِالنِّعَمِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ قَدْ مَضَى مِيقَاتُ خُلُوصِ الْبَالِدِ يَحْفَظُكَ تَارًا عَلَهَا يَدُ خَلْقِ جَنَّتِ النِّعَمِ فِي حَيِّهِ صَرْهَا يَمَانِي فِي يَمِينِهِ ثَابِتٌ قَدْ مَ تَى تَحْتَطُّ بِلِقَائِهِ فِي الْجَنَّةِ دَارِ الْقَدَمِ صِرْتُ عَلَيْكَ هَوَانًا إِمْنَعْ لَنَا أَعْلَى الْهَمَمِ</p> | <p>الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَبْدَعَ الْوُجُودَ مِنَ الْعَدَمِ هُوَ خَالِقُ هَوَارِيقِ هَوَاتِجِ هَوَاتِيقِ هُوَ قَاصِرُ عِيَادِهِ هُوَ كَاسِرُ لِبْصَادِهِ بُرْهَانُهُ غَلَبَ الْعَدَى سُلْطَانُهُ بَلَّغَ الْعُدَى شَمَالَتُهُ لَوْ سَوَّلَهُ هُوَ وَاسْطَلَوْ صَوْلَهُ أَحْمَدُ مُحَمَّدٌ مُصْطَفَى خَيْرِ الْوَرَى نُورِ الْهَدَى أَصْحَابُهُ أَحْبَابُهُ أَوْلَادُهُ أَكْبَادُهُ صِدِّيقُهُ أَهْلُ الصِّفَا قَارُونَهُ ذَوَا الرِّجْبَا زَهْرَانُهُ فِي نُورِهِ سَبْطَانُهُ سَيْرُ سُرُورِهِ يَا قَوْمَ مَوْتٍ بِالْقَتَا تَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ بِالصِّفَا لَيْفَ زَنْقُهَا كَلِمَاتُهَا أَعْنَى الدِّقَاتِ وَجَلَّتْهَا وَأَذْكَرُهُ ذِكْرًا دَائِمًا جَنَابًا تَعُودَاتَانَا سِرِّي سَبِيلُ ثَنَائِهِ هُنَّ رَاضِيَا بِقَضَائِهِ يَا رَبِّ أَمَّا رِجَائِي بِالْفَضْلِ أَعَفْتَ خَطَايَا</p> |
|---|---|

دیگر خطبہ جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْوَرَى اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ | سُبْحَانَ مَنْ رَفَعَ السَّمَاءَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ

سُبْحَانَ مَنْ أَجْلَى الْغِيَا سُبْحَانَ مَنْ كَشَفَ الْغُيُوبَ
 سُبْحَانَ سُبْحَانَهُ وَلَقَدْ تَعَالَى شَانَهُ
 بِهَذَا آيَةِ بَعْنَانِهِ فَلَيْدَ غَوَاةٍ يَشْرِيْعَةٍ
 خَلَقَ الْخَلَائِقَ وَكَفَّلَهَا بِمِغْفَارِهَا وَخَبَرَهَا
 قَدْ بَعَثَهُ مِنْ رَحْمَةٍ لِلْعَالَمِينَ وَحِكْمَةٍ
 وَأَعَزَّهُ بِخَطَائِبِهِ وَبُوحِيهِ وَكِتَابِهِ
 قَدْ حَقَّقَ بِرَأْفَتِهِ نَوَاقِصَ السَّمَاوَاتِ وَعَرْشِهِ
 وَقَدْ اجْتَبَاكَ بِعِلْمِهِ وَجَلَّلَهُ بِعِزِّهِ
 هُوَ شَافِعُ الْعِبَادَةِ وَمَشْفَعُ الْعَصَاةِ
 هُوَ قَاتِلُ الْيَعْدَةِ أَمِنْهُ لَيْسُ وَفِيهِ وَغَزَاتِهِ
 بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ غَلَبَ الْوَرَى بِشَوَالِهِ
 أَصْحَابُهُ بِحُضُورِهِ لَا يَسْتَعْرِفُونَ بِوَرِيهِ
 لَا سَيْمًا مِمَّا يَلِيهِ وَرَفِيقُهُ وَغَيْبُهُ
 ثُمَّ النَّصِيرُ بِفَضْلِهِ عَمْرًا لَا مِيرَاجَهُ
 ثُمَّ الْفَتَا الْمُقْتَدَى عُمَرَانُ مِقْبَاحُ الْهَدَى
 ثُمَّ الْعَلَى الْمُرْتَعَى يَا حَمِيدَ أَحْسَنَ الْفَتَى
 فَالْحَسَنُ أَحْسَنُ أُمَّةٍ وَأَخْوَةٌ أَحْمَلُ خَلْقِهِ
 وَأَنْفَا طِمَّةٍ بَنَتْ النَّبَى فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ النَّبَى
 ثُمَّ الْأَمِيرُ عَمْدُ عَمَامٍ سَيِّدُ قَوْمِهِ
 وَكَذَلِكَ الشَّيْخُ الْوَلِيُّ هُوَ هَمَزُ الْعَمَلِ النَّبِيِّ
 رَبِّ أَرْضٍ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ وَارْحَمَ الْأَصْحَابَ الْيَقِينِ
 أَحْسَنَ الْبَنَاءِ الْكَرَمِ وَأَمَّنْ عَلَيْنَا بِالنَّعَمِ
 ثُمَّ أُعْطِيَ عَمَارَتًا وَأَعْنَى بِفَضْلِهِ وَبَنَاتًا

سُبْحَانَ مَنْ وَعَدَ الْإِلَهَ جَلَّ جَلَّ جَلَّ
 مَلِكٍ لِحَامِدٍ وَالشَّامِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 فِي الْخَلْقِ بَعَثَ الرَّسُولَ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 فَاخْتَارَ مِنْهُ الْمُصْطَفَى اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَعْطَاكَ أَغْلَامَ الْهُدَى اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 حَتَّى أَرَاكَ مَا رَى اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَسْرَى بِهِ لَيْلَ الشَّرَى اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 حَتَّى تُحْمَدَ فِي السَّابِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 وَلَسَوْتَ يُعْطِيهِ الرَّحْمَنُ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَيَّامًا أَيْدِي الْمَلَكِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 صَلَّى عَلَيْهِ وَآرْتَضَى اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 قَدْ قَالَ فِي أَصْحَابِنَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَعْطَاكَ شَرْفًا بِالْقِسْفِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 قَدْ جَعَلَهُ نِعْمَ الْفَتَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَعْطَاكَ جِلْنًا وَالحَيَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 لَيْسَ بِبَيْدٍ الْكَوْثَرِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 بِشَهَادَةِ أَحْيَاكَ مَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 قَدْ جَعَلَهُ خَيْرَ الْبَنَاءِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 قَدْ سَتَرَهُ بِبَيْدِ الرِّضَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 أَهْرَاقَ دَمَهُ فِي الْغَوَاةِ اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 وَجَزَا لَهُمُ خَيْرَ الْجَزَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 وَلَسَوْتَ يُعْطِيكَ الْمُسَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ
 تَرْجُوا أَحْيَاكَ وَرَفْنِ خَطَا اللَّهُ جَلَّ جَلَّ

عِلْمُ الْجَهَارِ وَالْخَفِيِّ اللَّهُ حَبْلُ جَلَالِهِ

فَاذْكُرْ لِيَدَيْكَ يَا أَخِي بِلِسَانٍ بَاطِنِكَ الْخَفِيِّ

وَأَسْجُدْ إِلَيْهِ خَاشِعًا وَارْكَعْ لَهُ مُتَوَاضِعًا

وَأَعْبُدْ حَاقًّا قَدْ تَرَى اللَّهَ حَلَّ جَلَالِهِ

بِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ

بِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ وَارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لِلَّهِ رَبِّكُمْ

خُطْبَةُ ثَانِيَةٍ

بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى
جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ دُونَ رَجِيمٍ وَهُوَ تَسْبِيحُ حَلَسَةِ كُنْدَايِ خُطْبَةِ خِرَانْدَةِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لَهُ وَنُسْتَعِينُهُ
وَنُسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنُتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنُعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ وَرِأْسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا
مَنْ يَهْدِكَ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ لَإِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَ عَلَى كُلِّ طَائِفَةٍ أَجْمَعِينَ عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ
بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ
أَذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ لِيَسْتَجِيبَ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى أَغْلَى قَادِرٌ وَأَعَزُّ وَاحِدٌ
وَأَهَمُّ دَائِمٌ وَكَبِيرٌ

جلد دوم و دهم تمام شد

تصحیح کنند که فقیر ابو المنصور شیخ صادق قادری رضوی غفرلہ

جلد سیزدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام دین صاحب دہلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ جواب دو اجری ملے گا۔
مسائل محمد شفیع طالب علم

الجواب :- تمام اشیاء سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے عن جابر بن عبد اللہ انہ انصار ی قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی ائت و اخی اخی عنی عن اول شیء خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الحدیث نقل از مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹ وحجۃ العالمین صفحہ ۲۱۶ ونزہتہ الیاس ومدارج النبوت وتفسیر بحر العلوم تسفی۔ یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والد آپ کی ذات والا صفات پر قربان ہوں مجھے خبر فرمائیے کہ تمام اشیاء کائنات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یعنی آپ کے نور کے فیض سے پیدا کیا اور اسی نور سے عرش و کرسی لوح و قلم ارواح جنت و دوزخ وغیرہ کو پیدا کیا۔ اور نیز مدارج النبوت وتفسیر روح البیان و مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمت کے صفحہ ۱۸ جلد سوم مطبوعہ نوکشتور میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے۔ قَالَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ نُورِي۔

یعنی تمام چیزوں سے اول اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور صاحب مواہب لدنیہ نے صفحہ ۹ پر لکھا ہے وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتُ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا جَنٌّ وَلَا نَسٌّ الخ اور مدارج النبوت جلد ۲ مطبوعہ نوکشتور صفحہ ۲۷ میں نیز بایں طور حدیث مسطور ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نُورِي وَفِي رَوَايَةٍ اَنَا مِنَ اللَّهِ

وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْ نُورِي یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور باقی مومن میرے نور النوار سے ہیں۔ اور تفسیر روح البیان جلد اول تحت آیت کریمہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ کے باری الفاظ کے لکھا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُورًا لِيُبَيِّنَ حَقِيقَةَ خَطِّ الْإِنْسَانِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَادْنَهُ تَعَالَى سَمَى نَفْسَهُ نُورًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ أَضْءٍ۔

ترجمہ :- جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نور بنا کر بھیجا جو کہ اللہ تعالیٰ سے انسان کی حقیقت ظاہر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور رکھا ہے۔ چنانچہ فرمادیا ہے اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ أَضْءٍ جو تکہ زمین اور آسمان غیسی کے ظلمت میں چھپے ہوئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایجاد کر کے ظاہر کر دیا اور اپنے حبیب کا نام بھی نور رکھا۔ چنانچہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں کو تمام اشیاء کے ساتھ آپ کے نور سے بعض کو بعض سے پیدا کیا پس جب موجودات آپ کے نور سے بعض کو بعض سے پیدا کیا۔ پس جب موجودات آپ کے نور مبارک کے وجود سے ظاہر ہوئی تو آپ کا نام نور رکھا اور آنحضور نے فرمایا اَنَا مِنَ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنِينَ مَنِي اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ :- من عینہ۔ ترجمہ عبارت روح البیان اور کتاب مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۷ میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریشی ہزار سال پیشتر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لگے نور تھے اور وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور اس کی تسبیح کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح کرتے تھے اور جب کہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور زمین پر اتارے گئے تیان کی پشت مبارک میں یہ نور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ڈالا گیا اور ان کے بعد حضرت نور علیہ السلام کی پشت میں۔ پھر حضور فرماتے ہیں کہ مجھے کئی پشتوں سے اللہ تعالیٰ نے کریم پشتوں سے مستقل فرماتے ہوئے میرے والدین کی پشت اظہر سے اظہار فرمایا۔ ہَذَا فِي شَفَاعَةِ عَنِي عِيَاضُ وَنَسِيمُ الرِّبَاضِ وَ حُضَائِي كَمَا فِي صَفْحَةِ ۱۳۴ اور تفسیر روح البیان و نیشاپور غرائب القرآن وغیرہ تفاسیر میں تحت آیت کریمہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ کے لکھا ہے نور سے یہاں مراد وجود و آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حقیقت میں یہ نور آفتاب و ماہتاب سے کئی لاکھوں درجہ زیادہ ہے۔ چوں کہ ماہتاب

تو ایک حد تک پہنچ کر گھٹنے لگ جاتا ہے لیکن آپ کی ذات کا نور دن بدن ترقی پر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس پر شاہد ہے وَلِلَّهِ حِزْبٌ خَيْرٌ نَّكَ مِنَ الْوُثَىٰ۔ اور آفتاب تو بوقت شب زمین کی اڑے کر عالم میں اندھیرا لگا دیتا ہے لیکن آفتاب کے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود زمین تشریف لے جانے کے ہر عالم کے اہل کو نور سے معذور فرما رہے ہیں اور امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات کا سایہ نہ تھا آفتاب میں نظر آتا اور نہ ہی مہتاب میں لمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر نہ تھا اب نوراً عن ابن عباس لمین للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل۔ نقل از تفسیر مدارک سورہ نور صفحہ ۲۳ جلد ۲۔ ذیل آیت کریمہ ظن المؤمنین والمؤمنات بانفسہم کے حدیث بار الفاطمہ مسطور ہے ان عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَا قَاطِعُ يَكُنُ الْمُنْفِقِينَ لَوْنُ اللَّهِ عَصَاكَ مِنْ دَقْوَعِ الذِّبَابِ عَلَى جِلْدِكَ لَوْنُهُ يَقَعُ عَلَى النِّجَاسَاتِ وَفِيهِ اَيْضًا قَالَ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اِنَّ اللَّهَ مَا اَوْقَعَ ظِلُّكَ عَلَى الْاَرْضِ مِثْلَ بَيْضِ الْاِنْسَانِ قَدْ عَلَى ذَلِكَ الْظِّلِّ۔ اور امام منادی شرح جامع الصغیر میں لکھتے ہیں۔ اِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْهَرُ مَنْ خَلْفَهُ لَوْنُهُ كَانَ يَرَى مِنْ كُلِّ جِهَةٍ مِنْ حَيْثُ كَانَ نُورًا كَلَهُ وَهَذَا مِنْ عَظِيمِ مُعْجَزَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِهَذَا كَانَ لَا ظِلَّ لَهُ مَطْلَبُ اسکا یہ ہے کہ آپ کا دیکھنا اپنی پشت مبارک کے پیچھے یہ خاص حالت نماز میں نہیں تھا بلکہ ہر وقت آپ کا آگے اور پیچھے اور ہر جہت سے دیکھنا اظہار من الشمس ہے اور چونکہ آپ نور تھے اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا اور یہ معجزہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑا اعلیٰ تھا اور امام زرقانی نے کہا شرح مواہب میں لکھا ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر اس لئے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ بے دین لوگ آپ کے سایہ کو پائمال نہ کریں اور کہا بعض علمائے دین محققین نے کہ آپ نور تھے اور آپ کا نور غالب آفتاب و مہتاب پر رہتا تھا اس لئے آپ کی ذات کا سایہ نظر نہیں آتا تھا اور اگر کبھی حرارت ظاہر ہونے لگتی تو جھٹ بادل سر مبارک پر سایہ کر لیتا۔ اور شمائل ترمذی میں ہے کہ آپ اندھیری رات میں روز روشن کی طرح دیکھتے تھے اور کتاب خصائص کبریٰ صفحہ ۶۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا کرتے کہ تمہارا رکوع و خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں میں تم کو اپنے پشت کے پیچھے دیکھتا ہوں اور کتاب بخاری باب خشوع فی الصلوٰۃ میں ہے کہ جب آپ بات کرتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔ اور کتاب خصائص الکبریٰ للجلال الدین

جز اول صفحہ ۳۲ میں ہے کہ جب آپ صبح فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں اور اسی صفحہ ۳۲ میں ہے کہ آپ کے وجود مقدس جیسا کوئی وجود لطیف اب تک نہیں پیدا ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ اور تھاقہ المراد کے صفحہ ۲۵ میں ہے کہ اصحاب فرماتے ہیں کہ قسم بخدا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ بھی چاند چوبدویں کی طرح دکھائی دیتا تھا اور اسی کتاب غایتہ افراد صفحہ ۲۵ میں لکھا ہے کہ حلیمہ سعدیہ سے ایک عورت نے جس کا نام ام خولہ سعدیہ سے تھی۔ اس نے پوچھا کہ تو تمام رات روشنی چراغ کی رکھتی ہے اس کا سبب کیا ہے۔ مائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم جب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے ہیں مجھے چراغ جلانے کی ضرورت نہیں رہی اور یہ تو رات کو دیکھتی وہ حسن و جمال آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور کتاب مطالع المسرات و حرز الایمان صفحہ ۱۰ میں ہے حضرت امام ابو الحسن اشعری سے مروی ہے

قَدْ قَالَ الرَّاشِعِيُّ أَنَّهُ تَعَالَى نُورًا لَيْسَ كَالنُّوَارِ وَالرُّوحِ النَّبُوَّةُ الْقَدَاسِيَّةُ لَمْعَةٌ مِنْ نُورٍ وَالْمَلَائِكَةُ شُرُوكُ الْإِنْفَارِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدُلُّ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَمِنْ نُورِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ

اور تاریخ خمیس میں ہے عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اَدُلُّ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَمِنْ نُورِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ

مخلوق اللہ نوری اور مواہب لدنیہ میں مسطور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام انبیاء علیہم السلام کے سامنے کیا اور کہا ان کو کہ دیکھو تم اسکو پس جب کہ دیکھا انہوں نے تو آپ کی ذات کا نور غائب ہوا اور ان سب کے نور کو اس نور نے دبایا تب ان کے نور نے عرض کیا کہ اے ہمارے مالک یہ کس شخص کا نور ہے حکم ہوا یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے تم سب اس کے ساتھ ایمان لاؤ تو پھر تم کو نبوت کا منصب حاصل ہوگا تب سب ارواح انبیاء علیہم السلام نے آپ کی نبوت پر اقرار کیا اور ایمان لائے۔ چنانچہ قرآن مجید اس پر شاہد ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْآيَةُ ۱۰۱ ہیں ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واقعی انوارِ محمدیہ سے نور تھے اور آپ کی ذات والا صفات کا نور بھی قدیم تھا جسکو قدیم مجازی کہتے ہیں۔ اور یہ نور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت و ذات کے لئے اصل تھا۔ اور یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدم کو جو ظلمت سے مناسبت تھی اور وجود کو نور سے تھی اس میں فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ نور مترجح الانبیاء و اولیاء و تمام کائنات کا بادی بن کر ہدایت و معرفت ایزد لایزال کے فرمان دے مَخْلَقَاتِ الْفَنِّ وَالْإِنْسِ کے پورا کرنے کے لئے لباس بشریت میں تشریف فرما ہوئے اس لئے تمام مسلمانان کو لازم ہے کہ آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کی تصور کریں۔

کلمے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نور ہا پر تو نور اوست

اور باقی ذکر سلطان الفقہ جلد پنجم میں ملاحظہ فرمائیں اور ان اشعار کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں فقط والعلم عند اللہ۔

الحجیہ

خادم شریعت نظام الدین حنفی قادری سروری معاف عنہ

ابیات

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| محمد شمع الیوان نبوت | محمد مشعل بزم فتوت |
| محمد آفتاب مشرق نور | محمد بابتاب مطلع سیور |
| محمد منظر سید الہی | محمد کان نور لائت ناہی |
| محمد باعث تخلیق عالم | محمد مخبر بتوا و آدم |
| محمد رحمتہ للعالمین ہیں | بروز دیں شفیع المذنبین ہیں |
| نہ ہوتے وہ تو کل عالم نہ ہوتا | کبھی تخم ظہور اللہ نہ ہوتا |

اللہم صل علی محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منظر الہی کہنا جائز ہے کیا اگر وہ نہ ہوتے تو خداوند عالم کی ذات کا ظہور غالم میں نہ ہوتا۔ بینوا تو جبروا۔
السائل مسیکن عبدالستار صوفی۔

الجواب :- بیشک آقائے نامدار احمد کبریٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعث منظر انیز و لایزال کے ہیں۔ چنانچہ یہ مضمون حدیث قدسی سے بایں الفاظ ظاہر ہوتا ہے **لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَّمَّا أَظْهَرْتُ رُجُوبِي** رواہ الحاکم یعنی نہ مایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اگر نہ ہوتے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نہ ظاہر کرتا میں اپنی رجبیت کو نقل کیا ہے اس حدیث قدسی کو حاکم نے اور صاحب ہدیتہ الحرمین نے صفحہ ۳۴ میں اور نیز حادیث قدسی بایں الفاظ ابن عساکر میں موجود ہے **مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَوْ مَاتَ عَلَى مِثَالٍ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لَاهِرِفَهُمْ حَقًّا مِثْلَكَ وَمَثَوْنَتِكَ عِنْدِي وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا** رواہ ابن عساکر یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا میں نے مخلوقات سے بزرگ تر نزدیک اپنے تجھ سے (یعنی اپنے حبیب سے) البتہ تحقیق پیدا کیا میں دنیا اور مرتبہ تیرا جو کہ نزدیک

میرے اور اگر نہ ہوتا تو اسے میرے حبیب تو نہ پیدا کرتا میں عالم دنیا کو روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عساکر نے اور کتاب دیلمی اور حاکم و معجم طبرانی صفحہ ۲۶ میں نیز مسطور ہے کہ جب آدم صلی اللہ علیہ السلام نے عرش معلیٰ کی طرف نظر اٹھائی اور چمکتا ہوا نور دیکھا تو عرض کیا کہ اے مالک الملک یہ کیسا نور ہے تو جواب ملا ہَذَا نُورُ بَنِي مِنْ ذُرِّيَّتِكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ وَاحِدٌ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَا مَا خَلَقْتُكَ وَلَمْ يَخْلُقْ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ الْحَدِيث۔ اور مستدرک حاکم کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ أَدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ الْحَدِيث اور حضور فرماتے ہیں اَتَانِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ لَوْلَا مَا خَلَقْتَ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا مَا خَلَقْتَ النَّارَ الْحَدِيث اور حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کتاب کبیر صفحہ ۵۹ حدیث لَوْلَا مَا خَلَقْتَ الْأَنْفَلَکَ کو تحریر فرمایا اور بطور جرح کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث معنیاً صحیح ہے لکن معنیاً صحیح لحدود الدیلمی عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا مَوْفَوْعًا اَتَانِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَا مَا خَلَقْتَ النَّارَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ لَوْلَا مَا خَلَقْتَ الدُّنْيَا الْحَدِيث۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اگر خداوند کریم لم یزل ولا یزال تَعَالَى وَلَمْ يُولَدْ اپنے حبیب صاحب لولا کو پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت کو کبھی ظاہر نہ کرتا اور نہ ہی دوزخ ہوتا اور نہ ہی جنت اور نہ ہی عالم دنیا پس یہ تمام اسباب کائنات بواسطہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور اپنے حبیب کے واسطے سے اپنے اسماء ذاتیہ و صفاتیہ و فعلیہ کا اظہار فرمایا اور اپنے حبیب کو مَا رَمِيتْ اِذْ رَمِيتْ کے لباس میں محفوظ فرما کر وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے کلمہ کو اہل قلوب کی زبان پر سوزش سے عالم کونین میں جاری کر دیا اور اپنی توحید و ربوبیت کا مظہر اپنے پیارے حبیب کو بنا دیا۔

نہ ہوتے وہ تو کل عالم نہ ہوتا قسم اللہ ظہور اللہ نہ ہوتا

فَقَطَّ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ الْمَجِيد

حدیث ابو المنصور محمد نظام الدین ملتانی صنفی قادری سروری

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات بشر تھی یا نور۔ پس اس بارہ میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ جواب دو اہمیلے گا۔
الجواب :- بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر تو سید البشر تھے چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث

دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
لَا يُمَكِّنُ الشَّنَاءُ عَمَّا كَانَ حَقُّهُ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ قَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ
بعد از حق را بزرگ توئی قصہ مختصر

پس انسان کو چاہیے کہ اس امر پر اعتقاد رکھتے ہوئے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اور اسی سے ایمان کو تازہ کرے۔ اور اس مقام عبودیت میں زبان چون و چرا کو بند رکھے
لَقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَقُلْ أَرْصَلَاتِ الْعَصَايَا أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْرِفَنَّ حَقِيقَةَ غَيْرِ رَبِّي. یعنی اے ابابکر صدیق
نہیں پہچانا کسی نے میری حقیقت کو بدوں پروردگار اپنے کے اور حدیث قدسی میں ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
لَوْ لَا مُحَمَّدٌ لَمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُّوبِيَّةَ رِوَاةُ الْحَاجِّ عَمِيْنِ اِگر نہ ہوتے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو میں اپنی ربوبیت کو ہرگز ظاہر نہ کرتا نقل کیا ہے اس حدیث قدسی کو امام حاکم نے اور قرآن مجید میں ہے کہ
آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماسوائے اللہ تعالیٰ کے تمام کائنات کے لئے باعث رحمت ہیں
اور آپ کا جسم اطہر تمام کا تمام رحمت ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اور عالم کہتے ہیں ماسوائے
اللہ تبارک و تعالیٰ کے۔ اور کتاب تجلی الیقین صفحہ ۲۵ میں حدیث قدسی بایں الفاظ مسطور ہے يَا مُحَمَّدُ
أَنْتَ نُورِيٌّ وَسِرِّيٌّ وَكُنُوزِيٌّ وَخَزَائِنِيٌّ مَعْرِفَتِي وَجَعَلْتُ نُورًا لَكَ مَلَكِي مِنَ الْعَرْشِ
إِلَى مَا تَحْتَ الْأَرْضَيْنِ كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي وَإِنَّا أَطْلُبُ رِضَاءَكَ يَا مُحَمَّدُ۔ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ
نے یا محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز ہے اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کا خزانہ
اور میں نے تو اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قرباں کر دیا اور جو عالم میں ہے سب
میری رضا کے جویاں ہیں لیکن اے میرے حبیب میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۲ بحوالہ شرح شفا علی قاری علیہ الرحمۃ سے یوں حدیث نقل فرمائی ہے کہ

جبرائیل علیہ السلام نے بفرمان خداوند کریم ان الفاظ سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پیش
کیا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا أَحْوَرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا بَاطِنَ
یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل کی زبان
سے سنے تو فرمایا اے جبرائیل یہ صفتیں تو رب العلمین کی ہیں مخلوق کو یہ کیوں نکل سکتی ہیں۔ جبرائیل نے عرض
کیا یہ میں نے خود نہیں الفاظ کہے بلکہ حکم خداوند کریم کہے ہیں۔ اور آپ ان اوصاف سے موصوف ہیں چونکہ

آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے آفرینش میں اول اور ظہور میں موخر اور آخر میں خاتم الانبیاء ہیں۔ اور باطن اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے ۲ ہزار سال پیشتر ساقی عرش پر آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مزین فرمایا اور یہاں تک کہ میں ہزار سال آپ پر درود بھیجتا رہا اور ظاہر اس لئے کہا کہ آپ کا دین تمام ادیان پر غالب ہے اور آپ کے اوصاف کا آشکارا تمام عالم زمین و آسمان میں ہو چکا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ وَلَقَوْلُهُ تَعَالَى يَرْيَدُونَ نِيْطِفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْرِكَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب فہرست دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مدارج النبوة کے دیباچہ میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس آیت کریمہ سے ثابت کی ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسماء صفات الہی کے متعلق و متعلق ہیں۔ اس لئے آپ کی ذات ان اسماء کے بھی مصداق ہے۔ باقی ذکر اصل کتاب میں ملاحظہ فرمادیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کو اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرٌ مِّمَّنْ تَصَوَّرَ كَرَكِ سید البشر ہونے پر اعتقاد رکھے اور ان دلائل سے ہرگز انکار نہ کرے۔ فقط والعلم عند اللہ :

المجید

عادم شرعیات ابو المنصور محمد نظام الدین ملتانى عفا عنه

سوال :- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر خیال کرے اس کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔ بینوا تو حبر و اب :
السائل محمد شفیع از لوریوالہ

الجواب :- بیشک شرعاً بطریقہ حقارت و توہین مطلق بشر کہنا یا اپنے جیسا بشر کہنا صریح کفر ہے چنانچہ قرآن مجید سورہ تغابن وغیرہ سورہ یسین و سورہ فرقان میں خداوند کریم شاہد ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالُوا اَنْبِئْهُمْ بِهَدٰى وَاَنْفَكُمْ عَنْ دَاۤءِیْہُمْ وَلَقَوْلُهُ تَعَالٰی خَقَالَ الْمَلٰٓئِکَۃُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نُوَلِّکَ الْاَنْبِیَۃَ مِثْلَنَا۔ الغرض ان آیات بیانات سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اظہر کو مشرک کافر و کفر بطور بات انت اپنے جیسا اور اپنے برابر سمجھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ یہ شخص ہماری طرح ہے اور ہماری طرح ہی کہتا ہے پتیا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ایسے شخص کو کبھی ہم ہادی اور رسول مان سکتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے کہنے پر ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور وہ لوگ بھی کافر ہیں جو حقارت و مہینگی

عادتِ بند کے طور پر یوں کہا کرتے ہیں کہ ارے میاں وہ کہاں نور تھے وہ تو ایک ہماری بشر ہی تھے صرف انہوں نے خدا کی عبادت کی اور مقبول بندے ہو گئے ورنہ ان کے اور ہمارے وہ میان کیا فرق ہے۔ پس ایسا کہنے سے بھی انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منع الازہر میں بایں طور لکھا ہے کہ جو شخص بطور حقارت بجائے لفظ علوی کے علوی سے آپ کی ذات کو پکارے تو وہ بھی کافر ہے نہ اسکی توبہ قبول ہوگی اور نہ کوئی اس کا عذر وہاں تسلیم ہوگا۔ مَن تَالِ عَلَوِيٍّ عَلَوِيًّا بِالْاِسْتِخْفَافِ فَقَدْ كَفَرَ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ وَلَا عَذْرَا وَانْ دَعَى سَهْوًا وَغَلَطًا هَلَكْنَا فِي هَذِيهِ الْحَرَمَيْنِ صفحہ ۳۵۔ یعنی کہا حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے منع الازہر میں کہ جس شخص نے کہا علوی کو علویا واسطے سبکی کے پس بیشک وہ شخص کافر ہوا اور نہ مقبول ہوگی توبہ اس کی اور نہ عذر اسکا اگرچہ پکارا اس نے بھول چوک سے اور کتاب شامی و شفا شریف میں ہے جو شخص آپ کی ذات بابرکات کے کسی فعل پر نقص رکھے یا کوئی عیب پکڑے وہ کافر ملحق ہے اور مولانا روم علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ مردانِ خدا کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیے چونکہ اہل مکہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہا اور مانا تو وہ کافر اور گمراہ مفصل ہو گئے۔

ابیات

| | |
|-------------------------------|-------------------------------|
| کار پا کاں راقیاس از خود مگیر | گر چہ باشد در نوشتن شیر و شیر |
| ہمسری با انبیاء برداشتند | اویاء را ہجو خود پنداشتند |
| گفت اینک ما بشر ایشاں بشر | ماؤ ایشاں بستمہ خوابیم و خور |
| جملہ عالم میں سبب گمراہ شد | کم کے زابدال حق آگاہ شد |

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان الفاظ سے یاد کرنا چاہیے جن سے آپ کی ذات کی کسر شان و توہین ثابت نہ ہو اور اپنی طرح آپ کی ذات کو بشر تصور کرنا محض توہین ہے جس سے ظاہر کفر ثابت ہوتا ہے اور ایسا کہنا کفار کا طریق ہے نہ اہل ایمان کا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ ان الفاظ کہنے سے اپنی زبانوں کو روکیں۔ ہاں اگر کوئی دریافت کرے کہ تم مسلمان اپنے نبی علیہ السلام کو خالق سمجھتے ہو یا سمجھتے ہو تو اسوقت بیشک اس کے جواب میں کہو کہ اپنے نبی علیہ السلام کو خالق مخلوقات کا نہیں سمجھتے اور نہ ہی ہم اسکی جزد و قرار دیتے ہیں بلکہ ہم تو اس خالق کا محبوب اور سید البشر و سلطان الانبیاء

و صاحب علم الاولین والآخرین سمجھتے ہیں اور اسی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ فقط والسلام مع الاکرام :

الجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

(استفتاء)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جب قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر تھے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مثاہد ہے اور نبی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ میں مانند تمہاری بشر ہوں تو پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر بشر کہنے میں کیا کفر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہاں تک صحیح اور درست ہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر بیماری طویح ہی تھا۔ جواب دو اجمالے گا۔

الجواب :- زید کا یہ کہنا بالکل لغو اور بے سمجھی پر دل ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر الصدیق میری حقیقت کو سوائے میرے پروردگار کے کسی نے کسی نے نہیں پہچانا۔ اور کتاب مدارج النبوة میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو از اسمائے ذاتیہ سے پیدا فرمایا ہے۔ وہو ہذا۔ انبیاء مخلوق اند از اسمائے ذاتیہ حق و ادیبائے از اسماء صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید الرسل مخلوق است از ذات حق و ظہور حق و روئے بالذات است۔ اور علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کتاب مواہب لدنیہ صفحہ ۲۴۸ میں نیز ارقام فرمایا ہے کہ کمال ایمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ ہے کہ انسان ایمان لاوے خداوند کریم پر کہ جس نے پیدا کیا بدن اطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہ جس کے برابر و ثانی نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اسکے بعد پیدا ہوگا۔ یعنی آپ کی مثل و ثانی کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بین اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی اوجہ لدیظہر قبلہ ولا بعدا خلق آدم مثلاً الخ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات کی جلد ۲ میں فیتراباں الفاظ تحریر فرمایا ہے کہ پیدائش نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام افراد انسانوں کی طرح پرہیز نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں کسی فرد کی پیدائش آپ کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی باوجود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عنصری ہونے کے اللہ تعالیٰ کے نور سے تھے جیسا کہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ فِي اللَّهِ تَعَالَى کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔ اور یہ دولت کسی

دوسرے کو میسر نہیں ہوتی الخ اور کتاب بخاری و مسلم و مشکوٰۃ وغیرہ کتب احادیث باب الوصال میں کئی حدیثیں
 بایں مضمون وارد ہوئی ہیں کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے صوم وصال رکھنے کی خواہش ظاہر کی
 اور اجازت خواہاں ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا لَسْتُ بِكَاحِدٍ مِنْكُمْ فِي تَهَارُكِهِ
 کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے رب کی جانب سے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا
 ہے وَإِنِّي لَسْتُ بِمِثْلِكُمْ اور فرماتا ہے لَسْتُ بِكَاحِدٍ مِنْكُمْ أَن يُطْعِمَنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي اور فرمایا أَنِّي لَسْتُ
 بِمِثْلِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ لِيُطْعِمَنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي الحديث۔ اور تفسیر حسینی اور تفسیر مجددی سورہ مریم و کتاب بحر الاسرار صفحہ
 ۶۱ میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہیئت و صورت شکل مبارک تین طرح پر تھی۔ بشری۔ ملکی۔ حق
 چنانچہ مروی ہے رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَظَمَتْ ثَلَاثَةُ صُورٍ الْاَوَّلُ صُورَةٌ بَشَرِيَّةٌ كَقَوْلِهِ
 تَعَالَى إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَالثَّانِي صُورَةٌ مَلَكِيَّةٌ كَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِكَاحِدٍ مِنْكُمْ إِنِّي
 أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي لِيُطْعِمَنِي وَيَسْقِيَنِي وَالثَّالِثُ صُورَةٌ حَقِيقَةٌ كَقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنِي مَعَ اللَّهِ
 وَقَدْ لَا يَسْعَى فِيهِ مَلَكٌ مَقْرَبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ یعنی روایت کی گئی ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے لئے تین صورتیں تھیں۔ پہلی صورت مبارک آپ کی بشری تھی برائے ظاہری بصارت والوں کے جیسا کہ
 قرآن مجید میں ہے کہ سوائے اسکے نہیں کہ بیشک میں تمہاری طرح ظاہر صورت پر بشر ہوں۔ اور دوسری صورت
 آپ کی فرشتہ کی ہے جیسا کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ نہیں ہوں میں مانند ایک تمہارے کے چونکہ بیشک
 میں شب باشی کرتا ہوں میں نزدیک رب اپنے کے کھلاتا ہے مجھ کو اور پلاتا ہے مجھ کو اور تیسری صورت آپ
 کی حقیقہ ہے چنانچہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ وسط میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ایک وقت ہے
 کہ اسوقت میں فرشتہ مقرب بھی نہیں گنجائش کرتا اور بخاری شریف و کتاب مدارج النبوة میں ہے کہ آپ کے بدن
 سے خوشبو عطر سے اعلیٰ آتی تھی اور حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کی چودھویں رات
 سے بھی کئی درجہ زیادہ روشن تھا اور شفا شریف میں ہے کہ آپ کی ذات جس شخص سے مصافحہ فرماتے تھے اس شخص کے
 ہاتھ سے کئی یوم خوشبو آتی رہتی تھی اور جس راستہ سے آپ گزر جاتے وہ راستہ بھی خوشبو دار ہو جاتا تھا۔ اور شرح شفا
 شریف و مواہب لدنیہ و معراج النبوت میں لکھا ہے کہ جس جگہ آپ عابثت ضروری کیا کرتے تھے وہاں سے نہایت
 اعلیٰ درجہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ پس ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات
 کو اپنے برابر اور اپنے جیسا کہنا صریح کفر ہے چونکہ اس میں بے ادبی اور توہین آپ کی ذات کی پائی جاتی ہے۔ ہاں

یہ امر تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مماثل ہونا فی الصفات جمیع بنی نوع ہونے میں تو کسی صاحب کو شک نہیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ لعل و جواہر و مرجان و حجر اسود تمام کے تمام جنس پتھر کی ہیں لیکن ان کو پتھر پتھر کہتے پھرنا اور ادنیٰ پتھر کو بھی ان کے برابر ویسا ہی سمجھنا کمال بے ادبی اور انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور آیت کریمہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا یہ مطلب نہیں جو معترض نے سمجھ رکھا ہے بلکہ علمائے دین راسخین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی بایں طور تشریح فرمائی ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰی اِنِّیْ اِنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ یُذِیْبُ اِلٰہَآءَ نِیۡتِہٖ فَلَیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِیۡکُ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا (سورۃ کہف)، مطلب یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے میرے حبیب فرمادیجئے ان مخالفین کو کہ جزیاب نیست کہ بظاہر صورت بشری میں تم جیسا ہوں اور دعویٰ احاطے کلمات اللہ اور اس کے علوم جیسا ہرگز نہیں کرتا البتہ مجھے وحی آتی ہے اور بیشک تمہارا معبود ایک ہی ہے پس جس شخص کو اپنے رب کی لقا کی امید ہے چاہیے عمل کرے اچھے اور اسکی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ الایہ۔ پس اس آیت کریمہ میں تو مماثلت و شراکت صفات انسانی میں ہونے کا ثبوت ہے نہ ماہیت و ذات میں کما ورد فی التفسیر الکبیر و اعلم انہ تعالیٰ لماتبین کمال کلام اللہ تعالیٰ امیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بان یلک طویق التواضع فقال قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِنِّیْ اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ و بینکم فی شئی من الصفات الا ان اللہ تعالیٰ اوْحٰی اِنِّیْ اِلٰہٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ۔ اور تفسیر نیشاپور میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تعلیم تواضع کی فرمائی اور وحی کے ساتھ مخصوص فرما کر کہہ دیا کہ آپ ان کو کہہ دو کہ میں بظاہر ایک آدمی مانند تمہارے ہوں تاکہ تمام خلقت کو آپ کی تواضع اور خلق عظیم کا علم ہو جائے اور آپ کی حقیقت کو پہچان لیں اور عالم دنیا کو تواضع کا آپ سے سبق حاصل ہو جائے۔ الخ اور یہ نوبت اس حد تک اس لئے پہنچی کہ حبیب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوند کریم دعویٰ نبوت کا اظہار فرمایا اور توحید کا اعلان فرمایا اور جامعہ بشریت کا پہن کر فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ ولقوله تعالیٰ تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدٍ لَّیْکُوْنَنَّ عَلٰمِیْنٍ نَّذِیْرًاہ ولقوله تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا خَافَۃً لِّلنَّاسِ۔ الایہ۔ یعنی جب نگران حکم خداوند لا ینزال کے آپ نے فرمایا کہ تحقیق میں تمام عالم کے لئے رحمت ہوں اور صاحب وحی اور صاحب کتاب ہوں۔ پس جب کہ نا آشناؤں و بے بصروں و کم عقلوں نے یہ حکم سنا تو فوراً بوجہ حسد و عناد کے بول اٹھے اور کہہ دیا کہ یہ امر بالکل محال ہے۔ بشر ہو کہ صاحب رسالت اور وحی ہو اور اتنا بڑا

دعوتِ نبوت کا کریمؐ اور اتنی صفتِ شاکر کے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے میرے حبیب ان کو بڑی نرمی و طریقہ کسر نفسی و احسن پیرایہ سے فرما دیجئے کہ بیشک بقول تمہارے میں بظاہر صورت تمہاری طرح بشر ہوں لیکن بشر ہونا منافی وحی و رسالت کے نہیں ہوا کرتا۔ لہذا مجھے وحی آتی ہے اور پہلے بھی مجھ سے رسول صاحب وحی بشر ہی ہوا کرتے تھے۔ اور معبود تمہارا ایک ہی ہے بندگی اسی کی چاہیے۔ پس اتنی گفتگو پر وہ لاجواب ہو گئے۔ اور جن حدیثوں میں آپؐ نے اخاکم یا اپنے آپ کو بشر فرمایا ہے وہاں سے محدثین نے معنی مراد کسر نفسی و تواضع کے لئے ہیں۔ چنانچہ کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۲۰ میں بایں طور لکھا ہے اَعْبُدُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ وَالْكَرِيمَ اَخَاكُمْ اَرَادَ نَفْسَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَضْمًا لِنَفْسِهِ اَي اَكْرَمُوا مِنْ هُوَ بَشَرٌ مِثْلَكُمْ لَمَّا اَكْرَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْوَحْيِ اِنَّمَا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے نیز اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ آپؐ نے تواضعاً اور لوگوں کو توبیخاً یہ فرمایا تاکہ لوگ بطور عبادت آپ کو سجدہ کرنے اور آپ کی عبادت کرنے نہ لگ جائیں۔ اور فرمادیا کہ میری عزت ایسی کیا کریں جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے۔ پس اگر حقیقی معنی ہی مراد ہوتے تو کوئی صحابی تو آپ کی ذات کو بلفظ اخی و بھائی سے پکارتے باوجود کہ ان کو حق قرابت کا بھی حاصل تھا لیکن سوائے بد مذہبوں کے آپ کو بھائی کہنا اور اپنے جیسا بشر کہنا کسی نے نہیں کہا۔ بلکہ کوئی صحابی ان کی ذات کو پکارتا تو بابی و امی یا رسول اللہ و یا بنی اللہ۔ بڑی نرمی اور خفیت آواز سے پکارتا اور آیت کریمہ وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ كِدًّا عَاءَ بَعْضِكُمْ دُعَاءَ بَعْضِكُمْ کے پورے عامل تھے اور اعمال کے ضبط ہو جانے کے ڈر سے اپنے آوازوں کو شانِ محمدی کے آگے بلند نہ کر سکتے تھے اور مَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ كَمَا كَانَ بَنِي إِسْرَءِيلَ اور افسوس ہے ان بد مذہبوں پر جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور دیلیں وہ پیش کرتے ہیں جو کسر نفسی پر وال ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگر مافی الضمیر تمہاری باتوں کو مان لیا جائے تو کیا تم حضرت آدم علیہ السلام کو ظالم و فاسق کہو گے۔ فَقَصَىٰ اَدَمُ رَبَّهُ فَقَوَّيْ اَوْرَثَنَا نَفْسَنَا کے حقیقی معنی لے کر اس کو اپنا معمول ٹھہراؤ گے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا وَمَا اَبَوِيْ نَفْسِيْ كَمَا تَمْ بِيْ يُوْسُفُ عَلِيْہِ السَّلَامُ کو مبتلا خواہشِ نفسانی کا خیال کر دے گے۔ اور علاوہ اسکے میں کہتا ہوں کہ تمہاری عداوت آپ کی ذات کے ساتھ کیوں ہے کہ جب خداوند کریم اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور و با المؤمنین رَوْفَ الرَّحِيمِ وحق المبین و رسول کریم و علیہم حکیم مومن مہمین ہادی مہدی سراج المنیر و ولی و ولی بالمؤمنین و اول۔ آخر

ظاہر۔ باطن اور صفات اعلیٰ الفاظوں سے پکارا ہے تو پھر تم ان الفاظوں سے کیوں نہیں پکارتے اور اس حدیث اقل ما خلق اللہ نوری جسکی نوبت حد تو اتر تک پہنچ چکی ہے اسکے ساتھ کیوں ایمان نہیں رکھتے اور آیت کریمہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ سے کیوں اعراض ہے کیا نوری جسم منافی بشریت کے ہو سکتا ہے۔ بزرگ نہیں جیسا کہ قرآن مجید امیر ناطق ہے کہ حضرت مریم کے پاس نوری فرشتہ لباس بشریت میں آئے اور اپنا بشر ہونا ہی ظاہر کرتا ہے ولقوله تعالیٰ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پارہ ۱۶۷ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَقَوْلُهٗ تَعَالٰی هَلْ اَتٰكُمۡ خَبْرٌ حَدِيْثٌ مِّنۡ اٰتِیَّاۤہِیْمَ الْمُتَكْرِمِيْنَ۔ پارہ ۲۶۔ ولقوله تعالیٰ وَتَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا پارہ ۱۲۔ اور کتب احادیث اس پر شاہد ہیں کہ فرشتہ اکثر اوقات آپ کے پاس آتا تو لباس بشریت میں آتا۔ جسکو صحابہ گرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی خود دیکھتے چنانچہ مشکوٰۃ و بخاری و مسلم میں ہے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ آپ کی ذات بابرکات کو اعلیٰ القاب سے یاد کیا کریں اور توہین امیر الفاظوں سے بچا کریں اور اس آیت کریمہ کو اپنا معمول بنائیں اور اس سے سبق حاصل کریں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ کِتٰبِہِ الْکَرِیْمِ فَلَمَّا رَاٰیْنٰہُ اَکْبَرٰنَہٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیْہِیْنِ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا هٰذَا الْبَشَرُ اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ کَرِیْمٌ (سورہ یوسف) یعنی جب کہ مصرکی عورتوں نے حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو بے خودی سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خداوند کریم کی صفت بیان کرتی ہوئی بول اٹھیں کہ یہ کوئی بشر نہیں یہ تو خاص فرشتہ ہے اور حدیث صحیح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحْسَنَ مِنْکَ فِیْ اَنْ تَمَامِ دَلٰل سے معلوم ہوا کہ آپ کے برابر اور آپ کا ثانی خلقاً و خلقاً کوئی بشر و ملک بھی نہیں ہے اور نہ ہی آپ کا نظیر کوئی فرد بن سکتا ہے لہذا زید وغیرہ نتھو خیرہ کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرح بشر ہی تھے صریح کفر ہے قَالَ بَعْضُ الْعُقَلَاءِ اِنْ اِلٰہًا وَاحِدٌ مَّسَاوِیۃٌ فِیْ تَمَامِ الْمَہِیۃِ وَقَالَ الْاٰخَرُونَ اِنِّہَا اِلٰہٌ سَادِیۃٌ فِیْ تَمَامِ الْمَہِیۃِ بَلِ النَّفُوسُ مُخْتَلِفَةٌ فِی الْجَوَابِ وَالْمَہِیَاتُ لِبَعْضِہَا خِیْرٌ وَّمِنَ الْعِلَاقِ الْجِسْمَانِیۃِ ظَہْرٌ فَہِیْ مُشْرِفَةٌ بِالْاَنْوَارِ الْاِلٰہِیۃِ بِعِبَارَتِ تَفْسِیْرِ نِشَاۃِ الرَّحْمٰتِ اِیۡتِ اللّٰہِ اَعْلَمُ حِیۡثُ یَجْعَلُ رُسُلًا لِّہٖ دِیۡنٌ مَّسْطُورٌ ہِیْ۔ فَقَطَّعَ اللّٰہُ عِلْمَہُ

المجید

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی عفا عنہ وزیر آباد

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضلات پاک تھے یا نہیں۔ چونکہ ہمارے ایک حکیم صاحب ہیں وہ کہتے کہ آپ کے تمام فضلات نجس ہماری طرح تھے کیا اسکا یہ کہنا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔ جواب بسند الکتاب۔

السائل نور محمد از منگول ضلع سرگودھا۔

الجواب۔ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضلات پاک تھے ان کو نجس کہنا محض توہین و بے ادبی ہے جس سے ایمان کے زائل ہو جانے کا اندھنہ ہے۔ چونکہ ہمارے لئے ہر ایک چیز آپ کی ذات مقدس کی سبب رحمت و شفا تھی اور آپ کا جسم مبارک جو ہر لطیف اور نوری تھا جس سے ہر وقت خوشبو آیا کرتی تھی اور آپ کے قاربہ سے بھی از حد خوشبو ظاہر ہوتی تھی اور جس جگہ آپ عاجز و ضروری فرمایا کرتے تھے وہاں سے بھی قطرے بڑھ چڑھ کر خوشبو آتی تھی چنانچہ ذیل کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لئے آئمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قوی طہارت فضلات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دیا ہے وہ ہوندا۔ اصح بعض اشعة الشافعية طہارت قبولہ صلی اللہ علیہ وسلم و سائر فضلاتہ و بہ قال ابو حنیفۃ عما نقلہ فی المواہب اللدنیہ من شرح البخاری للحنی۔ نقل از شامی جلد اول صفحہ ۲۱۲ باب الخبث اس اور کتاب مدارج النبوة مجموع صفحہ ۴۹ میں نیز تحریر ہے کہ آپ کی ذات و ملا صفات کے تمام فضلات پاک تھے اور ان کے پاک ہونے پر بہت دلائل ابن حجر نے بیان کئے ہیں اور کتاب مواہب اللدنیہ میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے بیشتر حدیثیں اس بارہ میں تحریر کی ہیں اور آپ کے فضلات کے پاک ہونے پر جامع ثابت کیا چنانچہ خادم شریعت بطور اختصار کچھ دلائل تحریر کر دیتا ہے وہ ہوندا۔

حدیث نمبر ۱۔ عن ام ایمن قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الیل الی الفجر قال فی بیت البیت فبال فیہا فقامت من الیل وانا اعطش فشربت ما فیہا وانا لا اشعر قلنا اصبح الفجر صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ام ایمن قومی فاھریقی ما فی تلك الفجر قال قلت قد والله شربت ما فیہا قال ففعلت البی صلی اللہ علیہ وسلم حق بکت نواجد لا ثم قال اما والله لا تحین بطنک ابداً الخ رواہ ابو احمد العسکری نقل از کتاب التلخیص الحیری فی تخریج احادیث الرافعی البکیر صفحہ ۱۱ از تالیفات علامہ عسقلانی علیہ الرحمۃ و کتاب مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۸۵ از علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ و شفا شرین مصری

صفحہ ۵ مطبوعہ عثمانیہ

ترجمہ :- یعنی حضرت مائی ام ایمن جس کو برکہ بھی کہتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کی خدمت گار تھی اسی آپ کی ذات کا ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس میں آپ رات کو پیشاب کیا کرتے تھے اور آپ کی چادر پانی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا اور آپ نے ایک رات اس میں پیشاب کیا کسی حصہ راستہ سے میں اٹھی اور مجھے سخت پیاس تھی اور مجھے یاد نہ تھا اور نہ ہی شعور رہا پس اسکو میں نے پی لیا اور جب کہ صبح ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے ام ایمن کھڑی ہو اور جو کچھ اس پیالہ میں ہے اسکو گرا دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ تحقیق میں نے تو جو کچھ اس میں تھا پی لیا ہے اور آپ نے بسم فرمایا جس سے آپ کے دانت مبارک جلوہ گر ہوئے اور آپ نے حلقا فرمایا اے ام ایمن تیرے شکم میں برکز کبھی کوئی درد نہ ہوگا۔ اھ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نقل کیا ہے اس حدیث کو علامہ عسقلانی و قسطلانی و جہاکم و عساکر و صاحب شفا و برقطنی و علامہ عینی و صاحب فتاویٰ سعدیہ مصری وغیرہ محدثین نے۔

حدیث نمبر ۱۰ :- ان ام ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا راہک من الماء فامسک ولا ینکر علیہا الحسن بن سفیان فی مسندہ والحاکم والدارقطنی والطبرانی والبیہقی نقل از تلخیص ومواہب۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱ :- عن عبد الرزاق عن ابن جریج اخبرنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح عیدان ثم یوضع تحت سریرہ فجاء فاذا القدح لیس فیہ شیء فقال لا مرأۃ یقال لہا بركة تتخذ ما مرحبۃ جاءت معها من ارض الحبشة ابن البول الذی کان فی القدح قالت شربہ الحدیث :- نقل از تلخیص صفحہ ۱۱ ومواہب۔ یہ حدیث بھی حدیث نمبر ۱۰ کے ہم معنی ہے صرف لفظ کی جوام حیدہ کی خادمہ تھی جو ہمیشہ سے اس کے ساتھ آتی تھی تشریح ہے۔

حدیث نمبر ۱۲ :- عن عبد اللہ بن زبیر شرب دمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث نمبر ۱۳ :- سلمیٰ امراۃ ابی رافع انہا شربت بعض ماء غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا حرم اللہ بدنک علی النار نقل از رافعی بحکم صفحہ ۱۱۔

حدیث نمبر ۱۴ :- سفیدہ عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم ثم قال لا خذ هذا ماء فادفنه فی الدواب والطيور ولنا من فتغیت بہ فشربہ ثم سألنی او قال فاخبرکہ

نصفك - الحديث نقل از تلخیص مشہ

حدیث نمبر ۸: حدیث ابو خلیفہ حدیث ابن المبارک حدیث سعد ابو عامر موی
سلمان بن علی عن عیسان موی عبد اللہ بن الزبیر اخبرنی سلمان الفارسی انہ دخل علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا عبد اللہ بن الزبیر معه طشت یسرب بما فیہ فقال
لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شانک یا ابن اخی قال انی اجبت ان یشرب من دمر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جوفی فقال ویلک من الناس ویل للناس منک لا تمسک النارہ نقل
از تلخیص مشہ علامہ عسقلانی :

حدیث نمبر ۸: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذهبت النظر
ما یشرب من المیت فلم اجد شیئاً فقلت طبت حیاً ومیتاً قال واسطعت منہ ریحہ طیبہ
لم یجد مثلاً قط ومثله قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته : نقل از شفا شریف مشہ

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ذات کا خون مبارک پیا اور بشارت جنت کی حاصل کی اور ایک عورت
نے آپ کے غسل کے پانی کو پیا تو آپ نے اس کے لئے فرمایا تجویہ دوزخ کی آگ حرام اور حجام آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا حدیث یا سناد میان کرتا ہے کہ جب آپ نے پھینچی لگوائی اور خون نکلا تو فرمایا اسکو کہ اس خون کو پرندوں اور جانوروں سے
پور شہیدہ کر دے تو میں نے بڑی خوشی سے پی لیا اور جب آپ نے یہ بات سنی تو خوش ہو کر دعا فرمائی اور حضرت عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر ہے کہ جب آپ نے پھینچی لگوائی اور ایک طشت نیچے دھرا تھا جس میں خون گرتا تھا
اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اس طشت سے وہ خون پاک منہ لگا کر پی لیا تو آپ نے فرمایا اسے میرے بھائی کے بیٹے یہ تمہارا
کیا حال ہے ایسا کیوں کرتے ہو اس نے کہا حضرت میں اسکو مجبور رکھتا ہوں اور میں نہیں چاہتا اس خون کو پیوں اور
جگہ گراؤں تو حضور نے دلوں پر محاورہ عرب بڑی خوشی سے فرمایا ویل ہو تجھ سے آدمیوں کو اور ویل ہو آدمیوں کو تجھ سے
اور بشارت دی کہ تجھے آگ جہنم کی ہرگز نہ چھوئے گی۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی
ذات کو غسل دیا تو میں دیکھنے لگا کہ کیا آپ سے وہ چیز نکلتی ہے جو دوسروں سے نکلتی ہے تو میں نے ہرگز بدوں خوشبو کے
کچھ نہ دیا اور کہا طیبست حیاً و میتاً اور آپ سے ایسی خوشبو ہلکی کہ میں نے کبھی ایسی خوشبو نہیں دیکھی اور حضرت ابو بکر
الصديق نے بھی ایسی ہی شہادت دی ہے کہ جب انہوں نے آپ کے پاؤں اور چہرہ پر بوسہ دیا اور حضرت مائی عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور سے ہر من کیا کہ جب آپ ہر من ضروری کے لئے پانی میں تشریف لے جاتے
ہیں تو اس جگہ بدوں اثر خوشبو کے اعلیٰ کے ہمین کچھ نظر نہیں آتا تو آپ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتی تحقیق ہمارے وجود پیدا ہونے اور
ارواح اہل جنت کے اور جو ہم انبیاء سے ظاہر ہوتی ہے زمین نکل جاتی ہے۔ اور مالک بن سنان نے ہر روز احادیث
کا خون زخم سے پیا اور چوسا اور آپ نے انکار نہ کیا اور دعا فرمائی : ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ۔

حدیث نمبر ۱۰۰۰: حدیثنا حسین بن علوان عن هشام بن عروکہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الغائط دخلت فی اثرہ فلا یرئی شیئاً الا انی کنت اشمرأحۃ الطیب فذکرت ذلک لہ فقال یا عائشۃ اما علمت ان بنت علی ارواح اهل الجنة وما خرج منها ابتلعتہ الارض :- الحدیث نقل از مواہب صفحہ ۲۸۲ :-

حدیث نمبر ۱۰۰۱: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انک تاتی الخلاء ولا یرئی عنک شیئاً من الزادی فقال یا عائشۃ او ما علمت ان الارض تبلع ما خرج من الانبیاء فلا یرئی منہ شیئاً :- الحدیث نقل از شفا شریف مطبوعہ عثمانیہ ص ۳۵ :-

حدیث نمبر ۱۰۰۲: شرب مالک بن سنان د مہ یوماً احدی وخصۃ ایاکاً وتسویفہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث نقل از شفا شریف ص ۳۶ :-

پس ان تمام دلائل صحیحہ سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضائل مثل پیشاب و خون و غائط وغیرہ کے پاک و صاف و شفا سے بھرے ہوئے تھے اور جو شخص ان کو استعمال میں لاتا وہ ہمیشہ کے لئے شفا پاتا اور آپ کے جسم اطہر و پیشاب اور جگہ پاخانہ سے از حد خوشبو بہکا کرتی اور جس نے آپ کا خون بہتا ہوا حد میں پیا یا پھنی لگانے سے نکلا ہوا پیا تو ان کی کئی پشتوں میں وہ اثر خوشبو رہا اور انہ دین حضرت امامنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک و امام شافعی و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام فضائل کو پاک و صاف سمجھتے تھے اور صاحب دارقطنی نے امام بخاری و مسلم پر عدم اخراج اس حدیث صحیح کی وجہ سے الزام دیا ہے چنانچہ شفا شریف میں ہے :- اور علاوہ ان امور مستطوریہ کے یہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے کسی صحابی کو یہ فرمایا ہو کہ تم میرے فضائل کو نہیں اور اپنے فضائل کی طرح سمجھنا بلکہ جس نے آپ کے پیشاب خوشبودار اور خون کو پیا اور چوسا تو آپ نے نہ ان کو آئندہ کے لئے منع کیا اور نہ ہی ان کو منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ ہی ایسے فعل سے روکا اور تعزیر نہ دی اور نہ انکار فرمایا بلکہ فرمایا ان تَشْتَبِیْ رَجُلًا بَطْنًا أَبَدًا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صحیحہ نقل از مواہب لدنیہ یعنی تجھ کو کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی اور جس نے آپ کے غصے کا پانی پیا تو نہ فرمایا تجھ پر دوزخ کی آگ لازم ہوگی اور ایک کو فرمایا کہ ویل ہو تجھ کو لیکن یاد رکھنا کہ تو نے میرے خون کو اپنے پیٹ میں جگہ دی ہے تجھے ہرگز دوزخ کی آگ نہ لگے گی ۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کو نہیں

کچھ بڑا بے ادب اور گستاخ ہے ایسے شخص سے مسلمانوں کو مشارکت و مواکلت و مجالست ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنی چاہیئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال :- از جانب علامہ باللہ محمد دین صاحب مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ نیکی کا کیا وزن ہے اور نیکی کس چیز کا نام ہے۔

الجواب :- نیکی اچھے کام کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے گا اسکو بے ہر حرف کے دس دس نیکیاں ہر روز شرا اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ آگے کہنے سے تین نیکیاں حاصل ہوں گی چونکہ یہ تین حرف ہیں۔ الھ۔ لام۔ میم۔ اور حضرت علامہ ابو بکر عقیلائی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے ارشاد الہی ہوا کہ اے ابو بکر کیا تو جانتا ہے کہ ایک نیکی کا ثواب کتنا بڑا ہوتا ہے عرض کیا نہیں حکم ہوا کہ ایک نیکی کا وزن برابر رطل کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک رطل ہزار وثق کے برابر اور ایک واثق ہزار درہم کے برابر۔ ایک درہم ہزار قیراط کے برابر۔ ایک قیراط پہاڑ احد کے برابر۔ نقل از تفسیر والضعی افضل الموعظ ص ۱۰۱۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ تلاوت قرآن مجید کیا کریں اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کا حافظ ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہی مرجائے تو اس کی زیارت کے لئے فرشتے ہمیشہ اس کی قبر پر آتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہترین وہ شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھا دے۔ فقط واللہ اعلم و علمہ اتم۔

المجیب

خادم شریعت ابو المنصور محمد نظام الدین ملتانی حنفی سروری عفا عنہ

سوال :- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چراغ سے کس لئے تشبیہ دی گئی ہے اور اس میں کیا حکمت اور نکتہ ہے۔

الجواب :- اس میں کئی وجوہات ہیں جنکا ذکر ذیل میں درج ہے اور یہ آیت کریمہ سورہ احزاب ۲۲ میں بایں الفاظ مفسور ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً و مبشراً و منذراً

وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا وَبَشِيرًا لِلْمُؤْمِنِينَ بَاتَ لَهُمْ فَضْلًا كَسِيرًا ۖ يَعْنِي فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے بنی بھیجا ہم نے آپ کو گواہ بنا کر جنت کی بشارت سنانے والا جہنم سے ڈرانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے مخلوقات کو بلانے والا چراغ روشن اور خوشخبری فرمادینے مومنوں کو ساتھ ان کے واسطے ان کے ہے فقل بڑا اور چراغ روشن سے مراد سورج ہے اور سورج سے مشابہت و مناسبت آپ کی یہ ہے کہ سورج تمام جہان میں اکیلا ہی روشنی پھیلاتا ہے اور آقائے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام عالم میں اکیلے ہی نور ہدایت پھیلاتے ہیں اور پھیلانے والے ہیں اور سورج روشنی ظاہر کرنے میں سوائے خداوند کریم کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالت و نور نبوت و شفاعت کرنے میں سوائے خداوند لا یرذل کے کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ جب رات ہوتی تو تمام ستارے اپنی اپنی روشنی ظاہر اور اپنی اپنی تاثیر دکھاتے ہیں لیکن جب سورج نکلتا ہے تو تمام ستاروں کی روشنی سمٹ جاتی ہے اور کوئی روشنی بھی مقابلہ سورج کا نہیں کر سکتی۔ اور ایسا ہی جب کہ آپ کی ذات بابرکات تشریف فرما ہوتی تو تمام رسولوں کی ہدایت کی روشنی اور ان کی شریعتیں سمٹ گئیں اور کسی نبی کی نبوت کی روشنی نہ کھڑی ہو سکی۔ یہاں تک ارشاد آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شاہد ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی زندہ ہوتے تو ان کو بھی بدون تابعداری میری کے چارہ نہیں۔ غرضیکہ آپ کے پہلے کئی نبی تشریف لائے اور نبوت پھیلاتے رہے۔ جب کہ آپ کی ذات کا سورج نبوت جلوہ گر ہوا تو سب کے نور سمٹ گئے اور کوئی روشنی مقابلہ نہ کر سکی۔ اور سورج سے یہ نسبت بھی ہے کہ سورج پوچھنے والوں اور نہ پوچھنے والوں کو سورج ہر ایک کو نفع پہنچاتا ہے۔ ایسا ہی آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک ایماندار دوست و دشمن کو نفع پہنچایا۔ اور آپ کی طفیل اب کفار سے بھی عذاب اٹھ گیا۔ اگرچہ کوئی شخص جتنا بھی اس دنیا میں گناہ و کفر کرے عذاب پہلی امتوں کی طرح ہرگز نہ ہوگا۔ بقولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَأَنْتَ أَجْرُهُمْ ذَرِيْعَةٌ لِّهِمْ ۚ گھر کی گئی ہوئی چیز اس کی روشنی سے مل جاتی ہے اور اس چراغ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور معرفت جو عشاقوں سے جلتا رہا پھر ان کو حاصل ہو گیا اور پھر انہ صیر کے میں سبب امن و راحت ہے اور چوروں کے لئے سبب خجالت و عقوبت ہے اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دوستوں کے لئے سبب راحت و مسرت اور دشمنوں کے لئے سبب حسرت و ندامت اور چراغ کی روشنی سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور ایسا ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چراغ

نبوت و رسالت سے کئی سالوں کا اندھیر ظلمت و کفر و بدعت کا جاتا رہا سبحان اللہ۔

بیت

رہیں بند ظلمت میں پھر کھولیں آہیں دیا حق نے ہم کو سراج منیر

اور وہ چراغ دنیا کے تو ہوا اسے اور پھونکوں سے بجھ جاتے ہیں لیکن یہ چراغ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور کبھی ہوا اور پھونکوں سے نہیں بجھ سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ بقولہ تعالیٰ: **يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ** سورۃ توبہ۔ اور کتاب کشف الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو بھی چراغ فرمایا ہے۔ بقولہ تعالیٰ: **وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَحَاجًّا**۔ الیٰتہ۔ اور سورج چراغ آسمان کا ہے اور ہمارے اقلے نامدار احمد کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ تمام زمینوں اور آسمانوں کے ہیں اور وہ چراغ آسمانی صرف دنیا کا ہے اور یہ چراغ دین کا ہے جس سے ہر نعمت و برکت و انوار حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ چراغ صرف منازل فلک کا ہے اور یہ چراغ محافل ملک کا ہے اور چراغ دنیا و دین کا ہے اور چراغ جان و دل کا ہے اور اس چراغ کے طلوع ہونے سے عشاق خواب سے بیدار ہو کر عالم بقا کا راستہ حاصل کرتے ہیں۔

اسی کے نور نے روشن کیلئے راہ آمد کا نہی تا اگر ظہور ان کا تو پھر عالم میں کون آتا

اور آپ کی ذات والا صفات کو چراغ اس لئے کہا گیا کہ ایک چراغ سے لاکھوں اور کروڑوں وبے تعداد چراغ روشنی حاصل کر سکتے ہیں اور ایسا ہی جناب والا صفات احمد کبریا محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ نبوت و رسالت و ہدایت سے بے تعداد عالم کائنات نے روشنی حاصل کی اور قیامت تک آپ کے چراغ سے علمائے دین و عاملان شرع متین چراغ ہدایت کا روشن کرتے رہیں گے۔ پس یہی مسلمانوں کے لئے ایک بڑا فضل اللہ تعالیٰ کا اور احسان ہے۔

اور علامہ ان امور مستطرد کے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ وصف آپ کی ذات والا صفات کے بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنْ أَتَاكَ السُّلُوكُ** اے رسول صاحب کتاب و صاحب شریعت ہم نے آپ کو بھیجا **شَاهِدًا** آپ گواہ ہیں یعنی تمام نبیوں و رسولوں کے تبلیغ و نبوت اور ان کی فتحیابی کے دار و مدار آپ کی شہادت پر ہوگی اور آپ تمام امتوں کے لئے شاہد ہیں۔ بقولہ تعالیٰ: **وَجُمُنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا** سورہ نساء۔ **مَبْشُورًا** یعنی آپ کی ذات والا صفات مسلمانوں

جنت کی بشارت دینے والے اور ان کی رحمت کرنے سے پہلے ہی ان کی مراتب و منازل عطا فرماتے والے اور خبر دینے والے وصف و تزیین یعنی کفار کو غضب و قہر الہی سے ڈرانے والے اور ان کو ان کے انجام کی خبر دینے والے وصف ذابیعاً الی اللہ یعنی خدا سے بچنے والے بندوں کو بلا کر اسی سے ملاسنے والے پاؤں یعنی اسی کے حکم سے انکو پکارتے والے اور عظمت نصیحت کرنے والے وصف سباجاً مبیہاً یعنی آپ روشن چراغ ہیں جن کے انوار و تجلیات کے سامنے آفتاب و مہتاب بھی سرنگوں ہیں۔

لَا يَمُنُّكَ اَنْشَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بقولہ تعالیٰ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہ پس جب کہ حقیقت علم وحدیت و حقیقت علم محبوبیت و محمودیت و عبودیت کا احاطہ ادراک انسان کا اس مقام کو طے نہیں کر سکتا تو وہ حمد مدح رب العالمین و رحمتہ للعالمین کو کس طرح مقرر کر سکتا ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

الجبیب

خادم شریعت فقیر محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ

سوال۔ از جانب حضرت مولانا مولوی معنوی استاذیم صاحب جان محمد مدظلہ العالی مورخہ ۶/۱۲/۱۳۵۰
کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب ہمارے علاقہ میں وعظ کرتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات کو ہر آن و ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا چاہیئے اور مسلمانوں کے ہر گھر میں موجود رہتے ہیں۔ پس یہ کہنا مولوی مذکور کا شرعاً کہاں تک صحیح اور درست ہے
بنو اوجروا۔

الجواب۔ ہر آن اور ہر وقت حاضر ناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے۔ اور وہ ذات لازل
نہیں کھلتا شئی ہے لہذا اس کے صفات بھی نہیں کیونکہ شئی ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں
کسی انبیاء و اولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے چنانچہ قتادہ و سہیل
سے مولانا مولوی عبدالحی مرحوم و مغفور اپنے قلم سے جلد اول صفحہ ۳۲۸ و جلد ۲ صفحہ ۵ میں بایں طور تحریر فرماتے
ہیں وَتَزَوَّجَ بِلَا شَہُودٍ وَقَالَ وَخَدَّاسُ وَرَسُولٍ وَفَرَسْتُمْ مَعَالِیْہِمْ اَنْوَاعَہِمْ کَرَدَمٍ یُّکْفِرُ لَانْہِ اعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُولَ
وَالْمَلَائِکَہُ یَعْلَمَانِ الْغِیْبَ اَتَمَّہِی وَنِیْزَازِیہِ اسْتَدْعٰنَہُمْ اَقَالَ عَامَاؤُنَا مِنْ قَالَ اِنَّ الرَّسُولَ وَالْمَلَائِکَہُ
مَعَاہِرُ الْعِلْمِ لَیْکُنَّ اَتَمَّہِی اور جلد سوم میں یوں ملاحظہ فرمائیے۔ سوال: اگر کسی اعتقاد دار کو کہ ارواح المشائخ

حاضرانہ ہر چیز میداند حتیٰ اوجہ حکم است۔ جواب۔ اوکا فرست فی البرزخ من قال ارواح المشائخ حاضرون
یعلمون یگفتا تھی۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جو شخص میری قبر کے نزدیک
آکر درود شریف پڑھتا ہے میں اسکو خود کانوں سے سنتا ہوں اور جو شخص دوسرے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اسکو فرشتے
مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِی سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ غَائِبًا أَبْلَغْتُهُ نَقَلَ از شعب الایمان
وتفسیر سورہ مزمل۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے زمین پر پھرتے ہیں اور جو شخص میری امت
سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ فوراً مجھے پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث بایں الفاظ مشکوٰۃ شریف و نسائی و تفسیر سورہ
مزمل نور مکمل میں ہے عَنْ النَّسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ مَلَائِكَةُ
سَيَاحِينَ فِي الْأَرْضِ يَبْلَغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ مَدَامَا لَا نَسَائِي وَالِدَارِي مَاورِ كِتَابِ مَشْكُوٰۃ شَرِيفِ بَابِ صَلَوةِ
عَلَى النَّبِيِّ فِي الْبُحْرِ رِہ سے نیز حدیث اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں کوئی شخص ہو اور مجھ پر درود شریف پڑھے
تو اسکا درود شریف میرے پاس پہنچایا جاتا ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَبْدًا
وَصَلُُّوا عَلَيَّ فَإِنْ صَلَّوْا تَكُمُ تَبْلَغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَا لَا النَّسَائِي اور علاوہ ان دلائل کے تفسیر نیشاپوری و
تفسیر کبیر ذیل آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَنْكَذَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ كَيْطَرُحُ کے جواب دیتے
ہوئے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ قدرت کاملہ و علم محیط خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں
آپ کا علم قلیل ہے اور خداوند کریم کے علم محیط کے احاطہ کرنے سے خود بذاتہ قاصر ہیں۔ ان قدر کہ قاصدہ
وَعِلْمُهُ قَلِيلٌ وَالْقَدَرُ الْكَامِلَةُ وَالْعِلْمُ الْمَحِيطُ لَيْسَ إِلَّا لِلَّهِ و اور نیز علم استقلالی ذاتی کی نسبت حضرت
ملا علی قاری وغیرہ علمائے کرام احناف کا بھی یہ فیصلہ ہے کہ علم محیط اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہر وقت وہاں
اسی کسے علم غیب ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اور حضرت ملا علی
قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر میں اس علم غیب استقلالی پر بایں الفاظ فیصلہ تحریر فرماتے ہیں إِنْ عَلِمَ أَنَّ
أَنْتَ مُسَيِّئٌ لَمْ يَعْلَمْهُ الْمُسَيِّئَاتُ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا بِمَا أَعْلَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَفْظَ
قُلْ إِنْ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خِصًّا إِلَّا اللَّهُ هَكَذَا فِي مَسَامِرِ عَلَمِ ابْنِ الْقَيُّمِ اور علیہ
السلام (اور ایسا ہی) قاصدہ و علم قاصدہ و علم محیط و علم استقلالی و علم ذاتی و علم خاصہ
و غیرہ میں مسطور ہے کہ علم غیب استقلالی ہر آن و ہر وقت خاصہ خداوند کریم کا ہے چونکہ علم محیط اسی کے
لئے ہے لہذا ان تمام دلائل قائلہ سے معلوم ہوا۔ عاجزنا ہر وقت و ہر آن وہی ذات لایزال ہے

اور اسکی ذات کے سوا دوسروں کو حاضر ناظر خداوند کریم کی طرح سمجھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا اور آقائے نامدار احمد کبریٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب استقلال نامند خداوند کریم کے سمجھنا صریح کفر ہے اور دلیل بے ایمانی ہے العیاذ باللہ۔ ہاں البتہ بایں معنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر جانتا جائز ہے اور درست ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہر اقوال و افعال کو بنور نبوت و یا بفرشتہ ہر جگہ سے حکم خداوند لا ینزال ہمیشہ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں اور آپ کا جسم نورانی بحکم خداوند کریم ہر آن میں ہر عالم میں سیر کر سکتا ہے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسا اعتقاد کرنے سے بزرگ کفر عمائد نہیں ہوتا چنانچہ در مختار میں تحریر ہے یَا حَا ضِرًیًّا فَظَرُّ لَیْسَ یُکْفِرَانِ الْحَا ضِرُّ بِمَعْنَى الْعِلْمِ وَالنَّظَرُ بِمَعْنَى الدَّوْبِیَّةِ اَتَنْهَى۔ اور حدیث صحیح میں آتا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اٹھا لیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے میں سب کو دیکھتا ہوں چنانچہ یہ حدیث کتاب مرآۃ مرآۃ لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ سطر ۱۲ مطبوعہ مصری الخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ قَدْ رَفَعَ فِی الدِّیْنِ اَفَا انْظُرَ اِلَیْهَا وَ اِنِّیْ مَا هُوَ کَاُنْ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ الحدیث اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۰ جلد ۲ سطر ۷ میں علامہ مطلق فی علیہ الرست نے بایں طور فیصلہ کر دیا ہے اذ لا فرق بین موتہ و حیاتہ فی مشاہدۃ لا متہ و معرفتہ باحوالہم و بیا تہم و عذابہم و خوا طرہم و ذلک عند لا جلی لا حفاء بہ الا یعنی ہمارے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ ہمارے آقائے نامدار صلی علیہ وسلم کی حیات دنیوی اور اسوقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے وہ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے احوال کو پہچانتے ہیں اور ان کی نیکیوں اور ان کے دلوں کو خوب جانتے ہیں اور ان پر کچھ پوشیدہ نہیں سب کچھ روشن ہے۔ اور کتاب شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸ مطبوعہ سلیمانہ میں ہے کہ جب کسی مسجد یا گھر خالی میں جاؤ تو اسطرح پر سلام کہو و قال الخفی اذ الممکن فی المسجد احد فقل السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اذ الممکن فی البیت فقل السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اور اسی کتاب کی شرح قدری جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں ہے ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی و رحمة اللہ و برکاتہ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی البیت اهل اسلام یعنی اگر تم گھر یا محلہ لان روحہ قرآن مجید میں ہے کہ ہر مومن کو قرب آپ کی ذات کا ہے۔ آؤ فی بال مؤمنین اس پر شاہد ہے۔ اور اولیٰ بمعنی قرب۔ خادم شریعت عفا عنہ۔ ۱۔ بنور نبوت تفسیر عزیزی جلد اول بذیل آیت و یقولون الرسول علیہم شہید اکے ہے۔ ۲۔

یا مسجد میں جاؤ اور وہاں کوئی شخص بھی نہ پاؤ تو یہ کہہ دو والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ
وَبَرَکَاتُہ اس لئے کہ بیشک آپ کی ذات کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے خانہ میں حاضر یعنی جلوہ
گر رہتی ہے اور کتاب حصن حصین منزل یکشنبہ مختلف ہو مقام میں احادیث صحیحہ تحریر ہیں۔ وَإِذَا انْقَلَبْتُمْ
فَإِنَّهُ قَلْبًا دَاعِيَانِي عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ یعنی جس وقت کسی آدمی کا جانور بھاگ جائے تو یوں پکارے
اے اللہ کے بند و میری مدد کرو یا عِبَادَ اللَّهِ اِحْبِسُوا یا عِبَادَ اللَّهِ اِحْبِسُوا یا عِبَادَ اللَّهِ اِحْبِسُوا الحدیث
اور حدیث طبرانی و حصن حصین صفحہ میں نیز مسطور ہے یا عِبَادَ اللَّهِ اَعِیْنُونِي یا عِبَادَ اللَّهِ اَعِیْنُونِي یا عِبَادَ
اللَّهِ اَعِیْنُونِي یعنی اے بندگانِ خدا مدد کرو میری اے بندگانِ خدا مدد کرو میری اے بندگانِ خدا مدد کرو میری
اور کتاب غایت الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۳۴۲ و نہر الفائق شرح کنز الدقائق باب التشہد وغیرہ
میں لکھا ہے کہ حکایت کے طور پر آپ کی ذات پر سلام نہ بھیجے بلکہ دل میں خاص قصد کرے اور کتاب
مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم جلد اول باب ۳۱۹ میں اس طرح لکھا ہے کہ جب تشہد کے لئے
بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں خواہ صلوات ہو یا طہیات یعنی اخلاق ظاہر وہ سب اللہ
کے لئے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے اور یہ معنی الطہیات کے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے وجود و باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من عینہ اور
امام شعرانی نے اپنے اپنے استان سے یوں ارقام فرمایا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو
تشہد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل
کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ فرمادیتے کہ اس حاضر میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بھی دیکھیں اور سمجھیں کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے اور اس لئے نمازیوں کو لازم
ہے کہ آپ کی ذات پر بالمشافہ سلام عرض کریں۔ فَحَاطَبُوا نَبِيَّہُمْ بِالشَّامَةِ مِثْلَ مَا فَلَاحَ مِنْ عَيْنِہ مِيزَانِ شَعْرَانِی
جلد اول صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ مطبوعہ مصری۔ اور کتاب اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۲ ذیل حدیث ابن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لکھا ہے کہ آپ کی ذات والا صفات خاص مومنوں کے لئے ہر وقت حاضر
الین وقرۃ العین ہیں۔ یعنی آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنوں وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال
یعنی اے بندگانِ خدا مدد کرو اے بندگانِ خدا مدد کرو یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ بندگان سے مراد ابدال و جنان
و صالحین ہیں۔ ۱۲۔ خادم شریعت عفا اللہ عنہ

واقعات خصوصاً اور حالت عبادت و آخرال کہ وجود نورانیت و انکشاف در این محل بیشتر قوی تر است
من عینہ الم

اور تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۳۵۵ ذیل آیت کریمہ **وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا** اس کے نیز بایں طور لکھا ہے
یعنی باشد رسول شمار شمار گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدرجہ خود کہ در کدام درجہ از دین
من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجاب کے کہ ہاں از ترقی محبوب مانده است کدام است پس او
میشناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہذا شہادت
اور در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچه از فضائل و مناقب حاضران زمان خود
مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل ازیس و سلمہ و مہدی و مقتول و چال یا از معائب و
مثالب حاضران و غائبان میفرماید اعتقاد ہاں واجب و ازین است کہ در روایات آئمہ کہ ہر شی بر ہر اعمال
امتیان خود مطلع میسازند کہ فلا نے امروز چنین میکند و فلا نے چنان کار روز قیامت ادا کے شہادت تواند
کرد الم بعینہ اصل عبارت اور ایک حدیث شمع الا نوار صفحہ ۳۱ بایں معنی مستور ہے کہ کسی صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے دریافت کیا کہ جو شخص آپ سے بہت دور اور غائب درود شریف پڑھے تو آپ کو کس
طرح پہنچتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص محبت و شوق میں مجھ پر درود شریف پڑھتا
ہے میں اس کو خود کافوں سے مستعمل اور جوار دے کے عادت و ثواب کے پڑھتا ہے اس کو فرشتے
پہنچا دیتے ہیں **وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ يَبْلُغُكَ مِنْ**
غَايَ عَذَابِكَ وَمَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مَا خَالَاهُمَا عِندَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ حُبِّي وَأَعْرِفُهُمْ
وَتَعْرِضُ عَلَيَّ صَلَوةَ غَيْرِهِمْ عَرَضًا الْحَدِيثُ اور مشکوٰۃ شریف میں نیز حدیث اس منبر پر درج ہے
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تمام امت کے اعمال ناموں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور کتاب جذب
القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ کلکتہ حضرت علامہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث صحیح
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ بَعْدَ مَوْتِي حَيَاتِي فِي حَيَاتِي یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میرا علم و لیاہی
ہے بعد بظاہر پر وہ فرماتے دنیا کے جیسا کہ حیاتی دنیا میں تھا۔ روایت کی ہے اس حدیث کو حافظ منذر
رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنویر الملک بر دایۃ الملک میں آپ کے

حالات میں اس طرح اقام فرمایا ہے۔

فصل من مجموع هذا القول والإحاديث ان النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه
وانه يتصرف وليسير حديث شاعفي أنظار الارض وفي الملكوت وهو بهيئته التي كان عليها
قبل وفاته لم يبدل منه شيء وانه مغيب عن الابصار كما غيبت الملكة مع كونهم
احياء باجسادهم فاراد الله رفع الحجاب عن اراد كرامه برؤيته رأيا على هيئته التي
هو عليها. فتح الحق مطبوعه مدراس صفحہ ۹۰ وشرح قصیدہ غوثیہ یوسفیہ صفحہ ۷۶۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم
ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات جسم مع روح زندہ ہیں اور اپنی امت کے تمام حالات
ظاہری و باطنی کو بنور نبوت خود و بواسطہ ملائکہ ہمیشہ مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں اور جہاں چاہتے سیر کرتے ہیں
اور آپ کے علوم میں ہر جہ نقل مکانی کے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اور خداوند کریم کے حکم سے ایک ہی آن میں
تمام عالم کا سیر اور مشاہدہ فرما سکتے ہیں اور پکارنے والی پکار کو بھی اپنے مکان مقدس سے حکم خداوند کریم
سنتے ہیں اور آپ کا تصرف بھی ہر جگہ پر موجود ہے پس یاس معنی خادم شریعت کے نزدیک آقائے نامدار احمد کبریا
محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جانتا کفر نہیں درست ہے۔ اگر زید اسی خیال پر ہے تو کچھ ہرج نہیں ہاں
اگر آپ کی ذات کو علم غیب استقلال سمجھتا ہے اور بذاتہ ہر جگہ ہر مقام میں خداوند کریم کی مانند حاضر ناظر
سمجھتا ہے تو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ فقط والعلم عند اللہ ۛ

المجیب

خادم شریعت الوالنتطور محمد نظام الدین حنفی قادری سروری

سوال: روح قدیم ہے یا حادث اور اس کو فنا ہے یا نہیں اور انسان جب مرجاتا ہے یہ کہاں

جسہ:۔ پس حاصل ان مقولات و احادیث کا یہ ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جسم مع روح کے زندہ
زندہ ہیں اور بیشک آپ تصرف کرتے ہیں جہاں چاہیں اطراف زمین میں اور قائم ملکوت میں اور نیز آپ ایسی حالت پر ہیں جو
قبل از وفات تھی کچھ آپ کی ذات سے تبدیل نہیں ہوا اور آپ غائب ہیں ہماری آنکھوں سے جیسا کہ غائب ہیں ملائکہ باوجودیکہ
وہ زندہ ہیں اپنے اجسام سے پھر جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اٹھا دیتا ہے اس شخص سے حجاب کو جسکو مکرم کرنا چاہتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دیدار سے تو دکھاتا ہے آپ کو ایسی حالت پر الخ لے جب کہ ملائکہ ایک آن میں تمام عالم کا سیر
کرتے ہیں جاہن قبض کر لیتے ہیں اور حساب کتاب قبر کا لیتے ہیں اور حور اب جنت عورت گستاخ کا آواز سنا

رہتا ہے۔

الجواب :- روح حادث اور اشیاء قدیمہ سے ہے۔ اور اسکے لئے فنا نہیں اور جسم لطیف ہے عرض نہیں جو بہر ہے اور اسکو صعود و نزول و ستر و جزا و ادراک معقولات کا ہے چنانچہ کتاب تہذیب سالہ صفحہ ۲۲ کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹۷ و شرح الصدور وغیرہ میں بایں طور مسطور ہے اجمع المسلمون علی ان الروح مخلوق محدث الا انه لا فناء له لما خرج من الجسد فان ارواح المتقين تكون فی دار النعيم كما قال الله تعالى كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الرَّبِّ زَكَاةً وَمَا يَشَاءُ وَارواح المجرمين فی دار الجحیم كما قال الله تعالى كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَنُفِی سَجِینَ ه ثُمَّ یَعُودُ الرُّوحُ اِلَى جِسْدٍ ۚ لَیْقَوْمٌ لِّلْحِسَابِ بِأَمْرِ اللَّهِ تعالیٰ یوم التناذ فیکون فی الجنة اونی الثَّار۔ نقل از تمہید یعنی اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے لئے فنا نہیں ہے اور جب کہ انسان مرجاتا ہے تو یہ روح اس جسم سے علیحدہ ہو جاتا ہے اگر نیک ہے تو اسکو مقام دار النعیم کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے اور اگر بد کردار ہے تو اس کے لئے دار الجحیم ہے یعنی مقام سجین ہے۔ اور جب کہ یہ مقام اپنے اعمال کے مطابق دیکھ لیتا ہے تو پھر اس روح کو فرشتے انسان کے جسم کی طرف لوٹا لاتے ہیں اور برور قیامت کے جیسے اسکے اعمال و افعال ہوں گے ویسے اسکو مراتب مل جائیں گے۔ اور صاحب برزخ نے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح غمگین افسوس و حسرت کرتا ہے جیسے کہ زندہ آدمی اپنے جسم پر تکلیف آنے سے غمگین ہوتا ہے اِنَّ الرُّوحَ یَتَحَسَّرُ وَیَتَحَزَّنُ عَلٰی حَالَةِ الْبَدَنِ بَعْدَ الْمَوْتِ کَمَا یَتَحَزَّنُ الْفُجَّیُّ عَلٰی تَغَیْرِ صَوْرَتِهِ نَقْل از شرح برزخ صفحہ ۳۲۱۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۷ میں مسطور ہے کہ روح مخلوق اور محدث ہے اور اگر اسکو فنا نہیں ہے۔ چونکہ یہ قدیم باعتبار زمانہ کے ہے اور یہ موجود ہے اور اس کی حقیقت عوام پر مخفی ہے اور خاص کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی حقیقت کا پورا پورا علم ہے اور اسکو بھی پتہ ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے قُلْ، فَقَوِّتْ لِنَفْسِهِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّکَ۔ نَقْل کیا ہے اس حدیث شریف کو علامہ منادی نے شرح جامع التفسیر میں حضرت امام احمد امام حاشیہ پہلے صفحہ ۱۷۷ کے پر سن کر ناراضگی کا اظہار کر سکتی ہیں اور ایک علامہ آقا سید محمد علی قادری علیہ السلام و السلام کا ایک آنکھ کے چسکارہ میں کئی سالوں کے فاعلہ سے خدمت بلقیس لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام سے حضور پیش کر سکتا ہے تو یہ وجود مسعود رحمۃ اللعالمین کے آگے حکم ربی کون سی مشکل میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان رحمت اللہ قریب من الجحیم نہیں شہد ہے۔ ہاں نعم البین عفا عنہ۔

غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں اور حضرت قدوة السالکین شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں اور اس حدیث شریف کو علمائے محدثین نے معنیاً صحیح لکھا ہے۔ نقل از موضوعات کبیر صفحہ ۲۱، اور بیشک عوام لوگ اور سائنسین جو اسکے مخاطب تھے ان کو روح کی حقیقت کا علم نہیں تھا لیکن آقائے نامدار احمد کبریا محمد مجتبیٰ علیہ السلام آریہ کریمہ و مَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلٌ بے مستثنیٰ ہیں اور یہ کہنا بھی شرعاً جائز نہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کی حقیقت کا پتہ نہ تھا۔ چونکہ جو شخص روح کی معرفت کا علم نہیں رکھتا وہ نفس کی حقیقت کا ماہر نہیں ہوتا۔ وہ اپنے رب کو کس طرح پہچان سکتا ہے اور حالانکہ حضور علیہ السلام ان تمام اشیاء کے ماہر اور واقف کار اور اعلم تھے لہذا ضروری ذی عقل کو ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کی پوری پوری حقیقت معلوم تھی و لایحیوان لبقال ان حقیقۃ الروح لم یکن مکشوف للنبی صلی علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف الروح لم یعرف نفسه ومن لم یعرف نفسه کیف یعرف ربه وکذا قبل من عرفت نفسه فقد عرفت ربه الخ الحدیث والمذہب ان الروح محدث مخلوق الا انہ یفنا ومن النہا قدیمۃ الخ نقل از شرح برزخ صفحہ ۲۹ اور اگر کسی صاحب نے روح کی بحث تفصیلاً دیکھتی ہو تو تفسیر کبیر و کیمیا و سعادت و احیاء العلوم و رسالہ حقیقت روح وغیرہ کتب میں ملاحظہ کریں اور یہ یقین کریں کہ واقعی مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے اور یہاں چاہتی ہے سیر کرتی ہے اور یہ ایک جسم لطیف ہے اور جو ہر جہت میں نہیں۔ اس لئے کہ یہ اپنے آپ کو اور اپنے غاق کو پہچانتی ہے اور معقولات کا اور رک کرتی ہے اور روح عالم و قادر و مرید اور صبیح اور صبیح اور متکلم ہے لیکن یہ معنیں روح کی غیر مستقلہ ہیں خداوند کریم کی یہ معنیں مستقلہ ہیں۔ دیکھو کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۳۲ بحوالہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب الاذان بعد ذہاب الوقت میں بایں الفاظ تحریر ہے الروح جوہر لطیف فورانی مدارک التجذبات والکلیات اور علامہ اس کے کتاب شرح برزخ میں لکھا ہے کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ پانچ جگہ پر ہمیشہ ہوتا ہے ایک نور حالت جنین شکم مادر میں دوسرا شکم مادر سے خروج کے بعد اور تیسرا خواب میں اور چوتھا عالم برزخ میں اور پانچواں بروز قیامت۔ فقط والعلم عند اللہ۔

الجبیلہ

خادم شریعت محمد نظام الدین طحانی مدظلہ

سوال :- تائید روح کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں بحوالہ قرآن و حدیث بیان فرمادیں۔

الجواب: قرآن مجید میں ثبوت تناسخ و رجعت کا کہیں ثابت نہیں ہے بلکہ ان کی تردید بایں الفاظ ظاہر ہوتی ہے وہ یہ: **الَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا قَبْلُ قُلُوبُهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ لَا يَبْغُونَ سَوَاءً لِّسِنِ** **أَيُّ قَدْرًا فَإِنَّ مَنْ هَلَكَ لَكُم مِّنَ الدُّنْيَا وَهُمْ يَرْجِعُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَىٰ أَن يَبْعَثُوا** **فِيهَا سَبْعُونَ** **أَلْفًا وَسِتِّ مِائَةً نِّفْسًا فَذَلِكُمُ الْيَوْمَ الْحَاقِقُ** **الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَّا فِي الْقُرُونِ الْأُولَىٰ لَا يَرْجِعُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَىٰ أَن يَبْعَثُوا** **فِيهَا سَبْعُونَ** **أَلْفًا وَسِتِّ مِائَةً نِّفْسًا فَذَلِكُمُ الْيَوْمَ الْحَاقِقُ** **الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَّا فِي الْقُرُونِ الْأُولَىٰ لَا يَرْجِعُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَىٰ أَن يَبْعَثُوا** **فِيهَا سَبْعُونَ** **أَلْفًا وَسِتِّ مِائَةً نِّفْسًا فَذَلِكُمُ الْيَوْمَ الْحَاقِقُ**

از کتاب شرح برزخ صفحہ ۲۹۵

ترجمہ: یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا نہیں دیکھا انہیں جاتا انہوں نے کہ کتنوں کو ہلاک کیا ہم نے پہلے آنے سے اہل قرون سے یہ گروہ طرف ان کے نہیں پھرتے یعنی دنیا میں عود نہیں کرتے۔ وہ قبور میں اب تک پڑے ہیں پھر قیامت کو اٹھ کر حساب دیں گے اور اپنے اعمال کی جزا پائیں گے اور یہ آیت کریمہ تناسخ کے قائلین و رجعت کے معتقدین کے بطلان پر دلالت کرتی ہے اور اس آیت شریفہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رجعت کے بطلان پر پیش کیا ہے اور فرقہ روافض کے خیال و اعتقاد کو بلیا میٹ کیا ہے۔ چونکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت علی مبعوث ہوں گے پھر قیامت ہوگی اور ظالموں غاصبوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ چنانچہ کتاب حق الیقین مترجم صفحہ ۲۵۵ باب ۵ مقصد ۹ حدیث منقول باب رجعت میں مفصل طور پر علامہ باقر مجلسی شیعہ صاحب نے اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے۔ اور علاوہ اس کے تفسیر امام حسن عسکری متوہم کے صفحہ ۵۵۳ پر شیعہ صاحب نے یوں لکھا ہے کہ برزخ قیامت ناصیوں کی نیکیاں شیطان کو دی جائیں گی اور ان کے گناہ ناصیوں سنیوں کو دیئے جائیں گے اور پھر ان کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا اور کتاب حق الیقین میں صفحہ ۶۸۸ میں صاف لکھا ہے کہ ناصی لوگ اہلسنت و جماعت ہیں چنانچہ علامہ باقر مجلسی شیعہ تحریر کرتا ہے وہ یہ: امام علی تقی کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ہم ناصی کے جلنے اور پہچانتے میں اس سے زیادہ کے محتاج ہیں کہ حضرت امیر المومنین پر ابو بکر و عمر کو مقدم جانے اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھے حضرت نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو وہ ناصی ہے۔ من عینہ عبارت ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص رجعت کا قائل نہیں ہے بے دین خارج از اسلام ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس مسلمانوں کو چاہیے کہ فرقہ شیعہ سے اپنے آپ کو پائیں اور ان کے ساتھ سلام و کلام و مولست و مجالست و منا کحت سے پرہیز کریں اور ان کے ایسے اعتقاد کو باطل سمجھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ من یشاء

إلى صراط مستقيم۔

الجیسی

عنادم شریعت ابوالمظہر محمد نظام الدین حنفی رحمہ اللہ عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد نے بھانجی و خالہ کا نکاح ایک شخص کے ساتھ دیدہ دانستہ کسی لاپچ پر جائز سمجھ کر پڑھ دیا ہے۔ باوجودیکہ اسکو کتب مقبرہ میں یہ مسئلہ دیکھا بھی دیا تھا کہ بھانجی اور خالہ کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی اور نکاح پڑھا دیا کیا اب شرعاً ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا ناجائز اور اسکے ساتھ مسلمان لوگ برت برتاوی کریں یا نہ کریں تو جبر وادہ

السائل احقر العباد سردار شاہ خطیب جامع مسجد از علم پور علاقہ ملتان

الجواب :- بیشک خالہ اور بھانجی کا جمع کرنا ایک نکاح میں شرعاً حرام ہے چنانچہ کتب احادیث و فقہ کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ وہو بذالاجمع بین المرأة وعمتها وخالتها وابنة أخيها وابنة اختها لقوله عليه السلام لا تزوج امرأة على عمته ولا على خالتها ولا على ابنة أخيها ولا على ابنة اختها رواة البخاري ومسلم والحاوود وترمذي وابن حبان من حديث أبي هريرة رضي الله عنه۔ اور اس حدیث شریف کو ایک جم غفیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا ہے اور بوجہ کثرت طرق کے یہ حدیث مشہور ہے۔ نقل ازربعین الہدایہ شرح ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۔ اور ہدایہ مختصاتی جلد ۲ صفحہ ۲۸۹ اور قاضی خاں صفحہ ۱۶ میں نیز بایں طور مسطور ہے ومنہا لجمع بین ذواتی رحم محرر لا یجوز لہ ان یتزوج امرأة على عمته ولا على خالتها ولا على ابنة أخيها ولا تزوجها ما لا یصح نکاحهما قالوا قل امرأتین لو كانتا احداً ذکراً والآخری انثی حرم النکاح بینہما الخ ہکذا فی فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۶ یعنی شرح مختصر فتاویٰ عزادب۔ اور نیز صاحب شامی نے صفحہ ۲۸۲ میں لکھا ہے وحرم الجمع نکاحاً وعدلاً ولو من طریق بائن وطیاً بمالك یمن بین امرأتین ایتمها فرضت ذکراً ولم یجعل لہ اخری ابداً کالجمع بین المرأة وعمتها وخالتها۔ ردالمختار۔ اور کتاب غایۃ الاوطار شرح در مختار جلد ۲ صفحہ ۱۶ میں ذیل عبارت حرم الجمع بین الدخار مک کے لکھا ہے کہ دو بہنوں کو یا خالہ اور بھانجی یا چھوٹی اور بھتیجی کو یا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کسی بھول یا رضاعی الخ اور صاحب محیط و فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۸ جلد ۱ میں لکھا ہے فلا یجوز الجمع بین المرأة وعمتها ونسباً ورمناً وخالتها عدلک ونحوها الخ ہکذا فی فتاویٰ خلاصہ پس ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ جمع کرنا ایک نکاح میں شرعاً خالہ اور بھانجی کا حرام ابدی

ہے اور ان کو حرام سمجھ کر دیدہ دانستہ جمع کرنا سنت حرام اور منع ہے اور ایسا کرنے والا شخص ضال و مضل و گمراہ ہے اور ایسے شخص کے ساتھ برت کرنا اور اسہم علیک کرنا امام بنانا منع ہے تا وقتیکہ تعزیر اور ثوبہ علائہ نہ کہلے فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ میں لکھا ہے من اعتقد الحرام حلالاً لزمہ علی الکلب، یکفر ولو قال الحرام هذا حلال لتدريج السلعة وبجكم الجہل لا يكون كفراً الخ فقط والعلم عند اللہ +

المجيب

خادم شریعت ابو المتطور محمد نظام الدین حنفی عفی عنہ

الجواب صحیح والمجيب مصیب۔ بقلم خود ابوالبرکات سید احمد الوری حنفی مدرس و مہتمم حنب الاحناف شہر لاہور

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ بیشک جمع کرنا ماسی اور بھتیجی اور خالہ و بھانجی و دوزل و بھول کا ایک نکاح میں حرام ہے چنانچہ فتویٰ اولیٰ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اب اتنا فرما دیا جاوے کہ نکاح عورت اول کا صحیح ہے یا دوسری کا۔ بینوا تو جہڑا۔ السائل غلام احمد از کھڑیاں ڈاکخانہ ہریالہ ضلع جہلم۔

الجواب :- اللہم ارفنا الحق حقاً والباطل باطلاً بیشک صورت مذکورہ میں نکاح عورت اول کا صحیح اور درست رہا اور نکاح عورت ثانیہ کا باطل اور فاسد چنانچہ کتب معتبرہ میں ہے دھو و هذا اول تزوجہا فی عقدین فنکاح الاولی جائز و نکاح الثانیۃ فاسد الخ پس ان ہر دو عبارتوں سے ثابت ہوا کہ نکاح اول صحیح اور دوسرا باطل۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجيب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی جسکو عدالت نے مقرر کر دیا ہے اسے قرآن پڑھانے اور نکاح خوانی پر کچھ مقرر شدہ لیتا ہے کہ یہ شرعاً لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو قاضی عدالت میں دعویٰ کرے کہ ان سے اجرت لے سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جہڑا +

السائل قاضی شہرامیر علی از بودہ پور ریاست ماہوار،

الجواب :- اقول باللہ التوفیق بیشک شرعاً بعوض اوقات اجرت تعلیم قرآن مجید و اذان و امامت و نکاح خوانی وغیرہ امور دنیویہ پر مبنی جائز اور درست ہے اگرچہ آئمہ دین متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام کی ہے لیکن متاخرین آئمہ دین رحمت اللہ علیہم اجمعین کا اسی کے جواز پر فتویٰ ہے چنانچہ

کتاب مقبہ میں مسطور ہے۔ وہیذا بعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم ورافہ
ظہر التوائی فی الامور الدینیۃ لا علی الامتناع لیضیع حفظ القرآن وعلیہ الفتویٰ نقل از ہدایہ شریف
صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ فاروقی دہلی کتاب الاجرات وفتح القیر اور کتاب رد المحتار صفحہ ۳۴ میں نیز اس طرح پر
لکھا ہے ویفتی الیوم یصححہا علی تعلم القرآن والفقہ والزمائم والاذان الخ اور فتاویٰ عالمگیری
میں ہے فاحتملوا فی الاستیجار علی قراۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ قال بعضهم لا یجوز
وقال بعضهم یجوز وهو المختار اور صاحب دارالافتاء نعمانیہ اپنے فتویٰ نمبر ۲۹۳ صفحہ ۲۹۲ میں لکھا
ہے کہ جو صاحب شامی نے کتاب جوہرہ نیرہ سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے کہ واختلفوا فی الاستیجار
علی قراۃ القرآن مدۃ معلومۃ قال بعضهم لا یجوز وقال بعضهم یجوز اور اس سے خود اپنی رائے عدم
جواز پر ظاہر کی ہے سو یہ کہنا علامہ صاحب شامی کا مفتی بہ اور فیصلہ مختار سے بالکل خلاف ہے جو کہ
قابل تسلیم کئے نہیں۔ اور کتاب عین الہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۴۹ میں اس طرح پر لکھا ہے وہیذا۔ اس زمانہ
میں بعض مشائخ نے قرآن پڑھانے پر اجارہ لینا استحساناً جائز رکھا ہے کیونکہ دینی امور میں سستی اور بے پروائی
ظاہر ہوگی۔ پس اگر منع ہوگی تو قرآن کا حفظ کرنا مصلح ہو جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور تحفۃ الفتاویٰ میں حضرت امام
سرخسی سے نقل کیا کہ مشائخ بلخ نے قول اہل المدینہ کا اختیار کیا کہ تعلیم القرآن پر اجرت جائز ہے پس ہم بھی
اسی قول پر فتوے دیتے ہیں اور رد و نہ و ذخیرہ میں ہے کہ مؤذن و امام کو اس زمانہ میں اجرت لینی
جائز ہے اور یہ ہی امر مفتی بہ ہے الخ اور حدیث صحیح میں ہے کہ آپ کی ذات بابرکات سے نسبت اجرت
کتاب اللہ کے سوا کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان اَحَقُّ مَا آخَذْتُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ رواہ البخاری
و مشکوٰۃ باب الاجارۃ اور دارالافتاء نعمانیہ صفحہ ۸۶۸ نمبر فتوے ۸۳۲ میں نیز بایں طور مسطور ہے
یفتی الیوم یصححہا لتعلیم القرآن والفقہ والزمائم والاذان ویجوز المستاجر علی دفع ما قبل
ویجلیس بہ بہ یفتی ویجوز علی دفع الخلوۃ المرسومۃ وہی ما یھدی بہ للعلم علی راس بعض سواد
القوان سمیت بہ الا ان العادۃ اھدای الخلوۃ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نزدیک علماء
متاخرین رحمہم اللہ علیہم اجماع کے یہ اجرت صحیح اور درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور صحیح اور صحیح
سے اقویٰ ہے اور اس کے جواز پر کسی تحقق کو کلام نہیں اور فتاویٰ عبدالحی جلد سوم صفحہ ۱۱ کی عبارت اس پر
نیز شاہد ہے اور کتاب ذخیرہ المراط صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ اگر اہل محلہ یا شہر والوں نے کوئی امام تنخواہ پر

مقرر کیا اور پھر اگر وہ خدمت کرنے سے اعراض کر جائیں اور امام دعوے کر دے تو قاضی کو لازم ہے کہ فوراً ان کا حق و لواذ سے اور انکو تعزیر دے اور قتادے فصل المعادی میں لکھا ہے اذا عینوا الامام ربی بشیء من الاوقاف والصدقات والهدایا وغیرہا لزمہما دانتھا الخ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر لوگوں نے یہ اشیاء اس کی خدمت کے لئے معین کئے ہوئے ہیں اور اسی آمدنی پر مقرر ہے تو ان کو ان اشیاء کا ادکارنا ضروری ہے ورنہ مستوجب سزا کے ہوں گے اور عتاب الہی کے مستحق ہوں گے لقولہ تعالیٰ و اوفوا بالعہد ان العہد کان مستوراً ولقد ولہ علیہ السلام منہ ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ روا کا البیہقی فی شعب الایمان۔ پس اہل اسلام کو چاہیے کہ وعدہ خلافی ہرگز نہ کریں اور خداوند کریم کے غضب وغیرہ سے ہمیشہ ڈرتے رہیں اور امان دین اور معلمین و متعلمین کی خدمت سے ہرگز اعراض نہ کریں۔ واللہ غنی عن العلمین والحمد للہ رب العلمین فقط

المجیب

خادم شریعت ابو المنصور محمد نظام الدین حنفی قادری

نوٹ :- جس حدیث سے ممانعت اجرت پائی جاتی ہے اسکے اسناد میں صنعت ہے اور ایک طرق صحیح بھی ہے لیکن اضطراب سے خالی نہیں اور اسکا عمل اسی زمانہ پر معمول تھا چونکہ زمانہ خیر القرون اور اہل دل اور خواہشمند تعلیم عام قرآن و احادیث کے تھے اور لوگ علمائے دین پر جہاں نشا تھے اور علمائے دین بھی دولت مند اور غنی اور حکام وقت کی طرف سے ان کو روزیہ ملتے تھے اور بعض علماء مجتنب حال تھے چنانچہ کتب تواریخ اسپر شاہد ہیں۔

خادم شریعت عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں ائمہ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دادا اپنی پوتی نابالغہ کا باجارت ولی جائز باپ کے جو اسی مجلس میں موجود تھا نکاح کر دیا ہے۔ دادا کا باجارت ولی جائز باپ کے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح کر دینا عند الشرع صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو بوقت بالغہ ہونے کے وہ لڑکی اپنے نکاح کو عند الشرع فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ بنیوا تو حسب رواۃ

الجواب :- دادا کا باجارت ولی جائز باپ کے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح کر دینا عند الشرع صحیح اور

درست ہے اور لڑکی بالغہ ہونے کے اسکو نکاح فسخ کرنے میں عند الشرع کچھ اختیار نہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے وَمَنْ آمَرَ جَلَّانٌ يُّدْرَجُ صَغِيرَاتِهِ وَلَوْ شِئْنَا فَرَّوْجَهَا الْمَأْمُورُ عِنْدَ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ

صحہ العقد ان كان الزوج حاضراً - لانه اذا كان حاضراً انتقل عبارة الوكيل الى الزوج فصار كانه
عاقدا ولو وكيل مع ذلك الرجل شاهدان وهو المعتمد كما في المتن نیز دوسری جگہ پر مذکور ہے و
لولى انكاح المجنونة والصغير والصغيرة ولو كانت الصغيرة ثيباً فان كان المزوج اباً او جداً لزم
العقد فليس لها خيار الفسخ بعد الإفاقة ولها بعد البلوغ ان روايات سے صاف ظور پرا ظہر من الشمس
ہے کہ دادا کا اپنی پوتی نا بالغہ کا باجائزت و بی جائز کے نکاح کر دینا بالکل درست ہے اور نہ ہی وہ بعد بالغ ہونے
کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ **المجيب مسكين فتح محمد**

الجواب صحيح والمجيب مصيب۔ حرره خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حقی عفا عنہ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شب ولادت مبارکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل میلاد شریف کرنی اور کثرت سے روشنی کرنی اور اپنے اپنے مکانوں کے اندر باہر چراغ
جلائے اور مکانوں کو روشنی سے خوب مزین کرنا اور حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارک کی خوشی منانی
عند الشرع جائز ہے یا نہیں یا کہ روشنی کرنی مثل دیوالی کفار حرام ہے مدلل بیان فرما کر عند اللہ ماجر ہوں اور روشنی کرنا
جواز یا عدم جواز کا مدلل بیان فرماویں ؟

الجواب : بیشک سب کے نزدیک اصل اشیاء میں ابا حست ہے۔ مباح اور جائز ہونے کے لئے دلیل
کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ اس کی حرمت یا مکروہ تحریمی یا ناجائز ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے سو خادم
شرعیہ کی نظر میں ان امور مذکور کے عدم جواز و حرام ہونے کی نسبت کوئی دلیل قاطعہ نہیں گذری اور یہ بھی نہیں
ثابت ہوا کہ ہر ایک امر میں تشبہ بالكفار مکروہ یا حرام ہوتا ہے۔ لہذا روشنی کرنا اظہار فرحت و سرور نسبت
و رحمت سیلا و آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یا تادرت قرآن مجید یا دفع ظلمت یا اندر رفت عوام الناس
وغیرہ جس کے تحت میں تکمیل دین کی ہوائی روشنی کرنے میں کوئی قباحت شرعی نہیں۔ نقل از تفسیر روح البیان
جلد اول صفحہ ۸۶۹ و ضیاء القنادیل صفحہ ۸ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے مَا رَأَى الْمَسْلُومُ

حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ فَقَطْ

المجيب

خادم شریعت ابو المنظر محمد نظام الدین ملتانی حقی عفا عنہ وزیر آباد

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں (۱) کہ بیک لڑکی نا بالغہ اللہ کی
دختر کریم بخش مرحوم کا عقد موجودگی حقیقی کے والدہ نے کر دیا۔ باوجودیکہ چچا اس بارہ میں اب تک ناراض ہے

اب رٹکی (۲) اب رٹکی قریب بلوغت پہنچ کر اس نکاح سے رو برد و چند افراد کے بالکل انکار کر دیا اور اس نکاح میں ناراضی ہے جس کو عرصہ ۵ سال گزر گیا ہے اور اسکو نا منظور کرتی ہے۔ اور مرد بھی عین ہے (۳) ان صورتوں میں جو مذکور ہوئی ہیں نکاح منعقد ہوا ہے یا کہ نہیں اور دوسری جگہ ان صورتوں میں رٹکی نکاح کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔ بینوا تو سب روا۔

فدویہ اللہ رکھی دختر کریم بخش معرفت مولانا بخش و محمد حسین بھلہ دوکاندار شہر رسول نگر معروف رام نگر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ نشان انگوٹھ اللہ رکھی۔

الْجَوَابُ وَلَهُ الْمَوْفِقُ الصَّوَابُ

بیشک در صورت صدق مستفتی یہ نکاح نابالغہ کا جو والدہ حقیقی ولی بعیدہ نے بموجودگی چچا حقیقی ولی قریب کے کر دیا ہے نہ درست و غیر صحیح ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ولی قریب کے موجود ہوتے ہوئے بدول اجازت در غنا مندی اسکے نکاح درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ امور مذکورہ پر مندرجہ ذیل کتب کی روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وعند عدم العصبة كل قريب يرث الصغير والصغيرة من ذوی الارحام يملك تزويجها في ظاهر الرواية عن ابی ابی حنیفہ قال محمد لا ولاية لذوی الارحام وقول ابی یوسف مضطرب والاقرب عند ابی حنیفہ الامثلة البنت وفيها ايضا وان زوج الصغير او الصغيرة بعد الاولياء فان كان الاقرب ختي وهو من اهل الولاية توقف نکاح الاربعة على ايجازته وفيها ايضا ولو زوجها الاربعة حال قيام الاقرب توقف على ايجازته الاقرب ثم عاب الاقرب وتحولت الولاية الاربعة يجوز ذلك الكاظم الذي با شروا الاربعة الاربعة با جازته منه بعد تحویل الولاية اليه نقل از فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی باب سلسلہ الاولیاء ۷۰۸ ہکذا فی التظہیرية وجامع الامور وجامع الفوائد ۹۵۰ اور فتاویٰ غرائب وجامع صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے ولا يجوز تزويجها للامم في حال حضور العصبة وفيها ايضا فلزوج الاربعة حال قيام الاقرب توقف على ايجازته ولو تحولت الولاية اليه لم يجز الاربعة با جازته وفيها ايضا الاقرب فالاقرب وعند محمد ليس لذوی الارحام ولاية هکذا فی فتاویٰ خلاصہ جلد ۲ ص ۱۸۱ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ نکاح پہلے ہی سے شرعاً درست اور صحیح نہیں۔ اگر رٹکی اپنے بیان میں صادق ہے تو بیشک شرعاً جس جگہ چاہے نکاح کر سکتی ہے اور صورت ثانی وغیرہ کے بارہ میں ہدایہ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ودر مختار وفتاویٰ عالمگیری میں یوں مرقوم ہے وان

زوجہا غیر الایوب ملکہا احد منہما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وهذا عند ابی حنیفہ و محمد و یشترو فیہ القضا یعنی قضا و القا منی اور عین کی نسبت شارع علیہ السلام نے سال بھر کی مہلت کا حکم دیا ہے۔ اگر علاج معالجہ سے اسکو آرام ہو جائے تو بہتر ورنہ حاکم وقت یا قاضی تفریق کر دے اور اگر ایسا ہو چکا ہے اور اب تک اسکو آرام نہیں ہوا اور وہ طلاق نہیں دیتا تو اس پر یہ حکم بالا جاری ہوگا ان اختارست الفرقة و اموال القاضی ان یطلقا باشتقان ابی فرق بینہما ہذا اذ حکم محمد فی الزوال کذا فی التبیین فقط واللہ اعلم۔ والفرقة تطلیقة بأئنتہ کذا فی الکافی ولہا البہر کاملہ و علیہا العدۃ کاملہ بالاجماع ان طان الزوج قد خلو بہا ہذا فی فتاویٰ عالمگیر جلد ۲ باب عین لکن صورت مسئلہ میں چونکہ پہلے سے نکاح منعقد نہیں ہوا اس لئے نمبر ۲ و ۳ کی تعمیل کرنے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت محمد نظام الدین خٹئی قادری سروری عفا عنہ وزیر آباد

دروازہ موجودین ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو بموجب شریعت مکہ طلاق دے کر اسٹام کے اوپر اپنے نفس پر حرام کر دی ہے۔ جس طلاق نامہ کی تاریخ ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء ہے اور اس عورت نے ۲۵ نومبر ۱۹۲۶ء کو نکاح ثانی کر لیا ہے۔ آیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور نکاح خوان اور حاضرین مجلس کیا تفریر ہے۔ بنیوا تو حبر و ابی اسائل منشی محمد حسین ازگھاکامیتر بقلم خود ۲ جنوری ۱۹۲۹ء

الجواب :- بیشک در صورت صدق مستفی نکاح ثانی ناجائز و غیر صحیح ہے کیونکہ عدت میں پڑھا گیا ہے اس لئے یہ نکاح ناجائز و فاسد ہو اقولہ تعلی و لا تعزموا عقد النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ اور فتاویٰ قاضی خاں صفحہ ۱۶ میں ہے ولا یجوز نکاح منکوحۃ الغیر و معتدۃ الغیر عند الكل الم اورد فتاویٰ عالمگیر صفحہ ۱۰ جلد ثانی لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ و كذلك المعتدۃ کذا فی السراج الوہاج سواء كانت العدۃ عن طلاق او وفاۃ او دخول فی نکاح فاسد او مشبہہ نکاح کذا فی البدائع و خلاصہ پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ نکاح عدت میں پڑھنا حرام ہے اور حرام قطعی کو محلال جلالت والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پشانچہ فتاویٰ عالمگیر جلد ثانی صفحہ ۲۲

میں ہے من اعتقد الحرام محرماً او علی القلب لیکفر بکذا فی خلاصہ پس اگر نکاح خوان و گواہان و حاضرین مجلس نے دانستگی میں حلال سمجھ کر یہ نکاح پڑھا ہے تو ان سب کو بعد از تجدید اسلام کے اپنی اپنی بی بیوں سے دوبارہ نکاح پڑھا دیں اور علانیہ توبہ و استغفار کریں اور حسب الطاعت کھانا بھی کھائیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب :

الجیم

خادم شریعت ابوالمستور محمد نظام اللہ بن حنفی قادری سردری حفظہ اللہ

استفتاء

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں جو ایک شخص اپنی منکوحہ کو بار بار بائیں اور بائیں کا لفظ بولتا ہے اور پھر اس منکوحہ نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو اس نے اسکو کہا کہ میں نے جو شرعی طلاق تھی دے دی ہے اور میرے گھر سے باہر نکل جا پھر بار بار حسب اس نے کہا کہ مجھے تحریری طلاق دے تو پھر اس نے اسکو کہا کہ جاؤ قلم دوات لے آؤ تو میں تم کو تحریری دے دیتا ہوں پس اتنے میں نہ اس نے کاغذ دوات قلم لائی اور نہ اس نے اسکو طلاق دی پھر اسکو کہنے لگا کہ ۳۶ روپیہ زیور وغیرہ گھر سے جو چاہیں لے جاؤ اور رکبیاں بھی لے جاؤ اور پھر اس نے ۳۶ روپے زیور گھر سے لے کر کسی اور گھر میں چلی گئی دو تین دن کے بعد اسکو پھر گھر لے آیا جواب دوا جب ملے گا۔

بقلم خود مولاداد حال حافظ آباد

الجواب :- بیشک در صدق قول مستقی صورت مذکورہ میں نہ ظہار واقع ہوتا ہے اور نہ کفارہ البتہ یہ مسئلہ کہنے گناہ ہیں۔ اور باقی الفاظوں سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ کتب ذیل کی عبارات اس پر شاہد ہیں۔ وہو ہذا لوقالہا انت اھی لا ینکون مظاہراً او یشغی ان ینکون مکروہاً نقل از فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ ھکذا فی در المختار وخایۃ الوطار صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ لوقالہا انت اھی فلیس بشیء یزید از حادیہ اور فتاویٰ جامع میں لکھا ہے ولوقال لہا انت اھی من غیر تشبیہ لا ینکون مظاہراً لکنہ مکروہ کا اور صاحب حسامیہ و حادیہ میں لکھا ہے لوقال میں تین کوستا یا جدمے بھا دیں تیسے دن تک طلاق بائن بلائیۃ ولوقال تراکذا شتم یتیم الطلاق بائن ولوقال رجل تو میتوں رہی مکی تطلق طلاق بائناً اور فتاویٰ خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے امرأۃ طلبت الطلاق من زوجها فقال الزوج لم یبق لک شیء من ذی طلاق قومی واذہبی فہذا اقرار بالطلاق ولوقال لہا اذہبی فی ای طریق شئت لا یتیم الطلاق بہا ون التیۃ ولوقال لہا اخرجی اذہبی و ترار باکردم لا تطلق الا بالنیۃ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ صورت

مذکورہ بالا میں طلاق بائن واقعہ ہوگی۔ اور ظہار اور نہ کفارہ مرد مذکور کو لازم ہے کہ وہ دل تحلیل صحت مذکورہ سے دوبارہ نکاح کرے اور حسب الطلاق فی سبیل اللہ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اور آئندہ ایسے الفاظ سے توبہ کرے۔

فقط واللہ اعلم عند اللہ:

الجیہ

الحمد لله

خادم شریعت محمد نظام الدین خٹھی قادری عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ ایک مولوی کہتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہماری طرح پر اختلام ہو جاتا تھا اور ایک عورت اہنبیہ غیر محرّمہ کے شکم پر ہاتھ رکھ کر تشخیص کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت اہنبیہ کے فرج میں اپریشین کرنا حکیم کو جائز ہے اور میں حکیم ہوں اور عورت مذکورہ نوجوان اور حکیم مولوی بھی مجرد نوجوان ہے اور کہتا ہے کہ نماز میں انسان بھول جاوے تو نماز میں آیتیں چھوڑ چھوڑ کر پڑھنا بھی درست ہے اور ذات کا بھی حکیم مولوی بافندہ ہے۔ اب ایسے شخص کو نماز میں امام بنانا درست ہے یا نہیں۔ جواب دوا جبریلے گا

السائل فقیر فضل نور چک ۳۱۷ داکٹرانہ چٹیانہ

الجواب :- بیشک در صورت صدق مستفتی ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس نے انبیاء
 علیہم السلام کی توہین کی ہے جو کفر ہے۔ کسی نبی کی ذات والا صفات کو اعتلام نہیں ہوا دیکھو کتاب مدارج النبوة
 جلد اول صفحہ ۵۱ باب مباشرت و شفا قاضی عیاض و خصائص و حمودی وغیرہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں
 کہ کوئی پیغمبر ہرگز عتلم نہیں ہوا کیونکہ اعتلام فعل شیطان سے ہے اور آپ کی ذات بابرکات اعتلام سے محفوظ
 تھی اور اعتلام رسول خدا پر جائز نہیں الخ نقل از طبری اور فتاویٰ قاضی خاں میں مسطور ہے کہ طیب کو جائز
 نہیں ہے کہ وہ کسی عورت اجنبیہ کے مقام محضہ کو دیکھے بلکہ اسکو لازم ہے کہ وہ کسی عورت کو اس کا
 طریق و علان سکھائے الخ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے وَلَا تَمْسُ شَيْئًا مِنْهُ إِذَا كَانَ أَحَدُهُمَا شَابًا فِي
 حَدِّ الشَّهْوَةِ وَالْأَمْنَاءُ عَلَى نَفْسِهِمَا الشَّهْوَةُ اور قرآن مجید میں ہے وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَفْضُلُوا مِنَ الْبَصَارِ هِمًّا
 اور حدیث شریف میں آتا ہے لعن اللہ النافل والمختلور یعنی اللہ کی لعنت ہے منہر دیکھنے اور کھانے
 والے پر۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ فعل ناجائز اور حرام ہے اور اسکو حلال کہنے والا دائرہ اسلام
 سے خارج ہے اور جو بعض علمائے خاص نے حکماء کے لئے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس میں چند قیود ہیں۔
 جنکو حکیم صاحب نہ جانتے ہوں گے۔ اور نمازوں میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ لہذا فی کتاب الفقہ ہیں مسلمان

اہلسنت وجماعت کو چاہیے کہ ایسے عام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ تاوقتیکہ وہ توبہ کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب

خادم شریعت ابوالمنصور محمد بن قاسم الدین طائفی عتقی قادری مدظلہ

سوال ۱۔ نکاح میں رکن کتنے ہیں۔ اور منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب مدور رکن ہیں۔ اور منگنی سے نکاح ہرگز نہیں ہوتا چونکہ وہ صرف وعدہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر بیعت

نابالغین کے والدین سے رو برو گواہان کے ایجاب قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا

چنانچہ قاسم عالمگیر عید کتاب النکاح میں مسطور ہے وَأَمَّا حُكْمُ فَاَوْجِبَابِ وَالْقَبُولِ كَذَلِكَ الْكَافِي

وَلَوْ جِبَابِ مَا يَتَلَفُظُ بِهِ أَوَّلًا مِنْ أَيْ جَانِبِ كَانَ وَالْقَبُولُ جَوَابُهُ لِعِنَى رُكْنِ نِكَاحٍ كَيْ لَا يَكُنْ إِجَابًا وَقَبُولًا

چنانچہ کافی میں ہے اور اول جس جانب سے بولا جاسکے اسکو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے جواب کو قبول اور کتاب

احادیث بھی اس پر شاہد ہیں دیکھو طحاوی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب :

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ میں سنی مذہب ہوں

اور اس بناء پر اس نے کسی سنیہ عورت سے نکاح کر لیا اور چند ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شیعہ مذہب

کا آدمی ہے اور خود بھی اقرار کرتا ہے کہ میں شیعہ ہوں۔ کیا اس صورت میں یہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

السائل عبد الرحمن

الجواب ۱۔ شرعاً یہ نکاح نکاح نہیں لہذا اطلاق کی ضرورت نہیں۔ چونکہ شرع شریعت میں نکاح کے

جو ان کے لئے اعتبار کفو کا ہے اور شیعہ آدمی سنیہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا چنانچہ کتاب درمختار وقفاوی

عالمگیر جلد ۲ باب الاکفاء میں مسطور ہے أَحْبَبُ إِلَيْنَا بِالْكَفَاءِ وَكَأَنَّ ظَهْرَانَهُ غَيْرَ مَكْفُوفٍ لَكُمْ

خیال یعنی کسی نے والیوں کو کفو ہونے کی خبر دی پھر غیر کفو ظاہر ہوا تو ان کو نکاح توڑنے کا اختیار ہے اور کہا

صاحب درمختار نے غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا اور قفاوی عالمگیر وفتح القریہ وفتاویٰ خلاصہ وجامع

الرموز وغیرہ کتب میں مسطور ہے کہ فرقہ شیعہ مرتدادان پر حکم کفر کا ہے۔ لہذا ان کے ساتھ ہر کفری سے

نکاح جائز نہیں ہوتا اس نکاح توڑنے کی ضرورت ہی نہ رہتی اور خادم شریعت کہتا ہے جو کچھ فقہائے کرام

نے ارقام فرمایا ہے صحیح اور درست ہے لیکن بطور احتیاط حاکم وقت سے ضرور اجازت لی جائے۔ اگر

کسی نے مفصل حال دیکھنا ہو تو فتاویٰ عبدالحی جلد اول صفحہ ۳۴ کو ملاحظہ کیجئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

الجواب

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال: تفصیلی شیعہ کو متولی مسجد حنفیہ کا بتانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ہرگز جائز نہیں چونکہ یہ فرقہ بھی مبتدع و گمراہ کو جب سلام علیکم کہنا اور اس کی تعظیم و تکریم شرعاً حرام ہے تو یہ منصب اس کے لئے کب جائز ہو سکتا ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَلَا تَطْعَمُوا مِنْهُمْ اَشْيَاءً اَوْ كَفُورًا۔ اور مبتدع کے متولی ہونے پر بہت امور ہیں اس کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے تو مبتدع کا سلام بھی قبول نہیں فرمایا اور حدیث شریف غنیہ میں ہے کہ مبتدع دوزخ کا کتاب ہے اور اس کے ساتھ موائست و مواکلت ہرگز جائز نہیں اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ و فتاویٰ خلاصہ و برجندی وغیرہ میں لکھا ہے کہ تفصیلی شیعہ بھی سخت بدکردار اور گمراہ ہے۔ لَمَّا فَضَى اِذَا كَانَ يَسْبُ الشَّيْخِينَ وَيَلْعَنُهُمَا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ فَهُوَ خَافُؤُا اِلَّا اِنَّهُ مَبْسُتَعِجٌ اَلَمْ يَسْ يَرْ حَالًا اَبْلُ بَوَاوِ مَبْتَدِعٍ وَوَيَا بِي نَجْدِي وَشِيعَةٍ تَفْضِيلِيَّةٍ وَشِيعَةٍ اَشْنَاءِ عَشْرِيَّةٍ كَوْتُوْلِي مَسْجِدًا اِلْسَنَتِ وَجَمَاعَتِ كَا بُوْنَا اَوْرَا سَكُوْمَقَر كَرَا جَا زَنْ نِهِيْ بَلْكَ اِنِ لَوُكُوْلٍ كُو مَسَا جِدْ سَيَّ نَكَالِدِيْنَا چاہئے چونکہ ان کے آنے سے مسجد میں فساد پیدا ہوتا ہے اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفٰسَادَ ان کی ممانعت پر شاہد ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب

خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال: شرعاً کیا حکم ہے اس شخص کے حق میں کہ پہلے تو ایک عورت سے زنا کرتا رہا پھر اسکی نابالغ لڑکی سے نکاح کر لے پھر وہ لڑکی قبل از بلوغت فوت ہو جاتی ہے پھر وہ اسی زانیہ عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں اس عورت کے ساتھ قبل از نکاح زنا کرتا رہا ہوں کیا شرعاً یہ اسکا اقرار جائز ہے یا نہیں اور اسکا نکاح اس عورت سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جواب دو واجب ہے گا۔

السائل پیر غلام محمد الدین از کوٹہ سیدیل

الجواب

جس عورت کے ساتھ زنا کیا جاوے تو پھر اسکی دختر سے نکاح کرنا زانی کو حرام ہے چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے وَمَنْ زَنَّا بِمَرْأَةٍ حَرَّمَتْ عَلَيْهِ اُمُّهَا وَابْنَتُهَا هَكَذَا فِي الدَّرَاخْتِ اَوْ قَاصِي خَاں وَجَامِعِ الْفَوَائِدِ۔ پس اس عبارت سے واضح ہو کہ جس عورت سے زنا کیا جاوے تو پھر اس زانی پر اسکی اصل و فرع سے

نکاح کرنا حرام ہے لہذا مزنیہ سے زانی کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن اس کی دختر سے ناجائز اور کالعدم سمجھا جائے گا اور مزنیہ سے درست و لقولہ تعالیٰ الزانی لَیْسَ بِکُمْ اِنَّہُ زَانِیٌ سوره نور اور ہدایہ شریف میں ہے الزانی ثبت بالبیۃ والاقوار اور ایسا ہی فتاویٰ نعمانیہ فتویٰ نمبر ۱۲۵۹ میں خلاصہ یہ ہوا کہ نکاح تو اس سے جائز ہے لیکن اولیٰ مزنیہ کو زانی اقرار کرنے پر شرعاً حد عائد ہوگی۔ لیکن آجکل حد کا نفاذ کرنا دشوار ہے۔ اس لئے ان کو توبہ کرانی لازم اور صدقہ دینا ضروری ہے لقولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَقْبَلُوْنَ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِکُمْ وَیَاخُذُ الصَّدَقَاتِ اور حرمت مصاہرہ کے دلائل جلد نہم و دوم میں مسطور ہو چکے ہیں اور سب تک یہ شخص علانیہ توبہ نہ کریں۔ ان کے ساتھ بدست برتاؤ مسلمان ترک کر دیں۔

الحجۃ
خادم شریعت الاسلامیہ محمد زین الدین حنفی قادری خفایہ

سوال :- از جانب مولوی عبدالعزیز برنالوی علاقہ لالہ پور سی۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ساس حقیقی کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہے اور جو اس نکاح کو جائز قرار دے اس کے لئے کیا حکم اور فرقہ وہابیہ نے آپ پر یہ کیوں الزام و بہتان بانٹھے یہ بات کیونکر ہے مفصل جواب دو۔

الجواب :- بیشک شرعاً ساس حقیقی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِکُمْ یعنی تمہاری بیویوں کی مائیں تمہارا حرام ہیں۔ ان سے نکاح مست کرنا اور جو شخص اس حکم خداوند کریم کا منکر ہے وہ بے ایمان دائرہ اسلام سے خارج ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۱۵ جلد ۲ میں بایں طور مسطور ہے من اعتقد المحرم حلالاً أو علی القلب ینکر وہکذا فی طیب العقائد والفقہ اوریہ بعض فرقہ نجدیہ وہابیہ شائعیہ وغیرہ کا سرسبز بہتان و افتراء ہے جس کی بنیاد ضد و تعصب و حسد پر ہے اور یہ وہ مرض ملعونہ ہے کہ جس کا علاج کرنے سے جالینوس و بقراط جیسے حکیم عاجز آچکے ہیں۔

خدا یا مفری دارو سجیاء کن زہر قہر وان خود تبہا کن

اور اس نااہل فرقہ کو اپنے گھر کی کچھ خبر نہیں۔ ذرا ان کے مسائل کو دیکھ کر پھر اصل معاملہ کو ملاحظہ فرمادیں۔ وہ یہ ہذا۔ ان کے مذہب میں لکھا ہے کہ جن عورت کے ساتھ کوئی شخص زنا کرتا رہے پھر اگر اسی مزنیہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے اور ایسا ہی اگر کسی لڑکی کے ساتھ زنا کرے پھر اسکی ماں کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور ایسا ہی جائز باپ کی مدخلہ مزنیہ بیٹے پر جائز اور بیٹے کی باپ پر۔ دیکھو کتاب کفر الحقائق از تصنیف مولوی وحید الزمان غیر مقلد و الزنا لا یوجب حرمة المصاہرۃ فتخلل لہ امر المزنیۃ

و بنتھا و مزیئہ الزین و الارب۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور مولوی ثناء اللہ امرت سہری ایڈیٹر اہلحدیث نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ اور بیچاری بوڑھیا وادی کا پستہ سے نکاح جائز کا فتوے دے کر شریعت حقہ کا خون ہی بہا دیا ہے۔ دیکھو پرچہ اہلحدیث اخبار مورخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ جواب نمبر ۲۵۱ مطابق ستمبر ۱۹۱۰ء بایں مضمون فتویٰ تحریر ہے بحکم یہ تنکیو اما نلکم ابا نلکم حقیقی والدہ اور سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع مگر جد و داد کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں اس لئے اس سے نکاح بھی صحیح اور جو اس سے بچہ پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب اور اسی امیر اہلحدیث نے پرچہ اہلحدیث ۱۳۲۸ھ پجری مورخہ ۲۶ رمضان المکرم میں جتبی رضاعی کا نکاح چچا سے جائز کا فتویٰ دیا تھا جس پر العدیل نے اسپر خوب گت بنائی تھی اور اسی سردار اہلحدیث نے مزیئہ باب کا بیٹے سے نکاح جائز قرار دیا تھا اور ان کے بڑے استاذ صدیق حسن خاں د تہذیب حسین صاحب نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ خالہ سوتیلی یعنی جہا باب ایک ہو اور ماں جدا جدا ہو تو اس سے اسکے بھانجے کا نکاح درست ہے دیکھو جامع الشواہد فتوے صدیق حسن۔ اور ثناء اللہ کا فتویٰ ہے کہ اب رضاعی کی منکوحہ پسر رعینہ پر جائز ہے۔ اور ایسا ہی جوڑ کی گود میں نہ پلے ہو اور جب اسکی والدہ مدخولہ مر جا تو پھر اسکو اس رڈ کی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ناظرین یہ مختصر مسائل اس فرقہ و بابیہ ٹیبلہ کے ہیں۔ اگر مفصل عقاید و مسائل ان کے دیکھنے ہوں تو سیف الامیر کو بلا حفظہ کریں اور خادم شریعت نے اس میں پورے طور پر فہرست بحوالہ بحوالہ کتاب لکھ دی ہے اور مقررین پر خدا کی لعنت باد۔

میر حسن انجی اصل متبادل یہ ہے کہ کوئلہ سیدال سے سید محمد غوث نے ایک استفسار حضرت سید دیدار علی شاہ صاحب فاضل اجل علامہ جے بدل سے بایں مضمون کیا جو کہ مع اصل استفسار و فتویٰ ذیل میں درج ہے اور واقعی وہ مطابق مذہب حقیقی کے صحیح اور درست ہے اور وہ یہ ہے ناظرین غور سے ملاحظہ فرمادیں اور فرقہ ضالین کا ذہن پر نفرین کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا ہندہ کے ساتھ ناجائز تعلق رہا وہ باہم زنا کر چکے ہیں۔ پھر ہندہ نے اپنی نابالغہ رڈ کی چھ سات سالہ زبیدہ نامی کے ساتھ زید کا نکاح کر دیا۔ ہندہ کی رڈ کی زبیدہ منکوحہ نہ بد غیر کسی مس وغیرہ کے دو تین مہینے بعد نکاح کے فوت

ہو گئی اب ہندہ خود زید کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ ہوا سکی لڑکی کا زید ہو چکا تھا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ مگر زانیہ ہندہ کے زنا کے چند اشخاص بطور گواہ موجود ہیں جن کے رو برو ہندہ نے چند بار اقرار کیا ہے کہ میں لڑکی کا نکاح کر دینے سے پہلے زید کے ساتھ چند دفعہ جماعت کر چکی ہوں اور بعد نکاح کے بھی میں نے ہی زید کے ساتھ برت برتاؤ ناجائز طور پر کرتی رہی ہوں کیونکہ میری لڑکی بالکل کم عمر نابالغ تھی جو بالکل مس وغیرہ خاندن کے قابل نہ تھی۔ اور زانیہ بھی متقر ہے۔

السائل انوار حسین شاہ

(الجواب ص ۳۰۳)۔ درختار جلد دوم صفحہ ۳۰۳ میں ہے وحرم العنا بالصہدیۃ اصل مذنیۃ واصل مسوسۃ بشہوتہ والمنظور الی فوجہا الداحل وفرد عہن مطلقاً انتہی مختصراً اور حبیب زبیدہ زید کے نکاح سے خارج رہی تو اب زید کو اپنی مزنیہ ہندہ سے نکاح بلا تاویل جائز ہے کما فی صفحہ ۳۰۳ من الدر المختار و ص ۳ نکاح موطرۃ بذاتہ انتہی مختصراً بقدر الحاجة۔

حور العبد الراحمی وحدۃ ربہ القوی ابو محمد دیدا علی الرضوی الحنفی الخطیب

فی مسجد وزیر خان المرحوم الواقع فی الہور

ذلت کذا لک انا مصداق بذلت فہذا
الجزاب صحیح والحبیب خجیح، محمد یار
عفی عنہ امام وخطیب ومفتی مسجد
طلائی لہور،

اگر واقعی ہندہ نے پہلے کر دینے اپنی لڑکی زبیدہ
نابالغہ کے نکاح زید سے زنا کیا ہے تو اب بعد
مرنے زبیدہ کے زید سے نکاح جائز ہے۔ لیکن
تحقیق اسکی مطابق شریعت ضروری ہے۔

تقر محمد عظیم امام جامع مسجد وزیر آباد عفی عنہ۔

الجواب صحیح والحبیب مصیب

سید نور حسن مدرس مدرسہ

دینیہ وزیر آباد

اگر واقعی قبل از نکاح وغیر اس کی والدہ اسے زنا کر

چکی ہے تو پھر نکاح جائز ہوگا۔

شاہ کسار قمر ارین کالہ اللہ از وزیر آباد۔

مورخہ ۱۲۱۷ھ میں مقدمہ کو پارٹی بنالین کے درمیان
محمد دین صاحب مدرس مسجد کے لیاں کے پیش
حاکم انہوں نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

علامہ زبیدہ زید

فہم الدین بقلم

ما احمد ما اجاب

محمد خلیل عفا اللہ عنہ

مدرس مدرسہ عربیہ

الجواب صحیح

احمد دین بقلم خود

ذلت کذا لک

بقلم خود قاری نور محمد عفی عنہ

اگر واقعی یہ امر واقعہ مابین ہندو وزید کے صادر ہوا ہے بلا اختلاف ان کا نکاح آپس میں صحیح و درست ہوگا اور جو کچھ صاحب نے لکھا ہے وہ حق بجانب ہے اس میں شک کرنا اہلسنت و جماعت کو درست نہیں اور شرعاً خادم شریعت نے روبرو گواہاں علفی ہندو وزید زانی وزانیہ کا بیان سنا ہے اور وہ آپس میں تصدیق کرتے ہیں اور زانی و مرنیہ اقرار کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفا عنہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء

اسماء گواہان مقدمہ مذکورہ بالا

غلام محمد زبیر دار الشداد محمد دین

حسن محمد راجھی۔ ان کے روبرو چند مرتبہ بیان لیا گیا ہے

اور ان کے سوا چار مرتبہ ہندو وزید کے مختلف جگہ قواعد شرعیہ کے مطابق بیان لیا گیا ہے وہ دونوں منفرد

ہیں کہ ہم پہلے سے ہی یہ کام بدکاری کام کرتے چلے آئے ہیں :-

مہر مولوی محمد نظام الدین
ملتانی خادم شریعت

الجواب صحیحہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ غلام محمد خویدم الطلبة والحقاء ساکن حیدرہ وطنی

سوال :- شیعہ زیدیہ واسماعیلیہ و سلیمانیہ کے کیا عقائد ہیں اور ان کے ساتھ برتتاؤ کرنا کیسا ہے اور یہ کئے قسم ہیں جواب دیں اجماعی گاہ۔

السائل نبی شاہ

الجواب :- فرقہ شیعہ کی انہی قسمیں ہیں چنانچہ ان کی کتاب حق الیقین اردو میں مسطور ہے اور فرقہ زیدیہ واسماعیلیہ بھی ضلال و مضل ہیں۔ ان کے ساتھ برتتاؤ کرنا شرعاً حرام ہے و ناجائز ہے اور ان کے بعض عقائد کفر پر ضلال ہیں چنانچہ سلیمانیہ کا عقیدہ ہے۔

کہ حضرت عثمان غنی و طلحہ و زبیر و حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیاذ باللہ یہ سب کافر تھے اور موجودگی حضرت علی کے لوگوں کو دوسرے شخص کی بیعت کرنا خلاف ہے دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مترجم صفحہ ۲۶۔ اور فرقہ شیعہ واسماعیلیہ کا عقیدہ ہے کہ احکام شرائع کا لوٹ پوٹ کر دینا جائز ہے اور باقی عقائد ان کے فرقہ امامیہ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ دیکھو تحفہ صفحہ ۳۳ و ۲۰۔ اور مقالے عالمگیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۔ اور کثوریں ان کے عقائد لکھ کر یوں فیصلہ کیا ہوا ہے و يجب احوالہم باحوال عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و يجب احوالہم بالذی دینہ کلہم فی قولہم باتفاق

بنی من العجم نینسخر دین نبینا و سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی الوجیز اور کتاب
باب خبر الامۃ صفحہ ۱۲۵ میں فتویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بابتیت تمام فرقہ شیعیان باین طور مستطوریہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فمن سبهم فعليه اللعنة الله وفي رواية
ان الله عز و اختار لي اصحابي فجعلهم انصارى وجعلهم اصفهاري وانه سبيهم
في اخر الزمان ينقصونهم الا فلا تشاربوا الا فلا تناكحوا هم الا فلا تصلوا معهم
الا فلا تصلوا عليهم وحت عليه اللعنة اور ایک حدیث میں ہے کہ مبتدع کے ساتھ محبت ہرگز نہ
کی جائے اور اہل بدعت سے میل خیرت کرنے سے ایمان تباہ ہو جاتا ہے۔ پس ان تمام دلائل سے یہ ثابت
ہو کہ یہ فرقہ ضال و مغفل ہے اور گمراہ و گمراہ کفر ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے ہر طرح کا اجتناب
کریں اور ان کو اپنی مساجد سے نکال دیں چونکہ ان کے آئے سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کم علم کو اپنی خلافت میں مسجد سے نکال دیا تھا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فضل
و تقوم خام کی ہر جگہ سے سبب سے و خلیفہ مسجد سے منع کر دیا ہے اور قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْفٰسَادَ و قوله تعالى المقتدة اسد من القتل۔ والعام عند اللہ

الجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا اللہ عنہ
استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شیعہ لوگ اصحاب اللہ یعنی حضرت
ابوبکر الصدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کو دائرہ اسلام سے خارج
نمودہ باللہ سمجھتے ہیں اور ان کے ایمان پر بھی گفتگو کرتے رہتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت
فاطمہ حفصہ کو بہت برا جانتے ہیں اور اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عاصبت و خائن و نادر اور ان کو گالی
گلوچ دیتے ہیں اور اہلسنت و جماعت کو بہت برا جانتے ہیں کیا ایسے شیعیان کے ساتھ بدعت برتناد
کرنا اور ان کے ساتھ نا طہ داری کرنا شرعاً جائز یا نہیں۔ بیواؤ حسب رواہ

السائل محمد عبداللہ و شیعہ محمد و عثمان محمد و غلام یحییٰ الیچا وہ ضلع سرگودھا

الجواب :- بیشک در صدق مسافتی صورت مذکور میں ایسا فرقہ شیعہ سببہ شرعاً دائرہ اسلام سے خارج
ہے اور حکم ان کا حکم مرتد کا ہے لہذا مسلمانوں کو ان کے ساتھ کھانا پینا بدعت برتناد کرنا اور نا طہ دینا اور لینا

ترک کر دینا چاہیے چنانچہ ان کے مرتد ہونے پر دلائل ذیل میں درج ہیں الدافعی اذا كان يسب الشطين ويلعنهما العياذ بالله فهو كافر ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنا فقد كفر ومن انكر خطبة ابي بكر فهو كافر وهذا لك من الكرخة فقه عمر في اصح الروايات وهم هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين نقل از فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ اور مطبوعہ مصری صفحہ ۲۶۴۔ ۱۔ اور فتاویٰ بزازیہ اور فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق و طوطا دی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۹۸ و بریلان شرح مواہب الرحمن و تیسیر المقاصد شرح و ہیانیہ و عقود الدرایہ جلد اول صفحہ ۹۲ و ۹۳ و اشباہ فن ثانی و طریقہ محمدیہ حلیۃ ندویہ صفحہ ۲۰۶۔

اور کتاب بر جندی جلد ۴ صفحہ ۲۰ وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ان کو کافر و مرتد کہنا واجب ہے کفار الروافض فی قولہم بر جعة الاموات الی الدنیا والی قولہم و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين کذا فی الظہیریۃ یعنی روافض کو ان کے عقائد کے سبب کافر کہنا واجب ہے۔ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہ مرتدین کے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں طور مسطور ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رايتم الذين ليسون اصحابي فقولوا لعنة الله على شرکم رواه الترمذی اور کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور صفحہ ۱۶۹ و صواعق محرکہ میں بایں الفاظ حدیث مسطور ہے کہ فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اللہ اختارنی واختار لی اصحاباً والضرار و سیاقی قوم ایسے ہوں گے وینقصونہم فلا تجالسوہم و لا تشاربوہم ولا تلوا کلواہم ولا تتاکلوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم اور اسی کتاب غنیہ میں ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ ایک رافضی ٹولہ اخیر امت میری تے ہو گا وہ اسلام سے خارج ہو گا۔ چونکہ وہ میرے احبابوں کو گالی نکلے گا اور کتاب توحید الا حساب صفحہ ۲۵۵ میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کا جنازہ نہیں پڑھا تھا کیونکہ وہ حضرت عثمان ذی النورین کے ساتھ عداوت رکھتا تھا اور جن کاموں میں ہونا بنص قطعی ثابت ہے ان کو عیاذ باللہ کافر کہنا پرے دے دے کی بے ایمانی ہے اور صوابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایماندار اور جنتی ہونا بنص قطعی ثابت ہے اس لئے ان کو گالی گلوچ دینے والا بکم یغیظ بہم الکفار دائرہ اسلام سے خارج اور ایسے شخص کے ساتھ مواکلت و مشاربت و مناکحت و مجالست حرام

ہے۔ فقط واللہ غفری عن العلیین۔

الحجیب

خادم شریعت محمد نظام الدین خٹکی قادری سروری عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل فرقہ نجدیہ وہابیہ اقامت صرف نصف اذان کے بولتے ہیں یہ کبہ نکر ہے کیا یہ فعل جائز ہے یا نہ جواب دو۔

السائل غلام حیدر واعظ

الجواب: بیشک ہمارے مذہب حقہ احناف میں ایسا کرنا بہتر نہیں اور حدیث ترمذی و بیہقی و دارقطنی و قویم فی احادیث نبی الکریم و ابوداؤد و آثار السنن و عبد الرزاقی کے خلاف ہے ان کتابوں میں حدیث بایں مضمون مسطور ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذان و اقامت مثنیٰ مثنیٰ الفاظ سے تھی اور اسی حدیث صحیح کو محدثین نے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کیا ہے اور ان حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفعا شفعا فی الاذان والاقامة نقل از ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الوقامت مثنیٰ مثنیٰ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و اقامت میں دو دو کلمے تھے وعن الشیعی عن عبد اللہ ابن زید الرضاری قال سمعت اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فكان اذانه واقامته مثنیٰ مثنیٰ روا کا ابو عوانہ فی صحیحہ و هو مرسل قوی اقا بالسنن و علیہ السنن جلد ۲ صفحہ ۸۷ یعنی حضرت شعبی تابعی صحابی عبد اللہ بن زید الرضاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود آپ کی اذان و اقامت کو سنا دوہری ہوتی تھی اور اس حدیث ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں بیان کیا ہے۔

اور کتاب طحاوی میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ اذان و اقامت سکھائی گئی اور انہوں نے دو دفعہ کلمات کہے عن عبد الرحمن ابن ابی یلیٰ قال اخبرنی ا صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان عبد اللہ ابن زید الرضاری راٰ فی المنام اذ اذنان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرا فقال علمہ بلالاً فاذا مثنیٰ مثنیٰ واقامہ مثنیٰ مثنیٰ نقل از آثار السنن صفحہ ۸۶ و جوہر التقی صفحہ ۱۰۸ جلد اول اور حیا السنن میں ہے روٰی عن بلال انه اذن مثنیٰ مثنیٰ واقامہ مثنیٰ اور کتاب جامع الآثار صفحہ ۲۷

میں بایں طور حدیث مسطور ہے عن الرسول بن یزید ان باہراً مکان یشتقی الازذان ویشتی الرقامة رواہ عبد الرزاق والطحاوی والدارقطنی واسنادہ صحیح وھکذا فی فتح القدیر جلد اول ودارمی پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اقامت و اذان میں ہر ایک کلمہ کو دو دو بار کہنا چاہیے اور اسی کو علامہ طحاوی وغیرہ محدثین نے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت ابوالمنصور محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :- اجرت پر اذان دینی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- متاخرین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ تفعیلتی

کے صفحہ ۶۲ پر بایں طور فتوے دیے ہیں ولا ینکر الاخذ بالاجرة علی الازذان فی زماننا کذا فی السراج المنیر عن مختار الفتاویٰ اور متاخرین کی دلیل یہ ہے کہ کہا صحابہ کبار نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجرت تلاوت قرآن مجید پر ایک شخص نے لی ہے جائز ہے یا نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ لائق اور حق ترین یہ امر ہے کہ پکڑو تم اجرت قرآن مجید سے نقل کیا ہے اس حدیث صحیح کو امام بخاری علیہ الرحمت نے اور نقل کیا ہے اسکو صاحب مشکوٰۃ باب الاجارہ فصل اول میں اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں فقالوا یا رسول اللہ ! اخذ علی کتاب اللہ اجراً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آخذ ما آخذ ثم علیہ اجراً کتاب رواہ البخاری اور صاحب ہدایہ نے باب الاجارہ میں نیز اجرت تعلیم القرآن کو متاخرین کے نزدیک مستحسن لکھا ہے اور اس پر علمائے دین نے فتوے دیا ہے فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :- اذان دینی سنت ہے یا واجب۔

الجواب :- اذان دینا نماز مکتوبہ کے لئے سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک واجب

لیکن صحیح قول اول ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۲ میں ہے (الاذان سنة لا داع المکتوبات بالجمہ اعادہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان وقیل انه واجب والصحیح انه سنة موکدہ کذا فی الکافی والمحیط والاقامۃ مثل الازذان پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ اذان دینا سنت موکدہ بغرض جماعت فرائض کے ہے اور نماز عیدین و صلوٰۃ خوف و استسقاء و تراویح و نماز نوافل و ستن و نماز وتروں کے لئے اذان دینا سنت نہیں ہے اور نہ جنازہ کی نماز کے لئے اذان ہے۔ ہاں اگر طاعون یا کوئی اور بلا

دوباشہ میں واقع ہو جائے تو اسکے دفع کے لئے اذان دینا جائز اور مستحسن ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں مسطور ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی عفا عنہ

سوال :- اذان دینا کس شخص کا منصب ہے۔

الجواب :- اذان ہر ایک شخص مسلمان دے سکتا ہے لیکن افضل مؤذن وہ ہے جو صاحب عقل و متقی و پرہیزگار و صالح و عالم ہو چنانچہ فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۱۴ میں بایں طور مسطور ہے وینبغي ان يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقياً عالماً بالسنة كذا في النهاية اور صاحب آثار خانیہ نے لکھا ہے کہ محصیب و محتسب ہونا چاہیئے اور نہر الفائق میں ہے والرحمن ان يكون اماماً في الصلوة كذا في معراج الراحۃ اور نفع المفتی و فتاویٰ عالمگیری میں نیز مسطور ہے کہ مؤذن فاسق فاجر اور نابالغ بے عقل و مجنون و مست و نابینا نہ ہونا چاہیئے ان کی اذان مکروہ ہے اگر یہ لوگ اذان دے دیں تو پھر اسکا دوبارہ کہنا لازم نہیں ہے ویکرا اذان الفاسق ولا يعاد هكذا في الذخيرة واذان الصبي العاقل صحيح من غير كراهة في الظاهر الرواية واذان الصبي الذي لا يعقل لا يجوز و يعاد و كذا المجنون هكذا في النهاية ویکرا اذان السكران و ليستحب اعادته ویکرا اذان الارحمی عند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و بہ قال انشا فقی كذا في البناءة عن المحیط و فی الكنز و تنویر البصار نقل از فتاویٰ نفع المفتی مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۲

یہاں ان عبارات کتب معتبرہ سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کو مؤذن نہ بنانا چاہیئے اور کہا بعض علیہ دین نے کہ اذان اندھے کی جائز ہے بشرطیکہ اسکو کوئی شخص وقت بتلائے والا اور تعینم دینے والا موجود ہو ورنہ مکروہ ہوگی۔ اور بے وضو اذان نزدیکی جادے اگر کسی نے کہدی تو اسکا اعادہ نہیں ہے اور اذان کو اپنے وقت میں دینا چاہیئے۔ اگر بے وقت دی جائے تو اسکو اعادہ کرنا چاہیئے۔ لیکن کہا بعض نے کہ اذان صبح کا اعادہ کرنا نہیں ہے اور اذان زبان فارسی و ہندی وغیرہ میں بلا زبان عربی جائز نہیں چنانچہ فتاویٰ نفع المفتی میں مسطور ہے اور اذان کا جواب دینا واجب ہے اور حبیب مؤذن اشہدان محمد رسول اللہ کہے تو اسوقت ہر دو انگوٹھ کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحسن ہے چنانچہ جامع الازموز و شامی و فتاویٰ رضویہ میں تشریح موجود ہے اور باقی مفصل ذکر جلد اول سلطان الفقہ میں ملاحظہ کریں۔

ترتیب فقیر محمد نظام الدین عفا عنہ

والعلم عند اللہ

سوال :- رقص کرنا بوقت فرحت قلب کے یا اپنے پیشوا کی کسی عمدہ بات پر جائز ہے یا نہیں اور اکثر لوگ اپنے بزرگوں کی مجلس میں رقص کرتے ہیں کیا ان کا کچھ کہیں ثبوت ہے جواب دیں اجر ملے گا۔

السائل خادم العلماء محمد پیر شہاب دین ارتقا درپور

الجواب :- بیشک رقص بلا ریا و رسم جائز و درست ہے چنانچہ کتاب التشریف صفحہ ۱۶۶ اور سنن ابوداؤد و فتح الباری باب عمرة القضا میں مسطور ہے اختصم علی وجعفر و زید بن حارثہ فی ائنة حمزة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی علی انت منی وانا منک فجعل وقال الجعفر اشبهت خلقتی وخلق فی فجعل وقال لزید انت اخونا و مولانا فجعل ابوداؤد عن حدیث علی باسناد حسن وهو عند البخاری و دن جعل فی الریحاء یعنی حضرت علی و حضرت جعفر و حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے دربارہ پرورش دختر امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختلاف و جھگڑا شروع کیا کہ کون ان کا کفیل ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کی اچھی طرح سے تسلی فرمائی اور فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہ تم میرے اور میں تمہارا ہوں۔ پس یہ فرمان سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور پھر فرمایا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اے جعفر تم میری صورت و سیرت میں مشابہ ہو تو وہ رقص کرنے لگے اور حضرت زید سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرمان سن کر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور اس روایت کو بیان کیا ابوداؤد نے حضرت علی سے باسناد صحیح اور درست کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد رقص کیا اور چکر لگایا جیسا کوئی کسی پر فرمان ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المجیب

خادم شریعت ابوالمنصور محمد نظام الدین عفا عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ روح مومنین کے گھروں میں آتے جاتے ہیں یا نہیں اور ادبیا و اللہ کے ارواح ہم مریدوں کو مدد دیتے ہیں یا نہیں جواب دو اجر ملیگا۔

الجواب :- بیشک ارواح مومنین کو آزادی ہے جہاں چاہیں جائیں سیر کریں گھروں میں یا

مساجد وغیرہ میں اور جہاں چاہیں آئیں۔ چنانچہ کتاب حدیث شرح برزخ و شفاء الصدور علامہ سیوطی صفحہ ۱۵۹ میں مسطور ہے اخرج ابن المبارک فی الزهد والحکیم الترمذی فی نوادر الہدایہ صول و ابن ابی دینار وابن منذر عن سعید بن المسیب عن سلمان رضی اللہ عنہ قال ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذہب حیث شاءت واخرج ابن ابی دینار عن مالک بن انس بلغنی ان ارواح المومنین مرسلة تذہب حیث شاءت واخرج المحاکم عن الترمذی عن سلمان قال ان ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی اجسادھا اور یہی کتاب شرح مشکوٰۃ جلد اول اشعة اللمعات صفحہ ۷۳ میں مسطور ہے کہ ارواح مومنین عالم برزخ میں زمین و آسمان کے درمیان جہاں چاہیں جاتی ہیں روز نشتر تک ان کا یہی حال ہے اور ادباء اللہ بیشک زندہ ہیں ان کے فیض روحانی اور امداد سے انکار کرنا صریح گمراہی ہے اور ان کی امداد کا ثبوت حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارة القبور و میزان شعرانی صفحہ ۴۴ وغیرہ کتب و مشکوٰۃ شریف و حسن خمین و کتاب معجم طبرانی و کتاب ادب المفرد امام بخاری و شرح برزخ و ہدیتہ الخیرین صفحہ ۵ وغیرہ میں مسطور ہے۔

قال حجة الاسلام محمد الغزالی کل من نسی تہد فی حیاتہ فیسئید بعد وفاتہ خلاصہ یہ ہوا کہ کہا حضرت حجة الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے کہ جو شخص حیاتی میں بددوسے سکتا ہے بعد وفات کے بھی بددوسے سکتا ہے نقل از حاشیہ مشکوٰۃ شریف اور اسکے آگے یوں مسطور ہے وقال احد من مشائخ العظام رايت اربعة من المشائخ يتصرفون فی قبورهم منهم شیخ المعروف الکرخي والشیخ العبد القادر جیلانی و ذکر رجلین غیرہما یعنی کہا ایک مشائخ عظام سے کہ دیکھا میں نے چار شخصوں کو مشائخ سے جو کہ تصرف کرتے ہیں اپنی قبروں میں مانند تصرف کرنے ان کے کہ زندگی اپنی میں ان میں سے ایک تو شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے حضرت شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور ان کے علاوہ دو اور ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور اس کے علاوہ کہا امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کہ امداد زندہ کی اہل قبور ادب اللہ سے اقویٰ ہیں اور امداد ادب اللہ سے طلب کرنے کی ممانعت پر کوئی آیت و حدیث نہیں وارد ہوئی اور اسکے جواب پر جماعت کثیر اہل اللہ کی قائم ہو چکی ہے۔ اور کہا علامہ طبیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر میں کہ امداد اہل قبور سے انکار کرنا بے سمجھی پر دال ہے اور جن لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے ان کا یہ کہنا قابل سماعت کے نہیں

نے نہیں مدد کئے جاتے تم اور نہیں رزق دیتے جاتے تم مگر برکت صنعیوں اپنے کے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے اور اسی کتاب جلد ۱ باب ذکر الیمین فصل ۳ میں بایں طور حدیث شریف میں مسطور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہم اہل شام یمین کو لعنت کریں فرمایا حضرت علی نے ایسا نہیں چاہیے کیونکہ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَلْاِبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهَمِ الْغَيْثِ وَيَنْصُرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُضْرَبُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهَمِ الْعَذَابِ میں نے آپ کی ذات سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ ابدال ہونے میں شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں اور جب کہ ان میں سے ایک انتقال کر جاتا ہے تو اسکی جگہ پر اللہ تعالیٰ ایک اور ابدال کھڑا کر دیتا ہے اور ان کی برکت سے دشمنوں پر فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے عذاب لوگوں کا دور کیا جاتا ہے اور اسی حدیث کے حاشیہ پر حدیث مرفوعہ نیز شاہد ہے جس کے اخیرہ الفاظ میں ابدال اللہ مَكَانَهُ مِنَ الْعَامَةِ يَكْفِيهِمُ الْبَلَاءُ عَنْ هَذِهِ الرِّمَّةِ مَرَقَاتٍ وَمَشْكُوهٌ مَطْبُوعَةٌ

گلزار

اور کتاب عین العلم کی شرح زین المحلم کے صفحہ ۵۳ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ یوں نقل فرماتے ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخیرتم فی الزمر فاستعینوا من باهل القبور نقل از فتاویٰ ناولیب و ترائف الجذلی و بدیۃ المحرمین صفحہ ۵۰ و شرح مسند امام اعظم علیہ الرحمۃ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۱۱۲ و کتاب شرح برزخ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یعنی جب کہ حیران ہو تم کاموں میں پس مدد چاہو اہل قبور سے۔ فقط والعلم عند اللہ

(المجیب) خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی ملتانى عفا اللہ عنہ

سوال :- کیا افیون کا استعمال کرنا شرعاً حلال ہے یا حرام اور حقہ نوشی کا کیا حکم ہے۔

بقلم خود محمد شفیع از لوبیری والہ

الجواب :- لا ریب بدول عذر افیون کا استعمال کرنا ممنوع و حرام ہے چنانچہ فتاویٰ عبد الحمی جلد سوم صفحہ ۱۰۸ و در مختار و فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ وغیرہ کتب معتبرہ میں مسطور ہے ولا یجوز اکل البنیم والخشیش و الافیون و ذلک کلہ حرام۔ لہذا فیہ لیسد العقل لکن تخریم ذلک دون تخریم الخمر فان اکل شیئا من ذلک لیس فیہ حرام و ان سکر منه کما اذا شرب البول و اکل الفاظ فانہ حرام و لا یجوز اکلہ فی

التصديق فلا يأخذ الا من يجوز له اخذ الصدقة اور عالمگیری میں ہے امر و لا تأخذ او صاحب
 قبل او فربما اذا اكتسب من غير ان كان على شرط رد على صاحبه ان عرفهم يريد لقوله
 على الشرط ان شرط لها في اوله بازاء النياحة او بازاء الغنا وودادته اذا كان الاخذ على الشرط
 كان المال بمقابله المعينة فكان الاخذ معسية والسبيل في معاصي ردها وذلك ههنا رد المأخوذ
 ان يمكن من رد ما كان عرفت صاحبه وبالتصديق منته ان لم يؤخذ انما فقط اور صاحب مدارج
 النبوة سنہ لکھا ہے کہ اگر ان جو دروازوں پر آکر بلکہ یا وصول یا بذریعہ شک کے حاصل کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے
 ان کو کچھ نہیں دینا چاہیے چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب نے بایں طور لکھ کر فیصلہ دیا ہے و نایب و در سائل را کہ
 قبل ردہ را برورد یا میگزرد و در مطرب از پیرافروش است فقط واللہ اعلم

المجيب خدام شریعت ابو المنصور محمد نظام الدین عثمان اللہ نے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ خرگوش حلال ہے یا حرام اور شیخ
 لوگ اسکو حرام کیوں جانتے ہیں۔
 السائل محمد رمضان تادری حشوی خطیب جامع مسجد مورخہ ۱۹۱۹

الجواب :- بیشک خرگوش حلال ہے کیونکہ اسکی حلیت پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے چنانچہ ہادیہ شریف
 جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ و نور الہدایہ باب الذبائح صفحہ ۵۹ و کتاب الرحمة اختلاف الائمہ وغیرہ کتب معتبرہ میں بایں طور
 مسطور ہے وَقَبَّاسٌ بِأَخْلِ الزَّنَبِ لَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ مِنْهُ حِينَ هَدَى إِلَيْهِ فَشَوَّاهُ
 وَأَمَّا صَحَابُهُ بِأَخْطَلٍ مِنْهُ وَلِئِنَّ مِنَ الْمَتَبَاحِ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْجَيْفِ فَأَشْبَهَ النَّظْبِيَّ
 یعنی خرگوش کے کھانے میں کسی طرح کا خوف نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے کھایا اور صحابہ نے بھی کھایا
 جب کہ حضور نے حکم دیا اور وہ گوشت خرگوش بھرن کر کے ہدیہ کے طور حضور کو دیا گیا تھا۔ اور یہ خرگوش
 درندوں اور مردار خوردوں میں نہیں بلکہ یہ مثل ہرن کے ہے اور شرح وقایہ مترجم صفحہ ۵۹ باب الذبائح میں لکھا
 ہے کہ باتفاق آئمہ اربعہ کے خرگوش حلال ہے اور بہرہ سنی حدیثیں اسکی حلیت پر وارد ہوئی ہیں اور صاحب
 مظاہر حق جلد سوم صفحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو قبول فرمایا اور کھایا اور حضرت
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خرگوش کا گوشت کھایا۔ چنانچہ بخاری شریف
 میں ہے اور یہ حدیث حاشیہ ہادیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ فاروقی دہلی پر لفظ بلفظ درج ہے اور مشکوٰۃ
 شریف کتاب الذبائح باب ما یحل اكله ویکرم فصل اول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ حدیث

اسکے عومض دامہ مقرر کرنا ذیل کے طریق پر جائز ہے چنانچہ فتاویٰ علی الحی جلد سوم صفحہ ۱۲۸ میں مسطور ہے مقتدین
استیجار بر طاعت رانا جائز اذ شتہ اند و متاخرین بسبب کسل و سستی و رقامت امر دین فتویٰ کے بر جواز آن داد
اند و بعضے از متاخرین تطبیق بایں طور کردہ اند کہ در توحیدی بر نفس تعلیم قرآن و اقامت بدول تعیین مکان و زمان جائز نیست
و در خانہ کے رفیق و ازین تا شام نشستہ و اطفال اور شبانی کردہ تعلیم کردن امر نیست کہ بران، سجادہ منعقد میشود
شریحین تعیین مسجد و مقبرہ بودن بجائز و تہذیب براسکے اذان یا اقامت بر محل الفتاویٰ اجارہ درست فقط۔

اور صاحب در مختار نے فتاویٰ کے جوہر سے یوں نقل فرما کر جواز کا فتویٰ تحریر کر دیا ہے راجعہ تلفوا سے
الاستیجار علی قداۃ القراءۃ مدۃ معلومۃ فقال بعضهم لا يجوز وقال بعضهم يجوز وهو المختار اور
کتاب رد المحتار صفحہ ۳۵ میں ہے ویفتی الیوم لاجتہاد التعلیم القرآن والفقه والامامۃ والاذان
اور ایسا ہی صاحب نفع القدر نے تحریر کیا ہے۔ اور فتویٰ عالمگیری مرقوم ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنا مدت معلومہ
مقرر کر کے جائز ہے واختلفوا فی الاستیجار علی قداۃ القرآن علی المقبر مدۃ معلومۃ قال بعضهم
يجوز وهو المختار وکذا فی السراج الوہاج اور صاحب پرایہ شریف جلد ۲ باب اجارہ فاسد صفحہ ۲۸۶

مطبوعہ فاروقی مقتدین کا فتویٰ عدم جواز کا لکھتے ہوئے جواز کے فتویٰ کو بایں طور مستحسن ارقام فرماتے ہیں بعض
مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم لانه ظهر التوافق لزمور الدینۃ ففی الامتناع
یضیم حفظ القرآن علیہ الفتویٰ اور کتاب بخاری شریف جلد اول باب الاجارہ میں ہے کہ بعض محدثین کے
نزدیک قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے اور کہا بعض نے کہ ہرگز درست نہیں۔ المہملات شرح
مشکوٰۃ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ لکھا ہے کہ تلاوت قرآن مجید پر اجرت دینا عمل کرنا صحیح اور درست
ہے اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۲۱۵ میں لکھا ہے کہ اجرت پر فتویٰ تحریر کرنا درست ہے و يجوز الفتی
اخذ الاجر علی کتابت الجواب بقدرہ کا نقل از حباب المفتین اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آنحضرت علیہ السلام سے استفسار کیا تھا کہ ہم قرآن مجید سے دینی و دنیوی
فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بیشک اسکی اجرت حاصل کرنے میں کوئی خوف نہیں
درست ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری شریف صفحہ ۳۴ باب ما یعطی فی الرقیۃ میں بایں الفاظ مسطور
ہے۔ قال ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احق ما اخذتم علی احب کتاب اللہ انتم
اور اس حدیث کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ معلم تعلیم قرآن پر اجرت حاصل کرنا نزدیک جمہور علما کے دین کے

درست ہے اور یہ حدیث مشارق الانوار میں بھی مسطور ہے۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ زمانہ حال میں اجرت تعلیم قرآن اور قاریان قرآن کو اجرت پر قرآن پڑھانا درست ہے اور ایسے ہی مفتیوں کو فیس لے کر فتویٰ دینا جائز ہے۔ لیکن متقدمین کے نزدیک یہ سب امور مذکورہ اجرت پر کرنے جائز نہیں لیکن فتوے متاخرین کے قول پر ہے لہذا موجودہ زمانہ میں اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ چونکہ قاریان قرآن و مفتیان دین آجکل کسی بادشاہ کی طرف سے وظیفہ خوار نہیں ہیں اور جو لوگ وظیفہ خوار اور بادشاہ سے مفتی مقرر ہو چکے ہیں ان کو متقدمین کے قول پر عمل کرنا چاہیے۔ فقط والعلم عند اللہ والحمد للہ غنی عن العلمین۔

الجیب :- عاوم شریعت محمد نظام الدین عفا اللہ عنہ

سوال :- اجرت تعزیزات کی مقرر کر لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- بیشک جائز ہے چنانچہ فتاویٰ عبدالحی جلد سوم صفحہ ۴۱ میں مسطور ہے اور حدیث بخاری شریف صفحہ ۳۲ کتاب الا جارہ میں نیز مرقوم ہے کہ صحابہ کرام نے ایک شخص جسکو سانپ یا بھینس کاٹا تھا اس کے اوپر الحمد شریف پڑھ کر دم کیا اور تیش بکریاں مقرر کر لیں اور اس کے صحت یاب ہونے پر وہ بکریاں بے لیں اور اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے بھی نقل کیا ہے اور لکھا ہے۔ جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بکریاں اجرت سفاقم پر لیں تو یہ مسئلہ حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قالوا یا رسول اللہ اخذ کتاب اللہ اجراً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ما اخذتم علیہ اجراً کتاب اللہ رواہ البخاری یعنی حضور نے فرمایا کہ لائق ترین ہے کہ وہ چیز جو کہ تو تم کتاب اللہ سے فقط والعلم عند اللہ۔

الجیب :- عاوم شریعت ابوالمظہر محمد نظام الدین عفا اللہ عنہ از وزیر آباد

سوال :- آجکل قرآن و یا بیہ و مرزائیہ وغیرہ کم علم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر صرف لفظا صنعت یا م یا میم کا اشارہ لکھ دیتے ہیں کیا ان کا ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔

الجواب :- جناب آقا سید نامدار احمد کہ یا محمد محبتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر تمام درود و ثناء

لکھنا چاہیے صلعم و صل و میم کا صرف اشارہ لکھ دینا سخت حرام ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا چاہیے اور حاشیہ کتاب در مختار کی شرح طوطاوی سے صاحب فتاویٰ افریقیہ صفحہ ۵۴ میں یوں لکھا ہے من کتب علیہ السلام بالہمزۃ والمیم یفولانہ تخفیف وتخفیف الانبیاء و محقر یعنی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء علیہم السلام کے سا

ایسا کرنا لاریب کفر ہے اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پہلے پہلے یہ اختصار کا طریق نکالا تھا اسکا ہاتھ کاٹا گیا تھا اور فقیر کے نزدیک بھی واقعی دیدہ دانستہ ایسا کرنا حرام ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ قلم بھی زبان رکھتی ہے اور یہ انسان کے اختیار میں ہے اور قرآن مجید میں ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** پس ایماندار کو لازم ہے اور ضروری ہے کہ سنتے اور لکھتے وقت حضور علیہ السلام کے اسم گرامی پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور وقت لکھنے کے لکھ لیا کریں۔ اور قوم مغضوب بنی اسرائیل کے مصداق نہ بنیں۔ **لَقَوْلِهِ تَعَالَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اقُولُوا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَإِنَّا مِنَّا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ وَبِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ**۔ والتم عند اللہ۔

الجیب : خادم شریعت ابو منظور محمد نظام الدین عفا عنہ

سوال :- بھنگی مسلمان کے گھر کا مال جسکا مال سوائے پانچا نہ اٹھانے کی اجازت ہے کچھ نہ ہو جائز ہے یا نہیں اور اسکا مال تعمیر مسجد پر لگانا کیسا ہے۔

الجواب :- کتب صحاح ستہ میں لکھا ہے کہ کسب انجیا مخبیث پس اس سے ثابت ہوا کہ ایسا کام کرنا جس میں تلبیس و اختلاط نجاسات کے ساتھ ہو مکروہ ہے اور ایسا مال خالی خباثت سے نہیں ہوگا۔ **ہذا طبقہ متقین کو بجا ہے کہ ان کے گھر کا جن کے مال ایسے کسب خبیث سے ہو نہ کہا میں اور مسجد پر ہرگز نہ لگائیں۔ فقط**

الجیب : خادم شریعت محمد نظام الدین عفا عنہ وزیر آباد

سوال :- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سنتیں پڑھتے تھے اور ان کی نیت کس طرح پر کرتے تھے اور نیت زبان کرنی فرض ہے یا نہیں۔

السائل محمد رمضان از پٹی گراہ

الجواب :- بیشک یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق ہے حضور ان کو پڑھ دیا کرتے تھے اور ترجمہ غیبی حاضرین کو دیا کرتے تھے اور جن کی آپ نے تاکید کی اور فرمایا کہ جو شخص میری سنت کو بلا عذر ترک کرے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا اور جن کی آپ نے تاکید فرمائی وہ یہ ہیں۔ دو نحر کی مسحتیں اور

۱۔ حدیث قال علیہ السلام شیون الکعب خبیث ومہر البخ خبیث وکسب الحجام خبیث نقل از مسلم ومشکوٰۃ باب الکسب اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے جب بھٹی لگوائی تو اسے عوض حجام کو ایک سار کھجور بدل کو دیا پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر اجرات اس کی حرام ہوتی تو حضور اسکو کیوں دیتے لہذا حدیث مسلم کراہت پر وال ہوئی اور مہر البخی اور کئے عتور کی مزدوری اجماعاً حرام میں دیکھو حاشیہ مشکوٰۃ ۱۲ خادم شریعت عفا عنہ

چار اول الظہر اور دو بعد کی اور ۲ مغرب اور دو عشاء کے بعد کی اور اسکے ماسواہ مستقر رکعتیں حضور علیہ السلام سے صادر ہوئی ہیں وہ سب کی سب سنت زوائد کہلاتی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے ثواب ہے اور ترک سے عذاب نہیں۔ چنانچہ ان کی تعداد پیرا حدیث ابو داؤد و ترمذی و طبرانی وغیرہ کی شاہد ہیں اور آپ کی عبادت ماسوائے فراموشی کے سب نوافل کہلاتی ہے لیکن ہمارے لئے سنت مکررہ و سنت زوائد حضور علیہ السلام کے حکم و تعلیم سے ثابت ہوئی چنانچہ اسکی تصریح کتب فقہ میں مسطور ہے اور نیت دل سے کرنی کافی ہے چنانچہ غنیہ میں ہے ہاں اگر زبان سے بھی الفاظ نیت کے ادا کرے تو مستحسن اور مستحب ہے۔ اور سنت صالحین کی بھی ادا ہو جائے گی چنانچہ کتب ذیل کی عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ والتلفظ عند الارادة بها مستحب ہوا مختار وقیل سنتہ احیاء السلف نقل از در مختار اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ زبان سے نیت نماز کرنی افضل ہے فان قصد و ذکر بلسانہ طمان افضل اور صاحب ہدایہ کے زبان کی نیت کو احسن نہرایا ہے چنانچہ مسطور ہے۔

و یحسن ذلك الإجماع العزیمۃ اور شرح وقایہ اور فتاویٰ عالمیگر جلد اول صفحہ ۵۰ اور فتاویٰ جامع الرموز صفحہ ۶۱۔ اور منیہ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۶ جلد اول و اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۶ و شرح سفر السعادت صفحہ ۴۷ و مواہب الرحمن جلد ۲۔ اور غنیہ حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مترجم مطبوعہ لاہوری صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ نماز میں نیت زبان سے کرنی افضل و مستحسن و مختار ہے ینی الامامۃ بقلیہ وان تلفظ ذلك بلسانہ کان احسن الخ پس ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ نیت نماز زبان سے کرنے پر ثواب ہوتا ہے اور یہ طریق صالحین کا ہے اور جن لوگوں نے اسکو بدعت لکھا ہے وہاں بدعت حسنہ مراد ہے نہ بدعت سیئہ چنانچہ شامی میں اسکا مفصل ذکر کتاب نماز مدلل حنفی صفحہ ۳۶ میں فاضل کوٹلوی نے کر دیا ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ مسلم صادق وہ ہی ہوتا ہے جس کی زبان و قلب کا حال برابر ہو ورنہ منافق ہے لقولہ تعالیٰ یَسْتَوُونَ يَا قَوْمِ اِهْدِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اسی پر عمل کریں اگر کسی صاحب کے پاس ممانعت کی دلیل ہو تو پیش کرے۔ هَا قَوْمُ اَبْرُهَا نَكْمُ اِنْ كُنْتُمْ مَعَادِيْقِينَ ۱۱

المجیب خادم شریعت ابو المنصور محمد نظام الدین عنانہ

چنانچہ علامہ مفسر رشیدی پوری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے لَوْ قَالَ الْمُصَلِّيُ اَصَلَّى لِثَوَابِ اللّٰهِ فَصَدَقَ صَلَاتُهُ بِمَا يَسْتَوِي هَذَا اَصَلَّى لِلّٰهِ یعنی علامہ رشیدی پوری تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین کے تحت میں تحریر کرتے ہیں کہ نمازی کو لازم ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ خدا کی نماز پڑھتا ہوں تو معلوم ہوا کہ زبان سے کہنا کہ خدا کی

نماز پڑھتا ہوں اور یوں نہ کہے کہ ثواب کی خاطر نماز پڑھتا ہوں تو معلوم ہوا کہ زبان سے کہنا تو ضروری ہوا اگر ثواب وغیرہ کا ذکر نہ آئے بلکہ محض اللہ ہی کا نام لے۔

محمد بن مدرس دینیہ لکے زریاں وزیر آباد

سوال :- تقلید یعنی اتباع ائمہ دین مجتہدین کی کن آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتی ہے ؟

الجواب :- تقلید ائمہ دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی ذیل کے دلائل قاطعہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ہذا۔
نمبر ۱ :- قال اللہ تعالیٰ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ الْآیہ ۵۱
رکوع ۵۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ خداوند کریم اور اس کے پیارے حبیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر جو تم مسلمانوں میں سے ہوں ان کی اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ یہاں سے مراد صحابہ کبار خلفاء الراشدين و علمائے دین مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ دیکھو تفسیر معالم و مدارک و خازن وابن جریر وغیرہ۔ خدام شریعت عفی عنہ :-

نمبر ۲ :- ولقوله تعالى وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ - سورہ لقمان ۲ :-

نمبر ۳ :- ولقوله تعالى اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ؛

نمبر ۴ :- وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ (سورہ یوسف)

نمبر ۵ :- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي جَاءْتُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ مَنِ اتَّبَعَ مَا تُلْقِي مِنَ الْكِتَابِ وَذَكَرَ الْوَحْيَ الذِّكْرَ فَإِنَّ اللَّهَ يُدْخِلْهُ فِي الْأُمَمِ الْمُتَكِنِينَ

نمبر ۶ :- ولقوله تعالى إِنَّ أَوَّلِي النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ آل عمران)

نمبر ۷ :- ولقوله تعالى فَاسْتَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورہ نحل ۶۴)

نمبر ۸ :- ولقوله تعالى يَتُوبُونَ رَبَّنَا غُفِرَتْ ذُنُوبُنَا وَإِلَٰهُنَا اللَّهُ الَّذِي تَسُبُّوهُ بِالْأَيْمَانِ (سورہ شہد)

نمبر ۹ :- ولقوله تعالى وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَدَّمُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمْ فِي السَّابِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ وَأَنشَأُوا مِن دُونِهِ آلِهَافًا مَّشْبُوهًا قَدْحًا فِي الْأَعْيُنِ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ فَهُوَ فِي الْأَفْوَاهِ مُخْتَصَفًا وَلَٰكِن يَكْفُرْ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يَعْلَمُونَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ أَعِزَّةً عَلَىٰ الْكَافِرِينَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (الآیہ س پارہ ۱۱ رکوع ۲)

نمبر ۱۰ :- ولقوله تعالى وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْبَشَرِ لَافْتِنٌ يَّوْثِقُ يَرْثُهَا بَنِي آدَمَ وَالصَّالِحُونَ

(سورہ انبیاء)

بلکہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص بھی صلح ہو اسکی اتباع واجب ہے ۱۲ :-

نمبر ۱۰ :- لقولہ تعالیٰ - یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَّا مِیْهِمْ ۝

نمبر ۱۱ :- وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّیْ مَا تُوَلِّیْ وَنُفِیْلُہِ جَہَنَّمُ وَاَسَآءُ مَصِیْرًا -

پس ان آیات میں سے صاف صاف ثابت ہوا کہ اتباع انبیاء علیہم السلام وائمہ دین صالحین کی ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس سے انکار کرنا پرے درجہ کی گمراہی ہے۔

اور اسی اتباع یعنی تقلید پر کئی حدیثیں بھی شائد ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب میں بروایت حضرت حذیفہ بایں الفاظ حدیث مسطور ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنِّیْ لَا اَدِیْ مَا لِبَقَاۤیِ فِیْکُمْ فَاَقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَلْکَرٍ وَعُمَرُوْا کَالْتَرْمِذِیِّ - یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے بذاتہ نہیں معلوم کہ زندگی میری تمہارے کس قدر ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ میرے بعد پیروی کرو ان دونوں کی۔ یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی۔ روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ترمذی نے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ جب آپ ان دونوں کو دیکھتے تو فرماتے هٰذَا اَنْ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ یعنی یہ دونوں بمنزلہ میری آنکھوں اور کانوں کے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان پر حق گردانا ہے۔ اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے لوگو! مقترب تم میری امت میں بہت اختلاف دیکھو گے۔ اور تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ پر قائم رہنا اور حاکم وقت کی اطاعت کرتے رہنا۔ اگرچہ وہ حبشی ہو۔ اور میری سنت اور میرے خلفاء الراشدین کی سنت کو مضبوط پکڑنا۔ اور ایسا مضبوط پکڑنا جیسا کہ کوئی چیز و انتولک پکڑی جاتی ہے۔ اور حدیث شریف کے آخری الفاظ یہ ہیں - فَقَالَ اَوْصِیْکُمْ بِتَقْوٰی اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاَنْ کَانَ عَبْدًا اَحْبَشَیًّا فَاَنْہَ مِنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فِیْ سَیْرِیْ اَخْتَلَفًا کَثِیْرًا فَعَلِیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ خَلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُهَدِّیْنَ تَمَسَّکُوا بِہَا وَعَضُّوْا عَلَیْہَا بِالْاِصْبَاحِ اَلْحَدِیْثُ - اور اسی باب اعتصام فصل ۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے جن سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وہ کونسا ہے آپ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَفِیْ رَوَاۤیَۃٍ وَوَحْدًا فِی الْجَنَّةِ وَہِی الْجَمَاعَةُ - یعنی وہ شخص جو پیروی کرے میری اور میرے صحابوں کی پس وہ جنتی گروہ اہلسنت و جماعت ہی ہے اس لئے کہ آپ نے صاف صاف فیصلہ فرمادیا ہے کہ لا یجتمع امتی علی الضلالتہ - یعنی آپ نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور علی الاعلان فرمایا - اَتَّبِعُوا سِوَا کَالِیْ عَظِیْمَ نَاقَۃٍ مِّنْ شَیْءٍ شَدَّ فِی الشَّارِکِ اَبْنِ مَاجَہٍ وَمَشْکُوۃَ بَابِ الرَّعْتِ صَامِرٍ - یعنی فرمایا آپ نے کہ پیروی کرو جماعت

بڑی کی۔ پس جو شخص الگ ہوا جماعت سے وہ ڈالا جائے گا جہنم میں۔ اور یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے۔ اور اس حدیث کے حاشیہ پر مولوی عبد الجبار غیر مقلد امرتسری نے لکھا ہے کہ جس امر پر اکثر علمائے دین کا اعتقاد اور اقوال اور افعال ہوں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ دیکھو المہدۃ صفحہ ۵۳ ترجمہ مشکوٰۃ۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ اگر مسلمان ایک شخص کی امامت پر جمع ہو جائیں اور اسکو امام بنالیں اور کوئی شخص اس میں تفرقہ ڈالے اور اس جماعت کو الگ الگ کر دے تو وہ شخص قابل قتل ہے اسکو تلوار سے قتل کر دینا چاہیے۔ دیکھو مسلم و مشکوٰۃ باب امارت عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اقامکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان لیشق عصاکم ان یفرق جماعتکم فاقتلوا درواکہ مسلم، اور ایک حدیث میں ہے من یطعم الایمہ فقد اطاعنی ومن یعصی الایمہ فقد عصانی وانما الایما رجنتہ: الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم و مشکوٰۃ میں ہے پس اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ فرمانبرداری امام کی عین فرمانبرداری خداوند کریم اور اس کے حبیب کی ہے۔ اور اسکا بے فرمان خدا اور اس کے رسول کا بے فرمان ہے۔ چونکہ امام لوگوں کے لئے بمنزلہ سپر کے ہوتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے رب سے نسبت اختلاف اصحابہ جو میرے بعد واقعہ ہونے والا ہے سوال کیا تو حکم ہوا کہ تمام اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستاروں کے ہیں۔ اور بعض سے بعض فرقیست رکھتے ہیں۔ اور ان کا اختلاف ہدایت پر مبنی ہے۔ اور وہ سب نور ہیں۔ تب حضور علیہ السلام نے بڑی خوشی سے ارشاد فرمایا کہ تمام صحابی میرے مانند ستاروں کے ہیں جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک کی اتباع کرے گا وہ بھی ہدایت پر ہوگا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابی کالنجوم فبالیہما اقتدیتما ھتدیتما مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳۔

اور تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قرآن مجید میں وارد ہے کہ فَاِنْ كَانَ لَهُ اُخُوۃٌ فَلَا مَہَ لِلْاِیۡمِہِ۔ یعنی فرمان الہی ہے کہ اگر میت کے تین بھائی بہنیں ہوں تو پھر ان کی ماں کو چھٹہ حصہ دینا چاہیے۔ چونکہ اخوة جمع ہے اور عرب میں کم از کم تین سے کم نہیں ہوتی۔ اور آپ صرف دو بہنیں بھائی ہونے سے بھی ماں کو چھٹا حصہ دلا دیتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر الصدیق و عمر فاروق ایسا ہی کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کو خوب سمجھتے تھے۔ لہذا ان کی اتباع کو کبھی نہ چھوڑو

گا۔ کیونکہ وہ مجھ سے اور آپ سے زیادہ قرآن دان تھے۔ اور اس لئے جس قدر دنیا میں محدث گزرے ہیں سب نے بدول تقلید کرنے کے چارہ نہیں دیکھا۔ چنانچہ کتاب حطہ فی ذکر صحاح ستہ و لبستان المحدثین و نبراس الصالحین و شامی کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں۔ اور کتاب غلیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہور صفحہ ۳۹ و مطبوعہ مصری صفحہ ۸۲ جلد ثانی میں خود حضرت امامنا و محدرونا سلطان العاشقین سراج السالکین زبدۃ الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں واما تنازعۃ مذہبہ اصلاً و فرعاً و حشرنا فی زمرۃ الخ سبجان اللہ جب کہ اسے عالم فاضل عابد زاہد ولی اللہ اپنے آپ کو تقلید کے زمرہ میں داخل کر کے یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو اسی مذہب حبلی میں مارنا اور اسی میں ہمارا حشر کرنا۔ اور ہمارا اعتقاد اصلاً و فرعاً اسی پر مضبوط رکھنا۔ پھر اب تھو خیرے کی بات پر کیا اعتبار کیا جائے۔ اور علاوہ اسکے خود امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب بخاری پارہ ۳۰ باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھا ہے وحق علی اتفاق اهل العلم و ما اجمع علیہ الحدیث و ما کان بہا۔ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رخصت دی ہے کہ حسیر علمائے مکہ و مدینہ اتفاق کریں اسکو مسلمان لوگ تسلیم کریں الخ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ اتباع یعنی تقلید بزرگان دین کی کرنی عام اہل اسلام کے لئے واجب اور خاصوں کے لئے مستحسن ہے۔ اور اتباع انبیاء علیہم السلام کی ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔ فقط واللہ اعلم ۝

الجیب :- خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :- تم حنفی اپنے آپ کو کس لئے کہلاتے ہو۔ اہلحدیث کیوں نہیں کہلاتے؟

الجواب :- حنفی ہم اس لئے کہلاتے ہیں کہ یہ نام عند اللہ و عند الانبیاء علیہم السلام نہایت پسندیدہ و برگزیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اسی فطرت حنفی پر پیدا فرمایا ہے۔ اور اس سے روگردانی کرنے والوں کو فرقہ شیطانی سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادَیْ حَنَفًا کَلِمَہٗ دَاۤیْمَہُمْ اَتَتْہُمُ الشَّیْطٰنُ فَاَحْبَبَتْ اِلَیْہُمْ عَنْ دِیْنِہُمْ نَقَلَہُمْ اَزْہُمْ و مشکوٰۃ جلد ثانی باب تغیر الناس کے

لہ :- تقلید بمعنی مجازی اتباع و پیروی کے ہیں۔ دیکھو غیاث اللغات صفحہ ۱۰۳ و کریم اللغات صفحہ ۴۵۔ اور ہم لوگ تقلید

کے یہی معنی مراد دیتے ہیں۔ اور قرآن مجید بھی اسی معنی پر شاہد ہے ۝

۲ :- حنفاء جمع حنیف کی ہے اور اسلاف جمع صفت کی ہے ہذا حنفی اور حنیفی کہتا جائے ہے جیسا کہ مدنی و مہنی اور مادہ

دونوں کا ایک ہی ہے ۝

ملحق اور بخاری شریف جلد اول باب الدین یسر میں ہے قال علیہ السلام أحب الدین ائی اللہ الحنیفۃ السحۃ الحدیث: ہا اور ہم اہلحدیث اس لئے نہیں کہلاتے کہ اہلحدیث کوئی مذہب نہیں۔ اور اسکا ثبوت قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے کہیں پتہ نہیں چلتا۔ اگر اسکا کچھ اصل ہوتا تو سفیان ثوری و عبد اللہ بن عمرو وغیرہ بن مقسم و امام اعظم استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم جیسے محدث اس مذہب نام نہاد کو کیوں برا سمجھتے اور نقص رکھتے اور یہ الفاظ ان کے حق میں درج کرتے لو کانت لی اکلک کنت ارسلمہا علی اصحاب الحدیث نقل از شرف الخطیب و ما فی الدنیا قوم اشروہ من اصحاب الحدیث۔ یعنی حضرت امام اعظم استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس کتے ہوتے تو میں اہلحدیث پر چھوڑ دیتا۔ اور دنیا بھر میں سب سے بڑھ کر شرارتی اہلحدیث ہیں فقط۔ والعلم عند اللہ۔

سوال: ایک شخص اپنے آپ کو حنفی کہلاتا ہے لیکن امام صاحب کے مذہب کو حقیر جانتا ہے اور ان کے حکم کے خلاف کام کرتا ہے۔ فاتحہ خلعت الامام وغیرہ کا قائل اور عامل ہے۔ شرعاً ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے جواب دیں اجر ملے گا۔

السائل حسین بخش از ملتان۔

الجواب: بیشک ایسا شخص منقری اور مضل ہے۔ اور جو شخص مذہب امام صاحب کو حقیر جانتا ہے وہ ملعون اور مردود ہے۔ کیونکہ مذہب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عین مطابق حکم خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے۔

حضرت امام شافعی و حضرت عبد اللہ بن المبارک علیہما الرحمۃ وغیرہ علمائے کرام ایسے شخص کو ملعون قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جو شخص امام صاحب کے قول کو حقیر سمجھ کر رد کرتا ہے۔ وہ ملعون و مردود ہے چنانچہ کتاب المرضیہ و شرح در مختار و شامی و حقائق حنفیہ صفحہ ۸۱ میں بایں طور مسطور ہے۔

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ

اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو شخص اہل اللہ کا عدو ہے۔ وہ ملعون و مردود ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عادى وليا فقد اذنته بالحرب رواہ البخاری و مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل۔ پس براور ان اہلست و جماعت کو چاہیے کہ ایسے شخص سے موانست و مواکلت و مشاربت ترک کر دیں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت ابو المنتور محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ

سوال: مؤمنین کے ارواح کہاں رہتے ہیں۔ جواب حدیث سے دیں

الجواب :- مومنوں کی ارداح سبز پرندوں کے قابلوں میں عکس کے نیچے معلق رہتی ہیں۔ چنانچہ حدیث ابن ماجہ و نسائی کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اَرَادَ الْمُؤْمِنِينَ فِي حَوَاطِلِ طُيُورٍ خَضِرٍ مَعْلُوقَةٍ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ حَدِيثِ الْكُفَّيْنِ نَقْلًا مِنْ كِتَابِ الشَّرَفِ صَفْحَةِ ۱۲۰

الجیب خادم شریعت ابوالمظفر محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- انسان مومن پر مصائب کیوں نازل ہوتے ہیں؟

الجواب :- جب انسان کے گناہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے دوستی لگانا چاہتا ہے تو اس پر بلیات و مصائب طرح طرح کے نازل کر دیتا ہے۔ اور پھر وہ انسان عجز و نیاز و تصرف کرتا ہے اور روتا اور گڑگڑاتا ہے اور مقبول بدرگاہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا صَبَّ عَلَيْهِ الْبَلَاءُ صَبًّا لَمْ يَحْدِثْ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ ابْتَلَاهُ بِهِمْ لِيَكْفُرَ هَا رَوَيْتَ كَيْفَ اسْكُوَ أَحْمَدُ نَعَمْ فَتَعْنَى اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا س۔ نَقْلًا مِنْ كِتَابِ الشَّرَفِ صَفْحَةِ ۵۲ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ

فی محمد نظام الدین عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی ڈاٹری کم از مشیت اور خلاف سنت ہو اسکے پیچھے نماز میں اقتداء کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور مساجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کیونکہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف میں جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس مسجد کے اعلیٰ کون مسجد ہے۔ جواب پسند ہونا چاہیے؟

السائل محمد الدین بمبئی پوسٹ ۸ فارسی روڈ مسلم بازار معرفت طیب تار محمد نمبر مرچنٹ **الجواب :-** بیشک ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ چونکہ امامت منصب احترام ہے اور اسکی تعظیم واجب۔ اور فاسق شخص کی تعظیم کرنا نقصان ایمان کا ہے۔ بلکہ اسکی امانت کرنا لوگوں پر واجب ہے اور ڈاٹری کا برابر مشیت رکھنا بائفاق علمائے دین سنت ہے۔ اور اسکے خلاف کرنا فسق و فجور میں داخل ہونا ہے نہایت ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ چنانچہ کتاب حاشیہ طحاوی میں مسطور ہے أَمَّا الْفَاسِقُ الْعَالِمُ فَلَا يُقَدَّمُ لَنَا فِي تَقْدِيرِ يَمِينِهِ تَعْلِيمًا وَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِمْ أَهَانَتُهُ شُرْعًا وَمَعَادُ هَذَا أَهْلًا هَذَا الْحَرِيمِ فِي تَقْدِيرِ يَمِينِهِ انْتَهَى وَهَكَذَا فِي بَحْرِ الرُّسُودِ صَفْحَةِ ۱۲۵

اور مشکوٰۃ شریف باب المساجد میں حدیث بایں معنون وارد ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک

شخص کو امامت سے روک دیا تھا چونکہ اس نے صرف قبلہ کی طرف خشوک پھینک دی تھی اور آپ نے حکم فتویٰ دے دیا کہ لوگو تم اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَالَ اِنَّ نَجْلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهِ حِينَ فَرَعُوا لِيُصَلِّيَ لَكُمْ فَاَرَادَ تَعْدَ ذَلِكَ اَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَاَخْبَرُوهُ لَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعَادَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ اَلَمْ

جواب نمبر ۱۲۔ واقعی مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا منع ہے۔ چنانچہ خود مسلم شریف کی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ اس امر کو معیوب سمجھتے اور انکار کرتے تھے۔ اور فتح القدیر باب الصلوٰۃ علی میت میں حدیث صحیحہ منوعہ نیز اس پر شاہد ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَحْرَلَهُ هَلْكَاءُ فِي التَّرْمِذِيِّ وَالْبُؤْدُ أَوْ لَعْنِي ذَرَايَانِي عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے کہ جو شخص نماز پڑھے جنازہ کی مسجد میں پس واسطے اس کے کوئی احب نہیں۔ اور برہان شرح مواہب الرحمن باب الصلوٰۃ علی میت میں فرقہ مخالفین کا جواب بایں طور مسطور ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہے جس میں عموم نہیں۔ پس جائز ہے یہ کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے۔ اور اگر تسلیم کیا جاوے عدم ضرورت کو تو انکار کرنا صحابہ کا عائشہ پر دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور فرماتے ہیں وَصَلَوْتُ الْقَبْرَ بِلَيْلٍ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ كَأَنَّ لِي عَارِضِي دَفَنَهُمَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور اسی مقام پر عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے عَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ خَارِجُ الْمَسْجِدِ أَوْ لِي قَاتِلٌ بِلَا وَجُوبٍ لِلْخُرُوجِ عَنِ الْمَخْرُوفِ لَا تَسْتَيَانِي بَابُ الْعِبَادَاتِ یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز جنازہ کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہے۔ بغیر وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصاً باب عبادات میں بکذا فی فتح المبین اور مسجد حرام مسجد محلہ نہیں ہے بلکہ وہ مسجد حکم عام شارع کا رکھتی ہے۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز مسجد شہر محلہ میں اذانہ کی جائے ورنہ ثواب سے محروم رہیں گے۔ ہاں ضرورت شدید سے کچھ حرج نہیں۔ فقط واللہ اعلم :

المجيب : خادم شریعت ابو المنصور محمد نظام الدین حنفی قادری حال وار دوزیر آباد دروازہ تریں

سوال :- مسجد میں باواز بلند درود شریف یا کوئی اور ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

السائل : عبد الرحیم

الجواب :- جائز ہے بشرطیکہ دوسروں کو اس کی آواز سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور اصول کا مسئلہ ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے۔ جب تک اس کی ممانعت پر شرعی دلیل نا طعن نہ ہو۔ اور ذکر اذکار جہر کے کرنے پر حدیث مسلم و جوہر نقی و مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ عن عبد اللہ بن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذ استلم من صلوٰتہ یقول بصلوٰتہ الا علی لا الہ الا اللہ و خدا کا لا شریک لہ الخ پس اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے۔ ورنہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں بعد صلوٰۃ کے جہر ذکر فرماتے و یکنانی فتاویٰ عالمگیر وغیرہ۔ فقط والعلم عند اللہ :

المجیب فقیر محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- نماز جنازہ میں آواز سے سورۃ فاتحہ بطور قراۃ کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ چونکہ وزیر آباد میں غیر مقلد عمر الدین نے ایک جنازہ پر ایسا کیا ہے :

السائل :- عبد اللہ طالب العلم

الجواب :- بیشک ہمارے مذہب حقہ احناف میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بطور قراۃ کے جائز نہیں اور ہمارے مذہب حقہ احناف کے یہ دلائل ہیں۔ ولا یقرأ فی صلوٰۃ الجنائزۃ القرآن لتمامی عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الہ اعلاء رواہ ابو داؤد وعن نافع قال ان عبد اللہ ابن عمر کان لا یقرأ فی الصلوٰۃ الجنائزۃ رواہ ابو داؤد و ابو یوسف یعنی صاحب ارکان اربعہ نے تحریر فرمایا ہے کہ نماز جنازہ میں قرآن مجید سے کچھ نہ پڑھا جائے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب وقت تم نماز پڑھو جنازہ سے پر تو پس خالص کہ واسطے اس کے دعا کو۔ روایت کیا ہے اس حدیث شریف کو ابو داؤد نے۔ اور موطا امام مالک جو اصح کتاب ہے بعد کتاب اللہ کے۔ اس میں نافع سے مروی ہے کہ کہا انہوں نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں قرآن شریف سے کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ اور کتاب فتح القدیر و عینی شرح بدایہ و معانی الآثار وغیرہ کتب میں مسطور ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اور ابن عمر و ابو ہریرہ اور حضرت عطاء و طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے صاف انکار فرمایا کرتے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ہرگز مدینہ شریف والوں کو نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھتے نہیں پایا۔ یعنی ایسا کسی نے نہیں کیا۔ اور کہا صاحب مسانی الآثار وغیرہ اصحاب ائمہ دین شرع متین نے کہ اگر الحمد شریف بنیت و عادتاً کے پڑھ لیا جائے تو کچھ ہرج نہیں

چونکہ بعض مواہد عنوان اللہ علیہم کے اسکا پڑھنا ثابت ہے۔ سو وہ اسی امر پر محمول ہے۔ نہ بطریقہ قرأت و نقل
 قراءۃ بعض المصلحۃ فی صلوات الجنائزۃ فان بطریق الشاء والد عاء لا علی وجہ القراءۃ۔ نقل از معانی الآثار
 وفتح القدر میں ہے لا یقرأ المصاحف الا ان یقرأ ما بنیۃ الشاء والد عاء نقل از فتح المبین صفحہ ۵۱۱ پس ان
 دلائل سے ثابت ہوا کہ الحمد شریف یعنی سورۃ فاتحہ کو نماز جنازہ میں بطور قرأت کے نہ پڑھنا چاہیے۔ بلکہ خاص اس
 میت کے متنازل و دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ ہاں اگر وہ دعائیں یا دنہ یوں تو سورت فاتحہ کو بطور دعا و شاء کے پڑھ
 لیا جائے تو جائز اور درست ہے۔ ورنہ قرأت قرآن کا نماز جنازہ میں مطلقاً جائز نہ ہوگا۔ چنانچہ آثار امام محمد صفحہ
 ۴۶ سے ظاہر ہوتا ہے محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال لا قراءۃ علی الجنائزۃ لا رکوع
 ولا سجود ولكن یسلم عن یمینہ و شمالہ اذا فرغ من التکبیر قال محمد و بہ ناخذ و هو قول الج
 حنیفۃ و قال ابراہیم الخضر الثوری الاول الشاء علی اللہ والثانیۃ صلوات علی النبی صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم والثالثۃ دعاء ھمیت والرابعۃ سلام تسلیم قال محمد و بہ ناخذ و هو قول الج حنیفۃ
 پس معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں اول حمد باری تعالیٰ کے پڑھنے اور دوسری تکبیر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
 صلوات و سلام پہنچانا چاہیئے اور تیسری تکبیر میں خاص کر میت کے لئے دعائیں پڑھنی چاہیئے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام دائیں
 بائیں طرف سے فارغ ہو کر نماز جنازہ سے باہر آنا چاہیئے اور اس میں نہ تو قرأت ہے اور نہ رکوع و نہ سجود اور نہ ہی
 جنازہ کی نماز کے لئے کوئی وقت معین ہے۔ فقط والعلم عند اللہ

ترجمہ خادم شریعت ابو منظور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

س۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ افطار روزہ میں کہ زیادہ کہتا ہے جب آفتاب
 غروب ہو روزہ افطار کر کے نماز مغرب پڑھنی چاہیئے چونکہ وقت نماز مغرب صرف تین رکعت کا ہے
 ورنہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوگی۔ اور عمر و کہتا ہے کہ جب آفتاب غروب ہو سے تا وقتیکہ سرخی
 جانب مشرق سے یا سیاہی تبدیل نہ ہو سے یا جب آفتاب غروب سے کم نہ ہو یا سے مغرب کی سرخی میں
 تب تک روزہ افطار نہ کیا جائے۔ اب کس کا قول صحیح اور درست ہے۔ بیہودہ و سب راہ

العارف ولی محمد از قادیان پوراں ۲۰

الجواب :- اللہم اربنا الحق حقاً والباطل باطلاً خادم شریعت کی تحقیق میں واقعی زید اور عمر و یہودی و سب راہ
 قریباً مسلک ایک ہی رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتب احادیث و ثقہ کی عبارت اس پر مشابہت میں عن سہیل قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الناس بنحیر ما یجولوا الفکر ثقل از بخاری و مسلم جلد اول کتاب الصیام
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین لا ھراً ما یجول الناس الفکرون
الیھود والنصارى یواخرون ثقل از ابن ماجہ والبوداؤد و مشکوٰۃ۔ اور ایک حدیث میں ہے وغربت الشمس
فقد انظر الصائمین ان دلائل سے معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو جائے اور اسکے ڈوبنے کی جگہ
گم ہو جائے تو فوراً روزہ کو افطار کر دیا جائے۔ زیادہ تاخیر نہ کی جائے ورنہ مشابہت یہود و شیعہ و نصاریٰ کی
پائی جائے گی اور طبرانی میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب تر وہ
شخص ہے کہ جو روزہ کے افطار میں بہت جلدی کرے اور ایک دو کھجوریں کھا کر نماز کو ادا کرے۔ یاں اگر طعام
حاضر ہو تو پہلے روزہ دار خوب طعام کھائے تاکہ نماز میں کھانے پینے کی طرف خیال نہ رہے اور پھر نماز مغرب ادا
کرے۔ اور زید کا یہ کہنا کہ نماز مغرب کا وقت صرف بقدر تین رکعت کے ہوتا ہے البتہ امامنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے
مذہب کے خلاف ہے۔ یہ مذہب امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف جلد اول مطبوعہ مجتبیٰ کے
صفحہ ۹ پر بایں طور مسطور ہے وقت المغرب اذا غربت الشمس و آخر وقتها ما لم یغیب الشفق و
قال الشافعی مقدار ما یصلی فیہ ثلاث رکعات لان جبائیل علیہ السلام اول وقت المغرب حین
تغرب الشمس و آخر وقتها حین یغیب الشفق ھكذا فی فتح القدیر وقامنی خاں داؤد امام محمد
و آثار محمدیہ۔ پس زید کو چاہیے کہ حنفیوں کو شافعی مذہب کا عامل نہ بنائے اور عمرو کو اللہ تعالیٰ اس سے بھی
زیادہ تقویٰ الدین عطا فرمائے۔ فقط والعلم عند اللہ:

الجیب۔ خادم شریعت ابوالمنصور محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ حال دار و درویش
سوال۔ نماز تراویح سنت ہے یا مستحب؟

الجواب۔ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ کتاب فتح القدر جلد اول صفحہ ۲۵ و کتاب ما ثبتہ من السنۃ
وقادسے عزیزی و جمع الجوامع و بین الہدایہ و شرح وقایہ مترجم صفحہ ۱۲۱ و ہدایہ شریف جلد اول صفحہ ۱۳۱ میں بایں طور مسطور
ہے والاصح انھا سنۃ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ لہ و طب علیہ الخلفاء الراشدون والنبی صلی اللہ
علیہ وسلم بین العذار فی ترک المواظبۃ وھو خشیۃ ان تکتب علینا الخ یعنی صحیح ہی بات ہے کہ یہ سنت
ہے کیونکہ اس پر مواظبت کی ہے خلفاء الراشدین نے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کیا عذر کو ترک مواظبت میں
اور وہ خوف اس بات کا تھا کہ یہ نماز کہیں فرض نہ ہو جائے۔ اور اس سنت کا تارک سخت گنہگار ہے۔

سوال: تراویح کے معنی کیا ہیں اور اسکی کتنی رکعتیں ہیں؟

الجواب: تراویح جمع ترویجہ کی ہے اور اس کے معنی آرام پکڑنے کے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ آپ کی ذات والا صفات کے صحابہ کرام چار رکعت کے بعد آرام لیتے پھر شروع ہوتے۔ غرض اسی طرح سے بیس رکعتیں پوری کر کے

چنانچہ صاحب فتح الباری نے ارقام فرمایا ہے التواذیح جمع ترویجہ دہی المروۃ الواحدۃ من الراحة تسلیمہ من السلام سمیت الصلوۃ فی الجماعۃ فی لیال رمضان التواذیح انہما اول ما اجتمعوا علیہا کأنوا یستریحون بینہما کل تسلیمتین الخ اور نماز تراویح خلفاء الراشدین وائمہ دین امام شافعی و امام احمد حنبل و امامنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک بیس رکعتیں ہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد اول باب ما جاء فی قیام شہر رمضان صفحہ ۱۵۰ میں بایں طور مسطور ہے قال ابو عیسیٰ واختلفت اهل العلم فی قیام رمضان فواى بعضهم ان یصلی احدى واربعین رکعة مع الوتو وهو قول اهل المدينة والعمل علی هذا عندہم بالمدينة واكثر اهل العلم علی ما روی عن علی بن عمر وغيرہما من

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرين رکعة وهو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال الشافعی ہکذا اذ كنت ببلد فایمکنہ یصلون عشرين رکعة وقال احمد روی فی هذا الخ یعنی صاحب ترمذی نے نماز تراویح کی جماعت نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے تین شب کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس مسئلہ میں علمائے دین کا اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ اکتالیس رکعت پڑھیں مع وتروں کے۔ اور یہ قول اہل مدینہ کا ہے۔ اور اکثر علمائے دین اس پر ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ بجز نماز وتروں کے۔ چونکہ روایت کی گئی ہے حضرت علی و حضرت عمر وغیرہ صحابہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ اور یہی فیصلہ حضرت سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔

اور یہ صاحب امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد ہیں۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر مکہ کے لوگ بھی بیس رکعت تراویح کے عامل تھے ان کو میں نے بیس ہی رکعت پڑھتے ہوئے پایا۔ اور حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور کتاب کبیری صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لکھنؤ میں نیز بایں طور لکھا ہے ان التواذیح عندنا عشرين رکعة بعشر تسلیمات وهو مذہب الجہور وعندنا ثلاث ست وثلاثون رکعة احتجاجاً بعمل اهل

لہ: تہجد بمعنی الانتباہ بعد النوم یعنی نیند کے بعد بیدار ہونا اور وتر طاق کہتے ہیں حضرت جبر کو نہیں۔ بلوسے اور ترویجہ کے معنی آرام آرام پکڑنے کے ہیں۔ اس لئے یہ ہر ایک نماز ہی علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہاں ابتداء قیام و صلوۃ تراویح میں مشافقت ہے۔ بخادم شریفیت

المدینۃ یعنی ہمارے مذہب میں بیشک تراویح بیس رکعت ہے۔ اسکو دس سلاموں کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اور مذہب علمائے جمہور کا بھی یہی ہے۔ اور امام مالک کے مذہب میں چھتیس رکعتیں تراویح کی ہیں۔ اور اہل مدینہ جو اس کے مقلد ہیں اسی پر عمل کرتے ہیں۔ اور کتاب غنیۃ الطالبین مطبوعہ اسلامیہ لاہوری صفحہ ۴۸ میں ہے وہی عشرون رکعة یجلس عقب کل رکعتین ویسئل فہی خمس تودیجات کل اربعة منها ترویجة اتم یعنی حضرت شیخ الشانخ غوث الاغواث قطب لاقطاب سید عبدالقادر حیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ نماز تراویح بھی بیس رکعت ہے اور نمازی کو چاہیئے کہ ہر دو رکعت پر بیٹھے اور سلام کرے اور یہ پانچ مکان راحت پکڑنے کے ہیں اور ان میں سے چار بار آرام پکڑنا ہے۔ اور نماز تراویح مسنون ہے۔ اور اسکو اسی نیت سے دو دو رکعت پر ادا کرے۔ اور صاحب جامع الجوامع نے غایتہ المراد سے بایں طور لکھا ہے کہ یہ نماز تراویح سنت موكدہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے اور اس نماز سے انکار کرنا رافضی ہونے کی نشانی ہے۔ اور بیس رکعت تراویح سے انکار کرنا مبتدع اور گمراہ لوگوں کا کام ہے۔ اور بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہو چکا ہے۔ التراویح سنة موكدة ومن لم یہا نہور افضی فی الصحیحة سنة موكدة قال بالاجماع الصحابة قارکھا مبتدع غیر مقبول بالشہادۃ وہی سنة للرجال والنساء۔ نقل از نظام اسلام حضرت شیخ محدث قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۴ میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے عندنا ہی عشرون رکعة لما روى البيهقي باسناد صحيح انهم كانوا يقولون على عهد عمر رضي الله تعالى عنه (بعشرين ركعة وفي عهد عثمان وعلى مثله۔ والذي استقر عليه الروا واشتهر من الصحابة والتابعين ومن بعدهم هو العشرون وما روى انها ثلث وعشرون فلحساب الوتر معها اتم یعنی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں تراویح بیس رکعت ہے چونکہ امام بیہقی نے اسناد صحیح سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حقہ راشدہ میں بیس رکعت پر لوگ قیام فرماتے تھے اور وہ گنتی جو مقرر کی گئی ہے وہ صحابہ اور تابعین خیر القرون اور جوان کے بعد ہوئے ہیں ان سے ہے کہ یہ بیس رکعت تراویح بلاوتروں کے ہے۔ اور امام شافعی و امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مذہب ہے اور صاحب فتح القدیر صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے روى البيهقي في المعرفة عن سائب بن يزيد قال كنا نقوم في عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعشرين ركعة والوتر قال النووي في الخلاصة اسناد صحيح و

فی الموطا شماسا ستقر الہر الہر علی العشرین فأنہ متوارث الخ فیکون سنۃ وکونہا عشرین سنۃ خلفہ الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بستی وسنۃ خلفاء الراشدین من بعدی۔ اور کتاب اذکار صفحہ ۸۲ مصری میں حضرت علامہ امام النووی شافعی یوں ارقام فرماتے ہیں۔ اعلیٰ ان الصلوٰۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وہی عشرون رکعة یسلم من کل رکعتین الخ یعنی حضرت امام نووی شارح مسلم شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیشک نماز تراویح کی سنت باتفاق علمائے دین بیس رکعتیں ہیں الخ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ اس سے کم ہرگز نہیں اور جو اسکے خلاف کرے گا و مثل اور مضل ہے۔ چونکہ اس پر تمام صحابہ و تابعین و جمہور ائمہ اربعہ دین رحمہم اللہ اجماع کا اتفاق ہے چکا ہے اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ علیہم میں سے کوئی ایک بھی بیس رکعت سے کم کا قائل نہیں ہے۔ اگر ہے تو کوئی وہابی نجدی پیش کریں۔ فقط :

سوال :- بیس رکعت تراویح پر آپ کے پاس کیا دلائل ہیں؟ تحریر کریں :

الجواب :- بیشک تراویح بیس رکعت ہے۔ اور اس پر یہ دلائل ہیں :-

دلیل ۱۔ بروی ابن ابی شیبۃ والطبرانی والبیہقی من حدیث ابن عباس (انہ علیہ السلام کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة سوی التروا واشتہر العمل علی هذا من عمر رضی اللہ عنہ وسلم ینکر عنہ احد من الصحابة فانقصد الإجماع۔ نقل از حاشیہ بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ کرزن دہلی وجوبہ الفتی صفحہ ۲۰۸ جلد اول یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بیشک

۱۔ حدیث صحیح غیر مجرد اگر اجماع کے خلاف ہو تو مؤول یا معلیل منسوخ ہوگی۔ اور اگر حدیث بادی الای میں ضعیف ہو لیکن اجماع نے اس کو مان لیا ہو اور اس پر بھی قرار دیا ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور وہ حدیث مقبول ہوگی۔ چنانچہ تفسیر مظہری تحت آیت قل یا اهل الکتاب تعالوا کے مرقوم ہے۔ اور کتاب طحاوی باب الجنائز وحد شراب میں مسطور ہے۔ اور جو حدیث ابراہیم بن عثمان ابی شعبہ پر جرح ہے وہ نامقبول اور غیر مؤثر ہے۔ دیکھو فتح الباری شرح بخاری سیارہ ۱۰ صفحہ ۶۸ حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھ کر جرحین کی حرج پر پانی ڈال دیا ہے۔ ابراہیم بن عثمان ابوشیبۃ الحافظ الخ اور اگر فرضاً تسلیم کر لیا جائے کہ بیس رکعات تراویح کسی حدیث مرفوعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں لیکن خلفاء الراشدین سے تو ثابت ہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ جس طرح سنت نبوی لازم الاتباع ہے اسی طرح سنت خلفاء الراشدین لازم الاتباع ہے۔ فقط خادم شریعت عفی عنہ :

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس رکعت نماز تراویح ادا کی رمضان المعظم میں بدول و ترول کے اور اسی بناء پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ میں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل رہا۔ اور بیس رکعت تراویح سے کسی صحابی نے انکار نہیں کیا پس اس پر اجماع منقذ ہوا:

حدیث ۱: حدثنی عن مالک عن یزید بن زومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان ثلاث و عشرين رکعة نقل از مؤطا امام مالک صفحہ ۱۴ مطبوعہ استنبول یعنی یزید بن زومان جو بڑے ثقہ ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام لوگ ۲۳ رکعت تراویح کے ساتھ قیام فرماتے تھے۔ جن میں سے تین رکعت وتر اور بیس رکعت تراویح۔

حدیث ۲: عن سائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرين رکعة و علی عہد عثمان و علی مثلہ روا کا البیہقی باسناد صحیح نقل از کبریٰ مطبوعہ کانپوری صفحہ ۳۸۸ و فتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۶۶ و رسالہ تراویح امام سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۲ و فتح القدر یعنی یزید بن سائب فرماتے ہیں کہ تھے لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھتے اور حضرت عثمان و حضرت علی کی خلافت راشدہ میں بھی یہی عمل رہا۔ اور یہ حدیث سائب بن یزید کی نہایت درجہ پر صحیح ہے۔

حدیث ۳: عن عمرو بنی اللہ تعالیٰ عنہ انه جمع الناس علی ابی بن کعب و کان یصلی بہم فی رمضان عشرين رکعة روا کا البیہقی و رسالہ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۳۔

حدیث ۴: عن یحییٰ بن سعید ان عمر ابن الخطاب امر رجله یصلی بہم عشرين رکعة نقل از ابی شیبہ و جوبہر التقی صفحہ ۲۰۸۔

حدیث ۵: عن یزید بن حنیفہ عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرين رکعة الحدیث روا کا البیہقی۔

حدیث ۶: عن عطاء قال ادركت الناس و هم یصلون ثلاثا و عشرين رکعة بالوتر روا کا ابو بکر بن ابی شیبہ و اسنادہ حسن۔

حدیث ۷: عن ابی الخطیب قال کان یومنا سوید بن غفلہ فی رمضان فیصلی شمس تروجتا عشرين رکعة روا کا البیہقی اسنادہ صحیح۔

حدیث ۱۰ :- عن نافع عن ابن عمر قال کان ابن ابی ملک یدعی یصلی بنافی رمضان عشرين رکعة رواه ابو بکر بن ابی شیبہ اسنادہ صحیح یعنی حضرت نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ابن ملک ہم کو بیس رکعت نماز تراویح رمضان شریف میں پڑھایا کرتے تھے۔

حدیث ۱۱ :- عن سعید بن عبیدان عن علی بن ربیعہ کان یصلی بہم فی رمضان خمس ترویجات ویوتر بثلاث رواه ابن ابی شیبہ اسنادہ صحیح۔

حدیث ۱۲ :- عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام رمضان ایماً واحتمساباً عفرلہ ما تقدم من ذنبہ الحدیث نقل از مسلم و ترمذی و مشکوٰۃ یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام رمضان کے لئے نہایت لوگوں کو تاکید فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص خالص نیت و اعتقاد سے قیام کرے اور طلب بخشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور پھر اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین اس قدر قیام رمضان میں حریف ہوتے کہ ساری ساری رات ہی اس میں ختم کر دیتے :- حدیث ۱۳ :- قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ رواہ مسلم یعنی مائی صاحبہ فرماتی ہیں کہ جس قدر کوشش قیام رمضان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ دوسروں میں ایسی نہیں فرماتے تھے۔

حدیث ۱۴ :- عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه امر رجلاً ان یصلی بہم فی رمضان بعشرين رکعة۔ نقل از کبیری صفحہ ۲۲۸۔ وقتاؤں سے سعیدیہ صفحہ ۶۶۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فعل تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیس رکعت سے کم نہ تھا اور یہی سنت آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوی ہے جو کہ فعلی پر کئی درجہ فوقیت رکھتی ہے۔ اور بیش رکعت ادا کرنے سے سنت قوی و فعلی بھی ہو جاتی ہے اور حدیث علیکم بسنتی و سنتہ خلفاء الراشدین پر بھی پوری پوری تعمیل ہو جاتی ہے اور حدیث ہا آتھا علیہ و آتھا ابی کا بھی عامل ہو جاتا ہے۔ اور اعتقاداً آٹھ رکعت تراویح پڑھنے سے انسان عامل بالحديث و السنۃ و جماعت ہو بہت دور جا پڑتا ہے۔ لقولہ علیہ السلام اشیعوا سوا ذالاعظم فانہ من شد شد فی النار و لقولہ لقای و یقیم غیر سبیل المؤمنین لولہ ما قوی و لصلیہ جہنم و ساءت مصیواکے مصداق بن جانا ہے۔ مخط واللہ یہی من یشاء الی صراط مستقیم و المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ

غیر رمضان موجود ہے۔ جو تہجد پر دل ہے۔ اور لفظ صلوٰۃ مطلق ہے جس سے نماز تراویح کا ثابت ہونا محال ہے اور یہ حدیث درجہ غریب حدیث کے بھی پڑی ہے۔ چونکہ سوائے ابی سلمہ کے اس حدیث کو کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور مسلم شریف صفحہ ۲۸۵ میں ہے کہ آپ کی ذات پندرہ رکعت بھی رات کو پڑھا کرتے تھے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ یہ نماز تہجد تھی۔ اور نماز تراویح ایک علیحدہ نماز ہے جس کی تعداد بیس رکعت سے کم نہیں۔ جس پر آپ نے تین رات قیام فرمایا ہے۔ اور حدیث جابر جس میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے وہ بھی ضعیف ہے چونکہ سند میں طمر بن حمید ہے اور دوسری سند میں یعقوب بن عبد اللہ ہے یہ ہر دونوں ضعیف منکر الحدیث اور بیس بالقوی اور متروک ہیں۔ دیکھو تقریب و دارقطنی و نسائی۔ پس غرضیکہ گیارہ رکعت تراویح کا ہونا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔ اور حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ گیارہ رکعت والی تہجد پر دل ہے۔ اور باقی جس قدر اس فرقہ و بابیہ کے پاس اس بارے میں حدیثیں ہیں وہ سب ضعیف اور متروک ہیں اور منسوخ اور اجماع کے خلاف پر ہیں۔ اگر کسی وہابی کو شک ہو تو مرد میدان بن کر تحقیق کرے۔ ورنہ کتاب فتح الباری و عینی شرح بخاری اور کتب حوالہ دادہ کو ملاحظہ کر کے اپنا شک رفع کرے اور خلق خدا کو گمراہ نہ کرے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم :

المجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری خفی عنہ

مسئلہ۔ شیعہ مذہب میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم ہے۔ چنانچہ کتاب استبصار مقتصر شیعہ جلد اول صفحہ ۲۳ میں بایں طور حدیث مسطور ہے قال الرضاء علیہ السلام کان ابی زبید فی العشر الاخر فی شہر رمضان فی کل لیلۃ عشرين رکعة۔ قال حسین بن سفیان الصلوٰۃ فی شہر رمضان ثلاث عشرين رکعة۔ اور صفحہ ۳۳۱ میں ہے عن محمد بن یحیی قال کنت ابی عبد اللہ علیہ السلام فسئل هل یزید فی شہر رمضان فی صلوٰۃ النوافل فقال نعم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بعد العتمۃ فی مصلی کافیکبر و کان للناس یجتمعون خلفہ الخ وعن عبد اللہ علیہ السلام قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزید فی صلوٰۃ فی شہر رمضان ان انا صلی العتمۃ صلی بعدھا یقوم الناس خلفہ الحدیث پس ان تمام دلائل شیعہ سے ثابت ہوا کہ نماز تراویح رمضان شریف میں بیس رکعت اور اس سے زائد بھی ہیں کم نہیں۔ اور اسکی جماعت بھی ہے۔ نقل از استبصار کتاب شیعہ جلد اول فقط :

سوال :- اس حدیث شریف مامن احد یسلم علی الارواح اللہ علی روحی حتی اُرد علیہ السلام کے کیا معنی اور مطلب ہے؟

الجواب :- نقلی معنی اسکے یہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیج دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ میں روح ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نقل کیا ہے اس حدیث صحیح کو صاحب مشکوٰۃ و ابوداؤد وغیرہ محدثین علیہم الرحمۃ نے۔ اور اس حدیث شریف کے اصل معنی یہ ہیں کہ رد اللہ علی جملہ حالیہ ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ حالیہ ماضی پر واقع ہو تو اس میں قد مقدم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے جَاءُوكُمْ خَصْرَتٌ صَلَاتُهُمْ فِي قَدْحٍ مَوْجُودٍ ہے۔ لہذا یہاں بھی سلام سے قد مقدم ہے۔ اور نقطہ حشی بمعنی واؤ عطف کے ہیں۔ نہ حشی تعلیل کے واسطے یہاں پر واقع ہوا ہے۔ اور مقدم عبارت نکلنے سے یوں بنی مامن احد یسلم علی الارواح اللہ علی روحی قبل ذلک و اُرد علیہ السلام یعنی جب کبھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی مجھ میں جان ڈل چکا ہوتا ہے۔ میں اس کا جواب دیدیتا ہوں۔ اور اگر اسکے یہ معنی نہ لئے جائیں تو اس میں کئی مشکلیں پیش ہوں گی۔ چنانچہ حضرت شیخ علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ حیات الانبیاء میں تحریر فرمائی ہیں۔ اور علامہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ رد اللہ علی نطقی یعنی اللہ تعالیٰ مجھے قوت گویائی دے دیتا ہے۔ اور کہا علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے کہ روحی سے مراد شتوائی ہے کہ آپ کی ذات ہر سلام دینے والے کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ خواہ کوئی دور سے سلام دے۔ بہر حال آپ سنتے ہیں۔ اور روحی سے مراد خوشی و رحمت و فرشتہ کے بھی آسکتے ہیں۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہمارے سردار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا سلام سنتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس سے انکار کرنا محض گمراہی ہے۔ فقط :-

مسائل منفردہ

مسئلہ :- مدیون پر زکوٰۃ بشرطیکہ جائداد کم یا برابر دین کے ہو۔ اگر جائداد زیادہ ہو اور قرضہ اتار کر نصاب کو پہنچ جائے تو پھر زکوٰۃ واجب ہے۔ فلان زکوٰۃ علی مدیون بقدر خیرہ و علی النافذ ان یبلغ نصاباً لقل ازدر مختار و برہاشیہ شامی جلد دوم صفحہ ۷۰ اور مکان سکونت والے میں اوپر چار چار جارت اور برتن جو برتن کے لئے ہوں

ان میں زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی ان بیلوں میں ہے جو ہل جوتے جائیں لافی ثياب و اثاث للقتل و دور سکنی و در مختار
بر شامی۔ و لا فی العوامل التي اعدت للعمل كاثارة الارض و الخالقي و در مختار،

مسئلہ۔ زمین میں زکوٰۃ نہیں ہے عشر ہے اور ہمارے ملک کی زمین خراجی ہے عشری نہیں۔ اور ہم سے فرنگی
خراج وصول کریتا ہے۔ لہذا ہم دوبارہ عشر بادشاہ اسلام کو نہیں دے سکتے۔ چنانچہ شامی جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں
ہے۔ یعنی کفار اگر ہمارے کسی شہر پر غلبہ پائیں اور ہم سے خراج لیں تو پھر ہم لوگوں پر واجب نہیں کہ ہم بادشاہ
کو خراج دیں۔ چونکہ خراج حمایت کے عوض ہوتا ہے اور مسلم بادشاہ نے تو ہماری حمایت ہی نہیں کی۔ اس
لئے وہ حقدار خراج کا نہیں رہا۔ ۱۱۲۔

اور ہمارے مولانا صاحب حضرت غلام احمد مرحوم و مغفور اول مدرس نعمانیہ قتلے نمبر ۴۵ میں تحریر
فرماتے ہیں کہ اگر زمین خراجی باشد بر غلہ کہ ازاں پیدا شدہ زکوٰۃ لازم نیست۔ و زمین این ملک عشر نیست لہذا
زکوٰۃ کو نامش با صطلح شرع عشر است بر غلہ اش واجب نیست۔ فقط۔

مسئلہ۔ حقیقی بھائی اور ہمیشہ غریب اور مفلس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ صرف فروع اور اصول اور غنی اور غلوی
کو زکوٰۃ دینا منع ہے۔ اور علمائے دین اور طالب علم اور زاہدین اور عابدین مجاہدین کو زکوٰۃ دینا نہایت فضیلت
ہے۔ اور بد مذہبوں کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ کیونکہ یہ حق فقراء و مساکین کا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْمُقَرَّبِينَ اس پر
شاید ہے۔ اور زکوٰۃ کے مال کو مسجد پر نہ لگایا جائے۔ اور نہ ہی کسی کے کفن پر۔ اور مال زکوٰۃ کے عوض اگر کوئی اور
چیز دے دے تو بھی جائز ہے۔ اور مال زکوٰۃ کو دوسرے گاؤں میں رواد کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے
گاؤں کے فقراء نہایت تنگ اور مفلس ہیں تو پھر جائز ہے۔

مسائل متعلق مساجد

مسجد پر مال حرام لگانا جائز نہیں۔ اور متولی مسجد پکا اور سچا مسلمان ہونا چاہیئے۔ کافر بد مذہب متولی جائز
نہیں۔ اور خرچی مزیہ کا مال مسجد پر لگانا جائز نہیں۔ اور ایک مسجد کی چیز دوسری پر نہ لگائی جائے۔ اور مسجد میں
چراغ جلانا نماز کے لئے بڑا ثواب ہے۔ فضول جائز نہیں۔ اور اگر مسجد تنگ ہو تو اس کے ساتھ اور جگہ ملانے
جائز ہے۔ اور ایسا ہی اگر گلی تنگ ہو اور مسجد فراخ ہو تو اس سے رستہ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ ضرورت شدید ہو
ورنہ خلاف ادب ہے۔ ہمانکے دلائل یہ ہیں۔ وَاِنْ كَانَ خَبَلَ شَيْئًا مِنَ الطَّيِّبِ مَسْجِدًا فَصَحَّ

کتابیہ نقل از کثر الدقائق مع شرح مستخلص وعینی مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۰۵ و فتاویٰ خلاصہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ میں نیز
 بایں طور مقرر ہے عن الفقیہ ابی جعفر من کثرت من شہد رحمہم اللہ یجوز ان یجعل شیئاً من
 الطریق مسجداً او یجعل شیئاً من المسجد طریقاً للعامة الخ بکذا فی فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۸۵ مطبوعہ
 نو لکھنؤ سطر ۱۵ اور فتاویٰ فصول عمادیہ میں ہے اذا جعل من المسجد طریقاً ومن الطریق مسجداً
 جاز۔ اور فتاویٰ جامع بحوالہ فتاویٰ خزائنہ صفحہ ۱۶۰ میں نیز بایں طور مقرر ہے لا بأس بان یجعل شیئ
 من الطریق مسجداً ان ضاق او شیئ من المسجد طریقاً لان الكل لعامة المسلمين۔ بکذا فی معیار
 المحقق الخ پس ان تمام دلائل متقدمین سے ثابت ہوا کہ مسجد سے ضرورت کے لئے راستہ لینا اور اس کو راستہ دینا
 برائے فائدہ عام مسلمین کے جائز ہے۔ اور متاخرین علمائے دین اسکے خلاف پر ہیں۔ خدا معلوم ان کے پاس
 کیا دلیل ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

مسائل متعلق اذان و خطبہ

مؤذن کما اذان مسجد سے باہر دروازہ پر سامنے خطیب کے دینی چاہیئے۔ یہ طریق تمام خلفاء و امرا شہین اور آپ
 کی ذات والا صفات صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے۔ لقولہ علیہ السلام قال کان یؤذن بین یدی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد والی تکرع و غیر نقل از
 البرادہ و بروایت سائب بن یزید جلد اول صفحہ ۱۵۲۔ اور قاضی خاں صفحہ ۷۸ میں ہے یؤذن فی المسجد بکذا
 فی فتاویٰ عالمگیری خلاصہ برہندی و فتح القدیر و فتاویٰ رضوی صفحہ ۲۸۹ :-

۱۵ :- حال ہی میں اسی مسئلہ پر سیدنا در شاہ صاحب فاضل سجاوہ نشین سمیٹریالی اور مولوی ظہور احمد صاحب بگوی کاماظر
 موضع کھیوہ میں ہوا۔ اور سید موصوف نے یہی دلائل پیش کئے اور بار بار مطالبہ کیا جبکہ جواب بدوں اقوال علمائے متاخرین بے
 دلیل کے مولوی مذکور سے کچھ نہ بنا۔ اور سید موصوف کا اول مطالبہ یہ تھا کہ میں سند یافتہ ہوں۔ تم اپنی سند پیش کرو (۱) میں مقدمین
 کے فیصلے اصل متن سے پیش کرتا ہوں (۲) میں ان کے تاخیر حال بحوالہ کتب پیش کرتا ہوں آپ صرف درمختار سے بیٹھے ہو۔
 جس کے مولف کا حال مجھول ہے دیکھو مقدمہ عبدالحی شرح وقایہ۔ پس ان مطالبوں پر مولوی ظہور احمد صاحب کو جوش پیدا ہو گیا۔ اور
 لا جواب ہو کر تہذیب سے باہر ہو گئے۔ اور فتنہ برپا ہوا۔ اور اس پر خادم شریعت نے بطور انصاف کہہ دیا کہ حضرت پیرنا در شاہ صاحب
 کے دلائل اور مطالبات زبردست اور قوی ہیں۔ باقی میری تحقیق اس مسئلہ پر وہی ہے جو اوپر تحقیق ہو چکی ہے۔ فقط خادم شریعت عفی عنہ

مسئلہ :- وقت سے پہلے اذان دینی منع اور ناجائز ہے لا یؤذن قبل الوقت و یعاد نیدہ و انکاس السلف علی من یؤذن بلیل انہ لم یجز قبل الوقت۔ نقل از تبیین الحقائق و کبر الرائق :-

مسئلہ :- نماز جماعت قائم کرنے کے لئے بلفظ الصلوٰۃ جامعۃ سے پکارنا مستحب و مستحسن ہے۔ لیستحب ان یتادی لہما الصلوٰۃ جامعۃ بالاتفاق اور شامی و در مختار میں نیز اسی تثنیہ کو جائز قرار دیا ہے۔ نقل از فتاویٰ رضوی صفحہ ۲۷۵ جلد دوم :-

مسئلہ :- اذان کے وقت بطریق محبت بوقت اشہد ان محمد رسول اللہ ناخون کو آنکھوں پر رکھنا اور چومنا جائز ہے۔ بدعت نہیں۔ لیکن اس وقت یوں کہنا چاہیئے قولا عینین بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر نقل از جامع الرموز و کتر العباد و شامی و فتاویٰ رضوی صفحہ ۵۰۵ جلد دوم۔

مسئلہ :- مؤذن و امام فاسق فاجر ہرگز نہ بنائے جائیں۔ لقولہ علیہ السلام الامام صائم والمؤذن مؤتمن ۱۲۔ کتر العمال۔

مسئلہ :- قبر پر اذان دینی جائز ہے۔ اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ اور اسکے جواز پر حضرت فیض درت مجتہد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اگر شک ہو تو ملاحظہ کریں۔

مسئلہ :- میت کو بعد از دفن تلقین کرنی مستحب ہے۔ دیکھو افکار امام نووی فقط۔

استفتا :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ و عیدین میں خطبہ عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے یا عجمی زبان میں۔ جواب دیں اجر ملے گا۔

الجواب :- بیشک جمعہ وغیرہ زبان عربی میں پڑھنا چاہیئے۔ اس میں فضیلت ہے۔ اور غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صراط المستقیم میں فرماتے ہیں۔ افضل آنست کہ خطبہ بزبان عربی باشد و نزد امام ابوحنیفہ لغیر عربی نیز جائز است۔ نیز یاشیکہ باشد۔ کہ بعضے گفتہ اند کہ از غیر عربی جز بفارسی روا نباشد و این فرع اختلافیست کہ میان وے و صاحبینہ

نویسے :- واقعی خطبہ مختصر طور پر عربی میں ادا کیا جائے۔ اور اسکے بعد اپنی زبان میں وعظ کر لیا جائے۔ تو اس میں کوئی قباحت، ظاہر نظر نہیں آتی۔ اور فقیر کے نزدیک اس حدیث مطابق عمل بھی ہو جائے گا تکلم الناس علی قدر عقولہم و الحدیث اور خطبہ کے معنی بھی ہیں کہ جس میں حمد و نعت و وعظ و نصیحت مخلوقات خدا کو ہو۔ خادم شریعت عفی عنہ :- ۱۲۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے (یجوز القراءة بالفارسیة الرابع عند ابی یوسف وحمد رحمہما اللہ وبلہ لفتی
ہکذا فی شرح النقایہ۔ اور ابی المکارم میں ہے۔ ویجوز عند ابی حنیفہ بالفارسیة وبابی نسان کان و
هو الصحيح ثم پس خطیب کو چاہیے کہ خطبہ کو بزبان عربی پڑھا کرے۔ اگر غیر زبان میں پڑھے گا تو بکراہت جائز
ہوگا۔ باقی مفصل ذکر فتاویٰ سعیدیہ صفحہ ۱۰۸ میں ملاحظہ کریں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت عفی عنہ ۱۲

سوال :- اِنَّكَ مَيِّتٌ فَاتَّخِذْ مَيِّتُوكَ ۝ اس آیت کریمہ کے کیا معنی اور کیا مطلب ہے۔ چوتھی فرقہ
وہابیہ نجدیہ طاعنیہ کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرچکے ہیں اور وہ کچھ امداد
نہیں دے سکتے اور ایسا ہی تمام انبیاء علیہم السلام۔

الجواب :- آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ بیشک اے میرے حبیب آپ اس عالم سے انتقال فرما
وے ہیں۔ وہ بے دین کافر مرنے والے ہیں۔ اور کتاب مجمع البحار جلد سوم و لغات لاغیب صفحہ ۲۹۲ میں موت
کے کئی معنی کئے ہیں۔ اور یہاں پر معنی نقل مکانی و تبدیل حالات کے کئے ہیں۔ اور تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۹۹ جلد
دوم میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے میرے حبیب آپ انوار تجلیات الہیہ میں مستغرق اور محو ہو کر حیاتی ابدی
کے مراتب کا انتہا حاصل کرنے والے ہو اور وہ نا آشنا بیدین اس نعمت سے محروم رہ کر جہنم میں جانے والے
ہیں۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو فنا نہیں ہے۔ بلکہ اسکو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَمُوتُ
بِالْمَوْتِ حَقِيقَةً بَلْ هُوَ حَيٌّ بِالْحَيٰوةِ الْاَبَدِيَّةِ الْحَدِيثِ۔ نقل از شرح برزخ صفحہ ۲۸۔ اور اسی کتاب کے صفحہ
۲۹ میں حدیث مرفوعہ باین معنی وارد ہے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ ایماندار و قائم فرائض کے لئے نہیں ہو۔ تم
ہمیشہ کی حیاتی ہیں داخل ہونے والے ہو۔ اور موت تمہاری یہ ہے کہ جیسا ایک گھر سے نقل کر کے دوسرے
گھر میں چلے جانا ہے۔ ان ينتقل من دار الى دار اخری، الحدیث۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے موتوا
قبل ان تموتوا۔ اور قرآن مجید میں آتا ہے لَمَّا تَمَتَّ فِي مَنَامِهَا۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی
استخراج روح کے ہی نہیں ہوتے بلکہ موت حیاتی ابدی کے حاصل کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اور قرآن مجید
میں وارد ہے کہ جوائد تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں ان کو مردہ خیال مت کرو۔ اور ان کو مردہ مت
کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں۔ روزی کھاتے ہیں۔ فوحيان اول مستبشرون کے انعامات بے تعداد پر خوش ہوتے ہیں
پس حبیب کہ شہداء مجاہدین جنکا کئی درجہ مرتبہ مراتب نبوت سے کم ہے اور اوقیٰ ہے۔ اور ان کے لئے زبان

سے مردہ کہنا اور دل میں مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاء علیہم السلام اور خاص کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔ لقولہ تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ هُمْ بَلِّغُوا حَيَاتًا۔ وَلِقولہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُنْفِقُونَ اور حدیث میں آتا ہے والمجاهد من جہل نفسه فی طاعة الله۔ یعنی مجاہد وہی ہے جس نے جہاد کیا اپنے نفس سے اللہ کی عبادت میں الحدیث۔ نقل از مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء عظام سب کے سب زندہ ہیں۔ اور ان کو مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پسے درجہ کی بے ایمانی ہے اور گمراہی ہے۔ العیاذ باللہ۔ بقلم خود خادم شریعت عفی عنہ۔ فقط۔

سوال :- کیا بزرگان دین کے مکانات اور ان کی اولاد میں بھی کچھ ان کی ولایت کا اثر باقی رہتا ہے۔

الجواب :- بیشک رہتا ہے چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ منبر نبی علیہ السلام پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے پر ملتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برکت کے لئے اپنے گھر میں حضور کو بلا کر جس جگہ نماز پڑھنی ہوتی وہاں پر آپ کی ذات کو بٹھاتے۔ پھر وہاں آپ نماز پڑھتے۔ اور وہاں گھر کے لوگ نماز ادا کرتے نقل از بخاری و تفسیر عزیزی جلد ۱ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۱ میں بایں طور مسطور ہے برکت در کلام و در انقاس و در افعال و در مکانات ایساں و در جمعبتہاں ایساں و در اولاد و نسل ایساں و زیارت کسرتگان ایساں پے در پے ظاہر میگردند و نزد خود ایساں راجعے و مرتبہ می بخشند کہ دعائے ایساں مستجاب میشود بلکہ ہر اکرا حاجتے باشد با ایساں تو سہل نماید حاجت ماضی و میگردانے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ کاملان مرشدان کی اولاد و مکانات اور ان کے ازواج و محبان کی بھی عزت و تعظیم کیا کریں۔ فقط راقم خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفی عنہ۔

جلد سیزدہم تمام شد

جلد چہارم دہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ تَبَّ الْعَلَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

آقا بعد :- خادم شریعت ابوالمنصور محمد نظام الدین ملتانی حقی قادری برادران اہل اسلام کی خدمت عالیہ میں ملتس ہے کہ پچھلے دنوں میں نیم ملا چارپٹم رافضی نعمت اللہ جان لاہوری نے ایک اشتہار بعنوان میں شیعہ کیوں ہوا شائع کیا تھا جس میں طرح طرح کے بہتان دل دکھانے والے مذہب حقہ احناف پر کئے ہوئے تھے جس کے دیکھنے سے انسان کا دل کانپتا تھا خدا کے فضل و کرم سے اشتہار رافضی مذکور کی چند دنوں میں اہلسنت و جماعت نے خاک اڑادی اور خادم شریعت نے بھی اسکا وہ خاکہ اڑایا کہ اس کا نشان بھی رافضیوں کی نظروں میں نہ رہا۔ لیکن افسوس ہے کہ جبکا مذہب و اصول و ایمان جھوٹ بولنا اور قرآن مجید موجودہ پر ایمان ہونا ہی ثابت نہ ہو تو ان کی زبان و قلم کو کون شخص روک سکتا ہے موضع چونترہ علاقہ کیمپور میں ان کے ساتھ وہ حالت ہوئی کہ ناگفتہ بہ ہے۔ اخبار الفقیر میں مسطور ہے کہ ان رافضیوں کے پا جاموں سے بوجہ دہشت علمائے کرام و مجرم امت خیر الانام کے بول و براز جاری ہو گئے تھے اور اس کے بعد خادم شریعت کو لوگوں نے بڑی کوشش سے موضع رامہ علاقہ پوٹھوہار نیم ٹرلاں رافضی کی تردید و غلطی کے لئے طلب کیا اور بندہ نے خوب فرقہ رافضیہ کے مذہب کی حقیقت بیان کی اور ان کی کتابوں سے بطور نمونہ از خروار سے ظاہر کئے جن کا جواب آج سال بعد بدول گانی گلچ و بے تہذیبی و بیہودگی رفتار کے ان رافضیوں سے کچھ نہ بن سکا۔ آخر ایک رسالہ دل دکھانے والا طمانچہ پر ختم بر خسار ملتان شائع کر دیا۔ جبکا جواب الجواب یہ ہم کا گولہ بر رافضی ٹولہ خادم شریعت نے ہدیہ ناظرین کر دیا ہے۔ مہربانی فرما کر غور سے پڑھیں اور دعا فرمائیں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۝

مذہب :- شیعہ مذہب میں عورت کی دہر میں وطی کرنا درست ہے کتاب استبصار شیعہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ ہدیہ ان رافضی نمبر اول کہ وطی فی الدہر ہمارے مذہب شیعہ میں حرام ہے اور خود کتاب استبصار میں اسکو جائز بھی لکھا ہے۔ افسوس تمہاری ایک آنکھ کام نہیں کرتی محولہ کتاب میں تو مختلف روایات ہیں۔ اور تمہارے مذہب میں وطی فی الدہر درست ہے۔ دیکھو تفسیر و منشور وغیرہ ملخصاً از طمانچہ رافضی :-

جواب از حنفی نمبر اول۔ دل کو روٹوں یا کہ جگر کا غم کروں ؟ ایک میں ہوں اب کس کس کا نام کروں
 ملا مرثیہ خوال جی تم ایک آنکھ سے ان کو پیارا آنکھ اپنی پر کیوں تجس طین کا لیب دیکر امام جعفر علیہ السلام کے
 قول سے انکار کر دیا اور ان کو بے اعتبار کر کے اپنے آپ کو خارجی بنالیا افسوس صد افسوس دیکھئے استبصار
 جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ كَيْفَ
 ذُبُّهَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ لَعْنَتِي رَأَوِي نَعْمَ بِهِ نَسَبْتُ دِرْزَنِي عَوْرَتِ كَيْفَ مَسْئَلُهُ يُوْجِبُ قَوْلَ أَبِي نَعْمَ جَوَابًا فَرِيَا كَيْفَ مَضَانَقَهُ
 نَحْنُ دَبْشِكُ كَرِيَا كَرِ، اور صاحب استبصار نے اس کے جواز پر آیت، فَأَلَوْا حَسْرَةً لَّكُمْ أَنِّي مُشْتَمٌّ ادر لوط علیہ السلام
 کا قصہ بیان کیا ہے ماور لکھا ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنی لڑکیوں کو اسی کام کے لئے اپنی قوم لوطیت کرنے والی
 کو اجازت دی تھی قول لوط علیہ السلام كَيْفَ تَوَلَّوْا عِبَائِي هَٰؤُلَاءِ أَطَهَرُ لَكُمْ وَقَدْ عَلِمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ أَنَّهُ يُدْأَوْنَ الْفَرْجَ
 اور ایسا ہی شروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ میں لکھا ہے کہ حضور آپ ہی ایسا کام کریتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اور آخر
 صاحب استبصار نے دِرْزَنِي کو حرام نہیں لکھا ہے اور جو عدم جواز کے دلائل ہیں انکو تفسیر پر عمل کر دیا ہے اور
 کرامت کا حکم لگا دیا ہے اور تم نے یہ الزام اہلسنت کے ذمہ لگایا ہے خدا کی قسم محض افتراء وہی ہے دیکھو
 صاحب درمنثور نے جہاں سے وہ روایت نقل کی ہے اس تفسیر کا نام ابن جریر ہے اس نے اسی روایت
 کے ساتھ لکھ دیا ہے کہ ایسے فعل کرنے اور کرانے والے پر لعنت خدا کی ہو۔ اور تفسیر درمنثور میں نیز اس فعل
 کو حرام لکھا ہے اور تمام کتب حدیث صحاح وغیرہ اہلسنت میں مسطور ہے کہ فاعل اور مفعول کو قتل کر دینا چاہیے
 اور کتب فقہ حنفیہ میں اس کی مختلف سزائیں مقرر ہیں اگر لفرض محال کہیں ایسی دسی روایتیں بطور حکایت مسطور
 بھی ہیں تو وہ شیعہ پاک کی ہیں اگر رافضی ہمارے مذہب مفتی بے ثبوت کر دیں تو دس روپیہ انعام لیں۔
 قانہم ولا تعجل۔

مسئلہ ۲۔ مذہب شیعہ میں عاریتہ فرج یعنی مانگوال فرج اپنے بھائی کو دینا درست ہے کتاب شیعہ استبصار
 جلد ۲ صفحہ ۵۰۵۔

ہدایان رافضی۔ عاریتہ لونڈی دینا ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ اگر کوئی اپنے بھائی کو حلال کر دے تو
 درست ہے۔ یہاں پر بھی جدید شکیکدار نے خیانت کر دی ہے۔ ان کے مذہب میں باپ کی لونڈی بیٹے پر
 حلال ہے وغیرہ وغیرہ ملخصاً۔

جواب از حنفی۔ اس مقام پر بھی رافضی دشمن اہلبیت خارجی نے وہی تماشا دکھایا ہے جو نمبر اول میں دکھایا

ہذیان رافضی ۳: کان من الکافرین استبصار میں فاجرہ عورت سے متعہ کرنے کی ممانعت ہے اُسے عمرہ عبارت ترک کر دی ہے شرم کافی اسکو معلوم نہیں کہ ان کے ہاں اجرت پر رزاکر لیا جاوے تو اس پر کوئی حد نہیں اور ان کے ہاں بن پیسے مزے اڑانی بھی اجازت ہے۔ درالمختار میں ہے کہ اگر زناہ کا خوف ہو تو دوستی مشین چلاؤ۔ ملخصاً۔

جواب از حنفی: کیا کہنا ہے رافضی جی تو غصہ میں اگر بوجہ خبیث باطنی کے اپنے ایمان کو کبھی جواب دے دیا ہے۔ اور خانی ہو کر کان من الکافرین کا خود مصداق بن گیا ہے۔ اور استبصار جلد ۲ صفحہ ۸۷ کو بھی نہیں دیکھ سکا غن جیمیل عن نزار قال سمعت عماراً قال سمعت عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزوج الرجل ابنته الا بعد ان يزوج عورت کا کیا حکم ہے فرمایا کہ فی مضائق نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ متعہ کرنا عورت کی عزت کو بٹھکانا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل متعہ کو حرام کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عورت مجوسہ و نصرانیہ سے متعہ درست ہے اور افسوس کہ ایک روایت کہ متعہ کو سنت رسول خدا قرار دیا گیا ہے بغیر اللہ من ذلک۔ اور صاحب استبصار شیعہ نے یہ روایت لکھ کر فیصلہ دیا ہے کہ عقیقہ عورت سے متعہ کرنا افضل ہے بنسبت فاجرہ عورتوں کے اور جن سے ممانعت متعہ پائی جاتی ہے وہ تقیہ پر وال ہیں۔ اور

فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ میں لکھا ہے کہ امام جعفر علیہ السلام کی اس مسئلہ میں گفتگو ہوئی۔ امام صاحب نے کہا یہ متعہ حلال قیامت تک ہے۔ کون شخص اسکو حرام کر سکتا ہے۔ حضرت کے مقابل نے جواباً کہا کہ متعہ آپ کی عورتیں و دختریں بھی کرتی ہیں ان کے لئے بھی ہے فقال یسئلونک ان نسائک و بناتک و بنات عمتک فقال یفعلن و قال قا عروضا عنہ ابو جعفر علیہ السلام و حسنین ذکر نساء کلا و بنات عمتہ پس جب کہ یہ جواب تسلی بخش امام صاحب نے سنا تو لا جواب ہو کر اس سے متعہ پھیر لیا لغوی باللہ من ذلک۔ اب ملا اختر رافضی جی بتلائے کہ جب تمہارے ہاں یہ متعہ سنت ہے تو تم میں سے کون کونسا شخص متعہ کا جنا ہوا ہے ان کی فہرست تحریر کرو اور جو تم نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام جعفر علیہ السلام پر کیا ہے اسکا جواب تو سلطان الفقہ جلد چہارم و اقوال الصبیح میں

مفصل تمہارے بھائی و بانی کو دیا جا چکا ہے۔ اور اس مسئلہ کی بنا اجارہ باطل و فاسد پر ہے اور ہمارے ہاں تو اس خیرجی زانیہ نواح جامعاً تمام ہے۔ دیکھو مشارق الانوار و فتح البیان و رد المحتار مشین چلائے۔ اب یہی ہے دیکھئے فرج کافی جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ عن ابی عبد اللہ السلام قال سالت عن الذلک قال قال لا یفعل نفسہ لا شیئ علیہ یعنی سائل نے ہر نسبت مشیت زنی یعنی دوستی مشین چلانے کے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تب آپ نے جواباً بلا کسی قید و غدر کے فرمایا نہ دست مشین چلانے والے پر کوئی سزا و گناہ نہیں۔ ملا اختر جی کچھ شرم آئی ہے

یا نہیں خوب زور سے دستی مشین برہنہ ہو کر اپنے شیعوں کے سامنے چلایا کریں ملاحول ولا قوۃ ونعوذ باللہ من ذلک
 ہمارے مذہب میں تو مشیت زنی کرنا حرام لکھا ہے۔ دیکھو تفسیر معالم وقع البیان ذیل آیت کریمہ قد افلح
 المؤمنین اور کذب بیانی کرنے والوں کے لئے ہمارے ہاں بدول جواب تعذہ اللہ علی التکاذیب کے
 اور کچھ نہیں اور مسائل اجتہاد یا اضطراریہ مقابل مسائل منصوص کے کچھ قدر نہیں رکھتے اگر رکھتے ہیں تو بیان کریں غافہم فلا تعجل
 مسئلہ ۴: شیعہ مذہب میں ایک بار متعہ کرنے سے امام حسین کا نہ جہ نکلا ہے۔ دو دفعہ کرنے سے امام حسن کا تعین
 دفعہ کرنے سے حضرت علی کا چار مرتبہ کرنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ دیکھو کتاب شیعہ برہان المتعہ صفحہ ۵۲۔
 ہدیان رافضی ۷: ملائیک چشم یہ روایت فضائل متعہ پر ہے جس میں تنقیدی کی جاتی ہیں جو کہ مخالف حجت
 نہیں ہو سکتی اور اسکا جواب دو دفعہ کرم الدین و میزان المقابل میں دیا جا چکا ہے اور درجہ کے معنی نبی اللہ امام کے
 کہاں ہیں۔ خلاصہ۔

جواب ۷: از حنفی: رافضی عقل کے اندھے سینے خادم شریعت نے کہاں لکھا ہے کہ متعہ کرنے سے آدمی
 امام حسن و حسین و علی و رسول خدا بن جاتا ہے۔ نعوذ باللہ میں نے بھی تو اس متعہ یعنی ایک قسم کے زناہ کا درجہ بھی آپ
 کے مذہب سے ثابت کیا تھا تم کیوں غصہ میں آگئے اور تم نے کب میری طرف اشتہار و میزان المقابل رد ان
 کی ہے تاکہ اسکا جواب بھی تم کو مل جاتا۔ اسے ملا دیکھئے جو میں نے تم کو تحریر کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم من تمت مراً فاجتہد الحسین ومن تمت مرتین فاجتہد الحسن ومن تمت
 ثلاث مرات فاجتہد علی ومن تمت أربع مرات فاجتہد محمد بن عبد اللہ
 مؤلفہ ابوالقاسم مجتہد لاہوری سپر خاوری صاحب۔

اب ناظرین ذرا اس.... رافضی عقل کے اندھے سے دریافت کریں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ان کے جگر گوشہ نے کس کس کے ساتھ متعہ کیا اور کتنی دفعہ کیا اور یہ سنت متعہ کس خانہ میں جاری ہوئی جو
 دیں پھر ان کا متبع بنیں۔ غافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۵: شیعہ مذہب میں کجیروں کی کمانی حلال ہے کتاب شیعہ جلد ۲ فروع کافی صفحہ ۳۲۔
 ہدیان رافضی ۷: یہاں پر بھی جاہل نے خیانت و افتراء پہنچائی کی ہے۔ اصل عبارت کو ترک کر کے
 کجیروں کی کمانی کو حلال لکھا ہے حالانکہ کمانی کجیروں کی حرام ہے جو زناہ کرتی ہوں۔
 جواب ۷: از حنفی و مذہب ہدای میں بھی رافضی مجہول مرثیہ خان نے اپنے اوپر خود الزام بنکر لگایا ہے۔ ناظر

اصل عبارت شیعہ کو ملاحظہ کریں اور موذی مذکور کو دکھادیں۔ کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۳۲ مطبوعہ نرگشور میں
 اَبِی بَصِیْرٌ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ كَسَبَ الْمُغْنِیَاتِ فَقَالَ اَلَّتِیْ یَدْخُلُ عَلَیْهَا الرَّجَالُ
 حَرَامٌ وَاَلَّتِیْ مَدَّ عَاثِیُّ اَلْعَرَّاسِ قَیْسَ بِنَاسٍ وَعَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ الْمُغْنِیَةُ اَلَّتِیْ كَرَّ
 اَلْعَرَّاسُ لَهَا بِمَنْ یَكْسِبُهَا یعنی ایک شخص نے کافی گانے والی عورتوں کے متعلق امام جعفر علیہ السلام سے
 مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے جواباً کہا سہ زناہ کرتی ہیں حرام ہے جو شاہیوں میں بلائی جاتی ہیں گاتی ہیں
 اس میں کچھ مضائقہ نہیں جو گاکر لیتی ہیں وہ حلال ہے اور کافی کہنی کی عبارت نمبر اول میں گذر چکی ہے جس میں
 صاف لکھا تھا کہ حضرت علی نے بعض پانی کے زناہ کرنے کو حکم نکاح کا لگا دیا تھا جس کا جواب بلا اختصار امت
 تک بھی نہیں دے سکے اور شہر وزیر آباد۔ پشاور و لاہور وغیرہ میں کونسی کنجریاں تمہارے ہاں مل کر گانے والی
 مرثیہ خوانی کرنے والی زناہ سے پاک ہیں ان کی فہرست بیان کریں تاکہ ہم ان کو کنجریاں نہ کہیں۔ اور یہ کس آیت
 کریمہ میں ہے کہ گانے والی کی کافی حلال ہے جواب دیں اور ہم صاحب نے کب زانی کی خرچی کو حلال کہا؟
 ہمارے ہاں تو باتفاق صحیح قول میں زانیہ کی خرچی کو حرام لکھا ہے دیکھو کتاب مشار فی الانوار وفتح المبین اور اسی
 بنا اجارہ باطل و فاسد ہے جس کو تم رافضی سمجھ بھی نہیں سکتے اگر تم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب ظاہر و باطنیت
 سے یہ ثابت بلا مرجوح قول کے کر دو تو دس روپیہ انعام لو۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۳۔ شیعہ مذہب میں اگر کسی شخص نے نکاح اپنی ماں وغیرہ عورات سے کیا اور پھر اسکے ساتھ
 دخول کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا اگر اس بچے کو کسی نے کہا تو حرام زادہ ہے تو کہنے والے پر حد لگ جائیگی۔
 کیونکہ ماں بہن وغیرہ کے ساتھ جو نکاح کیا گیا تھا وہ من وجہ صحیح اور درست تھا۔ کتاب شیعہ فروع کافی جلد ۲
 صفحہ ۲۵۲ کتاب النکاح۔

ہذیان رافضی ۴۔ جابل ملا اصل عبارت عربی کیجئے تو اب نیچے یہ غرض افترا ہے اس روایت میں تو صاف
 صاف لکھا ہے کہ عورات سے نکاح حرام ہے اور ان کے ہاں تو عجیب مسئلہ ہے۔ چنانچہ اہلحدیث بھائیوں کی
 کتاب ظفر المبین سے لکھتے تیار ہوں کہ کسی شخص نے عورات نکاح کر کے وطی کر لی تو امام اعظم کے نزدیک اس پر
 حد نہیں ملے۔

جواب ۵۔ از حقیقی و نہ نیم خطہ پر لایا۔ اصل عبارت عربی کیجئے تو اب نیچے یہ غرض افترا ہے اس روایت میں تو صاف
 کر دیتا ہوں ترجمہ خود کریں فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ کتاب النکاح وَلَا یَكُونُ النِّكَاحُ هُمْ زَنَاقًا وَلَا اُولَآئِهِمْ

مِنْ هَذَا الْوَجْهِ أَوْلَادُ زَنَا وَمِنْ قَذَابِ الْمُؤْكُودِ مِنْ هَوْنِهِ وَالَّذِينَ وَلَدُوا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ جُلْدًا مُخَدَّئَةً
 مُؤْكُودٌ بِتَزْوِيجٍ رَشَدًا وَإِنْ كَانَ لَهُ مَفْسِدَةٌ أَلَا بِجَهْلَةٍ مِنَ الْجِهَاتِ الْمَحْرَمَةِ وَلَوْ الْمَنْسُوبِ إِلَى
 الرَّبِّ مُؤْكُودٌ بِتَزْوِيجٍ رَشَدًا عَلَى نِكَاحِ مِلَّةٍ مِنَ الْمِلَلِ خَارِجٍ مِنْ حَدِّ الزَّوَادِ لَكِنَّهُ مَعَاقِبُ عَقُوبَةٍ
 الْفُرْقَةِ الْخَامِ ابْنِ نَيْمٍ مَلَا صَاحِبِ سَمْعٍ أَكْثَرٍ يَأْتِيهِ فِي مَطْلَبِ بَيْتٍ يَأْتِيهِمْ أَوْ جَوْتُمْ نَسَبُ بَيْتٍ وَبِئْسَ كِتَابُ
 ظَفَرِ الْمَبِينِ سَمْعُ نَقْلِ كَمَنْ إِمَامُ صَاحِبِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بِإِعْتِرَافٍ كَيْفَ اسْكَا جَوَابَ فَتْحِ الْمَبِينِ رَدِّ ظَفَرِ الْمَبِينِ وَأَقُولُ
 صَحِيحٌ وَسُلْطَانُ الْعَقْدِ جُلْدُ چہارم میں خود ملاحظہ کریں اور مختصر مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ امام صاحب فرماتے
 ہیں کہ ایسے فعل کرنے والے شخص کو بے حد مارتا چاہیئے اور ایسے فعل کرنے والے پر حد نہیں۔ ہاں لافنی
 جی دیکھئے تمہاری کتاب فرہنگ کافی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ میں لکھا ہے کہ ساس یا اپنی عورت کی بیٹی کے ساتھ زنا کرنے
 سے عورت حرام نہیں ہوتی اور لغت حریر مسئلہ شاید ملاحظہ فرمائی ہو گا اور اپنی ماں کا بوسہ لینا شہوت سے بحالت
 حرام نیز معلوم ہو گا۔ اس لئے ہم اسکو فی الحال ظاہر نہیں کرتے اگر ملا جی کو اسکی ضرورت ہوئی تو ظاہر کر دیں گے
 فقط فانہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۷: شیعہ مذہب میں عورت کی شرمگاہ چو منادرست ہے۔ حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷:-

ہدایان رافضی:- جاہل لّا شرمگاہ چو منادرست شرعی کہیں دکھا سکتا ہے اسکو اپنی کتب کی خبر نہیں جن
 سخت گنہے مسائل درج ہیں۔ ملخصاً۔

جواب کے ار حنفی: ملا مرثیہ خوان جی بھلا امام کاظم اور امام جعفر علیہ السلام جیسے وجود ایسے نیکے اور بھائی
 دار مسئلے بیان کیا کرتے تھے ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہمارے ایمان تو یہ شہادت نہیں دیتے لیکن تم ایمان سے
 تباہ کہ ایسا فعل کرنا کہیں قرآن و حدیث و ہماری کتب فقہیہ میں ایسا لکھا ہے کہ ہاں میں دیکھئے صفحہ ۲۱۲ فروغ
 کافی عن ابی ابن جعفر قال سلمت ابنا الحسنی شایعہ مسلمہ عن الرجل یقتل زوج امرأته قال لا بأس
 اور فروغ کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام پر ہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو راوی سے فرمایا: ابنا الحسنی سے امام نے فرمایا
 کہ آگے کی طرف تو ہاتھ نے چھپالی ہے اور پیچھے کی دونوں طرف نے۔ اور حلیۃ المتقین میں ہے کہ عورت کی شرمگاہ
 میں انگلی ڈال دینا یا اسکو برہنہ کر دینا یا اس کی فرج کو چو منادرست ہے۔ کیا ناظرین آپ غور کریں کہ کیا یہ افعال انسانوں
 کے لئے ہیں یا حیوانوں کے لئے۔ ہمارے آقا کے نامدار۔ نہ تو فرمایا ہے کہ اپنی عورتوں کے ساتھ انسانوں کی طرح
 برتاؤ کرنا یعنی ان کے پاس انسانیت کے طریق پرانا اور مجاہدت کرنا اور لہو و لعب بیشک ان سے کرنا لیکن حیوانات

کی طرح مجامعت نہ کرنا اور مردانہ شیعہ تمہارے جیسے کسی متعصب شیعہ کی بنی ہوئی کتاب ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں یہ فعل ناجائز لکھا ہے تم ہمارے کسی مجتہد کا فتویٰ دکھاؤ تو جواب لو اسے ملا جلی تم کو شرم نہیں آتی کہ مقابل امام معصوم کے اقوال بقول اپنے پیش کرتے ہو۔ حالانکہ پھر ان کی بریت بھی کسی حیلہ سے نہیں کر سکتے۔ سچ ہے! لٹا چور کو تو لال کو ڈانٹے۔ بھلا ملا مرثیہ خوان جی تمہارے مذہب میں ذکر سے نماز میں کھیلنا جائز لکھا ہے یا نہیں اور تمہارے ہاں منہ خداوند کریم نے شرمگاہ عورتوں کے چومنے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں یا اگر اپنے ذکر کے لئے سبحان اللہ جب کہ تمہارے ہاں شرمگاہ چومنے میں ہرج نہیں تو اپنی عورت کے پستان خالی منہ میں ڈالنے سے حرمت رخصت کب ثابت ہوگی۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۵۔ شیعہ مذہب میں لکھا ہے کہ متعہ کا نزول قرآن کے ساتھ ہوا اور اسکی نسبت آنحضرت سے جاری ہوئی یعنی اس زناہ کی سنت آنحضرت علیہ السلام سے جاری ہوئی کتاب استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۷۔

اسپر ہدایاں رافضی ۵۔ یہ متعہ تو قرآن مجید و حدیث شریف و صحابہ تابعین وغیرہ سے ثابت ہے۔ یہ مال کی محض جاہلیت ہے کہ اسکو حرام و زناہ قرار دینا اور خدا و رسول کی توہین کرنا ہے یہ محض اسکا افتراء و استبصار کے اس صفحہ پر نہیں۔ دیکھو اسکا ثبوت رسالہ متعہ علامہ حائری و سراج المذہب و طبری الخ۔

جواب ۵۔ از حنفی:۔ رافضی جی میں نے کہاں لکھا ہے کہ تمہارے مذہب میں یہ متعہ حرام ہے میں نے بھی سنت ہی لکھا ہے۔ چنانچہ استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۷ سے یوں روایت تحریر کر دی گئی ہے عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْمُتَّعَةُ تَوَلَّى بِهَا الْقُرْآنُ وَجَوَّزَتْ بِهَا السُّنَّةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَعُوذْ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ تَافَرِينَ ذُرَا اس رافضی دشمن اہلبیت سے تو پوچھو کہ نبی علیہ السلام و اہل بیت نے کس کس عورت اور کس کس کی بیٹی یا بہن یا اماں سے متعہ کیا ہے ثابت کریں۔ اگر رافضی جی جواب دیں کہ انہوں نے نہیں کیا تو پھر ان کو جوابا کہنا کہ اسے بھلے مانس تم انکو بقول اپنے کیوں قرآن کا نافران بناتے ہو جب کہ تمہارے نزدیک یہ خدا کا حکم ہے اور وہ آیت تو پیش کر دیجئے جس سے یہ متعہ ثابت ہوتا ہے۔ قرآن تو اس بات پر شاہد ہے کہ تم چار عورتوں حرہ سے زائد جمع مت کرو۔ ہاں اگر تم کو طاقت ہے اور ضرورت اس سے زیادہ کی ہے تو لونڈیاں رکھ لو اور یہ بھی فرما دیا کہ تم اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھنا اور یہ نہیں فرمایا کہ تم متعہ یعنی زناہ کرتے پھرنا اور ملا مرثیہ خوان جی سینے اور دیکھئے کہ اما مان معصوم نے اس متعہ کو کس قدر مذموم سمجھا ہے

فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْبِكْرَ الْمُتَّعَةَ قَالَ

تکون الصب علی اہلہ یعنی عورت بکرہ سے متعہ کرنا اسکے خاندان پر مٹہ لگانا ہے اور حضرت امیر نے حضرت
ابن عباس سے کہا تو مرد عیاش ہے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے منع کر دیا ہے اور کتاب
استبصار جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں مسطور ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَعْنُومُ الْجِمَارِ الْإِبْلِيَّةِ وَالنِّكَاحِ
الْمُتَّعَةِ یعنی فرمایا کہ حرام کر دیا نبی علیہ السلام نے گوشت گھریلو گسٹے کا اور نکاح متعہ کا اور فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۴
کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ متعہ کو بالکل چھوڑ دو کیا تمہیں حیا نہیں آتی
عورت غیر کا سال اپنے بھائیوں کے آگے بیان کرنا عَنِ الْمُغْضَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَقُولُ فِي الْمُتَّعَةِ دَعْوَاهَا أَمَا يَسْتَحْيِ أَحَدُكُمْ أَنْ يَرَى فِي مَوْضِعِ الْعَوْدَةِ لَا يَحْتَمِلُ ذَلِكَ عَلَى صَالِحِي
الْخَوَافِ وَأَعْيَادِهِ الخ پس رافضی مرثیہ خوان جی تہہ لگا ہے یا نہیں پس یہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ متعہ منسوخ
ہو کر حرام ہو چکا ہے اور اس میں اور زناہ میں کچھ فرق نہیں کیونکہ یہ فعل عیاشی و بے حیائی پر مبنی ہے۔ ذرا غور
سے ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ خرچہ زنا کی پہلے ادائیگی جاتی ہے اور متعدد بھی دیکھو کتاب متنبیہ المتحرین۔

۱۔ بر خرقہ زنا کی پہلے ادا کی جانی ہے اور متعہ میں بھی دیکھو کتاب شریعتیں۔
 ۲۔ زناہ میں خرقہ کا تعین نہیں ہوا اگر تا اور متعہ میں بھی نہیں۔ کتاب شیعہ تنبیہ المکرین صفحہ ۲۹ و فروع کافی جلد ۲
 ۳۔ زناہ کے لئے پوشیدگی و تنہائی ضروری ہے اور متعہ کے لئے بھی اعلان و اشتہارات کی ضرورت نہیں ہوتی
 ۴۔ بر زناہ کے لئے بھی نفس وقت شرط ہے۔ متعہ کے لئے بھی شرط ہے ورنہ باطل ہوگا صفحہ ۱۱ جامع عباسی
 ۵۔ زناہ میں زانی کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ جتنی عورتوں سے چاہے زنا کرے متعہ میں بھی یہ کوئی
 رکاوٹ نہیں۔ چاہے ہزار عورت سے متعہ کرتا پھرے یا جس قدر چاہے تزوج منہن النفاق انہن مستک
 فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۱۹۔ اور امتصار میں ہے مَا يَجِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ قَاتِلٌ كَقَتْلِ نَفْسٍ۔

۱۔ کنجریوں پیشہ دار کو پردہ نہیں ہوتا۔ مفتوحہ عورتوں کو بھی پردہ جائز نہیں ہوتا۔ دیکھو استبصار جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

۲۔ زناہ میں غرض دفع شہوت کی ہوا کرتی ہے نہ کہ بقاء نسل انسانی اور متعہ میں بھی غرض دفع شہوت کا

خارج کرنا ہی ہوتا ہے۔ تنبیہ المنکرین صفحہ ۶۔

۴۔ مذاہ میں جی دارث کے حقدار نہیں ہوتے اس میں بھی دلالت ہے **وَاللّٰہُ ثَلَاثٌ کَافِیٌّ** میں موجود ہے **صغیرا و جبارا**
عباسی صفحہ ۱۳۵۔

مثلاً: زناہ میں بھی نان و نفقہ مرنیہ کا زانی مرد پر واجب نہیں ہوتا اور متعہ میں بھی یہی حلال ہے۔ دیکھو جامع عباسی صفحہ ۱۱۱
مثلاً: مرنیہ عورتوں کے لئے کوئی عدت نہیں ہوا کرتی اسی طرح متوعدہ عورتوں میں بھی ولاعدۃ کہا مستطرح ہے فروع
کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲۔

پس اگر رافضی جی کے پاس ان دلائل کے توڑنے کے لئے کچھ سامان ہے تو پیش کرے اور امام مالک کی طرہ
تحریر ہے کہ ان کے موطایں صاف صاف لکھا ہے کہ متعہ ناجائز ہے اور محولہ کتابیں اکثر اس کے مذہب کی ہیں۔ جو
ہمارے لئے حجت نہیں۔ اور بخاری وغیرہ کی روایات منسوخ ہیں جن پر فریقین کے دلائل شاہد ہیں۔ خدا رافضی
ان کو تحریر تو کرے دیکھئے جواب کس طرح نکلتا ہے۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۹: شیعہ مذہب میں کتے پس خوردہ یعنی شکار سے بچا ہوا مسلمانوں کو کھانا درست ہے استنبصار شیعہ
جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔

ہزیان رافضی ۹: جاہل ملائے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈال رہے صاحب استنبصار سنہ ۱۳۷۱ھ کا ذکر کیا ہے ان
کے مذہب میں تو کتے سڑکا پس خوردہ پاک ہے حاشیہ کتروغیرہ ملخصاً۔

جواب از حنفی ۹: رافضی مثنیہ خوان جی ذرا لغتانی کا مغالطہ و افتراء تو ثابت کیجئے۔ اسے دیکھئے کتاب استنبصار
جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ الْكَلْبِ يَكْتُمُ عَلَيْكَ صَيْدًا كَأَنَّكَ قَتَلْتَهُ
مِنْهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ إِنَّ أَكْلَهُ وَهُوَ لَكَ حَلَالٌ۔ یعنی راوی نے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ کتے شکاری
کا پس خوردہ کھانا جائز ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ اب رافضی جی میں نے کب کہا ہے کتے غیر شکاری کا ان کے
مذہب میں حلال ہے کیوں خواہ غواہ خادم کو برا کہہ کر اپنے ایمان کو جواب دے دیا ہے اور یہ کہاں ہمارے
مذہب احناف میں کتے شکاری کا پس خوردہ حلال ہے۔ ہم مسلمان تو ایسے شکاری کتے کا پس خوردہ حرام جانتے
ہیں۔ تمہیں مبارک ہو اور کتروغیرہ کسی متن یا مقتی بہ روایات سے پس خوردہ خنزیر و کتے کا ثابت کر دو تو پانچ
روپیہ انعام لو اور اسکا جواب بدو اس آیت کریمہ کے ہمارے پاس کچھ نہیں نَعْتَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ فافہم فلا تعجل
مسئلہ ۱۰: شیعہ مذہب میں جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کتاب استنبصار شیعہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۴۔

ہزیان رافضی ۱۰: یہ روایت جلد ثانی صفحہ ۱۰۴ استنبصار میں نہیں ملا ایک چشم کا افتراء ہے۔ یہ روایت مختلف
طریق کتب شیعہ میں درج ہے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا قاضی خاں وغیرہ ملخصاً۔

جواب از حنفی ۱۰: رافضی جی کچھ تو شرم کرے۔ دیکھئے عقل کے اندھے مست بنو قال سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ

عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ الرَّجُلِ وَهُوَ صَائِمٌ فَيَجَامِعُ أَهْلَهُ قَالَ لَيْسَ وَلَهُ شَيْءٌ عَلَيْهِ كِتَابُ اسْتِبْرَارٍ جُلْد
 اول حصہ دوم صفحہ ۴۴۔ یعنی راوی نے امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا کہ روزہ دار اپنی عورت سے صحبت کرے
 تو اسکے لئے کیا حکم ہے تو امام صاحب نے فرمایا کہ وہ نہاں ہے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور صاحب استبصار نے
 کہا ہے کہ چاہے یہ فعل کسی سے سہوا ہو یا نا سید روزہ میں کچھ خلل نہیں ہوگا لَیْلُ مَدَّ شَيْءٌ وَقَدْ تَمَّ صَوْمُهُ
 اور رافضی کیا اچھا ہوتا کہ تم اپنے گھر کا پہلے اچھی طرح پتہ سے پتہ پھر دوسرے گھر کی نکتہ چینی کرتے اور جو تم نے
 مشیت زنی کا بہتان ہمارے ذمہ لگایا ہے رافضی جی بقول افواہ تمہارے کے تم کو امام جعفر علیہ السلام کے
 قول پر عمل کرنا فرض ہے دیکھئے کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُ
 عَنِ الدَّائِسِ قَالَ تَأْتِي نَفْسُهُ وَلَا شَيْءٌ عَلَيْهِ لَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُ
 كَيْفَ مَسْئَلُهُ دَرَبًا ذَاتَ كِتَابٍ لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ نَفْسَهُ فَعَلَّ كَرِهَ لِي أَنْ يَكُنْ يَسْمَعُ نَفْسَهُ لَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُ
 لَكَاهِرِ جَوْتَمِ نَفْسِي خَالٍ كَا حَوَالِهِ دِيَا هِيَ اِسْمِي تَوَلَّكَ هِيَ كَبِيبِ يَهْ فَعَلَّ كَرِهَ لِي أَنْ يَكُنْ يَسْمَعُ نَفْسَهُ لَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُ
 كَيْفَ نَفْسُهُ النَّاسُ كَسَنَ بَا تَقُولُ كَو مَشْتِ زَنِي كَسَنَ نَفْسِي بَنِيَا هِيَ۔ اور دوسرے یہ مفتی بہ روایت نہیں
 اگر یہ روایت مفتی بہ ثابت کر دیں تو انعام لیں۔ اور باقی تمہاری ہر لیات پر ہم بدول لعنتہ اللہ علی الکاذبین کے
 کچھ نہیں کہتے۔ جب تک کہ تم اپنا پورا ذخیرہ جہنمی نہ بنا لو گے اور قاضی خاں وغیرہ میں لکھا ہے کہ جماع سے روزہ
 ٹوٹ جاتا ہے۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۱۔ شیعہ مذہب میں نماز میں اپنے غصوتنا سل سے کھیل کر تا درست ہے۔ اور اس فعل سے
 نماز کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ کتاب شیعہ استبصار جزء اول جلد ۲ صفحہ ۴۵۔
 ہذا یان رافضی بدعت بدعت فی الصلوٰۃ کے متعلق لا باس وارد ہے اور دوسری روایت مس ذکر اس کی تشریح
 کرتی ہے۔ مس ذکر کیا جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اہلسنت کے ہاں نماز میں گوزمانے سے نماز درست ہوتی
 ہے۔ گھسے وغیرہ کو ہانکے تو نماز نہیں ٹوٹی لخصاً۔

جواب ۱۱۔ از ملکائی:۔ رافضی صاحب اپنی من گھڑت آیات کو امام صاحب کے قول پر زائد نہ کیے ذرا
 کے چھوٹے آثار دیکھئے کتاب استبصار صفحہ ۴۵ جلد اول قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل
 يلعب بذا، يخرب في الصلوة المكيبة ففقال لا بأس۔ یعنی راوی نے پوچھا کہ ایک شخص نماز مفروضہ میں
 زارتہ کیلئے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اس کی تشریح یوں مذکور ہے عَنْ الرَّجُلِ

يَلْبَسُ بِذَلِكَ حَتَّى يَأْتِيَ قَالَ لَا يَأْتِي وَنَحْمُ بِلُغَةِ بِلْدَانِهِ شَيْئًا وَيَكْثُرُ سَالُ قَاطِعِ الْإِنْفِ صَفْحَةَ ۱۵۔ اور کتب
 لغت میں یلبس کے معنی بازی کر دن کے ہیں اور یہاں پر مضارع کا صیغہ ہے جسکی خصوصیت استمراری ہوتی
 ہے اور فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۰ میں مذکور ہے کہ اگر نماز میں ودی یا ندی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جاوے تو نہ
 نماز فاسد ہوگی اور نہ وضو ٹوٹے گا۔ اور استبصار میں لکھا ہے کہ اسکے دھونے کی بھی ضرورت نہیں ۱۔ اور مسئلہ دربارہ
 گز وہ تمہارا ہی ہے دیکھے کتاب استبصار جلد اول صفحہ ۲۴، الرَّجُلُ يَحْدُثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجْدَةِ
 الْخَيْرُ قَالَ تَمَّتْ صَلَوَتُهُ وَإِنَّمَا الشَّهَادَةُ فِي الصَّلَاةِ رَافِضِي حِي الصَّافِي كَيْفَ كَوْنِهِ بِعَيْنِهِ
 وہی مسئلہ ہے یا کچھ فرق ہے پس جو تمہارے ہاں اسکا جواب ہے وہی ہمارا ہے اور اسی کتاب میں صفحہ
 ۲۱۶ پر ہے کہ حضرت علی نے بے وضو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور ان کی نماز تو درست ہوگئی اور لوگوں کو لوٹانی پڑی
 اور مسئلہ نمبر ۲ کتاب محمولہ سے نہیں ملا اصل عبارت لکھو اور جواب لوہ اور باقی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر
 کوئی شخص یہ فعل ان کے ڈرانے کی نیت سے کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور باقی ہدایات کا جواب بدول
 لعنة الله على الكاذبين کے ہمارے ہاں کچھ نہیں۔ فافهم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۱۔ شیعہ مذہب میں ندی یا ودی بہہ کر ایڑیوں تک چلی جاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز
 فاسد ہوگی کتاب فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۱۔

ہدیان رافضی ۱۲۔ اسکا جواب دو ورقہ کر مدین ساکن بھیس کو دیا جا چکا ہے اب اعادہ کی ضرورت نہیں
 ملتا فی ثواب اگر ذی علم ہوتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا ایسا مسئلہ تو موطا امام مالک وغیرہ میں لکھا ہے۔ ملخصاً۔

جواب از حنفی ۱۲۔ اسے لاہوری خیر تمہارا جواب تو مثال اسچور کو تو ال کو ڈانٹنے کی ہے۔ ذرا ہوش سے سنئے
 دیکھام جعفر علیہ السلام تمہارا کس طرح گلا کاٹ کر جواب دیتے ہیں۔ کتاب فروع کافی جلد اول صفحہ ۲۱ عَنْ أَبِي

عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ سَأَلَ مَنْ ذَكَرَكَ شَيْئًا مِنْ مَذْيِ أَوْ وَجْهِ أَثَمْتَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لَا تَقْطَعُ
 وَلَا تَقْطِعُ الصَّلَاةَ وَلَا تَنْقُصُ لَهُ الْوُضُوءَ وَأَنْ يَبْلُغَ عَقْبَيْكَ اور دوسری روایت میں ہے محمد بن مسلم سے

قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ الْمَذْيِ نَسِيلٍ حَتَّى يُصِيبَ الْفَخْذَ فَقَالَ لَا تَقْطَعُ صَلَاةً وَلَا يُغْسِلُهُ
 مِنْ فُحْشَةٍ پس خیر لاہوری جی ان ہر دو روایات سے اصل مطلب ندی اور ودی نماز میں جاری ہو کر ایڑیوں تک جانیکا

نکلا ہے یا نہیں۔ اور ندی ودی کے پاک ہونے کا ثبوت ملا ہے یا نہیں۔ اگر رافضی جی زیادہ اس مسئلہ کی تشریح
 دیکھتی منظور ہو تو استبصار علی الشرائع میں ملاحظہ کر لو۔ اور جو تم نے موطا امام مالک کا حوالہ دیا ہے وہ بالکل غلط

ہے۔ عبارت لکھو۔ جواب نو۔ اور منی ہمارے مذہب حقیقی میں نہیں ہے۔ اگر اسکا پاک ہونا تم اس مذہب میں ثابت کرو تو اپنے خطاب مشہور کے مطابق انعام حاصل کرو۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۳۔ شیعہ مذہب میں حق امر کو ظاہر کرنا اور سست نہیں جو ظاہر کرے گا اسکو اللہ تعالیٰ بذیل اور عذاب کے گا۔ کتاب اصل کافی صفحہ ۲۵۸۔

نہ بیان رافضی ۱۳۔ یہ مسئلہ متعلق تقیہ کے ہے جبکا انکار کرنا کفر ہے قیامت تک جاری ہے۔ اس مقام پر بھی جاہل ملا نے افتراء کیا ہے اصران کے ہاں بھی تقیہ ثابت ہے۔ بخاری و بیضاوی و کثر اعمال ملخصاً۔

جواب ۱۳۔ از حنفی۔ رافضی جاہل مرثیہ خواں جی یہ تو تم مان گئے کہ تقیہ قیامت تک جاری ہے۔ پھر تمہارا افتراء

کہنا کیا معنی۔ اور ملاسن اور دیکھ جو میں نے روایت بیان کی تھی اصل کافی صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا سَلَيْتُكُمْ عَلَى دِينٍ مِّنْ حَتَمَةٍ أَعَزَّ اللَّهُ وَمَنْ أَذَاعَ لَهُ اللَّهُ الْمِثْلَ اِنَّهُ صَفْحہ ۲۸۶

میں ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا مَعْلً اَحْتَمُّ اَمْرًا وَاَوْلَتْهُ عَهْدًا فَانْتَهَ مِنْ حَتَمٍ اَمْرًا وَاَكَمَّ يَدَا عَهْدَ اللَّهِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَجَعَلَهُ نُورًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ بِقُوْدِكَ فِي الْجَنَّةِ يَا مَعْ لِي مَنْ اَذَاعَ اَمْرًا وَاَكَمَّ يَدَا عَهْدَ اللَّهِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَنَزَعَ النُّورَ مِنْ بَيْنِ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ اَلَمْ اَبِ نَظَرِيْنَ اَخْرَجْ

لاہوری سے دریافت کریں کہ ملتان میں نے کونسا افتراء باندھا ہے کیا اس عبارت کا یہ مطلب نہیں جو حق امر

ظاہر کرے گا وہ دنیا و آخرت میں ذیل ہوگا۔ اور جو شخص حق امر کو چھپائے گا اس کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں عزت کرے گا۔ یا کچھ اور ملا مرثیہ خواں جی جواب دیں اور جو تم نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کی بنیاد تقیہ پر ہے

جو قیامت تک رہے گا۔ اور اسکا منکر کافر۔ ارے ملا جی بتلائیے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام نے کب تقیہ کیا تھا اور کب تبلیغ

احکام میں راہوں نے قصور کیا تھا۔ اور قرآن مجید اس پر شاید ہے کہ جو شخص حق امر کو چھپا دے اس پر اللہ کی لعنت ہے وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ تَاٰخِرَ بَلٰغَتِهِمْ اِلٰهَ مُنْكَرٍ مِّنْهُمْ سَیُصِیْبُهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ اگر تقیہ کو نافرمانی بتاتا

تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جگر گوشہ بتول نے کیوں کہ بلا میں تقیہ کو ترک کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں اپنی کتاب نہج البلاغہ میں تقیہ کو مذموم سمجھ کر اسے کرنے والوں پر حکم نفاق کا لگا دیا۔ اور ملا اختر جی مترجم

نہج البلاغہ سے ان مختلف مقامات کو غور سے پڑھو۔ اور سوچ سمجھ کر قوی کفر کا لگا یا کرو۔ وہ ہذا کتاب نہج البلاغہ صفحہ ۲۷ میں ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم خدا کی میں نے کبھی کسی امر حق کو نہیں چھپایا اور نہ

کبھی کوئی جھوٹ بولا۔ اور صفحہ ۱۰ میں فرمایا کہ کذب و دروغ سے دوری اختیار کرو۔ کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے اور صفحہ ۵۵۳ پر ہے کہ فرمایا کہ ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر جھوٹ سے تجھ کو نفع پہنچے تو بھی سچ کہو۔ اگرچہ اس میں بڑا نقصان ہی ہوا۔ اور صفحہ ۴۶۴ حضرت طلحہ و زبیر کے یوں خط لکھ کر فرمایا کہ مجھے زندگی کی قسم کہ تم دونوں مہاجرین ہو۔ اور اس تقیہ کرنے اور حق چھپانے کے سبب زیادہ سزاوار نہیں ہوا۔ یعنی تقیہ کرنے کرنے والا اور حق چھپانے والا سخت سزاوار ہے۔ کیونکہ تم نے بظاہر تو اطاعت کا اظہار کیا اور باطن میں نافرمانی کو چھپائے رکھا۔ لہذا تم منافق ہو گئے۔ اور صفحہ ۲۱۵ میں فرمایا کہ بہت برا آدمی ہے کہ جو دو صدقوں کے ساتھ آدمیوں سے ملاقات کرے۔ یعنی کبھی دوست بن کر ان کی تعریف کرے اور کبھی دشمن کے ساتھ ان کی شکایت کرے تو فرمایا ایسا شخص لوگوں کو فریب دینے والا جھوٹا اور دیکار ہے اور فرمایا ایسا شخص جو دوزبان کے ساتھ ہو وہ منافق ہے۔ پس ملا رافضی جی دیکھا ان تمام دلائل قاطع سے ثابت ہوا کہ تقیہ کرنے والا اور خداوند کریم کے احکام چھپانے والا شخص منافق اور مردود ہے۔ اور تمہارے دلائل پیش کردہ سے نہ تقیہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی کتمان بلکہ صحابہ کا کمال ایماندار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ملا اختر جی ہماری کتابوں کی اصل عبارتیں تحریر کر کے جواب لیں۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۴: شیعہ مذہب میں گوشت خنزیر کھانے سے کوئی حد شرعی نہیں۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۳۱۰۔ ہدایان رافضی ۱۴: جابل ملاں کی ایمانداری ملاحظہ ہو۔ لیس علیہ حد ہے۔ باقی حصہ ہضم کر لیا۔ ڈکار تک نہ آنے دیا۔ اگر اسی پر اعتراض ہے تو حضرت ایک چشم قرآن میں کہیں خنزیر کا گوشت کھانے پر حد لکھا ہے ان کے ہاں تو اگر بکری کا بچہ سوئی کے دودھ کے ساتھ پالا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ غایتہ الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۹۹ اور اختلاف الائمہ۔ امام مالک کے مذہب میں خنزیر سے سب اشیاء پاک لگتے ہیں سوائے گوشت خنزیر بلخصاً جواب ۱۴: از حنفی و ملا اختر رافضی چار چشم جی گائی گلوچ دینا ہی تمہارا کام ہے۔ بیشک خالق خدا دیکھ رہی ہے اور ہمارا یہ ایمان نہیں کہ ہم آئمہ دین کی طرف ایسے واہی تباہی مسائل منسوب کریں جیسے تمہاری کتب صحاح میں مسطور ہیں جن سے تم دراصل نادم ہو کر جواب نہیں دے سکتے چنانچہ مسائل تنازعہ در پیش ہے وہو ہذا کتاب فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ کتاب الحدود۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَكَلَ مَيْتَةً وَالْأَمْرُ بِالْخَيْرِ عَلَيْهِ أَحَدٌ فَإِنَّ عَادَةَ أَذْبَابَ قَلْبِهِ عَلَيْهِ حَدٌّ ۱۲ یعنی امام جعفر علیہ السلام نے اپنے شیعہ کو فرمایا کہ گوشت خنزیر وغیرہ تین مرتبہ کھانے پر کوئی حد نہیں۔ صرف تنبیہ ہے اور اسی کتاب

فروع کافی کتاب الصيد صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام لوگوں کو بلا کسی عذر کے حرام گوشت کھانے کا حکم دیتے تھے البتہ اگر رافضی جی سنا ہے اور پتہ لگایا ہے۔ ہمارے ہاں تو لکھا ہے کہ جو شخص... سوئر وغیرہ حرام اشیاء وغیرہ کو کھانے کو کھائے اس کے لئے تعزیر ہے۔ چاہیے کہ حاکم وقت اسکو قتل کر دے یا وطن سے بی وطن کر دے یا کوئی اور سزا حسب رائے اس پر قائم کر دے اور اگر کوئی شخص حرام قطعی کو حلال جانے اور کھائے تو وہ باتفاق مرتد قابل قتل اور اگر جان بچانے کے لئے ذیل حکم غیر فایغ کھائے تو اسکے لئے مباح ہے لیکن رافضی جی تہا ہے ہاں تو صرف تنبیہ ہی کافی ہے اور ہمارے مذہب حنفی میں تو چہرہ اختیار کا کبھی دباغت سے بھی پاک نہیں ہو سکتا یہ محض تمہارا بہتان ہے۔ اور نہ ہی ہماری کتب ظاہر روایت میں کہیں اسکو پاک لکھا ہے۔ اگر تم دکھا دو تو اپنے خطا کے مطابق انعام حاصل کرو۔ اور کتاب اختلاف الامم کسی تمہارے جیسے آدمی کی ہے جو کہ مفتی بہ نہیں اور مسئلہ ثانی بوجہ اختلاف ہونے کے حلال ہے کیونکہ اسکے وجود میں جب کہ اثر دودھ کا نیست و نابود ہو گیا تو پھر حلال جانور کی حلت میں کونسا صاحب عقل انکار کر سکتا ہے۔ اور اس نے ماکولات اشیاء جن کی پیدائش نجس العین وغیرہ کی آمیزش سے ہی ہوتی ہے۔ جنکو تم لوگ بھی شب و روز کھاتے پیتے ہو اور ان کے کھانے پینے کے بدو تمہارا جینا ہی محال ہے پھر اعتراض ہی کیا۔ اور اسکے علاوہ تمہاری کتاب کھینی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ہے کہ اگر گوشت کسی کو کسی بستی میں مل جائے اور اسکے حلال و حرام ہونے کا کچھ پتہ نہ چلا تو اس گوشت کو آگ پر رکھ دیں اور کھالیں۔ جو انقبض ہو وہ حلال اور جو انقبض ہو وہ مردار۔ اور اسی کتاب کے آگے لکھا ہے کہ اگر دغ و غن زرد یا تیل میں کتایا جو ہاگرے تو ان کو نکال کر شیعہ شخص بیشک کھالیں۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ فانہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۵۔ شیعہ مذہب میں ڈول چڑے خنزیر سے بنا نا درست ہے۔ من لا یحضر الفقیہ صفحہ ۴۔

ہدایان رافضی ۱۵۔ جاہل ملا نے یہ کہہ کر کہ خنزیر کے چڑے کا ڈول بنا نا درست ہے سوائے مخالطہ دیل ہے حالانکہ اسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایسا ڈول زراعت کے پانی پلانے کے لئے کافی ہوتا ہے اور ان کے ہاں کتے اور لومبر کے چڑے پر نماز پڑھنا درست ہے۔ دیکھو قاضی خاں صفحہ ۱۱۔

جواب ۱۵۔ حنفی ۱۔ رافضی مرثیہ خوان جی میں نے کونسی زیادتی کی ہے میں نے بھی تو یہی لکھا تھا کہ ان کے ہاں خنزیر کے چڑے سے ڈول بنا نا درست ہے۔ چنانچہ آپ نے مان کر امام معصوم کے قول و فعل کو رو کر دیا۔ ذرا غور

۱۔ اختلاف الامم ایک عربی میں ہے۔ مصنف امام شعلانی اور دوسری غیر مفید کی ہے۔ آپ اس کی تشریح کریں ۱۲۔

کافی صفحہ ۴ کو اٹھا کر یہ حدیث دیکھئے عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ السَّيِّدِ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ الْمُحْتَبَلِ يَكُونُ مِنَ الشَّعْرِ
 الْمُخْزِرِ لِيَسْتَقِي بِهِ الْمَاءُ مِنَ الْبُيُوتِ يَتَوَضَّأُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ قَالَ لَا بَأْسَ وَصَوَّلْتَ وَصَلَّ الصَّادِقُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جَلْدِ الْخِزْرِ يَجْعَلُ دَلْوًا لِيَسْتَقِي بِهِ الْمَاءُ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ پس ان ہر دو روایات سے
 صاف ثابت ہوا کہ خنزیر کے چمڑے اور اسکے بالوں کی رسی سے پانی نکل کر کنوئیں سے وضو کرنا درست ہے
 اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کنواں اور ڈول اور رسی سب شیعہ کے نزدیک پاک ہیں چاہے شیعہ شخص اسکو پیئے یا
 وضو کرے اور اسی روایت کے آگے صاحب من لایحضر الفقیہ نے بیان کیا ہے کہ مردار کے چمڑے کے برتن
 میں روغن و تیل و پانی رکھنا درست ہے۔ اور جو تم نے روایت قاضی خاں کی ہمارے لئے پیش کی ہے وہ روایت
 مرجوع و مردود و نامقبول ہے۔ جسکا مفصل ذکر سلطان الفقہ جلد ۲ میں آچکا ہے مگر تم یہ مسئلہ کتب ظاہر روایات
 سے دکھا دو تو انعام ہو۔ اور ہمارے ہاں تو خنزیر کا چمڑا دباغت سے بھی پاک نہیں ہو سکتا ہے اور یہ معنی یہ
 قول ہے اور باقی اشیاء بھی خنزیر کی نجس العین ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی و خازن و کتب فقہ معتبرہ یہ سب کچھ
 تمہارے ہی ہاں پاک ہیں تم بیشک ان کو استعمال کرو۔ دیکھو جامع عباسی و فروع۔ فافہم فلا تعجل۔
 مسئلہ ۱۷۔ شیعہ مذہب میں پانی کے عوض اگر عورت زنا کرے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں بلکہ یہ زناہ حکم نکاح
 کا رکھتا ہے۔ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸۔

ہدیان راضی ۱۷۔ ہدیان کا رٹون نے تقلید رئیس الخوارج لکھنوی روایت کا غلط مفہوم بیان کیا ہے اسکا مدلل
 جواب میزان المقابل میں دیا جا چکا ہے اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور آپ کے ہاں کتاب تبیان المحتال
 فتویٰ محمد کا بھی ایسا ہی ہے اور المختار بدول گویاں نکاح درست لکھا ہے صرف ان کی ایجاب قبول ہی کافی
 ہے لخصاً۔

جواب الامار حنفی ۱۷۔ جھوٹے موتی کی طرف کب دیکھتے ہیں جوہری یا بیحد اقصیٰ ابروہرگز کبھی ملتی نہیں۔
 اختراجم الشیاطین چاوشیم بدیدہ ہمارے عالم یا عمل پر بڑا نکتہ ہوا بکتا ہے کہ اس روایت کا یہ مطلب نہیں
 پس عادم شریعت اس امر کا فیصلہ اب اصل سبابت لکھ کر ناظرین کے اندھا دہا پر چھوڑ دیتا ہے خود ناظرین اللہ
 کریں گے اور تمہارے بتیان کا جواب بھی خود سمجھ لیں گے۔ کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى عُمَرَ فَقَالَتْ إِنِّي زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي فَأَمَرَبَهَا أَنْ تُرْجَمَ فَأَخْبَرَ
 بِاللَّيْلِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَوَادُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَقَالَ كَذِبٌ زَنَيْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ بِالْبَلَاءِ فَإِنِّي

عَطَشٌ شَدِيدًا فَاسْتَسْقَيْتَا عَرَابِيًّا فَإِنِّي أَنَّى لَيْسَقْنِي إِلَّا أَن أَمْلَكَنَّهُ مِن نَفْسِي فَلَمَّا أَحْبَدَنِي الْعَطَشُ وَخَمَمْتُ عَلَى نَفْسِي مَقَامِي فَأَمْلَكَنَّهُ مِن نَفْسِي فَقَالَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَذَوُّيْجٌ وَدَبَّ الْكُفْبَةُ فَقَطَّ. ابنا عثرین انصاف سے فرمیں کہ اس روایت شیعہ کا وہی مطلب نکلتا ہے یا کچھ اور کیا حضرت خلیفہ ثانی نے حکم رجم کا عورت مزنیہ کو دیا ہے یا نہیں۔ اور حضرت علی نے بدوں گواہاں یہ زنا بخلت حکم نکاح رکھا ہے یا نہیں اور بعض پانی کے زنا ہوا ہے یا نہیں فقط۔ اور رافضی باقی اعتراضات کا جواب اقوال الصیحہ میں ملاحظہ کریں تسلی ہو جائے گی۔ فافہم فلا تعجل۔

مسئلہ ۱۷ :- شیعہ مذہب میں کتے اور خنزیر کی ہڈیاں ورثہ بقولے مرتضیٰ کے پاک ہیں جامع عباسی مطبوعہ نوکاشور صفحہ ۳۶ سطر ۱۹۔ اگر ان مسائل میں سے ایک مسئلہ بھی غلط نکلے اور ان کی کتابوں سے نہ ملے تو فی مسئلہ غلط ثابت کرنے کے ہم دس روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ فقط اشتہار و غلط ختم۔

ہڈیاں رافضی ۱۷ :- بضر ض تسلیم اگر یہ راست بھی ہو تو ایک سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ کا قول مذہب شیعہ کے لئے حجت نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب باقی کو سب آئمہ نہیں کہتے ہیں۔ لیکن حقیقی مذہب میں سب جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں۔ ملخصاً۔

جواب ۱۷ :- رافضی مرثیہ خوان جی من گھڑت تاویل کو کون مان سکتا ہے۔ اسے ملاجی دیکھئے فروغ کافی جلد ۲ جزو ۲ صفحہ ۱۰۳۔ یہ فتوے سید مرتضیٰ کا ہے یا کہ امامان دین کا ہے عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَادٍ قَالَ كُنْتُ

عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرَوِّيًا نَسَلُهُ عَنِ اللَّيْنِ عَنِ الْمَيْتَةِ وَالْبَيْضَةِ عَنِ الْمَيْتَةِ وَالْعُظْمُ مِنَ الْمَيْتَةِ فَقَالَ كُلُّ هَذَا أَذَى قَالَ فَقُلْتُ لَمْ أَشْعُرُ الْخَنَازِيرَ لَعِمَلُ حَبْلًا وَ لَيْسَتْ بِي مِنَ الْبَرِّ الْقَوِّ يَشْرَبُ مِنْهَا أَوْ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا قَالَ لَوْ بَأْسٌ بِهِ وَزَادَ فِيهِ عَلِيٌّ بْنُ عَقْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ زَادٍ قَالَ وَالشَّعْرُ وَالصَّفْوَتُ كُلُّهُ زَنَى۔ پس اب رافضی جی ان امامان دین کے اقوال کو بھی تم مانو گے یا نہیں اور ان کے فتاویٰ تمہارے لئے حجت ہیں یا کہ نہیں۔ اور سید مرتضیٰ کے فتویٰ کی تائید ہوئی ہے یا نہیں۔ اور ان سے انکار

کرنے والا تمہارا ہے نزدیک کافر بنتا ہے یا نہیں۔ اور ہمارے نزدیک تو یہ سب اشیاء اجزاء خنزیر کے نجسین ہیں بدولت اضطراری کے ان سے فائدہ حاصل کرنا ناجائز ہے چنانچہ قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔ لیکن افسوس کہ اس چار چشم کو آتشا پتہ نہیں کہ ہمارے اس اسلام پر کس قدر غیر مذہب والے نکتہ چیں و حملہ آور ہو رہے اور اس امر پر اخبار شیطان و کتاب رنگیلار رسول دال ہے۔ لیکن ان سب علم مرثیہ خوانوں کذابوں کو اس دین حق سے

کیا واسطہ ہے یہ لوگ تو علوی منڈے کھانے میں مستغرق و عبد الدہیم و دینار ہیں۔ اور بتاؤ فی قصے کہا نیاں لوگوں کو سنا کر اپنی جلیں گرم کرنا یہ سبے حیاد بے شرم مفسد پر دانڈل کا ہی شیوہ ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ اگر جاہل رافضی مرثیہ خواں ایسی حرکات و افعال مذمومہ سے باز نہ آیا تو پھر خادم شریعت کو بھی مجبوراً اس مذہب سبائی رافضیہ کی ضرورت قلعی کھولنی پڑے گی۔ درگت بنانی پڑے گی۔ بعد ازیں گلہ و شکایت شیخان رافضیاں کی خادم شریعت پر بے جا ہوگی۔

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از ستم پند گیر خواہ ظلال
المعلن و خادم شریعت ابو المتطور محمد نظام الدین ملتانی حال وار و وزیر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور شیعہ کا ایمان

انجمن صدیقیہ اثنا عشریہ ملتان مصنف و استاذ معاویہ کے ہر دو حصہ کا مختصر روز کتب اور مطالبہ خادم شریعت کہ شیعہ صاحبان اپنے مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کریں اور جواب دیں۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بقولہ تعالیٰ ذلّٰلہ العزّة و لیٰ رسولہ و لیٰ المؤمنین و لیٰکن الثّقین
لویعلمون و لقولہ تعالیٰ اِنَّ الارضَ یرثہا عبادِی الصّالحون۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال انا و آل ابی سفیان اہلبیتین معانی الاخبار صفحہ ۹۹ مطبوعہ ایران
کتاب معتبر مذہب شیعہ یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم علوی اور سفیانی دونوں اہلبیت
ہم پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خاندان قریش سے تھے چنانچہ شیعہ
یہ کہتے ہیں کہ عبد المناف کے دو فرزند تھے۔ ہاشم۔ عبد الشمس امیہ حرب ابی سفیان معاویہ یزید۔ اور ادم
سے ہاشم کے فرزند عبد المطلب اور ان کے فرزند ابی طالب اور ان کے فرزند حضرت علی اور ان فرزند حسین

ہوا اور حضرت علی علیہ السلام کو یزید گالی دیتا تھا اس لئے ہم اسکو نہیں مانتے۔

جواب از خادم شریعت :- ہرگز ہوتے نہ مولوی عالی جناب کرم

گو چاٹ بیٹے ساری سیاہی کتاب کی

جناب والا ہم کب کہتے ہیں کہ یہ فعل ان کا جائز یا چھٹا تھا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ طرفین آپس میں جدی بھائی تھے۔ اور حضرت معاویہ بنی علیہ السلام کا سالہ بھی تھا اور کاتب وحی بھی اور واقعی ان کی آپس میں لڑائی بھی ہوئی اور بعد از جنگ و جلال آپس میں صلح اور صفائی بھی ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت اسد اللہ الغالب نے ان کو نصف یا کچھ حصہ ملک بھی عطا کر دیا اور ہر ملک اور ہر شہر پر یہ اشتہار بھی دے دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو ہمارے درمیان لڑائی صغین میں ہوئی ہے وہ صرف اختلاف خون عثمان تھا ورنہ وہ توحید و رسالت و تصدیق ایمان میں ہمارے برابر ہے۔ خدا اور رسول کے مانتے میں نہ وہ ہم سے زیادہ نہ ہم ان سے زیادہ۔ معاملہ واحد ہے۔ دیکھو پانچ ابلاغت صفحہ ۱۵ جلد ۴ مطبوعہ مصری زینا واجد و نبیتکوا حیداً وقد قوتنا فی الارض و ما جحدنا ولا نستزیدکما ہم فی الایمان باللہ عندیق بوسولہ ولا یستزیدنا۔ اور علاوہ اسکے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کی بیعت کرنا اور ان سے ہزار بار پیہ وصول کر کے اپنے کام میں خرچ کرنا اور فرمانا کہ یہ میرے شیعوں سے بہتر اور اعلیٰ ہے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ ان کو گالی مت دو۔ اور علاوہ اسکے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو معاف کر دیا اس لئے حق نہیں کہ ان کو برا کہیں اور ایسا ہی حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی اسد اللہ الغالب کے درمیان تنازعہ ہوا اور حضرت عائشہ کی زبان سے ان کے حق میں ایسے الفاظ نکلے جو تحریر سے باہر ہیں دیکھو کتاب شیعہ احتجاج طبری صفحہ ۶۹ مطبوعہ ایران و حق الیقین صفحہ ۲۳۲۔ اور ایسا ہی آئمہ معصومہ کے درمیان وہ تنازعات ہوئے ہیں کہ قلم کو طاقت نہیں

۱۔ معاویہ بن سفیان صحابی اسلام قبل الفتح و کتب الودعی و مات فی رجب سنۃ ستین و قتلہ تارک التمانین ۱۱۱ قتلہ از تقریب التہذیب صفحہ ۲۵ مطبوعہ قشور یعنی معاویہ بن سفیان صحابی ہے پہلے فتح مکہ کے اسلام لایا تھا اور کاتب وحی احمد بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا ۲۔ خادم شریعت رضی اللہ عنہ ۳۔ ما قالہ امیر المؤمنین علیہ السلام صریحاً ابی طالب الشملت شملہ الجنین و قتلہ ۴۔ خاتون جنت الخنین الخ و حق الیقین کی یہ عبارت ہے۔ خطا یہاں ہے درشت باسید او سنا نمود کہ ماتہ جنین در رم پر وہ نشین شدہ و مثل غائبان و خانہ گریخت یعنی اسے ابی طالب کے بیٹے جو شکم کی طرح چپ کر بیٹھا ہے اور خاتونوں کی طرح گھر میں گھسا ہوا ہے الخ نعوذ باللہ ۵۔

کہ تحریر میں لائے۔ اور ایمان کو دینا نہیں کہ ظاہر کرے۔ ہاں اگر شیعہ صاحبان اجازت دیں تو مجبوراً ان کی کتابوں کے تحریر کردوں گا۔ اور اس وقت صرف اتنا ہی تحریر کر دینا کافی ہے کہ ایسے تنازعات آپس میں ہوا ہی کون سے ہیں اور صلح ہی ہو جایا کرتی ہے۔ لہذا زبان درازی ان کے حق میں نہ کی جائے۔ اور جو اسے یزید عنید کی نسبت چارہ جونی کی وہ خلافت منہاج السنہ پر نہ تھی۔ اسکی بنا محض بادشاہی کی بنا پر تھی۔ خلافت حقہ جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ حدیث سفینہ سے ظاہر ہوتا ہے اور کتاب زبدۃ المسائب صفحہ ۲۶۶ شیعہ میں صاف لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس فعل سے روک دیا تھا کہ تم ابن رسول اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا نہ دینا اور تو جانتے ہو کہ وہ خون اور نواسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ ذرا ہوش کرنا۔ لیکن اس بد بخت موذی یزید عنید نے اپنے باپ کے کہنے کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور دنیا سے ہی ظالم طوق لعینی کا گئے ہیں ڈال کر واصل جہنم ہوا اور گالی گلوچے دینا تو شیوہ اہل تشیع کا ہے۔ اور ان روایات کے راوی سب مجرور ہیں۔ اور اصول کافی شیعہ صفحہ ۲۸۲ سطر ۵ میں لکھا ہے کہ حضرت علی کو گالی دینے میں کچھ حرج نہیں تھا اِنَّكَ سَتَدْعُوْنَ اِلٰی سَبِّ نَسَبُوْنِ۔ اور علاوہ اسکے مرزا احمد علی شیعہ راہوری امرتسری مناظر نے بدالت سنہ سب نج صاحب دیوان سیتارام بی۔ اے مورخہ ۲۶ میں بیان دیا کہ اگر کوئی مسلمان حضرت علی کو گالی دے تو بھی کافر نہیں ہوتا ۱۲۔ ہاں اور اب سنت کے نزدیک تو وہ شخص ملعون ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میں نے حضرت علی کو گالی دیں لاریب اس نے مجھے گالی دیں اور حضرت علی کے ساتھ کوئی شخص عداوت نہیں رکھتا مگر منافق قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي رَوَاهُ احمد (شکوۃ) اب شیعہ صاحبان انصاف سے فرمائیں کہ کون محب علی کے ہیں۔

شیوہ علم و تتم سیکھو نہ بزرگے تو دیکھو دیکھو ہر کسی کا دل دکھانا مشابہ

فانہم فلا تعجل۔

حضرات خرقہ پوشان درویشی ہر چہ ہاں سلسلہ والو نیکیاں نصیحت

حضرات اہلسنت و جماعت کو لازم ہے کہ تمام صحابہ کرام کے ساتھ ایمان رکھیں اور کسی پر بد غلطی نہ کریں۔ چونکہ صحابہ کرام تمام قطب اور اولیاء عظام سے شان و رتبہ میں اعلیٰ ترین ہیں۔ چنانچہ ذیل کے حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّنَا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَلْمَنَ بِمِثْلِ أَحَدِ هَؤُلَاءِ لَمْ يَنْصُقْهُ لَقُلْ اِنْ بَخَارِي وَمُسْلِمٌ مَشُوكَةٌ اب منائب

الصحابۃ: فصل اول یعنی حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدسے تاہم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی تم میں سے خرچ کرے احد پہاڑ کے برابر سونا تو نہ پہنچا تو ایک صد کی ثواب کو اور نہ اس کے نصف کے برابر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے صحابی تھے جنہوں نے کئی مرتبہ اپنا مال جنگ، و جدال و حضرت امام حسن و حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیا چنانچہ کتب تاریخ و مکتوبات امام محمد و اہل سنت جلد اول صفحہ ۸۸ مکتوبات ۲۶ مطبوعہ نو کھڑے سے ظاہر ہوتا ہے (حاشیہ پر دیکھو)

حدیث ۱: - عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسَّ النَّارَ مَسًّا رَأَى أَوْ رَأَى مَوْجَ رَأَى رَوَاهُ ترمذی و مشکوٰۃ۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں نہ آگ لگے کی اس مسلمان کو کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا مسلمہ امر ہے۔ کماثر اور بخاری و مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت میں فرمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر بایں طور شامد ہے۔

حدیث ۲: - عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَذْبُورِ وَالْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَى أَجْنِبِهِ وَهُوَ يُقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَوْتًا وَعَلَيْهِ آخِرُي وَيَقُولُ لَيْتَ أَبِي هَذَا مَسِيئًا وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَصْلَحَ بِهِ بَيْنَ بَيْنَيْنِ عَظِيمَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رواه بخاری پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ گروہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور گروہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں یکے سے مسلمان تھے اور جو ان کے درمیان پھوٹ ہو گئی تھی وہ امام حسن لخت جگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے جاتی رہی۔ یعنی جب کہ امام صاحب نے خلافت منہاج السنہ پوری کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ اور ان کو اپنا امیر بنالیا۔

حدیث ۳: - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالْجُومِ فَبِأَيِّهِمْ اقْتُلَيْتُمْ أَهْتَدَيْتُمْ

مسند احمد کہتے ہیں تقریباً گیارہ چھٹا تک کے بیانہ کو ۱۲۔

۱۔ شیعہ از عبداللہ بن مبارک سوال کروا تھا اَنْضَلْ معاویۃ ام عمر بن عبد العزیز قال الغبا بالذی دخل الف فوس معاویۃ تبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر من عبد العزیز عند امرئ الخ پس حضرت محمد و اہل سنت علیہ الرحمۃ یہی سبب نقشبندیہ خاندان کے سلسلہ کی توقیت پر چسپاں فرماتے ہیں کہ ان کا اعتقاد تمام صحابہ کرام بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی اس قدر رنجہ ہے اور اتباع بھی ان کی شرط پر ایسی ہے جیسے اعتقاد ہے۔ ۱۲۔

نقل از مشکوٰۃ و علل الشرائع کتاب مذہب شیعہ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمام صحابی میرے مانند ستاروں کے ہیں جس کسی صحابی کے ساتھ پیروی کرو گے راہ پاؤ گے ہدایت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف صحابوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک رحمت خدا ہے اور تمام صحابی مثل ستارے آسمانوں کے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر از روئے نورانیت قوی تر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کشتیاں چلتی ہیں اور بے راہوں کو راستے ملتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ستارے ہوتے ہیں کہ اپنے آپ میں ہستہ تفرق و نور دیکھاتے ہیں۔

حدیث ۵۰۰ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَخِذُوا هُمْ عَرَضًا مِنْ لَعْنَتِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَخَبَّتِي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبَغَضَنِي وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي **احديث**۔ نقل از مشکوٰۃ۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی صحابی کو نشانہ بنانا یا ان سے بغض رکھنا یا ان کو ایذا دینا خدا اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے جو کہ سبب جہنمی ہونے کا ہے۔

حدیث ۵۰۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ رَوَاهُ ترمذی و مشکوٰۃ۔ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس وقت دیکھو تم ان لوگوں کو جو برا کہتے ہیں میرے اصحابوں کو پس کہو لعنت خدا کی تمہارے اس فعل بد پر اور غنیہ شریف صفحہ ۹۷ مطبوعہ اسلامیہ لاہور میں حدیث حضرت انس سے مسطور ہے وَأَنَّهُ يُحِبُّ فِي أَحْزَابِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُونَهُمْ أَلَّا يَكُونُوا أَجْلُوهُمْ إِلَّا تَشَارِبُوهُمْ أَلَّا تَلْتَمِسُوا كَيْدَهُمْ أَلَّا تَلْتَمِسُوا عَلَيْهِمْ وَخَلَّتِ اللَّعْنَةُ كَيْدَهُمْ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحابوں کو پسند فرمایا ہے کہ انہوں نے مجھے مدد دی ہے اور بعض ان میں سے میرے سر ہیں۔ عنقریب آئندہ زمانہ میں ایک قوم ان کے رتبہ کو گھٹانے کی خبردار تم ان کے ساتھ مت کھاؤ خبردار ان کے ساتھ مت پیو خبردار مت ان کے ساتھ رشتہ بنو خبردار مت ان کے ساتھ نماز پڑھو خبردار مت ان پر جنازہ پڑھو۔ ان پر حلال ہے لعنت۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ پس یہ فتوے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت پیر صاحب کا ہے اور سفر نامہ مکمل امام جلال الدین سید بخاری علیہ الرحمۃ کو صفحہ ۱۸ سے ملاحظہ فرما کر اپنے ایمان کو تازہ کر لیں۔ اور آئندہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی اور سوسے زنی سے اجتناب کریں اور حضرت سید ممدوح فرماتے ہیں کہ شہر فرنگیانیں ایک امام بارہ سخاویاں عاشورہ میں تمام مرد اور عورتیں جمع ہو کر امام حسن و حسین کا شہید نامہ پڑھتے اور سنتے ہیں اور بہت

کچھ مال خرچ کرتے ہیں اور ثواب انکے رُوحوں کو بخشے ہیں اور موزوں کو لعنت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محبوبِ اہلبیت تصور کرتے ہیں۔ اور جب انہوں نے حضرت امیر معاویہ کو گالی دی تو میں نے کہا یہ مناسب نہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہ بھی صحابہ کرام سے ہیں وہ سن کر مجھ سے جھگڑ پڑے جنگ و جدال کی نوبت آگئی اور ان میں ایک عالم فاضل تھا منصف مقرر ہوا۔ منصف نے انہیں جھوٹا قرار دیا تمام اس ماجمے کے بعد انہوں نے توبہ کی اور میرے پاؤں پچھڑے۔ تقدیر الہی ایسی تھی لقولہ تعالیٰ وَمَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی کوئی مصیبت بغیر حکم اللہ تعالیٰ کے نہیں پہنچتی وہ توبہ نام ہوئے اور مصداقِ اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ کے ٹھہرے اور ان مظلوموں کو شہادت کا درجہ مل گیا جو ان کے لئے کافی ہے۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ حال وار و وزیر آباد

بِسْمِہٖ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی

سَلَامٌ عَلَیْہِ الْاَرْشَادِ

عَلٰی الْمَنْبِ الْاَسَدَارِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی سَيِّدِ الْمَوْسَلِينَ مُحَمَّدٍ
الَّذِیْ عَلَّمَهُ عُلُوْمًا لَا وِلٰیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اِلٰہِ الْعَالَمِیْنَ بِمَا حَقَّ وَمَا يَكُوْنُ وَاصْحَابِہِ الَّذِیْنَ
اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ یُجَلُّوْنَ وَتُسَبِّحُہُمْ اَمَّا بَعْدُ۔ خادم شریعت ابو المتطور محمد نظام الدین حنفی ملتانی قادری
سروری از خلفائے حضرت سلطان العارفين سلطان باہو قدس سرہ برادران اہل اسلام کی خدمت میں
عرض کرتا ہے کہ آجکل اخبار اہل حدیث ذمہ مند لہرہ سائل میں دیکھا جاتا ہے کہ ملک نجد اور اہل نجد اور محمد بن
عبدالوہاب نجدی اور اسکے متبعین کی شناخانی اور اسکے ظلم کی بریت کے گیت گانے جاتے ہیں لہذا خادم
شریعت نے برائے افادہ عوام الناس امر متنازعہ کو فرقہ غیر مقلدین کی کتب مقبرہ سے واضح کر دیا ہے کہ
ندبہ بن کو اعتباراً جائز ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بیان حالات ملک نجد و فرقہ وہابیہ و معنی وہابی

بحین ابن عمرو رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم بارک لنا فی شامنا
 اللہم بارک لنا فی یمنا قالوا یا رسول اللہ فی نجدنا اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک
 لنا فی یمنا قالوا یا رسول اللہ فی نجدنا فافظنہ قال فی الثالثۃ ہناک انزلزل والقتن و بہت
 یظلم قرون الشیطان :- رواہ البخاری نقل از مشکوٰۃ جلد ۳ باب ذکر الیمین فصل صفحہ ۵۷۲ مطبوعہ گلزار
 محمدی لاہور۔ یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کی ذات بابرکات حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام و یمین کے لئے دو مرتبہ دعا برکت فرمائی اور جو لوگ حاضر مجلس اہل نجد تھے
 انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہماری نجد کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔ آپ نے تیسری بار کہا کہ اس ملک
 میں زلزلے اور قتلے اور سینگ شیطان کا ظاہر ہوگا۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی آپ
 کی پورے طور پر محمد بن عبدالوہاب کے زمانہ میں ظاہر ہوئی۔ چنانچہ مولوی صدیق حسن خالص صاحب اپنی
 کتاب ترجمان وہابیہ کے صفحہ ۳۲ تا ۴۰ میں بایں طور تحریر فرماتے ہیں کہ نجد اس ملک کو جو متصل شام جانب شمال اور
 عراق سے جانب شمال اور عراق سے جانب مشرق اور حجاز سے جانب مغرب اور یمین سے جانب جنوب ہے
 اور محمد بن عبدالوہاب قبیلہ سارخ موضع درعیہ نجد میں تھا۔ یہ ایک بڑا امیر تھا۔ جب اس کا واسطہ ابن مسعود کے
 ساتھ ہوا تو ان سے اپنی وہابیت کی بہت زور شور سے ملکوں میں دعوت دی اور عبدالوہاب کی لڑکی سے ابن
 مسعود نے نکاح کر لیا۔ اور اسوجہ سے ابن مسعود کے قبیلہ نے محمد بن عبدالوہاب کی دعوت وہابیت قبول کر لی۔
 اور بہت شہر وہابی ہو گئے۔ اور محمد بن عبدالوہاب نے ابن مسعود کو وعدہ دیا کہ تو ضرور حاکم نجد ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ
 وہ ابن مسعود کو لایت نجد کا حاکم ہو گیا اور موضع درعیہ کو اس نے آباد کیا اور مساجد بنوائیں۔ اور محمد بن عبدالوہاب کی
 پاس خاطر بہت کیا کرتا تھا۔ اور وہابیت کو بڑے زور سے پھیلاتا تھا اور دین کے اختیار سے محمد بن عبدالوہاب کو روکے
 تھے۔ اور ابن مسعود نے سنہ ۱۶۹ء میں وفات پائی۔ اور محمد بن عبدالوہاب اپنے باپ کے کہنے پر جنوب وہابیت پھیلاتا
 رہا۔ غرضیکہ مولوی سعید صدیق حسن خالص صاحب نے لکھا ہے کہ فرقہ وہابیہ نے مشہد امام حسین اور مشہد حضرت
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر محاصرہ کر لیا اور نوٹ لیا اور خیر میزی بدیشمار کی اور امام حسین کی مزار کا سامان اورٹ
 والوں پر مباح کیا۔ اور گردن میں خون کا بازار گرم کر دیا اور پیر وہابیہ فرقہ نے مکہ معظمہ پر پٹھانوں کی اور شہر سے

خونریزی کی اور شرفاء مکہ کو قتل کر ڈالا اور کعبہ شریف کو برہنہ کر دیا اور لوگوں کو دعوت دیا بیت پر مجبور کیا۔ برابرتین
 ماہ تک مکہ شریف کا محاصرہ کیا آخر لاہریوں نے دعوت دیا بیت قبول کر لی۔ اور اس اثنا میں مسعود و ہانی کا باب
 عبدالعزیز قتل کیا گیا۔ اور پھر جدہ شریف پر بھی دباہیوں نے بہت کچھ ناجائز حرکتیں کیں اور پھر مدینہ منورہ کی طرف
 دباہیوں نے چڑھائی کی اور مزار مقدس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برہنہ کر دیا۔ اور اسی طرح ابابکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما
 کے مزارات درپیش آئے رقبہ مزار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن عبدالعزیز و ہانی نے ڈھانے کا قصد کیا۔ مگر اس امر
 کا مرتکب نہ ہو سکا۔ اور ساتھ اونٹ خزانے کے لوٹ مار کر کے مدینہ منورہ سے اپنے ملک نجد و رعیہ میں روانہ کر دیئے
 اور حج کعبۃ اللہ کا سوائے دباہیوں کے سب کو بند کر دیا گیا اور طرح طرح کی دغا بازیوں و فریبوں سے انہوں نے
 کام لئے اور اپنی حکومت دباہیت پر زور دیا۔ پھر مولوی صاحب اپنی بریت ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ معلوم
 ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند میں کوئی مسلمان دباہی نہیں ہے۔ اس لئے جو کاروائی ان لوگوں نے ملک عرب میں ہونا
 اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز سے و حریم شریفین کو پہنچی وہ معاملہ
 کسی مسلمان ہندو غیر ہندو کے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا اور اس طرح کی جرأت کسی شخص سے نہیں ہو سکتی۔ اور یہ
 بھی معلوم ہوا کہ فتنہ دباہیوں کا ۱۸۱۸ء میں بالکل خاموش ہو گیا۔ لخصاً نقل از ترجمان دباہیہ مطبوعہ محمدی لاہور ۳۱۲
 تا ۳۴۰ تصنیف مولوی محمد صدیق حسن خان غیر مقلد اور علاوہ اسکے کتاب عجائب بر دو سالہ کے ضمیمہ صفحہ ۲۷۰ بایں
 طور مصطور ہے۔

دباہی کے معنی کیا ہیں

مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب درانی المجددی نقشبندی اپنی کتاب درۃ الدرائی میں لکھتے ہیں محدث بطرون
 جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رقاہ بگ ناظر مدرستہ الانس میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق
 تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا اس نے
 خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اسکے بدن سے ظاہر ہو کر زمین میں پھیل گیا اور جو اسکے سامنے آتا ہے اسکو جلا
 دیتا ہے یہ خواب اسنے معتبرین کے سامنے بیان کیا جو اسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے انہوں نے اس خواب کی تعبیر
 دی کہ اسکا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو بڑی طاقت اور دولت پاویگا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن
 عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا۔ جو ۱۱۳۰ھ میں متولد ہوا اور بعد از ہزار و ۳۰۰ سالہ میں فوت ہو گیا۔ یعنی اس نے چھیانوے

سال کی عمر پائی۔ اور ابتداءً اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہو گا۔ اور نظماً اسکا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیئہ کذاب اور اسودانسی اور طلحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا تھا جنہوں نے اس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور قدرت خدا کی ہے کہ اسکو پورے طور دینے کی قدرت نہ دی جبکہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علماء مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا بلطرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اس نے اپنے کو قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اسکا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مثل محمد ہے۔ گویا آنحضرت کے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر نے چند اصولی عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں۔ اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا لائق نہیں۔ کیونکہ مدح اور تعظیم صرف خدا کے قدیم کے لئے شایاں ہے۔ ہذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم میں قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا لہذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں انکو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں سے ہے اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عدا کا مستحق ہے اور اسکا قتل بلاشبہ واجب ہے۔

پھر مورخ بلطرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے مقلد ہو گئے۔ اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں اسکی کچھ بن نہ آئی۔ اور آخر کار تیس برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا لیکن وہاں کے علماء نے اسکی خوب خبر لی بالآخر ۱۱۵۵ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اسکا فضول اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن مسعود مسلمی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیر زادہ تھا اور جسکے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے اس نے اپنی ایک مخفی تارندہ کے لالچ سے کہ اسکی حکومت عادلانہ بصورت ریاست کی طرح سے بڑھے اور اسے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان کا جادو چل جائیگا اور اسکے مذہب کی تائید سے اسکا دینی ارادہ پورا ہونکیگا اس نے محمد بن عبدالوہاب کا مذہب قبول کیا اور اسکے سارے مرید آبائی بھی اسکے ساتھ ہوئے اور اسنے مذہب و بابیہ کو اسقدر تقویت دی کہ اطراف و اکناف کے اعراب اور بدوی سب کے سب اسکے مطیع ہو گئے حتیٰ کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی اور محمد بن عبدالوہاب ان کا امام قرار پایا۔ اور ابن مسعود اسکے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ

اور رعیت انہوں نے اپنا دار السلطنت مہین کیا۔ اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مقرر کر کے اپنے ملک و دولت کی توسیع میں سامنے ہوا۔ مگر حیات نے وفات کی امداد اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا حتیٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اسکا جانشین ہوا جو کہ شجاعت اور ہمت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا۔ اور محمد بن عبدالوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت دین و مابینہ زور و شمشیر شروع کر دی۔ پس جب کہ عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا تو اول کسی ایک کو اسکی تفہیم کے لئے بھیجتا تاکہ وہ اسکے اعتقاد کے مطابق تفسیر و تاویل قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اسکا اعتقاد قبول کر لیتا تو اسکو امن دے دیتا۔ ورنہ اسکی بیخ و بنیا داکیر کر کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا لیکن بول اور عود تول کا تعرض نہ تو تھا اور مطیع قبیلوں کے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ و مابینہ کی طاقت بڑھ کر اہل بحر فارس اور حلب و دمشق اور بغداد کے اطراف تک پھیل گئی حتیٰ کہ عبدالعزیز ابن مسعود کے مرنے کے بعد تاریخ ۸ محرم ۱۸۵ھ مسعود ابن عبدالعزیز شکر اشر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبۃ اللہ میں خونریزی کی جس کی شان بقول قرآن ہے وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا لیکن اس نے آمن کو غیر آمن بنا دیا اور حدود حرم جس میں جنگی بیٹھ یا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بجز دو داخل ہونے کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس و مابنی بھڑیئے کے پنجے سے حرم حل ہو گیا اور چاروں حصے جلا دیئے گئے اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی۔ اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا اہل مکہ کی طرف بطور محبت و دعوت بھیجا جسکی اصل عبارت کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے یہ تاکہ اسکے دیکھنے سے مشتے نمونہ از خردارے عبرت کا باعث ہو چنانچہ کہ فَمِنْ اَعْتَقًا اِنَّهُ اِذَا دَخَلَ سَمَّ نَبِيٍّ فَيَطْلُعُ هُوَ عَلَيْهِ مَذَارٌ مُّشْرِقًا وَهَذَا اِلَّا عِتْقَادُ شُرَکٍّ سِوَاكَ كَانَ مَعَ نَبِيٍّ اَوْ وُلٰی اَوْ مَلٰکٍ اَوْ جِنِّیٍّ اَوْ صَنَمٍ اَوْ دُوْنِ سِوَاكَ فَكَانَ يَعْتَقِدُ حُصُولَ بِلَادِهِ اَوْ بَاعِلًا مَّا لِلّٰهِ تَعَالٰی بِاَيِّ طَرِیْقٍ كَانَ لَیْسَ بِمُشْرِکًا وَمَنْ اَعْتَقَدَ النَّبِیَّ وَغَیْرَ کَاوَلِیْهِ وَشَفِیْعَهُ فَهُوَ وَابُو جَهْلٍ فِی الشُّرَکِّ سِوَا مَا السَّالِقُوْنَ فَاَللّٰهُمَّ وَالسَّوَاعِ وَالْعَزْیُّ وَمَا لِلْمُحَقَّقِ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَعَبْدِ الْقَادِرِ مَنْ لَمْ یَفْعَلْ فِی حَاجَتِهِ یَا اللّٰهُ وَقَالَ یَا مُحَمَّدًا وَاَنْ اَعْتَقَدَ عَبْدًا غَیْرَ مُتَصَرِّفٍ فِی الْکُلِّ مَا مَشْرِقًا وَکِفَالًا قَدْ وَفَّی ذٰلِكَ شَیْخُنَا تَقِی الدِّیْنِ بَنْ نِیْمِیْہِ وَقَدْ ثَبَتَ اِنْ السَّفَرَاوِیَّ قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَمَشَاهِدًا وَمَسَاجِدًا وَآثَارًا وَقُبَرًا تِیْ بَنِیْ اَوْدِیٍّ وَسَائِرُ الْوُثَّانِ شُرَکَّ اَحَبُّ۔

ترجمہ یہ یعنی جو کوئی اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اسکا علم اس نبی وغیرہ کو بلا تہ حاصل ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے

یہ اعتقاد ہو جس سے مشرک ہو جاتا ہے اور جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابو جہل دونوں مشرک ہیں برابر ہیں پہلے بتلات اور سوانح اور غزلی تھے لیکن پچھلے بہت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں۔ جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے اور اگرچہ اس کو ایک بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ اور مجھے اس باب میں بہادر شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف سفر کر کے جانا مشرک اکبر ہے۔ پس مکہ کو غارت کر کے اس نے ۸۰۲ھ میں مدینہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجر مبارک کو توڑ کر خزائن بیکار کر کے لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ساتھ انٹول پر لاد کر لے گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جب کہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق بلا جس میں سے تین سو نو سو تے ابدار کلال اور کئی دانے زمر و کلال کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ مولد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر صدیق اور علی بن ابی طالب اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے قبے بھی گرادیئے۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور دو صد رسول کریم کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرت حق ظاہر ہوئی کہ سارے دھماکی سرنگوں گر کر مرے اور اسی آستائیں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلایا۔ اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدہا کی طرح نکلا جس نے قوم فرعون کی طرح افواج و بایہ کا لٹا دیا۔ کیا اطمینان میں سلطان محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسون بن کے ساتھ سید احمد طوطاوی محشی در مختار بھی مصر میں آئے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ منورہ کے دروازہ پر دباویہ کی بجھتی کے لئے آ پہنچا۔ اس وقت عثمان مصلحتی سپہ سالار دباویہ نے مدینہ کے دروازے بند کر دیئے۔ لیکن طوسون کے زمین کے نیچے سے سرنگ لٹائی اور اتفاق سے ایک حصہ دیوار کا گریا اور طوسون نے اندر گھس کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید دباویوں کے کان کتر دیئے گئے اور مدینہ منورہ ۱۲۲۶ھ میں دباویوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور ۱۲۲۸ھ میں عثمان مصلحتی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن ۱۲۲۹ھ میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا بیٹا عبداللہ بن مسعود اس کا جانشین ہوا اور آخر کار وہ بھی حروب کثیر کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ درعیہ پایہ تخت دباویاں فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور تاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باسب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور دباویوں کی قوت اور

دولت کا خاتمہ ہوا۔ اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیری دی گئیں۔ یعنی مقید کئے گئے اور کان کتر دیئے گئے اور امن و امان قائم ہوا اور پھر اوسر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مذہبوں کے مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طویل میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداءً غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد فوت ہوتے رہے اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا۔ اسی فرقہ نے زور پکڑنا لگیا۔

مگر خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس فرقہ کا داعیہ بند و پنجاب میں مستقل ہو گیا۔ گویا خدا کے غضب نے ایک ملک میں ظہور کیا چنانچہ پنجاب میں اس مذہب کی اشاعت مولوی عبداللہ غزنوی کے وجود سے ہوئی جو اسی مذہب کی بدولت غزنی سے بہت رسوائی کے ساتھ نکالا گیا۔ اور اولاً بصورت درویشیاں حضرت کوٹھہ والے ایک بزرگ نقشبندی کی صحبت میں رہا مگر آخر کار وہاں سے بھی اسے نکلتا پڑا اور حضرت اخوند صاحب کے فتووں اور مریدوں سے ڈر کر امرتسر میں جا گزیں ہوا اور وہابیت کا بیج بویا۔ غالباً اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو قادیانی صاحب نے ازاتہ الا وہام کے صفحہ ۳۱۸ میں اپنی الہامی تفسیر کے اثبات میں کیا کہ مولوی عبداللہ غزنوی کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدِّیْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدِّیْقٍ اور اس سے مراد اس کے معنی نہ تھے بلکہ یہ مراد تھی کہ مولوی صاحب کو ہستان ریاست قابل سے پنجاب کے ملک میں بزرگ سلطنت برطانیہ آئیں گے اور یہی مولوی غزنوی ہیں جن کا ایک کشتی قول قادیانی صاحب نے اپنے دعوے کی صداقت کے لئے ازاتہ الا وہام کی جلد ثانی میں نقل کیا ہے۔ پس پنجاب میں اس وقت تک جب قدر وہابی مولوی ہیں وہ سب اسی غزنوی مولوی کے متبع اور مقلد ہیں۔ اور ہم کو ان کے فروعی اعتقادات اس موقع پر نقل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اس قدر مشہور اور معروف ہیں کہ عمدتیں اور پکے بھی اس سے ناواقف نہیں۔ اور خدا ہم کو اور ہمارے دوستوں کو ان کے شر سے بچا دے اور صلح اور خیر کے حقیقی راستے پر قائم رکھے آمین رب العالمین۔ علاوہ ان دلائل کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بنسبت اس فرقہ جدیدہ غیر متقلدین مفسدین بایں طور بر دایات متفرقہ باختلاف الفاظ کتب احادیث میں مسطور ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید و حدیث شریف پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور زبانیں انکی شکر سے زیادہ شیریں ہونگی۔ بدوں حدیث کے بات نہ کریں گے اور تم کو گمراہ کریں گے۔ اور جس راستہ پر پہلے تم ہو گے اس سے تم کو ہٹا ڈالیں گے اور نمازیں بہت لمبی کر کے

بڑھیں گے۔ تم لوگ نسبت انکی نمازوں کے اپنی نمازوں کو ناقص سمجھا کر روگے اور وہ تم کو ایسی حدیثیں سنائیں گے کہ کبھی تمہارے آباؤ اجداد نے نہ سنی ہوگی۔ لہذا تم انکو دشمن دین تصور کرنا اور انکے ساتھ موافقت و موافقت نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ کہیں تمکو گمراہ کر دیں۔ پس یہ وہی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ نقل

مختصر فہرست عقائد و مسائل فرقہ غیر مقلدین

عقیدہ ۱:- حق تعالیٰ کو بہت و مکان سے خالی سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ایضاً الحق صفحہ ۳۵ و ۳۶ مطبوعہ صدیقی۔

عقیدہ ۲:- خدا تعالیٰ کے صفات حادث ہیں۔ کتاب اقامۃ البرہان عبدالاحد خاں پوری صفحہ ۸۳۔

عقیدہ ۳:- خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہیں۔ کرسی چرچہ کرتی ہے۔ قرآن مجید مترجم

وحید الزمان حاشیہ آیت الکرسی۔ در سالہ استواء علی العرش صدیق حسن خان ۱۲۔

عقیدہ ۴:- تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ یعنی ان سے بھول چوک ہوتی رہی ہے۔ رد تقلید بختاب

المجید صدیق حسن خان مطبوعہ احمدی لاہور صفحہ ۱۲۔

عقیدہ ۵:- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ طیبہ جہیل عظیم اور بدعت ہے کتاب تطہیر الاعتقاد مصری نقلت

ہذا جہیل عظیم بحقیقۃ الحال فان ہذا البقیۃ لیس بنا و یا منہ۔

عقیدہ ۶:- آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ طیبہ گرا دینے کے لائق ہے چنانچہ کتاب ہلاک الوہابین

صفحہ ۱۰۱ کتاب فصل الخطاب علامہ احمد بن علی بصری و کتاب ترجمان و بابہ صفحہ ۲۶ از تصنیف نواب سید

صدیق حسن خان۔ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ یہ ہے لَوْ اَقْدَلُ عَلٰی حُجْرَةِ الرَّسُولِ لَهَذَا مَتَّهَا۔ یعنی اگر

میں طاقت پاؤں تو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کو توڑ ڈالوں۔

عقیدہ ۷:- چار محلے بدعت ہیں۔ نظر المبین و سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی۔

عقیدہ ۸:- فقہا متقاہر اور کتب فقہ تمام فریبوں اور مکروں اور دغا بازیوں کے سرچشمہ ہیں اور مقلد لوگ

جاہل اور فساد دی اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو کسی مذہب کا مقلد کہلاتے ہیں۔ کتاب ترجمان و بابہ صفحہ ۲۴

تصنیف نواب سید صدیق حسن خان غیر مقلد۔

عقیدہ ۹:- صرف اللہ اللہ کہنا اور یہ ذکر کرنا بہت بڑا ہے۔ کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۳۶ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ ۱۰:- نبی اور نبی وغیرہ کی قبروں کے پاس تعظیماً کھڑا ہونا اور ان سے توسل پکڑنا اور ان کو بوقت مصیبت

پکارنا اور ان کی قبروں کو بوسہ دینا اور ان پر غلاف چڑھانا یہ سب امور شرک و کفر ہیں۔ اور ان کے مزار سب بت ہیں۔ کتاب تطہیر الاعتقاد تصنیف محمد بن اسماعیل امیر صنعانی صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱۔ اور کتاب ہدایہ فیہ صفحہ ۴۲ و ۴۵ و ۴۶۔ از تصنیف قاضی غلام احمد کوٹ قاضی محمد جان۔

عقیدہ ۵ باطل ۱۱ :- انبیاء و اولیاء و عظام کے مزاروں پر قبہ بنانا اور ان پر کچھ نکھنا یا چراغ جلانا یہ سب فدیہ شرک و الحاد و سبب لعنت کا ہے۔ تطہیر الاعتقاد مہری ۳۴ قاتل ہذا القیاب والمشاہد التي صارت اعظم فدیة الى شرک والحاد۔

عقیدہ ۵ ۱۲ :- جو شخص بزرگاں کے مزار سے امداد طلب کرے اسکو قتل کرنا چاہیے۔ کتاب ایضاً صفحہ ۲۰ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ ۵ ۱۳ :- بزرگانِ خدا و محبوبانِ لایزال کے مزاروں کی طرف سفر کے زیارت کرنا اور نذرین دینا اور ان کی مزار کے چوگردے پھرنا اور انکو پکارنا یہ سب شرک و بدعت و کفریہ سب قسم بتوں کی طرح ہیں اور کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۲۲ مطبوعہ فاروقی۔

عقیدہ ۵ ۱۴ :- آنحضور علیہ السلام کے روضہ مبارک پر کھڑے ہو کر کسی طرح کی حاجت طلب کرنا حرام ہے کیونکہ یہ قسم افشان کے ہے۔ مجموعہ شرح ابن تیمیہ صفحہ ۱۰۶ ہذا من جنس دین النصاری ولم تکن الصحابة رضی اللہ عنہم والتابعین یقصدون الدعاء عند قبر نبی ولا غیرہ بل کبرۃ الرکعة وقوت الرکعة علی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء وقالوا ہذا بدعة اور اسی صفحہ میں لکھا ہے وَلَمْ یُکُونُوا یَقْصِدُونَ الدَّعَاءَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ وَلَا صَلَاتَهُ وَلَا الصَّلَاةَ عِنْدَهُ وَلَا طَلْبَ الْحَوَائِجِ مِنْهُ فَلَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُدْعَى عِنْدَهُ وَلَا يَسْتَغِيثُونَ بِهِ وَلَا يَطْلُبُونَ مِنْهُ شَيْئًا عِنْدَ قَبْرِهِ وَلَا يَجِدُونَ قَبْرَهُ وَهَكَذَا يَتَوَسَّلُ عَلَيْهِ بِالشُّيُوخِ وَهَذَا كُلُّهُ مَاهِلُ الشُّرْكِ وَالْفُلْكِ صفحہ ۲۲ و ۲۳۔ اور ارام شوکانی نے الدر النقیہ میں لکھا ہے تعظیم القبور خطاب الموتی بانحوائج کفر والمتوسل نبی وعنه الا نبیاء وادعائهم من العلماء وهو یعتقد ان لمن توسل به مشارکة جل جلالہ فی امریہ الدین ومن اعتقد هذا العبد من العباد سواً کان نبیاً او غیر نبی وهو فی ضلال مبین ومن هذا یعنی الکفر العملی من يدعوا لولیا ودهتفت بهم عند الشدائد ویطوفون بقبورهم ویقبل جدرانها ویسئلونها لشیء من مالہ فافته کفر الخ ویکو الدن النقیہ شوکانی

صفحہ ۵۰ و ۵۱، ومن فعل ذلك مخلوق من حیتی او میست سوا و کان ملکا و نبیا و ولیا صار مشرکا وان اخبر باللہ و عبد و کھو کتاب تطہیر الاعتقاد صفحہ ۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی۔ ناظرین یہ سب کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔

عقیدہ کفر ۱۵: اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو اس میں مبت اور ادیاء اور انبیاء بھی آگے۔ اور پیغمبر کو تو اپنی جان کا بھی کچھ اختیار نہیں۔ ادیاء، انبیاء اور ہم لوگ عاجز اور بے اختیار ہونے میں سب خدا کے آگے برابر ہیں صرف فرق رتبہ کا ہے مثل ادنی سپاہی اور رسالدار بادشاہ کے آگے دیکھو صفحہ ۱۰ نصیحت المسلمین خرم علی وہابی گلابی۔

عقیدہ ۱۶: خداوند کریم آسمان وزمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا فتاویٰ محمدیہ صفحہ ۲ ترجمہ دریمہ عقیدہ ۱۷: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش لفظ سنگ سے نکلتی ہے اور وفات از بونے کم جہان پاک الجرح علی ابی حنیفہ صفحہ ۲۲ موجود ہے۔

عقیدہ کفر ۱۸: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد و شاگرد و خود آپ نعوذ باللہ زندق و جہمیہ و مرجیہ و کم علم و کم فہم تھے۔ الجرح علی ابی حنیفہ صفحہ ۱۱۔ از تالیف ابو القاسم بنارسی۔

عقیدہ ۱۹: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑے کھائی کے برابر کرنی چاہیے کتاب تفویۃ الایمان مطبوعہ افتخار دہلی مولفہ مولوی اسماعیل۔

عقیدہ ۲۰: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکز مٹی میں ملنے والے ہیں کتاب تفویۃ الایمان۔

عقیدہ ۲۱: ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا اللہ کے شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔ تفویۃ الایمان صفحہ ۱۱ سطر ۱۵ مطبوعہ افتخار دہلی۔

عقیدہ ۲۲: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رومنہ کے لئے سفر کرنا شرک اکبر ہے۔ دیکھو کتاب التوحیدان السفر الی قبر محمد و مشاہدہ و مساجدہ و آثارہ و قبر نبی و ولی و سائر الودیان و غیرہا شرک اکبر الخ سیف الجبار ۱۲۔ آنحضرت کے مقبرہ کے لئے اور مشاہدہ اور مساجد اور آثار کے لئے یا کسی اور نبی و ولی کی مزاروں کی طرف یہ سب بت میں اور یہ سب کام شرک اکبر ہیں۔

عقیدہ کفر ۲۳: نبوت کا سلسلہ ہر طرح سے ختم نہیں ہو چکا صراط مستقیم مترجم صفحہ ۳۹۔ اور ادیاء اور انبیاء اور انبیاء میں فرق چھوٹے اور بڑے کھائی کا ہے۔

عقیدہ کفر ۱۲: بنی علیہ السلام کا ناز میں خیالی آنا بیل اور گدھے اور کبجری کے زیادہ سے بھی ظلم اور بدتر ہے (نعمۃ باللہ)
دیکھو سرائے مستقیم مترجم صفحہ ۹۳ سطر ۳: اور ماری مولوی اسماعیل قنبل ۱۲

عقیدہ کفر ۱۵: میری لاشی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے مقولہ محمد بن عبد الوہاب عصا ہذا کا خیر من محمد
وہا ینتفع بہا فی قتل الحیۃ ونحوہا وینجلا قدمات ولہم یبق فیہ نفع اھلہ۔

ترجمہ، یعنی دہا بیوں کا پیر بکتا ہے کہ میری لاشی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سائب
وغیرہ مار کر نفع لیا جاتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اب باقی کوئی نفع نہیں رہا۔ بحوالہ کتاب اوضح البراہین صفحہ ۱۰
وفی عنایت سید احمد کی مہاجر۔

عقیدہ کفر ۲۶: انبیاء و اولیاء و انبیاء کے اور اسکے رد و ناپسند بھی کتر ہیں صفحہ ۲۹ سطر ۱۸ و صفحہ ۵۵ سطر ۱۸ تقویۃ
الایمان مطبوعہ انتشار دہلی۔

عقیدہ کفر ۲۷: انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ سنتے ہیں تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳ و ۲۹ انتشار دہلی۔
عقیدہ کفر ۲۸: بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظیر اور بی پیدا ہونا ممکن ہے صفحہ ۳۱ و ۳۳۔

عقیدہ کفر ۲۹: اجماع امت جس کی سند کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں۔ معیار الحق صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ
رحمانی دہلی۔

عقیدہ کفر ۳۰: چار مذہب و خاندان قادریہ نقشبندیہ و چشتیہ و سہروردیہ کافر اور مشرک اور بدعتی ہیں۔ دیکھو
کتاب تحقیق الکلام غلام علی قصوری و ظفر البین و اعتصام السنہ صفحہ ۳۲ و منظر البدعت۔

عقیدہ کفر ۳۱: کتب فقہ متداولہ پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ان کو جلا دینا چاہیے اور پلیدی سے اور خرافات
سے بھری ہوئی ہیں۔ دیکھو بوسے غسلیں صفحہ ۸ و عبد الجلیل سامدی و بوسے سرگین و زیورہ بشتی غلام یاسین۔

عقیدہ کفر ۳۲: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق بھی تھے۔ نزل الابرار جلد ۳ صفحہ ۹۴ ان من العکابۃ
بھونی سق ۱۔

عقیدہ کفر ۳۳: تقلید شخصی شرک و بدعت و لید سے بدتر ہے معیار التقلید و بدیع الزمان و مختلف اخبار المحدث
کے پرچہ ولوا مع الانوار۔

عقیدہ ۳۴: اقل صحابی حجت نہیں۔ اخبار المحدث مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۱۷ء مرزا قادیانی کافر نہیں و جال ہے
دعوت اسکا جھوٹا ہے پرچہ اخبار المحدث، ۱ اگست ۱۹۱۷ء۔

بیان مسائل فرقہ غیر متقلدین المعروف فرقہ وہابیہ

- مسئلہ ۱۔ بد منی مرد و عورت کی پاک ہے اور ایک قول میں اسکا کھانا بھی درست ہے۔ دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۱۷ و ۱۸ سطر ۱۲ و ۱۳ عرف الجادی صفحہ ۱۰ اوکثر الحقائق صفحہ المنی طاہر منی ہر چند پاک است لیکن مذہب حقہ احناف میں کسی قول میں نہیں لکھا کہ منی پاک ہے یہ ثناء اللہ و اگر جاکھی کی ڈبل غلطی ہے۔ اگر کسی کتاب معتبر حنفی سے یہ دکھادیں کہ امام صاحب کے مذہب میں منی پاک ہے تو ایک آذہ انعام لیں۔
- مسئلہ ۲۔ رطوبت شرمگاہ عورت کی صحیح قول میں پاک ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۱ سطر ۲۲ اوکثر الحقائق و حید الزمان صفحہ ۱۶ رطوبت الفرج و المخذول الحيوانات فخر خیس عندنا یعنی رطوبت فرج عورت اور شراب اور بول مطلق حیوانوں کے پاک ہیں۔ بلکہ فی عرف الجادی۔
- مسئلہ ۳۔ بول و گوشت کتے کا مذہب اہل حدیث میں پاک ہے۔ نزول الابرار جلد اول صفحہ ۵ و کذا لک فی بول الکلب خروہ و الحق انہ لا دلیل علیہ النجاستہ نقل از اخبار القیہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۲ء۔
- مسئلہ ۴۔ اہلی اور گدھے وغیرہ کا جوش پاک ہے اور وضو بھی درست ہے فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۲ و ۲۳۔
- مسئلہ ۵۔ کتے اور خنزیر کا چمڑا طاہر باہر رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۳۶۔
- مسئلہ ۶۔ خون حیض کا کھرچے اور دھوئے سے اور نشان اگر اسکا باقی رہے تو کوئی ہرج نہیں صفحہ ۸۶ طریقہ محمدیہ کلاں۔
- مسئلہ ۷۔ دس عورتوں کو ایک نکاح میں رکھنا ایک مرد کو درست ہے۔ حضور علیہ السلام کے لئے کوئی تخصیص نہیں۔ عرف الجادی صفحہ ۱۱۵۔
- مسئلہ ۸۔ جوتا پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا آدمی کو درست ہے۔ طریقہ محمدیہ کلاں۔
- مسئلہ ۹۔ اگر اہل کتاب کے ماسوا کوئی کافر جانور کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اسکا کھانا درست ہے عرف الجادی صفحہ ۱۱ اوکثر الحقائق۔
- مسئلہ ۱۰۔ مشت زنی اور چھید جہادات سے نکال کر انزال فرقہ وہابیہ کے نزدیک واجب ہے۔ کتاب عرف الجادی بالجملہ استنزال منی بکف یا بکیزیے از جہادات نزد دعاء حاجت مباح است و مندوب بلکہ گاہے واجب کرد صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ شاہجہانی ۱۲۹۶ھ تصنیف نواب صدیق الحسن خاں فرزند ارجمند۔

مسئلہ ۱۱۔ نوجوان عورت کو واسطے نظر بازی کے نوجوان دارِ صبی واسے مرد کو دھونڈ پلانا درست ہے
دیکھو فتح الغیث صفحہ ۲۱ و در البہیہ مترجم صفحہ ۲۲ سطر ۱۰۔ از تصنیف امام شوکانی مطبوعہ محمدی لاہوری و یحیٰ زار صناع
الکبیر و لو کان ذالحمیۃ التجویز النظر الخ ۱۔

مسئلہ ۱۲۔ مسح کرنا پگڑی و عمامہ پر اور بعض حصہ سر کا کافی ہے فتح الغیث۔

مسئلہ ۱۳۔ آمنا کو شراب کی میل سے گوندہ کر اسکی روٹی پکا کر کھانی درست ہے نزل الابرار صفحہ ۱۴۶
جلد ۳ تصنیف وحید الزمان۔

مسئلہ ۱۴۔ روٹی سے اگر میٹگن چوبہا کی نیکلے تو اسکا کھانا درست ہے کتاب ایضاً صفحہ ایضاً۔

مسئلہ ۱۵۔ اگر گوشت مردار بکریوں مذبحہ کا آپس میں بل جائے تو دیکھیں اگر حلال گوشت زیادہ ہے
تو اس تمام گوشت کو بیشک کھالیں نزل الابرار صفحہ ۱۴۶ جلد ۳۔

مسئلہ ۱۶۔ محبوب کی تحویک کھانے سے روزہ کا کفارہ نہیں صفحہ ۱۴۶ نزل الابرار۔

مسئلہ ۱۷۔ حیوانات کے خیمے اور ذکر اور مشانے مکروہ نہیں کھانے جائیں صفحہ ۴۶ جلد نزل الابرار۔

مسئلہ ۱۸۔ شراب پینا لقمہ اتارنے کے لئے سبب فسلنے پانی کے درست ہے نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۴۶

مسئلہ ۱۹۔ اگر مرد حالت نماز میں ہوا ذکر سے منی باہر نکلتے لگے تو نمازی کپڑے سے سر ذکر پڑ سکے
اور منی کو باہر نہ آنے دے یہاں تک کہ سلام پھیر دے تو اسکی نماز درست ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ پاک ہے
دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں ص ۶۹۔

مسئلہ ۲۰۔ جنبی کو ہر طرح سے بغتویٰ ابن عباس رضی اللہ کے قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔ نفوذ باللہ

صفحہ ۷۲ فقہ محمدیہ کلاں لیکن جی میں نزدیک و ہابیہ کے درست ہے اور ایسا ہی دیکھنا اسکا ہر پڑھنا بلا نیت ذکر کے

مسئلہ ۲۱۔ جنبی کو مسجد سے گزرنا اور وضو کے مسجد میں جا کر ٹھہرنا درست ہے دیکھو کتاب فقہ محمدیہ کلاں ص ۷۲

مسئلہ ۲۲۔ نماز میں اشارہ کرنا یا سلام کا جواب دینا یا نماز میں ہاتھ اٹھ کر دعا مانگنا اور عورت کو نماز میں تلبیٰ

بفرق تنبیہ اور بچوں کو نماز میں اٹھانا اور نماز میں چلنا پھرنا اور کسی ضرورت کے لئے رانی پر ہاتھ مارنا اور کوئی کلام کرنا

نماز میں علیحدہ علیحدہ نماز میں بہت فعل کرنے یہ سب امور جائز اور درست ہیں ان سے نماز باطل نہیں ہوتی

طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۶۷ تا ۱۷۷ مصنفہ فیض الباری شرح صحیح بخاری۔

مسئلہ ۲۳۔ تعویذات اور مراقبہ اور عرس وغیرہ کرنا یہ سب شرک و بدعت ہیں محل نامہ صفحہ ۳۳ و ۳۴۔

مسئلہ ۲۴:- کتا۔ بلی۔ سور۔ حیض و نفاس کا خون اور پیشاب آدمی کا اور ستے حیض کے اگر پانی تھوڑے یا بہتے میں بقدر دو مشک یا کم دو مشک میں یا سیاہ پڑ جائیں تو پانی پلید نہیں ہوگا تا وقتیکہ اس پانی کا رنگ اور بو اور مزہ نہ بگڑے دیکھو فتح المغیث مترجم صفحہ ۵ مطبوعہ لاہور وقتہ محمدیہ ترجمہ درود ہیہ صفحہ ۶ و ۷ و بلاغ المبین

مسئلہ ۲۵:- پیشاب شیر خوار بچے کا اور بول کتے اور سور اور کچھو بند اور بلی اور گدھے اور گھوڑے وغیرہ کا ماسوا بول و گونہہ آدمی و لعاب و لینڈ کتے کے اور حیض و نفاس و گوشت خنزیر کے سب پاک ہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۵ شوکانی۔

مسئلہ ۲۶:- اگر مال تجارت ایک کروڑ روپیہ کا ہو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۱۳۔

مسئلہ ۲۷:- زیور پہننے مردوں کو بلا زیور سھنے کے درست ہیں۔ فتح المغیث صفحہ ۲۹ و ۳۰ عربی مترجم درر کو ملاحظہ کرو۔

مسئلہ ۲۸:- دباغت سے خنزیر کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے کتاب کنز الحقائق صفحہ ۱۳ وحید الزمان غیر مقلد۔

مسئلہ ۲۹:- خنزیر کے جھٹھے میں دو قول ہیں۔ ایک میں لکھا ہے پاک اور دوسرے میں نہیں سور الکلب والخنزیر فیہ قولان و کذا فی ریق الکلب و طعن کا السور۔ کنز الحقائق وحید الزمان صفحہ ۱۳۔

مسئلہ ۳۰:- مال زکوٰۃ زیورات میں سہ گز نہیں اور نہ ہی مروارید خواہ ہرارت اور نہ ہی عروص میں اگرچہ یہ تجارت کے لئے ہوں۔ کنز الحقائق صفحہ ۲۵۔

مسئلہ ۳۱:- اگر کوئی شخص بلا فرج و دبر کے کسی اور جگہ جماع عورت سے کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اوجامع امراۃ فیہا دون الفرج و الدبر و لم یانزل۔ لم یفطر۔ وحید الزمان کنز الحقائق صفحہ ۲۸۔

مسئلہ ۳۲:- اگر روزہ دار چارپایہ یا لڑکی نابالغہ یا سوائے فرج عورت یا دبر کے انزال کیا یا کچھ کھایا یا پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کتاب ایضاً صفحہ ۵۹۔

مسئلہ ۳۳:- جس عورت سے کوئی شخص زناہ کرے تو پھر اسی لڑکی یا اسکی ماں سے نکاح کرے تو حجاز ہے۔ اور اسی طرح بیٹے کی مزنیہ باپ اور باپ کی مزنیہ بیٹے پر حلال ہے۔ کتاب کنز الحقائق و الزنا لا یوجب حرمتہ المصا ہرۃ فصل لہ امر المذنیۃ و بنتہا صفحہ ۶۰ مصنف وحید الزمان و قال مزنیۃ الابن الخ

مسئلہ ۳۴:- صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا تا وقتیکہ انزال نہ ہو کتاب بلاغ المبین از شیخ

محی الدین صفحہ ۲۲۔

مسئلہ ۲۵:- کتے اور سور کا لعاب اور ان کا جوٹھا پاک ہے۔ کتاب نزل الابرار جلد اول صفحہ ۲۹ و ۳۱ بحوالہ

اخبار الفقہ۔

مسئلہ ۳۶:- کتے کے بال پاک ہیں۔ کتاب ایضاً صفحہ ۳ جلد اول یعنی نزل الابرار،

مسئلہ ۳۷:- کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنا درست ہے مفسد نماز نہیں۔ کتاب ایضاً صفحہ ۳۔

مسئلہ ۳۸:- کتا پانی میں گرے تو پانی پلید نہیں ہوتا۔ کتاب ایضاً صفحہ ۳۔

مسئلہ ۳۹:- کتے کے چمڑے کا جانماز بنا نا درست ہے۔ کتاب ایضاً صفحہ ۳۔

مسئلہ ۴۰:- خود کتا اور اسکی لعاب پاک ہے۔ نزل الابرار صفحہ ۳ جلد اول۔

مسئلہ ۴۱:- مردار اور سور کے بال پاک ہیں۔ کتاب ایضاً صفحہ ۳۔

مسئلہ ۴۲:- جس روٹی کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی جاتی ہے وہ پاک ہے اور اسکا کھانا حلال ہے۔

صفحہ ۳ جلد اول کتاب ایضاً۔

مسئلہ ۴۳:- وطی فی الدبر کی حرمت ظنی ہے یقینی نہیں۔ نزل الابرار جلد ۲۔

مسئلہ ۴۴:- گدھ یا سور اگر کان نمک میں گر کر نمک ہو جائیں تو وہ نمک پاک ہے اور اسکا کھانا حلال

ہے۔ کتاب ایضاً صفحہ ۵۰ نقل از اخبار الفقہ مورخہ ۱۹۱۹ قلمی مضمون مولانا مولوی محمد شریف کوٹلی لوہاراں

نقل از ابا طیل و یابیہ۔

مسئلہ ۴۵:- متعہ کرنا نزدیک بعض صحابہ کے بوقت ضرورت جائز ہے۔ نعوذ باللہ۔ کتاب نزل الابرار

جلد ۲ صفحہ ۳۳ تا ۳۵۔

مسئلہ ۴۶:- بزرگی مدینہ طیبہ کی آپ کے زمانہ تک تھی اب وہ نہیں۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری۔

مسئلہ ۴۷:- قرآن مجید کو قاف و رات میں ڈالنا بوقت ضرورت درست ہے۔ ایسا ہی اسکو پاؤں کے

نیچے رکھ کر بلند مکان سے طعام اتار کر کھانا درست ہے۔ دیکھو تحریق اوراق صفحہ ۴ و ۵ از تصنیف غلام علی بھٹو

از فصیح ۱۲۔

مسئلہ ۴۸:- مشرک کی اقتدا نماز میں درست ہے۔ اخبار المحدثین ۲۹ ۱۹۱۵ء۔

مسئلہ ۴۹:- راجحہ رکشن۔ پچھن۔ یہ سب نبی ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ ہم ان کو مان لیں۔ کتاب ہدایۃ

مسئلہ ۵۰: اگر عینہ عورت مردوں کے ساتھ نمازیں کھڑی ہو جائے۔ نماز اس عورت کی نزدیک جمہور علماء کے نہیں ٹوٹتی صفحہ ۱۵۷۔

مسئلہ ۵۱: انبیاء و اویاء کرام کی مزارات اور بیت برابر ہیں۔ ہدایت السائل صفحہ ۳۰۹ و بجلی گرجا کھی و شانی۔

مسئلہ ۵۲: باب رضائی کی منکوحہ برسر ر ضیع جائز ہے۔ پرچہ الہدیث مورخہ ۱۹۱۴۔

مسئلہ ۵۳: اگر لڑکی گود میں نہ پلے ہو یعنی دھتر سیدہ سے نکاح کرنا درست ہے۔ دیکھو فیض الباری پارہ ۲۱۔

مسئلہ ۵۴: شادیوں میں بابے بچے اور گانا گوانا یا مزامیر درست ہیں۔ کتاب نزل الابرار صفحہ ۲۷ پرچہ الہدیث مورخہ ۱۳۳۹ھ۔

مسئلہ ۵۵: تقلید آئمہ دین و میلاد مبارک و قیام میلاد و چہلم و گیارہویں و ختم خواجگان و اسقاط میت و یار سول اللہ کہنا یہ سب امور شرک و بدعت ہیں۔ دیکھو کتاب لوا مع الانوار و السنۃ ضروریہ و پرچہ الہدیث۔

مسئلہ ۵۶: سوتیلی وادی کا نکاح پوتے کے ساتھ جائز اور درست ہے اور جو اس سے لڑکا پیدا ہو وہ بھی صحیح النسب ہے۔ دیکھو پرچہ الہدیث ثناء اللہ مورخہ ۱۳۳۸ھ۔

مسئلہ ۵۷: مقلدین کو نماز کے لئے امام نہیں بنانا چاہیئے چونکہ تقلید شرک ہے۔ پرچہ الہدیث۔

مسئلہ ۵۸: حضرت عمر بدعتی ہیں کیونکہ انہوں نے بیس رکعت تراویح کو پڑھا۔ انتقا و الربیع صفحہ ۶۳ تصنیف سید صدیق حسن خاں۔

مختصر فہرست کفریہ بولوں کی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار الہدیث

عقیدہ کفریہ ۱: اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول نہ کرے یعنی نہ بخشنے تو سمجھو کہ ہمارے ہاں شیئہ بقال سے بڑھ کر فحش و سختی دل بیوگا ترک اسلام تصنیف ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۳۲ سطر ۲ نمبر ۵ مطبوعہ الہدیث امرتسر۔

عقیدہ کفریہ ۲: میزان یعنی ترازوں کا صاف من وجہ انکار دیکھو ترک مطبوعہ الہدیث ۱۹۰۳ء سطر ۲۱ نمبر ۳ صفحہ ۶۔ القسط کا لفظ الموازن سے بدل ہے جسکے یہ معنی ہوئے کہ ہم انصاف سے ہر ایک کو اسکے عملوں کا بدلہ دیں گے۔ سورہ انبیاء۔

عقیدہ کفریہ ۳: یا جوج و ما جوج کی سد موجود ہونے سے صاف انکار ترک اسلام صفحہ ۱۳ و ۱۳۱ نمبر ۸ مطبوعہ الہدیث امرتسر ۱۹۰۳ء۔

عقیدہ کفریہ ۱۲: فرشتوں کا وجود نہیں۔ فرشتے چونکہ عبادات سے ہیں اس لئے ان کے پرول سے مراد ان کے
توڑے ہیں ترک اسلام صفحہ ۱۳۹ سطر ۲۱ نمبر ۸۶ مطبوعہ الہدیت۔

عقیدہ باطل ۵: حضرت آدم علیہ السلام سے خوا علیہا السلام کے پیدا ہونے سے صاف انکار اور آدم علیہ السلام
کا گنی کے رنگ پر پیدا ہونے کا قائل ترک اسلام اور تفسیر عربی ثنائی میں ہے صفحہ ۲۲ یَخْلُقُ مِنْهَا ذُرُوجَهَا
ای من جنسہا ذُرُوجَهَا حوا۔

عقیدہ کفریہ ۶: آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن کا پورا علم نہیں دیا گیا۔ تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۶۷ نقل از القول
الفاضل عبد الاحد خانپوری غیر مقلد صفحہ ۱۶۲۔

عقیدہ ۷: غلمان جنت سے انکار تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۳۳ نقل از قول الفاضل صفحہ ۱۶۳ وَیَطُوفُ عَلَيْهِمْ
غِلْمَانٌ لَهُمْ صِغَارٌ مَا تَوَاقَبُ الْبُلُوغِ۔

عقیدہ کفریہ ۸: حوران جنت سے انکار۔ وَزَوْجَانَا هُمْ بِحُورٍ عِیْنٍ طَائِیٍ جَعَلْنَا زَوْجَهُمْ حَسَنًا
تفسیر ثنائی صفحہ ۲۵ بحوالہ القول الفاضل صفحہ ۱۶۲ خانپوری۔

عقیدہ باطل ۹: معراج کی رات میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو کشف کی حالت میں دیکھا۔
تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۲۳۸ نقل از قول الفاضل صفحہ ۱۶۲۔

عقیدہ باطل ۱۰: درخت سبزی سے آگ پیدا کرنا اسکے لئے کوئی خصوصیت نہیں۔ تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۲۴۲
نقل از قول الفاضل عبد الاحد صفحہ ۱۸۰ غیر مقلد خانپوری۔

عقیدہ کفریہ ۱۱: اجماع صحابہ سے انکار (نقل از قول الفاضل عبد الاحد خانپوری غیر مقلد صفحہ ۲۳۲)۔
عقیدہ باطل ۱۲: اور قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی صحابی کا قول حجت نہیں۔ رسالہ مذہب الہدیت ثناء اللہ

عقیدہ کفریہ ۱۳: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہر مخلوق کو نہ علم غیب ذاتی نہ وہی نہ مبینی ہے (رسالہ الہدیت
صفحہ ۱۱۔ از ثناء اللہ)۔

عقیدہ باطل ۱۴: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ دربارہ طلاق ثلاثہ کے وہ کوئی حکم شرعی نہیں جو مانا
جائے۔ وہ حکم سیاسی ہے۔ رسالہ الہدیت صفحہ ۷ سطر ۵۔

عقیدہ ۱۵: جو موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ ہوا تھا اس سے انکار صفحہ ۲۴ تفسیر ثنائی نقل از
اخبار الفقہ والقول الفاضل مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۲ء۔

عقیدہ کفر ۱۶: حضرت ابراہیم علیہ السلام پرندہ کے زندہ کرنے سے صاف انکار تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۱۷
نقل از اخبار الفقہ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۲ء والقول الفاضل خانپوری۔

عقیدہ کفر ۱۷: حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میوہ جات جو بطور معجزات آتے تھے اس سے صاف انکار تفسیر ثنائی صفحہ ۵۶ اخبار الفقہ والقول الفاضل۔

عقیدہ کفر ۱۸: بلوچ محفوظ و تقدیر الہی کا انکار تفسیر ثنائی عربی صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹۔

عقیدہ کفر ۱۹: عذاب قبر سے انکار تفسیر ثنائی صفحہ ۱۸۹۔ القول الفاضل و اخبار الفقہ۔

عقیدہ ۲۰: دیدار الہی کا بہشت میں ہونے کا انکار تفسیر ثنائی صفحہ ۱۹۶۔ اخبار الفقہ والقول الفاضل۔

ناظرین۔ یہ بے بھائی سردار اہلحدیث کے عقائد و ایمان کی مختصر فہرست جن کی وجہ سے علمائے اہلحدیث وغیرہ نے اس کو دائرہ اسلام سے خارج گن کر القاب بدعتی و ملحد و سب و تین و بے شرم و مستزہ و کافر و زندق و جاہل و موذی و دین فروش و شریب باز و مکار و حرام خور کے دیئے ہیں۔ اور مہربان بھی ثابت کر دی ہیں۔ دیکھو اربعین غزنوی صفحہ ۱۶ تا ۳۳۔ اور ان کے اسماء یہ ہیں۔ نقل از قول و افعال و کتاب اربعین غزنویہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ جب کو شک ہو آکر ملاحظہ کر لے۔

مولوی عبدالحجبار صاحب امرت سہری۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالرحیم غزنوی۔ مولوی عبدالغفور صاحب غزنوی۔ مولوی عبداللہ بن عبداللہ صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالصمد صاحب امرت سہری۔ مولوی سلام الدین صاحب۔ مولوی غلام علی صاحب۔ مولوی عبدالحجبار صاحب۔ مولوی فقیر معصوم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ میر واعظ۔ مولوی عبدالحق امرت سہری۔ مولوی عبدالعزیز دیناگری۔ مولوی احمد اللہ صاحب رئیس المحدثین استاد غفرہ ثناء اللہ۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد استاد ثناء اللہ۔ مولوی شہود الحسن صاحب مدرسہ دیوبند استاد ثناء اللہ۔ مولوی غلام احمد صاحب مدرس نعمانیہ لاہور۔ مولوی محمد صاحب خانپوری۔ مولوی عبداللہ خانپوری۔ مولوی قاضی محمد زبان صاحب راولپنڈی۔ مولوی ہدایت اللہ صدر راولپنڈی۔ مولوی غلام رسول سیدپوری۔ مولوی گل حسن ہزاروی۔ مولوی محمد ربانی جہڑی۔ مولوی راولپنڈی۔ مولوی عبداللہ شاہ لالہ موسیٰ۔ مولوی حافظ عبدالباری امام مسجد اہلحدیث راولپنڈی۔ مولوی غلام محمد پشاور۔ مولوی فضل دین چک لالہ۔ مولوی محمد ظریف ہزاروی۔ مولوی نادر دین امام مسجد راولپنڈی۔ مولوی زاہد صاحب۔ قاضی حسن دین انبالوی۔ حافظ شہر مسلمان صاحب پشاور۔ مولوی عبدالکریم صاحب پشاور۔ محمد حسن ہزاروی۔ مولوی گل محمد صاحب۔ مولوی محمد یونس صاحب گڑھی حبیب اللہ

مولوی شیخ حسین صاحب استاد صدیق حسن خان صاحب۔ مولوی احمد علی صاحب مدرس مدرسہ میرٹھ۔ مولوی
 قدرت شاہ صاحب ولایتی۔ مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ مولوی ابو فضل الدین صاحب پنجابی حالوار میرٹھ۔
 مولوی محمد عظیم صاحب دہلوی۔ مولوی محمد اسماعیل فیروز پوری۔ حافظ عبد الغفور صاحب میرٹھ۔ مولوی ابو سعید
 محمد حسین بٹالوی۔ مولوی محمد ابراہیم بیگ پوری۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی ابوالفیض احمد صاحب
 احمد پوری۔ مولوی سلطان محمود صاحب ملتان۔ مولوی محمد عبدالحق صاحب ملتان۔ مولوی عبد التواب صاحب
 ملتان۔ مولوی عبدالغفار صاحب ملتان تا جرن کتب۔ مولوی محمد یار صاحب حویلی۔ مولوی عبداللہ صاحب۔
 مولوی برنوردار صاحب۔ مولوی شمس الحق صاحب۔ مولوی عبدالعظیم ریاست جہول۔ مولوی بشیر صاحب
 مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی۔ مولوی منقذ علی صاحب فتحپوری۔ مولوی عبدالغنی صاحب فتحپوری۔
 مولوی عبدالرحمن خان دہلوی۔ مولوی احمد صاحب۔ مولوی عبدالسلام صاحب۔ مولوی سید ابوالحسن صاحب
 مولوی فقیر اللہ صاحب مدرسی۔ مولوی محمد صاحب مدرسی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی عبدالعزیز
 ازلاہور مسجد حسینی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبند۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب
 دیوبند۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونگی۔ مولوی محمد سعید بنارس۔ مولوی محمد صدیق صاحب پشاور۔ مولوی منہاج
 الدین صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب مدرس نعمانیہ۔ مولوی محمد علاؤ الدین صاحب گوجرانوالہ۔ مولوی اصغر
 علی رومی۔ مولوی عبدالرحیم راولپنڈی۔ میاں خدابخش بادشاہی مسجد راولپنڈی۔ محمد عبدالرحیم وارد کڑسیال۔ مولوی
 احمد گل روکھ۔

ناظرین! یہ احباب مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر امرتسری کوتاج فاضلیت و اسلام و الہدایت و اہلسنت
 و جماعت کے دائرہ سے فتوے دے کر خارج کرنے والے سبحان اللہ پھر کیا کہنا ہے۔ ایسے عالم فاضل کی فاضلیت
 کا ایڈیٹر صاحب کو اگر کچھ علم و عقل ہوتا تو کبھی نور حسین گرجا کھی و عبدالرحیم شاہ و عنایت اللہ گجراتی و امام خاں
 سوہدروی و عمر الدین سوہدروی و عمر الدین وزیر آبادی و اسماعیل گوجرانوالہ وغیرہ جہلا کے کہنے پر خادم شریعت
 کے درپے نہ ہوتا اور نہ ہی بزرگانِ خدا پر حملہ آور ہوتا اور نہ ہی کبھی کتب فقہ حنفیہ پر ہتھان باندھتا اور ہم بھی پھر
 ایسی تکلیف کیوں اٹھاتے۔

شعر

نہ تو عدسے ہمیں دیتا نہ فریادیں کرتے نہ کھلتے راز نہ سبت نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

لیکن سچ ہے جب سانپ کی موت آتی ہے تو رستہ میں آکر خلق خدا کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگ جاتا ہے۔ ناظرین خادم شریعت خداوند کریم کو حاضر و ناظر سمجھ کر حلفاً بیان کرتا ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ میری کوئی عداوت نہیں۔ صرف عوام الناس کو اسکے اقوال و افعال قبیحہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اسکے دامِ تزییر سے بچیں اور صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔ اور اسکے فتوے پر کبھی اعتبار نہ کریں۔ تا وقتیکہ یہ شخص اپنے فتوائے اغلاط کو صحت نہ کرے اور توبہ نامہ شائع نہ کرے۔

مختصر سوانح عمری مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

کتاب حق الیقین صفحہ ۵ تا ۸ تالیف حکیم مولوی ابوتراب مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر اخبار اہلسنت امرتسری بایں طور ارقام فرماتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کا باپ محمد خضر صاحب عالم نہ تھا۔ ایک عامی شخص تھا۔ یعنی جاہل تھا۔ سن طفولیت میں اس کا والد فوت ہو گیا۔ کٹھیری ہونے سے یا کسی اور وجہ سے رفوگری کا کسب سیکھا۔ مدت تک یہی کام کرتا رہا۔ اس اثنا میں اس کو لکھنے پڑھنے کا شوق بھی ہو گیا۔ تو مولوی احمد اللہ صاحب رئیس المحدثین کے درس میں جا بیٹھا۔ اور نہایت کند ذہن اور کم فہم تھا۔ بعد مشکل شرح ملا جامی و قطبی تک وہاں کتابیں پڑھیں۔ پھر وزیر آباد میں حافظ عبد المنان شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے ہاں کچھ سبق پڑھے۔ پھر مدرسہ مظاہر العلوم بہار پور میں کسی کتاب کا سر اور کسی کی ٹانگ پکڑ کر مدرسہ دیوبند میں جا پہنچے۔ وہاں سے بھی اسی حال سے نکلے جیسے کہ پہلے تھے انہیں جس طرح کہ اپنی اخبار میں لکھا کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ صاحب بہت کچھ سمجھایا کرتے تھے اور نصیحت فرمایا کرتے تھے لیکن مجھ پران کی باتوں نے کچھ اثر نہ کیا۔ افسوس صد افسوس انہی اخبار الفقیہ نمبر ۳۵ ۱۹۲۲ء میں نامہ نگار صاحب ثناء اللہ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ کیا آپ اس نام کو پسند کریں گے کہ آپ کو اسی نام سے یاد کیا جائے جو پہلے مشہور تھا۔ جن دنوں آپ بچے تھے اور نئے بازار کے تھے آپ کو یاد ہو گا کہ ان دنوں آپ کو سنا لوگ کہہ کر پکارتے تھے۔ اب تک بعض سن رسیدہ لوگ کٹڑہ مہان سنگھ کے رہنے والے آپ کا ذکر کرتے وقت سُنی ہی بولتے ہیں انہی اور نامہ نگار صاحب فاضل تو بہت کچھ ارقام فرماتے ہیں لیکن خادم شریعت بوجہ کسی خاص مصلحت کے ان تمام امور کو چھوڑ کر ایک اور مضمون کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہے اور خالص مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسکے ہم مشرعوں کو آگاہ کرتا ہے کہ رسالہ احمدی ماہواری جو دہلی سے نکلتا ہے جس کا شائع کنندہ قاسم علی ایڈیٹر اخبار الحق تمہاری نظروں سے اب تک گزر رہا ہے یا نہیں۔ اگر گزر رہا ہے

تو پھر کس معنی پر اب تک تم نے سکوت کر رکھا ہے۔ یہ کیا دلیری اور حوصلہ ہے۔ اُدھر تو خادمِ شریعت کے لئے اپنی اپنی قوم کو آمادۂ قتل اور بے عزت کرنے کے لئے..... گھوڑا قلم کا میدان اخبارِ اہلحدیث میں بے خوف و بے لگام ہو کر چل رہا ہے اور ادھر یہ سکوت لو اچھا اگر کسی صاحب سے تم نے وہ رسالہ ۱۲ سال سے چند مرتبہ شائع شدہ نہیں دیکھا تو خادمِ شریعت اسکی مختصر عبارت بطور خیر خواہی مشتے نمونہ از خروارے لکھ دیتا ہے۔ بقول شخصے نقل کفر کفر بنا شد۔ وہ ہوندا۔

رسالہ احمدی جلد اول نمبر ۵ صفحہ ۸۹ بابت ماہ مئی ۱۹۱۱ء سے ایک مضمون بنسبت ثناء اللہ صاحب سرور اہلحدیث کے بایں طور مسطور ہے کہ مشہر نے صفحہ ۱۴ میں تین سوال بغرض حصول جواب علمائے اہلحدیث سے کیئے ہیں۔ جنکا ذکر خالی از دلچسپی نہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بتہ منڈا حاصل کرنے کے لئے سفر میں چلا گیا۔ اس کے بعد پسو کے کاٹنے سے اس کی زوجہ نے ایک بچہ جنا اور مولود مسعود سن شعور کو حامل کرنے کے بعد علم و فضل سے بھی مزین ہو گیا تو ایسا شخص مقتدائے قوم یا امام بن سکتا ہے یا نہیں۔

۱۔ چند ایسے اشخاص جو بچپن میں ناجائز امور کے مرتکب (یعنی دلی کرتے رہے ہوں)، اور ان کے استاد یا دوسرے دوست انکے ناجائز افعال کے ارتکاب سے متہم ہو چکے ہوں کیا ایسے اشخاص یا منجملہ ان کے کوئی شخص و خانہ نصرت اسلام کا مستحق ہے کیا ایسے شخص کا فتوئے یا ایسے شخص کی اقتدا شرعاً درست ہے۔ ہرگز نہیں۔ ۲۔ پس بسبب تہذیب کے برخلاف ہونے سے نہیں لکھا گیا۔

پس ناظرین، اس فرقہ صناعہ کے حالات رسالہ مذکور کے صفحہ ۹۷ سے لے کر صفحہ ۱۰۳ تک ملاحظہ کر کے خود انصاف کریں۔ اور دیکھ لیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیسی پاکدامنی کے خوشہ چین ہیں۔

۳۔ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پا کال کند مسئلہ ۱۔ فرقہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ چونکہ یہ فرقہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے اور صنادید مفضل ہے۔ چنانچہ ان کے عقائد و مسائل کی فہرست نمبر وار اوپر گزر چکی ہے اور باقی مفصل ذکر سلطان الفقہ قتاویٰ نظامیہ میں ملاحظہ کریں۔

مسئلہ ۲۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کے مزار مقدسہ پر گلبند بنانا شرعاً مستحسن امر ہے۔ اور اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ اور اسکے جواز پر یہ دلائل ہیں لہذا مات الحسن بن علی صریحت امرأۃ القبة علی قبرہ سنتہ یعنی حبیب فوت ہوئے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کی زوجہ صاحبہ نے ان کی قبر پر سا

بھرخیمہ کھڑا رکھا۔ نقل از بخاری باب الجنائز۔ پس اگر یہ شرعاً ناجائز تھا تو اس وقت کے بہادران اسلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس فعل سے کیوں نہ ان کو منع کیا یا توہین کی اور کتاب عینی شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ذینب بنت جحش کی قبر پر اور حضرت محمد عقیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قبہ کھڑا کیا۔ اور حضرت عثمان بن مظعون کی قبر بہت اونچی تھی جس پر نوجوان بہادر کو در کر اس قبر شریف پر تجاوز نہ کر سکتا تھا۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ تحت حدیث ان یحصص القبر کے لکھا ہے وقد اباہم السلف البناء قبور المشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس ویسترحیو اباہم الجلوہ فیہ واما المتاخرون فقد استحسنوا الخ اور کتاب شرح برزخ و شامی جلد اول و کشف النور و مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ میں ہیں طور مسطور ہے فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائزاً اذا قصد بذالک التعظیم الخ۔

اور میزان شعرانی صفحہ ۱۹۰ میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں قبر چتہ بنانا جائز ہے۔ ہاں البتہ قبر کا اندرون چتہ بنانا جائز نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ سراجیہ وغیرہ میں مسطور ہے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قبور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام پر قبہ بنانا جائز اور درست ہے اور ان کو گرانا اور بے حرمتی کرنا حرام ہے اور منع ہے اور جن حدیثوں سے قبول کے گرانے کا حکم ثابت ہوتا ہے وہ قبور مشرکین کی تھیں جو کہ تصویر کی صورت میں بنی ہوئی تھیں کسی مسلمان کی قبر نہ تھی۔ دیکھو کتاب جوہر نقی۔

اور باقی مفصل ذکر سلطان الفقہ و رسالہ السیف البناء میں ملاحظہ کریں۔

ابیات

| | |
|-----------------------------|---------------------------|
| ہووے شوکت دین کی جس کام میں | اور مستحسن ہووے اسلام میں |
| بولتا ہے بدعت اسکو برہ ملا | دیکھئے نجدی وہابی بے حیا |
| اے میرے سنت جماعت بھائیو | بات نجدی کی نہ ہرگز دانیو |
| دائرہ سنت سے خارج ہے لقیں | فرقہ نجدی شیطان اللعین |

نوٹ:- دیوبندی علماء و اولیاء شریعہ سے جواب دیں کہ یہ اشعار مطابق شریعت ہیں یا کہ خلاف اور کیا ان سے قتلے رشیدیہ اور براہین قاطعہ کی تردید ہوتی ہے یا نہیں۔

شری مولوی رشید احمد رضا از قلم مولوی محمود الحسن ضامن حرم استاذ الکمل؛

دیوبندی حضرات سونا ظہرین و مناظرین ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں

| | |
|--|--|
| مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو | چھپا چاہ لحد میں واسے قسمت ماہ کنعان |
| الہی کیا کریں کیونکر سنیں وہ سخن داؤدی | خدایا کس طرح آوے نظر وہ شکل نورانی |
| تواریخ دین و دنیا کے کہانی لے جائیں ہم باز | گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی |
| رقاب ادلیا کر کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے | وہ شہباز طریقت تھے محی الدین جیلانی |
| خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے ! | میرے مولامیرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی |
| جد ہر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا | میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی |
| ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ | وہ میراب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی |
| ہو سینہ حب کا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ | بجز مہدی نیابی میں چنیں ہادی حقانی |
| جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت | کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی |
| شہید و صلح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ | حیات شیخ کا شکر ہو جو ہے اس کی نادانی |

رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایسانی

جد چہارم تمام شد

تصحیح کنندہ فقیر ابو المنصور محمد صادق قادری رضوی غفرلہ

جلد پانزدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملکانی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دافع البلاء یا مشکلا کش کہنا شرعاً کیسا ہے جائز ہے یا نہیں اور فرقہ نجدیہ اس سے کیوں منع کرتے ہیں۔

سائل حافظہ رحمت علی از علی پور

الجواب :- بیشک نبی علیہ السلام دافع البلاء و مشکل کشا ہر خاص و عام کے لئے ہیں اور اس سے انکار کرنا محض جہالت و بے نصیبی ہے اور آیات قرآن مجید و احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر شاہد ہیں لقولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ آیت (۲)، وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ آیت (۳)، وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سبب رحمت و دافع البلاء و عذاب و وسیلہ نجات ہر ایک مسلم و غیر مسلم کے لئے ہوئے اور سوائے اس دروازہ کے سرنگوں ہونے سے کسی ظالم بدکردار کی توبہ و نجات کی سبیل نہیں ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ زمین والوں پر عذاب نازل کرے لیکن جب دیکھتا ہے کہ ان لوگوں کو جو پچھلی رات استغفار کر رہے ہیں اور محض اللہ کے لئے بزرگوں سے محبت رکھتے ہیں اور مساجد آباد کرتے ہیں تو پھر اپنے غضب کو ان سے دفع کر دیتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر نہ ہوتے نمازی لوگ اور دودھ پینے والے لڑکے اور گھاس چرہنے والے چوپائے تو ضرور بے فرمانوں پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کر دیتا۔ اور ایک حدیث میں بایں طور مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک اور بزرگ بندوں کے سبب سے ہمسایہ سوگز تک سے بلا دفع کر دیتا ہے۔ وہو ہذا أَنَّ اللَّهَ لَيَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الْقَضَاءَ لِمَنْ مِنْ مَائَتَةِ أَهْلِيَّتٍ مِنْ حَيْرَانَہ اور ایک حدیث شریف میں ہے ہر یوم ستائیس مرتبہ مومن مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے تو وہ انہی سے ہوگا جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور ان کے سبب سے لوگوں کو رزق ملتا ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے هَلْ تَنْصَوْنُ وَتُؤْذِنُونَ الرَّبَّ ضَعْفًا وَحَمْدًا اور ایک حدیث میں آتا ہے لَا يَذَالُ الرَّبُّ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرِيدَ فِعَّ اللَّهُ بِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ الْبَلَاءِ

يَقَالُ لَهُمُ الرَّبُّ اَلْاَلُ مَعْنَى فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہونگے اللہ تعالیٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب بدل ہوگا۔ نقل از الامن والاعلیٰ صفحہ ۱۹۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ جب امت مرحومہ سے بزرگ لوگ سبب دافع البلاء ہوئے تو آقائے نامدار رحمۃ اللعالمین کے دافع البلاء ہونے سے کون مسلمان صاحب انکار کر سکتا ہے کسی نے کیا خوب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان میں کہا ہے یہ

علی کا نام جب مشکل کشا ہے مدد شکل میں گریبانگیں روا ہے

علی کے غیرتی دشمن یہ لعنت مگر کلمے میں یوں کہنا خطا ہے

تعلیم خود خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :- کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے سامنے سے دیکھتے ویسا ہی پیچھے سے دیکھتے تھے۔

جواب :- ہاں بیشک آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے دیکھنا حدیثوں سے ثابت ہے وہو ہذا عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی انظر الی ما ورائی کما انظر الی

ما قدامی یدائی اخرجہ عبد الرزاق جامعہ والحاکم والبیہقی یعنی حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے اور مواہب

وطبرانی میں نیزہاں الفاظ حدیث موجود ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان اللہ قد رفع لی الشیفا فانا انظر الیہما والی ما ہو کائن الی یوم القیمۃ کائن انظر الی کفی هذا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے

سامنے دنیا کو اٹھا کر رکھ دیا جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسکو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنے

ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین کو نماز کے بارے میں کہا کہ تم لوگ صفیں در کوع و سجود خوب کیا کرو مجھ سے تمہارے رکوع و سجود

پر شیدہ نہیں کیونکہ میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسا ہی پیچھے سے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال اهل ثوبن قبلتی ہہنا فواللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا سجودکم انی اراکم وقاء

ظہری نقل از بخاری و مسلم۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک صحابی کو کہا کہ یہ لوگ جو دعا مانگ رہے

۱۔ یہ کتاب علامت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

ہیں ان کے ہاتھ فرد سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی یہ طاقت دلا دیں۔ آپ نے ان کے منہ دعا فرمائی اور اسے بھی دیکھا۔ یہ حدیث تاریخ بخاری و بیہقی میں بایں الفاظ مسطور ہے عَنْ النَّبِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فِيهِ قَوْمٌ رَافِعُونَ أَيْدِيَهُمْ يَدُ عَوْنٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ تَوَالِي يَأْتِيهِمْ نُورٌ قُلْتُ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُرِيَهُ فَدَعَا اللَّهَ فَأَرَاهُ۔ اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر مبارک بھی بے مثل تھی اور زمین و آسمان میں جو چیز بھی کسی بشر کو نظر نہیں آتی آپ سب دور و نزدیک چیزوں کو ملاحظہ فرمائی کرتے تھے۔ فقط۔

سوال ۱۔ کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اندھیری راست میں برابر دیکھنا ثابت ہے یا نہیں۔

جواب :- بیشک بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رات اور دن میں برابر دیکھنا اس حدیث شریف سے ثابت ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى فِي اللَّيْلِ فِي الظُّلُمَةِ كَمَا يَرَى بِالنَّهَارِ فِي الضُّوْرِ أَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ وَابْنِ غَسَّانٍ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ يَعْنِي نَبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَأَتْهُ لَيْلًا كَمَا تَرَاهُ نَهَارًا
رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔ فقط۔ العلم عند اللہ۔

سوال :- آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم لم یزل ولایزال کو انھوں سے دیکھایا نہیں۔

جواب :- بیشک اس میں سلف صالحین کا اختلاف ہے لیکن صحیح تو یہی امر ہے کہ اقلے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ بے مثل سر اور آنکھ قلبی سے دیکھا چنانچہ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عز وجل آخر جہد ما امر احمد یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بیشک میں نے اپنے رب کو دیکھا اور طبرانی مجمع اوسط میں بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک بار آنکھ سے ایک بار دل سے عن ابن عباس انہ قال رأی محمد ربہ مرتین مرتۃ بعینہ ومرتۃ بقلبہ اور حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے قتادۃ عن انس اذہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رأی ربہ عز وجل اور ایسا ہی عمر مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے اور علاوہ ان کے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت عطا فرمائی اور اپنے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیکر اور نسائی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جبرائیل تم کو سلام دیتا ہے۔ میں نے کہا علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت آپ کو نظر آتا ہے (ثری ماقہ نوری) اور علاوہ اسکے خادم شریعت کی تحقیق بھی اسی پر ہے کہ آقا نے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو آنکھ لقا والی سے دیکھا ہے۔ کیونکہ آنکھ لقا والی کو لقا نے خداوند کریم سے کوئی امر مانع نہیں بقولہ تعالیٰ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور جو حدیث مسلم شریف مانی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عدم روایت پر ناطق ہے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ آنکھ فانی اور سرورانی نہیں دیکھ سکتی ورنہ مانی صاحبہ کیوں فرماتیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ چنانچہ یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے اور مانی صاحبہ نے جو اس دلیل سے اجتہاد کیا ہے کہ قَدْ رَأَيْتُهُ اَبْصَارًا وَهُوَ يَدْرِكُ الْاَبْصَارَ اور خداوند کریم کو بینائی نہیں پاسکتی وہ بینائیوں کو پاتا ہے تو یہ مانی صاحبہ کا اپنا ہی اجتہاد ہے۔ حالانکہ اکثر روایات واقوال صحابہ و قبیلہ بنو ہاشم و محدثین و مفسرین و اصفیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسکے خلاف پر ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند کریم کو دیکھا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث نیز اس بات پر شاہد ہے حَنِیْنُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى بِضَوَادٍ ۚ مَرَّتَيْنِ نَقَلَ اَزْ شِفَا قَا مَنِ عِيَا ض وَطَبْرَانِ

خداوند چہاڑا بے جہت دید

کلام سرمدی بے نقل بشنید

دش در شمش و چشم در دلش بود

دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود

پس طالبان مولا کو چاہیے کہ اس مسئلہ میں عقل و توقف و تدبر و رشتہ ایمانی محبت و عشق سے کام لیں

اسم اللہ کن تصور عین دہیں

مانگویم یاد داری بالیقین

خادم شریعت عفا عنہ

نافہم۔ والعلم عند اللہ۔

سوال :- کیا کوئی حدیث مانی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بایں مضمون مروی ہے کہ نبی علیہ السلام رات معراج میرے پاس رہے اور جسمی معراج نہیں ہوا۔

جواب :- اس مضمون کی حدیث کتب صحاح و مشہورہ و معتبرہ میں نہیں ہے اور نہ ہی خود مانی صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشاہدہ معلوم ہوتا ہے اور نہ ہی متن اس حدیث کا صحیح ہے وہو بذاتہ عن محمد بن

قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ ابِي لُبْرَانَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ مَا فَقَدَ جَسَدَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ اللَّهُ اسْمِي جَوْحِدَ تَقْسِيرُهَا مَعَ الْبَيَانِ جَزْمًا ۱۵ صَفْحَہ ۱۰۱۳ اور علاوہ اسکے علامہ زرقانی

علیہ الرحمۃ شرح خواہب جزو ہاشم میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث موقوف ہے اور مانی کوئی سند و سند

رد کرنے حدیث صحیح کے اور یہ حدیث واقع کے خلاف پر وال ہے۔ اگر معراج شریف موافق بعض روایات ابتداء اسلام میں ہوا تب تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ بعض روایت میں ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوا اور بعض میں ہجرت سے ایک سال پیشتر ہوا۔ ہجرت کے وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹھ سال کی تھیں اگرچہ نکاح ہو گیا تھا مگر بعد ہجرت نو سال عمر شریف ہوگی دولت خانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رونق افروز ہوئیں پس معلوم ہوا کہ یہ روایت کسی طرح بمقابلہ احادیث صحیحہ متعدد معتبر قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کما تر۔ اگر کسی صاحب نے زیادہ تحقیق کرنی ہو تو تحفہ احمدیہ کو بلا حفظ فرادیں فقط والعلم عند اللہ۔

الحبيب خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :- حضرت آقائے نامہ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بول و براز کو زمین کس نے جلدی لقمہ کر جاتی اور بول و براز میں خوشبو لطیف کیوں آتی اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیشاب کو کیوں مائی ام ایمن وغیرہ نے نوش کیا۔

جواب :- انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارک اقسام بہشت سے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک روز میں دیکھتی ہوں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے خلا میں حاجت ضروری کے لئے تشریف لے گئے تھے اور جب وہاں سے آئے تو میں وہاں فوراً پہنچی لیکن میں نے بدول خوشبو وہاں کچھ نہ پایا اور نہ دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ ہم وغیرہ بہشتی وجودوں کی قسم سے ہوتے ہیں اس لئے ہمارا بول و براز و پسینہ خوشبودار ہوتا ہے اور بول و براز وغیرہ کو زمین چھپا لیتی ہے اور جس جگہ پڑتا ہے وہ جگہ بھی معطر ہو جاتی ہے اور وہاں سے خوشبو آنے لگ جاتی ہے۔ نقل از کتر اعمال جلد ۶ و اخرج ابو نعیم من یلی مولد عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا قل رايت يا رسول الله اقل تدخل الخلاء فاذا اخرجت دخلت في اثرك فما اري شيئا ولا في

لا يجد رائحة المسك قال انا معاشرا لانبيا و تنبت اجسادنا على ارواح اهل الجنة فما خرج منها شيء ابتلعه الارض پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اطہر کی ذاتی خوشبو تھی اس لئے تمام پسینہ بھی خوشبودار اور آپ کے بول و براز سے خوشبو آتی تھی اور جنہوں نے پیشاب مبارک پیسا ہے اور انہوں نے نحس خوشبودار سمجھ کر اور کمال محبت کی وجہ سے پیسا ہے بیمار لوگوں سے بچا تھا حاصل کی اور جنت کی خوشخبری پائی۔ باقی فتاویٰ ہذا میں بلا حفظ فرادیں فقط۔

خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ ظہور سے سوئی گم شدہ حضرت مائی صاحبہ کو مل گئی تھی اور اسکا کہیں ثبوت ہے۔

جواب :- بیشک اسکا ثبوت حدیث صحیح سے ملتا ہے وہو بنو اخراج ابن عساکر عن عائشۃ قالت کنت اخیط فسقط منی البرکۃ فطلبناھا فلم اقدر علیھا فادخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبیت البرکۃ بشعاع نور وجہہ فاخبرته فقا یا حمیر الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظر الی وجہی الحدیث :- یعنی حضرت ابن عساکر مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مائی صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں اندر بیٹھ کر کچھ سی رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی بہر چند تلاش کی لیکن اندھیر کے سبب نہ ملی اتفاقاً آپ کی ذات اندر تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کی روشنی سے تمام اندر روشن ہو گیا۔ اندھیرا جاتا رہا سوئی گم شدہ زمین پر گری ہوئی مل گئی اور فرمایا اے عائشہ افسوس افسوس اس کے لئے جس نے مجھے نہ دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ مبارک القمر لیلۃ البدر کی طرح چمکتا تھا نقل از ترمذی ابو ہریرہ سے ہے کہ آپ کا چہرہ آفتاب عالم تاب تھا جب آپ ہنستے تو نور کا عکس دیوڑیوں پر پڑتا۔

سوال :- کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکو مس فرمائیں اسکو آگ نہیں لگ سکتی۔

جواب :- بیشک ہمارا یہ ایمان ہے کہ جس کے ساتھ آقا نے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مس کریں اسکو کبھی آگ نہ نہیں کر سکتی چنانچہ ذیل کی روایت اس پر شاہد ہے حافظ ابو نعیم نے عبد بن عبد الصمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم کئی آدمی انس بن مالک کے ہاں تھے انہوں نے اپنی کنیز کو کھانا لایا حکم دیا پھر انہوں نے کہا کہ وہ رومال بھی لا۔ جب وہ لائی تو انس رضی اللہ عنہ نے اسے میلا دیکھ کر کنیز کو حکم دیا کہ تنور جلا کر اس میں ڈال دے۔ اس نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد نکالا تو وہ سفید دودھ جیسا نکلا۔ ہم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جائے حیرت نہیں یہ رومال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے۔ اور ہم بھی تبرکاً ادا کرتے سنت بعد فراغت اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسکو اسی طرح آگ میں جلا کر صاف اور سفید کر لیا کرتے ہیں۔ اور یہ تم سب جانتے ہو کہ حضور علیہ السلام

۱۔ معنی حمیر برید ایسا چنانچہ کتاب مجمع البحار جلد اول صفحہ ۳۰۱ میں مسطور ہے خذو شطردینکم من الحمیراء یعنی عائشہ صفحہ الحمار پر مدالبینا۔ پس معلوم ہوا کہ اتباع مائی صاحبہ سے منزل ناسوتی ملے ہو جاتی ہے اور طالب مولیٰ مقام لایا تک پہنچ جاتا ہے ۱۲ خادم شریعت :-

کے جسم مبارک کو ٹکی ہوئی چیز کو آگ نہیں جلا سکتی نقل از یہی مثل لشبر صفحہ ۴۴۔ اور الفاظ حدیث شریف کے یہ ہیں اخبر ابو نعیم عن عباد بن عبد الصمد قال آتينا انس بن مالك فقال يا جارية هلمى المائدة شخداً فأتت ثم قال هلمى المندیل فأتت بمندیل وسخ فقال اسجدي التوسر فأتته فامر بالمندیل فطرح فيه فخرج ابيض كأنه اللبن قلنا ما هذا قال هذا مندیل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يمسح به وجهه فاذا أسخ صنعت به هكذا ان النار لا تأكل شيئاً من عنده المحدث فقط۔ خادم شریعت نظام الدین عفی عنہ

سوال :- آپ کا پیالہ کس نکرئی سے بنا ہوا تھا اور کتنی قیمت سے فروخت ہوا۔

جواب :- شمائل تہمتی میں مسطور ہے کہ وہ نکرئی جہاڑ سے بنا ہوا ہے اور اسکو کڑی ٹوسہ کی لگوئی ہوئی تھی اسکو تبرکاً حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حفاظت سے رکھا جب انہوں نے انتقال کیا تو انکے فرزند ارجمند نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ لاکھ درہم یعنی دو لاکھ روپیہ سے فروخت کر دیا۔ اور شفا شریف میں ہے کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نیز ایک پیالہ تھا وہ بیمار لوگوں کو اس سے پانی حاصل شفا کے لئے پلاتی تھیں اور حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کو دیکھا اور اس سے پانی بھی پیا۔ فقط والعلم عند اللہ۔ خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال :- کیا جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہ۔

جواب :- بیشک جمعہ بمجموع شرائط مسقط ظہر ہے بلا شرائط ہرگز مسقط ظہر نہیں ہو سکتا اور وہ شرائط بارہ ہیں جنکا ذکر پچھلی جلدوں میں مدلل گذر چکا ہے اور سنیہ ہم حنفی لوگ جہاں کہیں شرائط میں شک پڑ جائے تو ظہر کی نماز احتیاطاً ادا کر لیتے ہیں چنانچہ نقایہ و شامی و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کتب میں مسطور ہے ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة لوقوع الشك فی المصرا وغيره واقامة اهله الجمعة ان يصلوا بعد بالجمعة اربع ركعات ويشوا الظهر حتى لو لم تقع بالجمعة موضع ما يخرج عن عهدة الفروض الوقت هكذا فی المحيط وفتح القدير وفتاویٰ جواہر الفتاویٰ وبدو السعادة والتاتارخانیہ وبراہیم شاہ وجامع الفتاویٰ والثانی وفتاویٰ عتابیہ وفتاویٰ خزائنہ المفتین وخرائنة العلوم وفتاویٰ المحمدیہ ان وقع الشك فی المصرا فليصلوا اربعاً فرض الوقت بعد الفراغ من صلوة الجمعة الخ یعنی جس جگہ شک پڑ جائے جمعہ کی نماز کے جوازیں

واسطے واقع ہونے شک کے مصر میں یا اسکے غیر میں اور قائم کریں وہاں کے لوگ نماز جمعہ تو مناسب ہے
 کر پڑھیں بعد جمعہ کے چار رکعت اور نیت کریں نماز ظہر کی کیونکہ اگر نہ صبح ہو تو جمعہ تو بری ہوگی ذمہ داری فرض وقتی
 سے ساتھ یقین کے اسی طرح ہے محیط وغیرہ کتب فقہ میں اگر کسی صاحب نے اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنی منظور
 ہو تو رسالہ نور الشمعہ و سلطان الفقہ و کتاب بھلا الرسول والنعمان میں ملاحظہ فرماویں اور اسکی نیت
 میں علمائے دین کا بہت اختلاف ہے لیکن فقہ کی تحقیق اس طرح ہے کہ نیت کرتا ہوں میں چار رکعت
 نماز فرض ظہر جو کہ ذمے میرے ہے چنانچہ فتاویٰ غرائب و رحمانیہ میں ہے والصحیح ان یقول اُصَلِّی
 لِلّٰہِ نَعَّالِیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلَوةَ الظُّہْرِ الَّذِیْ اَذْرَكَتْ وَلَمَّا صَلَّہُ بَعْدَ اَوْرَبِضِ لَوْکَ جَوْبُیْ وَهَرَّکَ ہِیْ
 کہہ دیا کرتے ہیں کہ میاں یہ شرائط کوئی ضروری نہیں اگر ہوں تو بہتر ہے ورنہ ان کے نہ پائے جانے میں جمعہ
 کی نماز میں کوئی نقص نہیں آتا جیسا کہ بادشاہ اسلام کا ہونا جمعہ کی نماز کو مانع نہیں افسوس
 دل کو روؤں یا جگر کا غم کروں ایک میں اب کس کس کا ماتم کرمل

مسلمانوں یا اور کھو کیا نکاح میں دو گواہ اور جہاد کے لئے بادشاہ مسلمان اور زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب
 و مسلمان عاقل بالغ اور حج کے لئے مسلمان عاقل بالغ زاد راہ و حفظ امن وغیرہ شرائط پائے جائیں گے تو یہ سب
 امور جائزہ اور واجب ادا ہو جائیں گے اگر ان احکام سے ایک کی شرط نہ پائی گئی تو وہ حکم ربی ہرگز ادا نہ ہوگا اسی
 طرح جمعہ کی شرائط میں سے اگر ایک کی بھی ترک ہوگی تو جمعہ محققین احناف کے نزدیک ہرگز ادا نہ ہوگا۔
 کیونکہ جن دلائل سے ان کے شرائط فرض ہیں انہیں دلائل سے جمعہ کے شرائط بھی فرض ہیں اور شرط سلطان
 میں صرف اختلاف امام شافعی و امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کا ہے نہ امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ
 علیہما کا چنانچہ مبسوط باب الجمعہ صفحہ ۲۴ میں مسطور ہے السلطان شرط عندنا و انہ غیر شرط عندنا مالک
 و الشافعی نقل از شرح نقایہ صفحہ ۱۳۲ من شرائط الجمعة اختلاف للشافعی اور تعریف سلطان کی یہ ہے
 ینفذ الاحکام ویقیم الحدود و اوردیہ صفحہ ۱۲۸ و شرح نقایہ صفحہ ۱۲۲ میں بایں طور ہے المصر الجامع
 کل موضع له امیر او قاض ینفذ الاحکام ویقیم الحدود و دہذا عن ابی یوسف اور اسی کتاب
 ہدایہ شرافت کے صفحہ ۱۲۸ میں لکھا ہے لا تصح الجمعة الا فی مصرجا مع ادنی مصلیٰ المصر و لا تجوز
 فی القری لقوله علیہ السلام ولا جمعة الا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصرجا مع اور فتح القدر و شرح
 نقایہ میں نیز بایں طور تحریر ہے فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ وفاقا بین الائمة اذ لا يجوز

مسائل شتی

ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں باوجود بادشاہ اسلام ہونے کے بھی جائز نہیں رہا۔
ظہر پڑھنی چاہیے ہاں اگر وہاں جمعہ قائم ہو چکا ہو اور لوگ مدت سے پڑھتے چلے آتے ہوں تو ان کو جمعہ سے روکا
نہ جائے اور ظہر کی نماز فرضاً بعد از جمعہ قریوں یعنی بستیوں میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہاں قریہ سے مراد شہر اور
محله شہر مراد ہے۔ چنانچہ مجمع البحار وقاموس وغیرہ کتب معتبرہ اس پر شاہد ہیں اور قرآن مجید نیز اس پر تالوق ہے کہ قریہ
شہر کو بولا جاتا ہے لقولہ تعالیٰ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمَتَا مَلَكَةٍ
ظَافَتْ ذَكَرًا فِي الْكُبَيْرِ وَفَتَحَ الْقَدِيرَ اور سورہ بقرہ میں ہے هَذَا الْقَرْيَةِ مراد یہاں بیت المقدس قر
على قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ مراد شہر ایلیا ہے۔

اور اگر جگہ لفظ قریہ کا اطلاق شہر پر ہی آیا کرتا ہے جسکا مفصل ذکر ظہور الشمعہ میں مسطور ہے ہاں اگر کسی صحابی نے بعد
از انتقال آقائے نامدار احمد کبریٰ علیہ السلام و آلہ وسلم جمعہ کسی بستی چھوٹی یا کسی کنواں یا جنگل میں پڑھا دیا ہو تو وہ اسکا
خود اجتہاد و ہوجا جو کہ مقابلہ حدیث مرفوع کے قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے مکہ و مدینہ
منورہ کے اپنی ظاہری زندگی میں کسی بستی یا جنگل میں نہ جمعہ پڑھا ہے نہ ہی کسی کو حکم دیا ہے بلکہ اپنے عرفات ایام
حج البواع میں باوجود کہ آپ کے پاس کئی ہزار آدمی موجود تھے لیکن آپ نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا اور نہ ہی کسی کو حکم دیا
اور نہ ہی آپ نے قبل از ہجرت مکہ معظمہ میں جمعہ پڑھا باوجود کہ فریضہ جمعہ کا علم آپ کو ہو چکا تھا اور
نور مدینہ منورہ و آلے بادشاہ آنحضرت علیہ السلام جمعہ کو ادا کر لیا کرتے تھے۔ اور آپ نے وہاں اس لئے جمعہ نہ پڑھا
کہ ابھی وہاں شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی اور یہ شعار اسلامیہ ہے جنگا علانیہ ادا کرنا لازمی تھا
اس لئے آپ اس وقت نہ ادا کر سکے اور اگر نمازوں کی طرح ہوتا تو ضرور ادا فرماتے پس اس سے معلوم ہوا
کہ حکومت اسلامیہ و شوکت سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے۔ دیکھو دارقطنی و نور الشمعہ سفراء اور علاوہ اس کے
تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ملک حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی طرف جب صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین ہجرت فرما گئے تھے اور وہاں عرصہ قریب چھ سال سے زائد رہے اور بدوں جمعہ سب احکام جو
کے ذمہ تھے ادا کئے لیکن جمعہ کو نہیں پڑھا حالانکہ انکو جمعہ کی فریضہ کا علم پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ فقط۔
مسئلہ: خطبہ جمعہ عربی زبان میں بقدر طویل مفصل پڑھنا مستحسن ہے مگر کوئی غیر زبان میں چند اشعار

پند و نصائح عوام الناس پڑھنے کو کوئی غنائقہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ کتاب رد المحتار کتاب المجموعہ میں ہے کہ
 یفید الخطبۃ بکونہا بالعربیۃ اور خطبہ لمبانیہ پڑھنا چاہیے اور جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے جسے بشرطیکہ
 اسی غسل و وضو سے جمعہ پڑھا جائے تو یہ سنت اور اہوگی نقل از قاضی خاں اور جمعہ سر دیوان میں ادنیٰ وقت
 اور گرمیوں میں ٹھنڈے وقت پر ادا کرنا سنت ہے اور جو خطیب ہو وہی نماز پڑھنا چاہئے اور خطیب ہونے کے
 امر معروف کوئی بات نہ کرے۔ اگر کسی شخص کی سنتیں پہلی جہتہ کی رہ جائیں تو بعد از جمعہ ان کو پڑھنے کے لئے نقل از
 در مختار یہ خطبہ جمعہ امام کھڑا ہو کر بلند آواز سے پڑھئے لیکن دوسرے خطبہ میں پہلے خطبہ سے آواز بلند کرے
 مسئلہ: جمعہ اگر شہر میں کئی جگہ پڑھا جائے تو نزدیک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز ہے ورنہ ایسا
 یہی اصح و صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ نوکشتور سطر ۱۵ میں بایں طور مسطور ہے و تودی الجبوت
 فی مصد واحد فی مواضع کثیرۃ و فی قول ابی حنیفۃ و شہاب و شہاب و ذکر الامام احمد و حنفی
 ازہ الصحیح بن مذہب ابی حنیفۃ و بدلائلناخذہما فی بحر الرائق اور علاوہ اسکے کتاب بیہی شرح
 ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے کہ جب تک دوسرے جگہ پڑھنے کے لئے تو غلامانے دین کے اختلاف کیا اور
 تو نے دیکھا کہ بیشک جمعہ پڑھو لیکن نماز پھر اسکے بعد ضرور پڑھو تلمیذ و رشید حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حسن بن
 زیاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پسند کیا اور اسکے بعد چار گشت بد نیست سنت ادا کریں۔ فقط۔

خطبہ جدیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله المحدثان المحدثان في الدين والكرام والارستقراطية في البيان
 المحدثان والبيان والبيان والبيان والبيان والبيان والبيان والبيان

لہ: اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کا نام سب ہی اعیانہ انظر میں ہی ہے جو بعد از وائیں انکے شانہ و شانہ سے
 بیان فرماتی ہیں وہ سب کی سب: امام صاحب علیہ الرحمۃ سے ائمہ کی ہیں اور ان کے قراعت و سوال کے وقت ان کے عرفی و غیر عرفی
 تصریح کرتی ہے اور صاحب رد المحتار کے جلد اول میں لکھا ہے کہ جب امام صاحب کے شاگردوں کا قول یا کیا تو لینی سمجھیں
 چاہیے کہ یہ خاص پیروی امام صاحب علیہ الرحمۃ کی ہوگی اور امام ابو یوسف سے زیادہ وقتا کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا قول کوئی قول
 اظہار نہیں کیا جسکی روایت امام صاحب سے ہو نہ پہنچی ہو۔ نقطہ خام شرعیست عفا عنہ۔

السَّمَاءِ بِأَشَدِّ الْبَيَانِ نَحْمَدُكَ عَلَى الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَلَشُكْرُكَ فِي كُلِّ حِينٍ وَأَنْ
وَلَشَهَدَانِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَشَهَدَانِ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدًا وَرَسُولَهُ الشَّافِعِ لِصَحَابِ الْجُرْمِ وَالْعِصْيَانِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ
كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا
كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدَاعَةٍ وَكُلُّ بِدَاعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ قَوْلُوا قَوْلَ سَيِّدٍ ابْتَغُوا الْبِرَّ لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَلِيُغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ نَارَ فَوْزٍ عَظِيمًا بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعْنَا وَإِنَّا كُنتُمُ الْبَاطِلَاتِ
وَالَّذِي كَرَّمَكُمْ بِهِنَّ تَعَالَى جَوَادٌ قَدِيمٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّوهُ رَحِيمٌ هـ

خطبہ منظومہ جمعہ

حَمْدُكَ يَا سَامِعُ رَبِّ قَدِيمِ
إِلَهَ الْخَلْقِ ذُو الْمَنِّ الْعَظِيمِ
مَلِكُ مَالِكٍ مَلِكُ كَبِيرٍ
رَعُوفٌ حَامِدٌ حَيُّ نَظِيمٌ
بِدَائِعِ الْخَلْقِ عَلَمُ الْخَبَائِنِ
لَهُ الْقُدْرَةُ الْمُدَاْبِرُ كُلِّ شَيْءٍ
فَصَلَ عَلَى النَّبِيِّ الْهَامِ بِشَيْءٍ
شَفِيعِ الْمُنْذِرِينَ يَوْمَ عُسْرِ
شَهِيدِ سَيِّدِ مَوْلَى الْبَرَائِ
تَحِيَّاتُ كَمِيلٍ زَاكِيَّاتِ
عَلَى الْأَوْلَادِ وَالْأَصْحَابِ طَرَا

هُوَ السُّلْطَانُ مِنْ غَيْرِ النَّدِيمِ
جَوَادٌ مَا حُدَّ مَعْطَى النِّعَمِ
حَكِيمٌ قَادِرٌ عَلَى الدَّمِيمِ
رَفِيعٌ مَالِكٌ الْمُلْكِ الْعَظِيمِ
سَمِيعُ الصَّوْتِ مِنْ تَحْتِ الْعَظِيمِ
هُوَ الْمُوصُوفُ بِالْوَصْفِ الْقَدِيمِ
رَسُولٌ صَاحِبُ الدِّينِ الْقَدِيمِ
كَرِيمٌ صَاحِبُ الْحَبْلِ الْكَوْنِيِّ
آمِنٌ صَاحِبُ الْوَحْيِ الْحَدِيثِ
نَارُ عَالِيهِ كَالدَّرِّ النَّعِيمِ
جَوَادِ النَّاسِ بِالْفَيْضِ الْجَسِيمِ

عَلَىٰ بِي بَكْرَةَ مَنْ فَاقَ دَهْرًا
حَبِيبِ الْمُصْطَفَىٰ جَهَّازِ جَيْشِ
عَلَى الْفَارُوقِ سِرِّ الْحَقِّ وَالِدِ
عَلَى عُثْمَانَ ذُو النُّورَيْنِ أَوْفَى
عَلَى أَسَدِ وَلِيِّ الْمَوْتِ عَلَى
عَلَى الْحَسَنِ مَظْلُومَيْنِ ابْنِي
عَلَى الْعَبَّاسِ وَالْحَمَزَةِ عَمِّي
عَلَى زَهْرَاءِ قَدْ فَاقَتْ نِسَاءَ
وَعَانِشَةَ الزَّجَعَةِ وَالْعَفِيفَةِ
عَلَى الْإِنْعَارِ وَالْإِشْبَاعِ جَمْعًا
إِلَهُ الْعَالَمِينَ أَمَّنْ عَلَيْنَا

بِأَفْضَالِ بِيَالَمِنِ الْعَظِيمِ
رَفِيقِ الْغَارِ رَحَابِ شَهِيمِ
أَشَدُّ النَّاسِ فِي أَمْرِ الْحَكِيمِ
بِعَهْدِ اللَّهِ بِالْعَزِيزِ الصِّمِيمِ
هُمَا مَحَارِبُ لَبْلِ الشَّهِيمِ
عَلَى الْمُرْتَضَىٰ مَوْلى الْكَرِيمِ
رَسُولِ اللَّهِ مَبْتَسِمِ وَسِيلِ
مَنْقَاةٍ مَضْنَاةِ النَّسِيمِ
مُطَهَّرَةِ الْقَوِيَّةِ مِنْ نَيْمِ
وَمَنْ قَامُوا بِدَائِنِ مُسْتَقِيمِ
فَمَنْ غَيْرُكَ بِكَرَّشِ الصَّدِيمِ

فَيَا رَبِّ اغْفِرْ عَنِّي ذُنُوبِي
وَأَدْخِلْنِي بِفَضْلِكَ وَالنَّعِيمِ

بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَتَفَعَّلْنَا وَاقًا كَمَا بِآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ
إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

خُطْبَةٌ ثَانِي

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا وَسَجْدًا بَكْرَةً وَأَمِيلًا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مَبَشِّرًا وَنَذِيرًا
وَلَشَهِدَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ سَمِيعًا قَدِيرًا وَلَشَهِدَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ مُحَمَّدٌ طِبُّ نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَصَلَامِهِ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَعْدَ مَنْ قَعَدَ
وَقَامَهُ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الرُّسُلِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ

الصَّالِحِينَ وَرَعَىٰ أَهْلَ طَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِينَ وَبِحَبْلِكَ
يَا رَحْمَنَ الرَّحِيمِينَ اللَّهُمَّ انْتَرِ لَنَا نَصْرِيْنَ هَٰذَا صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ
وَأَخَذْنَا مِنْ حُفْلِ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
يُعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ هَٰذَا كُرَّ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ يَذْكُرُكُمْ وَادْعُوهُ يُسْتَجِبْ لَكُمْ
وَلِيَذْكُرُوا اللَّهَ تَعَالَىٰ أَطْلَعَ وَأَوَّلَىٰ وَآخِرَ وَأَجَلَىٰ وَأَقَمَ قَاهِمًا عَظَمًا كَبَرًا ۝

مسئلہ :- اسکے بعد فوراً ہی امام یعنی خطیب صفیں بنا کر دو رکعت فرض جمعہ خود پڑھائے اور کسی
دوسرے کو بلا غدر حکم نماز پڑھانے کا نہ دے ورنہ کراہت ہوگی اور بعد سلام مقتدیوں کے قے دعائے
اور اسکے بعد چار رکعت سنت پھر چار فرض احتیاطاً اور دو سنتیں خود بھی پڑھے اور لوگوں کو بھی پڑھانے
اور چھوڑنے کا وہی میں ہرگز نہ پڑھیں۔ اگر کسی قصہ میں جمعہ پڑھیں تو وہاں ضرور فرض ظہر نماز بعد جمعہ ادا کریں
اگر شہر لاہور و امرتسر، ملتان، دہلی وغیرہ بلا دہندہ دے لوگ جمعہ پڑھیں اور تعدد جمعہ اور عدم شرائط جمعہ میں
اختلاف پائیں تو اس صورت میں بھی ظہر احتیاطاً پڑھیں اگر عوام الناس نہ پڑھیں اور خطیب کے کہنے
پر عمل نہ کریں تو خطیب کو چاہیے کہ ضرور ظہر کی نماز ادا کریں کیونکہ عبادت میں احتیاط مشروع ہے اور احتیاط
الظاہر کا ثبوت ۳۶۰ کتب فقہ مغبرہ میں درج ہے۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفی عنہ

مسائل عید الفطر و عید الفطر

ہر دو عیدیں واجب ہیں فَقَدْ لِيَ رَبَّائِي وَاسْتَحْدَّاسِ پر شاہد ہے اور ان کے پڑھنے کا یہ طریقہ ہے
کہ عید گاہ میں داخل ہو کر با طہارت کھڑے ہو اور دو رکعت نماز واجب عید الفطر والضحیٰ کی نیت کرے
اور تکبیر اولیٰ کہے اور ثنا اور اعد پڑھے اور تین تکبیریں متواتر پانچ چھوڑ کر کہے پھر مع بسم اللہ سورت
فاتحہ و قرأت پڑھے اور رکوع و سجود کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑا ہو جائے مع بسم اللہ سورہ فاتحہ
پڑھے اور قرأت پڑھے اور تین تکبیریں پہلی سورت پرا دکرے اور پھر تکبیر رکوع کہہ کر رکعت ثانیہ ادا کرے
اور خطبہ عید پڑھے اور اس میں احکام عید بیان کرے۔

اور غسل کرے اور خوشبو لگائے اور خوب سے کپڑے پہنے اور عید فطر ادا کرنے سے پہلے کچھ کھانا کھاوے اور تکبیریں عید راستہ میں بلند آواز یا آہستہ کہے اور لغویات اور کھیل بازی سے باز رہے اور استغفار کرے اور ہر ایک سے میل جول و محبت سے پیش آئے۔

مسئلہ :- صدقہ فطر کس روز اور کس وقت ادا کرنا سنت ہے۔

جواب :- بروز عید نماز ادا کرنے سے پہلے مساکینوں میں ادا کرنا سنت ہے چنانچہ تمام کتب احادیث و فقہ اس پر شاہد ہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم زكاة الفطر صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير على العبد الحر والذکر والأنثی والصغير والكبير من المسلمين وأمر بها أن تؤدى قبل خروج الناس إلى الصلاة نقل از بخاری و مسلم و مشکوٰۃ کتاب صدقۃ الفطر ترجمہ :- روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرض کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے غلام پر اور آزاد پر اور مرد و عورت پر اور چھوٹے پر اور بڑے پر اور حالیکہ مسلمان ہوں اور حکم فرمایا صدقہ فطر کا یہ کہ دیا جاوے پہلے لوگوں کے نکلنے کے طرقت نماز کی۔

حدیث ۲۱۳ :- عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سلق زكاة الفطر الصيام عن اللغو والرفث وطعمة المساكين من آذائها قبل الصلاة فهي زكاة مقبولة ومن آذائها قبل الصلاة فهي زكاة مقبولة ومن آذائها بعد الصلاة فهي صدقة من الصدقات رواه الدارقطني ۲۱۴ وقال ليس في رواية مجروح ۱۔

ترجمہ :- فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ لازم کی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوٰۃ فطر کی واسطے پاک کرنے روزہ کے بہودہ بات سے اور کلام بُری سے اور لازم کی واسطے کھلانے مسکینوں کے اور جو ادا کرے پہلے نماز عید پڑھنے کے پس ہوگی وہ زکوٰۃ فطر کی مقبول اور جو شخص بعد نماز عید کے ادا کرے وہ ایک صدقہ ہے صدقات میں سے یعنی جیسے دوسرے صدقات ہوتے ہیں اور کہا حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ و صاحب دارقطنی وغیرہ محدثین نے کہ اس حدیث کسی راوی پر حرج نہیں اور کسی قسم کا اس حدیث پر اعتراض نہیں۔

حدیث ۲۱۵ :- حدثنا يعقوب بن عبد الرحمن ثنا اسمعيل بن الحارث ثنا جعفر بن عون

ثنا الحجاج عن عطاء عن ابن عباس قال من السنة ان يخرج صدقة الفطر قبل الصلوة
اخرجه ابن ابی شیبہ والدارقطنی واصله فی الصحیحین نقل از تقویم فی احادیث۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ سنت یہ ہے کہ نکلے صدقہ عید فطر
کا پہلے نماز عید کے نکالا اسکو ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری کے اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور اصل اسکا
بخاری و مسلم میں ہے۔

حدیث ۱۷ :- عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِأَخْرَاجِ زَكَاةِ
الْفِطْرِ تَوَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ الْحَدِيثُ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ صَفْحَةَ ۲۱۵ - یعنی حضرت
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام صدقہ فطر کے ادا کرنے کا پہلے نماز
کے حکم فرماتے تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز یا دو روز پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے
حدیث ۱۸ :- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَقَالَ
أَغْنَوْهُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ۔

حدیث ۱۹ :- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ
الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ صَفْحَةَ ۲۱۵ یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غنی کرو تم آج کے دن محتاجوں کو رواہ الدارقطنی صفحہ ۲۱۵ یعنی حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم صدقہ فطر نماز ادا کرنے سے پہلے
کا ہے تاکہ وہ غریب لوگ اس روز غنی ہو جائیں۔

حدیث ۲۰ :- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ يَأْمُرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْرُجَ صَدَقَةُ
الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ إِلَى
الْمَصَلَّى وَيَقُولُ أَغْنِيهِمْ عَنِ السُّؤَالِ فِي هَذَا الْيَوْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَابْنُ عُمَرَ
لَفْظًا أَمَرْنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تَوَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ نَقْلًا مِنْ تَقَايِهِ
جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ سطر ۱۵ مولفہ بلا علی قاری علیہ الرحمۃ۔ خلاصہ اس فرمان عالی شان کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی بات کا حکم فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ فطر نماز
عید پر چھٹے سے پہلے ہی مسکینوں میں ادا کر دیا کرو اور ہم آپ کے فرمان کے مطابق ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمیشہ ایسا ہی کرتے یعنی صدقہ فطر کا مال جمع شدہ بھی نماز عید ادا کرنے سے اول ہی مساکینوں میں تقسیم فرما دیتے تھے تاکہ وہ لوگ اس روز کسی کے محتاج نہ رہیں اور کسی کے آگے سوال نہ کریں اور کتاب عین الہدایہ شرح ہدایہ صفحہ ۸۹۱ میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ لوگوں سے صدقہ فطر پہلے عید فطر کے جمع کیا تھا اور اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقہ فطر کے طعام پر حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اور پہلے ہرگز کسی کو نہیں دیا حتیٰ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کو جلاسے سے پہلے تقسیم صدقہ فطر کا حکم دیا اور کیا چنانچہ حدیث یقسمہا قبل ان ینصرفوا الی المصلیٰ روز عید کی کی طرح معلوم ہوتا ہے اور کتاب قدوری و شرح کنز لا مسکین و بحر الرائق وغینہ و در مختار و بر جندی و شرح نقایہ و فتح القدیر و قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ غرائب و فتاویٰ جامع و جوبہرۃ النیرہ و ہدایہ محتبہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ و فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں مسطور ہے وَالْمُسْتَحَبُّ لِلنَّاسِ أَنْ يَخْرُجُوا الْفَطْرَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَصَلِّ كَذَا فِي جَوْهَرَةِ النِّيْلِ لَا يَسُودُ فِيهِ انْتِزَاعُ كِتَابِ أَحَادِيثِ وَفَقَّ شَرِيفٌ سَمِعَ ثَابِتَ بْنَ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَا مِنْهُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْرَأَ بِكَ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ إِنَّكَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِحَسَنٍ وَأَنْتَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِفَاحِشٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْرَأَ بِكَ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ إِنَّكَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِحَسَنٍ وَأَنْتَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِفَاحِشٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْرَأَ بِكَ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ إِنَّكَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِحَسَنٍ وَأَنْتَ لَتَقْرَأُ فِيهِ بِفَاحِشٍ

یہ حدیث و فقہ شریف سے ثابت ہوا کہ آقاؐ نے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ فطر پہلے نماز عید پڑھنے کے غریب و مساکینوں کو تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور خلفاء الراشدین و صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و ائمہ مجتہدین کا بھی اسی پر عمل رہا ہے اور مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی صدقہ فطر نماز کے پہلے ادا کرنے کو فضیلت سمجھا کرتے تھے اور یہی سنت طریقی چنانچہ لفظ اَعْتَوْهُمْ وَاْمَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَن يَقْسِمَهَا قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ إِلَى الْمَصَلِّ سے ظاہر ہوتا ہے ہاں اگر کسی شخص نے کسی مصلحت سے کسی محتاج و مسکین کو پہلے ہی دے دیا تو جائز ہے دینے والے سے صدقہ ساقط ہو جائے گا اگرچہ یہ فعل سنت کے خلاف ہے اور فتاویٰ جامع الزہد و فتح القدیر و حاشیہ ہدایہ شریف و فتاویٰ خلاصہ میں ہے کہ صدقہ فطر قبل طلوع الفجر ہرگز تعمیل نہ کی جائے وہو ہذا وقال الحسن بن زیاد لا يجوز التعجيل ۱۰۱ نقل از فتح القدیر صفحہ ۳۶۲ لیکن صاحب بر جندی و صاحب ہدایہ اور اسکے متبعین نے لکھ دیا ہے کہ اگر کسی نے پہلے ہی دے دیا تو جائز ہو جائے گا۔ ہاں اگر فقرا کسی عالم وغیرہ امین شخص کو صدقہ فطر کے لئے خود مقرر کریں اور وہ لوگوں سے قبل ان یوم فطر صدقہ فطر وصول کرے اور بروز فطر فقرا میں تقسیم کر دے تو جائز ہوگا اور اگر وہ نہ کریں تو نہ ہوگا۔ نقل از فتاویٰ عالمگیری و عین الہدایہ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو اس روز صدقہ فطر ادا کرنے کی طاقت نہیں تو جب

اسکو طاقت ہو دے دے گا تو جائز ہو گا۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی عفی عنہ

سوال :- ایک مولوی صاحب نے ۱۲ فروری ۱۳۳۸ھ کو مولوی محمد دین صاحب خطیب جامع مسجد وزیر آباد سے سوال کیا کہ جب کہ انہوں نے قبل از عید الفطر صدقہ اکٹھا کیا تھا، کہ یہ تین حدیثیں آپ کے پیش کرتا ہوں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز کے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دے دیا ہے کیا رضوان اللہ علیہم اجمعین فقراء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اور اس میں تمہلیک شرط ہے لہذا جو آپ نے کیا ٹھیک نہیں ہے خلاف سنت ہے مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ ان حدیثوں میں لفظ کفان کا موجود ہے اور لفظ کان دوام واستمرار کے لئے نہیں آیا کرتا۔ کبھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا بھی کرنا کرتے ہونگے۔ اب سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے۔

جواب :- مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ لفظ کان کا استمرار و دوام کے لئے نہیں آیا اس محل میں ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے علم قرآن مجید و علم حدیث شریف و علم معانی سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں دیکھو وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کیا خداوند کریم کو کبھی ہر چیز کا علم کبھی نہیں ہوتا نعوذ باللہ من ذلک اور دیکھئے تَكَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ الْحَدِيث - پس معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے نزدیک تو اللہ کا وجود بھی ثابت نہیں ہوتا نعوذ باللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اور علامہ اس کے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ النعمات جلد ہدایہ میں نیز بایں طور تحریر فرمایا ہے کہ جمہور محدثین اسی بات پر ہیں کہ لفظ کان کا استمرار دوام کے معنی کے لئے آتا ہے در لفظ کان محدثان نیز فرماتے ہیں کہ ضرور مشہور در میان جمہور ائمہ است کہ افادہ دوام واستمرار ایک اور خادم شریعت کے نزدیک بھی اس فرمان عالی شان میں جو لفظ کان کا واقع ہے معنی دوام واستمرار کے دیتا ہے۔ چونکہ قرینہ اقوالہا وَاعْنُوهُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا قَبْلَ أَنْ يَنْصُرَ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اس پر شاید ہے اور جو بعض محدثین نے لکھا ہے لفظ کان (لِقَضَى التَّكْرَارِ وَالِاسْتِمْرَارِ) معنی عمل اقلات میں ہے نہ عمل اتفاق و نہ متحد فتوے افسوس کہ مولوی محمد دین ساکن بدھو ضلع کیمپری احکام شاریع علیہم السلام کے مقابلہ کرنے سے بھی خود شائستہ نہیں کرتے اور حدیث اقتوا بظہر علم الحدیث کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنے علم منطوق میں مغرور ہیں اور علم نقد و حدیث و تفسیر سے اوجھ

دور ہیں۔ واللہ یتدیی من یشاء الی صراط مستقیم۔

حرمہ خادم شریعت نظام الدین حنفی سروری عفی عنہ

سوال :- صدقہ فطر ذکوۃ مال میں تملیک شرط ہے یا نہیں ہے اور اس میں سے انجمن کے دوستوں کے لئے کتابیں خرید کر کے اپنی انجمن میں ہمیشہ کے لئے اپنے قبضہ میں رکھنی جائز اور مولوی محمد دین صاحب کہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں تملیک شرط نہیں اور مال ذکوۃ بنانے مسجد پر جائز ہے! (محمد ظہور الدین)

جواب :- بیشک حسب طرح مال ذکوۃ میں تملیک شرط ہے اسی طرح صدقہ فطر میں تملیک شرط ہے۔ اور کسی انجمن اغنیاء کے صدقہ فطر و مال ذکوۃ میں سے اپنی انجمن کی کتابیں خرید کر فی اور ان پر خود مالک بننا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ہاں اگر طلباء علم کو اس مال سے کتابیں اور پارچہ جات وغیرہ اشیاء خرید کر دیں اور وہ چیزیں ان کے قبضہ میں کر دیں تو اس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں۔

چنانچہ انجمن حزب الاحناف و نمایہ کا دستور العمل ہے یہ لوگ محض حفاظت مال کے ذمے دار ہوتے ہیں نہ مال صدقہ فطر و ذکوۃ کے مالک اپنے آپ کو تصور کرتے ہیں اور علاوہ اسکے اس فنڈ کو الگ رکھتے ہیں جس میں سے یتیموں اور مسکینوں کو کپڑے اور کھانا وغیرہ دیتے ہیں اور اباب انجمن اس سے نہ کتابیں انجمن کے لئے خرید کرتے ہیں اور نہ الماریاں بنواتے ہیں اور نہ اس مال کو وقف میں خرچ کرتے ہیں اور ان تمام امور کا ثبوت کتب ذیل کی عبارات سے ملاحظہ کریں وہ ہوندا۔

فاما رکنها فہو انس الاداء الی المصروف فہی التملیک کالذکوۃ فلا تنادی بطعام الإباحۃ۔ نقل از کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۲۵۲ جلد ۲ مطبوعہ مصر اور نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۶ میں ہے وصدقۃ الفطر کالذکوۃ فی المصارف فی کل حال ہکنافی غایۃ الاوطال و ملا مسکین و فتاویٰ ابوالکلام اور فتاویٰ عبدالحی جلد سوم صفحہ ۷۲ میں یوں مسطور ہے سوال :- در صدقہ فطر ہچول ذکوۃ تملیک مصدق علیہ شرط است یا نہ جواب :- شرط است ابوالکلام مینویسد و شرط التملیک فی الفطرۃ والعشر ایضا انتہی اور کتاب برجندی و فتاویٰ ملا مسکین وغیرہ کتب فقہ میں مسطور ہے کہ صدقہ فطر میں بھی تملیک شرط ہے۔ حسب طرح کہ ذکوۃ میں تملیک شرط ہے اور اسکے مصارف و ذکوۃ کے مصارف ایک ہی ہیں چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۵۶ میں بایں طو

مستور ہے و مصروف هذه الصدقة ما هو مصروف الزكوة كذا في الخلاصة پس اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ جو مصروف زکوٰۃ کے ہوتے ہیں وہی صدقہ فطر کے ہوتے ہیں اور صدقہ فطر و مال زکوٰۃ کے حقدار مساکین و غالب علم و فقیر لوگ ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے لقوله تعالى انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها الآية سورہ توبہ پس اسی لئے شارع علیہ السلام نے اس مال صدقہ فطر و زکوٰۃ سے مسجد اور پل اور مقام بنوانا اور چاہ اور نہریں کھودنا اور جائے وقف پر لگانا اور حج اور جہاد اور کفن میت اور اس سے میت کا قرضہ ادا کرنا ناجائز لکھا ہے چنانچہ شرح نقایہ و ہدایہ صفحہ ۱۸۵ اور فتح القدیر و عین الہدایہ صفحہ ۸۲ و برجنیدی صفحہ ۲۰۶ میں بایں طور مستور ہے فلو صرف الى بناء المسجد والرباط والفقيرة والكفن الموتى او الحج والعمرة او اعتاق الرقيق او قضاء دين ميت فقير لا يجوز ولو قضى دين حي فقير باذنه جاز لان القالب كالكيل له و بغیر امر لا يجوز كذا في الخزانة وقاصی خاں ص ۱۲۵ و برجنیدی شرح مختصر و قایہ صفحہ ۲۰۶ جلد اول سطر ۱۲ و فتاویٰ عالمیگر صفحہ ۱۵۲ اور صاحب ہدایہ و فتح القدیر و صاحب نقایہ و غیرہ آئمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ارقام فرمایا ہے کہ مساجد و غیرہ مقامات مذکورہ پر مال زکوٰۃ و صدقہ فطر نہیں لگ سکتا کہ اس میں تملیک شرط ہے اور ان مقامات میں تملیک نہیں پائی جاتی ہاں اگر فقراء کسی کو وکیل بنائیں اور قابض ہو کر جائزت دیں تو جائز ورنہ ناجائز اور فتاویٰ عالمیگر صفحہ ۱۵۲ میں ہے کہ اما ان دین کو جائز نہیں کہ اس مال سے خزانہ بنائیں یا اس مال کو بند رکھیں بلکہ ان کو واجب ہے کہ اس مال کو غریب و مساکینوں میں جو اسکے حقدار ہیں ان کو دے دیں اور ان کے حقوق ان کو پہنچا دیں و ہونہا والواجب علی الاثمۃ ان یوصلوا لحقوق الی اربابہا ولا یحبسوا ثمنہا عنہم ولا یجعلوا ثمنہا کتونا و اذا دفع الزکوٰۃ الی الفقیر لا یتیم الدفع مالہم یقبضہا الخ اور شرح مختصر قدوری و معیار کنترین لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے مال زکوٰۃ کو بنائے مسجد یا کفن میت و غیرہ اشیاء مذکورہ پر خرچ کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اور علاوہ اسکے کتب فقہ میں مستور ہے کہ اگر اراکین مدرسہ اسلامیہ کے مال زکوٰۃ سے زمین برائے پرورش طلباء کے خرید کریں تو بھی جائز نہیں کیونکہ اسمیں تملیک شرط ہے اور تفسیر اسکی یہ ہے تملیک الحال من فقیر مسدد بہذا زکوٰۃ سے مکان یا عمارت بنانا اور کفن اموات کو دینا جائز نہیں چونکہ اس

دفع حاجت فقر زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس لئے مال زکوٰۃ سے روٹی کپڑا طلباء کو دیا جائے یا کتاب قیمتاً لے کر اسکی ملک کی جائے تو جائز ہے ورنہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ نے نمایانہ ہندو اور میں نیز بایں الفاظ عبارت درج ہے۔ مصرف زکوٰۃ فقیر و ابن السبیل و حاجی و غازی بے زاد اس ملک میں اسکے نہیں ہو سکتا اور اس مدرسہ نمایانہ میں سولہ فیس کے اور کوئی مصرف نہیں تحقیق کرنی فقیر کی کہ فی الواقع فقیر ذمہ دار وکیل زکوٰۃ کا ہے سرپرست و کلاء اداے مال زکوٰۃ کے ہیں جو شخص مال زکوٰۃ ان کو دیوے وہ اس مال کے وکیل امین بن جاویں اس مال کو جدار کیس خاص طلباء فقراء کو نان و نفقہ یعنی پارچہ و دیگر ضروریات کے واسطے دیں اس میں سے عمارت مکان کی و کتب و فنی و فروش و صندوق و الماری و فنی پر خرچ نہ کریں۔

الحجیب غلام قادر بھروی عفا عنہ

ایں جواب صحیح است حق مریم
است محمد یار امام مسجد طلائی
لاہور

الجواب صحیح
حررہ الفقیر الیگوی غلام محمد
امام مسجد شاہی لاہور

بیشک جواب صحیح ہے۔ مفتی
ولی محمد جالندھری

الجواب صحیح
عبدالحکیم مدرس مدرسہ رحیمہ
انارکلی لاہور

الجواب صحیح
مفتی محمد عبداللہ ٹونکی عفا عنہ

قاضی طفرالدین احمد عفا عنہ
۱۳۱۶ھ ہجری۔

الجواب صحیح
ابو محمد حسین عفا عنہ

جواب صحیح ہے۔ خادم العلماء
محمد حسن عفا عنہ ۱۳۱۶ھ

جواب بہت صحیح ہے علماء و انبیاء
کو اس مال سے کچھ نہ لینا چاہیئے
محمد عبدالحکیم خلاص حافی کلاں دہری
لاہوری عفا عنہ

محمد کرم الدین عفا عنہ
ساکن عین

عبد الفتی ابو زبیر غلام رسول

الجواب صحیح لاریب فیہ
غلام محمد عفا عنہ ہوشیار پوری

جواب صحیح ہے
ابو عبدالحق دہلوی عفا عنہ

الکین انجن محض محافظ و امین و وکیل از جہت ارباب اموال مدرسہ میباشند نہ متملک۔

الاقم۔ غلام احمد مدرس اول مدرسہ نمایانہ لاہور

الجواب صحیح
عبداللہ مدرس ثانی مدرسہ نمایانہ

پس اب برادران احناف کو ان دلائل و مواہیر و فتاویٰ علماء کرام سے معلوم اور روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے اور اسکے حقدار فقراء و طلباء علم دین اور ابن السبیل لوگ ہیں اور اس صدقہ فطر کو جو فراہم کیا ہوا ہے اسکو پہلے نماز عید ادا کرنے سے فقراء وغیرہ حقداران کو دے دینا سنت ہے اور اراکین انجمن اس مال کو بطور امانت کے اس پر محض حفاظت کر سکتے ہیں نہ مالک بن کر اپنی انجمن میں خرچ کر سکتے ہیں نہ کسی وقت جگہ پر لگا سکتے ہیں نہ انجمن میں کتابیں خرید کر جمع کر سکتے ہیں کیونکہ حقدار اسکے غریاء و فقراء و طلباء لوگ ہیں ان کو اس فنڈ سے نان و نفقہ وغیرہ ضروریات ان کے ادا کرنے چاہئیں اور اگر اس فنڈ سے کتاب خرید کریں تو ان کو ان کا قابض بنا دیں اور مدرسین اغنیاء علماء کو بھی اس فنڈ سے تنخواہ نہ دی جائے ہاں اگر غریب اور فقیر ہیں تو اس سے لے سکتے ہیں۔ فقط والعلم عند اللہ

الحجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال: کیا فہماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مال زکوٰۃ و صدقہ فطر و بلائی و مرزائی و شیعہ و چوڑاوی وغیرہ مذاہب باطلہ کو دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اداۓ زکوٰۃ میں لازم ہے کہ مسلمان شخص ہو جسکو زکوٰۃ دی جائے اور جن کے سبب سے اسلام میں تقویت اور ترقی متصور ہو ان کو مال زکوٰۃ و صدقہ فطر وغیرہ صدقات سے اعانت کرنا عین ایمان و ثواب ہے اور جاہل سے عالم دیندار فقیر کو دینا ثواب ہے اور مرزائی اور شیعہ جو خداوند کریم کے بدنام ہونے کے قائل ہیں اور قرآن مجید کو محرف سمجھتے ہیں اور حضرت ابا بکر الصدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دیتا عین ایمان و ثواب سمجھتے ہیں اور حضرت مائی صاحبہ عائشہ صدیقہ و حضرت مائی صاحبہ حفصہ کو برا جانتے ہیں اور تعزیرہ داری کو حلال اور جائز سمجھ کر نکالے ہیں ایسے لوگوں کو ہرگز زکوٰۃ و صدقہ فطر نہ دیا جائے اور وہابی جو تقویت الایمان و کتاب صراط مستقیم و کتاب التوحید عبد الوہاب نجدی پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے بنانے والے کو موحد جانتے ہیں اور تقلید آئمہ دین مجتہدین کو مشرک اور کفر اور بدعت تصور کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بٹھرتے ہیں اور آپ کے علم ماکان و مایکون سے انکار کرتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و شان برابر اپنے بڑے بھائی جیسے جانتے ہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں تصور لانے کو کجبری و گندھے و بیل کے خیال سے نفوذ باللہ بدتر جانتے ہیں اور فقہ و اصول سے انکار کرتے ہیں تو بیشک ایسے

ایسے لوگوں کو صدقہ فطر و مالِ زکوٰۃ سے منع ہے۔ کیونکہ ایسے خیال والے لوگ شرعاً مرتد ہیں۔ اور جو غیر مقلدان کفریات سے بچتے ہیں ان کو ان ہر دو صدقات سے دینا مناسبت نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ بھی اکثر وقت دین اسلام کے کاموں میں رخنہ اندازی کرتے ہیں اور فریب سے مال جمع کر کے پھر مذہب حقہ احسان کو دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو دینا بھی اچھا نہیں۔ چنانچہ دلائل ذیل سے ثابت ہوتا ہے وہ ہذا۔ و اما اهل الذمّة فلا يجوز صوم الزكوة اليهم بالافتاق فتاوى عالمگیری جلد اول ص ۱۳۱ وقال واما الحربى المستأمن فلا يجوز دفع الزكوة والصدقة الواجبة اليه بالاجتماع التصديق على الفقير والعالم افضل من التصديق على الجاهل كذا فى الزاھدى وفتاوى عالمگیری ص ۱۳۱ اور قرآن مجید میں ہے تعالوا على البر والتقوى ولا تعادوا على الاثم والعدوان اور صدقہ فطر کا بعض علماء دین کے نزدیک ذمی کو دینا جائز لکھا ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ ان کو دینا اچھا نہیں بلکہ ذی کتب الشفہ فقط والعلم عند اللہ۔

المجيب خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ

سوال :- مالِ زکوٰۃ اخبار یا رسالہ اسلامیہ جس میں محض اشاعت اسلام کی ہو اسپر خرچ کرنا درست ہے یا نہیں اور اس پر خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- ہرگز ہرگز درست نہیں کیونکہ اس مال کے مصارف محض غرباء و مساکین و درویش لوگ ہوتے ہیں لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ الْاٰیہ۔ پس اسکے مصارف وہی لوگ ہیں جو اسکے تحت میں گئے ہیں اور اخبار و رسالہ کے اکثر غنی اور سید لوگ خریدار ہوتے ہیں جن کو زکوٰۃ یعنی شرعاً منع ہے۔ ہاں اگر وہ رسالہ یا اخبار محض غرباء و مساکین کو چھپو کر تقسیم کر دی جاتی ہوں یا اسکے قبضہ میں کوئی کتاب یا اخبار خرید کر دی جاتی ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر وہ رسالہ یا اخبار اغنیاء و سادات و غرباء میں تقسیم ہوتا ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی چونکہ اس میں غیر مسروفت و غیر مصروف کی نہیں رہی عام تقسیم ہوتا ہے۔ دیکھو کتاب بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیری فقط واللہ اعظم بالصواب۔

المجيب خادم شریعت نظام الدین مورخہ ۱۴/۱۱/۱۳۸۱ھ

سوال :- صدقہ فطر و مالِ زکوٰۃ وغیرہ مال صدقات اقربا مانند بھائی حقیقی یا خالہ یا بھتیجی یا ہمیشہ وغیرہ مفلسان کو دینا درست ہے یا نہ۔

جواب: بیشک مالِ زکوٰۃ بدوں اصل و فرع اپنی کے اور بدوں سادات و اغنیاء لوگوں کے ان سب رشتہ داروں کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا جائز بلکہ افضل ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۵۱ و برجنہ ص ۲۰۸ و فتاویٰ جامع و بحر وغیرہ میں بایں طور مسطور ہے والہ فضل والذکوٰۃ والنذور والصدقات اولیٰ الرخوة والارخوات ثمالی اولادہ ثمالی الارخال والخالات ثمالی اولادہم ثمالی ذوی الارحام ثمالی الجیران ثمالی اهل حرفتہ ثمالی اهل مصرعہ او قریتہ کذا فی السراج الوہاج پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ صدقات اول اپنے برادران و ہمیشہ گان میں تقسیم کرنا افضل ہے پھر ان کی اولاد اور پھر چچے اور چاچیاں پھر ان کی اولاد پھر ماموں اور مامیاں پھر ان کی اولاد پھر ان کے بعد ذوالارحام لوگ اور پھر پڑوسی پھر شہر کے فقراء صاحب حرفت یا صاحب قریہ اور صاحب ظہیر یہ و برجنہ نے فرمایا ہے کہ پہلے اقربا غریبوں کی مال زکوٰۃ و صدقہ سے حاجتیں پوری کرنی چاہئیں بعد اسکے غیروں کو دیں ورنہ یہ صدقہ قبول نہ ہوگا۔ یکذا فی بحر ص ۲۵۶ قال الشیخ الامام ابو حفص الکبیر البخاری لا تقبل صدقة الرجل قرابته محایج حتی یدأ بہم فلیسد حاجتہم ثمالی عطی فی غیر قرابته ان احب اتکلی اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اپنی عورت کی اولاد نیز صدقہ فطر زکوٰۃ دینا شرعاً جائز و درست ہے اور علاوہ اسکے تفسیر رد فی مجددی ص ۲۲۳ و بحر مواج میں بایں طور لکھا ہے کہ منقول صحیح میں ہے کہ ثواب صدقہ کا پانچ قسم ہے ایک یہ ہے کہ ایک کے عوض دس پاوے گا وہ صدقہ صحیح ہے۔ کو دینا ہے دوسرا یہ ہے کہ ایک کے عوض نو پاوے گا وہ اندھے اور پاہج کو دینا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ایک کے عوض نو سو پاوے گا وہ ذی قرابت اور محتاجوں کو دینا ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ ایک کے عوض لاکھ پاوے گا وہ مال باپ غریب کو دینا ہے اور پانچویں قسم وہ ہے کہ ایک کے عوض نو لاکھ ثواب پاوے گا۔ وہ عالم فقہ کو دینا ہے۔

الجیب خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی

سوال: عید الفطر و عید فطر کا صدقہ کن لوگوں پر واجب ہے۔

جواب: جو شخص آزاد اور مسلمان حاجت ضروریہ سے زائد مال قدر نصاب رکھتا ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اور مقدار نصاب ترین قولہ ایک ماشہ اور ایک رتی ہے وہ مال نامی ہے یا غیر نامی سال اس پر گزرا ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے صدقة الفطر هي واجبة على الحر المسلم المالك للمال من ثمنه عن حوائجہ الا صلیة ولا یعتبر وصف النماء ویتعلق

بہذا النصاب وجوب الزکویۃ الخ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرض زکوٰۃ الفطر یطہر الصیام من اللغو والرفث وطعمۃ بالمساکین رواہ البوداؤد اور
 ابن عمر سے ہے کہ اَمَرَ بِهَآ اَنْ تُوْدَى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ متفق علیہ پس ان تمام دلائل
 سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر واجب ہے جو صاحب نصاب اور طاقت رکھتا ہو اور صدقہ فطر پہلے عید
 کی طرف جانے سے ادا کرنا چاہیے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین ملتانی حنفی بزرگ عفی عنہ

سوال :- صدقہ فطر کس قدر اور کس کس کی جانب سے ادا کرنا واجب ہے۔

الجواب :- صدقہ فطر واجب ہے ہر مرد و عورت پر نصف صاع گندم اور انگوروں سے اور ایک صاع
 جو اور اسکا آٹا و کھجوروں کا ایک صاع دینا چاہیے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوگا۔ ہذا الصدقة
 صاعاً من تمرٍ أو شعیرٍ أو نصف صاعٍ من قمحٍ علی کلِّ حرٍّ أو مملوکٍ ذکرٍ أو أنثی صغیرٍ أو کبیرٍ رواہ
 البوداؤد عن ابن عباس اور ترمذی شریف میں مسطور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف کی بیتوں
 میں بایں طور منادی کرائی اِنَّ صَدَقَةَ الْفَطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيرٍ
 اَوْ کَبِيرٍ رواہ الترمذی یعنی فرمایا آپ نے کہ صدقہ واجب ہے اوپر ہر ایک مسلمان مرد ہو یا عورت
 ہو یا غلام بڑا ہو یا چھوٹا اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے انما یجب صدقة الفطر من اربعة اشیا
 من الحنطة والشعیر مثلها والخبز لا یجوز الا باعتبار القيمة واما الزبيب فقد ذکر فی الجا
 الصغیر نصف صاع۔ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ گندم و گندم کے آٹا اور انگور سے نصف صاع
 اور جو اور ان کے آٹا اور کھجوروں سے صرف ایک صاع صدقہ فطر دینا چاہیے اور ان اشیاء کے سوا کسی
 اور چیز سے فطر دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر ان کی قیمت حساب لگا کر دے دی جائے تو جائز ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ
 عالمگیری میں مسطور ہے۔ اور صاع شرعاً آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور رطل بیس استار کا اور استار ساٹھ چار
 مثقال اور مثقال چار راشد کا ہوتا ہے۔

پس اس حساب کے مطابق صاع لاہوری تین سیر چند چھٹانک کا بنتا ہے۔ اور سیر ۸ تولہ کا ہوتا ہے

اور فطران صاع صادق سے واجب ہوتا ہے نہ قبل اسکے۔ اگر کسی شخص نے کسی سبب سے صدقہ فطر پہلے یوم فطر ادا کر دیا
 تو جائز ہوگا۔ فقط۔

اور جس صاحب نے گندم یعنی گہوں دینی ہو تو ایک سیر گیارہ چھٹانک ہر ایک کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اس سے کم صدقہ فطر ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور صدقہ اپنی ذات اور جس کا ولی بنا ہو اور اپنی اولاد صغیر فقیر اور اولاد دیوانہ و مدہوش کی طرف سے ادا کرنا اس صورت سے اس پر واجب ہوگا اگرچہ وہ اولاد بڑی کیوں نہ ہو و یجب عن نفسه و طفله الفقیر المحتویٰ ارجنون بمنزلة الفقیر سواء كان المجنون اصلیا او عارضیا هكذا فی فتاویٰ ہندیہ اور اولاد چھوٹی کا فطرانہ اور باپ پر چھوٹی رٹ کی کا جو نکاح کر کے خاوند کے ساتھ روانہ کر دی گئی ہو واجب نہ ہوگا۔

اور ایسا ہی اپنی بیوی اور اپنی بڑی اولاد کا فطرانہ دینا واجب نہ ہوگا اگر دے دے تو باتفاق ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ اگر وہ کہیں یا نہ کہیں۔ اور بہتر ہے کہ وہ خود ادا کریں اور مال باپ بہن بھائی وغیرہ رشتہ داروں سے واجب نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ ہماری طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کر دیں تو ان کی اجازت سے جائز ہوگا ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ نقل از فتاویٰ عالمگیری فقط والعلم عند اللہ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین متانی حنفی قادری سرری مضاف
مسئلہ متعلقہ صدقہ فطر :- صدقہ فطر صرف ایک فقیر کو دیا جائے۔ ایک فطرانہ دو تین آدمیوں کو دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر بہت آدمی مل کر ایک فقیر کو سب صدقہ فطر دے دیں تو جائز ہے دیکھو فتاویٰ عالمگیری اور جو عورت شکم میں بچہ رکھتی ہو اس کا فطرانہ واجب نہیں۔ ہاں اگر صبیح صافی کے بعد جننے تو اس کا فطرانہ واجب ہوگا۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی بھڑیا چھ ماہ کی جائز ہے یا نہیں۔ بیوقوف حسب روا۔
محمد شفیع از لوبیری والہ

الجواب :- ذنبہ چکی والا چھ ماہ کی قربانی جائز۔ اور بھڑو بکری و چھرا دم دار کی قربانی چھ ماہ کی تا جائز۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے لا تَذْبَحُوا الرَّمْسَةَ إِلَّا أَنْ تُعَسَّرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جِزْعَةً مِنَ الضَّانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ إِمَامُ النَّوَوِيِّ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ جَذَاءٌ مِنْ غَيْرِ الضَّانِ فِي الْحَالِ مِنَ الْأَحْوَالِ وَهَذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ عَلَى مَا نَقَلَهُ الْقَاضِي عِيَّاضُ جَلَد ۲ ص ۱۵۵ اور اسکے تحت صاحب دارالافتاء علمائے ہند لاہور نے غمانیہ سوال نمبر ۶۵۹ ص ۱۳۴ بابت رسالہ ذلیقہ و ذوالحجہ ارقام فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان جو ایک نوع ہے اس سے جذعہ

جس کی عمر چھ ماہ ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک سات ماہ ہوتی ہے قربانی کرنا جائز ہے۔ اور کسی نوع سے چھ ماہ کا بچہ جسے جندہ کہتے ہیں قربانی کرنا جائز نہیں۔ دوسری ایک حدیث میں فرماتے ہیں جب ایک آدمی سوا کرتا ہے عند جذاعة من المعز فقال منهم بھادلا تصلم بعزك قال النودی فیہ ان جذاعة المعز لا تجزی فی الاضحية وهذا متفق علیہ صفحہ ۱۵۴ جلد ۲ لیکن یہ معلوم کرنے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ ضان کس کو کہتے ہیں قال فی الدر المختار وصح الجذع من الضان قال فی الرد المختار قوله من الضان هو ماله الیہ من قید بہ لہ لا یجوز جزع من المعز وغیرہ لا وهذا بل مخریفات کما فی المبسوط قہسٹا صفحہ ۲۰۲ جلد ۵ وقال فی شرح الوقایہ (م) وصح الجذع من الضان (ش) الجذع شاة لہا ستة اشهر والضان ما تلون لہ الیہ جلد ۲ کتاب اصح روایت شامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضان دو قسم ہے جسکے کے لئے چکی ہو معلوم ہو غیر چکی دار چھڑا بھیڑ بکری یا بکرا چھ ماہ کا قربانی کرنا جائز ہے اس لئے یہ ضان نہیں ہو سکے کیونکہ بنا بر تحقیق شامی ضان وہ ہے جس کی چکی ہو اور ان کی چکی نہیں۔ پس پھر نوع غیر چکی والا چھ ماہ کا قربانی کرنا بروئے حدیث ناجائز ہوگا۔ اور فقیر کہتا ہے کہ اگر وہ دنبہ جس کی عمر ۶ ماہ کی ہو اور اسکو سال بھر کے دنبوں اور بھیڑوں میں کھڑا کیا جائے اور دور سے دیکھنے والے کو ان کے برابر قد و قامت میں نظر آئے تو بلاشبہ وہ دنبہ بھی جائز ہوگا۔ چنانچہ در مختار میں مسطور ہے اور غایتہ اللواتر میں لکھا ہے کہ ضان سے مراد وہ دنبہ ہے جس کی ایہ ہو یعنی چکی ہو۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین عفا عنہ

سوال :- قربانی کے جانور کس قسم کے ہونے چاہئیں۔

الجواب :- گائے زریا مادہ عمر دو سالہ بھینس دو سالہ۔ اونٹ پانچ سالہ بکری بھیڑ چھڑا ایک سالہ۔ دنبہ فریہ چکی دار چھ ماہ اور ان سے کم عمر کوئی جانور جائز نہ ہوگا۔ اور شرعاً بھینس گائے کی جنس سے ہے اور ایسا ہی بکری بھیڑ کی جنس سے ہے اور جھلی جانور کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ ہاں اگر وحشی اہلی سے ملے تو اعتبار ان کی ماں کا ہوگا اور اسی پر فتوے دیا جائے گا۔ اور ان مسائل پر یہ عبارتیں شاید ہیں واما جنسہ فمما ینتھون من الرجتناس الثلثة الغنم والذیل والبقیر ویدخل فی کل جنس نوعہ والذکر والانیث منہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہے کہ قربانیا نبی علیہ السلام نے کہ ذبح کرو مگر مسندہ کو اگر اسکو نہ پاؤ تم پس ذبح کرو جندہ و دنبہ یا بھیڑ سے روایت کیا اسکو مسلم نے ۱۱۲

وَالْخَصِيُّ وَالْفَحْلُ بِطَلْقِ اسْمِ الْجَنَسِ عَلَى ذَلِكَ الْمَعْرُوفِ مِنَ الْغَنَمِ وَالْجَا مُوسَى لَوْحٌ مِنَ الْبَقَرِ
فقط نقل از فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۱۰۳۔ وَصَحَّ الْمُنْتَنِي فَصَاعِدًا مِنَ الثَّلَاثَةِ وَالْمُنْتَنِي هُمُ ابْنُ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ
وَحَوْلَيْنِ مِنَ الْبَقَرِ وَالْجَا مُوسَى وَحَوْلٌ مِنَ الشَّاةِ وَالْبَعْرِ لَقَلْ زُرُورٌ مَخْتَارٌ وَغَايَةُ الْأَوْطَارِ جُلْدٌ ۱۸۶
اود قربانی جائز ہے سینک دار جانور کی۔ اور سینک ٹوٹے ہوئے کی اور نہیں جائز وہ جانور جب کا سینک
بڑی تک ٹوٹا ہوا ہو۔ اور جائز ہے قربانی خسی جانور اور کھانسی واسے اور جب کو دودھ نہ دے سکتا ہو۔ نقل از عالمگیری
اور جائز ہے قربانی دیوانے جانور کی جو چارہ چل پھر کر کھا سکتا ہو۔ اور جو ایسا نہ ہو اسکی جائز نہیں۔ نقل از زور
مختار اور خارش واسے جانور کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ موٹا ہو اور گوشت کو نقصان نہ پہنچا ہو اگر خارش کے
سبب سے وہ جانور دبلا ہو جائے تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی۔ چنانچہ در مختار میں ہے۔
اور در مختار میں ہے کہ اندھے اود کاٹنے اور نہایت دبے جانور کی قربانی جائز نہ ہوگی جسکی بڑیوں میں رس
نہ ہو اور ایسا ہی لکڑے جانور کی قربانی جائز نہیں ہو کہ اپنے چوتھے پاؤں پر چل کر جائے قربانی پر خود بخود نہ پہنچ سکے
اور نہیں جائز وہ جانور جسکے دونوں کان کاٹے ہوئے ہوں یا ایک تمام کاٹا ہوا ہو یا جس کے بالکل کان نہ ہوں
اور جائز ہے وہ جانور جسکے دونوں کان پیدائش میں ہی چھوٹے ہوں۔ نقل از فتاویٰ عالمگیری۔ اگر کسی جانور کا تیسرے
حصے زائد عضو کاٹا ہوا ہو گا تو جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی جانور کا کسی حصے سے کوئی اعضاء زائد کاٹا ہوا ہو تو جائز نہ ہوگا۔
اگر ٹلٹ سے کم یا برابر کاٹا ہوا ہو گا تو جائز نہ ہوگا۔ ایسا ہی اگر نظر میں کمزوری ہے تو حساب کرنے کے اسی پر قیاس کر
لیں۔ نقل از فتاویٰ عالمگیری در مختار۔ اور نہیں جائز وہ جانور جسکے دانت نہ ہوں۔ اور اگر اکثر دانت ہوں
تو اسکی قربانی جائز ہے۔ نقل از زور مختار۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر اپنے دانتوں سے خود چل پھر کر
چارہ کھا سکتا ہو تو جائز نہ نہیں۔ اور جس جانور کا تک کاٹا ہوا ہو تو اسکی قربانی بھی ناجائز ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری
قربانی جائز ہے بھیجے جانور کی اور نہیں جائز جسکے تھنوں کی نوکیں کاٹی گئی ہوں یا کسی بیماری کی وجہ سے شیر
خسک ہو گیا ہو اور ایسا ہی نہیں جائز وہ جانور جسکی پیدائش میں ہی زبان نہ ہو یا تیسرے حصے زائد کاٹی ہو
ہو۔ دیکھو فتاویٰ عالمگیری اور اگر بکری یا بھیڑ کا ایک تھن پیدائش میں ہی نہ ہو یا ایک تھن ٹلٹ سے
زائد کاٹا ہو تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی۔ اگر اونٹنی یا گائے کا ایک تھن پیدائش میں ہی نہ ہو یا کاٹا ہو تو قربانی
جائز ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ اگر دونوں تھن نہ ہوں یا کاٹے ہوں تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری
اور در مختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے تندرست قربانی خرید لی اور قربانی کرنے سے پہلے ہی یہ نقص جان

میں ظاہر ہو گئے تو جو صاحب دولت مند یعنی غنی ہے تو اور بے عیب جانور خرید کر قربانی دے اور جو طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لئے یہی کافی ہوگی۔ اور مستحب ہے کہ قربانی موٹی تازہ عمدہ اعلیٰ بے عیب ہو فقط

مسائل متعلق قربانی

چھری تیز ہونی چاہیئے اور ذبح خود کرے تو بہتر ورنہ بوقت قربانی پاس کھڑا رہے۔ اور گوشت تین حصہ پر کرے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک اقربا کے لئے اور ایک مسکینوں اور دیویشوں فقیروں کے لئے اگر خود تنگ دست ہو اور عیال دار ہو تو ساری قربانی کا گوشت رکھ سکتا ہے۔ قربانی کے بالوں اور سی و دودھ کو صدقہ کرنا بہتر ہے۔ اگر خود استعمال میں لائے تو حرج نہیں اور قربانی کا چمڑا صدقہ کر دے تو بہتر اگر اپنے گھر میں استعمال کرے تو بھی جائز اور قربانی کا گوشت خود فروخت نہ کرے۔ اور قربانی کا چمڑا فروخت کر کے اسکی قیمت اپنے استعمال میں نہ لے صدقہ کر دے۔ اگر جانور قربانی قبل از ذبح کوئی چیز بنے تو اسکو زندہ ہی صدقہ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر اسکو بھی ذبح کر دیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھو در مختار و عالمگیر اور مستحب ہے کہ جو شخص قربانی دے وہ پہلے عشرہ میں اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کٹائے اس پر حدیثیں شاید ہیں۔ فقط۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر گائے یا بکری وغیرہ جانور ذبح کیا جاوے اور ذبح کرتے وقت وہ جانور متحرک نہ ہو لیکن اس سے خون بہت نکلے یا بہت تھوڑا نکلے اور متحرک ہو جائے تو ان ہر دو صورت میں اسکا گوشت کھانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بنیواو حبروا۔

السائل غلام قادر سروری چک ۴۸

الجواب۔ بیشک صورت ہذا میں ایسے جانور کا گوشت کھانا نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جائز اور درست ہے چنانچہ ذیل کی عبارتیں اس پر شاہد ہیں وہو ہذا فان ذبح شاة او بقرة فخرج منها دم ولم تحرك وخرجه مثل ما يخرج من الحي اكلت عند ابی حنیفہ و یہ تاخذ نقل از فتاویٰ عالمگیری جلد ۹۵۔ اور فتاویٰ جامع صفحہ ۳۹۲ میں بایں طور تحریر ہے وان تحركت فلم يخرج منها الدم او خرج الدم ولم تحرك وخرجه مثل خروج الحي فاكلت عند ابی حنیفہ و یہ

فَاِذَا قُلْتُ اَنْ يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ غَيْرِ تَحَرُّكٍ اَكْتِهَانِ يَتَحَرَّكُ وَ
خُرُوجَ الدَّمِ لَيْكُونَ اِلَّا عَنْ الْحَيِّ يَتَحَرَّكُ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ اِلَّا بِسَبَبٍ
هُوَ اَكْرَهٌ لِّجَانِبِهِ مِنْ بَقِيَّةِ دَمٍ مَسْفُوحٍ جَارِيٍّ هُوَ جَائِزٌ يَكْثُرُ مِنْ خُونٍ نَكَلٍ يَدُوهُ جَانِبُهُ مَتَحَرِّكٌ هُوَ جَائِزٌ
تَوَاسُكًا كَمَا نَزَدِيكَ اِمَامُ اعْلَمَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَيْ جَائِزٌ هُوَ اَوْ صَاحِبِيْنَ نَعْنِي اِسِي كُوْتَسْلِيْمٍ كَيْ هُوَ اَوْ قِتَادِيْ
جَوَابُهُ وَ عَالِيْكُمْ سَيِّدٌ كَيْ اِنْ رَوَيْتُ دَمًا جَارِيًّا سَكِي حَيَاتِيْ كَاثِمَةً نَكَلٍ اَوْ رَوَيْتُ اَنْ تَكْهُوْنَ كُوْبِنْدُ كَرِيْ اَوْ رَوَيْتُ اَنْ يَدُوْ
كُوْصَمٍ كَرِيْ اَوْ رَوَيْتُ اِسِي مِنْ دَمٍ مَسْفُوحٍ جَارِيٍّ هُوَ اَوْ رَوَيْتُ اِسِي مِنْ دَمٍ مَسْفُوحٍ جَارِيٍّ هُوَ اَوْ رَوَيْتُ اِسِي مِنْ دَمٍ مَسْفُوحٍ جَارِيٍّ
عَلَالٍ نَحِيْ - وَ كَذَلِكَ يَجْزِي شَاكًا اَوْ بَقَرَةً مَرِيضَةً لَا يَعْلَمُ حَيَاتِيْهَا اَوْ جُرُوحَةً فَلَمْ يَتَحَرَّكْ فَلَمْ يَخْرُجْ مِنْهَا
دَمٌ مَسْفُوحٌ وَ لَمْ تَقْصُفْ قَا هَا وَ لَمْ تَقْصُفْ عَيْنَا هَا وَ لَمْ تَقْصُفْ رِجْلَا هَا وَ لَمْ تَقْصُفْ سَعْرَهَا لَمْ يَوْعَلْ -
نَقْلُ اَزْمَتَاوَلِيْ عَالِيْكُمْ جِلْدُ جِهَارُمُ وَ جَامِعُ الْفَوَائِدُ صَفْحَةُ ۲۹۲ فَقَطْ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ -

الجيب :- خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حقی سروری قادری عفا عنہ

مسائل متعلق ذبح

ذابح کو لازم ہے کہ چھری تیز سے ذبح کرے اور برو ایک دم سر سے جانف کے جانف کو ذبح نہ کرے اور قبل
از ذبح جانف کو چھری نہ دیکھائے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جانفوں پر احسان کیا کرو
اور ذبح اختیاری میں اسکا منہ قبلے کی طرف کیا جائے۔

مسئلہ :- مرد و مجوسی و بت پرست و ستارہ پرست و کافر کی ہرگز ذبح جائز نہیں۔ نقل از فتاویٰ عالمگیری
و جامع و ہدایہ۔

اور صاحب فتاویٰ جامع الفوائد نے لکھا ہے کہ مدبوحہ عاق الالہین اور عاق استاذ کی بھی ناجائز
ہے اور فقیہ کی تحقیق میں ذبح مرزائی و شیعہ غالی و سببیہ و فرقہ و بابیہ و نجدیہ اسمعیلیہ جن کی نوبت کفر تک پہنچ گئی
ہو ان کی بھی جائز نہیں کیونکہ شرط ذابح مسلمان ہونا شارع علیہ السلام نے مقرر فرمائی ہے۔ اور ان لوگوں کے
کفر پر تمام علمائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ عرب و عجم کے فتاویٰ سے لگے ہوئے ہیں چنانچہ علامہ فاضل فہامہ
حضرت شیخ احمد کاشمیری کتاب النجوم الشہابیہ صفحہ ۱۱ میں بایں طور فتویٰ تحریر فرماتے ہیں :-
آل خبیثات کا ذبح مطلقاً اند کہ ہمیں انبیاء و مکفر اہل حقند۔

اور صاحب شامی نے ان کو باغی لکھا ہے اور صاحب عالمگیر نے لکھا ہے کہ جو امام صاحب کے قیاس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

مسئلہ: اگر عورت صاحب حیض و نفاس و حبی آوی اور رکنا بالغ یا بے عتہ کسی جانور کو ذبح کریں تو جائز ہو گا۔ کذا فی کتب الفقہ۔

مسئلہ: محل ذبح لبہ و لہین کے پنج میں ہے۔ اور ذبح فوق العقد بہتر نہیں اور اس میں بہت بہت اختلاف ہے اور اس لئے فقیر کی تحقیق میں ہے کہ فوق العقد ذبح نہ کیا جاوے۔ اگر کسی وجہ سے اور تقدیر سے ایسا ہو جائے تو اسکو حرام قرار نہ دیا جائے چنانچہ اس مسئلہ پر بحث سلطان الفقہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ: بوقت ذبح چار رگیں کافی جائیں۔ اگر تین ہی کافی جائیں تو بھی جائز و حلال ہو جائے گا اور اگر دو کافی گئیں تو باتفاق آئمہ دین وہ ذبیحہ ناجائز ہو گا۔ کذا فی کتب الفقہ۔

مسئلہ: گوشت کی ذبح شرعاً جائز ہے و یحل ذبیحۃ مسلم و کتابی ذی اوحشی ولو امرؤ یا اوصیبا و مجنوناً یعقلون او کان الذبح اخرین نقل از مجمع الانہر شرح طبری الا بحر وہ مختار و عبد الحمی و جامع وغیرہ۔

مسئلہ: ذبیحہ مشرک کتابی کا حرام ہے اسکو نہ کھانا چاہیئے۔

مسئلہ: اگر جانور ذبح کیا جائے اور اس سے بچہ زندہ پیدا ہو تو اسکو ذبح کر کے کھایا جائے۔ ورنہ اسکا کھانا حرام نزدیک امام رحمۃ اللہ علیہ کے ہو گا۔ چنانچہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اَنَّ الْجَنِّینَ مَعْدُودٌ بِحَلْبِهِ لَمْ يَتَزَكَّ بِزَكَاةِ امِّهِ۔

مسئلہ: محل ذبح بین اللبۃ و لہین کے ہے چنانچہ عالمگیری میں ہے وَحَلَّاهُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَاللَّحْيَيْنِ اور حدیث شریف میں ہے اِنَّ الذَّكَوَّةَ فِي الْحَقِّ تَقْلُ اَزْ قَوِّمِ فِي الْحَدِيثِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ يَعْنِي خَبْرَ اَرْحَمِ مَحَلِّ ذَنْحِ حَلْقٍ مِّنْ يَسْ اِسْ سَے ثابت ہوا کہ محل ذبح تمام حلق ہے چاہے کوئی شخص اسکی نیچے یا اوپر کے حصہ میں ذبح کرے یا درمیان میں تو وہ ذبیحہ حلال ہوگی۔ لَا بَأْسَ بِالَّذِي يُجِزِّي الْحَقَّ كُلَّهُ اَسْفَلِهِ وَاَوْسَطِهِ وَاَعْلَاهُ تَقْلُ اَزْ جَامِعِ الصَّغِيرِ بَابِ الذَّحِّ اور حلق کہتے ہیں جہاں سے سانس کی آمد و رفت ہو۔

مسئلہ: علامہ مستغنی اور اسکے پیرو سب کے سب اگر گھنڈی یعنی عقدہ پر جانور ذبح ہو جائے تو اسکو حلال کہتے ہیں اور اسکے گوشت کو کھانا حلال ہو جائز جانتے ہیں اور جو علامہ زلیعی کے متبعین ہیں وہ اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں اور علامہ عطاءوی و ماہوطاوی نے زلیعی نے اسکے برخلاف لکھا ہے اور تحقیق خادم شریعت

کی بھی اسی پر ہے۔ ہاں اگر سپہویا تقدیراً اوپر سے ذبح ہو جائے تو اس جانور کے گوشت کو قطعاً حرام سمجھ کر نہ پھینک دیا جائے۔ اور اگر اس صورت میں علامہ مستغنی علیہ الرحمۃ اور ان کے متبعین کے فتوے پر عمل کیا جائے تو کچھ حرج نہیں ہوگا۔ اور مفصل دلائل علامہ مستغنی علیہ الرحمۃ کے سلطان المعقر میں ملاحظہ کریں۔

مسئلہ: مری کھانے پینے کا راستہ رکھتی ہے اور زخا سانس کی آمد و رفت کا راستہ رکھتی ہے اور وہ جان یعنی دو شاہ رگ دائیں بائیں حلقوم و مری کے خون کا راستہ رکھتی ہے اور ان کی شاخیں ہر دو کانوں سے چل کر سر تک پہنچتی ہیں فقط۔

مسئلہ: ۱۔ وَمِنْ شُرَاطِ أَنْ تَكُونَ مُسْلِمًا أَوْ حَتَّيًّا وَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيحَةُ أَهْلِ الشِّرْكِ وَالْمُوتِدِ عَالِمِ
مسئلہ: ۲۔ اگر صرف اسم اللہ کے نام سے جانور ذبح کیا جاوے تو جانور حلال ہو جائے گا لقولہ تعالیٰ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ۔

مسئلہ: اگر دیدہ دانستہ ذائقہ نے بوقت ذبح کرنے کے بسم اللہ شریف کو ترک کر دیا تو جانور حرام ہوگا۔
مسئلہ: ۳۔ بوقت ذبح صرف اسم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جانور ذبح کیا جاوے۔ اگر بوقت ذبح غیرہ کا نام لے گا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام ملا کر لے گا تو جانور حرام ہوگا۔ عالمیگر۔

مسئلہ: ۴۔ ہر ایک جانور کے لئے الگ الگ بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔
مسئلہ: ۵۔ اگر کسی نے بسم اللہ پڑھ کر چھری چلائی اور پھر دیر کی اور پھر ذبح کرنے کو اسی بسم اللہ سے شروع ہوا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ: ۶۔ اگر بسم اللہ سے ذبح بکری شروع کی اور وہ بکری زخم سے کھڑی ہو گئی تو پہلی بسم اللہ منقطع ہو جائیگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ عالمیگر۔

مسئلہ: ۷۔ اگر ذائقہ نے بکری ذبح کی اور اسکی زندگی کا پتہ نہ چلا اور نہ اسنے حرکت کی اور نہ اس سے خون چلا اور نہ ہی اسنے اپنا منہ کھولا تو ایسے جانور کا اس صورت میں کھانا حلال نہ ہوگا۔ ہاں اگر منہ بند کر لیا تو حلال ہوگا اور اگر منہ کھول دی تو اسکا کھانا حلال ہوگا۔ اگر آنکھ بند کر لی تو اسکا کھانا حلال ہوگا۔ اگر اس نے پاؤں پھیلایا تو حرام ہوگا اگر اسنے پاؤں کھینچ لئے تو حلال ہوگا۔ اگر اسکے بال گر پڑے تو حرام اگر کھڑے ہو گئے تو اسکا کھانا حلال منہ اور آنکھوں کا کھولنا اور پاؤں کا پھیلانا اور بالوں کا گر جانا علامت موت کی ہوتی ہے۔ منہ اور آنکھوں کا بند کرنا اور پاؤں کا اکٹھا کرنا اور بالوں کا کھڑا ہونا نشان حیات کی جانہ کی ہے اور ان کا اعتبار اسوقت ہوگا جب اسکی زندگی کا پتہ نہ

چلے۔ نقل از در مختار۔ اور ذبح نابالغ اور محنون کی اس وقت جائز نہ ہوگی جب کہ انکو عقل ذبح اور بسم اللہ پڑھنے کی خبر نہ ہو۔

مسئلہ :- ذبح خنثیہ و مخنث کی جائز ہے الخنثی والمخنث تجوز ذبیحتہما عالمگیری۔

مسئلہ :- چھری و چاقو و تلوار و کلہاڑی وغیرہ اشیاء جو لوبے کی بنی ہوئی ہوں یا تیز دھار ہوں جائز ہوگی اور ناخن و اوتوں سے ذبح جائز نہ ہوگی۔ عالمگیر۔ اگر بسبب تیزی چھری وغیرہ کے سر ذبحہ کا الگ ہو گیا اور ہم رگیں کاٹی گئیں اور چھری سدا م مغز تک پہنچ گئی تو اسکا کھانا باکرا بہت جائز ہوگا۔

مسئلہ :- گردن کی طرف سے ذبح کرنا بلا غدر مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

مسئلہ :- اگر بلی مرغی کا سر جدا کر لے اور وہ حرکت کر رہی ہو تو اسکو ذبح کر کے کھانا شرعاً حلال نہیں بتاوی عالمگیری سنو قطع لاس و جاجہ فانه لا یجوز بلذبح وان کان یتحرك ۱۲۔

سوال :- گوشت قربانی کس کس کو دینا چاہیے اور آجکل جو لوگ چوہرے چمار و ہنود کو دے دیتے ہیں کیدہ جائز ہے۔

جواب :- گوشت قربانی کی عزت لازم ہے۔ لہذا ہر مسلمان غنی فقیر و ذمی سب سے سکتے ہیں اور ان کو دینا جائز ہے ویلجب منها ما شاء للعنی والفقیر والمسلم والذمی اور ہمارے ملک میں ذمی نہیں ہے اور چوہرے چمار کفار ذمی نہیں کہلا سکتے اسلئے ان کو گوشت قربانی نہ دیا جائے۔ ہاں اگر کسی اور صاحب نے بطور برادری اللہ ہی عطیہ عطا کیا ہو تو اس گوشت قربانی سے انکو دینا جائز ہے ورنہ ہرگز دینا جائز نہیں کیونکہ ان لوگوں پر اطلاق الفاظ فقر و عا ملین علیہا وغیرہ کا نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی ان کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صرف زکوٰۃ و صدقات و قربانی میں گنا ہے۔ فقط والسلام عند اللہ۔

خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

مسائل شقی

سوال :- اقامت میں دوبارہ الفاظ اذان کے کہنے کس حدیث سے ثابت ہیں جواب دو اجر ملیگا

مسکین غلام حیدر مسافر جہلمی

جواب :- ہمارے مذہب حق احناف کے نزدیک اس کے ثبوت میں یہ حدیثیں صحیح شاہد ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ
الْأَنْصَارِيَّ رَأَى فِي الْمَنَامِ مَا رَأَى ذَاكَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ عَلِمَهُ يَلَاؤُا ذَاكَ
مَشْنِي مَشْنِي وَأَقَامَ مَشْنِي مَشْنِي وَقَعَدَ قَعْدًا وَرَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ لَا مَحْصِيحَ مَتَابُابُ الْإِقَامَةِ
وَأَقَامَ رَسْنَنَ وَشَرَحَ نَقَايِدَهُ مَلِكًا عَلَى قَارِيٍّ ۝

ترجمہ :- عبد الرحمن ابن ابی یلے سے روایت ہے کہا خبر دی مجھے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق عبد اللہ
بن زید انصاری نے خواب میں دیکھا اذان کو پس حضور علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہو کر خبر دی پس فرمایا حضور
علیہ السلام نے فرمایا کہ بلال کو سکھلا دو پس اذان دی بلال نے ہر ایک کلمہ دو دو دفعہ اور تکبیر کئی دو دو دفعہ اور
التحیات پڑھا روایت کیا اسکو طحاوی نے اور اسناد اسکی صحیح ہے۔ عَنْ أَبِي الْعَمِيَسِ قَالَ سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ يَخْبَرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ مَشْنِي وَالْإِقَامَةَ
مَشْنِي مَشْنِي الْحَدِيثُ رَوَاهُ الْإِسْبَاهِيُّ وَأَمَّا السَّعْبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ
قَالَ سَمِعْتُ أَذَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَذَانَهُ وَأَقَامَتُهُ مَشْنِي مَشْنِي رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ وَأَنَّهُ فِي صَحِيحِهِ وَأَمَّا رِسَالُ وَقَدْ دُرِيَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ كَانَ يُعَدُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُؤَذِّنُ مَشْنِي مَشْنِي وَيُعِيْمُ مَشْنِي مَشْنِي نَقَلَ الطَّحَاوِيُّ فِي هَذِهِ تَمَامَ دَلَائِلِ ثَابِتٍ بِأَنَّ أَذَانَ الْإِقَامَةِ حَضَرَتْ
بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كِي آدَمُ كِي زَمَانَهُ طَبِيعَهُ أَوْ رِيحُهُ آدَمُ كِي جَنَّتْ كَلِمَاتُهَا بِرَبِّهِ أَوْ بِرَبِّهِ عَظِيمٍ
ہے۔ اور کلمات اذان و اقامت کے جنت جنت کہنے پر آثار صحابہ و تبع تابعین شاہد ہیں اور یہی مذہب
ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کا اور ان دلائل سے انکار
کرنا محض جہالت ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ

مسئلہ :- بے وضو اذان دینا مکروہ ہے ایسا کرنا اچھا نہیں۔ اگر کسی نے بے وضو اذان دے دی تو
جائز ہوگی لیکن اسکے سبب سے وباء نازل ہوگی۔

اور اذان کے وقت اگر کوئی قرآن مجید پڑھ رہا ہو تو پڑھنے سے رک جائے۔ نقل از شرح نقایہ۔ مستحب
دیوانہ اور مدہوش و غوربت کو اذان دینا درست نہیں اور الفاظ اذان کے باواز بلند ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے چاہئیں
اور تکبیر اقامت میں جلدی کہنے چاہئیں اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر اقامت کہے۔
ہاں اگر اسکی اجازت و رضا مندی سے کوئی اور شخص کہے دے تو جائز ہوگا اور اجابت اذان بظاہر

مؤذن کے کہنے چاہیے ہاں جب مؤذن حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو اس وقت لَا حَیْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھنا چاہیے اور جب الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا کلمہ کہے تو سہ کہے صَلَّاتٌ وَبَرَکَاتٌ اور اذان کے وقت سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور جب اذان ختم ہو جائے تو دَعَا اللّٰهُ رَبِّ الْعَالَمِینَ پڑھنا چاہیے۔

اور اذان کا مسجد کے باہر دینا مستحسن ہے اور بہتر ہے کہ مناروں میں دیجائے جہاں کہیں وہ مقرر ہیں۔ اگر یہ نہیں تو حیطوں مسلمانوں کی آبادی قدریاً زیادہ مسجد سے ہو اسی طرف افان دینی چاہیئے دائیں طرف ہو یا بائیں لا تُوذَنُ
فی المسجد قتائے ہندیہ اور جامع الرموز نے اسکو مکروہ لکھا ہے۔

اور اذان میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر ہر دونا خنوں کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ہر رکھنے مستحب ہیں یکذا فی جامع الرموز و رد المختار وغیرہ البتہ نماز و خطبہ میں یہ فعل کرنا درست نہیں انکے سوا ہر جگہ ایسا کرنا جائز ہے۔ اہل مؤذن فاسق مقرر کرنا سخت منع ہے۔ کیونکہ حدیث میں آنکسے کہ امام تمہارا اور تمہاری نمازوں کا ضامن ہے اور مؤذن یا مین ہے الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اور پانچ وقتوں میں اذان دینا سنت قریب واجب ہے اور اسکی ترک پر سخت وعید ہے اور جنگل و مکانات میں اذان دیکر نماز پڑھنا جائز ہے اور محلہ والوں کو مسجد محلہ کی اذان کافی ہے صرف تکبیر کہہ کے جماعت کرا لیں تو جائز ہوگی۔

مثلاً: اعرابی و فاسق و جہشی و نابینا کو اذان دینا مکروہ ہے اعادہ کیا جاوے نقل از خزائنہ المفتین۔

مسئلہ: ثنویہ قبل از نماز بعد از اذان کہنی سنت ہے یعنی لوگوں کو آگاہ کرنا بایں الفاظ الصلوٰۃ الجامعہ
الصلوٰۃ الجامعہ اور اسکا مفصل ذکر بادلائل سلطان الفقہیں مسطور ہے اور وہابی و دیوبندی اسکے منکر ہیں۔

مسئلہ: قبل از وقت اذان نماز کے لئے کہنی ہمارے مذہب میں ہرگز جائز نہیں اگر کسی نے کہہ دی تو اسکو ادا کرنا چاہیئے اور اذان فجر صبح صادق میں کہنی چاہیئے ورنہ اعادہ کرنا پڑے گا۔ لکھنؤ فی فتاویٰ عالمگیری۔

مسئلہ :- مؤذن مقیم ہونا افضل جیسکہ امام مقیم مسافر سے افضل ہوتا ہے۔

مسئلہ: ماذن لٹکے تا بالغ عاقل کی ظاہر الرذایۃ میں صحیح اور درست ہے اور تا بالغ لا یعقل کی بہرگز جائز نہیں اسکا عادہ کرنا چاہیئے۔ اذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز و یعاد کذا فی الکافی۔

مسئلہ: مگر کوئی شخص اذان دینے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس اذان کا اعادہ واجب نہیں اگر اذان میں مرتد ہو جائے یعنی شیعہ غالبہ سیہ یا مرزائی عیسائی یہودی ہو جائے تو اس اذان کا اعادہ کرنا بہتر ہے یا اگر تک

في الرذان فالرذائي ان يبتدع غيرك ولو اذنتك المؤذن بعد الرذان لا يعاد وتاوي عالمگیری صفحہ ۱۲۔
 مستطیع : ہذا فان مسافر کی جہاز بلکہ راست ہے۔

مسئلہ :- فرضوں کو مسجد میں یا جماعت بلا اذان و اقامت ادا کرنا مکروہ ہے ویکرا اداء المكتوبات بالجماعة في المسجد بغير اذان و اقامة ہاں اگر اذان و اقامت ہو چکی ہو تو دوبارہ اذان و اقامت کھانا نہ ہوگا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کی خلافت کسی مسلمہ غوث کبیر سے ہو ایسے صاحب مجاز بزرگ کی بیعت کہہ کے جو شخص پھر جائے اسکے اعمال حسنہ نماز روزہ حج وغیرہ از روئے شریعت عند اللہ مقبول ہیں یا مردود۔ بنیوا تو جروا۔

بقلم پیر اشراقی شاہ مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

الجواب :- بیشک در صورت صدق مستقی ایسے شخص کا مل کی بیعت سے انکار کرنا یعنی مرتد سمجھنا

جہالت اور اپنے اعمال کو نیست و نابود کرنا اور اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اپنے آپ کو تہمتی بنانا ہے۔

قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ اس پر شاہد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَاِیِعُوْنَكَ اِنْ مَّا یُبَاِیِعُوْنَكَ

يَدُ اللَّهِ تَوْفَاقٌ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَظَاهِرٌ فِي حَدِيثِ شَرِيفٍ مِثْلِهِ أَنَّ

قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے اور یہی نبی اور نبی کی اولاد سے اپنی اولاد کو بلند کر کے پر مقام اور

لیا سیٹ ہو جاتے ہیں ویسے ہی اپنے یحییٰ فی اوائسے اواز بلند کر کے سے بیست و ما جو ہو جایا کر کے یہ

الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ لَهْلُ أَرْضِيَاءِ الْعُلُوبِ ۚ

وَلَا حَرَمَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَكَتَابُ

بِأَمْرِ اللَّهِ تَنفِرَاتٍ فِي كُلِّ قَوْمٍ طَائِفَةٌ لِّيُبَيِّنَ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَالْأَحْكَامَ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

مجلس في مجلس العداق ولا يصلون خلفهم مخافة باقتدائه قالوا ومن فعل ذلك فهو مع ال

اور کتاب عجائب الاخبار و انتباه میں لکھا ہے کہ کامل پیر کی بیعت سے مرتد ہو جانے والے کی لوبہ قبل ہے

ہوتی تا وقتیکہ اپنے شیخ کا مل کو راضی نہ کرے اور فتاویٰ جامع القوائد میں لکھا ہے ولایجوز شہادۃ ال

الإمامتہ وتسقط عدالتہ ولا یجوز قولہ ولا یجوز لیسئل لیسئلوا کالوہو ان مقتضیاً اور تحفۃ الفقہاء میں ہے
 یجوز ذیجنتہ العاق ولا امامتہ لان اتفاق یعدیہ مستلماً فی الحال ومثلاً کافی الثمار الخیریں ان تمام دلائل
 سے ثابت ہوا کہ ایسا شخص مرتد ہے اسکے ساتھ اسلام قبول کو محاسن و مشاہرت و مواسمت و مواکلت نہ
 دینی حدیث تا وقتیکہ اپنے پیر کامل واستاد کو راضی نہ کرے فقہاء واعلم عنہ اللہ قسم کفر فان ربی غنی توبیخہ
الجیب غلام شریعت نظام الدین ملتان فی سنہ ۱۲۵۰ ہجری ۲۵ رمضان

سوال :- اگر امام فاسق قابر ہو تو اسکے پیچھے نماز پڑھا جائے تو جائز ہوگی یا نہ۔

الجواب :- بیشک مقتدی کی نماز تو درست ہو جسے کی لیکن ثواب اتنا اسکو حاصل نہیں ہوگا کہ جس

قدر کہ متقی کی اقتداء سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ تواتر سے عالمگیری میں مسطور ہے تو ملکی خلافت، مبتدع اور

ناسبق فہو فخر ثواب الجماعة غیر ان ینال کذا فی الخلاصۃ نقل از فقہ اکبر اور حدیث شریف میں ہے

فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ صَلُّوا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ قَائِمٍ اَوْ رَاوِدٍ اَوْ دَلٍّ اَوْ سَلٍّ اَوْ اَجَبَةٍ عَلَیْکُمْ

خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ کَانَ فَا جِرًا اَوْ اَنْ عَمِلَ الْکِبَارَ اَوْ اَلْفَلُوکَ اَوْ اَجَبَةٍ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ کَانَ اَوْ فَا جِرًا

اَوْ اَنْ عَمِلَ الْکِبَارَ اَوْ اَلْفَلُوکَ اَوْ اَجَبَةٍ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ کَانَ اَوْ فَا جِرًا

فاسق فاجر کو امام بنانا شرعاً حرام ہے چنانچہ حاشیہ لمطاولی و مرانی الفلاح میں مسطور ہے اما الفاسق العالم فلا

یقدر ملان فی تقدیمہ تعظیہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ومفاد هذا حکم اہانتہ التحذیر

فی تقدیمہ الخ یعنی امامت کے لئے عالم فاسق کو مقدم نہ کرنا جائیگا کیونکہ مقدم کرنے میں اسکی تعظیم واجب ہوگی

حالانکہ شرعاً لوگوں پر واجب ہے اسکی حقارت کرنا۔ پس حاصل اسکا یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اسکا مقدم کرنا۔ اور

حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جبید تمہارا یہ ہے کہ قبول کی جاوے نماز تمہاری۔ پس چاہئے

کہ امامت کرویں تمہیں بہتر تمہارا ہے پس تحقیق وہ تا حدیثیں صحیح اس چیز کے کہ درمیان تمہارا ہے اور تمہارا ہے

باب کے اور حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنْ سَرَّکُمْ اَنْ تُثْبَلَ صَلَاتُکُمْ فَلِیُوْثَکُمْ خِیَارُکُمْ

فَاَنْتُمْ وَفَدَّ کُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ لَیْکُمْ رُوَا کَ حاکم دارقطنی بالفاظ مختلفۃ اور مشکوٰۃ شریف میں

ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا ایک شخص کہ اسنے صرحت آپ کے سامنے تبدل کی طرف منکر کر کے تھوکا۔ تو اپنے

حقوے دیا کہ اسکو نماز کے لئے امام نہ بناؤ اور اسکی اقتداء نہ کرو کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا نیا دیا ہے۔ اور تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ کے لئے نماز میں سورہ عبس و توفی پڑھتا تھا۔

تو آپ نے اسکی اقتداء سے لوگوں کو روک دیا۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ مبتدع اور فاسق فاجر اور
اور بے ادب کی اقتداء نہ کی جائے۔ حفظ والعلم عذرا۔ (حدیث خادم شریعت عفا عنہ)

سوال کیا قرآن مجید میں علمائے دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ فاسق فاجر کے پیچھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی
لیکن وہ باجماع کے پیچھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی لیکن وہ باجماع کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جواب دیا جریجے گا۔

المسائل خاکسار مرزا غفر اللہ عنہ خاں ازادیر آباد

الجواب :- بیشک فرقہ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ طاغیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ فحشہ کے پیچھے نماز ادا کرنا شرعاً ناجائز
و نا درست ہے۔ کیونکہ اکثر مسائل و عقائد ان کے خلاف مذہب اہل سنت و جماعت کے ہیں بعض
کی تو نہایت کفرانہ ہے اور بعض فسق و بدعت پر وال ہیں۔ جن کے مسائل و عقائد کی محترمہ دست ذیل
میں درج کی جاتی ہے۔ بخود ناظرین کا حفظ فرما کر انصاف کی داد دیں اور اپنی نماز کو ان کے پیچھے پڑھ کر ضائع
نہ کریں۔ آمین۔

۱۔ خداوند کریم حبیب بونے پر قادر ہے کتاب عیانتہ الایمان صفحہ ۵ مطبوعہ مولانا تصنیف شہود الحق شاہ
مولوی نذیر حسین دیوبند برائین قاطعہ و فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۔

۲۔ ابیاد علیہم السلام احکام دین کے پہنچانے میں بھول جایا کرتے تھے۔ کتاب رد تقلید الکتاب المجتہد
مولوی صدیق حسن خاں صفحہ ۱۲ مطبوعہ فاروقی۔

۳۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین نہیں چونکہ اس پر الف لام عہد خارجی ہے۔ کتاب نصر المؤمنین^{۱۹۱۲}
مصنفہ اخوند خلیل پشاور دی شاہرہ نذیر حسین۔

۴۔ اجماع کل امت جسکی سند معلوم نہوجت شرعی نہیں۔ کتاب معیار الحق صفحہ ۱۱۱ کتاب اعتصام السنہ
۵۔ تیسرے مجتہدین قابل قبول نہیں۔ کتاب ایضاً صفحہ ۶۹۔

۶۔ جو چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع شافعی مالکی حنبلی حنفی قادری چشتی نقشبندی
سہروردی سب مشرک و کافر ہیں بدافضی پلید و شیطان لعین ہیں دیکھو کتاب نطق المبین مطبوعہ لاہور
صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ و اعتصام السنہ و اشعار الحق۔

۷۔ علم کتب فقہ کے بنائے گئے اور پڑھنے والے سب کافر اور بے ایمان ہیں اور ان کتب کو جلا دینا چاہیے
اور یہ محض جعل سازی و مکاری و تقہا کرام مشرک و کافر و بدعتی ہیں دیکھو کتاب ترجمان وہابیہ مصنفہ صدیق

عاش صفحہ ۳۶ مطبوعہ اگرہ سفید عام دیوبند کے خلیفہ صفحہ ۸ و ۷۔

۸۔ کنویں میں کتابی سورت وغیرہ درندہ سے پرندہ سے گر پڑیں تو کوئی پلید یعنی ٹھس نہیں ہوگا تاوقتیکہ پانی کارنگ و بود مزہ نہ بدل جائے دیکھو کتاب کثر النفاثات در ترجمہ در بابہ طریقہ احمدیہ۔

۹۔ چمڑا خنزیر کا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور خداوند کریم عز و جل پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ کرسی پر چڑھ کر قیامت دیکھو حاشیہ قرآن ترجمہ جید الزمان ترجمہ آیت انکری در سالہ استوی۔

۱۰۔ تعلیم ائمہ دین شرک و کفر و بدعت ہے۔ دیکھو نظر المبین و ترجمان و بابہ والا نصاب۔

۱۱۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح پر زیارت کے لئے سفر کر کے جانا صریح کفر و شرک ہے کتاب التوحید و تقویۃ الایمان۔

۱۲۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال لانا بیل و گدھے و کنجری کے زناست بھی بدتر ہے دیکھو کتاب صراط مستقیم مترجم صفحہ ۹۳۔ از دوسو سالہ زنا خیالی مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال ان از معظمین گویا اب رسالت مآب باشند مچند ہی مرتبہ بدر از استغراق در صورت گار و خر خود است من عینہ صراط مستقیم صفحہ ۹۰ فارسی تصنیف مولوی اسماعیل قلی۔

۱۳۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبان اردو دیوبند کے علماء کے واسطے سے حاصل کی کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲۶۔

۱۴۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شیطان رجیم و ملک الموت سے کم ہے۔

۱۵۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کا ذکر خیر جنم گنبد کے ذریعے برابر ہے۔ کتاب براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صاحب مصدقہ رشید احمد صاحب صفحہ ۲۸۔

۱۶۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا علم غیب تو ہر صبی و مخنون و بہائم پر نہ ہوں و درندوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ کتاب حفظ الایمان صفحہ ۶ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مخنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے من عینہ عبارت حفظ الایمان از تصنیف اثر علی تھانوی۔

باقی عقائد و مسائل فرقہ دیوبندیہ و بابیہ و نجدیہ کے حروف بحرف ملاحظہ کرنے سے ہوں تو اسی کتاب کی

پچھلی جگہ میں دیکھیں رسالہ سیاست الابرار علی الفت والاشرار تصدیق الحقیقین و عقائد علماء سے دیوبند کو مطلقاً لے کریں۔
پس اسلام آباد اہلسنت کو چاہیئے کہ ایسے اعتقاد والوں کی اقتداء نہ کریں جس حالت میں کہ یہ فرقہ وہابیہ
نہایت غیر معتدین و دیوبندیہ عادی از اہلسنت و جماعت ہوئے اور داخل اہل بدعت و فرقہ ضالہ و ہوائیہ
ہیں۔ تو نماز اہلسنت و جماعت کی ان سے پیچھے نزدیک مذہب حق و حقاوت کیونکر صحیح اور درست ہوگی
بسیب کہ فتاویٰ تاتارخانیہ و فتح القدیر میں بایں القانو فتویٰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسطور ہے۔
روی عن ابی حنیفۃ والی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ خلف الازھوا عن یحوز اور فتح القدیر
یہاں یوں طور مسطور ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ والی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ خلف اہل
الازھوا عن یحوز اور علامہ اسکے صاحب رد المختار نے باب البغایات میں انکو باغی لکھا ہے تو پھر ان کے پیچھے
نماز کی طرح صحیح ہوگی اور علامہ صاحب طحاوی فرقہ غیر مقلدین کی نسبت یوں فتویٰ تحریر کرتے ہیں مَنْ
كَانَ خَارِجًا مِّنْ هَذِهِ الْأَهْلِ الْأَرْبَعَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ
اور قرآن مجید میں ہے اذْ تَقَعَا بَعْدَ الذِّكْرِی مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ یعنی ہوا المبتدع والفاسق
اور دوسری آیت میں ہے وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمْسُكُمُ النَّارُ اور ایک آیت میں آگ ہے
کہ جو شخص اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو ایذا پہنچاتا ہے اس پر خداوند کریم
کی لعنت ہے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اس فرقہ ضالہ وہابیہ نجدیہ اسماعیلیہ کے پیچھے نماز پڑھنا
اور ان کے ساتھ موافقت و مجاہدت و مواکلت و مشارکت کرنا بھی نزدیک امام اعظم والیوسف علیہما الرحمۃ
کے ناجائز و ممنوع ہے فقط۔ اِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

المجیب، غلام شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفا عنہ
اور علامہ اسکے ایک ہزار علمائے دین مفتیان شرع متین ترین شریفین عرب و عجم کے فتاویٰ اس
بات پر ہیں کہ ان لا مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنی ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ مجاہدت جائز ہے
اور نہ ہی ان کے ساتھ موافقت۔ اگر یہ لوگ شرارت کریں تو ان کو مسجد سے نکال دینا چاہیئے۔

سوال :- طریقت میں بیعت کتنی قسم بہت اور پیر کتنے قسم ہیں۔

الجواب :- بیعت طریقت میں تین قسم ہوتی ہے۔ بیعت توبہ۔ بیعت ارشاد۔ بیعت حوالت۔
بیعت توبہ میں طالب درجہ پیری مریدی کو حاصل کرتا ہے۔ بیعت ارشاد میں مرتبہ مرشدی حاصل ہوتا ہے۔

اور بیعت حوالہ سے مرتبہ نائبی و مفیہ کا حاصل اور طریقت سے پیر کے چار قسم ہیں۔ پیر بیعت۔ پیر خرقہ۔ پیر ارشاد۔ پیر صحبت۔ اور پیر صحبت وہ ہوتا ہے کہ جس کی محض صحبت سے بیعت خرقہ و ارشاد کی بھلائی اور فوائد معلوم ہو جائیں اور پیر ارشاد وہ ہوتا ہے کہ جس سے محض مشغل و وظائف حاصل ہوں۔ اور پیر خرقہ وہ ہوتا ہے جس سے لباس تقویٰ یعنی گودڑی حاصل ہو اور پیر بیعت وہ ہے کہ جس سے مرید کے وصلہ اور ریاضت کے مطابق چاروں مرتبے حاصل ہوں اور طالب کو چاہیے کہ پیر کامل صاحب بیعت کے مشورہ کے سوا کسی پیر کے پاس نہ جائے ہاں البتہ اگر مرشد نامکمل اور شریعت کے خلاف کام کرتا ہو یا اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا ہو یا وجود کے اسکے حکم کی تعمیل کرتا ہو۔ کئی سال رہا صنت و مشقت کی ہو یا اسکے ملنے کی امید منقطع ہو چکی ہو تو پھر دوسری جگہ بیعت کرنا جائز ہوگا ورنہ خرابی و بربادی حاصل ہوگی۔ چنانچہ کتاب قول الجلیل شفاء العلیل کے صفحہ ۲۲ میں ہے ان تکرار البیعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لود و کذا اللک عن الصوفیة اما من الشیخین فان کان بظہور خلل فی من بیعته فلا بأس و کذا اللک بعد موته و غیبة المنقطعة و اما بلا عذر فانه یسبہ الممترا عیب و یندھب بالبرکة و یصرف ثلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم۔ بیشک تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا اگر سبب ظہور خلل کے ہو اور اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اسکی موت کے بعد یا اسکی غیبت منقطع کے بعد کہ اسکی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی۔ اور بلا عذر دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہت ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھرتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اسکی تعلیم و تہذیب سے پیرتا ہے۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

سوال :- طریقت کے خانوادہ کتنے ہیں انکے نام کیا ہیں۔

الجواب :- وہ خاندان چودہ ہیں جو کہ اہلبیت اور خاندان حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کرتے ہوئے ان ناموں سے مشہور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ تفسیر روئی مجددی جلد اول صفحہ ۷۳ میں بایں طور ملاحظہ ہو۔

زیدیاں و عیال و عیال اور ادھیاں اور میریاں اور حشمتیاں اور عجیبیاں اور طیفوریاں اور کرخیال و حشمتیاں
اور جنیدیاں اور گادروٹیاں اور طوسیاں اور سہروردیاں اور فردوسیاں اور فرورع ان کی جیسے قادری و

نقشبندی وغیرہما اور سلسلہ قادری سقطیل سے مل کر امام علی رضا کو پہنچتا ہے۔ اور سلسلہ نقشبندی بایزید لول کو مل کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ملتا ہے۔ اور چار پیرو مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ جنہل نے غل حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض حاصل کیا ہے حضرت امام حسن اور خواجہ کیل زیاد اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور قادری سنی کا سلسلہ حضرت مولانا مشککشہ علی کرم اللہ وجہہ سے چل کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی ملاقات و سماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت نہیں ہو سکتی یہ کیونکر ہے۔ جواب مفصل تحریر ہونا چاہیئے۔

الجواب :- یہ محض ان کے مبلغ علم پر اعتراض ہے کسی کا کیا قصور ہے دیکھو کتاب الحاف خاتم الحفاظ حضرت سید علامہ جلیل الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۲ میں باری طور مکتوب ہے۔

حَدَّثَنَا جُورِيَّةُ بْنُ أَنَشْرَاشِي قَالَ أَخْبَرَنَا عَقِبَةُ بْنُ أَبِي الصَّهْبَاءِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ امْتِي مَثَلُ الْمَطَرِ الْحَدِيثُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الصَّيْدِيِّ لَبِثْتُ فِي شَيْخٍ شَيْوَحْنَا هَذَا نَحْنُ صَرِيحٌ فِي سَمَاءِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَرَجَالَهُ ثَقَاتٌ وَجُورِيَّةٌ وَثَقَّةٌ ابْنُ حَبِيبٍ وَعَقِبَةُ وَثَقَّةٌ أَحْمَدُ ابْنُ مَعِينٍ۔ ثَقَلُ اذْخَبُوهُ رَسَائِلَ عِلَامَةِ مَوْصُوتِ صَفْحَةِ ۱۲ یعنی ہمارے شیخ المشائخ محمد بن حسن البصری نے فرمایا یہ حدیث نص صریح ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو سماع مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے حاصل ہے اس کے رجال سب ثقات ہیں جویریہ کو ابن حبان اور عقبہ کو امام احمد و یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا اور باقی مفصل ذکر اس کا فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ میں ملاحظہ فرمادیں۔ فقط والعلم عند اللہ۔

خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ۔

سوال :- الہام کے کتنے قسم ہیں اور کیا ہیں۔ وہ شرعاً حجت ہیں یا نہیں۔

الجواب :- شرعی حجت نہیں البتہ نبی کے الہام پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اور حجت شرعی صرف ہمارے لئے چار چیزیں ہیں جن کو اولہ شرعیہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید و حدیث شریف و اجماع و قیاس مجتہد علیہم الرحمۃ۔

اور الہام کہتے ہیں دوسرے کے دل میں بلا محنت خبر و النی اُولَئِكَ اِلَهاَمُ الْخَيْرِ فِي قُلُوبِ الْغَیْبِ

بلکہ کسب اور الہام دو قسم پر ہے نیک اور بد اور نیک کے کئی اقسام ہیں۔ الہام از خدا۔ الہام از محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ الہام صحابہ کرام۔ الہام از ارواح انبیاء علیہم السلام۔ والہام از ارواح اولیاء عظام۔ والہام از صفائی قلب۔ والہام نفس۔ والہام روح۔ والہام سر۔ والہام از ذکر خفی۔ والہام ملائکہ۔ والہام از حب۔ اور یہ تمام الہام صفائی قلب سے حاصل ہوتے ہیں۔ اسکا دل سوائے خداوند کریم لایزال کے بیزار ہو جاتا ہے۔ کسی کی محبت نہیں رہتی۔

ہر کہ را از حق بدل الہام شد راز رحمت معرفت پنداشت

اور یہ الہام اکثر انبیاء علیہم السلام پر وارد ہوتے ہیں اور صاحب الہام حسب وہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود کثافت کو چھوڑ کر وجود لطیف کا جامہ پہنتا ہے اور اسکی رفتار ملائکہ سے بھی تیز ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کا ذکر ہے کہ ملائکہ تو طواف بیت المعمور کا ایک بار کرتے تھے اور آپ اتنی دیر میں سات دفعہ طواف بیت المعمور کا فرمایتے تھے۔

اور الہام بد اہل نفس کو ہوا کرتا ہے اور نفس کے بھی کئی اقسام ہیں اور مرزا وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت جو کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئے ہیں ان کے الہامات سب کے سب شیطانی تھے اور سوائے انبیاء علیہم السلام کے اولیائے عظام کے الہامات کا یہ حکم ہے کہ ان کو قلعہ نجید و احادیث شریف یعنی ادلہ شرعیہ کے پیش کیا جائے۔ اگر اولہ شرعیہ ان کو مان لے تو نبیہا ورنہ ان کو ردی کی ٹوکی میں پھینک دو۔ فقط والعلم عند اللہ۔

سوال :- مدینہ شریف کو شرب کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- مدینہ منورہ کو شرب کہنا ہمارے مذہب حق میں جائز نہیں۔ کیونکہ اس میں سبہ، دہلی اور گستاخی پانی جاتی ہے۔ اور شرب کے معنی فساد و تونیج اور ملامت و عذاب کے ہیں۔ مسند امام احمد و جامع الصغیر میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ حدیث بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں صَنِعَ سَنَى الْمَدِينَةَ يَثْرِبًا فَلَيْسَ شَرِبًا بِاللَّهِ هِيَ طَابَتْ اَلْمُ يَعْنِي بَرَاءُ بِنِ عَازِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں کہ فرمایا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص مدینہ طیبہ کو شرب کہے پس اسکو چاہیے استغفار و توبہ کرے اور ایسا ہی جذب القلوب الی دیار محبوب میں ہے اور جہاں کہیں قرآن مجید بلفظ شرب مذکور ہے وہ بطور حکایت کے واقع ہے۔ کیونکہ منافق لوگ ایسا کہتے تھے۔ دیکھو تفسیر خازن و سراج المنیر و اتقان

وغیرہ اور حدیث صحیح میں وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِیْ اَنْ اَسْتَسْبِیْ الْمَدِیْنَةَ طَابَتْ لِقُلْ اِنْ حَذَّبَ الْقُلُوبِ
پس مسلمانوں کو چاہیے کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرب کبھی نہ کہا کریں۔ اور قرآن مجید و احادیث
شریف کے مقابلہ میں کسی زید عمر کا قول مجتہد نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان سے اکثر و کثرت سہواور نسیان ہو
جاتا ہے۔

سوال :- انسان کتنی قسم پر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

الجواب :- دو قسم پر مومن و کافر۔ لقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ

مُؤْمِنٌ ط اور مومن کی بھی دو قسم ہیں۔ مومن مطیع اور مومن فاسق۔ اور مومن فاسق کی بھی دو قسم ہیں۔ مومن

فاسق فی العمل و مومن فاسق فی العقیدہ جیسے کہ بہتر فرقے (رافضی، خارجی، دیوبندی، معتزلی وغیرہ جن کی

اصلیت تو فرقہ پرستی سے بایں الفاظ ظاہر ہوتی ہے۔ شیعہ، خارجیہ، معتزلیہ، مرجئیہ، جہمیہ، مشبہ، ضرار

خارجیہ، کلائیہ۔ پس باقی ان کی شاخیں ہیں۔ چنانچہ اس امر پر یہ حدیث شریف شاہد ہے ستفترق

امتني على ثلاث وسبعين صلة واجدا قالوا من هي يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابي

فرقة ناجية البسنت وجماعت ہونے پر یہ آیت کریمہ بھی شاہد ہے وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَتَحَمُّلُهُ

تَبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ اِنَّ قَلِيْلًا مِّنْكُمْ لَيَتَّبِعُوْهُ لَئِنْ كُنْتُمْ عَاوِلِيْنَ اِلَيْهِ لَيَقْبَلَنَّ مِنْكُمْ الشَّيْطَانَ

پرو ہو جاتے مگر تقوڑے شیطان کے پیرو ہونے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ

کا ہاتھ ہے اور اسکی اتباع کرنی لازم ہے۔ پس اے ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ ان تمام فرقوں سے بڑے

جماعت کونسی ہے اور کون نا جی ٹھہری۔ فقط۔

سوال :- مومن فاسق فی العمل اور مومن فاسق فی العقیدہ میں کیا فرق ہے۔

جواب :- مومن فاسق فی العمل وہ شخص ہے جو تمام احکامات ضروریات دین کو مانتا ہو مگر

یا غلہ نیٹن و کڑا ہے اور گناہ کو گناہ سمجھے جیسے کہ شراب پینا زنا کرنا وارثی منڈوانا نماز کا ترک کرنا اور رمضان

المبارک کا روزہ نہ رکھنا وغیرہ ہیں اگر ان کو جائز سمجھے اور نماز روزہ احکام شرعی کو ترک کرنا جائز سمجھے

تو بیشک کافر ہو جائے گا۔ اور فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے کہ ہم اہلسنت کا ضروریات دین میں

ہوتا ویلی خطائے ساتھ یا مسائل اجماعیہ فرعیہ میں مخالفت ہو پس اسکو گمراہ و بدعتی و مبتدع و ضال و مضل

کہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی اقتداء ناجائز اور حرام ہے۔ نقل از توضیح العقائد فقط۔

مسئلہ :- ائمہ اربعہ بحیثیت اتحادی عقاید ایک ہیں صرف ان کا چار ہونا وجہ اختلاف مسائل فرعیہ فقہیہ جہتاً دین میں ہے ورنہ ایک ہی ہیں اس لئے ان چاروں کو اہلسنت کہا جاتا ہے اور ایسے اختلاف میں کچھ حرج نہیں اور یہ اختلاف رحمت ہے یہ تو اصحابوں میں بھی چلا آیا۔ فقط۔

سوال :- طریقہ نماز تسبیح اور فضائل اسکے کیا ہیں۔

جواب :- نماز تسبیح چار رکعت بایں طور پڑھنی چاہئیں کہ بعد قرأت ہر رکعت میں پندرہ بار یہ کلمات پڑھیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر رکوع میں دس بار پھر تو میں دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر حلیہ میں دس بار پھر دوسرے سجدہ میں دس بار۔ پھر دوسرے سجدہ کے بعد دس بار اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر بار یہ کلمات طیبہ پڑھے اور ان ہر چار رکعتوں میں بعد از الحمد شریف سبحان سورتیں پڑھے۔ اگر یہ نہ آئیں تو سورہ الہکم التکاثر و سورہ عصر و سورہ قل یا ایہا الکفر و سورہ اخلاص پڑھیں اور یہ نماز اول تو روز پڑھیں ورنہ بروز جمعہ قبل از نماز زوال و نماز جمعہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف ایک ماہ میں ایک بار ورنہ سال میں ایک بار اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں ایک بار پڑھ لے۔ اور اسکی عظمت و برکت سے اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ صغیرہ و کبیرہ جو اس سے عہد یا سہوا و شتر او علانیہ سرزد ہوئے ہونگے معاف کئے جائیں گے۔ اور یہ نماز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمائی تھی۔ نقل از مشکوٰۃ۔

الحجیب خادم شریعت محمد نظام الدین حنفی قادری سروری عفا عنہ

سوال :- اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا نام اسمائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رکھے تو اس میں کیا فضیلت ہے

جواب :- حدیثوں میں آتا ہے کہ جس کے نام میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آئے گا اللہ تعالیٰ اسکو بجز امت اس نام پاک کے جنت میں داخل کر دے گا۔ چنانچہ ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ امت آپ کی سے دو شخص حساب کے لئے پیش ہوئے اور اللہ تعالیٰ انکو جنت میں داخل ہونے کا حکم دے گا وہ عرض کریں گے کہ اے مالک ہم تو اپنا ایسا کوئی عمل نہیں دیکھتے جسکے باعث ہم اس مراتب کو پہنچے۔ حکم ہو گا کہ میں نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے کہ جس نام میں اسم محمد یا احمد ہوگا ہم اسکو جنت میں داخل کریں گے۔ اخرج عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْفِقُ عَبْدًا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ فَيَوْمَ رُبَّهَا إِلَى الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ رَبَّنَا بَمَا سَتَحْتَمِلُنَا الْجَنَّةَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلًا تَجْزِيْنَا بِهِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى دَخَلْنَا الْجَنَّةَ قَالَ أَلَيْتَ عَلَى نَفْسِي أَنْ لَا

یَدْخُلُ النَّارَ مِنْ اسْمِهِ أَحْمَدٌ وَلَوْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَلَ الْأَوَّلُ مُحَمَّدٌ مِنْ مَوَاسِبِ صَفْحَا ۲۰۴
ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی ذات کی
جس نام میں اسے حبیب تیرا نام ہوگا اسکو جہنم میں ہرگز نہ بھیجوں گا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَعِزَّتِي وَحَبْلَاتِي لَا أَعْذِبُ أَحَدًا اتَّخِذَ بِاسْمِكَ فِي النَّارِ رِوَاةُ الْوَعِيدِ عَنْ نَبِيٍّ
ابن شریط نقل از دلائل النبوت امیر کتاب دیلمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جس دست خوان
پر وہ شخص حاضر ہو کہ جسکے نام میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اللہ تعالیٰ اس خوان میں برکت کر دیتا ہے۔

عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه قال ما من ما ند لا رُضِعَتْ فحضر عليها اسمه احمد
او محمد الا قد سأل الله ذلك المَئِذِلَ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص کے تین رُکے
ہوں اور اسنے ایک کا نام بھی میرے نام پر نہ رکھا ہو تو اسنے سخت بے وقوفی کی قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من كان له ثلاثة من الولد ولم يسما احد هم محمد فقد جهل اور حضرت امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسے نام کا کوئی شخص ہوگا اس گھر میں نہایت
برکت ہوگی۔ پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی اسم اعظم ہے اسکی عزت
عند اللہ بڑی ہے۔ اور اس نام کی عزت کرنے والا بروز حشر صاحب عزت ہوگا۔ اور اس نام والا شخص عند اللہ
ضرور عزت پائے گا۔ فقط۔
خادم شریعت نظام الدین حنفی سروری عفا اللہ عنہ

سوال: کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے درود شریف کو دوسرے بھی سن لیتے ہیں۔
جواب: بیشک سن لیتے ہیں۔ آپ کی ذات کے لئے یہ کوئی محال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث

سے ظاہر ہوتا ہے اخراج الطبرانی عن أبي الدرداء قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ
الصَّلَاةِ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ بِشَهَادَةِ الْمَلَائِكَةِ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ
حَيْثُ كَانَ قُلْنَا دُعَاءُكَ قَالَ وَلَبَدٌ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَكُلَ أَجْسَادَ
الرُّسُلَاءِ۔ نقل انجواہر المنظم مصری ۲۵ یعنی حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بروز جمعہ مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ پڑھا کر دیکھو کہ وہ دن ایسا ہے کہ اسدن قرآن
ہر جگہ دہر کونہ میں مانتا رہتا ہے پس تو اسکی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے کہا بعد وفات کے بھی ہماری آواز آپکو
پہنچے گی آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں وہاں کو نہیں کھاتی۔

اور قتادہ نے عبدالحی جلد دوم سطر ۹۷ میں نیز بایں طور لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا الخ من عینہ اور دلائل الخیرات میں ہے کہ فرمایا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص محبت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود حاضر ہو کر اسکو سنتا ہوں۔

اور ایک حدیث صحیح میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے تو میں اسکی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے الخ یعنی اس میں اللہ تعالیٰ ایسی طاقت ڈال دیتا ہے کہ نزدیک و دور کی چیزیں برابر دیکھائی و سنائی دیتی ہیں اور لسان کامل اکمل کا وجود کثافت کو چھوڑ کر لطافت حاصل کر لیتا ہے۔ اسی پر قصہ تخت بلقیس و سلمان فارسی و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کا آواز آسمان سے سننا شاہد ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا آپ کی ذات بابرکات نے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ ایسا پیدا کیا ہو ہے جسکو تمام جہان کی آوازیں سننے کی قوت عطا کی ہے اور وہ میری قبر پر قیامت تک کھڑا رہے گا۔ اسکا کام یہ ہے کہ جب کوئی مجھ پر درود بھیجے تو وہ بعینہ اسکی زبان کے الفاظ مع اس کے نام اور ولایت و سکونت کے میرے پیش کرے۔ الحدیث نقل از کتاب الصلوٰۃ علی بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجہ ابو بکر بن عاصم و علامہ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کتاب حیوۃ الرسل ص ۱۷۰ وغیرہ کا پس ان دلائل سے معلوم ہوا کہ آتائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور و نزدیک سے سننا کوئی مشکل امر نہیں اس سے انکار کرنا محض جہالت ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الخی سراط مستقیم فقط خادم شریعت عفا عنہ

سوال :- انبیاء علیہم السلام کی حیات جاودانی پر کیا دلائل ہیں۔

جواب :- ان کے حیات ہونے پر بے شمار دلائل کتب حدیث میں موجود ہیں اور اس مسئلہ حیات الانبیاء پر کئی کتابیں مستقل شائع ہو چکی ہیں لیکن خادم شریعت بھی مختصر طور پر برائے اعادہ مناظرین اور

خاص و عام ہر اور ان اسلام کے لکھتیا ہے وہو ہذا عن فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لما وضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ نظر فی قبرہ و جہلہ اُخبروہ یتہ اذا رأیت شفتیہ یخترک قادیئت اذنی عندہا فسمعت وهو یقول اللہم اغفر لمتی فَاخْبَرْتُ عَنْهُمْ بِهَذَا فَتَعَجَّبُوا بِشَفَتِیْہِ عَلٰی اَمْنِہِ اُخْرِجْہُ الْوَنَحِیْمَ یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حد میں رکھا گیا تو میرے جی میں خیال آیا کہ میں آپ کی ذات کا آخری دیدار تو کر لوں میں نے نیچے اتر کر آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے دونوں لب مبارک ہلتے ہیں اور میں نے کان لگایا اور سنا فرماتے ہیں کہ اے میرے مالک میری امت کو بخش دے کہ میں نے سب کو بہا دیکھو دیکھو اور سب نے سنا اور تعجب کیا کہ سبحان اللہ اس وقت بھی شفقت امت پر فرما کر غمخواری فرما رہے ہیں۔ نقل از کتاب بے مثل بشر صفحہ ۱۶۴۔

اور جو ہر منتظم میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے تین دن دفن ہونے کے بعد ایک اعرابی آپ کے مزار اقدس کے بجانب پاؤں مبارک اپنے آپ کو گرا کر سر میٹ پر ڈالتا ہوا کہتا کہ بیشک آپ نے احکام الہی پیچھے چھوڑ دیئے ہیں سنے اور مانے اور یہ آیت پڑھتا دَلُّوا اَنْفُسَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ رَاسِخُوْنَ فَاَسْتَفْخِرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفِرْ لَہُمْ الرَّسُوْلُ کَوْجَدُ اللّٰہُ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور میں گنہگار ہوں اور آپ کے وسیلہ سے معافی گناہ کا خواستگار ہوں اور آپ کے دربار پر حاضر ہوا ہوں پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر مبارک سے آواز آئی کہ بھیکر ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اور ابو نعیم مالک بن دینار و انس بن مالک کے ذریعہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے تین دفعہ فرمایا کہ میرا مرنے اور عینا تمہارا رہے سے بہتر ہے یہ حکم سن کر صحابی خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یہ کیونکر ہے آپ نے فرمایا کہ جیسا اس لئے میرا تمہارا رہے سے بہتر ہے کہ جب وحی آتی ہے تو تمہیں نفع و نقصان تمہارا رہے کی سب خبریں سنا دی جاتی ہیں۔ اور میرا مرنے سے بہتر ہے کہ تمہارا رہے سب اعمال تمہارے ہمراہ لے کر پیش ہوا کریں گے تو میں تمہارا رہے سے لئے بخشش کی دعا میں مانگوں گا جیسا کہ حدیث ذیل سے مستفاد ہوتا ہے۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم ثلاث مرّات وھماقی خیر لکم ثلاث مرّات فسکت القوم فقال عمر بن الخطاب یا بئی انت وای کیف یون

هَذَا قَالَ حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ يَنْزِلُ عَلَى الْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ فَأُخْبِرُكُمْ بِمَا يَجِلُّ وَبِمَا يَحْزَنُ لَكُمْ وَمَوْتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعْرَى عَلَى أَعْمَالِكُمْ كُلِّ خَمِيسٍ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ عِندَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ مِنْ ذَنْبٍ اسْتَوْهَيْتَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ الْحَدِيثُ :-

۱ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى عِنْدَ قَبْرِي سَبْعَةً وَمِنْ صَلَّى غَائِبًا بَلَغَتْهُ رِوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ (نقل از مشکوٰۃ)

۲ :- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يَبْلَغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ - (نقل از مشکوٰۃ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ سَلَّمَ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ رُوحَهُ حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ وَرِوَاةُ الْإِسْنَادِ (نقل از مشکوٰۃ فصل ۲) خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جس نے سلام بھیجتا ہے مجھ پر کوئی مگر میرا روح اللہ تعالیٰ کے واپس لاتا ہے تاکہ سلام کا جواب دوں۔

وَصَلُّوا عَلَى قَاتِ صَلَواتِكُمْ تَبْلَغُنِي حَيَّيْكُمْ كُنْتُ رِوَاةُ النَّسَائِيِّ وَمَشْكُوتُ بَابِ صَلَوةِ النَّبِيِّ - اور درود بھیجو مجھ پر تمہارا درود مجھ پر پہنچایا جاتا ہے یہاں سے بھیجو۔

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ آيَاتِ مَلَكِيَوْمَا الْجَمْعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضُ رُوحِهِ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثَرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَوةِ

۱ :- اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص درود بھیجے مجھ پر نزدیک قبر میری کے ستا ہوں میں انکو اور جو شخص درود بھیجے دور سے مجھے پہنچایا جاتا ہے روایت کی اسکی پہنچائی گئی۔

۲ :- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق واسطے اللہ کے فرشتے سیاحین زمین میں ہیں جو میری امت کا سلام مجھ پر پہنچاتے ہیں۔

۳ :- (ترجمہ) اوس بن اوس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق نفیلت والے دنوں سے دن جمعہ کا ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کا روح قبض کیا گیا اور اسی دن میں نفخہ ہے اور اسی میں صعقہ ہے پس مجھ پر زیادہ درود شریف اس روز پڑھا کرو تحقیق تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حالانکہ آپ کی بڑیاں بھگیاں ہو گئی ہوں گی۔ فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام کئے زمین پر نیوں کے جسم الم نقل از مشکوٰۃ باب الکرامات ۲ فصل یعنی سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب ہوا واقعہ حرہ کا نہیں اذان دی گئی حضور کی مسجد

فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ
قَالَ يَقْرَأُونَ بَلِيَّتَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ جَسَادِ الرَّسُولِ يَرَوَا لَا الْبُودَاؤُ وَالنَّسَائِيَّ وَمَشْكُوكَا

باب الجمعة فصل ۲

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرِضْتُ عَلَى أَجُورًا مَتَى حَتَّى الْقَدَا لَا يَخْرُجَهَا
الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعَرِضْتُ عَلَى ذُنُوبٍ فَلَمْ أَرِ ذَنْبًا عَظَمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَنَقَلَ عَنْهُ

مشکوٰۃ باب مساجد فصل ۲

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَمَّا كَانَ آيَا الْحَرَّةِ لَمْ يُؤْذَنَ وَمَسْجِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُمْ وَلَمْ يَبْرُحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتُ الصَّلَاةِ
إِلَّا بِهَمَلَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مزار شریف میں مسجد غصری زندہ ہیں
اور ہمارے اقوال و افعال کو خوب جانتے ہیں اور ہمارے اعمال ناموں کو مطالع فرماتے ہیں اور ہماری شکر
کی دعائیں مانگتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رات معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور افسوس منکرین فرقہ نجدیہ طاغیہ پر کہ وہ ان دلائل قاطع سے روگردانی کر کے
یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو مر کر مٹی بن گئے نفوذ باللہ حالانکہ قرآن مجید ان کے غلاموں کی نسبت یہ شہادت
دے رہا ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ گنوا اور نہ زبان سے ان کے حق میں مردے کا لفظ استعمال کرو ورنہ
تو میرے نزدیک روزی کھاتے اور خوشی مناتے ہیں لیکن تم ان کی حیاتی کی کیفیت و حقیقت سے بالکل
بے بہرہ ہو اور تمہیں شعور و ادراک نہیں۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اور جو راہ خدا میں مارے
گئے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں۔

نیز ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُؤْذَنُ
پچھلے صفحہ سے آگے حاشیہ ۱۔ میں تین روز تک نہ ہی تکبیر کہی گئی اور نہ ہی مسجد سے باہر نکلے سعید بن مسیب مسجد سے اور نہ پچھاتے
نماز کے وقت کو مگر بسبب غفی تاواز کے سنتے تھے حجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آذان نبی علیہ السلام کی۔

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِهِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
سیپار کا چہارم سورہ آل عمران یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ
اپنے رب کے پاس وہ زندہ ہیں ہمدی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ اور
خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پھیلوں کی جوابی ان سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔ خوشیاں
مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از چالیس روز اپنی قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں
اور قیامت تک نمازیں پڑھتے ہیں۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الرُّسُلَاءَ لَا يَتْرَكُونَ فِي
قُبُورِهِمْ بَعْدَ اذْ تَعِينَ وَلَكِنَّهُمْ يَصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَخَ فِي الصُّورِ۔ اور ایک حدیث میں
وہ روئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی زندگانی سے انکار نہ کرنا محض جہالت و
گمراہی ہے قَطُّ۔ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی سروری عفی عنہ

سوال وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم سے وسیلہ بوقت مصیبت پکڑ
لینا کیسا ہے اور اسکا ثبوت کیا ہے۔

جواب :- وسیلہ پکڑنے سے اللہ تعالیٰ مرادیں پوری کر دیتا ہے اور یہ سنت آدم علیہ السلام
کا ہے جو کہ قیامت تک اولاد آدم علیہ السلام میں جاری ہے اور جاری رہے گی اور اسکا مختصر ثبوت
ذیل میں درج ہے۔

ع۔ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو عرض کی کہ خداوند باحق حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے میرے گناہ کو معاف فرما دیجئے۔ حکم ہوا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا۔ کیونکہ میں
نے تو ابھی ان کو ظاہر بھی نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے عرش کی
طرف سر اٹھا کر دیکھا تو لکھا یا اِلٰهَ الْاِلٰهَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب
ہے اور سب خلق سے افضل ہے کہ جس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے تو حکم ہوا صَدَقْتَ يَا اَدَمُ

س۔ سچ کہا تو نے اے آدم پس تحقیق بخشا میں نے تجھ کو اور اگر محمد نہ ہوتے نہ پیدا کرتے ہم تجھ کو ابروہ آخر الانبیاء ہیں۔

فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَهُوَ أَحَدُ الرُّسُلِ بَيِّنٌ - نقل از مجمع طبرانی صغیر ص ۲۸۰
عن عمر بن الخطاب -

حدیث ۱۷۰ - عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج من بیتہ
إلى الصلوة فقال اللهم أسألك بحق السائلين عليك وأسألك بحق ممشي الحديث رواه
ابن ماجه ص ۱۷۰

حدیث ۱۷۱ - ومن كان له ضرور فلا يمتو منا فيحسن وضوءه لا يقبل ركعتين ثم يدعو
اللهم اني استألك والوجه اليك بينك محمد بنبي الرحمة يا محمد اني أوجه اليك بينك محمد
اني أوجه بك الى ربي في حاجتي لتقضي نقل از حصن حصين ص ۱۷۱ وكنز العمال ص ۱۹۳ ونسائي و
ترمذي باب جامع الدعوات وشفا قاضي عياض ص ۱۷۱ جلد اول بروایت عثمان بن حنيف.

حدیث ۱۷۲ - عن عائشة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا الخير عند حسان الوجوه
نقل از تاریخ بخاری صغیر ص ۱۹۳ -

حدیث ۱۷۳ - عن عبد الرحمن بن سعد اخذت رجلاه فقال له اذ كرأ حبيب الناس
اليك يزل عنك فصاح يا محمد انا نتشررت - نقل از ادب المفرد امام بخاری ص ۱۷۳
شفا قاضي عياض وحصن حصين مترجم ص ۱۷۳ وخلاصة الوقت -

۱۷۴ - حدیث کا ترجمہ - ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص نکلے اپنے
گھر سے طرف نماز کی اور کہے اے خدا مانگتا ہوں میں تجھ سے حق سائلین کے تجھ پر اور سوال کرتا ہوں ساتھ حق چلتے میرے
کے - روایت کیا ابن ماجہ نے -

۱۷۵ - جس کسی کو ضرورت پڑے پس اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا مانگے جسے اللہ میں مانگتا
ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف تیرے نبی کی جنکا نام پاک محمد ہے جو نبی رحمت ہیں - یا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم میں آپ کی طرف متوجہ ہوں ساتھ آپ کے - طرف رب اپنے کی میری حاجت میں تاکہ میری حاجت پوری ہو -
۱۷۶ - حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے طلب کر دینی خوبصورت چہرہ دل سے - ۱۷۷ - عبد الرحمن بن سعد سے روایت
ہے کہ ان کا پاؤں سو گیا ان سے کہا گیا کہ بہت پیارے آدمی کو یاد کر یہ تکلیف تیری دھو گی پس فریاد کی یا محمد راہ میں اس کے

حدیث ۷: عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قُحْطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قُحْطًا شَدِيدًا فَشَكُوا إِلَى عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَقَالَتْ أَنْظِرُوا إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَاءِ سَقَفٌ فَقَعَدُوا قُحْطُهُ وَأَمَطُوا حَتَّى ثَلَبَتِ الْعُشْبَ . نقل از مشکوٰۃ باب الإكرامات فصل ۲ ص ۵۴ مطبوعہ گلزار محمدی۔

حدیث ۸: عَنْ النُّسَيْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ إِذَا قُحْطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْتَقُونَ . نقل از بخاری سیارک ۴ ابواب الاستسقاء باب سوال للناس الإمام۔

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام داویا سے عظام سے بوقت مصیبت استغاثہ کرتا جائز و درست ہے چاہے وہ اس عالم میں ہوں یا برزخ میں ہوں۔ چاہے حاضر ہوں یا غائب قریب ہوں یا بعید۔ چنانچہ خود غیر مقلدین کے پیشوا مولوی وحید الزمان و صدیق حسن خاں بایں طور تحریر کرتے ہیں۔ اِنَّمَا الدُّعَاءُ لَعَوَى بِمَعْنَى الدُّعَاءِ فَيَجُوزُ لِغَيْرِ اللَّهِ سِوَاءِ مَا كَانَ حَيًّا أَوْ مَيِّتًا وَثَبَتَ فِي حَدِيثِ الرَّعْمِيِّ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي الْحَدِيثِ وَفِي حَدِيثِ أُخْرَى عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي دُكْتُابَ كَهْدِيَةِ الْمُهَدِي ص ۳۳ مولفہ وحید الزمان

س مَالِي وَدَاعِلُكَ مُسْتَعَاثٌ فَأَرْحَمَنِي يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ أَبُكَ بُكَائِي

نقل از قصیدہ منبریہ۔ یعنی میرے لئے حضور کے سوا کوئی فریاد رس نہیں اسے رحمتہ للعالمین میرے رونے ترجمہ حدیث ۷: ابی الجوزاء سے روایت ہے مدینہ شریف میں سخت قحط پڑا حضور علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی گئی آپ نے حضور علیہ السلام کی قبر کی طرف اشارہ کیا پس لوگوں نے حجر مبارک سے ایک درجہ آسمان کی طرف کھولا تاکہ حضور علیہ السلام کی قبر اور آسمان میں کوئی چیز حائل نہ ہو پس کیا گیا پھر اتنی بارش ہوئی کہ بہت سا گھاس اگا اور سوکال ہو گیا۔ والسلام ۱۲۔

ترجمہ حدیث ۸: انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب قحط زدہ ہوتے طلب بارش کی کرتے ساتھ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پس بکتے اسے خدا ہم تو سب پکڑتے تھے طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس پلاتا تھا ہم کو اور ہم وسیلہ پکڑتے ہیں طرف تیری ساتھ چھپے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ پس بارش بھیج ہم پر۔ پس پلائے جاتے ۱۳۔

رحم فرمائیے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی حکیم الامت دیوبندیہ کتاب نشر الطیب صفحہ ۱۶۶ میں یوں لکھا ہے
 يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ اَنْتَ فِي الْاَوْسَطِ اَرِ الْمُعْتَبِدِيْ
 اور کتاب فتوح الشام مترجم صفحہ ۲۸۸ جلد ۲ میں بایں طور مسطور ہے کہ پھر اوصحابہ رضوان اللہ
 علیہم بمقابلہ کفار بوقت مصائب بایں الفاظ استغاثہ کیا یا محمد یا محمد یا نصر اللہ اَنْزِلْ يَا مُعَايِشَتِ
 الْمُسْلِمِيْنَ اَنْتُمْ لَكُمْ قَاتِلُنَا هِيَ السَّاعَةُ اور کتب نحو میں ہے کہ یا حرف ندا کا ہے قریب و بعید
 کے لئے بولا جاتا ہے چنانچہ کافیہ و شرح ملا جامی میں ہے وَ يَا فَيْهِيْ لِيْنَا اِيَّ الْقَرِيْبِ وَ الْبَعِيْدِ اور نیز
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غائبین عوام الناس کو جو کہ وہاں موجود نہ تھے اور جنکا عالم دنیا میں اب
 تک نام و نشان بھی نظر نہیں آتا تھا مقام بلندی پر کھڑے ہو کر ان کو آواز دی اور پکارا چنانچہ قرآن مجید میں
 ہے وَ اَذِنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَا تُوَلِّى رِجَالًا وَ عَلٰى كُلِّ مَثَلٍ مِّمِّيْنَا مِنْ كُلِّ رُجْمٍ غَيْبِيْ سُوْرَةُ حُجَّ۔ باقی مفصل
 ذکر اسکا با دلائل کتاب ہدای پھلی جلد اول میں ملاحظہ فرمائیں فقط۔

خادم شریعت نظام الدین ملتانی عفا عنہ و لمن سعى۔

سوال :- شرک کی کیا تعریف ہے۔

جواب :- شرک وہ چیز ہے جسکو کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نے اپنی توحید ظاہر کرتے ہوئے اپنے

ما سوا سے ہر صفت میں باطل کر ڈالا۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ يَعْنِيْ يَجْعَلُ مَعَهُ
 شَرِيْكًَا غَيْرَ اللّٰهِ كَيْ سَاتَهُ كَيْ غَيْرَ شَرِيْكَ بِنَانَا اور عقائد نسفی ص ۱۱۱ مطبوعہ یوسفی میں ہے الاشوال

هُوَ اثْبَاتُ الْكَفْرِ فِي الْاِلٰهِيَّةِ يَعْنِيْ وَجُوبُ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْعَبَسِ اَوْ لِمَعْنٰى اِسْتِقْاَقِ الْعِبَادَةِ كَمَا

لِعِبَادَةِ الْاَوْصِيَاءِ يَعْنِيْ شُرْكٌ ثَابِتٌ كَرَنَابِ شَرِيْكَ كَالْوَسِيَّةِ يَنْبَغِيْ وَجُوبُ الْوُجُوْدِ فِيْ جَيْسَا مَوْسٰى كَرَنَابِ

یہیں یا بمعنی اشتقاق عبادت میں جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں کذا فی شرح فقہ اکبر۔ اور حضرت شیخ

المشائخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ بالجلد شرک سے قسم است

وجود و در خالقیت و در عبادت۔ نقل از اشعة اللمعات جلد اول۔ اور اسکا خلاصہ علامہ زماں سید محمد

نعیم الدین مراد آبادی صاحب مدظلہ العالی کتاب الطیب البیان صفحہ ۱۶ میں بایں طور ارقام فرماتے ہیں

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی دوسرے

کو واجب الوجود ٹھہرانے دوسرا یہ کہ کسی اور کو اسکے سوا حقیقتاً خالق جانے یا کہے۔ تیسرا عبادت میں کہ

خدا کی عبادت کرے یا اسکو مستحق عبادت سمجھے۔ ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اسکی ذات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنی اسکو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں مشرک ہیں اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اسکو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمیع یا بصیر جیسے ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کو کوکب کے تاثیرات سے ہیں اور کوکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں۔ یہ عقیدہ بھی شرک ہے اور ایسے اعتقاد واسے مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے جسکو بندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں وہ بھی مشرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اسکے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں اور کمالات کو عطا اتی جانتے ہیں وہ مشرک من عینہ الخ پس اس عبارت سے ثابت ہوا کہ غیر خداوند کریم کو مجازاً خالق و مالک و سمیع و بصیر و معطی و غیرہ الفاظ سے یاد کرنا شرک نہیں چنانچہ ان امور پر خود قرآن مجید شاہد ہے فَجَعَلْنَا لَا سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ وَ اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِنَ الطَّیْنِ۔ وَ ذَهَبَ لَکُم مَّا رَزَقْنٰہُمْ۔ وَ رَزَقْنٰہُمْ وَ حَسِبُوْا اَنَّهُمْ فِتْنَةٌ۔

المجیب خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال :- بدعت کسکو کہتے ہیں۔

جواب :- بدعت وہ چیز ہے جسکی شرٹ شریف میں اصل کنایتہ و اشارۃ و ظاہر و باطن بھی نہ ملتی ہو چنانچہ علامہ بدر الدین عینی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔ المراد بہ ما احدث وليس له اصل فی الشرع و سعی بہ فی عود الشرع بدعة و ما کان له اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعة یعنی شرع میں بدعت اسکو کہتے ہیں جو چیز نئی نکلی ہو اور اسکے واسطے کوئی اصل شرع میں نہ پائی جاوے اگر اس چیز نئی پر اصل شرعی دلالت کرے اسکو بدعت نہیں کہتے۔

یعنی اسکو بدعت سیئہ نہیں کہتے اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت میں لکھا ہے کہ بدعت دو قسم پر ہے البدعة بدعتان بدعة ہدای و بدعة ضلالة الخ یعنی بدعت دو قسم پر ہے بدعت سیئہ و بدعت حسنہ۔ بدعت سیئہ وہ ہے جو خلاف ہو حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس کے کرنے میں بہت برائی ہے اور بدعت حسنہ وہ ہے جو عموماً ماتحت حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصاً ہو اور امور بدعت حسنہ کے ہونے پر یہ دلیل شاہد ہے مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ وَمَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ قَبِيحًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ قَبِيحٌ نَقْل از مؤطا امام محمد از روایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یعنی جو چیز مسلمانوں کے نزدیک نیک ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہوگی اور جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بری ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بری سمجھی اور علاوہ اسکے حدیث نَعَمْ لِلدِّعَةِ بھی اس پر شاہد ہے۔ اور شرح طریقہ محمدیہ و صاحب در المختار نے لکھا ہے کہ کبھی بدعت واجب کبھی مندوب کبھی مباح کبھی حرام کبھی مکروہ کا حکم رکھتی ہے۔ واجب جیسے گمراہ فیروں کے رد کے لئے دلائل قائم کئے اور علم صرف و نحو تعظیم و تحریم و معنی صحیح قرآن و حدیث حاصل کرنے کے لئے سیکھنا۔ اور مندوب جیسے مسافر خانہ و مدرسہ بنانا وغیرہ کار خیر ہیں۔ اور مباح جیسے گونا گوں کھانے پکا کر کھانے اور حرام جیسے بد مذہب ہونا اور بد مذہبی ایجاد کرنا اور مکروہ جیسے قرآن مجید کو زین اور مساجد پر نقش و نگار کرنا مباح ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ باقی مفصل ذکر اسکا سلطان الفقہ جلد اول میں ملاحظہ کریں اور علاوہ اسکے تمام مسلمانوں کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ دیکھو شرح محمودی و مسلم الثبوت وله الاصل فی الاشیاء الاباحۃ و لقوله تعالیٰ هو الذی خلقکم مائ الارض جمیعاً پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت کو گمراہی کہنا اچھا نہیں۔ اور یہ محض فرقہ ضالہ و بابیہ کی تشریفات بنانا ہے جو قرآن مجید و حدیث شریف کے خلاف ہے۔ فقط

خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- وہابی کہتے ہیں کہ جو کام قرون گشت میں نہ ہو وہ بدعت ہے۔

جواب :- یہ کہنا ان کا بالکل غلط ہے۔ ہاں اگر یہ ٹھیک کہتے ہیں تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے

ذیل کے سوالوں کا جواب دیں ورنہ اس عقیدہ سے توبہ کریں۔

۱۔ علم صرف و نحو کا اس صورت میں پڑھنا پڑھانا ۲۔ قرآن مجید پر زیر و زبر حرکات و سکنات وغیرہ

اشیاء سے مزین کرنا ہے؛ علمائے دین کو امامت کے لئے تنخواہ پر رکھنا ہے؛ اخبارِ دل کو چندہ سے کر جاری کرنا اور اسی آمدنی کو جائز سمجھنا ہے؛ مجالِ سال جلسہ کا ٹرنس وغیرہ مقرر کرنا ہے؛ معیارِ حدیث ضعیف تریح و مرسل و منقطع ناسخ و منسوخ وغیرہ کا مقرر کرنا پس ناظرین یاد رکھیں بدعت وہ چیز ہے جو خلاف قرآن مجید و حدیث شریف و اجماع و اقوال صحابہ و ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ کے ہو اور جس کا اصل شرع شریف میں نہ ہو۔ دیکھو تنبیہ المفتیین وغیرہ فقط۔

خادم شریعت نظام الدین عفا عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مجلس گیارہویں و محاسن میلاد شریف کو چراغوں اور خوشبو و اچیزوں وغیرہ سے سجاوٹ دینا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجہ و اسئل سید غیاث الدین از سورت

الجواب :- یہ تمام امور شرعاً مستحسن و مباح ہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا زَاكَ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَلَوْ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ اس پر شاہد ہے اور علاوہ اسکے یہ امور تحت قواعدِ احکام کے ہیں ولہ الاصل فی الاشیاء اباحت یعنی جب تک صریح و قطعی دلیل حرمت اشیا پر وارد نہ ہوگی اصل اشیا میں حکم اباحت کا دیکھا اور فتاویٰ علمائے دین کا اس بات پر ہے کہ کار خیر میں اسراف نہیں سمجھا۔ اذلا اسراف فی الخیرات ولا خیر فی الاسراف اور تفسیر روح البیان میں تحت آیت کریمہ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ جَوَّارِعًا جَمْعًا مَصْبُوحًا وَهِيَ السَّوْجُورُ اِذَا جَعَلَ اللَّهُ الْكَوَاكِبَ زِينَةً لِّلسَّمَاءِ الَّتِي هِيَ سِقْفُ الدُّنْيَا فَلِيَجْعَلَ الْعِبَادَ الْمَصَابِيحَ وَالْقَنَادِيلَ سَقُوفَ الْمَسَاجِدِ وَالْجَوَّارِعَ مَعَ الْاِسْرَافِ فِي الْخَيْرَاتِ یعنی مصابیح ساتھ چراغوں کے جمع مباح کی ہے وہ چراغ ہے اور جب کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو زینت آسمانوں کی اور آسمان دنیا کی چھت ہے تو بندوں کو لائق ہے کہ مسجدوں اور جامع مسجدوں کی چھتوں کو چراغوں اور قندیلوں اور فانوسوں سے زینت دیا کریں اور اسی تفسیر روح البیان میں ذیل آیت اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ الْمُتَذَكِّرُونَ اللَّهُ کے بایں، طورِ مفسر ہے وَكَذَا الْقَبَاءُ الْقَنَادِيلُ وَالسَّمْعُ عِنْدَ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْجَلالُ الْيُنَالِ لِلرُّوْلِيَاءِ فَاَلْمَقْصِدُ فِيهَا مَقْصِدُ حَسَنٍ وَنَدَا زَيْتٍ وَانْتِشَاعٍ لِلرُّوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَسَجَّةً فِيهِمْ حَبَا تُزِ الْقَنَادِيلُ لَا يَنْبَغِي النَّبِيُّ عِنْدَهُ اَنْ يَكُنْ فِي مَجْمَعِ الْبَحَارِ وَشَرْحِ طَرِيقَةِ مُحَمَّدٍ وَهِيَ حَقِيقَةُ السَّنَدِ

وفتاویٰ ذوالفقار حیدر یہ ملے ہیں ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وگیارہویں شریف و عرس بزرگان دین و قبور صالحین و مسجدوں میں برائے تعظیم شاعر اللہ و جلالت و اثرین
 کی خوشنودی و فرحت و فائدہ عوام الناس کے لئے چراغاں روشن کرنے اور گونا گوں فرش فرش
 بچپانے میں کوئی خوف نہیں بلکہ یہ مستحسن اور مباح ہیں اور جن علماء نے اس سے انکار کیا ہے وہ عقیدۂ
 معتزلی و فردعی مسائل میں حنفی تھے۔ اور جو حدیث اسکی منع پر دال ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند
 میں ابو صالح ہے جو مدلس اور ضعیف و وہامی و سماع ٹھیک نہیں رکھتا دیکھو میزان و تقریب و شرح
 ابوداؤد و تہذیب اور علاوہ اسکے جو حدیث اسکی ممانعت پر وارد ہے وہ محمول ہے اسراف و بیفائدہ
 مال و ضائع کرنے پر شاید ہے۔ چنانچہ کتاب مجمع البحار سے علامہ عبدالبنی صاحب فاضل اجل اپنی کتاب
 ذوالفقار صفحہ ۱۱۳ میں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں والسررح جمع سراج و نفی عن السراج لانه
 تضعیع مال بلونفع وان كان ثم مسجد او غیره لا ینتفع فیہ للتلاوة والذکر فلا یاس بالسراج
 فیہ هکذا فی اشعة اللمعات فقط۔

خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سرمدی عفا عنہ

سوال :- مجلس میلاد شریف میں بوقت سلام کے کھڑے ہونا جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- مجلس میلاد میں بوقت صلوٰۃ و سلام قیام کرنا مستحب و مستحسن ہے اور ایک صورت

میں واجب بھی ہے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ وہو ہذا۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ

شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا اِلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ وَ تَعَزَّوْاْ لَا تُقْرَبُوْاْ وَلَا تَلْبَسُوْاْ كِبْرًا وَّ اَ صِيْرُوْاْ

سُوْرَةَ نَّحْجٍ۔ یعنی بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر ناظر خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور

اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو۔

پس آیت کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تعظیم و تکریم و توقیر ہر مسلمان پر ہر حال میں واجب ہے۔ چنانچہ کتاب مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۴۴ میں

ہے ولا شک ان حرمتہ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تعظیمہ و توقیرہ بعد مماتہ و عند ذکرہ

و ذکر حدیثہ و سماع اسمہ و سیرتہ طحا کلان فی حیاتہ۔ یعنی اور اس میں شک نہیں کہ تحقیق عزت

و تعظیم و توقیر بعد انتقال آپ کے اور بوقت ذکر آپ کے اور بوقت بیان کرنے حدیث و بوقت سننے

نام مبارک و حضرات آپ کے واجب ہے جیسا کہ تعظیم و توقیر آپ کی حیاتی میں ہر مسلمان پر واجب تھی
 ویسا ہی اب ہے۔ کذا فی شرح برزخ ص ۲۹۱ عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم القیام واجب
 لہما نہ تَحْضُر و حاینتہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب ہدیتہ الحرمین ص ۲۸۱ میں نیز بایں طور لکھا ہے
 رَأَى مَا الْقِيَامُ وَلَادَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِرَآةِ الْمَوْلُودِ الشَّرِيفِ تَعْظِيمًا لَهُ أَمْرًا شَدِيدًا
 فِي اسْتِحْسَانِهِ وَاسْتِقْبَالِهِ وَتَدْيِئِهِ كَمَا قَالَ الرَّامَا مَالِ الْبَرْزَخِيِّ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَدْ اسْتَحْسِنَ الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلَا الشَّرِيفِ وَهَكَذَا فِي مَوْلِدِ الْبَرْزَخِيِّ مَتْرَجِمٌ ص ۱۸۱ اور ایسا ہی
 درالسنیہ مصری شیخ الاسلام سید احمد زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے ارقام فرمایا ہے من تعظیمہ
 صلی اللہ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادۃ وقراءۃ المولود والقیام عند ذکر ولادۃ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یتعاور الناس فعلہ من البرکات ذلک کلہ
 من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور غنیۃ الطالبین مترجم میں بایں طور مسطور ہے وَیُسْتَحَبُّ
 الْقِيَامُ لِلْإِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدِينَ وَاهْلِ الدِّينِ وَالنَّوْرَةِ وَكُلِّ نَاسٍ وَأَمْلَ ذَلِكَ قُرْمُوهُ إِلَى
 سَبَدِ حَمْدٍ وَأَوْعَاذِهِ إِنْ دَلَّ عَلَى أَنَّ مَجَادِلَهُ فِي بَابِ طَوَارِ شَادِسَ لِقَوْنِهِ لِقَانِي بَا
 أَنَّهُمَا الَّذِينَ آمَنُوا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْتَحُوا يُفْتَحَ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا
 يَزِفَحَ اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُدْتُوا الْجِلْدَ دَرَجَاتٍ۔ یعنی اسے ایمان والو جس وقت کہ
 کہہا جاوے واسطے تمہارے کشادگی کرو پچ مجلسوں کے پس کشادہ کرو کشادہ کرے گا اللہ واسطے
 تمہارے۔ اور جس وقت کہہا جاوے اللہ کھڑے ہو پس اٹھ کھڑے ہو بلند کرے گا اللہ ان لوگوں کو کہ ایمان
 لائے ہیں تم میں سے اور ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں علم دیجے۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قیام
 ولادت نبی علیہ السلام جائز اور مستحسن ہے اور اپنے مبلغ کا حکم بجالانا ثابت واعظ من الشمس ہے۔

خادم شریعت نظام الدین بٹانی سروری حنفی قادری
 نقل بعینہ استفتاء مع جواب اعلیٰ حضرت مجددائے حاضرہ بیلی شریف
 استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں تمام احوال امر و نہی پر غور
 کہتا ہے کہ اسکا قائل کافر ہے ان میں سے کون حق پرست۔ بیٹو اتو حسبہ روا۔

الجواب :- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب عزوجل فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا** اسے نبی ہونے بھیجا تاکہ شاہد اور بشارت دینے والا اور سننے والا اور سزا دینے والا ہے **فَتَكُنْ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا** اور جب ہم ہر گروہ میں سے ایک گروہ لائیں گے اور تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ شاہد شہود دے دے گا اور شہود حضور سے۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے۔ تو وہ بیشک شاہد ہیں۔ بیشک حاضر ہیں بیشک ناظر ہیں۔ **وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ لَا يَعْلَمُونَ** طبرانی معجم کبیر میں اور نعیم بن حماد کتاب الفتن میں اور ابو نعیم دلائل میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُوا إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَإِنَّمَا أَنْظَرُنِي كَفَى هَذَا جَلِيًّا نَأْمَنَ اللَّهُ جَلًّا كَأَنِّي كَمَا جَلَّكَ النَّبِيُّ** میں قبلی بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھائی ہے تو میں دیکھ رہا ہوں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنی تحصیل کو دیکھتا ہوں۔ یہ اللہ کی طرف سے روشنی ہے جو اس نے میرے لئے کی ہے جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے کی تھی۔ رب عزوجل فرماتا ہے **كَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ** اسی ابراہیم علیہ السلام کو دکھاتے ہیں اپنی ساری بادشاہی آسمان زمین کی۔ تو جس چیز کو اللہ کی سلطنت سے خارج ماسیئہ وہی ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے۔ لیکن کوئی چیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی سلطنت سے خارج نہیں ہو سکتی۔ تو آسمانوں اور زمینوں میں کوئی چیز ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ سے غائب نہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں رب عزوجل نے آدشتانہ فرمایا کہ انقطاع کا وہم دوسے بلکہ نبوی فرمایا کہ تجدید و تباہی پر دال ہو تاویل کی گنجائش بہت ہوتی ہے۔ ظاہر لفظ رسول کریم کا اس کا لیت کا اشارہ الیہ بتایا جائے، ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم کو ایسے کیا معنی؟ وہ دوسرا کون ہے جس کے دکھانے سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ کہ جیسے انہیں دکھائے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے۔ ان ہم سے سنو وہ مشبہ بہ وہ اصل الاصول کمال است وہ منبع بحار وانہار مرجع اضواء وانوار کون ہیں؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے صدقے میں اہل کمال نے کمال پایا۔ تمام فضائل انبیاء و کمالات انبیاء ان کے فضائل کا پر تو ہے۔ امام اجل سیدی ابو محمد بوسیری قدس سرہ قصیدہ مبارکہ بردہ شریعت میں فرماتے ہیں

وَكُلَّ آيِ الرِّسْلِ الْكَرَامِ بِهَا فَاسْمَا أَضَلَّتْ مِنْ نُورِ كَا بِهَم
نَابَتْ شَمْسُ فَضْلِ هُمْ كَوَا كِبَهَا يَظْهَرْنَ أَوَارِهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
حَتَّى إِذَا طَلَعَتْ فِي الْكُونِ عَمَّهَدَى هَا الْعَلَمِينَ وَأَحْيَتْ سَارَ الْأَمَمِ

عزت والے رسول جتنی نشانیاں لائے۔ وہ حضورؐ کی کے نور مقدس سے انکوبیں۔ اس لئے کہ حضورؐ آفتاب
فضل ہیں تمام انبیاءؑ حضورؐ کے ستارے ہیں؛ کہ اندھیروں میں حضورؐ ہی کا نور لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ یہاں تک
کہ جب اس آفتاب فضل نے طلوع فرمایا اسکی ہدایت سارے جہان کو عام ہو گئی اور اس نے سب مردہ
دلوں کو جلا دیا۔ پہلے امام علیہ الرحمۃ قصیدہ مبارک ام القرے میں فرماتے ہیں۔

كَيْفَ تَرْتَقِي رَقَبَتُ الرُّبِّيَاءِ يَا سَمَاءَ مَا طَاوَلَتْهَا سَاءُ
لَمْ يَدَاؤُكَ فِي عُلَى وَقَدْ حَا لَسَنِي مِنْكَ دُونَهُمْ وَسَنَا
إِنَّمَا مَثَلُوا أَصْفَانِكَ لِلنَّاسِ كَمَا مَثَلُ الْخُجُومِ الْمَاءِ

کیونکہ حضورؐ کے مرتبہ پر ترقی پائیں انبیاءؑ۔ اے آسمان جس سے کوئی بلندی میں مقابلہ نہیں کر سکتا
حضورؐ کی بلندیوں اور حضورؐ کی روشنی یسج میں حائل ہو گئی۔ انہوں نے تو اپنے کمالات میں حضورؐ کے کمالات
کی تصویر دکھائی ہے جیسے پانی ستاروں کی تصویر دکھاتا ہے۔ تو یہ نظیر محیط کہ تمام ملکوت السموات والارض
کو عام ہے (ابراہیم نے کس سے پانی؟ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ان کی نظیر
محیط کی تصویر دو صورتوں کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسی مشابہت کو تو فرماتے ہیں۔ كَذَلِكَ نُزِي اِبْرَاهِيمَ
جامع ترمذی و سنن دارمی وغیرہما کتب معتبرہ میں بروایات صحیحہ حضرت سیدنا معاذ بن جبل وغیرہ
دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے حضورؐ پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا فِي رُبِّي
فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ فَيَسْتَجْتَمِعُ الْمَلَائِكَةُ لِي عَلَى مِيزَانٍ مِيزَانٍ تَشْرِيفٍ لِيَا اِبِي تَشْرِيفٍ
لَا يَأْجُزُ عَقْلٌ سِوَا رَأْسِهِ جَلَالٍ وَعِزَّتِ كَيْ شَايَانِ شَانِ هُوَ اسْتَنْفَرَا يَابَا اسْتَنْفَرَا عَلِيٌّ بَاهِمِ كَسْ
بَابِ مِ مَبَاحِثَاتِ كَرْتِ هِي مِ نِ عَرْضِ كِي اَسْ مِ رِ رِ بِ تَوْخُوبِ جَانْتَا هُوَ قَوْضَعٌ يَدَا كَا بَيْنَ
كَتَبِي قَوْجَدَتْ بَرْدَ هَا بَيْنَ ثَدَّتِي اسْتَنْفَرَا يَابَا اسْتَنْفَرَا مِيزَانِ قَدَرْتِ مِيزَانِ دُونِ شَانِ كِي يَسْجِ مِ رِ كَا
مُفْهِمِ كِي مِ نِ اَسْنِ مِ يَسْنِ مِ پَانِي۔ اس ہاتھ رکھنے سے کیا ہوا فرماتے ہیں فَتَلَبَّسْتُ مَا بَيْنَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مِ نِ جَانِ يَابَا كِي شَرْقِ سِ غَرْبِ تَكْ هُوَ فَتَجَلَّى لِي كُلَّ شَيْءٍ وَعَدَفْتُ

اور فرمایا یعنی میرا دیکھنا ایسا نہیں کہ اجنبی طور پر اشیاء سامنے حاضر ہیں مجمل طور پر دیکھ لیں اور پہچان میں نہ آئیں نہیں میں نے سب کچھ دیکھا اور سب کچھ پہچانا۔ حضور کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا۔ حضور کے غلاموں میں سے ایک غلام اور کیسے غلام نہایت عزیز اور پیارے غلام کیسے بیٹے نہایت محبوب بیٹے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَلْشَّعْدَاءُ وَالْاَشْقِيَاءُ يُعَوِّضُونَ عَلِيَّ وَآلَ عَلِيٍّ اَللَّوْحَ الْمَحْفُوظَ بِشَيْكِبٍ تَمَامٍ سَعِيدٍ اور تمام شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور بیشک میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے اور فرماتے ہیں ۵

نَظَرْتُ اِلَى بَلَدِ اللّٰهِ جَمْعًا تَخَذَلَهُ عَلَى حُكْمِ اَنْصَابِي

میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح دیکھا گویا وہ ملک میرے سامنے ایک رانی کے دانہ کے برابر ہے۔ حضرت سیدنا بہاء الحق والدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبداللہ نقی عجدانی قدس سرہ نے فرمایا مرد وہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے کف دست کی مثل ہو۔ فرماتے ہیں کہتا ہوں کہ مرد وہ ہے کہ تمام روئے زمین اس کے سامنے انگوٹھے کے ناخن کے برابر ہو۔ غرض وہ بلاشبہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّوَبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا اے ایمان والو سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔ توبہ میں یقیناً قطعاً اللہ عا کو جلدی منظور ہے گھڑی بھر کی تاخیر منظور نہیں نہ یہ کہ پہلے دوہینے کے لئے اٹھا کر توبہ جائے۔ اور قرآن کریم سے اب پوچھیے توبہ کا طریقہ کیا بیان فرماتا ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُا فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے بخوبی تمہارے حضور حاضر ہوں اور معافی چاہیں اور آپ بھی ان کے لئے معافی چاہیں تو ضرور اللہ کو پائیں گے توبہ قبول فرماتے والے مہربان توبہ ہم سے مانگتے ہیں اور فوراً مانگتے ہیں اور طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے حضور حاضر ہو کر توبہ کرو۔ اگر وہ دور ہیں تو فوری توبہ کیسی ممکن اور مدینہ طیبہ سببہ حاضر ہونا ہر مسلمان کو کیسے آسا اور اگر گیا بھی تو تاتریاق از عراق کا مسنون۔ نہیں نہیں یہی معنی ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں ہر مسلمان کے دل میں وہ تشریف فرما ہیں۔ ہر مسلمان کے گھر میں وہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت ملا علی قاری شرح شفا سے امام قاضی عیاض سے اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو یوں کہو اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فرماتے ہیں اِنَّ رُوحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ كَمَا فِي بَيِّنَاتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ حضور قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے

یہ لفظ کی تصریح ہے کہ حضور پر چیز پر حاضر و ناظر ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو شخص ایسے مسئلے کو جو قرآن عظیم اور حدیث صحیح و ارشادات علماء سے ثابت ہے کفر کہے اپنے اسلام کی خبر لے۔ **هُمَ لَنْ كُنُوزٍ مُّسْتَدِينٍ** **أَقْرَبُ مِنْهُمْ بِإِسْمَانِ وَفَلَهُ أَعْلَمُ**۔

دستخط و مہر

- ۱۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ دستخط۔ (۲) صم الجواب واللہ اعلم بالصواب الفقیر الامم محمد شفاعت الرسول قادری الرضوی البرکاتی رام پوری (۳) دستخط المجیب مصیب فقیر محمد اللہ کمال الدین المتخص القادری المحمودی عفی عنہ بقلم خود (۴) اجاب الحبیب بطرز عجیب فیللہ ذر المجیب المصیب هو العالم الفاضل الکامل هو الادب الخ اللمعنی اللیب۔ دستخط عبدالمعظم بذیل سید المرسلین محمد نعیم الدین خضہ اللہ سحنہ بزیار العلم والیقین (۵) دستخط الجواب صحیح و حضرت المجیب نجیح الفقیر مصطفیٰ رضا قادری النوری عفی عنہ بجاہ النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہر،
- (۶) دستخط احمد حسین رامپوری عفی عنہ مقیم درگاہ اجمیر شریف (۸) دستخط الجواب صحیح صحیح ابو النصر محمد یعقوب حنفی قادری بلاسپوری (۹) دستخط الجواب صحیح امیر علی خاں بلہاری عنہ الباری مدرس مدرسہ جامع مسجد شاہجہان پور (۱۰) دستخط الجواب صواب محمد ظہور الحمین التمشبندی عفی عنہ مدرس اول مدرسہ اہلسنت و جماعت واقعہ بانس بریلی (۱۱) دستخط جواب صحیح ہے قاضی شرافت اللہ ساکن سنہ واقع بلند شہر (۱۲) دستخط ہذا هو الحق انقراح والصدق الصراح حررہ الفقیر الی الکریم النبوی واللطف الولوی محمد الممدعو بجاہ مد رضا البریلوی القادری سقاہ اللہ من نہر سنہل گرمہ الحردی و حماہ عن شرا الجبر المزدی (۱۳) دستخط ذلک کذلک وانی مصدق لذلک ابوالعلیٰ امجد علی الرعظمی رضوی عفی عنہ (مہر) (۱۴) المجیب اللیب لا ریب مصیب ہما اجاب فیللہ ذر لا فیتما اجتہد واصاب دستخط
- انا العبد الفقیر الحقیر المسکین محمد اکرام الدین البخاری عفی اللہ عنہ الشہیر لبوا عظم الاسماء خطیب و اما مری مسجد نواب وزیر خاں المرحوم المغفور ببلد لا کھور۔

السلام اے آنکہ شدید از نوریت علیہ

گفت حق لولاک در شان تو بیشک میماں

واقعی جو کچھ حضرت مجدد و مائتہ حاضرہ نے در بارہ حاضر و ناظر ہونے رسول علیہ السلام پر ارقام فرمایا

ہے جیسا اشعۃ اللمعات جلد اول شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷ میں ارشاد ہے۔

پس آنحضرت در ذات مہدیاں موجود و حاضر است و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان

و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخرال کہ وجود نورانیت

و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است۔

پس باید کہ بندہ پہچنان کہ حق سبحانہ و تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہر و باطناً واقف و

مطلع بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر دانند۔

مصباح الہدایت ترجمہ معارف صفحہ ۶۵ مطبوعہ نو لکشور

ایضاً۔ دسے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احوال و اعمال امت مطلع است و بر مقربان و خاصاں درگاہ

خود محمد و مہیض و حاضر و ناظر است جامع البرکات شیخ عبدالحق۔

ایضاً با چندیں اختلافات و کثرت مذہب در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ

خلافت نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ و مجازہ و توہم تاویل دائم و باقی است

و بر اعمال امت حاضر و ناظر و طالبان حقیقت را و متوجہ جہان آنحضرت را مہیض و مربی۔

واقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل،

مکتوبات بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مدارج النبوة

جلد دوم صفحہ ۷۸۹ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں وصیت میکنم ترا اے برادر بدوام ملاحظہ صورت و معنی او

و اگر باشی تو متکلمت و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیر روح تو جوے پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ

علیہ وسلم عیاناً و یابی اور او حدیث کنی بادے و جواب دہد ترا وے و حدیث گوید با و و خطاب کند

ترا فائز شوی بدرجہ صحابہ عظام و لاحق شوی بالیشان انشاء اللہ تعالیٰ۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ حضور علیہ

کی شکل مبارک کا ہر وقت تصور رکھ اور حضور سرور کائنات کو حاضر سمجھ پس نزدیک ہے کہ تجھ سے

الفت پکڑے روح تیرا ساتھ روح آپ کے اور ظاہر ہونگے آپ اور باتیں کریں گے ساتھ تیرے

اور تو ساتھ آپ کے باتیں کرے گا ساتھ آپ کے یہاں تک کہ فائز ہو صحابہ کے درجہ پر انشاء اللہ

باقی ذکر مفصل اسکا سلطان الفقہ میں دیکھو۔ فقط۔

سوال :- قیام میلاد شریف کے وقت کن الفاظ سے سلام پڑھا جائے۔

جواب :- فقیر کی تحقیق میں ان الفاظ کو کھڑے ہو کر باادب و بالقہور پڑھا جائے تو بہتر ہوگا۔

وہو ہذا۔

| | | | |
|-----------------------|-----------------------|-----------------------|-----------------|
| یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک | یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک |
| نام نامی حرز جہاں ہے | چارۂ درد نہاں ہے | دہم دم و روز باں ہے | صلوات اللہ علیک |
| دو جہاں کے آپ سرور | آپ کا مداح ہے داور | کون ہے الیسا غیب | صلوات اللہ علیک |
| کسکو یہ رتبہ ملا ہے | نام کسکا مصطفیٰ ہے | کسکا عاشق کبریا ہے | صلوات اللہ علیک |
| کسکے قبضہ میں ہے کوثر | ہے خدا کا پیار کس پر | کون ہے محبوب دار | صلوات اللہ علیک |
| کسکو خالق نے بلایا | کس نے ہے یہ رتبہ پایا | کس پر ہے تشران آیا | صلوات اللہ علیک |
| شافع محشر تمہیں ہو | دین کے رہبر تمہیں ہو | خاص غیب تمہیں ہو | صلوات اللہ علیک |
| رہنما و پیشوا ہو | سر سہر نور حسد ہو | تم تو شاو دوسر ہو | صلوات اللہ علیک |
| گرچہ عصیاں کی ہے کثرت | غم نہیں روز قیامت | وال تو ہونگے آپ حضرت | صلوات اللہ علیک |
| واسطہ آل عبا کا | صدقہ خیر النساء کا | غم نہ ہو روز جزا کا | صلوات اللہ علیک |
| میرے آقا میرے مولا | آپ ہی کا ہے بھروسا | حشر میں رہ جائے پردہ | صلوات اللہ علیک |
| آپ ہی شمس الفیض ہیں | آپ ہی بدر الدجی ہیں | آپ محبوب خدا ہیں | صلوات اللہ علیک |
| چاند سورج میرے ستارے | آپ پر صدقہ قیامت تارے | جان و دل دو نو کیرارے | صلوات اللہ علیک |
| اب نہیں اٹھتے یہ صیغے | دل ہوا ہے ٹکڑے ٹکڑے | آپ کی صورت کے صدقے | صلوات اللہ علیک |
| آپ کی فرقت نے مارا | بس یہی ہے اسکا چال | اب زیارت ہو خدا را | صلوات اللہ علیک |
| آپ پر قربان جاؤں | ایک دم جو دیکھ پاؤں | حال دل سب کہ سنائوں | صلوات اللہ علیک |
| خواب میں اگر آپ آنے | صورت انور دکھانے | ہجر کے غم سے چھڑانے | صلوات اللہ علیک |
| روضہ احمد پرجا کر | یہ پیام شورش منسلر | اصحاب کبزا مقرر | صلوات اللہ علیک |
| یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک | یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک |

جہانیوں کے۔

۶ :- اِنَّا ارْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَتَعْبُدُوْهُ وَتَسْبِّحُوْهُ
مُبَرِّكًا ذَا صِلٰةٍ تَحْقِيقٌ بھیا ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ ایمان لاؤ
ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے اور قوت دوا سکوا اور تعظیم کروا سکی۔ اور تسبیح کروا اللہ کو صبح اور شام۔
پس ان آیات بینات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے پر فرحت کرنا اور
خوشی منانا عین ایمان ہے کیونکہ حضور کی ذات رؤف الرحیم بلباس نوری و رحمت کا پہن کر تشریف لائے
در حقیقت رسالت و نبوت کا خود زبان در افتال سے اظہار فرمایا اور شاہد و مبشر و سراجاً منیراً ہونے
کا حکم خداوند تعالیٰ اعلان فرمایا اور تمام جن و بشر و جمیع کائنات کے لئے رحمت ثابت ہو گئے۔ لہذا
مسلمانوں کو حضور کی توقیر و تعظیم ہر حال میں واجب ٹھہری اور حدیث شریف میں آتا ہے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورٍیَّ کہ سب چیزوں سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا آپ کی ذات مفخر ہو جو ذات تتمہ دور زمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرما کر تمام اشیاء کو میرے نور سے پیدا فرمایا چنانچہ مواہب
لدنیہ جلد اول صفحہ ۹ و شرح حمزیہ و مسند عبد الرزاق میں باسناد صحیح نقل فرمائی ہے۔ وروی عبد الرزاق
بسند کا عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال قلت یا رسول اللہ بائی انت و اُمّی اخبرنی عن
اول شی خلقہ اللہ تعالیٰ قال یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء بنور نبئت من نورہ فجعل
ذلک النورید و رباً بقدرتہ حیث شاء اللہ تعالیٰ و لم یکن فی ذلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنۃ
ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا انس فلما اراد ان
یخلق المخلوق قسم ذلک النور اربعۃ جزاء فخلق من الجزء الاول القلم و من الثانی اللوح و من
الثالث العرش ثم قسم النور الاربۃ جزاء الرابع جزاء اربعۃ فخلق من الجزء الاول حملۃ العرش
و من الثانی الکرمی و من الثالث باقی الملائکۃ الخ۔

ترجمہ :- روایت کی عبد الرزاق نے ساتھ سند اپنی کے جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا عرض کیا میں
نے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خبر دیجئے مجھے سب چیزوں سے پہلے خدا تعالیٰ
نے کونسی چیز پیدا کی فرمایا اسے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا اپنے

نور سے پس یہ نور پھر تار با قدرت سے جہاں چاہا اللہ تعالیٰ نے اور نہ تھا اسوقت لوح اور قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان پس جب ارادہ خلقت کے پیدا کرنے کا کیا تقسیم کیا اس نور کو چار جزو پر پہلی جز سے قلم کو پیدا کیا دوسری سے لوح تمیزی سے عرش۔ پھر تقسیم کیا جز و چوتھی کو چار جزوں پر پھر اول جز سے حملہ العرش پیدا کئے اور دوسری جزو سے کرسی اور تمیزی سے باقی ملائکہ۔ آخر حدیث تک اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسوقت تاج نبوت پہنایا کہ ابھی آدم علیہ السلام پانی اور کچھڑ میں تھے اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد آدم کا سردار بنا کر بھیجا اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواء محمد ہوگا۔ اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کا دروازہ کھولوں گا۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ اے ابابکر میری حقیقت کو سوائے مالک الملک کے کوئی نہیں جانتا یا ابابکر تم یَعْرِفُنِي حَقِيقَتَهُ غَيْرِي اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ تمام خاندان عرب سے مجھے چنا گیا و فی البخاری عن ابی ہریرہ رحمہ اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي اَدَمَ قُرُونًا فَتَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ وَفِي مُسْلِمٍ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الرَّسْتَمِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى خَنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشِ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَى لِي بَنِي هَاشِمٍ رِجَالًا وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ الْعَبَّاسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ فِرْقَتِهِمْ وَخَيْرِ الْفِرْقَتَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ الْقَبِيلَةِ ثُمَّ غَايَرِ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا أَيْ صَلَوَاتُهَا وَالتِّرْمِذِيُّ۔

ترجمہ :- روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھیجا گیا میں بہتر قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس میں ہے وائیل بن الرستم سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے چن لیا کنانہ کو اسماعیل کی اولاد سے اور چن قریش کو کنانہ سے اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور چن بیا نجب کو بنی ہاشم سے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور حضرت عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی خلق پس کیا مجھ کو بہتر فرشتے میں پھر چنے قبیلے پس کیا مجھ کو بہتر بن قبیلے میں پھر چنے گھر پھر کیا مجھ کو بہتر بن گھروں میں سے پس میں بہتر ہوں نفس کی طرف اور بہتر بن گھر کی طرف سے۔

پس ان تمام دلائل اور روایات اور احادیث صحیحہ سے میلاد حضور علیہ السلام کا ثابت ہوتا ہے۔ عاقل

کے لئے اشارہ کافی ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَبَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمَكِّنُ الشَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ لَبِذِ خَدَايَ زَكَاةٍ تَرَى قِصَّةَ مَخْصَرٍ

سوال :- اگر شیعوں کے ساتھ مناظرہ دربارہ ایمان اصحاب ثلاثہ کرتا ہو تو کون سے دلائل سے پیش کئے جاویں۔

جواب :- ذیل کے دلائل بایں الفاظ جو ذیل میں درج ہیں پیش کئے جائیں وہ ہونا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ
وَالِهِ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ۔

دلیل ۷ :- وَالشَّاقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ ط
رَفِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِيدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ اور گے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ
کہ پیروی کرتے ہیں ان کی ساتھ نبی کے راضی ہو اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور تیار کی ہیں
وہ ان کے بہشتی ہیں جتنی ہیں نہریں نیچے ان کے ہمیشہ رہیں گے یہ ان کے ہمیشہ یہ ہے مراد پاتا بڑا۔

دلیل ۸ :- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آذَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ سورۃ انفال پ :- اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا
اور بہاد کیا یہ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے واسطے ان کے
بخشش ہے اور رزق باکرامت۔

دلیل ۹ :- وَلِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَقْبَلُوا إِلَيْهِمْ يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِنَ
اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُونَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ واسطے فقراء و مہاجرین کے جو
نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے ڈھونڈتے ہیں فضل اللہ سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہیں
ہیں اللہ اور اس کے رسول کو وہی سچے ہیں۔

دلیل ۱۰ :- لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ
فَأَنْزَلَ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِمْ أَلَيْسَ اللَّهُ بِتَحْقِيقِ اللَّهِ تَعَالَى راضی ہوا مسلمانوں سے جو وقت بیعت کرتے تھے تجھ

سہیل نے درخت کے پس جانا جو کچھ بیچ دلوں ان کے پس اتاری تسکین اور ان کے۔

دلیل ۵۔ اِذَا خَرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِي اَشْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا حَسْبُوقْتِ نَكَالِدِيَا تَهَا اسكو ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے دوسرا دو میں حبس وقت کہ وہ دونوں پر
غار کے تھے حبس وقت کہ کہتا تھا واسطے رفیق اپنے کے مت غم کھا تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہے۔

دلیل ۱۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

سوركا آل عمران

دليل ٤ - قَالَ الَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا الْأَكْفَرِينَ عَنْهُمْ سَيَاتِهِمْ وَلَدْخَلْنَاهُمْ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِهَا إِلَّا لَهْرًا يَكْ.

پس ان تمام دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ تمام اصحاب مہاجرین و انصار اور جو ان کی پیروی کرنے والے سب صاحب جنت اور ہمیشہ کے لئے اس نعمت سے سرفراز رہنے والے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے مال و جان کو محض اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے قربان کر دیئے اور حضور علیہ السلام سے بیعت کی خدا تعالیٰ کی رضا مندی میں داخل ہوئے اور علاوہ اسکے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ر خاص تھے اور تمام امت جو اس وقت حاضر تھی سب امتوں سے افضل ٹھہرے۔

نوٹ :- اعتراض شیعہ مرزا احمد علی امرتسری ثم لاہوری۔

مولوی صاحب جی پہلے آپ ان کا مسلمان ہونا تو ثابت کریں پھر یہ دلائل پیش کریں۔
جواب از ملتانی :- ۱۔ اَلْحَبَابُ پاؤں مار کا زُلفِ دِراز میں :- لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔
مرزا جی کیا ہجرت کرنا آپ کی ذات کے ساتھ اور یارِ غار ہونا اور صاحب کا خطاب پانا اور نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی بیعت ہونا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے ایماندار مکمل ہونے پر ناطق نہیں۔ جواب
دو۔ پس جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ اوصاف ظاہری و باطنی پیدا کئے اور دیکھے تو سرٹیفکیٹ تاج
عزت رشی اللہ عنہم و رضو عنہ و خالدين فيہا ابدًا کا عطا فرمایا اور علاوہ ان کے آپ کی مذہب کی کتابوں میں
ان کا ایماندار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہ ہوندا۔

چنین گفت راوی کہ سالار دیں
چو سالم بحفظ جہاں آفریں

ز نزدیک آل قوم پر مکر رفت
 پیئے ہجرت، اویسنز آمادہ بود
 نبی بر درخانہ اش چوں رسید
 چوں بو بکرهاں حال آگاہ شد
 چورقتند چپیں بدایان دشت
 ابو بکر آنگہ بدوشش گرفت
 کہ در کس چپیں قوت آمد پدید
 برقتند القستہ چپندے دگر
 بدیدند غارے درال تیرہ شب
 گرفتند در جوف آل غار جائے
 بہر جا کہ سوراخ یار خشنہ دید
 در آمد رسول خدا ہم بہنار
 نبی گفت پس پور ابو بکر را
 رسول خدا چوں شدے در نماز
 ابو بکر صدیق فاروق دیں
 لبوسے سراسے ابو بکر رفت
 کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
 بگوشش ندائے سفر در کشید
 ز خانہ بروں رفت ہمراہ شد
 قدم فلک سائی محبہ گشت
 دے زیں حدیث است جائے شگفت
 کہ بارے نبوت تواند کشید
 چو گردید پیدا نشان سحر
 کہ خواندے عرب غار ثور لقتب
 دے پیش بہنا و ابا بکر پائے
 قبا را بدید و آل رخسہ چید
 نشستند یک جا ہم ہر دو یار
 کہ چوں پدرایں صدق و صفا
 بآن اقتدا کر دے آل سدرناز
 شدہ جاں فدائے رسول امین

ایات از غزوات حیدری سنہ ۶۶ و ۶۷۔ اب شیعہ جی پتہ چلا۔ مرزا جی بوسے کہ ملتانی صاحب کہ
 کیوں کہانیاں فارسی و ان مولویوں کی پیش کرتے ہیں ہماری کسی کتاب کی حدیث بیان کرو جناب ہاں
 ذرا کان لگا کر سنئے وہ ہنذا۔ اور وقت ختم۔

تفسیر نمبر دوم دلائل از کتب شیعہ بر فضائل اصحابہ رضوان اللہ علیہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 تَحْمِداً وَنُصْرَتِیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
 دلیل ۱۔ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ قَالَ لِاَبِی بَكْرٍ کَافِیْ اَنْظُرْ اِلَیَّ سَفِیْنَتِیْ جَعَفَرِیْ اَصْحَابِہِ یَقُوْمُوْنَ فِی الْبَحْرِ وَالْظُّرَّ اِنِّیْ الْاَنْصَارُ

مَحَبَّتَيْنِ فِي أَفْنِيَّتِهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَتَرَى هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَعَمْرُ قَالَ قَارَيْنَهُمْ فَمَسَحَ عَلَى عَيْنَيْهِ
قَرَأْتَهُمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الصِّدِّيقُ الْاِمَّ -

ترجمہ :- امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جب آنحضور علیہ السلام غار میں تھے۔ ابو بکر کو کہا گویا اس وقت میں
وہ کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر نے اور اسکے ساتھی سوار ہیں اور وہ دریا میں کھڑی ہے اور میں دیکھتا ہوں
کہ انصار اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھائیے۔ آپ نے ان کی
آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ پس ابو بکر صدیق نے سب کچھ دیکھا۔ پھر حضور نے فرمایا تو صدیق ہے۔ اس حدیث
سے تین امر ظاہر ہوئے۔ یار غار ہونا اور حضور کا ہاتھ منہ مبارک پر پھرنا اور لقب صدیق پانا۔ نقل از تفسیر
قمری جلد اول تحت آیت اذہما فی الغار۔ تختی خمد صفحہ ۲۶۶۔

دلیل ۲ :- لَا جَرَمَانَ أَطْلَعَ اللَّهُ فِي قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيهِ مَوَاقِفًا لِمَا جَرَّ عَلَى بَسَائِكَ
جَعَلَكَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاسِ مِنَ الْحَبْسِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوحِ مِنَ الْبَدَنِ لَعَلِّي
الَّذِي هُوَ مِنِّي - نقل از تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۲۱۔

ترجمہ :- فرمایا آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ میرے دل پر مطلع ہوا اور پائی تیرے دل
کی بات موافق زبان تیری کے تحقیق خدا نے تجھ کو بمنزلہ میری سمع و بصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ
نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے گویا کہ وہ علی مجھ سے ہے صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ جعفری

دلیل ۳ :- لَا يُفْضَلُ عَلَيْهِمْ وَمَنْ أَزْهَدَ مِنْ هَؤُلَاءِ وَقَدْ قَالَ فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا قَالَ الْحَدِيثُ نقل از فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۴ بروایت امام جعفر صادق بنسبت مسئلہ مال عدتہ۔
دلیل ۴ :- عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ إِنَّ الْأَيَّةَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ لِأَنَّهُ اسْتَوَى بِمَالِيكَ الَّذِينَ
اسْلَمُوا مِثْلَ بِلَالٍ دَعَا مَرَاتٍ فِيهِمْ رَهًا وَغَيْرُهُمَا وَ

ترجمہ دلیل ۳ :- کون فضیلت رکھتا ہے ان لوگوں سے یعنی دخیفہ ابو بکر صدیق و ابو ذر غفاری وغیرہ اصحاب پر،
زیادہ از روئے تقویٰ و زہد کے جیسا کہ فرمایا بیچ ان کے رسول اللہ نے۔

ترجمہ دلیل ۴ :- یعنی حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور غلاموں کو بسبب اسلام میں داخل ہونے کے
خرید دیتے پھر انکو خداوند کریم کی رعنا مندی کے لئے آزاد کر دیتے مانند حضرت بلال و حضرت عامر وغیرہ کے اور وہ شخص
اہل جنت ہوا جس نے اپنے مال کو ماہ خدا میں خرچ کیا۔

صفوہ تحت آیت وَتَسِجَّيْنَهَا الَّذِي - سورۃ ولیل: مطبوعہ ایران۔

دلیل ۵:- ومن کتاب لہ علیہ السلام راہی معاویہ آنہ بالعی القوم الذین بالیوا
ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بالیوہم علیہ فلم یکن لہا ہد ان یختار ولا لثغائب ان
یؤدوا انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسووا اماما کان
ذلک للہ رضی فان خرج عن امرہم خارج بطعن اوید عہ ردوہ الی ما خرج منہ
فان ابی فاقتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما توی وبعمری یا معاویہ
لئن نظرت بعقلک دون ہواک لتجد فی ابرع الناس من دم عثمان ولتعلن انی کنت
فی عذلیۃ عنہ الا ان تجتنب ما بدا لک والسلام فقط - جزو ۲ مطبوعہ مصر ۵۔

دلیل ۶:- من کلام لہ علیہ السلام قد شاذ ذکا عمر فی الخروج الی غزوہ الردم بنفسہ
وقد توکل اللہ لا ھل لہذا الذین باعوا انفسہم وستر العورت والذی نصرہم وکھم قلیل
لا یتصرون و منعہم وکھم قلیل لا یمتنعون حی لا یؤت انک متی تسرا الی ہذا العدو
بنفسک فتلقہم فتکذب لا تکن المسلمین کافۃ دون اقصى بلادہم لیس بعدک
مخرج یرجعون الیہ قالبت الیہم رجلا حبریا واحفد معہ اھل البلاء والنصیحۃ

ترجمہ دلیل ۵:- اور اس عبارت کا ترجمہ صاحب نیرنگ نے صفحہ ۳۷۹ پر یوں تحریر کیا ہے۔ فرمان امیر علیہ السلام
کا معاویہ کو بیشک مجھ سے ایسی قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر وعمر وعثمان سے کی تھی اور اسی امر خلافت
پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکورہ کی وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے لئے ایک
علیحدہ راستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب کو اس امر کا مجاز ہے کہ اسکی تردید کرے۔ حقیقتہً سورۃ المہاجرین و
انصار کیلئے ہی یہاں ہے جس شخص پر انہوں نے اجماع کر لیا۔ اور شخص کو امام کے نام سے سرزد کر دیا ہو تو ان کا اجماع
خوشنودی پر در دگار عالم ہے اور اگر کوئی خارج ہونے والا اس کے حکم سے طعن زنی احداث بدعت کر کے نکل گیا
تو اسی اجماع کی طرف لوٹ دو جس سے وہ خارج ہوا ہے اور اگر اسے انکار کیا تو اس سے مقابلہ کرو کیونکہ وہ سبیل المؤمنین
کے برخلاف اتباع کر رہا ہے اور پروردگار عالم اسی کام کی طرف متوجہ کر دے گا جسکی طرف اسے توجہ کی ہے۔ ان اور ہادی
مجھے اپنی جہان کی قسم ہے کہ اگر تو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشات بجا کی پیروی نہ کرے تو سمجھے کہ عثمان سے سب
لوگوں سے زیادہ بری اور مبہر پائے گا تجھے معلوم ہو جائیگا کہ اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین نہ ہو سکتا۔ دوسری

فَإِنْ أَظْهَرَ اللَّهُ فِذَلِكَ مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَسْكِنُ الْآخِرَى كُنْتَ رِذْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةٌ لِلْمُسْلِمِينَ (۱)
 کتاب نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۱۰

دلیل ۷ :- دَمِنْ كَلَامِهِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ اسْتَشَارَ فِي غَزْوَةِ الْفَرَسِ
 بِنَفْسِهِ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرًا وَلَا حِجْدًا لِأَنَّهُ بَلْثَرَةٌ وَلَا قِلَّةٌ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَظْهَرَ
 وَجْهَهُ لَا الَّذِي أَعَدَّ كَأَمَدًا لَا حَتَّى يَبْلُغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ وَحَيْثُ مَا طَلَعَ وَخَنُّ عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ
 اللَّهِ وَاللَّهُ مَجْبُورٌ أَعَدَّ كَأَمَدًا وَلَا صِرْعِينًا لَا وَمَكَانُ الْقَيْمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النَّظَامِ مِنَ الْحَزَرِ وَ
 يَجْمَعُهُ وَيَضَعُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النَّظَامُ وَتَفَرَّقَ الْجَزُؤُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ جِئِدًا أَفِيْرَةً أَبَدًا
 وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا وَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِاجْتِمَاعِ فُلُوكِ قُطْبًا
 وَاسْتِدْبَارِ الرِّحَى بِالْعَرَبِ وَأَصْلِهِمْ ذَلِكَ نَارُ الْحَرْبِ فَإِنَّكَ إِنْ شَخَّصْتَ (۲) مِنْ
 هَذِهِ الْأَرْضِ اسْتَقْضَيْتَ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَضْرَافِهَا وَأَقْطَارِهَا حَتَّى تَكُونَ مَانِدًا وَرَأَى
 مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهْمَ أَلْبِكَ وَمَتَابِينَ يَدَيْكَ إِنْ لَا عَاجِمَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ عَدَاً يَقُولُوا لِهَذَا
 أَهْلُ الْعَرَبِ الْفَخْرُ نَهْجُ الْبِلَاغَةِ مِصْرِي جلد اول صفحہ ۳۲۵ -

ترجمہ پچھلے صفحہ سے آگے :- بات ہے۔ تو اس شخص سے خون طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو شوق
 سے دعوے کر جو تجھے معلوم ہوا ہے۔

ترجمہ دلیل ۷ :- مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جبکہ مشورہ بہادر روم کے لئے
 لیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ اس دین والوں کا خود ذمہ دار ہے جس نے کمزوروں کو
 طاقت عطا فرمائی ہے۔ اور وہ جی قیوم ہے۔ آپ روم کی طرف تشریف نہ لے جائیں کیونکہ اگر آپ اپنے جہانیں
 لے گئے تو پھر مسلمانوں کا مرجع و پشت پناہ آپ کے بعد کون شخص ہوگا۔ اور اس دین کا حافظ اللہ تعالیٰ ہے۔

دلیل ۸ کا ترجمہ :- خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے تحقیق یہ دین وہ نہیں ہے جسکی فتح و شکست قلت و کثرت لشکر پر ہو
 یہ دین متین اللہ تعالیٰ کا ہے جسے اسکو نمودار کیا اور یہ اسکا لشکر ہے جس نے اسکو تیار کیا۔ مدد دینی یہاں تک کہ پہنچا اور نکلا جہاں سے
 نکلا اور ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو ایفا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر
 کو مدد دینے والا ہے اور صاحب حکومت کی مثال ایسی ہے جیسے ڈوری خردل کے دانوں کی ہے۔ اور وہی ٹھکی
 سب دانوں کو یکجا جمع کی ہوتی ہے۔ اگر وہ ٹوٹ جائے تو دانے سب کے سب بکھر جائیں۔ پھر اپنی پہلی حالت

دلیل ۷: عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ اخْتَلَفَتْ بَنِي الْعَبَّاسِ
الْمُخْتَوِمَ وَالْبَدَأَ مِنَ الْمُخْتَوِمِ وَخَدُّوْجَ الْقَائِمِ مِنَ الْمُخْتَوِمِ قُلْتُ وَكَيْفَ النَّدَاؤُ قَالَ يُنَادِي
مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَوَّلَ النَّهَارِ لَا أَنْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشِيعَتُهُ هُمُ الْقَائِرُونَ قَالَ وَيُنَادِي
مُنَادٍ آخِرَ النَّهَارِ لَا أَنْ عُثْمَانَ وَشِيعَتُهُ هُمُ الْقَائِرُونَ فَقَطْ ۖ كِتَابُ رَوْضَةٍ فَرُوعٍ كَافِي ۱۴
دلیل ۸: وَجَلَسَ عُثْمَانُ فِي عَسْكَرِ الْمُشْرِكِينَ وَبَالَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمُسْلِمِينَ
وَضَرَبَ بِأَحَدِي يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى بِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُونَ طُوبَى لِعُثْمَانَ قَدْ طَابَ بِالْبَيْتِ
وَسَعَى بَيْنَ الصَّمَاءِ وَالْمَرُوكَا وَآخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ لِيَفْعَلَ قَلَمًا جَاءَ
عُثْمَانَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لَا طُوفَ
بِالْبَيْتِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ ۖ كِتَابُ فَرُوعٍ كَافِي رَوْضَةٍ ۱۵

بقیہ ترجمہ پچھلے صفحہ سے آگے :- پر کبھی جمع نہ ہوں۔ آج اگرچہ اہل عرب کم ہیں مگر اسلام کے سبب سے کثیر ہیں۔ اور بوجہ
اتفاق کے غالب ہیں۔ پس آپ قطب بن جائیے اور چکی کو عرب میں چلائیے۔ اور دوسرے لوگوں کو ٹرائی کی آگ میں ڈالنے
آپ جائیے نہیں کیونکہ اگر آپ یہاں سے گئے تو تمام اہل عرب چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے یعنی آپ کے ساتھ
ساتھ ہو جائیں گے تو یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی کہ شہر مدینہ خالی ہو جائے گا۔ اور مقابلہ کی فکر سے پیچھے کی فکر
آپ کو زیادہ ہو جائے گی اور غمی لوگ جب حضور کو دیکھیں گے یہ عرب کی بڑی بیخ بے اگر اسکو کاٹ ڈال تو ہمیں ہمیشہ
کے لئے آرام ہو جائے گا۔

دلیل ۷: کا ترجمہ :- یعنی امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی عباس میں اختلاف ہونا حق ہے اور امام مہدی کا آنا
بھی برحق ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ آسمان سے آواز آنا کیسا ہے۔ جواباً امام نے فرمایا کہ بوقت
روشن ہونے سورج کے آواز کرنے والا آواز ترابے کہ تحقیق علی اور اسکا گروہ مراد پانے والا ہے۔ یعنی جنتی ہے۔
دلیل ۸: کا ترجمہ :- جب کہ حضرت عثمان مشرکین کے لشکر میں قید رکھے گئے اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
مسلمانوں سے بیعت لی۔ اور آپکی ذات بابرکات نے بیعت کیلئے ایک ہاتھ اپنا دوسرے ہاتھ پر عثمان کے لئے مارا اور مسلمانوں
نے بڑی خوشی سے کہا کہ کیا اعلیٰ نصیب عثمان کا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج و طواف اور مسافر مردہ کے درمیان سعی بھی کر لے گا تو
حضور نے لوگوں کو کہا کہ عثمان تو ایسا شخص نہیں کہ بجز میرے طواف وغیرہ کو ادا کرے اور جبکہ عثمان ذوالنورین واپس تشریف لائے تو
تو آنحضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا طواف کعبہ کا کیا تو خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ایسا نہیں
سمجھتا کہ بد دل آئیے طواف کعبہ کا بجا لاؤں کہ جب تک آپ طواف کعبہ کا نہ کر لیں۔

اور آخری دونوں کچھارے والا پکارتا ہے کہ تحقیق عثمان اور اسکا گروہ مراد پانے والا ہے یعنی جنتی ہے۔

دلیل مذکور

بہ بوسید سید عثمان زمین دزدان
بقصد رواں شد چوتیر از کمان
چو اور رفت اصحاب روزِ دگر
بگفتند چندیں بہ خیر البشر
خوش حال عثمان با احترام
کہ شد قسمتش حج بیت الحرام
رسول خدا چوں شنیدیں سخن
سپاس چنیں گفت با انجمن

اور اُدھر کا یہ حال تھا کہ سفیان وغیرہ مشرکین نے کہا کہ آپ بیشک طواف حج وغیرہ کیسے لیجئے لیکن آپ کے رفیق
یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز نہیں آنے دیں گے اور نہ ہی ہم اسکے آنے کو پسند رکھتے ہیں یہ غزوات
حیدری ص ۲۳۲

اگر میل داری طواف حرم
بکن مانعت نیست کس ز پی شرم
ولیکن محال است این بیگذاں
کہ آید محمد برائے طواف
چوں بشتید عثمان از دایں سخن
چنیں داد پاسخ بہ آل ابرمن
کہ طواف حرم بے رسول خدا
نباشد کہ برپروانش روا

اعتراف شیعہ مرزا احمد علی امرتسری : کیا ان عبارتوں سے ان کا ایمان دار ہونا ثابت ہوتا ہے
ہرگز نہیں دیکھو تمہاری کتاب مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابو بکر نے کہا کہ میں منافق ہوں اور ایسا ہی عمر صاحب نے کہا
کہ میں منافق ہوں دیکھو میزان الاعتدال فتح ہے مدعی سست گواہ سست۔

جواب از ملتانی : بے ثباتی ہے دیکھائی حسن بے ناموس کو : پائیداری کم دیکھائی شمع بے فانوس کو
میرے محاسب صاحب جی کہا خوب ہوتا کہ اب حسد و حسد کو چھوڑ کر الفضاوت سے کام لیتے اور کھارات انت
الصدیق و قطب و مشاہدہ المسلمین وغیرہ کو دیکھتے تو الفضاوت کا خولہ نہ کرتے اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
نے جب کیفیت روئے اور غناک ہوئے کی حضرت منطلقہ سے سنی تو فرمایا ایسا حال مجھ پر بھی واقع ہو جاتا ہے
کہ جب آپ کے پاس بیٹے ہیں اور وعظ سنتے ہیں تو تمام امور دنیاوی کے بھول جاتے ہیں پس یہاں سے اتفاق
یعنی بے دینی کے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ یہاں سے مراد تبدیلیِ حالت کے ہیں جو طالبِ مولیٰ کی کمالت و
ساکینت پر وال ہیں اور اصطلاح صوفیہ میں اسکو قبض و بسط کہا کرتے ہیں جس سے آپ کو ناواقفی ہے۔ اگر
یہاں تمہارے خیال کردہ معنی نے جا میں تو اعتراض لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آیۃ جابداً الکفار

والمناقین پر عمل کر کے کیوں نہ لوگوں کو دکھایا۔ اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تم نے طعن کیا ہے وہ بھی غلط اسکا کوئی اصل نہیں کیونکہ اسکا راوی زید بن وہب سے جو قابل اعتبار نہیں فی حدیثہ خلل کثیر وقت ختم۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

دلیل ۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ سورہ توبہ رکوع ۶ پاؤں ۳۔ اسے نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقوں سے اور سختی کر اور پران کے اور جگہ رہنے ان کے کی دوزخ ہے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی۔

دلیل ۲۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَفِتْلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ط پارہ ۲ پاؤں ۲ ترجمہ۔ اور لڑو ان سے جہاں تک کفر نہ رہے کفر اور ہو سے دین واسطے اللہ کے۔

دلیل ۳۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى لَنْ يَنْفَعَكَ يَهُودُكُمْ لَا يُجَاوِزُونَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ط مَلْعُونِينَ أَيْسَرَ اتَّخَذُوا قَتْلُوا النَّفِثِينَ ط پارہ ۲۲ پاؤں اول سورہ احزاب۔

دلیل ۴۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَيَشْتَكُوا إِلَيْكُمْ وَإِنَّ كُفْرًا مِنْ أُولَئِكَ لَا تُصَدِّقُونَ ط سورہ ہود پارہ ۱۲۔

دلیل ۵۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَقْعُدُوا عَدَا الَّذِ كَرِمَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ط سورہ النعام پاؤں ۳ پارہ ۷ رکوع ۱۳

دلیل ۶۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ لَدُنِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَوْمَئِذٍ عِبَادِي الْأَخِلَّيْنِ سورہ انبیاء۔

دلیل ۷۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

۱۔ البتہ اگر نہ باز رہیں گے منافق اور کافر تو کچھ دنوں انکے بیماری ہے اور بد خبری اسنے واسنے پچ شہر کے البتہ پیچے رگا دیکھے ہم تمکو ان کے پھر نہ ہمسایہ رہیں گے غیر سے پچ اسکے مگر تموڑے دنوں لعنت مارے جہاں پاسے جاویں پکڑے جاویں اور کئے جاویں۔ ۲۔ اور مت جھکھو طرف ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے ہیں پس لگے تو آگ اور نہیں واسطے تمہارے سوا اللہ کے کوئی دوست پھر نہیں مدد دینے جاؤ گے۔ ۳۔ پس مت بیٹھو پیچے یاد کرنے کے ساتھ قوم ظالموں کے۔ ۴۔ البتہ تحقیق لکھیا ہے ہم نے پچ زبور کے پیچے ذکر کے یہ کہ زمین کے وارث ہونگے اسکے بندے پیرے صالح۔ ۵۔ اسے نبی دُر اگر اللہ سے اور مت کہنا مان کافروں کا اور منافقوں کا تحقیق اللہ ہے جانتے والا حکمت والا۔

حکیم سیدہ احزاب پارہ ۲۱۔

دلائل از کتب شیعہ

دلیل ۱: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَبَقَكُمْ أَبُو تَكْرٍ بِصَوْمَةٍ صَلَوَةٍ

وَلَكِنْ بَشِيٍّ وَقِيَّتِي صَدْرِيَّكَ از سلمان فارسی نقل از مجالس المومنین ص ۸۸ مطبوعہ ابرائی

دلیل ۲: الَّذِي جَاءَ بِالْصِدْقِ وَصَدَقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ قِيلَ الَّذِي جَاءَ

بِالصِّدْقِ رَسُولُ اللَّهِ وَصَدَقَ بِهِ أَبُو تَكْرٍ نقل از تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲ سورہ زمر سطر ۲۵ مطبوعہ ایران

پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بکے سے ایمانداستے ورنہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام خاندان اہلبیت نے ان سے کس نے جہاد نہ کیا بلکہ

بجائے جہاد کے ان کے ساتھ برتتاؤ نہایت اعلیٰ طریق پر کئے اور تبرکات ان کے اسماء مبارک پر اپنی اولاد

کے نام رکھے کسی کا نام ابو بکر کسی کا نام عمر کسی کا نام عثمان اور یہ فرزند حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہیں جو امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے اور کیا کوئی شخص دشمن کے نام پر بھی اپنی اولاد کے نام

بعد از ظہور عداوت رکھ سکتا ہے جواب دو۔ اور علاوہ اسکے حضرت آقائے نامدار احمد کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے کس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک رٹکی کے انتقال کے بعد دوسری رٹکی کا بھی نکاح

کر دیا اور حضرت عثمان کو خطاب ذوالنورین کا بخش دیا دیکھو بیچ البلاغت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے

اپنی دختر ام کلثوم کا نکاح حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ کر دیا کیا کوئی شخص دنیا میں اکل ایماندا ہو کر بعد از نزول

آیت ولا تنکحوا المشركات کے کسی کافر یا منافق کو رٹکی دے سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں کہ مرزا صاحب جی ایمان

سے کہو تم ایسا کر سکتے ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مرزا صاحب ان آیات کو سامنے رکھ کر جواب

دو یا یٰہا النبی جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ - وَ قَاتِلْهُمْ حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ لِلدِّينِ لِلَّهِ

وَلِقَوْلِهِ تَعَالَى لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ اگر وہ بقول تمہارے

نمود باللہ منافق تھے تو آپ کی ذات کے پڑوسی ہمیشہ کے لئے کیوں رہے کیا یہ قرآن مجید کا دعویٰ غلط ہے

کہ مدینہ میں آپ کے ہمسایہ منافق لوگ ہمیشہ کے لئے نہ رہیں گے لہٰذا لَا يَجَاءُ دُونَكَ إِلَّا قَلِيلًا۔

اعتراف شیعہ مرزا احمد علی۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ ہماری کتابوں سے یہ سب رشتہ داریاں ثابت

کر و جنوب کی صرف ایک لڑکی تھی اور ام کلثوم حضرت ابو بکر کی لڑکی تھی جو علی مشکل کشا نے پانی تھی۔ جواب
از ملتانی۔ اچھا مزاجی اپنے منہ کی مانگی مراد لیجئے۔ وہو ہذا۔

ثبوت ۱۔ بِتَقْوَاهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّزَوْجِكَ ذَنبٌ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ سورہ احزاب
پارہ ۲۲۔

ثبوت ۲۔ وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةً وَهِيَ ابْنُ بَضْعٍ وَعَشْرِينَ سَنَةً فَوَلَدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْشَرِ
الْعَاسِمِ وَرَقِيَّةً وَذِينَبَ وَامَّ كَلْثُومَ وَوَلَدَ لَهَا بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبَ وَالطَّاهِرَ وَفَاطِمَةَ
عَلَيْهَا السَّلَامُ نقل از اصول کافی صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ نوکسور۔

ثبوت ۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَقِيَّةٍ بِنْتِ بَنِيكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى اُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ بَنِيكَ
نقل از تحفۃ العوام صفحہ ۱۰۵۔ از کتاب حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ و ۵۵۹ مطبوعہ نوکسور۔

ثبوت ۴۔ وَقَدْ اسْتَفْرَدْنِي فِي بَيْتِكَ وَبَيْنَهُمُ وَاللّٰهُ مَا اَدْرِى مَا اَقُولُ لَكَ مَا اَعْرِفُ
شَيْئًا تَجْهَلُهُ وَلَا اَدْلِكَ عَلَى شَيْءٍ لَا تَعْرِفُهُ اِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا فَعَلْنَا مَا سَبَقْنَاكَ اِلَى شَيْءٍ
فَخَبَّرَكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ تَنْبِغُكَ وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا
وَصَجَّيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ كَمَا صَجَّيْنَا وَمَا بَنُ اَبِي قُحَّانَةَ وَلَا ابْنُ عَمْرٍَا لَخَطَّابِ اَوَّلِيْ يَعْصِلُ
الْحَقِّ مِنْكَ وَاَنْتَ اقْرَبُ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم وَشِجَّةٌ رَّحِمَ مِنْهَا
وَقَدْ بَلَّغْتَ مِنْ حَبْرَةٍ مَا لَمْ يَتَلَّهِ اَوْ رَاكَ تَحْتَ يَدِ عَلَامَةِ ابْنِ حَبْرِيٍّ لَكُنَّ يَدِي وَاقَامَ فَيْضُكَ
عَلَيْهَا فِي الصَّهْرَةِ ثُمَّ تَزَوَّجَ ابْنَتِي رَسُولُ اللّٰهِ رَقِيَّةً وَامَّ كَلْثُومَ تَوَفَّيْتُ الْاَوَّلَى فَرَزَقَهُ
النَّبِيَّ بِالثَّانِيَةِ وَلِذَا اسْتَبْتِي ذِ النُّزَيْنِ۔ صفحہ ۲۷۴ بیچ البلاغت جلد اول۔

ثبوت ۵۔ لَمْ يَنَاتِ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ اَرُبِعُ فَقَالَ اَيْشَهُنَّ اَفْضَلُ فَقَالَ فَاطِمَةُ نَعْلُ اَز
اخبار ماتم صفحہ ۸۵ مطبوعہ رام پور۔

ثبوت ۶۔ پسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از حدیث متولد
شدند قائم و طاہر و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ را حضرت امیر المؤمنین تزویج نمود و تزویج
یعنی اسے بنی فرادیجے اپنی بیٹیوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنہ عورتوں کو۔ ۱۔ زینب کا نکاح ابوالعاس ابن ابو
ہب سے ہوا تھا وہ مدینہ طریف سال ہجرت میں انتقال کر گئیں اور ابوالعاس بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو حیات
القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۱۹، باب ۵۱۔

کر دیا ابوالعاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب داد بعثمان بن عفان وام کلثوم را و پیش از آنکہ بخاندان برود
برحمت الہی واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را با تزویج نمود چوں ببنگ بدر رفتند حضرت رسول خدا
رقیہ را با تزویج نمود۔ اور صفحہ ۱۹، جلد ۲ حیات القلوب میں ہے دور مدینہ عثمان اور تزویج نمود و عبداللہ
از او بوجو آمد و در کودکی مرد و رقیہ در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد۔ در ہنگامے کہ جنگ بدر رود و سوم
ام کلثوم و اورا نیز عثمان بعد از رقیہ تزویج نمود۔ و گویند کہ در سال ہفتم در ہجرت برحمت ایزدی واصل شد
نقل از حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۸ و ۱۹ مطبوعہ نو کشور باب ۱۵۔ اور کتاب شیعہ نبات خلود و تذکرہ
الائمہ وغیرہ کتب شیعہ معتبرہ میں بھی ایسا ہی مسطور ہے۔

ثبوت ۱۷: دیگر پر سید کہ پڑا آنحضرت، دختر خود را لعمر بن الخطاب داد گفت بواسطہ آنکہ شہادتین
میں بود و اقرار بفضل حضرت امیر میگردد و نقل از مجالس المومنین مطبوعہ ایران صفحہ ۱۸۸ سطر ۴۔

ثبوت ۱۸: پر ہے کہ محمد بن جعفر بعد از فوت عمر ابن خطاب بشرف مہمانہرست حضرت امیر المومنین
علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام مشرف گشتہ وام کلثوم را کہ با عدم کفایت ازوے اکراہ در حوالہ عمر بود تزویج
نمود۔ نقل از مجالس المومنین مطبوعہ ایرانی صفحہ ۸۳ و کتاب فروع کافی کلینی صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۲ جلد دوم۔

ثبوت ۱۹: عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ امْرَأَةٍ
تَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا ابْنٌ تَعْتَدُّ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا أَوْ شَاءَتْ ثُمَّ قَالَ بَلْ حَيْثُ شَاءَتْ قَالَ
إِنْ عَلِيًّا صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَمَّا مَاتَ عُمَرَاؤُا أَمَرَ كَلْثُومَ فَأَخَذَ بِجِدِّهَا فَأَنطَلَقَ بِهَا إِلَى
بَيْتِهِ نقل از فروع کافی کتاب الطلاق جلد ۲۔

ثبوت ۲۰: بنی دختر عثمان داد و لے دختر بفرستاد۔ مجالس المومنین۔

ثبوت ۲۱: عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَاتَتْ أُمُّ كَلْثُومَ بِبَيْتِ عَلِيٍّ وَابْنُهَا ذَيْدُ بْنُ عُمَرَ
ابْنُ الْخَطَّابِ فِي سَاعَةِ وَاحِدَةٍ كَتَابَ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ صَفْحَةُ ۳۸۰۔

ثبوت ۲۲: کتاب النکاح شرائع الاسلام میں ہے زوج علی بن ابی طالب ام کلثوم من عمر عن و زارة
عن ابی عبد اللہ السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فوج عصناة۔ نقل از فروع
کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔

۱۔ مضمون رشتہ داری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعلی کرم اللہ وجہہ۔

الحاصل در میرے مخاطب مرزا جی صاحب اتی تو تسلی ہوئی یا نہیں۔

جواب شیعہ مرزا احمد علی۔ یہ سب واقعات ہماری کتابوں میں جو درج ہیں ان میں کلام ہے دیکھو تمہارا عبیدہ نائی یوں کہتا ہے۔ پس اتنا ہی کہنا تھا تو جلسہ میں بے عینی شروع ہو گئی۔ اور صاحب صدر مولوی حافظ محمد شفیع مناظر اول نے کہہ دیا کہ اب میں جلسہ بند کرتا ہوں اور صدارت کو چھوڑتا ہوں کیونکہ اب شیعہ صاحب اپنی عداوت قیدی مبارکہ پر اتر آئے ہیں اور ہم مسلمان ذمہ وار ہیں۔

خادم شریعت۔ ہاں سوس مرزا صاحب اگر ناموں کے معنی پر اعتراض ہے تو صلوات اور جعفر کے معنی بیان کرو۔ پس اتنا ہی تھا کہ نعرہ تکبیر کی آواز شروع ہو گئی۔ اور جلوس اور خادم شریعت با آبرو و وقار ظفر ال سے وزیر آباد پہنچا۔

ثبوت خلافت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اگر خلافت صحابہ ثلاثہ پر گفتگو کرنی ہو تو یہ دلائل مناظر شیعہ کے پیش کر دیں اور یہ دلیلیں پیش کر کے متعین کریں۔ وہ ہوندا۔

دلیل ۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا مَا يُعْبُدُونَ إِنِّي لَأُشِيرُكَونَ فِي شَيْءٍ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ النَّاسُ الْمُنْفَرُونَ ۝ سوره نیر پارہ ۱۸ پاؤ ۴۔

دلیل ۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا طِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا رَسُولَ دَاوِلِ الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۝ پارہ ۵۔

دلیل ۳۔ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا عَمِلْنَا خَيْرًا وَأَلْفَى لِلَّذِينَ آمَنُوا دَرَجَاتٍ ۝ پارہ ۱۸ پاؤ ۴۔

سہ مولوی محمد شفیع صاحب نے یہ ثابت کیا تھا کہ شیعوں کے اس فرق میں جو دو پہر مرزا ایمان نہیں ہو سکتا اور نہ ہی سب سے دلیل کا ترجمہ :- وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے پس تم میں سے اور کام کیے ہیں اچھے البتہ خلیفہ کرے گا انکو پہلے زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے ان کے دین لان کہ جو پسند کرے واسطے ان کے اور البتہ دیکھا ان کو پیچھے ڈالنے کے امن عبادت کریں گے میری نہیں شریک لادیں گے ساتھ میرے کچھ اور جو کوئی کفر کرے پیچھے اسکے پس یہ لوگ وہی فاسق ہیں ۱۔ ۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم ہر روز

يُرَدُّ وَإِنَّمَا الشُّورَىٰ بِلَمَّهَا جَرِينٌ وَالْأَنْصَارِ فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ رَجُلٍ وَاسْتَوْكَا أَمَامًا كَانَ
ذَلِكَ لِلَّهِ رِضَىٰ وَإِنَّمَا اس خطبہ ممدوح سے صاف صاف ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ خلافت کیسی صحابہ
مہاجرین و انصار سے قائم ہوئی اور ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی از حد پسندیدہ ہوا بلکہ جس نے
اس کیسی یعنی شورے سے کسی طرح انکار کیا وہ عند اللہ و عند الناس مستوجب سزا قتل و جہنم کے ٹھہرا۔
لَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا يَبَيِّنُ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ
قَوْلُهُ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ پس یہ بے سزا منکر حکم امرہم شوروی کی۔
اعتراف شیعہ۔ جناب خلافت تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مولا مشکل کا حق تھا اور اللہ تعالیٰ
نے ان سے ہی وعدہ کیا تھا اور وہی حقدار تھے اور رشتہ میں قریب تھے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے
جبراً چھین لی۔

جواب از ملتانی۔ واہ جی واہ آپ کے نزدیک تو نعوذ باللہ خداوند کریم بھی وعدہ خلافت کی عادت
رکھتا ہے اور اپنے حکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلُفُ الْوَعْدَ کو بھی یاد نہیں رکھتا اور حکم يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَنَحْنُ
لِنَايُودُ سے بھی عاجز ہوا اَوْ حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور معترض یاد رکھنا فَعَلُ الْحَكِيمِ
لَوْ يَخْلُوْا غَيْرَ الْحِكْمَةِ۔

اور اگر خلافت رشتہ داری کے قریب پر ہوتی تو حضرت عباس چچا حقیقی آپ کے ہاں بہت
قریبی تھے حقدار ہوتے اور افسوس کہ اگر مناظر صاحب اپنے مذہب کی کتابوں کو ملاحظہ کرتے تو اس
امر کے دس کے درپے نہ ہوتے۔ خیر تو ہم اس کا فیصلہ آپ کے مذہب کی کتابوں سے دکھا دیتے
ہیں۔ ہو ہوا۔

دلیل۔ اِذَا سَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيثًا اس آیت کے ذیل تفسیر مجمع البیان
صفحہ ۳۳ جلد ۲ میں باری طور لکھا ہے۔

رَوَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَلَا يَوْمًا لِعَالِيَشَةَ مَعَ جَارِيَةٍ الْقُبَيْطِيَّةِ فَوَقَفَتْ
حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا عَلَىٰ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۳۔ اور جو کوئی بر خلافت کرے رسول کے پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوئی واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ
مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بری ہے جگہ پھر جانچی۔

لَا تَعْلَى عَائِشَةُ بِذَلِكَ لَوْ حَرَمَ مَارِيَّةَ عَلَى نَفْسِهِ وَلَمَّا حَرَمَ مَارِيَّةَ أَخْبَرَ حَفْصَةَ أَنَّهَا
يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِ الْبُيُوتِ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

دلیل ۵ :- فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ بِلِي الْخِلَافَةِ بَعْدِي ثُمَّ بَعْدَ الْبُيُوتِ فَقَامَتْ مِنْ ابْنَاتِ هَذَا
تَقْلُ الزَّيْنَبِ قَتْمِي تَحْتِي خُورِدَتْ آيَةُ وَإِذَا اسْرَ الْبَنِي ص ۴۸۶.

دلیل ۶ :- وَبَقِيَ عِنْدَ الْعَبَّاسِ وَالْفَضْلُ وَعَلِيٌّ وَأَهْلُ بَيْتِهِ خَاصَّةً فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ يَكُنْ هَذَا الْأَمْرُ فِينَا مُسْتَقِرًّا مِنْ بَعْدِكَ فَتَبَشِّرُنَا وَكُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّا لَنُغْلِبُ
عَلَيْهِ قَادِرِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ الْمُسْتَضْعِفُونَ. اور اسی کتاب
اخبار تام صفحہ ۶۱ پر ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولُ اللَّهِ
تَقَبَّلْ وَصِيَّتِي وَتَسْتَعْرِجْ عِدَّتِي وَتَقْضِي دَيْنِي فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَمَّكَ شَيْخٌ كَبِيرٌ
وَذُو عِيَالٍ كَثِيرٌ فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ فَقَالَ يَا أَخِي تَقَبَّلْ وَصِيَّتِي.

اور اس کا خلاصہ کتاب جلاء البیون صفحہ ۶۹ و ۷۰ مطبوعہ لکھنؤ میں ہوں مسطور ہے کہ شیخ مفید نے

روایت کی ہے کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا اور سب چلے گئے عباس اور ان کے بیٹے فضل اور علی
بن ابی طالب علیہ السلام اور اہلبیت مخصوص نزدیک حضرت رسالت کے رہ گئے عباس نے کہا یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا پس ہم کو بشارت دیجئے کہ شاد ہوں
اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پرستم کریں گے اور ہم سے خلافت غصب کریں گے پس آپ نے صحابہ
سے ہماری سفارش کیجئے حضرت نے فرمایا کہ تم کو بعد میرے صنعت کر دیں گے اور تم پر غالب ہونگے
حضرت نے چیم مبارک کھول کر فرمایا کہ عم رسول خدا میری وصیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول
کر دو اور میری میراث اور میرا دین ادا کر دو اور میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھ بڑی کرو۔ عباس نے

دلیل ۷ کا ترجمہ تفہیمۃ البیان مطبوعہ غنی دہلی جلد ۲ ذیل آیتہ وَاِذَا اسْرَ الْبَنِي کے یوں لکھا ہے کہ رسول خدا نے ماریہ
کو اپنے پر حرام کیا اور حضرت حفصہ کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ ایک لڑکے
میرا اور میرے تیرے درمیان کھڑا ہو کہ میرے پیچھے ابو بکر اور عمر باپ تیرا مالک اس امت کے
ہونگے اور بادشاہی کریں گے اور ان کے بعد حضرت عثمان عورت کریں گے۔ حفصہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی اور دونوں
راز حضرت کے ساتھ کو جا کر کہہ دیئے۔ خدا تعالیٰ اس پر یہ آیت ازل کی وَاِذَا اسْرَ الْبَنِي الی بعض از واجہ حدیث مسودہ

کہا یا رسول اللہ میں پیر مرد عیالدار ہوں۔ معاف فرمائیے۔ پس آپ نے امیر سے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا اے علی تم میری میرات لو کہ تم سے مخصوص ہے اور کسی کو تم سے اس میں نزاع نہیں۔ میری وصیت کو قبول کرو اور میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور میرے قرض کو ادا کرو الخ۔

پس ان دلائل شیعہ سے خم غدیر کا خود بخود قصہ بنا دینی کا ستیاناس ہو گیا ہے ورنہ اہلبیت بوقت انتقال آپ سے خلافت کا سوال کیوں کرتے :- خادم شریعت عفی عنہ ولکاتبہ۔
دلیل ۷: کتاب حیات القلوب جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ۔

بند معتبر حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول شبے در مسجد ماند چوں نزدیک صبح شد حضرت امیر المومنین داخل مسجد شد پس حضرت رسول اور اندا کرد کہ یا علی گفت بسبب فرمود یا بسوئے من چوں نزدیک شد حضرت فرمود یا علی تمام این شب تو دیدی در این جا بسر آوردم و ہزار حاجت خود را از خدا سوال کردم و ہمہ را بر آورد و مثل آنہا را نیز از برائے تو سوال کردم و باز ہمہ را عطا کرد و سوال کردم از برائے تو کہ ہمہ امت را مجتمع گرداند بر امامت تو کہ ہمہ اقرار کنند بخلافت تو و ترا متابعت کنند قبول نکرد و این آیات را فرستاد **اَللّٰہُمَّ اَحْبِبْ النَّاسَ تَاْخِرَآیَاتٍ**۔

تنقیح: ہمیں ان عبارات کتب شیعہ سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اول حق اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم ہی تھا ورنہ پیشتر انتقال خود نبی علیہ السلام ان کا نام لے لے کر اپنی بیبیوں کو ان کی خلافت کی خوشخبری نہ دیتے اور حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام لوگوں کا نہ بناتے۔ چنانچہ مجالس المومنین میں ہے۔ اور اگر آپ نے خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خم غدیر میں دی تھی تو حضرت عباس چچا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لئے بوقت انتقال کس لئے زور دیا کہ تم اس بوجھ کو بعد میرے برداشت کرو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیوں بلا کر کہا اے علی میں نے آج رات ہزار بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی سب قبول ہوئیں لیکن تیری خلافت کے لئے بھی کئی بار عرض کیا گیا مگر نہ منظور ہوا کہ وہ اس محل میں ضعیف ہیں۔ اب میرے مخاطب شیعہ صاحب سنا اور دیکھا کہ کہیں ان روایات کو تقیہ کی آڑ میں دبا کر انصاف کا خون نہ کر دیں فقط :-
نوٹ: ناظرین شائقین کو واضح رہے کہ باقی مسائل و اعتراضات شیعہ کی کتاب حقیقت مذہب شیعہ ہر چہار جلد میں ملاحظہ کریں۔

کیفیت مناظرہ مابین حنفی و ہابی موضع آوان علاقہ پور پٹنہ ۵ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

زیر صدارت چوہدری فضل محمد انور میری مجسٹریٹ

اعتراض و ہابی نجدی ایڈیٹر اخبار محمدی۔
ملتان صا حب و تقلید شخصی کا واجب ہونا ثابت کریں۔
جواب ملتانی :- ہاں جی لیجئے اور غور سے سنئے۔

دلیل ۱ :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالشَّٰقِقُوْنَ اِلَّا وَاَلُوْنَ مِنَ الْمُهْجَرِ وَاِلَّا نَصَارَ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ یَاْخْسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ پارہ ۱۱۔

دلیل ۲ :- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاَدِیْ الْاَمْرِ مِنْكُمْ پارہ ۴۔
دلیل ۳ :- وَاُولَٔا فَضَّلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ وَنَحْمَتُهُ لَهٗ تَبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ سورۃ النساء پارہ ۵۔

دلیل ۴ :- اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ فَاسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔

دلیل ۵ و ۶ :- اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهَیْمَ حَنِیْفًا ۝

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اَبٰی اِبْرٰهَیْمَ وَاِسْحٰقَ وَاِیْحٰقَ ۝ سورۃ یوسف۔

دلیل ۷ :- یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ تَدْعُنِیْ اِلَیْ مِلَّةِ الْاٰثِلِ فَاَتَّبِعِیْ اِهْدِکَ صِرَاطًا

سَوِیًّا ۝ سورہ مریم پارہ ۱۶۔

ما شبیہ صفحہ ۴۴۳ : امام غائب نبی و نائب نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیرا کہ مذہب نام است کہ بعض امتیاز را اور ہم شریعت کشادہ شود۔ بقول خود چند قاعدہ قرار دہند۔ کہ موافق آل قوا عداستہ مسائل شریعہ از ما خدائے مائند صفحہ ۲، تحفہ اثنا عشریہ کید ۲۵۔

دلیل ۷ :- لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ نَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ
الْمُتَّقُونَ ۝ سورة انبیاء۔

دلیل ۸ :- لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ كُلُّ أَنَاثٍ بِأُمِّهَا مِهْمٌ ۝ سورہ بنی اسرائیل۔

دلیل ۹ :- لِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْأَوَّلَى النَّاسِ بِأَبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَوْا وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَاللَّامُومِنِينَ ۝ سورہ آل عمران پارہ ۳۔

دلیل ۱۰ :- لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَفُصِّلْ لَهُ جَهَنَّمَ مِثْلَ مِصْبَا

تنقیح

ان آیات بنیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مہاجرین و انصار اور ان کے متبعین کی تقلید یعنی
پیروی کرتا ہے وہ قطعی جنتی اور فوزاً عظیمہ کے مصداق ہے اور اگر کہ دین کی اطاعت عین اطاعت نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ہے اور اطاعت آپکی عین اطاعت خداوند کریم لایزال کی ہے اور اسے الامرو لیستنبطو سے
مراد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں اور یہی اصح مذہب ہے۔

اور تقلید شخصی وہ چیز ہے کہ جس کے سوا دین و دنیا کا نظام قائم رہ ہی نہیں سکتا اور تقلید شخصی تو صاحب
آیت اتباع سبیل من اذاب انی نأمنوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۝ اپنا وجوب ثابت
کر رہی ہیں اور بلند آواز سے کہہ رہی ہیں کہ جو شخص بھی کسی نیک بندے کی پیروی کرے گا وہ ضرور جنت
میں جائے گا۔ اس آیت میں کسی صاحب منصب کا نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ وہ تقلید ہے جس سے ہمارے
سردار سلطان الانبیاء و محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود زیر حکم خداوند کریم ہو کر اتباع ملۃ ابراہیم
حنیفہ کا خطاب حاصل کیا اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی حکم کے زیر چلے اور حسب قدر سلطنتیں اسلامی
عالم دنیا میں ہوتی ہیں سب کی سب حلقہ تقلید میں رہی ہیں اور بدور محشر و نشر بھی اعمال صالحات و سیئات
کا موازنہ بھی تقلید شخصی پر ہو گا اور اب تک کسی شخص نے تقلید شخصی سے انکار نہیں کیا اور جس نے کیا وہ
ایندھن جہنم ٹھہرا۔

صدر صاحب

مولوی صاحب آپ کا دست ختم۔

اعتراض و جوابی

ان آیات کو ہم مانتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کو ہم عین ایمان سمجھتے ہیں۔

ملتانی صاحب: اول تو تقلید کے معنی بتائیں اور غیر نبی کی تقلید کا ثبوت دیں میں ماننے کے لئے تیار ہوں

جواب از ملتانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَقْتَدُوا

بِالَّذِیْنَ مِنْ لَعْدِیْ اَبُو ثَلَّوْہٍ وَعُمَرُو۔ نقل از ترمذی و مشکوٰۃ۔

عَنْ حُذَیْفَةَ الْیَمَانِ اَقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ اَبِیْ ثَلَّوْہٍ وَعُمَرُو۔ مشکوٰۃ فصل ثانی مناقب ابوبکر الصدیق

وعمر رضی اللہ عنہما۔

فَعَلِیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُهَدِیْنَ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَصْحَابِیْ کَانَجُوْمٍ بِاَیْہِمَّ اِقْتَدِیْتُمُ اهْتَدِیْتُمُ

نقل از مشکوٰۃ مناقب اصحابہ فصل ۳۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ مَنْ اَنَاکُمْ وَاَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی

رَجُلٍ وَّاحِدٍ یُّوْیْدُ اَنْ لِّیْشُقَّ عَصَا کُمْ اَوْ یَفْرِقَ جَمْعَکُمْ فَاَقْتُلُوْکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ جلد ۲ ص ۱۲۸

و مشکوٰۃ باب امارت۔

مَا ذَکَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَمَضَّ عَلٰی اِثْمَاقِ اَہْلِ الْعِلْمِ وَاَجْمَعَ عَلَیْہِ الْحَرَمَ

مَلَّةً وَّالْمَدِیْنَةَ وَاَمَّا کَانَ یُہَامِنُ مَشَآہِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَاَلِہَا جَبْرِیْنَ وَاَلِہَا نَصَارَ

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ تقلید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مسلمان پر واجب ہے

اور حضرت ابوبکر الصدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہرگز نبی نہ تھے اور

نہ ہی انہوں نے کبھی دعویٰ نبوت کا کیا ہے اور علاوہ اسکے ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص بھی کسی صحابی کی

پیروی کرے گا وہ ضرور جنت میں جائے گا اور نیز حکم ہوتا ہے کہ تم اتباع علمائے مکہ اور مدینہ کی کرنی

ہو گی اور اسی پر اجماع ہو چکا ہے۔ اور جو شخص کسی امام کی تقلید سے روکے اور اس سے اسکو ہٹا دے

تو وہ شخص مستوجب سزا و قتل کے ہوگا۔

اور تقلید کے معنی اتباع و پیروی کے ہیں چنانچہ ذیل کی عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے وہو ہذا۔

عہ اور تقلید کے معنی جواز پیروی کرنے کے ہیں ۱۲۔

أَتَقْلِيدُ اتِّبَاعِ الرَّجُلِ غَيْرَهُ فِيمَا سَمِعَهُ يَقُولُ أَوْ فِعْلَهُ عَلَى زَعْمِ أَنَّهُ لِحَقِّ بِلَا تَقْدِيرٍ
فِي الدَّلِيلِ بَابُ مَتَابَعَةِ اصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ مَعْنَى مَتَابَعَةِ

آؤز صدر صاحب ! ملتان صاحب : وقتت ختم۔

مولوی اہلحدیث صاحب : فرمایا کہ اصحاب تو اتباع یعنی تقلید غیر انبیاء کی ثابت ہوئی یا نہ ہوئی۔
اب تو مان لیجئے۔

جناب من ! مانتا ہوں۔ صدر صاحب : اچھا اگر تم مانتے ہو تو دستخط کر دیجئے۔ (اہلحدیث)
میں دستخط ہرگز نہ کروں گا۔ میں تو دہلی کا رہنے والا ہوں۔ اور ایڈیٹر اخبار محمدی کا ہوں۔ اور امام صاحب کوئی
صحابی تو نہیں تھے۔

ملتان : ہاں ! بیشک صحابی تو نہیں۔ لیکن تابعی ہونے میں بھی شک نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا کہ جو شخص ایمان سے مجھ کو دیکھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور
امام صاحب نے کئی صحابہ کو دیکھا اور عین العلم شرح زین الحلم میں لکھا ہے کہ جو شخص امام صاحب کی
اتباع کرے گا وہ ضرور جنتی ہوگا۔

وَعَانَ يَقُولُ كُلُّ اللَّيْلِ سَمِعَ هَاتِمًا فِي الْكُفَّةِ أَنْ يَا أَبَا حَنِيفَةَ خَلَسْتُ خَدْمَتِي
وَاحْسَنْتَ مَعْرِفَتِي فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ اتَّبَعَكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ ثَقَلُ الزَّيْنِ الْعَلَمِ
شرح زین الحلم لا علی قاری صفحہ ۱۸۰ یعنی وَكَانَ عَلَى مَنْ هَبَّتْ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ۔

اعتراف و ہابی : جو کہ ملتان صاحب کہہ رہے ہیں سب غلط ہے یہ تقلید دوسری صدی سے چلی ہے

ملہ نوٹ : امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ بدعائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہر کوفہ میں جب کہ آپ کے والد نعمان بن
ثابت کی عمر ۱۴ سال کی تھی پیدا ہوئے اس شجرہ سے منسلک ہوئے اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان
اور بعض نے یوں لکھا ہے۔ نعمان بن ثابت بن زوطی اصل نام طاووس بن عجل بن زید بن راشد انصاری۔ امام صاحب
نے حضرت انس جن کی عمر ۹۳ سال اور سبیل بن سعد جن کی عمر ۹۰ سال اور ابو الطفیل بن عامر بن واثلہ جن کا انتقال
یکصد ہجری میں ہوا۔ پس ان کی اور چند اصحابیہ کی امام ممدوح نے آغاز جوانی میں ملاقات فرمائی اور پچھے تابعی ہونے
اور اس حدیث صحیح کے مصداق ہوئے۔

لَوْ تَحَسَّ النَّاسُ زَانِيًا أَوْ رَايَ مِنْ زَانِيٍّ وَتَرَدَّى وَمَشْهُوَّةٌ مَنَاقِبِ اصْحَابِهِ فَفَعَلَ ۲۔

پہلے اسکا کیں نام و نشان نہ تھا چنانچہ عقد المجید وغیرہ میں ہے۔

جواب از ملتانی :- یہ وہ مذہب نہیں جسکو تو بگاڑ سکے۔ کدھر ہے خیال تیرا اتنی تیری مجال نہیں مولوی صاحب عقد المجید میں تو تقلید شخصی کو مصلحت عظیمہ اور اس سے انکار کنندہ کو مفسد اور خارج از اہلسنت و جماعت سے گناہ ہے۔

اِنَّ فِي الْاَوْخَذِ بِهَذَا الْمَذْهَبِ الْارْبَعَةِ مَصْلِحَةٌ وَفِي الْاِعْتِرَاضِ عَنْهَا كَلِمَاتٌ مُّضِلَّةٌ
كَبِيرَةٌ ط۔

اور صفحہ ۲۳ میں ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ وَلِمَا
اَنْدَرَسَتْ الْمَذَاهِبُ الْحَقُّ هَذَا الْارْبَعَةُ طاق اتباعها اتبا غا لسواد الاعظم
والخروج عنها خروجا عن السواد الاعظم اور واقعی انتظام تقلید شخصی کا پورے طور و دوسری
صدی میں ہوا اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تقلید پہلے نہ تھی جیسا کہ خود شاہ صاحب نے اس مسئلہ پر
بحث کی ہے اور یہ مسئلہ بھی الانصاف کہ صفحہ ۵۹ پر ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ امام بخاری جلیل
کو بھی سوائے تقلید شخصی کے چلہ نہ رہا اور اس فصل الہی سے انکار محال ہے۔

اور تفسیر احمدی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ صحابہ کبار بھی ایک دوسرے کی تقلید کے سوا نہیں
چلتے چلتے تھے۔ وہ ہوندا۔

وَنَاحِيَةُ يَقْلُدُونَ عَنْ مَعَادِيَةِ مَعَ اَنَّ الْحَقَّ كَانَ لَعَلَّيْ فِي نَوْبِهِ وَالتَّابِعِينَ كَانُوا يَقْلُدُونَ
مَنْ حَاجَ مَعَهُ اَنَّهُ كَانَ سُلْطَانًا جَائِرًا۔ اور نیز اسی تفسیر صفحہ ۵۸۶ میں ہے قَدْ وَقَعَ الْاِحْتِجَاجُ
عَلَى اَنَّ اِتِّبَاعَ اِيْمَانٍ يَجُوزُ لِارْبَعَةٍ فَلَا يَجُوزُ اِلَّا اِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَّثَ مُجْتَهِدًا اَللَّهُمَّ اور غنیہ صفحہ ۴۳۹
مطبوعہ اسلامیہ لاہور میں خود حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایں
الفاظ امام احمد حنبل کا مقلد ہونا تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ اِمَامُ الْوَعْدِ اَللّٰهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ الشُّبَّانِيُّ وَاَمَّا تَابِعِيٌّ مَذْهَبُهُ اَضَلُّ وَفَرَعًا
وَحَشْرًا فِي زَمَانِهِ اَلَا اور علاوہ اسکے پیشوا غیر مقلدین و حید الزمان صاحب کے کتاب نزل الابرار
جلد ۱ صفحہ ۷ میں بول لکھا ہے۔

لَا بُدَّ لِلْعَامِيِّ مِنْ تَقْلِيدِ مُجْتَهِدٍ اَوْ مُفْتِيٍّ اور کتاب صراط مستقیم صفحہ ۸۷ فارسی مطبوعہ میرٹھ مترجم

صفحہ ۶ میں مولوی اسماعیل قتیل تمہارے مقتداء بایں الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ دراتباع مذاہب اربعہ کہ تاریخ در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است۔ آواز صدر صاحب۔

مولوی ملتانی صاحب آپ اس مسئلہ کو چھوڑیں۔ نمبر دوم فرقہ ناجیہ پر بحث کریں۔

جواب ملتانی :- اچھا حضرت۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ حَمْدُہٗ وَ تَصْلِیُّ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ حاضرین جلسہ یاد رکھیں کہ ہم ہی لوگ اہلسنت و جماعت فرقہ ناجیہ و مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَسْحَابِیُّ کے مصداق ہیں اور یہ فرقہ و باہیہ غیر مقلدین برگزینہ ناجیہ نہیں بن سکتے کیونکہ ان کے عقائد و مسائل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہیں۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال لانا بیل و گدھے کے خیال سے نہایت بدتر ہے۔ دیکھو کتاب صراط مستقیم ظلمات بعضہا فوق بعد صفحہ ۹۵ مطبوعہ میرٹھ۔

ازوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف بہمت بسوسے شیخ و امسال آل از معظمین گو جناب رسالت تاب باشند بخندیں مرتبہ بدتر از اسحقراق در صورت گاؤ و خراست۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کیا مخاطب ایمان سے کہتے اس میں توہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں پائی جاتی کیا یہ الفاظ حضور کے شان اقدس میں کہنے جائز ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں لانا تو رند ٹی زانیہ و گدھے و بیل سے بدتر ہے تو پھر صاحب تعویذہ الایمان میں صفحہ ۶۰ میں لکھتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت بڑے بھائی جیسے کرنی چاہیے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکز مٹی میں بیٹھنے والے ہیں اور ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا ہو اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں اور محمد بن عبد الوہاب نے نبی کہتا ہے کہ میری لاکھی نبی سے اچھو ہے۔ اور اگر بڑے طاقت ہوتے ہیں ان کے روضے کو بلیا میرٹھ کہ دیتا اور تین کا نام محمد و علی ہیں ان کو کچھ اختیار نہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ اپنی ترک اسلام صفحہ ۳۲ مطبوعہ اندلس صفحہ ۱۹۲ میں لکھتا ہے۔ اگر کوئی بھی توبہ کرے تو وہ نہ بختے تو پچھتے کہ ہمارے ہاں بیٹھے بقاوں سے کہیں بڑے کہ کجوس اور سخت دل ہو گا۔ من عینہ۔ اور ذیل الزمان صاحب غیر مقلد حاشیہ قرآن آیتہ الکرسی پر لکھتے ہیں کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے کہ سی پر پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ کرسی چپہ چپہ کتی ہے اور ذیل الزمان یہ بھی لکھتا ہے کہ صحابہ تا ہر فاسق تھے۔ کتاب نزول الابرار جلد ۳ صفحہ ۱۱ میں ملاحظہ کریں۔

پس کیا ناظرین انصاف فرمائیں گے کہ ایسے لوگ بھی ناجی کہلانے کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں
(آواز صدر وقت ختم)

اعتراف و باجی :- ہم ایسے لوگوں کو نہیں مانتے اور خود احناف کی کتابوں میں ایسے واہی تباہی سے مسائل
ہیں جو بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ یہ میرے سامنے ہدایہ و شامی و قاضی خاں پڑا ہے ان میں لکھا ہے
کہ جو شخص کہ محرمات ابدی کے ساتھ نکاح کر کے وطنی کرے تو اس پر کوئی حد یعنی سزا نہیں اور مشیت زنی کوئے
میں کوئی عیب نہیں وغیرہ وغیرہ۔

جواب از ملتانی :- واہ جی واہ سچ ہے ۔

ہرگز نہ ہوئے مولوی عالیجناب رحم
گوچاٹ بیٹھے ساری سیاہی کتاب کی
مولوی معترض صاحب :- جی یہ کہاں لکھا ہے کہ ماں و بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ یہاں تو
لکھا ہے کہ اگر کسی نالائق نے ایسا کام کیا تو اسکو حد سودرہ یا اسی درہ نہ مارا جائے بلکہ اسکو قتل کیا جائے
چنانچہ اسی عبارت کے ذیل میں باریک نظروں میں دیکھ لیجئے اور جو قاضی خاں و شامی نے مشیت زنی کی نسبت
مطبوعہ شاہجہانی میں محدث صلیو

لکھا ہے وہ محض تمہارے مذہب کا مسئلہ ہے چنانچہ
خاں صاحب دہلی مشیت زنی کو واجب لکھتے ہیں بالجملہ استنزال منی بکث یا بخیرے از جمادات مندوب
است بلکہ گاہے گاہے واجب گرد۔ اور صاحب نزل الابرار جلد ۲ صفحہ ۶۴ نیز اسکو جائز لکھا ہے۔ اور
جلد صفحہ ۶۶ میں اپنی عورت سے کہے یا تھ سے مشیت زنی کروانا جائز باکراہت لکھا ہے اور جلد اول میں لکھا
ہے کہ منی پاک ہے وَالْمَنِي طَاهِرٌ سَوَاءٌ رَطْبًا أَوْ يَابَسًا مَغْبِطٌ أَوْ غَيْرُ مَغْبِطٍ وَغُسْلُهُ أَزْكَى وَأَنَّى
اور اسی کتاب جلد ۲ صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق و فاجر تھے اِنَّ
مِنْ أَصْحَابَةِ مَنْ دَمَوْا سَوْى كَالْوَلِيدِ وَمِثْلُهُ يُقَالُ فِي حَقِّ مَعَادِيَةِ وَعَمْرٍو وَغَيْرِهِمَا وَسَمِ
اور اسی کتاب جلد ۵ صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ کا قول و فعل حجت نہیں اور ایسا ہی ان کے وزیر

و مشیروں کی عدالت غیر معتبر ہے۔
وَأَمَّا الْمَعَادِيَةُ فَلَيْسَ قَوْلُهُ وَفِعْلُهُ حُجَّةً حَيْثُ مَدَّ دَنَتْ عَنْهُ أَقْوَالٌ وَأَفْعَالٌ تَحْتَلُّ

بَعْدَ التَّحْقِيقِ عَمْدُ بَنِي الْعَاصِ وَوَزِيرُ كَا وَمَشِيرُ كَا۔
میرے مخاطب صاحب سنا اور اپنے گھر کا پتہ چلا اور اپنے دھول کا پول کھلا اور دوستی مشین کے چلا

کا علم ہوا۔ ہاں اگر اس سے زیادہ اپنے گھر کی حقیقت کا پتہ لینا ہو تو خادم شریعت کے دفتر سے کتاب سیف
الابرار علی الفت الاشرار منگا کر مطالعہ کریں اور چینی میں پانی ڈال کر خود نہائیں یعنی ڈوب مریں۔ فقط

آواز صمد۔ وقت مناظرہ ختم فیصلہ منصف

ہم نے آج مؤرخہ ۱۸/۱/۱۹۸۰ء بکرمی بوقت بارہ بجے دوپہر موقع مناظرہ فرقہ مقلدین وغیر مقلدین
موضع آفاق تحصیل ہولپتہ ریاست کپور تھلہ باواییگی فرانس خود برائے حفظ امن پہنچ کر فرقہ مقلدین میں سے
سید محی الدین ولد سید نواب شاہ سکھ آواں اور غیر مقلدین میں سے عطا محمد ولد مقبول شاہ سکھ آواں ذمہ
داران مدعو علان مناظرین سے چلکے برائے حفظ امن مبلغ ایک ایک ہزار روپیہ لے کر اجازت مناظرہ
دی۔ قریقین نے برصا مندی خود بخے ثالث و صدر منتخب کیا اور مندرجہ سوالات تحت مباحثہ فریقین
مقرر ہو کر مجلس مناظرہ بعد از نماز مغرب بوقت ۸ بجے شام منعقد ہوئی۔

۱۔ بزمہ فرقہ غیر مقلدین کے اپنے آپ کو فرقہ اہلسنت و جماعت میں انہی کی کتابوں سے داخل
ہونا ثابت کریں گے اور فرقہ مقلدین اہلسنت و جماعت فرقہ غیر مقلدین ہی کی کتابوں سے تردید کریں گے۔
۲۔ بعد فیصلہ مسئلہ اعتقاد یہ سنت غیر اللہ حلال ہے یا حرام پر مباحثہ ہوگا۔
۳۔ بعد ازاں مسجدوں میں غیر اللہ کا ورد جائز ہے یا نہیں زیر مباحثہ آئے گا۔

فرقہ مقلدین اہلسنت و جماعت کی طرف سے مناظر مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتان
وندیر آبادی اور فرقہ غیر مقلدین کی طرف سے مناظر مولوی محمد صاحب دہلوی مندرجہ بالا سوالات پر برائے
مناظرہ کھڑے ہوئے اور مناظرہ شروع ہوا۔ اول مولوی محمد نظام الدین صاحب مناظر اہلسنت و جماعت
نے اعلان مناظرہ کیا۔ اور مناظر صاحب غیر مقلدین سے سوال الفت کا ثبوت طلب کیا لیکن مناظر صاحب
غیر مقلدین اصل مسئلہ سے تجاوز کر کے مسئلہ تقلید پر بوقتے رہے۔ باوجود اصرار کے آپ اصل سوال الفت
کا ثبوت دیں وہ مسئلہ تقلید پر ہی اڑے رہے جس پر مناظر صاحب اہلسنت و جماعت نے مسئلہ تقلید
پر تقریر کی اور تقلید ائمہ مجتہدین کا وجوب قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیا۔ جبکہ مناظر صاحب غیر مقلدین
ادب سلک نے تسلیم کر لیا۔ بعد ازاں اصل مسئلہ سوال الفت پر مناظرہ کا حکم دیا گیا۔ لیکن مناظر صاحب غیر
مقلدین اپنے آپ کو اپنی کتابوں سے اہلسنت و جماعت ہونا ثابت کرنے سے قاصر رہے۔ اور مناظر
صاحب اہلسنت و جماعت نے غیر مقلدین ہی کی کتابوں سے ان کو دائرہ اہلسنت و جماعت سے

خارج ہونا بدلائل قویہ ثابت کر دیا جس پر مناظر صاحب اہلسنت و جماعت نے خوش اسلوبی سے بدلائل قاطعہ جواب دیا۔ مناظر صاحب غیر مقلدین بجائے اسکے کہ وہ اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت ہونا ثابت کرتے فضول نکتہ چینیوں پر اتر آئے جو کہ ہمارے خیال میں مخرب اخلاق و نقص امن کا باب اول تھیں۔ اسلئے مناظرہ بوقت ایک بجے شب بند کر دیا گیا۔ ہم مورخہ ۱۹/ اسوج ۸۸۸ بوقت ۸ بجے صبح بحیثیت ثالث و صدر فیصلہ بخلاف فرقہ غیر مقلدین کے کہ وہ اپنے آپ کو مطابق سوال الف کے اپنی کتابوں سے اہلسنت و جماعت ہونا ثابت نہیں کر سکے بحق اہلسنت و جماعت کو فرقہ غیر مقلدین کو مطابق سوال الف دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ان کی کتابوں سے بدلائل قویہ ثابت کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

بعد ازاں مولوی محمد نظام الدین صاحب مناظر اہلسنت و جماعت نے غیر مقلدین سے مجالست و موانست اور مساجد اہلسنت و جماعت میں ان کے نماز پڑھنے پڑھانے وغیرہ کی ممانعت کی تاکید فرمائی۔ ہم نے علماء صاحبان فریقین کو ۹ بجے صبح رخصت کر کے عام مجمع کو انتشار کا حکم دیا۔ مناظرہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ ۱۹/ اسوج ۸۸۸

دستخط چوہدری فضل محمد خاں آنریری مجسٹریٹ و صدر مجلس مناظرین و غیر مقلدین موضع آواں تحصیل ہولہ

ریاست پٹیالہ۔

سوال :- از جانب مولانا مولوی مسعود صاحب از اہل ضلع سیالکوٹ۔

آجکل فرقہ دہابیہ نے یہ فساد برپا کر رکھا ہے کہ حنفی کہلانا حرام ہے اسکا کوئی ثبوت نہیں البتہ حدیث کہلانا چاہیئے۔ ہذا مہربانی فرما کر اسکا جواب دیں۔ نقطہ۔

۱۔ توبہ نامہ :- میں شہر ابراہیم ولد کریم بخش سائن تلونڈی سیالہ ہل اجنالہ کابوں جو مناظرہ یکم اپریل ۱۹۳۲ء کو مابین فرقہ دہابیہ حنفیہ یا رسول اللہ کے جو از و عدم جواز پر واقع ہوا۔ میں نے اس مناظرہ کو سنا اور حق محمد کو حنفیہ کی زبان سے ثابت ہوا اسب ذریعہ ردائستہ باطل مذہب یعنی فرقہ دہابیہ میں رہنے کو گناہ سمجھتے ہوئے مولانا مولوی محمد نظام الدین صاحب ملتان و مولوی محمد حسین کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں اور اب دہابی مذہب سے ہزار ہوں مجھے حنفی بھائی مذہبی رو سے حنفی شمار کریں اور میرے نزدیک دہابی مذہب ہزار مرتبہ بخود باطل ہے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مولوی صاحبان نے مجھے گمراہ فرقہ کے جال سے نکال دیا ہے۔ تمام حنفی بھائی میرے لئے امت مسلمت الی مذہب حنفی کے دعا فرادیں فقط والسلام۔ گواہ شہرہ نگلی تعلیم خود۔ گواہ محمد حسین مدرس اہل مدرسہ عربیہ نور پور ضلع

جواب: حقیقی کہلانا چاہیے کیونکہ جو حقیقی ہو گا اس میں وصف حقیقی الہی حدیث کی بھی آجاتی ہے اور خداوند کریم نے تمام انسانوں کو ملت حنیف پر ہی پیدا فرمایا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام و اصحابہ کرام و اولیاء عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی ملت و دین و مذہب پر تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے بھی یہی ملت پر پورا قبضہ کیا تو انکی وصف کنیت خود بخود ابو حنیفہ ہو گئی اور اس سے کسی فرد نے انکار نہیں کیا مگر جس پر شیطان لعین نے اپنا تسلط و قبضہ کر لیا اور یہ وہ دین و مذہب و ملت حنیف ہے جسکو خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی عزت و شان سے بیان فرما کر اسکے متبعین کو اَخَوَاتٌ عَلَیْہِمُ وَاَرْھَمُ یَحْزَنُوْنَ کا سرٹیفکیٹ عطا کیا اور مذہب الہی حدیث کا شرعاً کوئی اصل نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی اہل تاریخ نے اسلامی فرقوں میں کسی وصف نیک کے ساتھ فرقہ الہی حدیث گزاری اور حقیقی کہلانا اور حقیقی ہونا تو ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہوندا۔

دلیل ۱: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (پ ۱ ع ۱) حَنِیْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِیْقَةً ۔

دلیل ۲: وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْہُہٗ لِلّٰہِ وَهُوَ حَسْبُ وَاَتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَاَتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمَ خَلِیْلًا ۝ حَنِیْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِیْقَةً (پ ۱ ع ۱۵ سورۃ النساء) **دلیل ۳:** ثُمَّ اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ اِنْ اَتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ حَنِیْفًا حَالٌ مِنَ الْمِلَّةِ حَقِیْقَةً (پ ۱ ع ۲۲ سورۃ نحل)

دلیل ۴: اِنِّیْ وُجِّہْتُ وَبُجِّیْتُ لِلَّذِیْ فُطِّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اٰیُّ کُوْنِیْ عَلٰی دِیْنِ الْحَنِیْفِ (پ ۱ ع ۱۵)

دلیل ۵: وَمَا اُمُّوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوْا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حَنِیْفًا (پ ۱ ع ۱۵)

دلیل ۶: سَخَنَفًا لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِہٖ (پ ۱ ع ۱۰ سورۃ حج)

ترجمہ :- کہ اسے رسول اسے صاحب قرآن سچ کہا اللہ نے پس تا بعداری کرو تم مذہب حنیف ابراہیم کی اور نہ تھا وہ مشرکین سے۔ حنیف حال ہے ملت سے از روئے حقیقت کے اسے حال ہونے ملت کے حنیف۔

ترجمہ :- کون نیک تر ہے باعتبار دین کے جس نے منہ دھرا اللہ کے حکم پر اور تا بعداری کی مذہب حنیف ابراہیم کی اور پڑا ہے اللہ نے ابراہیم کا خلیل۔ حنیف حال ہے ملت سے از روئے حقیقت کے یعنی حال ہونے ملت کے حنیف۔

دلیل ۷ :- وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ — حَنِيفًا حَالًا مِنَ الْمِلَّةِ حَقِيقَةً ۝
دلیل ۸ :- مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

اور علاوہ ان دلائل کے حدیث قدسی میں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ فطرت ہی تمام انسانوں کی ملت حنیف پر تھی لیکن ابلیس نے بعض آدمیوں کو اس سے پھیر دیا اور جہنمی بنا دیا وہی ہوندا۔ حدیث قدسی :- وَآتَى خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلُّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيْطَانُ فَاجْتَا لَهُمْ عَنْ دِينِهِمْ فَحَرَمَتُ عَلَيْهِمْ مَا آخَلَّتْ لَهُمْ۔ الحدیث مسلم و مشکوٰۃ باب تغیر الناس سے آگے جو باب ہے اسکی فصل اول میں یہ حدیث درج ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ أُمَّتِي قُرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔ اور اہلحدیث کی نسبت حضرت امام اعظم استاد امام بخاری کے فرماتے ہیں مَا فِي الدُّنْيَا قَوْمٌ شَرُّ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ ۱۲۹ دنیا میں کوئی قوم زیادہ شرارتی اصحاب اہلحدیثوں سے نہیں ہے۔ اور آگے اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ میں ہے لَوْ كُنْتُ بِي أَكَلَبُ كُنْتُ أَرْسَلَهَا عَلَى أَصْحَابِ الْحَدِيثِ صفحہ ۱۲۹ کتاب شریف اصحاب الحدیث مصنف ابی بکر احمد بن علی خطیب حافظ البغدادی متوفی ۵۰۵ھ میں ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اپنے آپ کو مذہب حنفی کی طرف منسوب کرنا چاہیے اور حنفی کہلانا چاہیے اور اہلحدیث وغیرہ فرقوں میں نام زد نہ کرنا چاہیے اور خاص کر فرقہ اہلحدیث تو اس عتاب الہی کے مورد ہو چکا ہے چونکہ یہ لوگ جو آیات کفار کی نسبت نازل ہو چکی ہیں یہ لوگ ان کو بزرگان دین پرچسپاں کرتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابیں ان پر ہی شاہد ہیں۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وَكَانَ ابْنُ عَمْرٍو يَأْهَمُهُمْ شَرَارُ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ أَنْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ بِحُجَلٍ مِنْ آتِئَةٍ ۱۳۰ ترجمہ :- پھر وحی بھیجا ہم نے طرف تیری یہ کہ تابعداری کر تو مذہب حنیف کی۔ حنیف حال ہے ملت سے ازلہ سے نفیست کے یعنی مال ہونے ملت کے حنیف :- ۱۳۰ حنیف مذہب ہو کر خالص اللہ کی عبادت کرو :- ۱۳۱ یعنی اے مسلمانوں حنفی مذہب ہو کر اللہ کی عبادت کرو اور مت شرک کرو ساتھ اسکے۔ احناف جمع حنفی کی ہے۔ اور حنفاء جمع حنیف کی ہے۔ اور حنیف کو حنیفی اور حنفی پڑھنا جائز ہے جیسا کہ مذہبی کو مدنی کہا جاتا ہے۔ ۱۳۲

حزبہ خادم شریعت۔

فی الکفار فجلوها علی المؤمنین۔

سوال وہابی: کیا غیر اللہ سے مدد مانگنی جائز ہے۔

جواب حنفی: ہاں جائز ہے چنانچہ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِينُوا

بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۚ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الْعَمَارُ اللّٰهُ

سورت صفہ ۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِنَّ تَنْصُرُ اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ سورت محمد ۵۔ وَاِنْ اسْتَنْصَرْتُمْ

فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ سورت انفال۔ فَلَمَّا احْتَشَّ عِيسٰى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلٰى

اللّٰهِ قَالَ الْخَوَارِیُّوْنَ خَیْرُ الْاَنْصَارِ اللّٰهُ سورت آل عمران۔

پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مدد طلب کرنا غیر اللہ سے جائز ہے بشرطیکہ ان کو معاون حقیقی تصور نہ

کئے۔ فقط والعلم عند اللہ۔

حزبہ خادم شریعت۔

سوال مرزائی: کیا مرزا صاحب نبی ظلی و برزخی تھے۔

جواب حنفی: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جو شخص دعوت نبوت کا نئے سرے سے کرے وہ کافر و فاجر

و جہنمی ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ نبوت ختم ہے۔ ہاں البتہ عالم فاضل مجد دعوت قطب ہادی مہدی متبع نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے ہو کر تا انتظام عالم تک آتے رہیں گے۔ جنکے ذریعہ سے تبلیغ اسلام ہر سو و ہر فرد کے کانوں تک

پہنچتی رہے گی اور قلب مومنین النوار تجلیات الہیہ سے اپنے اپنے مقامات کو مشاہدہ فرما سکتے رہیں گے

لیکن یا در کھنا کہ خاتم الانبیاء صاحب جامع کمالات والبرکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے نبی کا انا محال

ہے۔ چنانچہ ذیل کے دلائل سے ظاہر ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبًا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَحَاشَ لَكُمْ النَّبِیُّیْنَ ۝

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ ۝ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رُسُوْلُ اللّٰهِ اَعْلَمْتُكُمْ بِمَعْنٰی لِقَوْلِهِ تَعَالٰی تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدٍ لَّا یَمُوْنُ

لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی الْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَارَضْتُ عَنْكُمُ لِعِصْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ سورت مائدہ۔ لِقَوْلِهِ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ لِقَوْلِهِ

سورت مائدہ۔ خاتم معنی ختم بنزدیک مرزا صاحب: میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی رٹکا یا رٹکی نہیں ہوا میں ان کے لئے

خاتم اولاد محقا۔ نقل التریاق القلوب صفحہ ۲۷۹۔

تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَاكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَطَاعُ بِإِذْنِ اللَّهِ - يَقُولُهُ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَاكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ سَوِيًّا - فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأُتِرَ لَهُمْ الْكِتَابُ بِالْحَقِّ لِيُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ پارہ ۲ - يَقُولُهُ تَعَالَى لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ هُورہ حدید - فَإِنَّهُ تَزَلُّ لَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَإِنَّا آذَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا آذَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ سَورہ نساء - وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي -

پس ان دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل اور اکمل نبی آچکے ہیں تو پھر کامل اور اکمل کے بعد ناقص کا آنا کوئی عقل ہے اور خود مرزا لکھتا ہے من نیستم ونبی اور وہ ام کتاب - اور ازالہ اوہام تختی کلاں و تختی خورد صفحہ ۷۱ خود مرزا لکھتا ہے کہ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بواسطہ میراثیل ملتا ہے - اور باب نزول مرسل پیرایہ وحی رسالت سدودبے - اودبے بات خود مستخرج ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو - بعینہ عبارت ازالہ اوہام تختی کلاں صفحہ ۱۲۱۲ تختی خورد صفحہ ۷۱ - اور اسی طرح کتاب انجام آتھم صفحہ ۲۷ میں ہے وَمَنْ قَالَ بَعْدَ رُسُولِنَا وَسَيِّدِنَا إِنِّي نَبِيٌّ أَوْ رَسُولٌ فَهُوَ كَذَّابٌ اور شہادت القرآن صفحہ ۲۸ میں یوں لکھتے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام نہ رہے رکھے گئے - اور ایسے ہی تریاق القلوب صفحہ ۳۲۵ میں ہے کہ میرا منکر کافر نہیں جہنم میں ایک ظہم ہوں - انبیاء کا منکر کافر ہونا ہے اور مرزا لکھتا ہے -

ہست اوخیر المرسل خیر الانام ہر نبوت را برود شد اختتام

پس ان عبارات مرزا سے خود واضح ہوا کہ جو شخص بعد خاتم الانبیاء کے دعوت نبوت کرے وہ خود کافر و دجال و منتری ہے - لہذا مرزا ان الفاظ کے مسداق ہوا - اور چند کذب مرزا کذاب کے بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں تاکہ ناظرین خود موازنہ کر لیں کہ مرزا کس نمبر کا کذاب تھا - وہ ہوندا - کتاب حقیقۃ الہی صفحہ ۱۰۱ میں بایں الفاظ مسطور ہے کہ خدا کا قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا ہے اور اسکی قبر سدی نگر کشمیر میں ہے اور اسی طرح کتاب کشتی نوح صفحہ ۵ سطر اول پر مرقوم ہے کہ قرآن مجید میں بلکہ تورات کے بعض صحیفہ میں

یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی اور بعینہ تریاق القلوب بر حاشیہ صفحہ ۸۱ پر موجود ہے کہ احادیث نبویہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ مسیح موعود حارث کہلائے گا یعنی زمیندار اور زمینداری کے خاندان سے ہوگا۔ کتاب حقیقتہ الوحی صفحہ ۲۰۱ پر ہے کہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا سو وہ میں ہوں۔

من عینہ نقل از کتاب الرعین ص ۲۰ و ۲۱ پر چسپاں ہے کہ ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دیکھائے گئے گا وہ اسکو کافر قرار دیں گے اور اسکے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اسکی سخت توہین کی جائے گی اور اسکو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہیں مودیوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔

من عینہ کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۲۱ پر تحریر ہے کہ وہ خلیفہ حبشی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئے گی هذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ آپ سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو اسی کتاب میں درج ہے۔ جوامع الکتاب بعد کتاب اللہ ہے جسکا نام بخاری ہے۔

ناظرین انصاف کریں کہ کس حدیث صحیح میں ہے قبر کشمیر میں ہے۔ پس ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا اپنے دعوے میں خود جھوٹا تھا۔ کیونکہ نہ تو کسی حدیث صحیح میں قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہونے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمانے میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور نہ ہی ان کے زمیندار ہونے کا بیان ہے اور نہ ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ اسکو مسلمان لوگ اسکے قتل کے فتوے دیں گے اور اسکی توہین کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں گئے۔ اور نہ ہی بخاری شریف میں هذا خلیفۃ اللہ المہدی لکھا ہے۔

ناظرین یہ مرزا انجمنہما کے افتراء و کذب است ہیں۔ اگر کوئی مرزائی یہ کلمات پیش کر دے دیکھا دے تو مکیدہ روپیہ انعام حاصل کرے گا۔ اور علاوہ اسکے خود مرزا انجمنہما کی اپنی کتاب آئینہ کمال ص ۲۸۸ میں لکھتا ہے کہ ہمارے صدق و کذب جہانچشمے کے لئے ہمارے پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔ اور چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲ میں لکھتا ہے کہ جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اعتبار نہیں رہتا۔ پس میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا کی یہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ لہذا کذاب و جال ٹھہر

اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو مرد میدان بن کر ان سب باتوں میں سے اسکی ایک بات ہی صحیح کر دے اور وہ اس کے کتاب تہریر دانی برقلعہ قادیانی میں نیز حیات و ممات حضرت علیہ السلام پر بدلائل قاطعہ پوری پوری بحث کی گئی ہے۔

سوال: جس شخص کی لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ نکاح نہ کرے اور وہ لڑکی ناجائز کسی سے تعلق رکھے تو اسکا وبال کس پر ہوگا۔

جواب: اس کے والد پر اسکا وبال اور گناہ ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے اور بارہ سال اسکی عمر ہو جائے تو نکاح کر دیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلَدَ فَلْيَحْتَسِنْ اسْمَهُ وَأَدَبْ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِذَا مَاتَ عَلَى أَبِيهِ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَةِ مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ ابْنَتِي عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِذَا مَاتَ ذَلِكَ رُوحُهَا الْيَهُتِي فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ۔ یعنی حضرت ابو سعید و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب کسی گھر میں لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اسکا نام اچھا رکھے اور اسکو طریقہ ادب و تہذیب کے سیکھائے اور جب جوان ہو جائے تو شادی کر دے اور اگر بوجہ قدرت کے شادی نہ کی اور اس نے گناہ کیا تو اسکا وبال و گناہ اس کے والد پر ہوگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ کتاب تورات میں لکھا ہے کہ جب لڑکی کی عمر بارہ برس کی ہو تو اسکی شادی کر دی جائے۔ ورنہ جو گناہ وہ کریگی اس کے گناہ کا ذمہ دار اسکا والد ہوگا۔ پس ان دلائل سے صاف صاف ثابت ہوا کہ نوجوان لڑکی کو بلا عذر شرعی گھر میں بٹھانا حرام ہے جیسا کہ آجکل جہلاء میں رسم درواج ہے کہ اپنی لڑکیوں بالغہ کو اپنے گھروں میں بٹھا رکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ وہ بد فعلی میں آمادہ رہتی ہیں۔ لَقَدْ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ فَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ زَيْتَنِي كَرِيمٌ۔ (حررہ خادم شریعت)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ آجکل بعض عورتیں جو نامسلمان ہو کر خاوند کے گھر سے نکل جاتی ہیں اور بد فعلی یعنی زناہ وغیرہ کرتی پھرتی ہیں تو ان کے گناہ کے ذمہ دار ان کے خاوند ہوتے ہیں یا کہ وہ خود اور ایسی عورتوں کو زانیہ ہونے کی وجہ سے طلاق دینا واجب ہے یا

کہ چھ ہجری میں حج کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور اسکے لئے شرط من استطاق ائیلہ سبیلہ مقرر ہے۔
جواب :- جمعہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص شہر مدینہ طیبہ بنی سالم بن عوف کے ہاں پہنچ کر قائم فرمایا چنانچہ
 کتاب تاریخ میں ہے اور خاص کر فرقہ غیر مقلدین کا پیشوا علامہ ابن قیم نے زاد المعاد جلد اول صفحہ ۱۱ میں بایں
 طور لکھا ہے فادرکتہ الجمعة فی بنی سالم ابن عوف فصلها فی المسجد الذی فی بطن الوادی و
 كانت اول جمعة صلّیہا بالمدينة وذلک قبل تاسیس مسجدہ اور علامہ شوکانی نیل الاوطار میں
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکا تھا لیکن بوجہ غلبہ
 کفار کے پڑھانہ گیا۔ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ آپ برابر چودہ روز قبا میں رہے یکن آپ نے وہاں
 جمعہ نہ پڑھا چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے حدیثنا انس بن مالک قال لما قدم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدينة نزل فی علو المدينة فی حی یقال لہم عمر ابن عوف قال
 فاقام فیہم اربع عَشَرَ لیلۃ الحدیث اور صاحب ترمذی صفحہ ۶۸ میں ارقام فرماتے ہیں کہ آپ
 نے اصحاب قبا کو حکم دیا کہ تم کو مدینہ میں حاضر ہو کر جمعہ اور کرنا ہو گا وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم قال امرونا صلی اللہ علیہ وسلم ان تشہدوا الجمعة من قبا الحدیث۔

جواب :- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن غزوں میں شمولیت رہی ہے وہ باختلاف روایات زنیٰ غزوات تھے
 اور جن میں آپ کی شمولیت نہیں پائی گئی وہ بے شمار ہیں۔ دیکھو کتاب مدارج النبوة وقرۃ العیون ومواسب وغیرہ
 وغیرہ۔ فقط حررہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس کے ساتھ دودھ پیا جائے ان کے ساتھ
 نکاح آپس میں باتفاق حرام لیکن ان کے دوسرے بھائی اس سے نکاح کر سکتے ہیں یا کہ نہیں اور رضاع کا مسئلہ
 مختصر تحریر فرما دیں تاکہ ہم لوگ جلدی سے سمجھ لیا کریں۔ بنیوا تو خبروا۔

السائل محمد شریف امام مسجد پنڈی دتہراں تحصیل پھالیہ

الجواب :- بیشک جائز ہے نکاح کرنا رضائی بھائی کی ہمشیرہ سے دوسرے بھائیوں کا یعنی ان میں سے جو
 چاہے اس سے نکاح کرے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۶۰ میں بایں طور مسطور ہے وَتَحِلُّ اخْتِاخِیْلُہ
 ملہ غزوات وہ ہوتا ہے جس میں خود تشریف لے جاتے اور جس میں یاروں و صحابوں کو بھیج دیا کرتے وہ سر یہ کہلاتا ہے غزوات

مسئلہ: مدت رخصت میں رڑکی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیٹیں تو آپس میں بہن بھائی ہو جائیں گے رخصت ثابت ہوگی۔ اگر مدت رخصت یعنی دو سال یا اڑھائی سال کے بعد پیٹیں تو رخصت ثابت نہ ہوگی۔ نقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا رِضَاعَ إِلَّا مَا طَافَ فِي حَوْلَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ تَقْلٍ اَزْ تَقْسِيرِ مَنْظَرِی وِدَارِ قَطْنِ وِد بُلُوغِ الْمَرَامِ اور روایت کی ہے ابن عدی نے کہ لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْفَصَالِ یعنی فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ بعد دودھ چھڑانے کے رخصت نہیں۔

مسئلہ: اگر مدت رخصت میں بکری یا گائے یا اونٹنی کا ل کر دودھ پیٹیں تو رخصت ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ: اور اگر کنواری لڑکی دس بارہ سالہ کو دودھ اتر اور اس نے کسی بچے کو دودھ پلا دیا تو اس پر احکام رخصت جاری ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت رخصت اڑھائی برس ہے اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ احتیاط پر مبنی ہے اور دلیل اسکی یہ ہے حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا۔ یعنی امام صاحب اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ حمل دو سال سے زائد نہیں رہ سکتا چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس لئے مدت حمل دو سال اور مدت رخصت فصال کی اڑھائی سال ہونی چاہیئے۔ اور حولین کا ملین کو استحقاق اجرت دودھ پلانے والی پر ٹھہراتے ہیں اور جو حدیثیں ان کے خلاف وارد ہیں ان کو مرفوع قرار نہیں دیتے۔ فقط۔

سوال: جس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند ابراہیم کے انتقال پر سورہ اخلاص و سورہ فاتحہ طعام سامنے رکھ کر پڑھا اور اسکو کھانے کو حاضرین مجلس میں تقسیم فرمایا اور اسکا ثواب اپنے فرزند ارجمند کو بخشا۔ پس اس حدیث شریف کو مولوی عبدالحی صاحب مرحوم موضوع قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اور جنبدی کوئی کتاب بلا علی قاری کی نہیں۔ اس لئے قلمی ہے کہ آپ تحریر فرمادیں کہ یہ کہنا مولوی عبدالحی صاحب کا کہانتک صحیح اور درست ہے۔ اور کتاب شرح برزخ کس مرتبہ کی کتاب ہے۔ فقط

السائل اخبار الفقیہ از ماہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ نامہ نگار

جواب: مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کا اس حدیث کو موضوع بلا دلیل و بلا سند کتاب کہہ دینا ہمارے لئے کوئی عجت نہیں اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ مولوی صاحب نے لفظ کہا ہے یا معنایا حقیقتہً اور منکرین کو لازم ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کی قبر سے پتہ لے کر جواب دیں۔ اور ہر جواب جواب

سنیں اور کتاب اور جندی مشہور و معروف کتاب ہے چنانچہ صاحب فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۳۲۷ میں بایں طور ارقام فرماتے ہیں۔ وَكَذَلِكَ لَا يَقْبَلُ هَذَا الدَّعْوَى وَلَا الشَّهَادَةُ فِي فِتَاوَى السُّرُخْسِيِّ وَعَنْ أَوْزَجَنْدِيِّ أَنْ الْمَدْعَى إِذَا بَيَّنَّ الْمَصْرَ وَالْمَحَلَّةَ وَالْمَوْضِعَ وَالْحُدُودَ تَصَحَّ الدَّعْوَى وَأَمَّا الْوَادِعَى الْمَدْعَى عَلَيْهِ أَنْ الشَّاهِدَ قَدْ غَلَطَ فِي الْحُدُودِ أَوْ فِي بَعْضِهَا لَا يَسْمَعُ دَعْوَاهُ وَأَنْ أَقَامَ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ كَذَلِكَ فِي فِتَاوَى السُّرُخْسِيِّ وَالْأَوْزَجَنْدِيِّ. پس اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوزجندی فتاویٰ ضرور عالم دنیا میں مفتی بہ فتاویٰ ہے۔ اب بات یہ رہی کہ یہ فتاویٰ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یا کسی اور صاحب کا سو اسکا جواب بھی سن لیجئے صاحب کتاب حدائق الحقیقہ ص ۳۹۹ میں لکھا ہے کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ایک وحید العصر عالم تھے اور ان کی تصانیف قریباً یکصد لکھ کر فرماتے ہیں وغیر ذلک یعنی ان کے ماسویٰ اور بہت انکی کتابیں تصنیف شدہ ہیں۔ اور حضرت علامہ زماں محدث ابوسعید سلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح برزخ صفحہ ۱۰۱ و ۲۲۹ میں بایں طور حدیث بیان کرتے ہیں ابی الدینا نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو برو کھانا رکھ کر فاتحہ دیتے اور فرمایا کرتے کہ یا اللہ اسکا ثواب مردوں کو پہنچا دیجئے چنانچہ صاحب شارح برزخ نے دہلی حدیث اوزجندی ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں فی فتاویٰ اوزجندی وَكَانَ يَوْمَ الثَّلَاثِ مِنْ وَفَاتِ ابْنِ أَبِي هَيْثَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبُو ذَرٍّ عِنْدَ النَّبِيِّ بِتَمْرَةٍ يَابِسَةٍ وَلَبَنٍ فِيهِ خُبْزٌ مِنْ شَجِيرَةٍ وَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَاتِحَةَ وَسَوَّاهُ الْخَلَاصَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى أَنْ قَالَ رَفَعَ يَدَيْهِ لِدُعَاؤِهِ وَسَجَّحَ بِوَجْهِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ يُقَسِّمَهَا بَيْنَ النَّاسِ وَالْيَصْنُ فِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ ثَوَابَ هَذِهِ الْبُنْيِ اِبْرَاهِيمَ الْحَدِيثُ۔ منکرین فرقہ و بابیہ کو یاد رہے کہ یہ وہ حدیث کی کتاب

سے ہے یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابو ذر رضی عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ہو اللہ ہر صا۔ اسکے بعد دونوں دست مبارک کو دعا کے لئے اٹھائے اور چہرہ مبارک پر پھیرے اسکے بعد حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں کے درمیان تقسیم اور اپنے فاتحہ کی وقت میں بھی فرمایا کہ اسکا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔

ہے جسکو تمہارے پیشوا صدیق حسن خالص صاحب حدیث کی کتابوں کے معتبر لکھتے چمکے بول ارقام فرما
 دیا ہے شرح برزخ از کتب حدیث است اولش باب بداء الموت است و جلد ابواب ہشتاد و یک
 باب است ہمہ متعلق احوال موتی و برزخ و دوسرے بعد ذکر حدیث شرح میگذارد نقل از تحف النبوة
 صفحہ ۹۵۔ پس ناظرین انصاف فرمائیں کہ ایسی معتبر حدیث کی کتاب کو بیدھڑک موضوع بلا سند و بلا حوالہ کہہ
 دینا انصاف کا خون کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور علاوہ اسکے یہ حدیث کتاب ہدایتہ الحرمین کے صفحہ ۶۹
 پر بھی درج ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جسکی صحت پر بڑے بڑے علماء نے دین مشاہیرین کے دستخط
 و مواہیر چسپاں ہیں۔ اگر یہ حدیث بے اصل ہوتی تو وہ ضرور اس کے متنبہ کر دیتے اور باقی اس مسئلہ کا
 ثبوت سلطان الفقہ جلد اول و ششم و ہفتم وغیرہ میں ملاحظہ فرمادیں۔ اور علاوہ اسکے خود مولوی عبدالحی صاحب
 فتاویٰ جلد اول صفحہ ۸۱ و جلد سوم صفحہ ۶۸ میں بایں الفاظ فتویٰ جواز کا فرماتے ہیں کہ مرد جب فاتحہ میں کچھ
 حرج نہیں اور طعام حرام نہیں ہوتا اگرچہ یہ فعل قرون ثلاثہ میں نہیں پایا گیا۔ ثواب اموات کو مذہب اہلسنت
 کے نزدیک پہنچتا ہے اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اسکا ثواب بخشنا مردوں کو موجب رفعت درجات
 کلبہ ہے اور مولوی عبدالحی صاحب کا یہ کہنا کہ اگر یہ قرون ثلاثہ میں اسکا کوئی ثبوت نہیں سو یہ کہنا بھی غلط ہے
 دیکھو کتاب حقیقۃ النذیریہ میں حضرت علامہ نالسی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ردیہ و کھانا یا میوہ یا دیگر اشیاء
 یا کولات رکھ کے فاتحہ دینا بعد اسکو تناول کرنا جائز و مستحب ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 زمانہ سے اب تک اس پر عمل ہے اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی جسکو ابن ابی الدینانے نقل کیا ہے
 اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کے
 لئے فاتحہ دیا کرو نقل از کتاب شرح برزخ صفحہ ۳۳۵۔ اور علاوہ اسکے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی حافظ
 العلم احادیث و مجدد صدی نہم علیہ رحمۃ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُسْلِمِينَ مَا زَالُوا فِي كُلِّ غُصْبٍ يَجْتَمِعُونَ وَ
 يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِمُؤْتَمِرٍ مِنْ غَيْرِ تَكْلِيْفٍ كَانَ اَجْمَاعًا نَحْنُ نَقْلُ عَنْ شَرْحِ الصَّوْدِ۔ پس ان تمام دلائل سے
 ثابت ہوا کہ یہ فعل ہذا نہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تمام مسلمانوں میں ہر زمانہ و ہر ملک میں چلا آتا ہے
 اس سے کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ لہذا ہمارے مسلمانوں کا ہوا اور حدیث مَا زَالُوا الْمُسْلِمُونَ حَقًّا
 فَمَوْعِدًا لِلَّهِ حَقًّا کا مصداق رہا اور کتاب نصیحت المسلمین علی احمد لاہوری و تحفہ اثنا عشریہ و فتاویٰ
 شافعیہ الدین اور فتاویٰ عزیزی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۸ و ۴۹ و ۱۰۶ میں ہے کہ ایسا کرنا جائز و درست ہے

اور اس طعام کا کھانا نہایت خوب ہے۔ طعامیکہ ثواب اُن نیاز حضرت امین نمایند و براں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک میشود و خوردن بسیار خوب است اور حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کھانا کھاتے وقت یہ دعا پڑھے تو اسکے شکم میں کوئی چیز ضرر نہ کرے گی و ہونذا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّمَعَ اسْمُهُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّیِّدُ الْعَلِیْمُ اور کتاب الاذکار مصری صفحہ علامہ نووی علیہ الرحمۃ شارح مسلم بایں الفاظ حدیث نقل فرماتے ہیں زَوْنًا فِی کِتَابِ ابْنِ السَّیْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُمَا عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اِنَّہُ كَانَ یَقُولُ فِی الطَّعَامِ اِذَا اقْرَبَ اِلَیْہِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ سَآرِ زَقَاتِنَا وَفِیْ نَآءَابِ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور علاوہ اسکے صاحب المختار کتاب الجنائز صفحہ ۷۷ میں تحریر کر دیا ہے کہ سورہ یسین و اخلاص و تکوین وغیرہ سورتیں پڑھ کر اور ثواب طعام ان کامیت کو پہنچانا چاہئے اور حدیث شریف میں وارد ہے جب طعام کھانا شروع کرو تو بسم اللہ شریف پڑھو اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کام شروع کرو تو الحمد شریف پڑھو اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جب کام شروع کرو تو الحمد شریف سے شروع کرو پس اب منکرین فرقہ و یا پیغمبریہ جواب دیں کہ جب سورہ فاتحہ و بسم اللہ شریف و دعائیں پڑھنا صحیح حدیثوں سے طعام سامنے رکھ کر پڑھنا ثابت ہے تو سورہ قل شریف و سورہ تک و غیرہ سورتیں پڑھنے میں کیا حرج و عیب ہے۔ اور ایصال ثواب مردوں کی نیت سے اگر تیسرے چوتھے ساتویں روز ایسا کرے تو اس میں کیا نقصان ہے دیکھو تفسیر عزیزی پارہ ۳ سورہ ۱۵ اذ السماء انشقت و نین العلم میں صاف صاف تحریر ہے کہ ششم و ہفتم وغیرہ ایام میں فاتحہ دینا مستحب اور ثواب کا کام ہے فقط والعلم عند اللہ۔

حرمہ خاوم شریعت، محمد نظام الدین، فی

سوال :- کیا طعام و کلام کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اگر پہنچتا ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

جسو ادیب :- بیشک مسلمانوں کے موقی کو پہنچتا ہے چنانچہ ذیل کے دن میں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ہونا
 عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَا تَشْتَفِيَنِي الصَّدَقَةُ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ
 فَخَفَرْتُ بِئِذَا وَقَالَ هَذَا الرَّاهِ سَعْدٍ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي ذَرٍّ وَابْنُ مَسْرُورٍ فِي تَقْلِيدِ ابْنِ مَسْرُورٍ فِي تَقْلِيدِ ابْنِ مَسْرُورٍ
 یعنی روایت ہے سعد بن عبادہ سے کہا اے رسول خدا تمہیں مال سعد کی مرگنی پس کو لیا صدقہ بہتر ہے
 فرمایا پاؤں۔ پس کھودا سعد رستے کو ان صدقہ ہے واسطے مال سعد کے تفل کیا ہے اس حدیث کو ابوداؤد و ترمذی و

۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَبُخَارِيُّ وَمَشْكُوتُهُ يَعْنِي حَضْرَتُ الْبُؤْهَرِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں کہ فرمایا آقاے نادر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مر جاتا ہے انسان تو موقوف ہو جاتے ہیں سب عمل اسکے مگر تین چیزیں رہ جاتی ہیں ایک تو صدقہ جاریہ یا اسکے علم سے جو نفع پکڑتے ہیں اس سے یا اور اولاد نیک جو دعا کریں واسطے اسکے۔ الحدیث۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ ثواب طعام و کلام اور ثواب عبادت مافی و بدنی کا مسلمان مردوں کو پہنچتا ہے اور اس سے انکار کرنا محض جہالت اور معتزنی ہونے کی دلیل ہے اور ائمہ دین مجتہدین و جمہور رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صدقہ خیرات و قرآن مجید و استغفار و نماز و حج و روزہ و قربانی وغیرہ اشیاء مشروبات و ماکولات کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔

اور بعض لوگ جو معتزلی خیال عدم ایصال ثواب مردوں پر دلیل پیش کرتے ہیں بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأَنْ تَبَيَّنَ لَهُ نَسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ یعنی انسان کو وہی ملے گا جو اسے کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ آیت اس آیت شریفہ سے منسوخ ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ الْآیۃ سورہ طور۔ یعنی جو لوگ یقین لائے اور انکی راہ چلے ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور نہیں کشا یا ان سے ان کا کچھ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جو لہ انسان میں لازم ہے وہ بمعنی علی کے ہے۔ یعنی انسان کے ذمہ پر وہی لازم آتا ہے جو وہ خود کرے اور علاوہ اسکے اس جگہ انسان مراد کافر شخص ہے۔ اور یہ قصہ حضرت موسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کی قوم کا بیان ہو رہا ہے اور اسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔

نوٹ :- ہم بھی کہتے ہیں کہ جو شخص کافر و مرتد ہو کر مرے تو اسکے لئے اگر پہاڑ کے برابر بھی سونا چاندی صدقہ کر دے تو اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ (خادم شریعت کا مناظرہ مولوی عبدالرحیم شاہ مخدوم کے ساتھ حجہ کلاں دوبارہ مسئلہ تقلید شخصی ۱۹۲۲ء، رجولن میں ہوا اور جواب نہ بن پڑنے پر اود سوال از آسمان جواب از ریسمان کے مصداق ہو کر کہنے لگا کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ چالیسویں اور ساتویں کھلنے والے ہمارے نزدیک تو مردوں کو ثواب کسی چیز کا نہیں پہنچتا اور اس پر خادم شریعت نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ بیشک آپ جو کہتے ہیں صحیح ہے کیونکہ کسی نے خوب کہا ہے ۔ مر گیا مرد و نہ فاتحہ نہ درود ۔ جناب آپ لوگ بھی مرد و درود اور تمہارے مردے بھی مرد و درود ۔

تو پھر ثواب ان اشیاء کا کس کو پہنچے اور قرآن مجید کا فیصلہ بھی اس پر نا طاق ہے وَمَا تَوْفِيقِي بِهِ ؕ اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ سورۃ آل عمران جب خادم شریعت نے یہ بیان کیا تو تمام حاضرین جلسہ احناف نے آخر میں کئی نعرہ تکبیر بول اٹھے اور تمام وہابی ادھر ادھر چھا نکلے اور اصل بحث چھوڑنے کا یہ نتیجہ حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے تمام مسلمانوں کو بچا دے۔

حرہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- مثلاً عیاریوں و فاتحہ وغیرہ کا ذخیرہ کسے کوئی یوم کسی مصلحت پر مقرر کر لیا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- جائز ہے اس میں کوئی عیب نہیں چنانچہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ تَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ اخِرِ اللَّيْلِ اِنِّي الْبَقِيْعُ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَارِقُوهُ مُؤْمِنِيْنَ ۔ الحدیث رواہ مسلم و مشکوٰۃ جلد اول باب زیارتہ القبور۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَقَبْرَ اَبَوَيْهِ

اَوْ اَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا وَاَوَاكُ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نَعْمَانَ ۔ پس ان ہر دو حدیثوں سے التزام تعینات و تخصیصات زمانوں و مکانوں و یوم کا نصف النہار کی مانند ایصال ثواب مردط کے لئے ثابت ہوا اور كَانَ كَالْقَدْحِ خود اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ باری کی راتوں میں سے پہلی رات خاصہ ہمیشہ آپ کا جنت بقیع کو جانا اور ان کو پڑھ کر بخشا اور دعا مانگنا اور فرمانا کہ جو شخص ہر جمعہ شریف کو اپنے والدین کی قبر پر جائے تو وہ شخص بخشا جاتا ہے اور نیکیوں میں لکھا جاتا ہے ۔ اور علاوہ اسکے مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں ہے کہ وعظ کے لئے صرف جمعہ کا دن ہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کر رکھا تھا ۔ اگر تعین و تخصیص کا ذخیرہ کے لئے حرام ہوتی تو فدایان اسلام ایسا کیوں کرتے ۔ ہاں اگر کسی وہابی نجدی اسماعیلی کے پاس کوئی صریح دلیل اسکی حرمت کی ہے تو پیش کرے فقط ۔ قدر ۔

حرہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال :- آجکل اکثر لوگ یہ دعوے کر بیٹھتے ہیں کہ ہم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو چکی ہے آپ فرمائیے کہ اس امر کے لئے کوئی معیار بھی مقرر ہے ۔

جواب :- نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے اتباع شریعت و عشق

و تصور علیہ شریعت پورے طور پر قلب سلیم میں منقش ہونا شرط ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں
 مَنْ رَأَىٰ فَقَدْ رَأَىٰ الْحَقَّ بَخَارِي وَمُسْلِمٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَىٰ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقُظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَشُكُوهُ
 كِتَابُ الرُّؤْيَا أَوْرَاقٌ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَنَا بِسَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي صُورَتِي يَعْنِي حُضُورَ فَرَسَاتِي هِيَ فِي حَسْبِ دَيْكَا
 نَحْمُ خَوَابٍ فِي بَيْتِ شَتَابٍ دَيْكَا كَلْبُ بَعِيدٍ بِي هِيَ أَوْ مِيرِي صُورَتِ شَيْطَانٍ نَهَيْتُ بَنِي سَكَنٍ أَوْ رِيحُ حُضُورِي
 حَسْبِ دَمٍ وَمَرَاقِبِهِ دَمٌ بِدَمٍ كَيْ دُكْرٍ حَاصِلٌ هُوَ أَكْرَتِي هِيَ أَوْ رِيهِ ابْتِدَاءُ مَنْزِلٍ وَصَالٍ هِيَ حَسْبِ سَجَرٍ
 پید ہوتا ہے۔ ۵

میان ہجر و وصلش فقرِ اعلیٰ :- فنا فی اللہ شود با حق تعالیٰ

اور فقیر کے نزدیک یہ منزل حضوری تصویرِ شیخ سے بہت جلدی حاصل ہوتی ہے اور اگر یہ نہیں تو تصویرِ شیخ
 بت پرستی و علامت فنا فی الشیطان ہے۔ اور حبِ حضوری ہوتی ہے تو طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور
 نفس مر جاتا ہے اور اس کو علمِ حضرات و علمِ تاثیر و تکثیر و جمعیت و منزلِ سلطانِ الفقر و لا یحتاج کامر بہ حال
 ہو جاتا ہے اور ان کے علاوہ بہت نشانات ہیں۔ خادمِ شریعت بیان کرنے سے قاصر ہے جو صاحب
 یہ منازل طے کرنا چاہے تو قادری سروری خاندان میں منسک ہو کر خود مشاہدہ کر کے دیکھے یا کسی اور صاحبِ
 خاندان سے منسک ہو کر یہ فیض حاصل کرے۔ ۵

ترک لذات جہاں باید گرفت دامن صاحبِ دلال باید گرفت

قطرِ خادمِ شریعت محمد نظام الدین ملتانی حقی قادری سروری عفی عنہ

سوال :- کیا حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید تھے۔

جواب :- بیشک حضرت سیدنا پیر و ستیگر محبوب سبحانی قطب ربانی صرح النیب سید حسنی و حسینی
 تھے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے اور اپنی زبان و رافشانِ سیف الرحمن سے
 فرماتے ہیں۔

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمُخْتَلَعُ مَقَامِي وَأَقْدَمِي عَلَىٰ عُنُقِ الرِّجَالِ !

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ أَسْمِي وَحَبْدِي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور کتابِ شیعہ مرتضیٰ شعی بحر الانساب میں حضرت قبلہ ممدوح کو سید حسنی کر لکھا ہے۔ اور شیخ احمد بن
 محمود اکبر آبادی حسب الارشاد سلطان شاہ عالم بہادر شاہ شعی کے حکم سے یہ کتاب تذکرۃ السادات

لکھی اور اسمیں بایں طور تحریر ہے کہ سلسلہ انساب پدید حضرت قطب ربانی بحر المعانی شیخ الجن والانس شیخ
عبد القادر جیلانی موسیٰ جون بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنیٰ ابن امام حسن علیہ السلام منتهی میشود۔ ہر کہ طعن برایش
وارد از روئے عقائد وارد نہ از روئے نسب و اگر طعن از روئے نسب باشد لا حاصل است چرا کہ در
تواریخ نسابان ماضیہ سیادت ایشان ثابت است و سید قطب الدین حسنی و حسینی عمرا حضرت غوث الثقلین
است الخ اور حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کا یکصد ۸۲ کتاب میں سید صحیح النسب ہونے کا ثبوت ہے۔
اور اس سے انکار کرنا محض تعصب و مذہب شیعہ زید یہ ہونے کی دلیل ہے۔

گر نہ بیند روز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ
اور صاحب ایمان کے لئے یہ ہی کافی ہے۔
حررہ خادم شریعت عفی عنہ

سوال: عقیقہ سنت ہے یا واجب اور کس یوم کیا جاوے اور اسکا مسنون طریقہ کیا ہے۔
جواب: بیشک عقیقہ سنت ہے اور جب لڑکا یا لڑکی سات روز کا ہو تو دو بکرے ذبح کئے
جائیں اور لڑکی کے لئے صرف ایک بکری اور ایک روایت میں وارو ہے کہ اگر لڑکے لئے بھی ایک ہی بکرا
ذبح کر لیا جاوے تو نیز عقیقہ جائز ہوگا۔ لیکن بہتر و انسب یہی ہے کہ لڑکے کیلئے دو بکرے ذبح کئے جاویں
اور ساتویں روز ہی مولود کا سر منڈایا جائے اور اسکے بال چاندی یا سوناسے قول کر صدقہ کر دیئے جائیں اور
جس روز پیدا ہوا اسکے کان میں آذان دی جائے چنانچہ ذیل کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔

عن سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مع الغلام
عقيقته فاهو لي قوا عنه دما واهو لي قوا عنه الاذى رواه البخاري۔

یعنی کہا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ فرماتے تھے کہ لڑکا
پیدا ہونے کے ساتھ عقیقہ کرنا مسنون ہے ذبح کرو جانور کو اسکی طرف سے اور دو رو اس سے ایذا اور
محمد بن علی سے نیز بایں طور مسطور ہے قال عقی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحسن بشاة
وقال يا فاطمة اخلقى رأسه وتصدق بوزن شعيرة فضة فوزنا لا فوكان وزفنه درهمان رواه
الترمذی :- مطبوعہ گلزار محمدی صفحہ ۳۵۴۔ اور ابو داؤد میں ہے کہ کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امیہن کا عقیقہ ایک ایک دنیہ سے کیا اور کہا امام نسائی نے کہ آپ نے
دو دینے ذبح کئے۔ اور اکثر علمائے دین نے اسی کو صحیح کہا ہے عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله

وَلِكُلِّ تَضَاعِدٌ وَلِكُلِّ قَدْرٍ بِأَجَلٍ وَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ
الْكِتَابِ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أَزْجِمَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَاشْهَدُوا لِي
قَدْ رَفَعْتُهُ عَلَى أَرْبَعَةِ مِائَةٍ مِثْقَالٍ فَضَّيْتُ عَنْ ذَلِكَ بِأَرْبَعِينَ حَضْرَةً عَلِيَّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ كَيْ يَأْسَ
اسْوَقَتْ بَدْرُ اسْبِ ذَرَّةٍ كَيْ لَا تَقَارَ حَضْرَتُ عَلِيَّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ زَرَّةً كَيْ لَا يَسُوِيَ دَرَجَتُهُ بَدْرُ
حَضْرَتِ عُمَانَ ذُو النُّورَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَيْ لَا تَقَارَ فَرْخَتُهُ كَيْ لَا يَسُوِيَ دَرَجَتُهُ بَدْرُ
بَارِزِ بَنْدِ قَطِيفَةٍ كَيْ لَا يَسُوِيَ دَرَجَتُهُ كَيْ لَا يَسُوِيَ دَرَجَتُهُ بَدْرُ
الْأَحْبَابِ وَسِيرَةِ النَّبِيِّ الْخَمِيلِ صَفُوه ۱۲۵۔ اور فتاویٰ جامع الفوائد صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے ۔

وال جہاز فاطمہ بالشت چادر اور یا کاسۂ نعلین ہم مسواک یا ایک آسیا

اور اسی میں لکھا ہے کہ اسباب جہاز خاتونِ جنت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا کا اٹھانے والے حضرت
ابا بکر الصدیق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ و اسامہ بن زید رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ اور جب نکاح پڑھا گیا تو آپ کی ذات
ایک تھالی چھو یاروں کا اصحابوں میں رکھ دیا اور فرمایا کہ اسکو لوٹ لو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سب حاضرین نے
لوٹ لیے اور مافی الام سلم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے بڑے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عَلِيَّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
کے دولت خانہ میں بلالگیر کر کے پہنچا دیا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں جا کر حضرت عَلِيَّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
تعالیٰ نے عنہا کو پانی پر مسعودتین پڑھ کر دم کر کے ہر دونوں کو پلوایا اور حکم دیا کہ اسے علی تو باہر کا کام کرنا اور لخت جگر کو
کہا کہ تو گھر کا کام کرنا اور یہ واقعہ دو جبری کا ہے۔

حررہ خادم شریعت عفا عنہ

سوال :- جہاد اسلام میں کیوں شروع ہوا۔ کیا اسلام تلوار سے عالم دنیا میں پھیلا۔ جواب :- دواجر بیگا۔
جواب :- اسلام میں جہاد کا حکم اس لئے ہوا کہ پہلے ہی کفار مکہ و مدینہ کے عرب بوجہ حسد و بغاوت
و بغض و عناد کہ اپنی اسلام شریعت و مساکین و محتاجین کے نام پر دوست جوڑتے تھے اور اگر رکھا اور ایذا و تکلیفات و مصائب
کا پیشہ اختیار کر رکھا اور جہاد سے مسلمانوں کو معبر و تحقیقی کی عبادت کرنے سے کئی رکاوٹیں بنا رکھیں اور فساد
نمودے ۔ جب کہ وہی صاحبِ دینی ہستیوں کو شک و باقیں ہذا امر میں کیا یا رسول اللہ نبیؐ ایک غلام خدمت کے لئے چاہیے تو اپنے فرما
کہ میں اس سے بہتر چیز کو بتا دیتا ہوں سوتے وقت پڑھ دینا کہ لا اِلهَ اِلاَّ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّحْمٰتِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۱۲ بار
حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وظیفہ کو بار بار نماز فرض میں ہمیشہ پڑھا اور کبھی نہ تھکا۔ ۱۲۔

۱۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ اپنے اخلاق و خوبیوں سے پھیلا ہے چنانچہ آیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَخَلْقٌ عَظِیْمٌ شَآءَ ۱۲

دفتہ انداز کی کا بازار گرم رکھا۔ یہاں تک کہ بیچارے مسلمانوں کو گھروں سے نکال کر بے وطن کر دیا چنانچہ امیہ بن خلف نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی ڈال کر مارا جاتا اور ریت سخت گرم پر لٹایا جاتا اور اسکے سینے پر پتھر رکھا جاتا۔ اور حضرت عمار اور اسکے والد یا سر کو گوناں عذاب دیا جاتا اور ان کی والدہ کو ابو جہل نے سخت مارا یہاں تک کہ ان کے اندام نہانی میں نیزہ مارا اور ان کو شہید کر ڈالا اور ابن حارث کی گردن مروڑی جاتی اور گرم لوہے سے ان کے پاؤں پر داغ دیئے جاتے اور گردن میں رسی ڈال کر کھینچا اور حضرت عثمان بن عفان کو صفیں باندھ کر ایذا دی جاتی اور اسکے ناک میں دھواں دیا جاتا اور بعض کو پتھر مار مار کر بہاڑوں میں پھینک دیا جاتا پس جب انکا ظلم حد سے تجاوز کر گیا تو حکم ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ یعنی اب ان کو بھی لڑنے کی اجازت ہے۔ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ ان کی امداد پر قادر ہے اور حکم ہوتا ہے فَاقتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُم وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ اور حکم ہوتا ہے فَإِن تَلَّوْكُمْ فَاتْلُوا كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ فَإِن انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ وَتَلَّوْهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِن انْتَهَوْا فَلَا عُدَاوَةَ لَّآلِ عَلَى الطَّالِبِينَ اور فرمایا فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کفار مکہ نے جب کہ پہلے ہی مسلمانوں پر دست ظلم کھڑا کیا تو حکم ہوا کہ تم مسلمانوں ان سے بیشک محاربہ و مقابلہ کرو لیکن حد سے تجاوز نہ کرنا کیونکہ حد سے تجاوز کرنے والا اللہ کے ہاں پسند نہیں اور اس قدر لڑائی کرنی چاہیے کہ ان کی شوکت و زور ٹوٹ جائے اور دروازہ فتنہ و فساد کا بند ہو جائے اور امن و توحید عالم دنیا میں پھیل جائے اور سرکش خون کے مارے آرام سے بیٹھیں اور یہاں تک کہ خود بخود لوگ اسلام کی خوبیاں و انصاف و یکجہ تسلیم کر لیں اور تَوَّابًا كَرِيمًا فی الدِّینِ کا نعرہ بلند ہو جائے۔

فقط حررہ خادم شریعت عفا عنہ

یا رسول اللہ

یا اللہ

حُجَرَاتِ سُلْطَانِی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طریق اذکارِ سُلْطَانِی

سالک اندھیری کو ٹھہری اور تنگ میں بیٹھے یا بیٹھے یا کھڑا ہو جائے اول درود شریف اور استغفار اور اعوذ
 بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے اور یہ دعائیں مرتبہ جمیعت قلب سے پڑھے اَللّٰهُمَّ اَعْظِیْنِ نُوْرًا وَّلْجَعْلِنِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ
 نُوْرًا وَاَجْعَلْنِیْ نُوْرًا اور جس طرح ہو سکے اور ہوا اپنے بدن کو گرا کر مثل مردہ کے تصور کرے اور تمام سانس
 بند کر کے اسم اللہ کو نواف سے ادھر کھینچے اور ہو کو اندر چھوڑے اور اس قدر مشق کرے کہ ہر بال سے اواز آنے
 لگ جائے اور حواس خمسہ کو روکی یا انگلی سے بند کر کے اسم ذات کو ام الدیاسخ تک نواف کے نیچے سے
 لاکر قلب میں تحرک دیتے ہوئے پہنچائے تو نہایت جلدی کامیابی ہوگی۔ فقط۔

نماز کن فیکون

یہ نماز ہر حاجت و مشکل و سختی کے لئے بایں طور پڑھے کہ طہارت کامل کر کے بدھو جمعرات کو دو رکعت نماز
 پڑھے الحمد شریف کے بعد ایک صد بار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں ایک صد بار الحمد اور ایک بار سورہ
 اخلاص اور بعد سلام کے یکصد بار یوں کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے
 روشن کرنے والے اور سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف اور جب تیسری رات آئے تو نماز کے بعد
 سر پر ہنہ ہو کر اور دائیں آستین نکال کر گردن میں ڈالے پچاس دفعہ دعا خشوع سے مانگے اور رو کر سوال کرے
 انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا۔

ختم خواجگان قادریہ برائے حل مشکلات

۲ رکعت نفل اور بعد سلام یکصد گیارہ مرتبہ سورہ الم نشرح اور ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ تجید اور سورہ یسیر

ایک مرتبہ اور درود شریف ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے اور بزرگانِ خدا کے ارواح کو اسکا ثواب بخشے اور خدا تعالیٰ سے اپنا مطلب چاہے۔ اور اگر بڑا ختم کرنا ہو تو کلمہ تجید کے ایک بار سورہ یسین پڑھے۔ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ۔

طریق کشف قبور

طالب با طہارت قبر کے نزدیک مقابل سینہ میت بیٹھ کر سورہ فاتحہ یا جو کچھ قرآن مجید سے یاد ہو پڑھے کہ اسکی روح کو بخش دے اور ان الفاظ کو ضرب پا پڑھے اکشف لی آسمان کی طرف اور دوسری ضرب دل پر اور تیسری ضرب عنن حالہ کی توجہ سینہ میت پر۔

طریق دوم

اول ۲۱ مرتبہ یارب اور یارب روح آسمان کی طرف اور پھر یا روح قبر پر اور یا روح الروح اپنے قلب پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہزار مرتبہ کرنے سے خواب یا بیداری میں اسکا حال معلوم ہو جائے گا۔

کشف ارواح کا طریقہ

طہارت کاملہ سے ضرب سُبُوْح دَہْنِی طرف اور قُدُّوْسُ بَایں طرف اور رَبِّ الْمَلٰئِکَۃِ طرف آسمان کے ابدال روح کی دل پر ضرب لگائے۔ ایک ہزار بار سے کم ضربیں نہ لگائے اور اگر دو ہزار بار تا سہفت رات ایسا کرے گا تو وہ جلدی یا روح سے ملاقی ہوگی۔

آئندہ حال سے آگاہی کا طریقہ

رات کے وقت دَہْنِی طرف یا اَعْد کی ضرب اور بَایں طرف یا صَمَد اور یا خُتٰی کی شانہ گردن کی طرف یا قِیُوم کی دل پر اور یہ ضربیں ایک ہزار سے کم نہ لگائیں۔ اور دفع بلا کے لئے بھی ایک ہزار دفعہ ہی ضربیں لگائیں اور کشائش رزق کی ضرورت ہو تو سہ ضربی اسم یا رزاق پڑھے اور یا نَزَلُ دشمن کی بر بادی کے لئے۔ غرضیکہ اسماء حسنیٰ میں سے جس اسم کو کسی غرض کے لئے پڑھنا چاہے تو اسکو سہ ضربی ہی پڑھے۔

سوال: حفاظت اسقاط حمل کے لئے کونسا عمل کیا جاوے۔ اور اگر دختوں کا بھل گیسے تو اسکے لئے کیا عمل کیا جاوے جواب دو اجر ملے گا۔

الجواب: اسکے لئے خادم شریعت کے نزدیک یہ آیتیں اسکے گلے میں باندھ دی جائیں اور درخت پر لکھ کر لٹکانی جاویں آیتیں یہ ہیں۔

بھاگنے کی عادت ہو اگر اسکو کھلا دے تو وہ بھی نہ بھاگ سکے گا۔ آیت یہ ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا**
وَصَابِرُوا وَابْتَغُوا لَكُمْ تَفْلِحُوا قل از سورہ آل عمران اخیر۔

ایضاً: اگر سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص و معوذتین اور قل **يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** ان سب کو تین تین بار اور سورہ طارق ایک بار اور سورہ الضحیٰ کو تین بار پڑھ کر اپنے رومال کے کونے پر دم کر کے گرہ لگا دے۔ لیکن یہ کام تصور سے کرے تو انشاء اللہ وہ آدمی کہیں نہ جاسکے گا۔

حفاظت از شرمو ذی

یہ آیتیں لکھ کر بازوؤں پر باندھے اور اسکے سامنے تین بار پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ مغلوب ہو جائے گا۔
الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ هُودًا يُؤْذِنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ لَكَ بِكَلِمَةٍ عَنِي فَهُمْ لَا يُعْقِلُونَ ہ سیم ہزم الجمع و یو کون الذبہ صرف اس آیت کو مٹی پر گیارہ بار پڑھ کر دشمنوں کی طرف پھینک دے۔ اگر کسی سے کشتی کرنی ہو تو اسکی طرف مع بسم اللہ شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر مٹی پر دم کر کے پھینک دے تو میدان میں انشاء اللہ فتح پائے گا۔

سرور کے لئے

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ يَا بَدَأُ دُحِّ اس مبارک کلام کو سات بار جبکہ سرور پکڑ کر دم کرے اور لکھ کر جبکہ سرور پر لٹکا دے انشاء اللہ تعالیٰ شفا پا دے۔ اور اگر اسم یا د تا ب ایک سانس میں چودہ بار اسکی پیشانی پر پکڑ کر دم کرے تو بھی درد جاتا رہے۔

ایضاً: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** اس آیت کو زعفران سے کاغذ پر لکھ کر اسکے سر پر باندھے تو نینر درد دفع ہو جائے۔

درد شقیقہ کے لئے نہایت مجرب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ
 اس کلام مبارک کو گیارہ بار پڑھ کر دم کرے اور پانچ کیلیں اور سات تیلیاں جھاڑو کی اسکے سر سے چھوا کر تیلیوں کو تو کنویں میں ڈال دے اور کیلوں کو کنویں کے منڈیر یعنی دیوار میں گاڑ دے۔

درد شکم و سرو پاؤں کے لئے

یہ تینوں کلمے زمین پر لکھے نللا۔ حقاً۔ لے اور درد والا موضع درد کو زور سے پکڑے اور اول کلمہ پر

نور سے چاقو سے کاٹے اگر درد جاتا رہے تو بہتر ورنہ پھر پکڑے اور کلمہ دوم کو کاٹے اور چاقو مارے اس طرح کلمہ سوم کو مارے خدا چاہے تو ضرور آرام ہوگا۔

باری کے بخار کے لئے

رونی صاف کا پھوپا لے کر اس پر سات بار مع بسم اللہ الحمد شریف پڑھے اور اسکے دائیں کان میں دو یا تین گھڑی بخار چڑھنے سے پہلے ڈال دے اور دوسرے کان میں جو پھوپا دوے اس پر چھ بار الحمد شریف مع بسم اللہ شریف پڑھے اگر یا نادر کوئی بڑا آؤ سَلَامًا عَلٰی اَبْرَاهِیْمَ بِرِیْ کی لکڑی پر اور نیلے سوت میں باندھ کر بخار والے کے گلے میں ڈال دے اور یہ عمل اس روز کرے جس روز بخار نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوگا۔

دفع مرگی کے لئے بِرَ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ اس آیت کو خون سفید یا سیاہ مرغ سے لکھ کر مریض کے گلے میں باندھے اور گوشت پکا کر حضرت پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی الحسنى و الحسینی رضی اللہ عنہ کے روح پر فتوح کے نام فاتحہ دیکر بخشدے اور یہ الفاظ بھی لکھ کر اسکے گلے میں ڈال دے یَا عَلِیْمُ غَیْرَ مَخْلُوْبٍ یَا صَانِعُ غَیْرَ مَقْهُوْرٍ یَا حَافِظَ غَیْرَ تَحْفُوْظٍ یَا نَاصِرَ غَیْرَ مُشْهُوْدٍ یَا شَهِیْدَ غَیْرَ مُشْهِدٍ سُبْحٰنَكَ یَا اِلٰهَ اِلٰهٍ اَنْتَ خَلَقْتَ اور صرع والے کے دائیں کان میں اور بائیں کان میں یہ کہے اور دم کرے عبد اللہ رومی دعا گفتمہ است۔ اور اگر تانبے کے پتر سے پر برزیک شنبہ ساعت اول میں یہ لکھے یَا قَتَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یَطَاقُ شِفَاؤُہُ اور دوسری طرف یَا مَذِلَّ کُلِّ حَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِصَعْرِ عَزِیْزٍ سُلْطٰنُہُ یَا مَذِلَّ لکھ کر ڈال دے تو انشاء اللہ مرگی والے کو آرام ہو جائے گا۔

خطرات نفس :- اگر دل لرزتا ہو اور خطرات و وساوس و حدیث النفس و خیالات فاسد آتے ہوں تو آیات کو برز جمعہ قبل از طلوع آفتاب سات پرچوں پر لکھے اور ہر یوم ایک ایک پرچہ گولی بنا کر نگل جائے تو انشاء اللہ آرام پائے وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا اَمْثَلَهُمْ طٰغِیْتٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ شَذَّ حَرُّوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ سیارہ قال المَلَاہ سورہ اعراف ۱۴۔ اگر تین بار بوقت وسوسہ آنے کے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر بائیں طرف تھو کے تو شیطان دفع ہو جائے گا۔ اور کلمہ شریف صِرْفَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یک صد بار اور

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ أَكْبَرُ آيَاتٍ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ گیارہ بار پڑھ کر دم کر دے تو انشاء اللہ تعالیٰ خطرات شیطانی سے محفوظ رہے۔

دفع خطرات قلب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحْضِلْتُ لَكُمْ بِهَيْمَةِ الرَّعَا مِائِثَلِي عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُجَلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُدُمُ رَأَيْتَ اللَّهُ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ اس آیت کو برتن میں لکھ کر اور پھر اس میں شہد آتش نارسیہ دھو کر نوش کرے تو سب خطرات و وسوس و شبہ انشاء اللہ ایسا کرنے سے جاتے رہیں گے۔

ایضاً: اور ایک مٹی کے برتن میں وَتَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ اَلَمْ رَعْفَرَان اور عرق گلاب سے لکھ سے لکھ کر سات یوم اسمیں پانی ڈال کر نوش کریں۔

ام الصبیان کے لئے:۔ اونٹ کی دم کی بالوں کی رسی سے کراس پر سورہ مزمل اکتالیس مرتبہ پڑھ کر گندہ لگا دے اور اسکے گلے میں ڈالے اور یہی سورہ تلوں کے تیل پر اکتالیس بار پڑھ کر دم کر دے اور اس بچے کو ہر یوم تا اکتالیس روز ناش کریں۔

دشمن کی زبان بندی اور دفع گریہ اطفال کے لئے:۔ وَخَشَعَتِ الرُّمُوتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ اَلرُّهْمُ سَايَهَ كَلِمَاتٍ لِّكَلِمَاتِهِ كِي نَلْكَى كَوَلِّ سِي بِنَا كَرِاسِ مِیں بند کرے اور بچہ بھی رونے سے چپ رہے۔ لیکن یہ ہرن کی جھلی پر لکھے اور مٹی کے برتن میں آریہ وَتَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ كَوَزَعْفَرَان و عرق گلاب سے لکھ کر سات یوم نوش کرے اگر خواب میں ڈراتا ہو یا بُری چیزیں نظر آئیں یا خواب برے آئیں تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۳ بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک بار اور کلمہ وَلَا يُوْدُّكَ لَا حَفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ پڑھ کر سو جائے اور اپنے پر دم کرے۔

دفعہ گریہ اطفال

يَا شَيْخَ مَسِيحَاتٍ لَا مُؤْنِ يَهْ دَعَا لَكُم كِرَا سَكِي مِیں ڈالیں۔ اگر کشتی کرنی ہو تو با وضو میدان رٹائی میں رو برو مخالفت کے یہ الفاظ پڑھیں اَلْغِيَاثُ يَا غُوْثُ اَلْغِيَاثُ يَا غُوْثُ اَلْغِيَاثُ يَا غُوْثُ اَلْغِيَاثُ يَا غُوْثُ اَلْغِيَاثُ يَا سَيِّدَ عَبْدِ الْقَادِرِ اَلْغِيَاثُ۔

جس شخص کا بول بند ہو جائے تو اِذَا سَلَسْتُ مَوْسَى لِقَوْمِهِ تَا مُفْسِدِيْنَ لَكُم كِرَا سِيْ اَلْغِيَاثُ تعالیٰ پشاپ کھل جائے گا۔

طحال کے لئے :- اگر طحال ہو تو اس کے لئے سورہ الممتحنہ لکھ کر ہم یوم پلائی جاوے طحال سے انشاء اللہ
تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔ اور اگر سورہ احزاب لکھ کر ڈبہ میں بند کر کے رکھے تو ٹھیکوں کے لئے کثرت
سے درخواستیں آئیں گی اور سورہ الم نشرح کسی ہندو کو لکھ کر دھو کر پلائی جاوے تو وہ تابع ہو جائے گا۔
حیوان فرما کر وار ہو۔ اگر یہ اَفْغَى دِیْنِ اللّٰهِ یَبْعُوْنَ فَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الرَّضِ طَوْعًا
وَ كَرْهًا وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ تک ۳ بار پڑھ کر گھوڑے کے کان میں پھونک دے تو وہ شرارت نہ
کرے گا۔ آرام سے منزل پہنچا دے گا۔

اولاد زینہ کے لئے :- اور جبکہ گھر میں اولاد نہ ہوتی ہو وہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھ لیا کرے
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ تَدْنِیْ ذُرِّیَّةً طَیْبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدَّعَآءِ۔

اور اگر سورہ فاطر جانوروں کے گلے میں لکھ کر باندھ دیں تو وہ ہر آفات سے محفوظ رہیں گے۔

حاکم کے خوف کے لئے :- اگر حاکم خفا و ناراض ہو تو یہ آیت پڑھے اور بازو پر لکھ کر باندھ لے تو
انشاء اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ فَسَیُکْفِیْکَہُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ انشاء اللہ چیز مل جائے گی۔

خاوند کی رضا مندی کے لئے :- اگر کسی عورت کا خاوند ناراض ہو تو وہ یہ آیت کریمہ دَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِذَا مَا تَعَذَّبَ تک کسی شیرینی چیز پر گیارہ بار پڑھ کر کھلاوے اور اول
آخر سات بار درود شریف پڑھے۔

اور جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس پر شیطان مُسَدَّنٌ ہو سکے گا۔

کتے وغیرہ سے بچنے کے لئے :- اگر کتے نے راستہ میں شور مچا رکھا ہو یا شیر نے راستہ بند کر رکھا
ہو تو سورہ کہف کو پڑھے اور آیت کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ گیارہ بار پڑھے تو کتا بھونکنے سے
رک جائے گا۔

اولاد کے لئے :- جو شخص اولاد سے مایوس ہو وہ ہمیشہ نماز کے بعد تین مرتبہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا
وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَٰرِثِیْنَ پڑھ لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ صاحب اولاد ہوگا۔

زہریلے جانور سے بچنا :- اگر کسی کوند ہر ملی چیز کاٹے تو اس درود کے چوگرد انگل گھماوے اور ایک سانپ
سے وَ اِذَا بَطَشْتُمْ نَبِطْشَتُمْ حَبَّارِیْنَ ہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوگا۔

اگر چوٹی کثرت سے نکلے تو آیت یَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْخُلُوا مَسَاجِدَكُمْ تَأْتِيهِمْ لَاشِعْرُونَ تک لکھ کر حیونیوں کے سوراخ پر رکھ دے۔ وہ سب کی سب اپنی سوراخ میں داخل ہو جائیں گی۔
 بھاگے ہوئے کے لئے :- اگر کوئی شخص بھاگ گیا ہو تو اس آیت کو لکھ کر کسی پر خستے باندھے اور اسکو ۶ مرتبہ گہاڑے تو وہ بھاگا ہوا ضرور آجائے۔ ۲ روزہ عمل کرے۔ قَرَدَ ذُنُّهُ إِلَىٰ أُمِّهِ سَكَّةً لَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنُ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ اور دو نفل پڑھ کر یکصد بیس مرتبہ یہ الفاظ تا چالیس روز پڑھے اِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدٌ لِّى مَعَادٍ ط
 ناف کے لئے :- اگر ناف ٹل جائے تو اسکے لئے یہ آیہ کریمہ ذَلِكْ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ لِّكُمْ كِرْنَاثٍ پر باندھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہوگا۔

فسادی کو شہر سے نکالنا :- اگر کسی شہر ظالم آدمی کو شہر سے نکالنا ہو تو آیت وَلَقَدْ أَقْتْنَا سُلَيْمَانَ وَاقْتْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ہر روز سات سرخ گھونگی پر ایک بار تا بہت روز تک پڑھے اور ہر یوم کنوئیں میں ڈالتا جاوے۔ لیکن سات یوم تک ترک حیوانات ضرور کرے اور ساعت زحل یا مریخ میں لکھے۔

اگر کسی مکان سے کوئی آدمی بھاگ گیا ہو تو یہ آیت کو رے کپڑے کاٹے ہوئے پر لکھے اور چور یا بھاگے ہوئے آدمی کا نام بھی لکھے اور اس مکان میں میخ گاڑ دے تو انشاء اللہ تعالیٰ مطلب حاصل ہوگا۔
 وَلِكُلِّ وُجْهَةٍ هُوَ مَوْلَاهُمَا فَاَسْبِقُوا الْخَيْرَاتِ اَيْنَمَا تَكُونُوا يَاتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا اِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ایضاً۔ اگر کوئی چیر جاتی رہے اور چور قابو نہ آئے تو سورہ والضحیٰ کو ساٹھ مرتبہ پڑھے اور شہادت کی انگلی سات مرتبہ سر کے چوگرد گھمائے اور پھر سات مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دستک دیوے یعنی اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارے تو انشاء اللہ تعالیٰ گھیا ہوا مال واپس آجائے دعا یہ ہے اَصْبَحْتُ فِيْ اَمَانٍ اللّٰهُ وَاَمْسَيْتُ فِيْ جَوَارِ اللّٰهِ اَمْسَيْتُ فِيْ اَمَانٍ اللّٰهُ وَاَصْبَحْتُ فِيْ جَوَارِ اللّٰهِ ۔

ایضاً :- اگر مرغی کے انڈے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تبارک الذی تاجید تک یہ آیتیں پڑھ کر دی جائیں جب خشک ہو جائیں تو اسکو تیل میں چیر دو اور ایک نابالغ لڑکے کے سامنے رکھ دو اور سورہ یسین پڑھنی شروع کر دو اور اس سے دریافت کرتے جاؤ انشاء اللہ سب راز راز کا بتلا دیگا۔

چور کا پتہ لگانا۔ ایک مشک لے کر اس پر آیت الکرسی اور یہ سات نام لکھ دے۔ نوح۔ لوط۔ صالح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ سلوات اللہ علیہم اجمعین اور ہر ایک نام پر تبارک پھر آیت الکرسی مع اس دعا کے پڑھے اور مشک میں پھونکے۔ جب یہ سات دفعہ پوری آجائیں تو مشک کا منہ خوب باندھ کر کسی جگہ گھر میں لٹکا دے۔ انشاء اللہ چور کا پیٹ سخت پھول جائے گا اور مال لے کر واپس آئے گا۔ لیکن یہ عمل مریخ یا زحل کے وقت میں کرے۔ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمَا اَرْسَلْتَ اَنْ تَنْفَخَ نَبْطَنَ هٰذَا السَّارِقِ کَمَا نَفَخْتَ هٰذَا الْقَرِیَّةَ۔

ایضاً مشک پرانی کا ٹکڑا لے کر اس پر پرکار سے دائرہ بنا دے اور دائرہ کے اندر یہ آیت قُلْ اَسْتَغُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اِلَیْهِمْ اَشْکٰکُمْ وَاَنْتُمْ اَنْتُمْ اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی واپس مال دے گا۔ یہ آیت سپارہ وَاِذَا سَمِعُوا رُکُوْعَ ۱۴ سورہ النعام میں ملاحظہ کریں۔

کاروبار میں رولت :- اگر دکان پر کسی طالب علم آدمی کے کرتے پر بروز جمعرات با وضو لکھ کر لٹکا دے تو خوب آمدنی انشاء اللہ شروع ہو جائے گی۔ اگر نکاح کی غرض ہو تو بطور تعویذ بنا کر باندھے یا بیکار آدمی اسکو تعویذ بنا کر باندھے تو باکار ہو جائے۔ آیت یہ ہے قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنۢ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنۢ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

دشمن مغلوب ہوں :- اگر کسی شخص کو دشمن بہت ستائیں تو وہ شخص بروز اتوار طلوع آفتاب سے پہلے درخت بید کے تن سے لائے بشرطیکہ اسکو جائے وقت اور لکھتے وقت کوئی شخص نہ دیکھے اور ایک طرف پتے کے یہ آیتیں لکھے اور دوسری طرف دشمنوں کے نام لکھے اور ہر یوم وہ ہر ایک پتہ ان کے گھر میں یا ان کے پانی پینے میں ڈالیں انشاء اللہ وہ خانہ برباد ہو جائے گا اور دشمن تباہ ہوگا۔ یہ عمل تین یوم کریں آیتیں یہ ہیں وَتَوَتَّرٰی اِذَا الظَّالِمُوْنَ فِیْ عُصْرَاتِ الْمَوْتِ تَاتُرَعْمُوْنَ تک لکھے سپارہ ، وَاِذَا سَمِعُوا رُکُوْعَ ۱۴۔

کھیت کو چوہوں وغیرہ سے حفاظت :- اگر کھیت کو چوہا یا مڈی یا کوئی کیڑا کھاتا ہو تو ان آیات کو چار دفعہ زیتون پر بروز بدھ وار قبل از طلوع آفتاب لکھ کر ہر گوشہ میں دفن کرے اور گاڑتے وقت ان آیات

تک سارہ ۱۲ اَوْ مَا أُبْرِي ۱۵۔

پھل نگرانا :- اگر سورہ نخل کو کسی باغ یا مجمع میں لکھ کر رکھ دیا جائے تو اس باغ کے تمام پھل گر جائیں گے اور مجمع پر انگندہ و ہلاک و تباہ ہو جائے گا لیکن یہ عمل اخیر ماہ کی اول ہفتہ کی اول ساعت یا زوال میں کرے۔ ناحق کسی پر ظلم نہ کرے خدا سے ڈرے۔ اور جس کی زبان نہ چلتی ہو صورت اسکو سورہ بنی اسرائیل لکھ کر ہم روز تک پانی چائے تو انشاء اللہ تعالیٰ زبان کھل جائے گی۔

ادائیگی و تسخیر :- اگر سورہ کہف کو لکھ کر کسی بوتل میں بند کر کے رکھ دیں تو اسکی برکت سے قرضہ دور ہو جائے گا اور محتاجی جاتی رہے گی اور شیطانوں کے ایذاؤں سے محفوظ رہے گا۔ اگر قرضہ بہت ہو جائے اور کوئی صورت اسکی ادائیگی کی نہ بن پڑے تو یہ درود شریف یکصد بار تا اکتالیں روز پڑھے اور سجدہ میں گر کر قرضہ کی ادائیگی کے لئے دعا مانگے اور استغفار ۷ بار پڑھے تو انشاء اللہ قرضہ جلدی ادا ہو جائے گا۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَرَبِّكَ وَرَبِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اور یہ عمل شروع ماہ میں شروع کرے۔ اگر بہت جلد کام لینا ہو تو نماز کیمیا بایں طور پڑھے۔ الحمد شریف پڑھ کر شر بار و من یثیق اللہ یجعل لہ عَجْرًا وَیَرْزُقْ مِنْ حَيْثُ لَا یَحْتَسِبُ اور دوسری رکعت میں بعد از الحمد شریف کے وَمَنْ یَتَوَقَّلْ عَلٰی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا اور یہ پڑھ کر نماز پوری کرے اور بسجود ہو کر یہ کہے اے اللہ خداوند کریم اپنی نہر بانی سے میرے قرضہ کو دفع فرما دیجئے اور یہ عمل جمعرات کو چندی سے شروع کرے تا چالیس رات ایسا ہی کرے انشاء اللہ قرضہ بہت جلد دفع ہو جائے گا۔

تسخیر کے لئے :- اول گیارہ دفعہ درود شریف پھر اسم یا مغنی یکصد گیارہ بار پھر سورہ مزمل شریف گیارہ بار پھر درود شریف گیارہ بار پڑھ کر ختم کرے اور دعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تسخیر شروع ہو جائے گی۔ لیکن یہ عمل چالیس روز بعد از نماز تہجد کیا کرے اور مقام و بدن بوقت پڑھنے کے اضطراب ہونا چاہیئے اور مقام الگ ہو جہاں کسی کا آواز نہ آوے۔

غیبی رزق کے لئے :- اگر کوئی شخص اسم یا زرق ۳۱۹ بار بوقت صبح و عشاء ہمیشہ پڑھا کرے تو غنی ہو جائے اور بہتر ہے کہ ہر نماز کے بعد وظیفہ رکھے اور ہر جمعہ کی رات بعد از نماز عصر اپنے ناخن ترشوا دیا کرے۔ اگر کوئی طالب استقدر تنگ ہو کہ روٹی بھی اسکو میسر نہ ہوتی ہو تو وہ سورہ الحمد مع بسم اللہ ایک مرتبہ

اولاد نہ ہوتی ہو یا درج کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو اسکے لئے ستارہ شمس میں یا مشتری میں چھ پیسہ کی شیرینی
 باللہ تقسیم کر دے پھر یہ تعویذ سات عدد لکھے اور غسل حیض کے بعد وہ عورت ہر روز ایک تعویذ پانی میں گھول
 کر پیا کرے انشاء اللہ صاحب اولاد ہو۔

| | | | | | | |
|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|
| س | س | س | س | س | س | س |
| جمع | جمع | جمع | جمع | جمع | جمع | جمع |

اور اس تعویذ کو لکھ کر عورت کے دامن پر غسل حیض کے بعد باندھنا چاہیئے۔

| | | | |
|-------------|----------|-----|--------|
| سیح ہو جعفر | اندا ہوا | ادع | ما حوم |
|-------------|----------|-----|--------|

اور اس دعا کو زعفران سے لکھ کر موم جامہ کر کے عورت کی کمر میں باندھ دینا چاہیئے وعایہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ هُوَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ حى حى حى
حى حى حى قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم قیوم وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۵۔

ایضاً عقیمہ کے لئے بزعفران و گلاب سے ہرن کی جھلی پر یہ آیت لکھ کر بعد از غسل حیض اسکی گردن میں باندھے آیت یہ ہے **وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الرُّمُومُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْعُمُومُ** **قُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُرْجِمُونَ (سورہ رعد)**

اور ہم عدد لونگ لے کر ہر ایک لونگ پر سات بار یہ آیت پڑھے اور وہ عورت سوتے وقت

کھائے۔ لیکن پانی اوپر سے نہ پیئے۔ اور ان دنوں میں مجامعت بھی ضرور کریں۔ آیت یہ ہے اَوْ كُظُمْتُ
فِي جَحْرِ لُجِي يَعْشَاكَ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَكَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذْ
اَخْرَجَ يَدَاكَ لَمْ يَكُنْ يَدَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ (سورہ نور)

عقیمہ کے لئے بر اور یہ آیت بھی عورت کے گلے میں ڈالے لیکن وہ مرد اور عورت نماز پڑھیں اور
استغفار کریں آیت یہ ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا
يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ
اَنْهَارًا مَا لَكُمْ لَا يَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا لَّهِيَ عَصَا عِيسَى (سورہ نوح)
استحاط حمل کے لئے: ایک رنگا ہوتا گا کسم کے رنگ سے لے کر اس پر نو گرہیں لگا دیں اور ہر گرہ
پر آیت قل یا ایہا الکفرؤن پڑھ کر پھونکے اور تاگا اسکے قد کے برابر ہونا چاہیئے وَاَصْبِرُوْا مَا
صَبَّرَ لَكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَلٰلٍ مِّمَّنْ يَمْلِكُوْنَ - اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
وَالَّذِيْنَ هُمْ يُحْسِنُوْنَ۔

دروزہ کے لئے: اس آیت کریمہ کو لکھ کر پارچہ میں لپیٹ کر اسکی بائیں ران پر باندھنے سے اشاء اللہ
تعالیٰ رٹکا بہت جلدی اور آسانی سے پیدا ہوگا۔ وَالْقَتُّ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاِذْنْتُ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ
اِهْبَاءِ شَوَاهِدًا (سورہ الشقاق) ہاں اگر شیرینی پر یہ سورہ اول سے حت تک پڑھ کر اس عورت کو کھلاؤ
تو بھی اشاء اللہ تعالیٰ وہ عورت با سانی بچہ جنے گی اور اگر عورت بچہ حستی ہو اور وہ مر جائے ہوں تو انکے
لئے والشمس بروز سوموار بوقت زوال چالیس مرتبہ جواشن اور مرج سیاہ وزن ایک سیر لے کر اسپر پڑھے اور
ہر بار درود شریف بھی پڑھے اور اسی سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اور وہ عورت حمل سے تاثیر
پلانے تک بلاناغہ کھایا کرے اور یہ دعا پانچ عدد لکھ کر ایک تو عورت بعد از غسل حیض گلے میں ڈالے اور
باقیوں کو لوٹا کورا میں بند کر کے ہر پار گوشہ اندر میں دفن کر دے اور جب رٹکا پیدا ہو تو وہ گلے کا لوز اس
کے گلے میں ڈالے اور نماز کو ہرگز نہ چھوڑے۔ دُعَايِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَحَسْبِيَ اللّٰهُ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنَّهٗ
مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ تَعَالٰ عَلٰى وَاَتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ قَالَ عَفَرْتُ
مِنَ الْحَقِّ اَنَا اَتَيْتُكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْا مِنْهُ مَقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيْ اٰمِيْنَ۔ قَالَ خَيْرٌ

حِفْظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اور یا ہُو ہر یوم وہ عورت بلا ناغہ پانی میں گھول کر
پی لیا کرے لیکن یہ تمام عمل تین ماہ گزرنے پر کرے۔
اور یہ تعویذ اس عورت کے گلے میں ڈالے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

| | | |
|---------|---------|---------|
| یا اللہ | یا اللہ | یا اللہ |
| یا اللہ | یا اللہ | یا اللہ |
| یا اللہ | یا اللہ | یا اللہ |

۴۸۶

| | | |
|---------------|---------|---------------|
| یا رب جبرائیل | یا قیوم | یا رب میکائیل |
| یا قیوم | یا قیوم | یا قیوم |
| یا رب اسرافیل | یا قیوم | یا رب عزرائیل |

اگر یہ تعویذ عورت کی بایں ران پر باندھ دیا جائے
تو نہایت مفید ثابت ہوگا۔

۴۸۶

| | | |
|---|----|-----|
| ب | ط | د |
| و | لا | ج |
| د | ا | ح ۲ |

برائے کرنگ

اس آیت شریفہ کو روز بدھ و ار روتی کے اوپر لکھ کر اس عورت کو تا ہفت روز بوقت صبح کھلا دے
اور ہر یوم سے سرے سے لکھے آیت شریفہ یہ ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ
كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِالْأَعْيَارِ هُمْ تَلْمِذَاتٌ مِّمَّنْ هُمْ أَتَوْا لَقَوْلُوكَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
لِّعَالَمِينَ (سورہ نون)

برائے گریہ اطفال :- اگر بچہ کا بہت روتا ہو تو اس کے گلے میں یہ تعویذ لکھ کر باندھیں آیت یہ ہے شَهِدَ
اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالنُّفُوسِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ
عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا تَسْلَمَ

الْيُسْمَاءُ بِسْمِ اللَّهِ شَافِي بِسْمِ اللَّهِ كَافِي بِسْمِ اللَّهِ عَالِي بِسْمِ اللَّهِ مُتَعَالِي بِسْمِ اللَّهِ
خَيْرُ الْأَسْمَاءِ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يُفْضَرُ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ الشَّيْءُ

الْعَلِيمُ وَجَقَ وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا۔
اگر عورت یا کسی گائے وغیرہ کا دودھ بہت کم ہو تو سورہ حجرات کسی چینی کی رکابی نئی میں لکھ کر ہم روز پلا میں
تواشاء اللہ تعالیٰ دودھ بہت آیا کرے گا۔

آگ لگنے سے حفاظت :- اگر کسی جگہ آگ لگ جائے تو اس پر سات مرتبہ یہ آیت قُلْنَا يَا
نَارُ كُونِي بَرْدًا وَادْنِي مَّا عَلَيَّ اَبُو اِهِيْمَ پڑھ کر پھونکے یا کوری ٹھیکری پر لکھ کر اسمیں ڈال دے اور اصحاب
کہف کے اسماء مبارک پیالہ میں تحریر کر کے اور دھو کر آگ میں ڈال دے تو آگ سرد ہو جائے گی۔
مکھی یا چھرے سے حفاظت :- اگر مکھی یا چھرے تلے تو دریا کی بالوریت تھوڑی سی لے کر اس پر یہ آیت
۲۱ بار پڑھے اور اس مکان میں چھڑک دے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قَالَ اللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَ
هُوَ اَحْسَنُ الرَّاحِمِيْنَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهُ ذَنْبَكَ وَزَوْجَكَ۔
برائے دفع موش :- اگر کھیت کو موش خراب کرتے ہوں تو سورہ تبت لکھے اور اسکے بعد یہ
دعا لکھ کر کھیت میں کسی گوشہ پر رکھ دے اَيُّهَا الْفَارَارُ حَلْ مِثَاقًا لِّمَنْ تَوَحَّلْ فَاَذِنُ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ اَلْصَّرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهِ قُلُوْبُهُمْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

بند کروں باران :- اگر بارش بند نہ ہوتی ہو تو سات کنکریاں پاک پر سات مرتبہ ہر ایک کنکری پر فاتحہ
اور یہ آیت پڑھے اور کسی ایسی جگہ رکھ دے کہ جہاں ان پر بارش نہ پہنچے۔ اگر بارش کو پھر جاری کرنا ہو تو
ان کو دریا میں ڈال دے وَقِيلَ يَا اَرْضُ اِنْبِغِيْ مَا عَٰلِكَ تَالِقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔
سانپ سے بچنے کے لئے :- اگر کسی شخص کو سانپ یا بکھو یا اور کوئی جانور موزی زہریلا کاٹے تو یہ
دعا سات بار پڑھ کر قند سیاہ پر دم کر کے کھلا دے یا شربت کر کے پلا دے الحمد شریف اکتالیس
بار پڑھ کر دم کرے اور موم گرم کر کے اس درو پر لگائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
مِنْ شَرِّ كُلِّ غَفْرَبٍ وَجَسَدٍ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا اَوْ اَكِيْدُ كَيْدًا فَتَهْلِكُ الْكُفْرِيْنَ اَمَّهُلْهُمْ رُوْبًا
دِلْوَانہ کتے کے زہر سے بچنے کے لئے :- اگر کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا تو یہ تعویذ لکھ کر اسکے گلے
میں ڈالے اَلْحَفِيْظُ يَا سَلَامُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور چالیس روز روٹی پر یہ آیت لکھ کر اسکو کھلا دے بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا اَوْ اَكِيْدُ كَيْدًا فَتَهْلِكُ الْكُفْرِيْنَ اَمَّهُلْهُمْ رُوْبًا۔
جس کو باری سے سانپ کاٹے اسکے گلے میں یہ تعویذ لکھ کر ڈالیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

س ل ا م ق و ل ر م ن ر ب ا ر ح ي م

اگر باری کا بخارا آتا ہو تو گیارہ بار سورہ فاتحہ ۳ عدد مرچ سیاہ اور ڈھائی پتے نیم پر دم کر دے اور مرین

ان کو کوٹ کر پی جائے۔

تنب باری :- سورہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝۳ باری تین پرچوں پر لکھے اور گوئی بنا کر اسکو دیدے اور وہ بیمار ایک دو گھنٹے بخار ہونے سے پہلے پانی نیم گرم سے نکل جانے اور یہ عمل تین باری ضرور کرے انشاء

تعالے آرام ہوگا۔ اور اسکے بائیں ناخنوں پر کھڑکی ع ص اور دائیں ہاتھ کے ناخنوں پر ح م ع
س ق ضرورت تحریر کر دے۔ لیکن یہ بھی تین باریوں میں عمل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فضل کر دے گا۔

محبت کے لئے :- اگر ظالم حاکم یا کسی کے ساتھ کوئی کام ہو یا راستہ میں چوروں وغیرہ کا خوف ہو تو ان آیات کو گیارہ بار پڑھ کر اپنے پر دم کر کے چل پڑے انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت و خطرہ سے امن میں رہے۔ اِنَّا لَنْ نَعْبُدَ

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ يَا سَرِيعَ الْفَعْلِ يَا قَادِرَ الْمُقْتَدِرِ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ يَا عَلِيمَ غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ وَآمِينَ يَا تَهَّارَ يَا عَزِيزَ

برکت رزق کے لئے : اگر نمک پر ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور کھانے وغیرہ میں ڈال دے تو انشاء
تعالیٰ کھانے میں برکت ہوگی۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْغَنِيُّ الْهَادِي الرَّزَاقُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَرِيمُ الْوَدِيدُ

اَلْوَهَّابُ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ هُوَ اَنْجَادُ التَّفَضُّلِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ
اَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ۔ اگر ۲۵ دانہ گیہوں پر ایک ایک بار آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ

اخیر تک پڑھ کر دم کرے اور غلہ میں رکھے تو غلہ میں برکت ہو اور ہر بلا سے محفوظ رہے اور اس کو
رزاق کو ۳۱۶ مرتبہ فجر کی نماز کے بعد پھاڑا کرے رزق میں کشائش ہوگی۔

خنازیر کے لئے :- ایک چمڑے کا تسمہ بقدر مریض باریک سے کر اس پر اکتالیس گرہ لگائے اور ہم
گرہ پر یہ دعا پڑھ کر پھونکے اور مریض کے گلے میں ڈال دے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ

اللَّهُ وَقَوْلَ اللَّهِ وَاعْظِمِ اللَّهَ وَبُرْهَانَ اللَّهِ وَسَلْطَانَ اللَّهِ وَكُتُبِ اللَّهِ وَجَوَارِ اللَّهِ وَأَمَانَ اللَّهِ
وَجِرَّ اللَّهِ وَصَنَعَ اللَّهَ وَكِبْرِيَاءِ اللَّهِ وَنَظِيرِ اللَّهِ وَبَهَاءِ اللَّهِ وَجَلَالِ اللَّهِ وَعَمَالِ اللَّهِ لِأَلِ اللَّهِ

اَللّٰهُمَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجَدَ -
 اَيْضًا :- اگر بکری کے چمڑے سے تسمہ ڈیڑھ گز لے کر اسپر ۱۴ مرتبہ پڑھے اور یہ اور ہر گز ۵۰ پڑھ کر بھونکے

جائے تاکہ کتابیں گرہ ہو جائیں۔ تو مریض کی گردن میں باندھیں اور اول آخر پانچ پانچ بار درود شریف ضرور پڑھیں۔ فقط۔

بہر حاجت کیلئے

یَا بَدِیُّعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ یَا بَدِیُّعَ بَارِعَ یَوْمِ بَعْدَازِ نَمَازِ صَبْحِ بَارِعَ صَدْرَ بَارِ اسکو پڑھ لیا جائے اور اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لیا کریں انشاء تعالیٰ ہر کام بخیر و خوبی انجام پائیں گے۔

جدائی کے لئے

بکری یا بکرے کے دائیں شانہ کی سالم ہڈی کے کراس پر یہ آیت لکھے اور کسی پرانی تبریس و تن کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَالْقِنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۝ فَلَائِ نَبْتَ فَلَائِ۔ فلاں کے لئے قیامت تک جدائی ہو جائے۔

ایضاً:- یہ آیت لکھ کر کتے کو کھلائے تو ان میں ضرور جدائی ہو جائے گی لیکن یہ دونو عمل ساعت زحل یا مریخ میں کریں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِذَا بَلَغْتَ الشَّرَاقِیَّ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ وَطَقَّ آتَشُهُ الْفِرَاقِ فَلَائِ بِنِ فَلَائِ میں عداوت ہو۔

ایضاً:- درخت سبز کی شاخ پر سات جگہ یہ لفظ بدوح لکھے اور کاٹتے وقت یہ لفظ زبان سے کہے قَطَعْتُ قَلْبَ فُلَانٍ عَنْ فُلَانٍ۔

ایضاً:- اگر عورت کا مرد زانی ہو اور مزنیہ جدا کرنا چاہے تو یہ اسماء مبارک لکھ کر اپنے پاس رکھے ۷۸۶ عَقَدَتْ سَمْعَكَ وَبَصْرَكَ وَذَكَرَكَ لَا یَقُومُ اِلَّا فِی الْحَلَالِ بِحَقِّ هٰذَا لَا اِلٰهَ سِوَا ۱۱۱۶ ۱۵۴۵ ۱۶۱۶ ۱۷۱۷ ح ۷۸۶ ۱۲۶۸ اَجِیْبُوْا یَا حُذَّامِ هٰذَا لَا اِلٰهَ سِوَا ۱۱۱۶ عَقْدِ ذَكَرِ فُلَانٍ عَنِ الْحَرَامِ فُلَانِ کی جگہ نام مرد کا لکھنا چاہیئے، اگر عورت زانیہ ہو تو چڑیا کے خون میں تھوڑا سہاگہ ملا کر بدن پر ملے اور اس سے صحبت کرے تو وہ عورت پھر کسی کو پسند نہ کرے گی۔ اور یہ نقش ذکر پر لکھے ۱۱۱۶ ۱۵۴۵ ۱۶۱۶ ۱۷۱۷

کشائش رزق و تسخیر خلائق کے لئے

پہلی رات جمعرات یا جمعہ کی صبح کو با طہارت یہ وظیفہ شروع کرے اور با تصور ہم روز پڑھے مخلوقات خدا انشاء اللہ تعالیٰ مسخر ہو جائے گی۔ اول آخر دس دس بار درود شریف اور ان اسماء کو الگ الگ

دس بار پڑھتے اور پڑھتے وقت اپنے مطلب کا دھیان ضرور رکھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
 یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَوْوُفُ یَا عَظُوْمُ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ یَا عَلٰمُ السِّرِّ اَوْ یَا مُقَلِّبُ
 الْقُلُوْبِ اِیَّاكَ نَعْبُدُکَ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یَا سَرِیْعُ یَا قَرِیْبُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
 یَا قَادِرُ یَا مُقْتَدِرُ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَعْطَیْتَ عَلَیْهِمْ یَا حَکِیْمُ یَا عَلِیْمُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ
 وَرَہُ الصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنُ یَا قَهَّارُ یَا غَزِیْرُ مراد پوری ہوگی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ
 اِیَّاكَ نَعْبُدُکَ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔

حاکم ظالم کے لئے :- اور اگر حاکم ظالم ستائے تو سورہ رعد شب تاریک میں آگ کے سامنے تہی
 رکابی میں لکھ کر اسکے دروازہ پر اسکو دھو کر اسکا پانی ڈالے تو رعیت اس سے برگشتہ ہو جائے گی۔ اگر شب
 تاریکی حالت برق و رعد میں رکابی نئی پر آگ کے سامنے لکھے اور پانی باران سے دھو کر اس ظالم حاکم کے در پر اسی
 روز ڈال دے تو انشاء اللہ وہ ظالم جلدی اس جگہ سے معزول ہو جائے گا۔

اگر ظالم کو بیمار کرنا منظور ہو :- اگر ظالم کو بیمار کرنا منظور ہو تو ایک تختی آسن کی لے کر اس پر یہ آیت تحریر
 کریں وَ اِذْ قَالَ هُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یَا قَوْمِ اِنِّکُمْ ظَلَمْتُمْ تَاُوَابُ الرَّحِیْمِ اور اسکی نیچے اسکا نام
 اور اسکی والدہ کا نام لکھ کر آگ کے نیچے رکھ دے اور اسکو پکارے تو وہ شخص ظالم مرض میں گرفتار ہو
 جائے گا لیکن عامل کو لازم ہے کہ شریعت کے احکام سے تجاوز نہ کرے۔

دفعہ جنات کے لئے :- اگر جنات ستاتے ہوں یا اینٹیں کسی مکان میں پھینکتے ہوں تو یہ آیت
 ۲۵ بار پڑھ کر ہر ایک بوسہ کی منہ پر دم کر کے ہر چار میخوں کو مکان کے ہر کونے پر گاڑ دے۔ آیت
 یہ ہے اِنَّہُمْ یَلْبِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکْیْدُ کَیْدًا فَتَہْلِلُ الْکَافِرِیْنَ اَمْہَلْہُمْ رُوْیْدًا اور اسماء

اصحاب کہف کو لکھ کر چار دیواری میں چسپاں کر دے بِسْمِ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ اِسْمُہُ اللّٰہُ یَا اللّٰہُ
 بحرمت شیخ عبد القادر جیلانی شیعنا اللہ الہی بحرمت مُحَمَّدٌ قَالِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ یٰلَاحِنَا
 وَ کَسْبِیْنَا کَشَفُوْطُطْ اَذْرِ فُطِیوْلُسْ کَشَا فُطِیوْلُسْ تَیُوْلُسْ یُوْلُسْ بوس اسم علیہم
 قطب پیر :- اگر کوئی شخص ان اسماء طیبہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو شر و شمن وغیرہ بلیات سے محفوظ رہے
 اگر مال و اسباب میں رکھے تو برکت ہو اور چوری و آگ و غرق ہونے سے وغیرہ آفات سے محفوظ رہے

اگر روزہ کے وقت لکھ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے تو جلدی تولد ہو۔

طعام بڑھانے کے لئے :- اگر نمک طعام پر چالیس مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور کھانے وغیرہ میں ڈال دے تو انشاء اللہ برکت ہوگی۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْغَنِيُّ الْهَادِي الرِّزَاقُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْكَرِيمُ الْوَاسِعُ الْوَهَّابُ ذِي الطُّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْجَوَادُ الْمُتَفَضِّلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ۔

دیگر :- اگر ۲۵ دانہ گہوں پر ایک ایک بار آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ سے آخر تک پڑھ کر دم کرے اور غلہ میں رکھے تو غلہ میں برکت ہو اور ہر بلا سے محفوظ رہے اور اسم یا رزاق کو ۳۱۶ مرتبہ فجر کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے رتق میں کشائش ہوگی۔

دافع بلاء ووباء حیوان والنسان کے لئے

اگر حیوانوں و انسانوں میں مرض و بلاء شروع ہو جائے تو ان سب کو پاک مکان میں جمع کر دیں اور سات مرتبہ اذان کہیں پھر سورہ فاتحہ ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور پندرہ بار سورہ اخلاص اور سات مرتبہ سورہ تغابن یا آواز بلند پڑھیں تاکہ تمام حیوان و انسان سن لیں اور ان کے کانوں میں آواز پہنچ جائے اسی طرح سات یوم کریں اور یہ تعویذ لکھیں اور پانی میں ڈال کر اس پانی کو ان کو چھٹے مارے اور یہ بھی سات روز لکھیں۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ يَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ إِدْفِعْ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ الْجَحْتَانِ عَنْ مَوَاشِينَا أَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهْدِيُّ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

۷۸۶

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| گ | ہ | ی | ع | ص |
| ع | ص | ک | ہ | ی |
| ہ | ی | ع | ص | ک |
| ص | ک | ہ | ی | ع |
| ی | ع | ص | ک | ہ |

اسکو انگشتی چاندی میں ساعت مشتری یا زہرہ میں کھدائے اور اپنے پاس رکھے اور عزت پائے اور اگر سر ہانے میں رکھے تو استخارہ کا کام دے۔

اگر اس تعویذ کو ساعت زحل برہر شنبہ تب رزہ اور صاحب فارج و لقوہ کے گلے میں لکھ کر ڈالے

| | | |
|---|---|---|
| ۸ | ۱ | ۶ |
| ۳ | ۵ | ۷ |
| ۴ | ۹ | ۲ |

توانشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو۔

۷۸۶

| | | | |
|----|----|----|----|
| ۶ | ۹ | ۱۴ | ۳ |
| ۱۳ | ۷ | ۲ | ۱۳ |
| ۱ | ۱۲ | ۱۱ | ۸ |

۷۸۶

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ک | ۵ | ی | ع | ص |
| ع | ص | ک | ۵ | ی |
| ۵ | ی | ع | ص | ک |
| ص | ک | ۵ | ی | ع |
| ی | ع | ص | ک | ۵ |

۷۸۶

| | | |
|---|---|---|
| ۶ | ۷ | ۲ |
| ۱ | ۵ | ۹ |
| ۸ | ۳ | ۴ |

یہ نقش ہر مجلس میں عزت پانے کے لئے
اپنی دستار میں شمس کی ساعت میں لکھ کر رکھے۔
اسکو انگشتری چاندی میں ساعت مشتری
یا زہرہ میں کھدائے اور اپنے پاس رکھے اور عزت
پانے اگر سر ہانے میں رکھے تو استیلاہ کا کام
دے گی۔

محبت کے لئے اگر اسکو بروز ۲ شنبہ ساعت
قمر میں لکھے اور اپنے پاس رکھے تو مفید ہے۔

تسخیر و کشائش رزق کے لئے

جو شخص بیس یوم ہر یوم ایک ہزار مرتبہ اللہ الصمد پڑھ کر اپنے گھر کے اندر دم کرے تو مخلوقات اس
کے پاس جمع رہے اور محبت کرے لیکن ہر یوم پانی دریا سے غسل کرے اور روزہ بھی رکھے اور بیس یوم
تک ترک حیوانات بھی کرے اگر کسی شخص کو اپنے اوپر عاشق کرنا مطلوب ہو تو ان سے اسم اللہ الصمد کو
بعد از نماز عشاء یکصد بار پڑھ کر اسکی طرف دم کرے تو مراد پوری ہوگی اگر رجال الغیب مسخر کرنے منظور ہو
تو اسم اللہ الصمد ستر ہزار بار پھری زمین پر گاڑ کر پڑھے اور یہ عمل جنگل میں کرنا چاہیئے۔
اور ہوا کو مسخر کرنے کے لئے ہر یوم ہزار بار اللہ الصمد پڑھنا چاہیئے۔ اگر کسی ظالم کے گھر کو جلا نا منظور
ہو تو اللہ الصمد کو چالیس روز روزے دار ہو کر ایک ہزار بار کسی خاک پاک پر پڑھ کر اسکے گھر میں ڈالے
تو وہ گھر جل کر تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر دولت مندی کے لئے پڑھے تو دریا کے کنارہ پر چالیس روز
بیٹھے اور ہر یوم تازہ غسل کرے فجر کی نماز کے بعد بیس ہزار اور باقی ہر نماز کے بعد ہزار بار اسم اللہ الصمد پڑھ
لیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ تنگدستی دور ہو جائے گی۔

اگر اسم اللہ الصمد کو پانچ روز روزانہ بارہ ہزار بار پڑھے اور یہ راز کسی سے نہ کہے تو سانپ بچھو وغیرہ

جانور موذی فرمانبردار ہو جائیں گے۔

اگر کسی کو بوا سیر خونی ہو یا بادی ہو تو اس کے لئے قبل از آفتاب بعد از نماز فجر بروز جمعہ یا پیر لکھ کر کر
پر باندھے تو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَحِیْمُ عَلٰی
صَبْرِیْخَ وَ مَكْرُوْبِیْ یَا رَحِیْمُ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔
دروم سر کے لئے :- سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرُ السَّمَاوَاتِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ
الْاَرْضِ وَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ بِسْمِ اللّٰهِ اَسْمَاءُ وَ بَرَکَاتُہُ وَ شَفَاعَةُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضِرُّہُمْ اَسْمَاءُ شَیْءٍ
فِی الْاَرْضِ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

دروم شقیقہ کے لئے :- یہ آیت سات بار پڑھے اور دم کرے قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
قُلِ اللّٰهُ اَفْتَحْذٰتُمْ مِنْ دُوْنِہِ اَوْ یَاۤءَ لَا یَمْلِکُوْنَ نَفْعًا وَّلَا ضَرًا۔



ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِنْ رَبِّکُمْ

ہدایات اوقات کے پچاننے کی

برائے ناف

اسکو لکھ کر ناف پر باندھے۔

عامل کو چاہیے کہ پہلے پورے طور پر اپنے آپ کو متبع شریعت کا بنائے اکل مشرب اقوال و افعال میں
اتقا کو اختیار کرے اور تعویذات کو اپنے اپنے وقت میں تحریر کرے اور کم از کم گیارہ گیارہ بار مع بسم اللہ
دروم شریف پڑھ لیا کرے۔

اور خضوع و خشوع سے نہایت عاجزی سے بیٹھ کر بظہارت لکھے اور وقت زحل میں تعویذ عدد
یعنی دشمن کے ہلاک کرنے کا لکھے اور پڑھے تو خوب ہوگا مکان و باغ و کھیت و شادی و چاہ کھوہ
نکالے تو بہتر ہوگا لیکن اسوقت میں سفر کرنا اور خرید و فروخت کرنا خوب نہ ہوگا اور نہ ہی افسروں سے
اسوقت ملے اور نہ ہی قصد کرانے اور نہ علان ج کرانے اور بروز شنبہ زحل کی پہلی ساعت ہو کرنی ہے۔

ساعت دوم مشتری کی ہے اس میں صلح و صفائی و محبت و قضا حاجت و بیماری کے لئے تعویذ لکھے تو خوب ہوگا اور اگر اس وقت میں سفر کرے تو مبارک اور نیا کپڑا پہننا اور خرید و فروخت کرنا نہایت عمدہ ہے۔ ساعت سوم مریخ اس میں اعمال شر و فساد و عداوت دشمن و ہلاکت مخالفین کے لئے تعویذ لکھے اور پڑھے اور اس میں سفر و خرید و فروخت نہ کرے و نہ اچھا نہ ہوگا۔

ساعت چہارم شمس اس میں محبت اور افسوس اور امیروں و نوابوں کو ملنے اور تسخیر کے تعویذ لکھنے کی اجازت ہے انشاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی اور جو نیک کام اسمیں کرے اچھا ہوگا۔

ساعت پانچویں زہرہ کی ہے اسمیں الفت و محبت و زبان بندی و خواب بندی و بیمار کے لئے تعویذ لکھے جاتے ہیں اور عمل عشق بازی اور محبت پیدا کرنے کے لئے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور عداوت کا کوئی عمل نہ اس میں لکھے اور نہ ہی پڑھے۔ پہلی ساعت عطار دکی ہے اس میں محبت و خواب و زبان بندی کے تعویذ بیشک لکھے لیکن بچہ اس ساعت میں نہ پڑھنے بھٹائے۔ اور جو بچہ اس ساعت میں پیدا ہوگا عقلمند ہوگا۔ ساعت قمر کی ساتویں ہے اس میں تعویذ بہت و پیغام شادی و شفا بیماری وغیرہ کا نیک شروع کرے اور لکھے تو بہت خوب ہوگا۔ اور اسکے بعد پھر زحل کا وقت آجاتا ہے اور ستاروں کے وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا انکو خیال رکھ کر تعویذ اور عمل کیا کرے ورنہ محنت برباد ہوگی۔ اور یاد رکھیں کہ اگر محبت کا تعویذ لکھنا منظور ہو تو شروع چاند جمعرات کے دن آفتاب نکلنے ہی گھنٹے کے اندر اندر ہی لکھ لیا جاوے ورنہ جمعہ کے دن چار گھنٹے سورج نکلنے کے بعد تحریر کیا کریں اور ایسا ہی پیر کے دن ہوگا۔ آفتاب نکلنے ہی گھنٹے کے اندر ہی تعویذ لکھ لیا کرے۔ اور پھر مہینے میں اڑھائی دن قمر و عقرب کے ہوتے رہتے ہیں ان میں محبت و الفت کے تعویذ نہ لکھے یہ بہت سخت دن ہوتے ہیں اور تعویذ لکھتے وقت بات چیت نہ کرے اور کسی عورت کے سامنے تعویذ نہ لکھے اور لکھتے وقت یا حافظ یا حقیقہ یا رقیب یا وکیل ۳ مرتبہ پڑھ کر اپنے پر دم کر لیا کرے اور خوشبو ضرور پاس رکھے اور اگر عورت پر محبت والی منظور ہو تو تعویذ کے پیچھے پہلے نام اسکا اور اسکی والدہ کا اور اسکے بعد طالب اور اسکے والد کا نام درج کرے علیٰ ہذا القیاس اور عملیات میں زکوٰۃ و نصاب و قفل و بذل و ختم وغیرہ کا ضرور خیال رکھیں اور موسم کا خیال رکھتے ہوئے اس نقشہ کو یاد رکھیں۔ اس سے پہر اور گھڑی کا ہمیشہ کے لئے پتہ چلتا رہے گا اور ساعت گھنٹہ کو کہتے ہیں۔ مثلاً شنبہ کے روز اول وقت زحل کا ۶ بجے آفتاب نکلنے ہی شروع ہوگا۔

تو اسکا وقت ۷ بجے تک رہیگا پھر وقت مشتری ۷ سے ۸ تک اور ۸ سے ۹ تک مریخ ۹ سے ۱۰ تک شمس پھر ۱۰ سے
گیارہ تک وقت زہرہ پھر ۱۱ سے ۱۲ تک وقت عطارد پھر ۱۲ سے ۱ بجے تک قمر اور اسکے بعد پھر وقت زحل
۲ بجے تک پھر مشتری ۳ مریخ ۴ بجے شمس ۵ بجے شمس ۶ بجے وقت زہرہ ۷ بجے عطارد ۸ بجے قمر ۹ بجے تک پھر
زحل پھر مشتری پھر مریخ پھر شمس پھر زہرہ پھر عطارد پھر قمر پھر برونیک شنبہ زحل کی گھڑی شروع ہوتی ہے علی
ہذا القیاس اور اگر اب تک پتہ نہیں چلا تو اس نقشہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ ساعت یعنی پہر اور گھنٹی

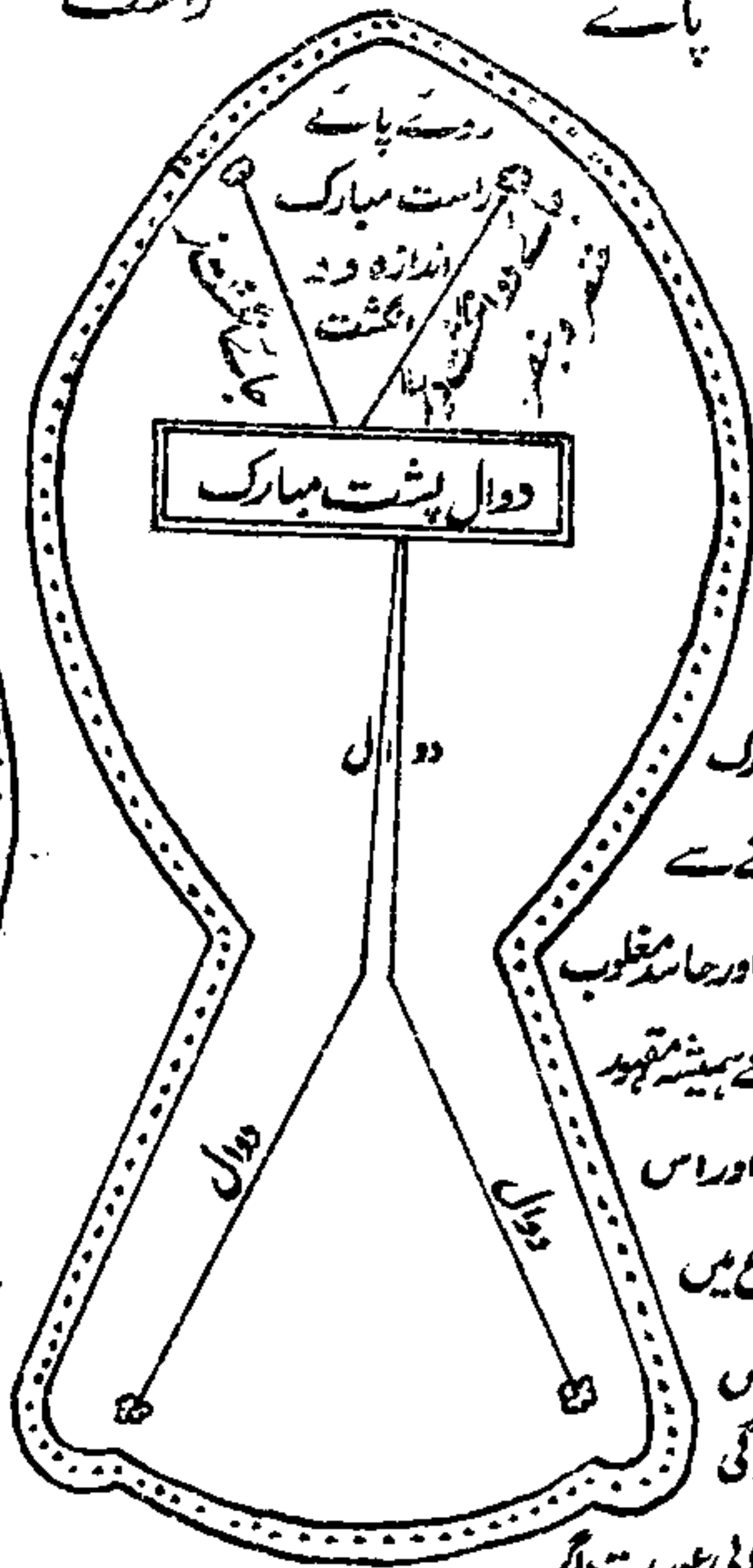
[illegible]

تمثال نعلین شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعلین مبارک طول میں ایک بالشت ۱۲ انگل
ورمیان عرض کعبین ۱۱ انگشت اور بطن قدم
۱۵ انگشت اور اونچا ۱۶ انگشت اور سر نوکدار

راست

پائے



برکات

نقشہ نعلین مبارک

کے گھر میں رکھنے سے

برکت مال اور عارضہ مغلوب

اور دشمن اس کے ہمیشہ مقہور

رہیں گے اور اس

نقشہ کو جو باغ میں

رکھے اس میں

برکت ہوگی

اور درزہ طنی عورت اگر

اس نقش کو دست راست میں رکھے تو مشکل آسان ہو اور جو اس کو

لکھ کر اپنے پاس رکھے ہر آفات سے محفوظ رہے اور ہر مشکل کے

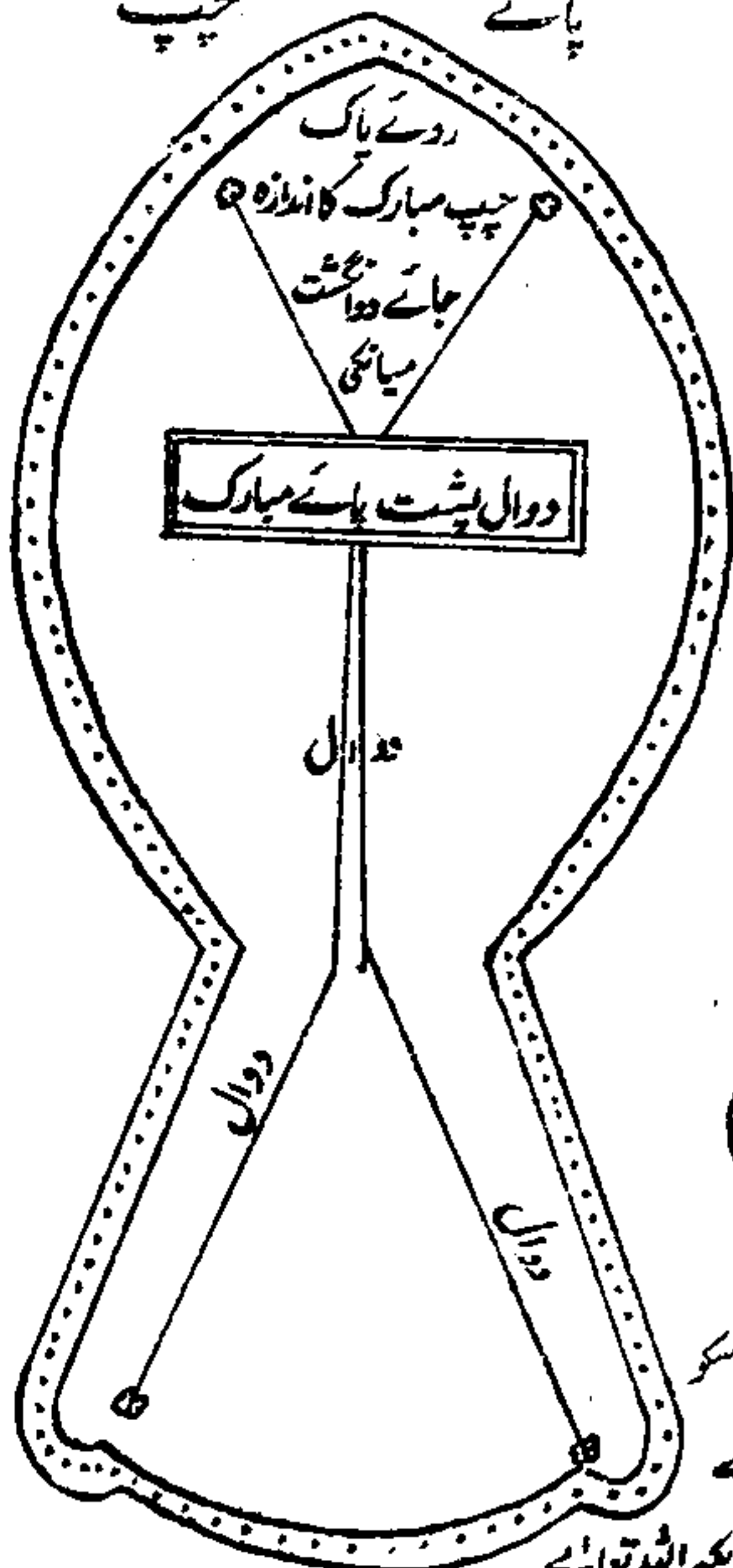
وقت اس کے توسل سے ہر کام انشاء اللہ آسان ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ

انبیاء علیہم السلام میں یہ اثر رکھا ہے لقولہ تعالیٰ اَنْ يَّاتِيَكُمْ التَّابُوتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَقِيْتَهُ

مِمَّا تَرَكُ الْاَلُ مُوسٰى وَالْهٰرُونَ تَحْمِلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اٰیۃ

چپ

پائے



جلد ششم از فتاویٰ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت الحاج محمد دارا محمد رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا بالتواب۔

الجواب: قرآن پاک کو بغیر وضو کے جسم کے کسی حصہ سے بغیر کسی چیز کے حائل ہونے کے چھونا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ قرآن مجید و فرقان مجید میں ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ کثر الایمان میں اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ اسے نہ چھوئیں مگر با وضو تفسیر خزائن العرفان میں ہے جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ عورت یا نفاس والی میں سے کسی کو قرآن مجید کا بغیر غلاف وغیرہ کسی کپڑے کے چھونا جائز نہیں۔ بے وضو کو یا د پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے لیکن بے غسل اور حیض والی کو یہ بھی جائز نہیں بہار شریعت میں ہے بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔ نیز اس میں ہے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہوا سکے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔ تفسیر جلالین میں الْمُطَهَّرُونَ کی تفسیر کی۔

أَيُّ الَّذِينَ ظَهَرُوا أَنفُسَهُمْ مِنَ الْإِحْدَاثِ اس کے حاشیہ پر ہے فَلَا يَجُوزُ لِلْمَحْدَثِ وَالْجَنْبِ وَالْحَائِضِ مَسُّهُ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ شرح وقایہ میں ہے وَلَا تَمَسُّ هَؤُلَاءِ أَيْ الْمَحَائِضُ وَالْجَنْبِ وَالنَّفْسَاءُ وَالْمَحْدَثُ عَمْدَةَ الرِّبَايَا میں ہے لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ وَالْحَدِيثُ لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرًا خُرْجَةُ النِّسَائِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ وَاحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَغَيْرُهُمْ۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے محدث کو مصحف چھونا مطلقاً حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم قرآن مجید مکتوب ہو یا اسکے ساتھ ترجمہ و تفسیر و رسم الخط وغیرہ بھی ہو کہ اسکے لکھنے سے نام مصحف زائل نہ ہو گا آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائے گا ترجمہ یا تفسیر کوئی اور نام نہ رکھا جائے گا یہ زوائد قرآن مجید کے تابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں لہذا حاشیہ مصحف کی بیاض سادہ کو بھی چھونا ناجائز ہوا بلکہ پیٹوں کو بھی بلکہ چوٹی پر سے

سے بھی بلکہ ترجمہ کا چھوٹا خود ہی ممنوع ہے اگرچہ قرآن مجید سے جدا لکھا ہو۔ ہدایہ میں ہے وکن المصحف و
یس من المصحف الا بغلافه لقوله عليه السلام لا یمس القرآن الا طاهر ثم المحدث و
المجنابة فلا الیه فیسویان وحکم الممس والمجنابة حلت الفم دون الحديث فیفتقان
فی حکم القراءة۔ پس قرآن مجید و حدیث پاک و اقوال فقہائے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا کہ قرآن مجید
کا بغیر وضو کے چھونا ناجائز و حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تکبیر کہتے وقت مقتدی و امام کو بیٹھنا
چاہیئے اور یہ حوالہ کن کتب فقہ میں آیا ہے۔ بشرط التوجہ۔

الجواب :- بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرمایا اقامت کے وقت کوئی شخص آیا
تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الفلاح پہنچے اسوقت کھڑا ہو
یہی ختم امام کے لئے ہے تنویر الالباب میں ہے ولقیامہ ما مہم موتہ حین قیل حی علی الفلاح ان
کان الامام یقرب المحراب۔ رد المحتار میں ہے کذا فی الکنز ونور الایضاح والاصلاح والظہیر
والبدائع وغیرہا قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والمؤتمما ذاقال المؤذن حی علی الفلاح عند
علماء الثلاثة۔ عالمگیری جامع الرموز مضمرات طحاوی علی مراۃ الفلاح شامی علی الدر
عمدة الرعاہ علی شرح وقایہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم بہار شریعت وغیرہ کتب فقہ میں
تکبیر ہوتے وقت کھڑے ہو کر انتظار کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال :- ادنیٰ آواز سے آمین کہنا کہاں تک روا ہے اس کے متعلق کتنے صحابہ کرام علیہم الرضوان
کی روایات موجود ہیں۔

الجواب :- حنفی اہلسنت نماز میں آہستہ آمین کہتے ہیں اور شافعی اہلسنت نماز بلند آواز سے کہتے
ہیں مگر یہ وہابی نہیں ہیں۔ اس علاقہ میں چونکہ وہابی غیر مقلد آمین بلند آواز سے کہتے ہیں لہذا ان لوگوں کو وہابی
کہتے ہیں۔ مگر وہابی ہونے کی وجہ صرف بلند آواز سے آمین کہنا ہی نہیں بلکہ یہ لوگ شان الوہیت
و شان رسالت و شان ولایت میں بے ادب و گستاخ ہیں اس وجہ سے ان کو وہابی کہتے ہیں واللہ
تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا ختم شریف غوثیہ بلند آواز سے لکھ

پڑھنا اور سورتیں وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بنیوا تو جبروا۔

الجواب :- صدر الشریعہ بدرالطریقہ محقق فقیہ حضرت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ نے اپنی کتاب مستطاب بہار شریعت میں فتاویٰ کی معتبر و مستند کتاب درمختار کے حوالہ سے تحریر فرمایا مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم صحتہ کہ آپستہ پڑھیں۔ ختم غوثیہ شریف پڑھنا بہت اچھا ہے۔ اسکے پڑھنے سے دین و دنیا میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن جب مجمع اکٹھے مل کر ختم غوثیہ شریف پڑھیں تو قرآن مجید قرآن حمید کی آیتوں کو آپستہ پڑھیں اور دیگر اذکار کو بلند آواز سے پڑھ لیں اسی طرح جب کہ تنجا۔ سنانا۔ دسواں چالیسواں وغیرہ تجاوس میں قرآن مجید کو جمع میں چند آدمی پڑھیں تو آپستہ پڑھیں اس لئے کہ قرآن پاک کو جب بلند آواز سے پڑھا جائے تو اسکا سننا حاضرین پر ضروری ہے قرآن پاک میں ہے إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ تفسیر مدارک میں ہے ظاہرہ وجوب الاستماع والانتصات فی الصلوٰۃ وغیرہا۔ درمختار میں ہے یجب الاستماع للقراءة مطلقاً لان العبرة لعموم اللفظ۔ ردالمحتار میں ہے ای فی الصلوٰۃ وخارجھا لان الآية وان كانت واردۃ فی الصلوٰۃ وخارجھا لان الآية وان كانت واردۃ فی الصلوٰۃ علی مامرفا لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ یعنی قرآن کا سننا واجب ہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو اس لئے کہ آیت إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا اجم کا شان نزول اگرچہ ہے مگر محل خاص ہی کا اعتبار نہیں بلکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے لَا یُجْزِئُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ۔ اشۃ اللمعات میں ہے آواز بلند نکند از شما بعض بقراں چہ در نماز چہ در غیر آن از مصلی و ناظم قاری و ذاکر تا موجب تشویش نگردد۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا سننا فرض کفایہ ہے لہذا بعض کا سننا کافی ہے جیسے سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اس لئے بعض کا جواب دینا کافی ہے ردالمحتار میں ہے فی شرح المنیدہ والطول ان الاستماع للقراں فرض کفایۃ لہذا لا قامة حقلہ بان یكون ملتفتا الیہ غیر مضیع وذلك یحصل بالانصات البعض کما فی رد السلام حین کان لرعاۃ حق المسند کفی فیہ البعض عن الكل اور علامہ حموی نے استاذ قاضی القضاۃ کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے اپنے رسالہ میں تحقیق کی ہے کہ قرآن پاک سننا فرض عین ہے۔ ردالمحتار میں ہے ونقل الحموی

عن استاذنا قاضی القضاۃ شیخ الشہیر بمنقاری زادہ ان لہ رسالۃ حقق فیہا ان استماع القرآن فرض عین بعض کتب میں فرمایا کہ علماء کی جماعت کثیر کا یہ مسلک ہے کہ نماز سے باہر قرآن پاک کا سننا مستحب ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے استدلال بہا بعض علماء الحنفیۃ فی ان ترک القراءۃ للموتم فرض وذلک لان اللہ تعالیٰ یا مریبا استماع القرآن والاصوات عند قراءۃ القرآن مطلقا سواء کان فی الصلوۃ او فی غیرہا ولکن لما کان عامۃ العلماء غیر قائلین بوجود الاستماع خارج الصلوۃ بل باستحبابہ خلاصہ یہ کہ نماز سے باہر قرآن پاک سننے کے متعلق تین قول مذکور ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ (۳) مستحب پہلے قول کی بنا پر نہ سننے والے اور نہ چپ رہنے والے سب گنہگار ہیں اور دوسرے قول کی بنا پر اگر بعض سن لیں گے اور چپ رہیں گے تو کوئی گنہگار نہیں ورنہ سب گنہگار۔ تیسرے قول کی بنا پر نہ سننے والے اور نہ چپ رہنے والے مستحب کے ترک کرنے والے ہیں جو قرآن پاک کی تلاوت کے وقت خاموش رہے اور سننے تو وہ شریعت کے مطابق عامل اور اجر عظیم حاصل کرنے والا ہے لہذا تحقیق یہی ہے کہ یا سب آدمی قرآن پاک کی سورتوں اور آیتوں کو آہستہ پڑھیں یا ایک آدمی بلند آواز سے پڑھے اور باقی حضرات غور سے سنیں اور خاموش رہیں ختم شریف کو ہرگز بند نہ کریں بلکہ جاری رکھیں کیونکہ یہ دین و دنیا کے فیوض و برکات و حصول حسنات کا ذریعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵: کیا ٹگرے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیوں۔ بینوا تو جبروار۔

الجواب: ٹگرے کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے اس لئے کہ شرعاً ٹگرہ وہ معذور مرعوض نہیں کہ اسکے پیچھے صحیح و نادرست کی نماز نہ ہو امام کے لئے ضروری ہے کہ سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہو لہذا دیوبندی۔ وہابی۔ قادیانی۔ شیعہ۔ رافضی۔ مودودی۔ چکراولی وغیرہا بد مذہب امام کے پیچھے اہلسنت کی جماعت کی نماز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۵۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق فرمائی کہ اگر قرآن پاک کے سننے کے لئے جمع ہوئے ہوں تو قرأت قرآن پاک کے وقت ہر ایک کا چپ رہنا واجب ہے اگرچہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں چاہے ان کو دوری کی وجہ سے پڑھنے والے کی آواز نہ پہنچے لیکن جب کہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں ہوں تو قرآن پاک سننے کا قصد نہ رکھتے ہوں تو بعض کے سننے سے فرض ادا ہو جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ مرتب

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی وضع نماز کیا تھی سنی اہلسنت و جماعت خصوصاً حنفی مذہب کے مطابق یا تھ باندھ کر قرأت اور تسلیمات وغیرہ پڑھا کرتے تھے یا شیعہ مذہب کے مطابق یا تھ کھول کر شیعہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ بینوا تو جبر و

الجواب : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا کہ اپنے اپنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ نے منع نہ فرمایا اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا منع ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور منع فرماتے۔ ابو داؤد شریف میں ہے۔ عن ابن مسعود انہ کان یصلی فوضع یدہ الی سوی علی الیسار فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الی الیمنی علی الیسری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد امجد مولیٰ کائنات مشککش مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے ابو داؤد کے حاشیہ پر ہے عن علی قال من السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السورۃ یعنی حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ بخاری شریف میں ہے وضع علی رضی اللہ عنہ کفہ علی راسغہ الی سیر یعنی مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ پر رکھا اس سے ظاہر ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے جد امجد کے طریقہ پر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔ سنیوں کے امام ہیں ہمارے شجرہ میں بھی آپ کا نام نامی آتا ہے آپ کا علم و عرفان آپ کی کرامات آپ کے فضائل شہرہ آفاق ہیں ہمیں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن ظن یہ ہے کہ آپ ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے اور اپنے جد امجد مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ راشد برحق ہیں اور باب مدینہ علم میں آپ اور باقی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کے مطابق عمل کرنے کا حکم حضور نبی کریم علیہ التسلیم نے فرمایا علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین ہم اہلسنت کے نزدیک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل نماز میں ہاتھ باندھنے کا ہے اور آپ کا یہ عمل مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بعینہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے جب شیعہ رافضی زور دیتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی تو مطلب یہ ہوا کہ شیعہ رافضی کے نزدیک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

نے مولیٰ علی شیر خدارضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کا خلاف کیا بلکہ آپ نے حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف کیا۔ شیعہ رافضیوں کے نزدیک یہ گمان ہوگا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مولیٰ علی کریم اللہ وجہہ الکریم کی سنت بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف کیا مگر اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت پر عمل کرتے تھے اور وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۷۰: دیگر بعد والے حضرات امام اہلبیت مقلد تھے یا نہ اگر تھے تو کس امام کے اگر نہ تھے تو کیوں۔

الجواب: آئمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر مسائل مجتہدہ میں کسی امام مجتہد کے مقلد ہو جائیں تو اس سے اہل کی شان رفیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا دیکھو حضرت غوث پاک سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسینی سید ہیں اہل بیت کرام میں سے ہیں نسبی شرافت کے حامل ہیں ولایت کے عہدہ پر فائز ہیں بلکہ لاکھوں کو نظر کرم سے باذن پروردگار ولی بنائے ہیں باوجود ان خوبیوں کے پھر بھی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں۔ آئمہ اہل بیت میں سے جو آئمہ خود مجتہد تھے وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے ورنہ مسائل مجتہدہ میں کسی مجتہد کے مقلد تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۷۱: جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پاک میں امام مدینہ تھے اور امام جعفر علیہ السلام بھی مدینہ شریف میں رونق افروز تھے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرف تلمذ حاصل کرتے تھے تو وضع نماز اور باتھ باندھنے یا کھولنے میں کیوں تصفیہ نہ کر سکے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: امام مالک امام جعفر صادق۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئمہ مجتہدین تھے اپنے اپنے شہروں میں اجتہادی مسائل میں اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے مجتہد پر کسی دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں بلکہ مجتہد مسائل اجتہادیہ میں اپنے اجتہاد پر عمل کرے گا سوجہ سے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۷۲: جو امام دیوبندی عقیدے رکھتا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ارکان اسلام میں سے اہم ترین رکن نماز ہے۔ نماز فرض قطعی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔

نماز مومنوں کی معراج ہے نماز باجماعت ادا کرنا شرعاً موردِ مطلوب ہے نماز کے دیگر مسائل کی طرح امامت کا مسئلہ بھی نہایت غور طلب ہے نماز کس امام کے پیچھے ادا کی جائے منصبِ امامت پر کس کو مقرر کیا جائے اس کے متعلق مسلمانوں میں کُستی آگئی ہے مقتدی عام طور پر جس امام کے پیچھے چاہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خواہ امام کسی عقیدہ کا ہو بہت مسجدوں کے متولی و ناظم بھی امام مقرر کرتے وقت غور نہیں کرتے کہ کس عقیدے اور عمل کا امام چاہیئے۔ اہلسنت و جماعت کے مذہب کے خلاف بہت مولوی ایسے بھی ہیں کہ اپنے آپ کو جھوٹے طور پر اہلسنت بتاتے ہیں اور مسجدوں کے متولی ان مولویوں کے دھوکے میں آ جاتے ہیں اور ان کو اپنا امام مقرر کر لیتے ہیں سینکڑوں جگہ ایسا اتفاق ہوا کہ مقتدیوں نے امام کو اہلسنت سمجھ کر امام رکھا اور امام بھی اپنے کو اہلسنت بتاتا رہا اور اہلسنت جیسے کام کرتا رہا مگر آخر کار ایسے امام کا پردہ فاش اور ظاہر ہو گیا کہ امام اہلسنت نہیں ہے۔ متعدد ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں پر بعد میں ظاہر ہوا کہ امام سنی نہیں ہے بلکہ پکا دہائی ہے۔ اہلسنت نمازیوں نے ایسے دہائی امام کو امامت سے علیحدہ کر دیا جس سے نمازیوں میں انتشار پھی ہوا۔ اگر پہلے ہی سے امام کو مقرر کرتے وقت پرکھ لیا جائے تو بعد میں ایسی دشواریاں پیش نہ آتیں انشاء اللہ العزیز۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ دیوبندی عقیدوں والے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اس زمانہ میں یہ معرکہ الار اسئلہ ہے اس مسئلہ میں نزاکت ایک حد تک اس لئے ہو گئی ہے کہ دیوبندی اپنے فاسد عقیدوں کو چھپا لیتے ہیں۔ پہلے عقیدے سے ظاہر نہیں کرتے جب ان کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ دہائی مذہب پھیلا نا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے یہ واضح ہو جائے کہ دیوبندی مولویوں کے عقائد کیا ہیں پھر مسئلہ کا جواب سہل ہے۔ دیوبندیوں کا

عقیدہ ۱۔ اگر حضور علیہ السلام کے بعد اب بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو اس سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔ دیکھو بانیِ مدرسہ دیوبند کا رسالہ تحذیر الناس ۲۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ گئے گا۔

عقیدہ ۲۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور شیطان یحییٰ کو ساری زمین کا علم ہے معاذ اللہ۔ دیکھو براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۵۱ پر ہے شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ نجف کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ دیکھئے دیوبندیوں نے اس روایت سے کیا ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اسی دیوبندی پیشوا نے اسی کتاب کے اسی صفحہ پر چند سطر کے بعد لکھا ہے الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ کے

بلاویل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسوسہ نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسوسہ عالم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔

عقیدہ ۳: حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں یا گلوں کے علم سے تشبیہ دینا ملاحظہ ہو۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا رسالہ حفظ الایمان صفحہ ۷۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر و بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے دیوبندی پیشواؤں کی ان عبارتوں میں سرورِ دو عالم نور مجسم نبی اکرم شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں صریح توہین و گستاخی ہے اور حضور شافع یوم النشور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت سے انکار ہے اسلئے علماء عرب و عجم و مشائخ حرمین طیبین نے ان عبارتوں کے لکھنے والوں پر یا ان عبارتوں کے مطابق عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا فتوے دیا اور یہ فتویٰ پنجاب میں ہندوستان میں۔ یوپی میں۔ سی پی میں۔ بنگال بہار۔ بمبئی۔ مدراس۔ کشمیر وغیرہ میں بار بار شائع ہوا ہے۔ دیوبندی پیشواؤں کے یہ عقیدے سراسر اسلام کے خلاف ہیں اور جو اپنے دیوبندی پیشواؤں کی ان عبارتوں پر مطلع ہو کر ان کو حق جانتے ہیں وہ بھی شرعاً اپنے دیوبندی پیشواؤں کی طرح شرعی جرم میں گرفتار ہیں جو ان کے پیشواؤں پر شرعاً فتویٰ ہے وہی ان کے ماننے والوں پر ہے۔ جب دیوبندی مولوی کے پاس ایمان ہی نہیں ہے تو دیوبندی امام کی خود نماز نہیں ہوتی تو دیوبندی امام کے پیچھے اوروں کی نماز کیسے ہوگی ہذا دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے فرضیہ نماز ادا نہ ہوگا بلکہ مقتدی کے ذمہ فرضیہ نماز باقی رہتا ہے۔ لہذا جن نمازیوں نے دیوبندی امام کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان نمازیوں پر لازم ہے کہ وہ نمازیں دوبارہ لوٹائیں۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو فرضیہ ان کے ذمہ بدستور باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی امامت کرتا ہے کہ نماز میں ہمیشہ طول قرأت پڑھا کرتا ہے۔ تقریباً پانچ سو پانچ سو دو رکعتیں پوری کرتا مقتدی تمام نالاں ہیں اور امام صاحب کو ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں اور ضعیف ہیں نماز اتنی لمبی نہ کریں لیکن امام صاحب بجائے مان لینے کے اور زیادہ پڑھنا لگ جاتے ہیں ایسے ضدی معاملہ میں نماز کا کیا حال ہے امام کو کیا کرنا چاہیے اور مقتدی کیا کریں آیا نماز علیحدہ پڑھیں یا پیچھے امام کے نیت کر کے بیٹھ جائیں پھر کھڑے ہو کر رکوع میں ساتھ مل جائیں

اگر امام کو یہ کہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں ضد نہیں کرتا بلکہ مجھے پڑھنے کا شوق زیادہ ہے ہر صورت امام کو ایسے شوق میں مستغرق ہونا چاہیے یا مقتدیوں کی بات پر عمل کرے۔ بیوا تو جبروا۔

الجواب :- امام جب ایدوں کو نماز پڑھائے تو شرعاً اس پر لازم ہے کہ مقتدیوں کا بھی خیال کرے نماز میں قرأت یا رکوع و سجود کا اتنا طول نہ کرے کہ مقتدیوں پر مشقت کا باعث ہو۔ اور جب امام تنہا نماز پڑھے جیسے سنتیں، نفل وغیرہ تو جتنا چاہے نماز کو طول دے اس میں حرج نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں طول دیا تھا جس کی وجہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت معاذ پر بہت ناراض ہوئے جیسا کہ بخاری و مسلم میں مفصل حدیث مذکور ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا من صلی بالناس فلیخفف فان فیہم الضعیف والمریض وذو الحاجة الحدیث او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ نماز کو طول نہ کرے بلکہ تخفیف کرے اس لئے کہ مقتدیوں میں کمزور و بیمار اور صاحب حاجت ہیں اور ارشاد فرمایا من صلی بنفسہ فلیطول ما شاء او کما قال علیہ السلام یعنی جو شخص تنہا نماز پڑھے جتنی چاہے لمبی کرے ہمارے امام اعظم اور حضور غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز رضی تعالیٰ عنہم اور بہت سے اویا، کرام شب بھر عبادت کرتے صورت مسئلہ میں اس امام کو شرعی مسئلہ سمجھایا جائے اگر مان لے تو اچھا ورنہ کسی اور شخص سنی صحیح العقیدہ قال امامت کو امام بنائیں۔ وہ امام جو آپ کا ہے امامت کے مسئلے سے ناواقف معلوم ہوتا ہے امام ایسا ہونا چاہیے جو مقتدیوں کے حق کو پیچانے اور تلاوت کا صحیح ذوق وہ ہے جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ہو امام ایسا نہ ہونا چاہیے کہ جس کی وجہ سے مقتدیوں کا ذوق ٹوٹتا ہو بلکہ ایسا ہونا چاہیے جس کی وجہ سے مقتدیوں کا ذوق نماز زیادہ ہو۔ اس امام کا ذوق اگرچہ صحیح مگر طرز استعمال غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے وہو الموفق وہو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال :- اگر کوئی امام چار انگل سے کم دائرہ رکھتا ہے چار انگل دائرہ نہیں ہوتے دینا صرف دو تین انگل دائرہ رکھتا ہے کیا امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب :- شریعت میں کم از کم ایک مشرت لمبی دائرہ رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا خلاف شرع ہے جو امام دائرہ منڈائے یا کتروائے کہ ایک مشرت سے کم ہو اور اسکی عادت رکھے وہ فاسق ملعون ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس کا لوٹنا یعنی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۲ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیش امام دارھی کم رکھتا ہے جب اس سے پوچھا گیا کہ دارھی کتنی لمبی ہونی چاہیے تو اس نے جواب دیا کہ لمبی دارھی تو سکھوں کی ہوتی ہے اسوجہ سے اکثر لوگوں نے اسکے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اور اس سے دارھی بڑھانے کا اصرار کیا گیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس لئے دریافت طلب مسئلہ ہے دارھی کی شرعی حد کتنی ہے اور امام کی دارھی کتنی ہونی چاہیے جو شرعی حد سے کم دارھی رکھے اسکے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں جس نے مذکورہ لفظ شارع عام کہا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے جو لوگ اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب :- بہار شریعت میں ہے دارھی بڑھانا سنن انبیاء و سابقین سے ہے دارھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں اگر ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اسکو کٹا سکتے ہیں احکام المملۃ الحقہ میں ہے دارھی ایک مشت تک بڑھانا اور رکھنا باتفاق فقہاء واجب اور اس سے زیادہ سنت و مستحب تا وقتیکہ شہرت و انگشت نمائی اور تمسخر تک نوبت نہ پہنچے۔ اور قبل مٹھی بھر ترشوانا یا منڈانا بالاتفاق حرام کسی کے نزدیک جائز نہیں اور فی نفسہ مطلق دارھی بڑھانا اور رکھنا سنت موکدہ متواترہ قدیمہ ہے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی احکام شریعت میں ہے دارھی منڈوانے یا کتروانے والا فاسق ملعن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں نیز اس میں ہے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب اور انہیں کے قریب ہے فاسق ملعن مثلاً دارھی منڈایا خشنی رکھنے والا یا کتر و اگر حد شرع سے کم کرنے والا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے دارھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھرنی واجب۔ ان عبارات کتب فقہاء و علماء سے معلوم ہوا کہ دارھی کی لمبائی کم از کم ایک مشت ہے جو امام ایک مشت سے کم دارھی رکھے یا منڈائے وہ شرعاً فاسق ملعن ہے اسکو امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی نمازیں اسکے پیچھے پڑھی ہیں ان کا پھیرنا واجب۔ امام مذکورہ کا یہ جملہ کہ لمبی دارھی تو سکھوں کی ہوتی ہے بہت سخت جملہ ہے اس امام پر ضروری ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی خلاف شرع ایسا جملہ ہرگز کہے گا۔ اگر امام مذکورہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ شریعت کے مطابق کم از کم ایک مشت لمبی دارھی ضرور رکھے گا ترشوا کر اس سے کم نہیں کرے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً بلا کراہت جائز ہے جب کہ امام مذکور سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہو اور اگر دارھی ترشوانے سے توبہ نہ کرے بلکہ اپنی گناہی عادت پر قائم رہے تو اس

کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور ٹوٹانی واجب و ضروری اگرچہ وہ امام سنی صحیح العقیدہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم۔

سوال ۱۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک شخص حافظ قرآن ہو اور وارثی کترا کر ایک یا ایک دو پانچ کے برابر رکھتا ہو اور رمضان شریف کے روزے بھی نہ رکھتا ہو اور حقہ سگریٹ بازاروں میں پیتا ہو اسکے پیچھے نماز فرض پڑھنا کیسا ہے اور نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے بیوا تو جڑا۔

الجواب: قرآن پاک حفظ کرنا بہت بڑی بے بہا دولت ایمانی ہے اور بغیر عذر شرعی رمضان مبارک کے روزے نہ رکھنا شرعاً حرام ہے جو شخص شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو وارثی حد شرعی سے کم کرتا ہو مندرجاتا یا ترشوتا ہو اور اسکا عادی ہو اگرچہ حافظ قرآن ہو اور سنی صحیح العقیدہ بھی ہو ایسے شخص کے پیچھے پنجگانہ نماز پڑھنا یا نماز عیدین و جمعہ پڑھنا یا رمضان مبارک میں تراویح پڑھنا نماز وتر پڑھنا شرعاً منع ہے۔ نمازیوں کو لازم ہے کہ ایسے شخص کو امامت کے لئے منتخب کریں جو اہلسنت صحیح العقیدہ ہو اور شریعت مطہرہ کا پابند ہو واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم۔

سوال ۱۵: وہابی امام کے پیچھے ہم اہلسنت کی نماز کیوں نہیں ہوتی کامل ثبوت ہو۔

الجواب: وہابی شان الوہیت و شان رسالت و شان اہلبیت و شان صحابہ میں نہایت گستاخ و بے ادب ہیں۔ ان کی گستاخیوں و بے ادبیوں سے ان کے پیشواؤں کی کتابیں بھری پڑی ہیں یہ بڑے غدار ہیں قرآن و حدیث کے غلط مطالب بیان کر کے مسلمانوں کو گمراہ بے دین کر رہے ہیں ان کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم و احکم۔

سوال ۱۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ایسا نابینا ہے جو اپنے جسم و لباس کو نجاست ظاہری سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اور امور غیر شرعی کا مرتکب رہتا ہے جیسے بغیر اذن دلی نابالغ لڑکی کا نکاح پڑھنا اور اپنی عورت کو بے ستر رکھنا وغیرہ ایسے شخص کی امامت کے باوجود یہ ہنر گار امام بل سکتا ہے کیا حکم ہے کہ اسکو امام بنانا چاہیئے یا کہ نہیں۔

الجواب: ہو الموفق للصواب۔ امام کا سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہونا ضروری ہے اور اگر امام نابینا ہے مگر نماز کے مسائل کو جانتا ہے جسم اور کپڑے کو پاک و صاف رکھتا ہے شریعت کا پابند ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلاشبہ جائز بلکہ حدیث کے موافق و مطابق اور اگر نابینا ایسا ہو کہ جسم اور کپڑے کو پاک و صاف نہیں رکھتا اور شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو اسکے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً منع ہے اور اسکی امامت ناجائز

ہے۔ اسکی امامت سے لوگوں کو وحشت و نفرت ہوگی اور جماعت میں قلت ہوگی لہذا اس نابینا کو امامت سے ضرور علیحدہ کر دیں اور اس امام مذکور کے پیچھے اپنی نمازیں خراب و برباد نہ کریں بلکہ کسی سنی صحیح العقیدہ پابند شرع کو امام رکھیں اور اس نابینا امام مذکور کو امامت سے علیحدہ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

نوٹ: جبکی عورت بغیر ستر کے پھرے شوہر اسکو منع نہ کرے تو اسکا شوہر بھی اس کی طرح فسق کر رہا ہے اور اگر شوہر منع کرتا ہے مگر بیوی بے پردہ پھرتی ہے تو اس صورت میں شوہر کا کوئی قصور نہیں۔ قرآن پاک میں ہے لا تذروا زرتقا و زریٰ اخریٰ۔

سوال ۱۶: نماز پڑھتے وقت امام کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں اور اس پر نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

الجواب: نماز پڑھاتے وقت امام کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہرگز نہ چاہیے مگر وہ ناپسند ہے کیونکہ قرأت میں ایسا تصنع و تکلف اور زیادہ بلند آواز جو حضور قلب خشیت اور تذلل نماز کے منافی ہو منع ہے آئمہ مساجد کو اس سے احتراز چاہیے اور متولی و اراکین مسجد کیسی اور مقتدیوں کو چاہیے کہ جس جگہ امامت کے لئے یہ آلہ استعمال ہوتا ہو اسکو بند کرالیں لاؤڈ سپیکر کے مسئلہ کے متعلق غور کیا گیا اس کے متعلق زمانے کے ماہر لوگ بھی دو قسم کے ہیں بعض کہتے ہیں لاؤڈ سپیکر کی آواز متکلم کی آواز ہے یعنی لاؤڈ سپیکر متکلم کی آواز کو دوڑنگ پہنچاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاؤڈ سپیکر سے متکلم کی آواز نکلتی ہے جس سے لاؤڈ سپیکر میں جدا آواز پیدا ہوتی ہے اس صورت میں لاؤڈ سپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں لہذا اس قول کی بنا پر لاؤڈ سپیکر کی آواز سے جو تکبیرات استغالات کی جائیں گی اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ فساد و عدم نساد میں معاملہ دائر ہے احتیاط اسی میں ہے کہ نماز کے لئے ہرگز نہ لگایا جائے۔ مسلمانوں کی نمازیں خطرے میں نہ ڈالی جائیں۔ ہمارے اکابر علماء نے نماز میں اس کے لگانے کو پسند نہیں کیا بلکہ بعض علماء نے صراحت فرمایا کہ اس کا نماز میں لگانا نادرست ہے بعض نے فرمایا مفسد نماز ہے بعض نے فرمایا ہرگز نہ لگایا جائے بعض نے فرمایا اس کا نماز میں لگانا بدعت سیئہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ نماز تو نماز اذان و خطبہ میں بھی اسکا استعمال نہ کیا جائے ان وجوہ کی بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ لاؤڈ سپیکر کا نماز میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم و احکم بالصواب۔

سوال ۱۷: گنبد سے سنی ہوئی آواز پر رکوع و سجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز کو کیا کتب فقہ میں باطل لکھا ہے۔

الجواب: گنبد سے سنی ہوئی آواز چونکہ امام کی آواز نہیں ہے لہذا گنبد کی آواز پر رکوع و سجود کرنے کا کوئی مطلب نہیں نہ اس کی آواز پر سجدہ تلاوت لازم نہ اقتدا کا تحقق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۸: کیا گنبد یا لاؤڈ سپیکر سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا اس کی مثل و مشابہ ہے بنوا توجروا۔

الجواب: گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے کیونکہ اگر گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہوتی تو جو آدمی گنبد سے آیت سجدہ سنتا تو اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوتا حالانکہ لازم نہیں تو معلوم ہوا کہ گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے بعض علماء لاؤڈ سپیکر کے متعلق بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ در مختار میں ہے: لا تجب السماع من الصدی والمنتار میں ہے: هو ما یجیب مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوہما کما فی الصراح بدائع الصنائع میں ہے: بخلاف السماع من البیضاء والصدی فان ذلك ليس بتلاوة ولا بجزا الائق میں ہے: كالسماع من الصدی کما فی الصناع والصدی ما یعارض الصوت فی الارماکن الخالیة مراقی الفلاح میں ہے: ولا تجب بسماعها من الصدی و هو ما یجیب مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوہما اس کی شرح طحاوی میں ہے: فانه لا اجابة فی الصدی وانما هو محاکاة۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: اگر کسی نے گنبد کے اندر جا کر آیت سجدہ پڑھی اور وہاں سے آواز گونج کر لوٹی اور وہ آواز کسی نے سنی تو اس پر سجدہ واجب نہ ہو گا خلاصہ میں لکھا ہے: بہار شریعت میں ہے: ہیاؤ وغیرہ میں آواز گونجی اور بعینہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں اور بدائع الصنائع کی عبارت سے تو صراحتہ ثابت ہے کہ گنبد کی آواز بازگشت تلاوت نہیں باقی عبارتوں کا مطلب بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۹: نماز عصر و نماز عشا کی پہلی چار سنت غیر مؤکدہ کے پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

الجواب: نماز عصر و نماز عشا کی پہلی چار رکعت سنت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبحانک اللہم ثم تعوذ اور الحمد و سورۃ پڑھے دوسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھے پھر التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھے پھر تیسری رکعت میں سبحانک اللہم ثم اور اعوذ باللہ بھی پڑھے۔ در مختار میں ہے: لا یصلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظهر والجمعة ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ عنہا فی البواقی ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ولیتفتح ویتعوذ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت محدث اعظم پاکستان استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے کافی مدت پہلے نماز تراویح کے متعلق بنیں سوال غیر مقلدین کے پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کئے تھے جو اس زمانہ میں اہلسنت کے مشہور اخبار الفقیہ امرتسر میں شائع ہوئے تھے علماء کے استفادہ کے لئے نقل کئے جارہے ہیں۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

السلام علی من اتبع الهدی۔ آپ کے بعض مقلدین اہلحدیث کہلانے والے آٹھ رکعت تراویح پر بہت زور دیتے ہیں اور بیس رکعت تراویح کو بدعت و ناجائز بتاتے ہیں اور مسلمانوں کو عبادت خدا سے روکنے کی ترغیب دیتے ہیں اور فتنہ و شورش برپا کرتے رہتے ہیں اور ہیں بالکل جاہل۔ آپ سے چند سوالات کرتا ہوں ان کا جواب تعصب سے الگ ہو کر نہایت انصاف سے دیجئے۔ چار برس ہوئے پیرمکی شریف آپ اور ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلدین کے جلسہ میں گئے تھے اور میں نے چند سوالات آپ کے مذہب کے متعلق آپ سے بذریعہ تحریر دریافت کئے مگر آپ جواب نہ دے سکے اور اب تک خاموش ہیں ان سوالات کے جوابات میں ایسی خاموشی اختیار نہ کیجئے قرآن مجید و حدیث شریف سے جواب ہو اپنی رائے کو دخل نہ ہو۔

سوالات

- ۱۔ بیس رکعت تراویح پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔
- ۲۔ اگر کوئی اہل حدیث (غیر مقلد) بیس تراویح پڑھے یہ جان کر کہ ائمہ و اصحاب کرام کا اس پر عمل تھا تو وہ اہل حدیث (غیر مقلد) گنہگار ہوگا یا نہیں اور وہ اہل حدیث بنیں تراویح پڑھنے سے اہلحدیث رہے گا یا نہیں۔
- ۳۔ ایک اہل حدیث (غیر مقلد) آٹھ تراویح پڑھے اور دوسرا اہل حدیث (غیر مقلد) بیس تراویح پڑھے تو زیادہ ثواب کس کو ہوگا۔

۴۔ تراویح کے کیا معنی ہیں شرعاً اسکا اطلاق کم از کم کتنی رکعت پر حقیقتاً ہو سکتا ہے۔

۵۔ نماز تہجد کا وقت کیا ہے اور نماز تراویح کا کیا وقت ہے۔

۶۔ نماز تہجد کب شروع ہوئی اور نماز تراویح کب مسنون ہوئی۔

۷ :- نماز تہجد رمضان وغیر رمضان میں ہے یا نہیں۔

۸ :- نماز تراویح صرف رمضان میں ہے یا نہیں۔

۹ :- ہند کے اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی ایک ختم قرآن مجید تراویح میں اور ایک ختم تہجد میں سنتے تھے جیسا کہ غیر مقلدین میں مشہور ہے لہذا اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو مولوی نذیر حسین دہلوی دونوں کو الگ الگ پڑھ کر بدعت فی الدین کے مرتکب ہوئے یا نہیں اور رمضان میں تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا اور اس میں ختم قرآن مجید سنا اہل حدیث کے نزدیک بدعت ہے یا سنت ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے۔

۱۰ :- صحاح ستہ یا دیگر کتب حدیث میں کیا حدیث صحیح الاسناد بالاتفاق صریح الدلالة مرفوع متصل ہے جس کا یہ مضمون ہو کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان میں آٹھ رکعت تراویح پڑھی ہیں۔

۱۱ :- حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماہ رمضان المبارک میں کتنی شب تراویح پڑھی ہیں جس حدیث میں اس کا ذکر ہے اس میں تعداد رکعت بیان کی ہیں یا نہیں۔

۱۲ :- پورے رمضان میں تراویح پڑھنا کس کی سنت فعلی ہے صحابہ کی سنت پر عمل کرنا سنت ہے یا نہیں۔

۱۳ :- بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں تہجد کی کتنی رکعت مذکور ہیں ہمیشہ آٹھ رکعت یا کم یا زیادہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات میں کتنی رکعت کا بیان ہے۔

۱۴ :- صحاح ستہ میں کسی کتاب میں اکثر اہل علم جمہور صحابہ و تابعین کا تراویح کے متعلق کیا عمل بتایا ہے بیس رکعت یا کم یا زیادہ حضرت شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیکر جمہور امت کا کیا عمل بتایا ہے۔

۱۵ :- کتب حدیث میں بیس تراویح کے متعلق حدیثیں ہیں یا نہیں۔

۱۶ :- کسی حدیث کے اسناد میں اگر بعض ضعیف ہو تو جمہور امت کے تلقی بالقول کرنے سے وہ حدیث حجت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں۔

۱۷ :- صحابہ کرام کے جس قول و فعل میں اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ حکم میں مرفوع ہے یا نہیں اصولی حدیث میں اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔

۱۸ :- اگر حدیث کا ایسا اسناد ہو کہ بعد کے طبقہ کا ایک راوی ضعیف ہو تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ اس طبقہ سے پہلے محدثین کے نزدیک بھی وہ حدیث ضعیف ہو۔

۱۹: کیا کسی حدیث کے اسناد صحیح ہونے سے یہ ضروری ہے کہ اس کے متن حدیث پر عمل کیا جائے یا کسی حدیث کے محض اسناد ضعیف ہونے سے لازم آتا ہے کہ وہ حدیث قابل عمل نہ ہو۔

۲۰: شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تراویح کی کتنی رکعت بتاتے ہیں ابن تیمیہ نے تراویح کے عدد رکعت کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے حضور سیدنا قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدث نووی شارح مسلم شریف کتنی تراویح کو مسنون فرماتے ہیں۔

نوٹ: ان سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل پتہ پر دیں یہ آپ کو اختیار ہے خواہ آپ ان سوالات کے جوابات تنہا لکھیں یا دوسرے غیر مقلد مولویوں کی مدد مانگ کر لکھیں۔ مگر جوابات پر آپ کے دستخط کا ہونا ضروری ہے اور باقی غیر مقلد مولویوں کے دستخط کرانے نہ کرانے کا آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ نے سوالات کے جوابات انصاف سے دیئے تو عدد تراویح کے مسئلہ میں غیر مقلدوں پر حق ظاہر ہو جائے گا اور غیر مقلدوں کی ساری شورش کی قلعی کھل جائے گی ۱۴ سوال تک اس پتہ پر جواب دیں سردار احمد حنفی قادری حشتی۔ قصبہ دیال گڑھ براستہ دھاریوال ضلع گورداسپور، اور اس مدت کے بعد اس پتہ پر جواب روانہ کریں (بریلی شریف محلہ بیاری پور مسجد نبی صاحبہ مرحومہ مدرسۃ اہلسنت وجماعت)

اعلان: جو غیر مقلد صاحب ان سوالات کو دیکھے وہ اپنے ذمہ دار مولویوں تنظیم وائے روپڑی غیر مقلدوں سے یا غزنوی غیر مقلدوں سے یا دہلوی غیر مقلدوں سے جوابات لکھوا کر بھیجے جن حنفیوں کو غیر مقلد میں تراویح کے مسئلہ میں تنگ کرتے ہیں وہ ان غیر مقلدوں کی دہن درازی کے لئے ان سوالات کے جوابات ان سے طلب کریں۔

وہ رضا کے نمبرہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

سوال ۱۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ بعد از نماز جمعہ شہر یا قصبہ میں احتیاط نظر پڑھنی فرض ہے یا کہ نہیں۔ چونکہ ہمارے قصور شہر میں اہلسنت کے دو گروہ دربارہ احتیاط ہیں ایک جماعت تو کہتی ہے کہ احتیاطی پڑھنی فرض ہے جو شخص احتیاطی نہیں پڑھتا وہ فرض کا تدارک ہے اور جو لوگ احتیاطی نہیں پڑھتے وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہمارے مفتی اعظم، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ احکام شریعت میں فرماتے ہیں کہ بعد جمعہ نماز ظہر کی حاجت نہیں اس لئے نہیں پڑھتے اب فریقین میں یہ بات قرار پائی ہے کہ جو فیصلہ حضرت قبلہ مولانا سردار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ محدث و مفتی اعظم

فرمادیں اس پر ہم سب کا رہنما ہونگے چونکہ آپ ہمارے اہلسنت کے مفتی اعظم ہیں لہذا آپ مہربانی فرما کر ہمارے حاکم بن کر فیصلہ صادر فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ ہماری کشمکش دور ہو جائے۔ نیز آپ یہ بھی فرمادیں کہ احتیاطا نظر قرآن و حدیث اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ثابت ہے یا بعد جاری ہوتی ہے تو کتنا عرصہ ہوا ہے۔

۲۔ جو لوگ احتیاطا نظر نہیں پڑھتے وہ فرض کے تارک اور مستوجب عذاب ہیں یا کیا۔

۳۔ شہر میں احتیاطی فرض واجب ہے کہ نہیں بنیوا تو جبر و از شہر قصور۔

الجواب: شہر میں نماز جمعہ پڑھنا فرض ہے اور احتیاطی ظہر شہر میں پڑھنا ضروری نہیں خواص پڑھیں تو عوام نہ پڑھیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ شہر احتیاطی ظہر نہ پڑھنے والا فرض کا تارک ہے اس کی بات خلاف تحقیق ہے۔ خواص کا شہر میں احتیاطی ظہر پڑھنا مستحسن اور مندوب ہے۔ اور وہ عوام جن کو احتیاطی ظہر پڑھنے سے جمعہ کی فرضیت میں شک ہو تو وہ شہر میں احتیاطی ظہر ہرگز نہ پڑھیں اور جو عوام ایسے ہوں کہ احتیاطی ظہر پڑھنے سے ان کو جمعہ کی فرضیت میں شک نہ وہ احتیاطی ظہر پڑھ سکتے ہیں۔ احتیاطی ظہر کے پڑھنے میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اتفاق ہے ہاں اس کے ضروری ہونے میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک شہر میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جائز و مندوب و مستحسن ہے رد المحتار حاشیہ و رد المحتار میں ہے و ذکر فی النہر انہ ینبغی التردد فی ندبھا علی القول بجواز التعدد و خروجاً من الخلاف انتھی و فی شرح الباقانی هو الصحیح و بالجملة فقد ثبت انہ ینبغی لا تقیاء لہذا الاربع بعد الجمعة لکن بقی الکلام فی تحقیق انہ واجب او مندوب اسی میں ہے ولہذا قال المقدسی نحن لا نأمر بذالک امثال ہذا العوام بل ندل علیہ الخواص و بالسببۃ الیہما انتھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ عمدۃ الرعاۃ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے استحسنوا ان یصلوا بعد صلوٰۃ الجمعة بغير جماعة اربع رکعات بنیۃ اخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ و تفصیلہ فی شرح الہدایۃ والمنية والکثر و غیوہا۔

۴۔ قرآن شریف کی کسی آیت میں احتیاطی ظہر کا ذکر صراحت سے نہیں اور حدیث شریف میں بھی اس کا صراحتہ نظر سے نہیں گذرا اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کا قول اس کے متعلق کتب متداولہ میں مذکور نہیں۔ سلطان اسلام اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت عارف باللہ ملا جیون علیہ الرحمۃ تفسیر احمدی میں اس کے متعلق مختصر ذکر فرمایا اور علماء کے اختلاف کو نقل فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱۔ جو لوگ شہر احتیاطی ظہر نہیں پڑھتے وہ فرض کے تارک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۲۔ شہر میں احتیاطی ظہر نہ فرض ہے نہ واجب۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۲۱۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو کچھ علم بھی رکھتا ہے اور ہمارے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں کچھ عرصہ سے جمعہ بھی پڑھتا ہے لہذا علماء دین سے التجاہ ہے کہ چھوٹے سے دیہات میں جمعہ پڑھانے کی نسبت مسئلہ فرما دیں کہ کن شرطوں سے جمعہ واجب ہوتا ہے اور کن شرطوں سے ظہر ساقط ہوتی ہے۔ ان کی نسبت شریعت کی رو سے بندگان دین فیصلہ دیں کہ آیا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- جمعہ کفرض ہونے کے لئے شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط شہر یا قناتے شہر یعنی ملحقات شہر ہے لہذا گاؤں میں جمعہ فرض نہیں ہے جس گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا وہاں قائم نہ کیا جائے گاؤں میں نماز جمعہ نفل ہوگی لہذا جمعہ کے دن گاؤں میں نماز ظہر پڑھنا فرض ہے جو شخص گاؤں میں جمعہ کے دن ظہر نہ پڑھے گا اسکے ذمہ ظہر کا فرض باقی رہے گا اس نے گاؤں میں نماز چاہے پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

۲۲۔ ایک سوال کا جواب :- گاؤں میں شرعاً جمعہ نہیں اگر علمائے کرام نے فرمایا جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ ہو رہا ہو اس کے بند کرنے میں فتنہ و فساد ہوتا ہو تو فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے جمعہ کو بند نہ کیا جائے۔ جمعہ بطور نفل ادا ہو جائے گا اس لئے گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر ضروری پڑھے۔ جمعہ چاہے پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اور جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ نہ ہو رہا ہو تو وہاں ہرگز جمعہ کو شروع نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۲۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فجر یا پنجگانہ یا بعد عیدین مصافحہ کرنا یا معانہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جبر و ابالاجر و الثواب۔

الجواب ہو الموفق للصواب :- ملاقات کے وقت دو مسلمانوں کا آپس میں مصافحہ کرنا یا بعد نماز پنجگانہ مصافحہ کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ طحاوی حاشیہ در مختار میں ہے تسحب بالمصافحة بل ہی عقیب الصلوٰۃ وعندا کل لقی یعنی مصافحہ مستحب ہے بلکہ ہر نماز کے بعد سنت ہے۔ مراقی الافلاح شرح نورالائے حاشیہ میں ہے کذا تسحب المصافحة فی سنۃ عقب الصلوٰۃ علیہا یعنی یونہی مصافحہ مستحب بلکہ نماز کے بعد سنت ہے۔ بمع الاثر میں ہے وکن المصافحة بل ہی سنۃ عقب الصلوٰۃ علیہا وعند المصافحہ

کما قال بعض الفضلاء اور معافقہ کرنا بھی بلاشبہ جائز ہے جب کہ معافقہ کرنے والے قمیص یا جبہ پہنے ہوئے ہوں یعنی کپڑے علیحدہ علیحدہ پہنے ہوئے ہوں۔ درمختار میں ہے لو كان عليه قميص او جبة بلا كراهة بالاجماع ووجه في الهداية وعليه المتون خاتمه میں ہے ان كانت المعافقة من فوق قميص او جبة جاز عند الكل حديث شريف میں ہے ونهض النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى عثمان فاعتنقه انت دلي في الدنيا والاخرة یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف لے گئے اور ان سے معاف کیا اور فرمایا دنیا و آخرت میں تو میرا دوست ہے اس حدیث کو محدث حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں نقل کیا ہے اور اس موضوع پر کثرت سے حدیثیں مروی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن۔ امام حسین۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی معاف فرمایا جس کو ان حدیثوں کی تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ جلیلہ و شراح الجید کا مطالعہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسوله الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۲۴: ہمارے امام صاحب ان لوگوں کو جو پوری نماز ادا کرنے کے بعد خود دعا مانگ کر چلے جاتے ہیں کہتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں جب ان کو کہا جائے کہ شہر میں عموماً کاروباری ایسا ہی کرتے ہیں تو آپ ان کو شیطان کا بھائی فرماتے ہیں۔ بیچ اس مسئلہ کے اختلاف زیادہ بڑھ رہا ہے۔ صحیح فتوے صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب: نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ اکٹھے مل کر دعا بھی مانگیں کہ حدیث شریف میں ہے الدعاء مع العبادۃ کا دعا عبادت کا مغز ہے جس طرح سے مل کر نماز ادا کی ہے ایسے ہی مل کر دعا مانگیں معلوم نہیں کہ اس مجمع میں اللہ تعالیٰ کا شیک بندہ کون ہے کہ جس کے ذریعہ سے نماز و دعا مقبول ہو جائے لیکن ضروری کاروبار کی وجہ سے اگر کوئی آدمی تنہا دعا مانگ کر چلا جائے تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جس مولوی صاحب نے تنہا دعا مانگنے والے کو شیطان کا بھائی کہا ہے اس نے بہت سخت کلمہ ہے ایک مسلمان کو بلا وجہ شرعی شیطان کا بھائی کہنا سخت جرم ہے اس مولوی صاحب پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور اس سے جس کو شیطان کا بھائی کہا ہے معافی مانگے اور آئندہ کسی مسلمان کو خلاف شرع کلمہ نہ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۲۵: فجر کی نماز باجماعت ادا ہونے کے بعد بلند آواز سے سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کثرت سے پڑھا جاتا ہے بعض لوگ جو کیلے اگر نماز پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آہستہ پڑھ لیا کرو لیکن اول واسے لوگ

نہیں مانتے اور آہستہ پڑھنے سے قاصر ہیں اگر وہ حق پر ہیں تو اشتباہ دور فرما کر صحیح فتوے صادر فرمایا جائے۔
توجہ رہا۔

الجواب :- ذکر چہر یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا شرعاً جائز ہے لیکن نمازیوں کی نماز کا خیال رکھا جائے گا کہ بہت زیادہ آواز سے نہ ہو کہ نمازیوں کی نماز میں خلل آئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم واحکم بالصواب۔
سوال ۲۶ :- ایک صاحب عرض کرتے ہیں کہ مسجد میں چند لوگ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہوئے ہیں نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ قرآن پاک پڑھنا اور درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا بالابرار العظیم۔

الجواب :- جمع میں چند مردوں کا جمع ہو کر بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا شرعاً منع ہے مسجد میں ہو یا خارج مسجد میں ہو نماز کے وقت ہو یا نماز کا وقت نہ ہو کوئی آدمی نزدیک نماز پڑھ رہا ہو یا نہ پڑھ رہا ہو جمع میں جب آدمی جمع ہوں تو حکم ہے کہ سب آہستہ آہستہ اس طرح قرآن مجید پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرے سنے یا ایک آدمی بلند آواز سے قرآن مجید پڑھے اور باقی خاموش ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں درود پاک بلند آواز سے پڑھنا شرعاً جائز ہے جب کہ کسی کی نماز میں خلل نہ آئے درود شریف کو بلند آواز سے پڑھنے کو روکنے والے عام طور پر وہابی ہیں وہ نمازی کی نماز کا بہانہ کرتے ہیں اصل منشا و مقصود ان کا درود پاک پڑھنے سے بند کرنا ہے کہ رسول پاک کی یاد نہ کی جائے ان کو لفظ یا کے ساتھ نہ پکارا جائے اگر یہ نہیں تو نماز کے فوراً بعد درس دینا کیوں شروع کر دیتے ہیں اس جگہ لوگوں کی نماز کا خیال نہیں آتا سلام پھیرتے ہی لاؤڈ سپیکر سامنے رکھ کر اندھیرے میں درس شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قریب میں بہت سی مساجد میں ابھی جماعت بھی نہیں ہوتی یہ لوگ لوگوں کی نماز کی پرداہ نہیں کرتے زور زور سے تقریر کرتے ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے دور دور آواز پہنچاتے ہیں ان کی تقریر سے تو نماز میں خلل نہیں آتا مگر درود پاک پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے۔ ہمارے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اتنی بلند آواز سے درود شریف پڑھیں کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے یعنی بہت بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۷ :- مردے کو قبر میں کیسے لٹایا جائے۔

الجواب :- فتاویٰ رضویہ میں ہے قبر میں داہنی کمرے پر قبلہ روٹایا جائے کنز الدقائق میں ہے ویوجہ الی القبلة اس کی شرح مستخلص میں ہے ای یوضع علی شقلہ الایمن متوجہا الی القبلة لقولہ

علیہ السلام علی حین وضع الجنائزۃ یا علی استقبالہ کذا فی بدائع الصنائع بہار شریعت میں ہے کہ اسکو داہنی کروٹ پرٹائیں اسکا منہ قبلہ کو کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۸: مسجد کے قریب ایک احاطہ ہے جس پر کسی کی ملکیت مخصوص نہیں عرصہ دراز سے مولوی صاحب امام مسجد وہاں رہتے تھے اب بھی وہاں نئے مکان تعمیر صرف امام مسجد کے لئے ہوئے ہیں ان پر زکوٰۃ کی رقم خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ مطلع فرمائیں اور یہ بھی فرمادیں کہ وہاں پر امام مسجد یا ششی رہ سکتا ہے یا نہیں بیوقوفو جروا۔

الجواب: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اسکو اس مال کا مالک بنا دیا جائے۔ مال زکوٰۃ کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو مالک ہونے کا اہل ہو لہذا صورت مسئلہ میں مال زکوٰۃ سے امام مسجد کے لئے رہائشی مکان تعمیر نہیں کر سکتے اس لئے کہ مسجد اور ضروریات مسجد جس میں امام مسجد کا رہائشی مکان جو اہل محلہ نے امام مسجد کی رہائش کے لئے تعمیر کیا ہے داخل ہے کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتے بلکہ یہ سب اشیاء سب مسلمانوں کے لئے وقف ہیں اس لئے اس میں مال زکوٰۃ نہیں لگ سکتا یاں مال زکوٰۃ لگانے کا شرعاً ایک حیلہ ہے کہ مستحق زکوٰۃ کو اس مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے پھر وہ آدمی اپنی مرضی سے وہ رقم مکان کی تعمیر کے لئے دے دے تو جائز ہے ملک کے بدلنے سے شئی کا حکم بدل جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوشت کا صدقہ کیا گیا حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا نَبِیْ صَدَقَۃً وَلَنَا هَدِیۃٌ اَوْ کَمَا قَالَ عَلِیۡہِ السَّلَامُ یعنی یہ گوشت اے بریرہ تیرے لئے صدقہ ہے اور تو وہ گوشت ہماری خدمت میں پیش کر دے تو ہمارے لئے تحفہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتاً یہ ثابت ہوا کہ صدقہ کے مال کو مستحق صدقہ کے مال کا لے کر اور مالک ہو کر سید کو دے سکتا ہے۔ سید کے حق میں وہ مال بدیہ تحفہ ہے براہ راست سید کو زکوٰۃ دینا ناجائز اور حیلہ شرعی کے ساتھ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹: ایک سوال کا جواب: لاٹپور میں ایک مجمع کثیر نے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا اس لئے یہاں شرعی ثبوت سے اتوار کے دن روزہ رکھا گیا جن مقامات پر ابر کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی چاند ہونے کا شرعی ثبوت ملا تو وہاں کے مسلمانوں پر اتوار کے دن روزہ رکھنا فرض نہ تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند دکھائی دے تو روزہ رکھو اور اگر گرد و غبار ابر کی وجہ سے چاند

دکھائی نہ دے تو شعبان کے تیس دن پورے کر اور رمضان المبارک کے چاند کا ثبوت شرعاً ایک مسلمان یا عورت بالغ عادل یا مستور الحال کی گواہی سے ہو جاتا ہے جس مقام پر شرعی ثبوت اس طریقہ سے نہیں ہوا وہاں کے مسلمانوں نے تیس دن شعبان کے پورے کئے اور اتوار کا روزہ نہیں رکھا۔ انہوں نے حدیث شریف کے مطابق و موافق عمل کیا۔ تار۔ خط۔ ریڈیو۔ ٹیلیفون۔ اخبارات۔ جنتری کے اعلان سے شرعی ثبوت نہیں ہوتا۔ چونکہ چاند کا شرعی ثبوت اب مل گیا لہذا عید کے بعد اتوار کے روزہ کی قضا ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال کا جواب: تار۔ ریڈیو۔ ٹیلیفون وغیرہ آلات جدیدہ سے رویت ہلال کا ثبوت شرعاً نہیں ہوتا لہذا آپ کے ہاں جب کہ چاند نظر نہ آیا اور نہ ہی کوئی شرعی ثبوت پہنچا بلکہ ریڈیو کی خبر پر روزہ رکھا گیا۔ تو شرعی ثبوت نہ پہنچنے کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھنا شرعاً آپ لوگوں پر فرض نہ تھا وہ دن آپ کے نزدیک مشکوک تھا اور شک کے دن کا حکم یہ ہے کہ ضحوة کبریٰ یعنی زوال ختم ہونے تک روزہ کی مثل رہیں اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کر لیں ورنہ کھاپی لیں۔ درمیان میں ہے والا یصومہ الخواص ویفطر غیرہم بعد الزوال بل یفتی نفی التہمة النہی شرعی ثبوت روزہ رکھنے کے لئے ایک مسلمان مرد یا عورت بالغ عادل ہو یا مستور الحال کی گواہی سے ہوگا شک کے دن اگر روزہ رکھ لیا تو ضحوة کبریٰ کے بعد عوام کھول دیں اور خواص نہ کھولیں تو مولوی صاحب نے جو خود اپنا روزہ توڑا اور خواص کا توڑا ہے تو اس نے خلافت شرع کیا ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ شرعی مسئلہ بغیر تحقیق کے لوگوں کو نہ بتائے گا یہ اس صورت میں ہے جب کہ مولوی صاحب سنی صحیح العقیدہ ہو اور اگر امام دیوبندی مولوی ہے تو دیوبندی شان الوہیت اور شان رسالت و شان ولایت میں نہایت بے ادب و گستاخ ہے باک ہیں جس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں اہلسنت پر دیوبندی مولوی کا قول لازم نہیں اور اہلسنت کی نمازیں دیوبندی اماموں کے پیچھے ہرگز نہیں ہوتیں۔ اہلسنت پر لازم ہے کہ دیوبندیوں سے فتوے نہ لیں اور نہ ہی ان کا وعظ سنیں اور نہ ہی ان کے پیچھے جمعہ عیدین تراویح۔ نماز پنجگانہ پڑھیں۔ دیوبندیوں کی عادت ہے کہ شیوں کے مقابلے میں سنی عالم دین کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے جھوٹی کارروائی۔ مکر و فریب و غابازی کرتے ہیں مولیٰ عزوجل ان سے بچائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم و احکم بالصواب۔

سوال: بی بی صغیر بیوہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی قوم باندہ میں نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے نہ ماں ہے نہ باپ دو برابر موجود ہیں برادر اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرنا چاہتے ہیں صغیراں بی بی اپنی مرضی سے نکاح کرنا

چاہتی ہے صغرا بی بی کا شوہر کو فوتیدگی کا عرصہ تقریباً دو ڈھائی سال ہو چکا ہے اس کی عدت گزر چکی ہے۔ بیوہ توجروا بالاجر والثواب۔

الجواب :- عاقلہ بالغہ بغیر والی کی اجازت سے خود اپنا نکاح کفو میں کرے گی تو وہ نکاح شرعاً صحیح ہو جائیگا حدیث شریف میں ہے الا یمہ احق بنفسها من ولیہا ہدایہ میں ہے ویعقد نکاح المحرقة العاقلہ البالغة برضاها فانما لم یعقد علیہا ولیا لکرا کانت او شیباً کثر الدقائق میں ہے ولفذ نکاح حرۃ مکلفہ بلا ولی صورت مسئلہ میں مسماۃ صغرا بی بی جبکہ بیوہ ہے عاقلہ بالغہ ہے اور اسکی عدت وفات بھی گزر چکی ہے تو وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے کفو میں جہاں چاہے شرعاً نکاح کر سکتی ہے۔ مسماۃ مذکورہ کے بھائی اس کی اجازت سے بغیر اسکا نکاح کسی جگہ نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک متقی پرہیزگار نے اپنی لڑکی نابالغہ کا عقد نکاح مثلاً زید کے ساتھ کر لیا اس خیال پر کہ زید نیکو کار ہے لیکن نکاح کرنے کے بعد یقینی طور پر معلوم ہوا کہ زید فاسق تھا اب تک بدکردار ہے کیا یہ نکاح کیسا ہے لازم ہے یا غیر لازم بیوہ بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب :- باپ اپنی نابالغہ بیٹی کا نکاح کسی شخص سے اپنے کفو کے لحاظ سے کر دے کفو کی شرط لگائی ہو یا دقت عقد یہ سنایا ہو کہ یہ کفو ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کفو نہیں تو لڑکی کے باپ کو حق فسخ حاصل ہے۔ درمختار میں ہے اذا شرطوا الکفاءة او اخبرهم بها وقت العقد تزوجوها علی خلل ثم ظہر انہ غیر کفو کان لهما الخيار مگر بہت سی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ایسا نکاح باطل ہے تو نکاح گویا سرے سے ہوا ہی نہیں جب کہ نکاح ہوا ہی نہیں تو فسخ کی کیا ضرورت۔ رد المحتار حاشیہ درمختار میں ہے فالنکاح باطل بالاتفاق اگرچہ اس عبارت باطل کے معنی میں تاویل کی ہے اس کے معنی سبطل کے ہیں جیسار رد المحتار حاشیہ درمختار میں ہے ما مد عن النوازل من ان النکاح باطل معنا کانه سبطل کما فی الذخیرۃ مگر ظاہر یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے اگر ولی کو دھوکا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح مطلقاً باطل ہے رد المحتار میں ہے الظاہر ان یقال لا یصح العقد اصلاً کما فی الردب الناجن و سکران الخ اس مسئلہ کی تفصیل درکار ہو تو العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کی طرف رجوع کیا جائے اس میں اس مسئلہ کی تفصیل درج ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۳: عمو کی شادی ایسی جگہ ہوئی جہاں کے مولوی صاحب کم علم رواج کے مطابق اس طرح نکاح پڑھاتے ہیں کہ مومنوں کی رٹ کی کا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دیا کیا قبول ہے اس میں نام نہیں دیا گیا رٹ کے کو پہلے تو پتہ بھی نہ ہوا اور قبولیت صرف ایک بار اور رٹ کی کو کلمے نہیں پڑھائے رٹ کی سے جب اجازت لی جاتی ہے تو وہ نہ ہاں کرتی ہے نہ نہ کرتی ہے تو کیا شرعاً نکاح ہو گیا جب طلاق میں تین دفعہ ضروری ہے تو نکاح اقرار ایک طرف خاموشی دوسری طرف ایک قبولیت سے مکمل ہوگا اگر نہیں اور نکاح کرانے والے مکمل سمجھیں تو کیا سب کا سب زنا ہوگا اور بچے کس صورت میں اگر رٹ کی شرم کی وجہ سے نکاح کے وقت زبان سے اقرار نہیں کرتی تو کیا وجہ ہے کہ کوئی مجبوری میں منافقاً مرزائیوں سے کام نکال لے تو بھی مسلمان نہ رہے اور اسکا نکاح ٹوٹ جائے حالانکہ دونوں حالتوں میں ان کی تصدیق ہے۔

الجواب: نکاح میں رٹ کی کا نام ضروری نہیں بلکہ اسکا تعین ضروری ہے جیسے فلاں بن فلاں کی سب سے بڑی رٹ کی یا سب سے چھوٹی یا بڑی سے چھوٹی یا چھوٹی سے بڑی اگر خاوند کو اس کی دلہن کا نام معلوم نہ ہو تو بھی کوئی بات نہیں۔ ہاں خاوند کے نزدیک بھی اس رٹ کی کا تعین ضروری ہے نکاح میں رٹ کی یا رٹ کے کی طرف سے ایک دفعہ ایجاب و قبول ہونا کافی ہے تین دفعہ ایجاب و قبول کراتے ہیں یہ بطور تاکید ہے ضروری نہیں۔ شوہر تین طلاق کا مالک ہوتا ہے شوہر اگر اپنی بیوی کو ایک طلاق دے تو ایک واقعہ ہوتی ہے اور اگر دو دے تو دو اگر تین دے تو تین طلاقیں ہوتی ہیں ایسا نہیں کہ تین دے تو ایک واقعہ ہو۔ ایجاب و قبول اور چیز ہے اور طلاق دینا اور چیز ہے رٹ کی کنواری سے اسکا ولی یا ولی کا وکیل یا قاصد نکاح کی اجازت کے لئے گیا تو وہ خاموش رہی تو اسکا خاموش رہنا شریعت میں اقرار کے قائم مقام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے رٹ کی شیبہ یعنی رٹ کی اگر کنواری نہ ہو تو اسکو زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے کلمہ کفر ایسی چیز ہے کہ جب انہی کسی اپنے فائدے کے لئے اور غرض کی بناء پر کہہ دے تو انسان شرعاً کافر ہو جاتا ہے اور اس پر احکام کفر کے جاری ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ نے منافقت۔ غداری۔ خیانت۔ کذب بیانی۔ دروغ گوئی کو مٹایا ہے۔ نکاح کے وقت باکرہ یعنی کنواری رٹ کی کا نکاح کی اجازت دیتے وقت خاموش رہنا منافقت نہیں ہے کفر نہیں ہے بلکہ نکاح کی رضا و اجازت ہے اور ظاہر مرزائی قادیانی بننا۔ سکھ۔ ہندو۔ انگریز بننا یہ اسلام سے کھلی دشمنی ہے۔ مولیٰ عزوجل اخلاص و ایمان دینا۔ امانت عاہری باطنی دین کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے رٹ کے رٹ کی کو نکاح کے وقت کلمے پڑھانا ضروری نہیں جب کہ وہ پہلے مسلمان ہیں کلمے پڑھانا تو ایمان کی

تازگی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو کی دو بیویاں ہیں مریم۔ ہندہ۔ ہندہ کی بیٹی خدیجہ سے زید نے نکاح کیا۔ زید خدیجہ کی موجودگی میں مریم سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ زید کا مریم کے ساتھ کوئی اور رشتہ نہیں جس کی وجہ سے حرمت ثابت ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: اس مسئلہ کے جواب سے پہلے یہ جانتا ضروری ہے کہ سوتیلی ساس سے نکاح کرنے کے متعلق کیا حکم ہے تو جانتا چاہیے ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ زوجہ کی ماں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں لہذا اس کی حلت میں شبہ نہیں۔ سوتیلی ساس سے بلاشبہ نکاح شرعاً جائز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ دو عورتیں کہ ان میں سے جس ایک کو بھی مرد فرض کریں دوسری اسکے لئے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا جیسا کہ خالہ۔ بھانجی۔ اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماں بھانجی کا رشتہ ہو گا اگر بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجی خالہ کا رشتہ ہو گا اس لئے خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا شرعاً حرام ہے اور اگر دو عورتیں ایسی ہوں کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لئے حرام ہو اور اگر دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو جمع کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں اب صورت مسئلہ کہ اگر اس مرد مسمیٰ زید کی بیوی کو مرد فرض کریں تو اس مرد کا سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے لیکن اگر اس مرد مسمیٰ زید کی سوتیلی ساس کو مرد فرض کریں تو ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں۔ حاصل جواب یہ کہ صورت مسئلہ میں بر تقدیر صدق سائل زید کا نکاح خدیجہ کی موجودگی میں بلاشبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔ الجواب صحیح صورت مسئلہ میں زید کا نکاح خدیجہ اور خدیجہ کی سوتیلی ماں دونوں سے شرعاً جائز ہے ان دونوں کا نکاح میں جمع کرنا منع نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مولیٰ علی شیر خدا کی صاحبزادی زینب بنت فاطمہ سے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بیوی سلیمہ بنت مسعود سے نکاح کیا دونوں کو نکاح میں جمع کیا۔ بخاری شریف کتاب النکاح میں ہے وجمع عبد اللہ ابن جعفر بین ابنتہ علی و امواتہ علی یجمعہ صورت سوال کا جزئیہ بخاری شریف میں مل گیا۔ واللہ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم و احکم بالصواب۔

سوال ۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان مرد کی شادی عیسائی عورت سے ہو سکتی ہے جب کہ عیسائی خیال کی ہے اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب :- بہار شریعت میں ہے یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے دعا لگیری وغیرہ، مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے جب کہ اس مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی یا نصرانی ہوں اور حقیقتہً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آجکل عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے ہاں ذبیحہ ہوتا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم واحکم بالصواب۔

سوال ۳۶ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان کی شادی مرزائی عورت سے ہو سکتی ہے جب کہ قرآن۔ حدیث، طریقہ عبادت ایک ہی ہے مرزائیوں کے علاوہ دوسرے فرقوں نے بھی بہت سی تادیلیں بنا رکھی ہیں مگر رسالتِ اعلیٰ سے انکار نہیں کرتے۔ مرزائیوں اور دیوبندیوں کی کتابوں میں تحریر ہے کہ سرورِ عالم خاتم النبیین کے درجہ اعلیٰ کی بنا پر اس مرزائیوں کے خیال میں مرزا یحییٰ یا مہدی ہے۔ دیوبندیوں کے خیال سے کوئی اور نبی آجائے تو جنابِ دُصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور کلمہ اور سنت محمدی بتاتے ہیں تو کیا دیوبندی عورت سے بھی شادی کرنی ناجائز ہے۔ ینواتوجروا۔

الجواب :- مرزائی قادیانی یا لاہوری عقیدے والی عورت سے نکاح شرعاً جائز نہیں کیونکہ مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوی کافر و مرتد ہیں یونہی جس عورت کا یہ عقیدہ ہو کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی شرعاً پیدا ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام کی شان میں بے ادبی و گستاخی جو بھی کرے کافر ہے اسلام سے خارج ہے دیوبندی ہو یا دوسرا۔ دیوبندی عورت سے بھی شرعاً نکاح نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم۔

سوال ۳۷ :- زید نے اقتصادی حالات کو انتہائی کمزوری و ملازمت و جگہ رہائش کی نہ ملنے کی بنا پر سے مرزائی کو دوست بنایا اس کے پاس رہائش اختیار کی اور اس دوست نے دوسرے مرزائیوں کے اصرار پر زید سے اپنے بیعت فارم پر دستخط کروانے زید بظاہر مرزائی ہوا اور ان کے ساتھ نمازیں بھی ادا کیں اس خیال سے کہ نمازِ خدا کی اور الفاظِ قرآن کے ہیں کیا فرق ہوگا اپنے آپ کو اس مدت میں مسلمان ہی تصور کرتا رہا ملازمت و رہائش و جگہ ملنے کے بعد زید نے مرزائیوں سے قطع تعلق کر دیا تو کیا وہ مسلمان رہا اور اس کا نکاح بیوی سے قائم رہے گا اگر نہیں تو دوبارہ ہو سکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہوگی اگر نہیں تو نکاح کی صورت میں اسے عدت کے ایام کا خیال رکھنا پڑے گا اور وہ عرصہ کہ جب تک وہ نکاح

نہ کرے یا بیعت عرصہ پہلے گزر چکا ہے اسکا کفارہ ادا کرے زید نے یہ معاملہ آجکل کسی کو نہیں بتایا اس کے
اس کے والدین بچے بیوی سب بے خبر ہیں نکاح ٹوٹ جانے کی صورت میں جیسا کہ زید نے بتایا اسکے
مندرجہ بالا فعل سے قبل اس کی بیوی حاملہ تھی اور اس فعل کے بعد اسکو بیوی سے ملنے کا اتفاق ہوا اور
اس نے بیوی سے مجامعت بھی کی کیا وہ بچہ جو ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا حرام زادہ نہ ہوگا اور اسکے دینیچے
اور ہیں وہ کس صورت میں سمجھیں زید اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہا ہے اور نکاح کو بھی درست سمجھتا
رہا بیوی کو علم نہیں ہے اس قسم کے بچوں کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے ہو سکتا ہے۔ ایسے بچے وراثت
کے حقدار ہونگے یہ معاملہ تھا چار برس بعد اور دوستوں پر ظاہر ہوا ہے اور دوستوں کی بحث انتہائی پیچیدہ سمجھی
گئی ہے جسکا ذکر کر دیا گیا یہ اور ضروری سمجھا گیا کہ کسی ایسے مفتی سے اسکا فیصلہ ہو اس معاملہ میں شریعت
مجرم کی بھول غلطی یا کم علمی کی جس حد تک بھی حمایت ہو سکے بہت غور سے فتویٰ سے مستفیض فرمادیں
زید اس بحث سے نفسانی طور پر بیمار ہو گیا ہے۔ بیٹا تو جو روا۔

الجواب :- زید سے جبکہ مرزائی کے بیعت فارم پر دستخط کرانے تو زید کا فرو مرتد ہو گیا زید اسلام سے باہر
ہو گیا اور مرزائی ہو گیا اس کی نماز شرعاً نماز نہیں اور اسکا اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنا شرعاً غلط اس کی بیوی نکاح
سے باہر اس کی بیوی اگر زید کے مرزائی ہونے پر بے خبر رہی تو وہ معذور ہے۔ زید کی بیوی کو جو حمل زید کے
مرزائی ہونے سے پہلے ہوا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ جائز اولاد سے ہے زید نے مرزائی بننے کے بعد
جو مجامعت کی تو قطعاً حرام مگر جو بچہ ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا تو اس بچہ کو حرام زادہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس بچہ
کا وجود اس کے مرزائی بننے سے پہلے ہو چکا تھا۔ ہاں اس نے جو مجامعت کی وہ حرام ہے پہلے بچے کے بعد جو
دو بچے پیدا ہوئے وہ حرام اور زنا کے ہیں کیونکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا اس لئے وہ دو بچے حرام کاری و زنا و بدکاری سے
ہوئے اور اس کے نیچے بچیاں مسلمان رہیں گے تو ان کا نکاح مسلمان عورت مرد سے جائز ہے ایسے
بچے جو حرام کاری و بدکاری سے ہیں وہ ثابت النسب نہیں ہیں ان کا چونکہ شرعاً باپ نہیں لہذا ایسے بچے ماں کی وراثت
کے حقدار ہیں ماں کے توسط سے جتنے رشتہ دار ہونگے شریعت کے مطابق ایسے بچے ان رشتہ داروں کے وراثت
ہونگے ان کی وراثت کے شریعت کے مطابق حقدار ہونگے مسئلہ کی صورت واقعی پیچیدہ ہے اور اس پیچیدگی
کا حل یہ ہے کہ وہ شخص جلد از جلد مرزائی مذہب سے توبہ کر لے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے تجدید اسلام کرے
حرام کاری سے توبہ کرے تو اس کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کرنے کی یا عدت گزرنے کی

اس میں ضرورت نہیں دو مسلمان گواہوں کے سامنے اس شخص میں اور اس کی بیوی میں ایجاب و قبول ہو جائے یا کسی نکاح پڑھانے والے مسلمان سے شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرائے تو نکاح ہو جائے گا اس شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے معافی مانگے کیونکہ اس نے اپنی سابقہ بیوی کی عصمت دری کی ہے اس سے حرام کاری کی ہے اور اس بیچاری کو شوہر کے مرزائی ہونے کا علم نہیں چونکہ وہ لاعلم رہی لہذا اس حرام کاری کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوئی مگر اس شخص کا غدر جہالت ایسے قضیہ میں مقبول نہیں تو بہ کرے مسلمان ہو جائے اپنی بیوی سے دوبارہ شریعت کے مطابق نکاح کرے پس قضیہ ختم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۳۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بکر کی بارات جب اسکے سرال پہنچی تو اس وقت معلوم ہوا کہ بکر کے آباء و اجداد و دیگر اعزہ مرزائی ہیں لڑکی والوں نے نکاح دینے سے انکار کیا ہے عزتی یا حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بکر سے کہلا دیا گیا کہ وہی خیال ہے جو اہلسنت کا مرزائیوں کے خلاف ہے اور نکاح کر دیا گیا بکر بعد میں کیا رہا یہ نہیں کیا یہ نکاح درست رہا یا کہ نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب: بکر جب کہ مرزائی تھا تو لڑکی والوں پر فرض تھا کہ اس سے توبہ کراتے اسے کلمہ پڑھاتے اس کو مسلمان کراتے قادیان و جہال سے بیزاری کراتے صرف اتنی بات کہنے سے کہ مرزائیوں کے خلاف بکر کا وہی خیال ہے جو اہلسنت کا ہے صرف اتنی بات سے اس کی توبہ قبول نہ ہوگی تو نکاح کیسے درست ہوگا اور اگر بکر کو نکاح کے وقت مسلمان کر دیا تھا تو نکاح درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳۹: ایک سوال کا جواب :- جس عورت کا نکاح پہلے ہو چکا ہو جب تک اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے اور عدت نہ گزرے جب کہ عورت مدخول بہا ہو یا عورت فوت ہو جائے اور عدت نہ گزرے اس عورت کا نکاح دوسری جگہ ہرگز نہیں ہو سکتا اگرچہ دھوکے سے نکاح کر دیا گیا ہو ایسا جعلی نکاح ہونے کے بعد اس بناؤں شوہر اور جعلی بیوی پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ اگر غیر کی بیوی سے نکاح کر لیا جائے اور اس مرد کو اس عورت کے پہلے نکاح کا علم نہ ہو تو یہ نکاح فاسد ہے لیکن جو اولاد ہوگی صحیح یہ ہے کہ اولاد کا نسب اس آدمی سے ثابت ہوگا جب کہ وقت دخول سے چھ ماہ کے بعد اولاد ہو۔ والمختار حاشیہ درمختار میں ہے (نکاحا فاسدا) ... و نکاح امرأۃ الغیر بلا علم بانھا متزوجۃ اور نیز اس میں ہے ثم المحکم انہ ذکر فی البحر ہذا انہ تعتبر مدات النسب وہی ستۃ اشھر من وقت الدخول عبد محمد وعینہ الفتویٰ والمشاہد فیہ اقوال بقول محمد صوت مسئلہ میں جب ظاہر ہو گیا کہ اس عورت کا نکاح

پہلے جبکہ تھا تو اس مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں لیکن جو اولاد وہ اس آدمی کی ہے اور اس عورت کے ان بچوں کی پرورش کے اخراجات اس مرد پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ علم

مثلاً ایک سوال کا جواب: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جوئیہ کلابیہ سے نکاح فرمایا اور اسماء بنت نعمان جوئیہ کندیہ سے نکاح فرمایا مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے الثالثہ عمرہ کافتح العین بنت یزید ابن المجون بفتح الجیم الکلابیہ وقیل عمرہ بنت یزید بن عبید ابن اوس بن کلاب الکلابیہ وقال ابو عمر بن عبد البر وهذا اسم فی نسبہ تزوجہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رانی ان قال، فطلقہا اور نیز مواہب لدنیہ و زرقانی میں ہے الرابعۃ اسماء بنت نعمان بن جون دہی الجونۃ وروی البخاری ان بنت المجون لما اذ خلت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ودنا منها قالت اعود بالله فقال لہا لقد عذت بعظیم الحقی یا ہلک قال ابو عمر ابن عبد البر اجمعوا علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجہا نیز اسی میں ہے قیل اسمہا امیمہ بنت شرحبیل فلما اذ خلت علیہ سبط یدہا طیہا فکانہا کثرہت ذلک فامر یا اسیدان یحضرہا ویکسوها ثوبین الخ مواہب لدنیہ صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ جلد ۳۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جوئیہ سے نکاح فرمایا اور اسماء جوئیہ یا امیمہ یا امامہ سے نکاح فرمایا ان کے نام میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں ان کا نام اسماء ہے بعض فرماتے ہیں امیمہ بعض فرماتے ہیں امامہ اسی لئے ان تینوں ناموں کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے جب نکاح ثابت ہے تو پھر کیا اعتراض شیعہ روافض کی زیادتی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔

مکرمی مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی عبدالغنی صاحب کی طرف آپ نے جو خط ارسال کیا تھا اس کا مطالعہ کیا اس میں آپ نے جن شبہات کا ذکر کیا ان کا جواب ذیل میں عرض کیا جانا ہے اس کا بنظر غائر مطالعہ کریں بخاری شریف کتاب الطلاق صفحہ ۷۰ جلد ۲ پر حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی اس پر شیعہ بے دین نے اپنی کم فہمی اور کور باطنی سے جو اعتراض کیا اس کا جواب با صواب تسلی بخش لیکن وہ روانہ کیا گیا اس جواب کو اور بخاری شریف کو اگر شیعہ ایمانی نظر سے دیکھتا اور آپ بھی غور سے مطالعہ کرتے تو تسلی پاتے اور شبہات میں نہ پڑتے جواب میں مواہب لدنیہ زرقانی کے حوالوں سے بتایا گیا

تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوئیہ امیمہ بنت النعمان بن شرجیل سے نکاح فرمایا پھر طلاق دیکر زوجیت سے خارج فرمایا۔ شیعہ بے دین اور آپ پر لازم تھا کہ جب زرقانی کے حوالہ سے نکاح پر علماء کے اجماع و اتفاق کا ذکر کیا گیا تو اس اجماع کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے اور اپنی توہمات باطلہ کی پیروی میں اجماع علماء کی بے قدری نہ کرتے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اجماع دین میں یقینی حجت ہے۔ آپ نے اپنے خط میں یہ شبہ پیش کیا کہ نہ راوی حدیث نے نکاح کا ذکر کیا اور نہ امام بخاری نے تو اس سے ثابت کیا کہ نکاح ہوا ہی نہیں سراسر غلط ہے چند وجوہ سے اعتبار کے ناقابل التفات

۱۔ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں امام بخاری و راوی حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اگر آپ کے خیال میں نکاح کا ذکر نہیں فرمایا تو کیا حرج ہے جس مسئلہ پر اجماع و اتفاق ہے اس کا ہر کتاب میں مذکور ہونا کیا ضروری۔ عدم ذکر سے عدم وجود سمجھنا کہاں کی عقلمندی نظم قرآن میں تو تعداد رکعات نماز مقدار زکوٰۃ ذکر نہیں کیا گیا تو کیا جناب کے خیال میں تعداد رکعات کا نفس الامر میں وجود نہیں نفس الامر میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش ہیں مگر قرآن کریم کے نظم میں سب کا ذکر نہیں تو کیا مذکورین فی القرآن کے علاوہ سب کے وجود سے آپ منکر ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۔ طلاق نکاح کی فرع ہے نکاح کے بغیر طلاق کا کوئی مفہوم ہی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں ذکر فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ میرے نزدیک بھی یہ عورت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے نوازی گئی نیز اس حدیث سے پہلے حدیث دحبی روایت حضرت ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائی، میں صراحۃً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت جوئیہ کو الحقی باہلک فرما کر طلاق بائنہ دی۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ نہیں تھی تو الحقی باہلک کی روایت کا کیا مطلب بنے گا بغیر نکاح بھی طلاق ہوا کرتی ہے اس عورت کو اگر قبل دخول طلاق دی جائے تو وقت عقد یا بعد عقد اگر ہر کسب میں نہ ہوا ہو تو کپڑوں کا ایک جوڑا دینا واجب اور تعین کے ہونے کی صورت میں مستحب امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اکسہا رزقین والحقھا باہلھا اے ابو سعید اس عورت جوئیہ کو کپڑوں کا جوڑا دے کر اس کے اہل تک پہنچا دو اگر یہ عورت حضور علیہ السلام کی منکوحہ نہ تھی تو جوڑا دینے کا کیا مطلب۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جوڑا محض تبرأ کے طور پر دیا گیا ہو لیکن یہ دیگر دلائل نکاح

قائم ہونے کی وجہ سے وجہ مذکور پر محمول کرنا ہی النسب والیق ہو۔

۳۔ آپ کا یہ کہنا کہ امام بخاری اور راوی حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نکاح کا ذکر نہیں کیا و انتہہ سکاری کو چھوڑ کر التقرب الصلوٰۃ کی رٹ لگانے کے مترادف ہے کیونکہ بخاری شریف کی اس حدیث کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صراحتہ نکاح کا ذکر فرمایا الفاظ حدیث کے یہ ہیں تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیمة بنت شراحیل بخاری صفحہ ۷۹ جلد ۲۔ آپ نے حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطالعہ تو کر لیا اور حدیث کے دوسرے ٹکڑے کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے بخاری شریف پر اعتراض جوڑ دیا رہا یہ شبہ کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو اس عورت نے اعوذ باللہ منک کیوں کہا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ آپ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامۃ الناس کی مثل سمجھ کر یہ اعتراض کیا کہ جیسے ما و شہما نکاح میں ایجاب و قبول کے اور عورت یا اسکے ولی کی اجازت کے محتاج ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں حالانکہ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان کے مالک باذن اللہ ہیں سارا جہان اور ساری خدائی حضور کی مملوک۔ مالک مملوک سے اجازت نہیں لیتا جب چاہے جہاں چاہے اپنی مملوکہ اشیاء میں تصرف کرے سرکارِ دو عالم جس عورت سے نکاح فرمانا چاہیں اسکی یا اسکے ولی کی اجازت کے قطعاً محتاج نہیں۔ عورت میں رغبت فرمانا ہی آپ کے حق میں نکاح ہے عورت کو اسکا علم ہو یا نہ ہو عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۵۳۴ جلد ۹ پر ہے لے صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوج من نفسه بلا اذن الموائتہ و ولیہا اسی طرح علامہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا حاشیہ نمبر ۱۱ بخاری صفحہ ۷۹ جلد ۲ جب یہ امر ثابت مبرهن ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور خود عورت سے اجازت لئے بغیر اپنا نکاح فرما سکتے ہیں تو کیا بعید کہ یہ نکاح بھی اسی طریق پر ہوا ہو اور عورت نے نکاح کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے اور حضور سرور کائنات ﷺ کو نہ پہچاننے کی بنا پر اس قسم کا روکھا جواب دیا ہو چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں صفحہ ۵۳۵ جلد ۹ پر تصریح فرماتے ہیں لم تعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کانت بعد ذلک تسمى نفسها بالشقیة اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہی نہ تھا اور بعد میں یہ اپنے آپ کو بد بخت کہا کرتی تھی بخاری شریف صفحہ ۵۴۲ جلد ۲ میں ہے کہ اس عورت نے جب یہ جواب دیا تو اس سے پوچھا گیا تدرین من هذا قالت لا قالوا هذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہیں عرض کی نہیں فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پھر عورت

نے کہا انا اشقی من ذلک میں تو پھر بڑی بد بخت ہوئی کہ آپ کی ذات اقدس کو اس قسم کا جواب دیا اور شرف زوجیت سے نوازے جانے کے بعد محروم القسمہ بنی۔ رہا آپ کا یہ اعتراض کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو آپ نے ہی نفس کیوں فرمایا سوا اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے طلب اجازت برائے نکاح مقصود نہیں بلکہ اخلاق کریمانہ کے طور پر محض اس عورت کے دل کو خوش کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال فرمائے تاکہ یہ سمجھے کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس قدر مقبول بارگاہ بنایا ہوا ہے کہ باوجودیکہ میں محض آپ کے ارادہ و رغبت سے منکوحہ ہو چکی ہوں پھر بھی آپ مجھ سے فرماتے ہیں ہی نفس کی چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تطیب القلبہا حاشیہ بخاری ص ۲۹۰ جلد ۲ عمدۃ القاری صفحہ ۷۳۴ جلد ۹ پر بھی یہ مضمون موجود ہے کہ یہی نفس طلب اجازت نکاح نہیں فرمایا بلکہ تطیب قلب کے لئے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہم جو صدقات واجبہ یا نافلہ اہل حاجت کو فی سبیل اللہ دیتے ہیں اس سے ہمارا مقصود صدقہ واجبہ میں بری الذمہ ہونا اور نافلہ میں صرف ثواب حاصل کرنا ہے کسی کو فرض کے طور پر ہرگز نہیں دیتے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے قرض فرمایا ہے فاقضوا للہ قرضا۔ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا یہ بھی محض تطیب قلب کے ہے آپ نے سوتیہ کا معنی بازار میں شخص کیا ہے حالانکہ یہ ترجمہ لفظ سوتی کا ہے سوتیہ کا معنی رعیت ہے واحد ہو یا جماعت بلکہ اکتب شیخنا شیخ المحدثین قدوة العارفين العلامة ابو الفضل محمد سر دار احمد القادری الرضوی الحجتی البریلوی لازالت شمس افضالہ طالعه علی حاشیہ البخاری سید الکرمیہ جونہ امیمہ بنت النعمان جونہ صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے حضور علیہ السلام کی شان میں قصداً گستاخی نہیں ہوئی کہ گرفت ہو آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے خطا ہوئی بعد میں بے حد نادام اور شرمندہ ہوئیں اور اپنے آپ کو بد بخت کے الفاظ سے یاد فرمانے لگیں ان کی شان میں یا ان کے علاوہ کسی اور صحابی یا صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی تبرائے اور گستاخی کرنے والا رافضی سمجھے بے حد افسوس ہے کہ آپ نے اس خط میں شبہات کے ضمن میں حضرت جونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے ادب اور بے تہذیب نالائق جیسے ناپاک و ملعون الفاظ کہہ کر اپنے رافضی ہونے کا ثبوت دیا۔ مولانا غوث بخش صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کو سنی بنائے رافضی کے ناپاک خیال سے بچائے) یہ کام تو شیعہ ملعونہ کا ہے یا دہا بیہ دیا بنہ مخذولہ کا کہ صحابہ کرام و محبوبان حق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شان میں ان کے مقدس حالات کو قلت نہم کی بنا پر سمجھنے کے لئے فوراً اعتراض کرنا چاہیے اور اسے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں آپ کو چاہیے

تھا کہ شیعہ ملعون کو راغب الی السنۃ کرتے نہ کہ اسکی محبت کے اثر سے خود اسکی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کر بیٹھتے آپ کے دادا کی شان میں اگر آپ کے والد صاحب کوئی بے ادبی کا کلمہ کہہ دیں تو میرے خیال میں اگرچہ آپ کے والد نے قصداً ایسا کیا ہو اور شرمندہ بھی نہ ہوئے ہوں تو بھی آپ اپنے والد صاحب کو ان کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے ملعون الفاظ سے یاد نہ کریں گے تو یہ کیا وجہ ہے کہ ایک صحابیہ کی شان میں گستاخی کر کے حق و دیانت کا خون کر رہے ہیں کہاں آپ کے باپ کی عزت اور کہاں صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی۔ لاکھوں عزتیں اور کروڑوں شرافتیں صحابیہ کی خاک پا پر قربان و نثار ہیں اب مضمون کو ختم کر کے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ضرور اور جلدی توبہ کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۱۷۔ ایک سوال کا جواب :- صورت سوال سے ظاہر یہ ہے کہ اس نکاح خواں کو یہ علم تھا کہ موقع ضرور محل اشباہ ہے اس مولوی نکاح خواں نے بار بار تکرار کیا اس عورت کے رشتہ دار سابقہ نکاح پر متفق ہیں تو مولوی صاحب کو ضرور احتیاط برتنا تھا دوسرا نکاح ہرگز نہ پڑھانا تھا یہ اس مولوی نے بڑی سخت غلطی کی اور اپنی عزت کو خود خطرے میں ڈالا اس مولوی پر لازم ہے کہ اپنی اس ناجائز حرکت سے توبہ کرے ورنہ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر نکاح خواں مولوی تفتیش کرے اور اسے اطمینان بھی ہو جائے اسکا پہلے نکاح نہیں تو اس صورت میں نکاح پڑھنا جرم نہیں مگر جب کہ اسکا چرچا ہو کہ اس عورت کا پہلے نکاح ہے تو اس صورت میں احتیاط لازم ہے اور اس مولوی نکاح خواں نے احتیاط نہیں کیا نکاح نہیں ہے یہ نفی ہے اور نفی پر گواہی گزانی کا کیا مطلب اور اگر وہ مولوی دیوبندی ہے وہابی عقیدے کا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں نمازیوں پر لازم ہے کہ سنی صحیح العقیدہ یا بند شریعت مطہرہ کو امام رکھیں اور اسکے پیچھے نمازیں ادا کریں اور صورت مذکورہ میں اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں جھوٹی گواہی دینے والا سخت گنہگار ہے اور مستحق نار ہے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۸ :- ایک لڑکی نے خود بخود اپنا نکاح کر لیا یہ نکاح ہوا یا نہیں بالغ لڑکی کے خود مختار ہونے کا ثبوت کیا ہے اور شکوۃ شریف کی صحیح حدیث ہے ایما امرا لا تلححت بغیر اذن ولیہا فتکاحہا باطل باطل باطل کا مطلب کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- اگر وہ لڑکی نکاح کے وقت بالغہ تھی اور یہ نکاح اس نے اپنے کفو میں کیا تو شرعیہ نکاح صحیح و نافذ ہو گیا اب شوہر کی زندگی میں بغیر طلاق حاصل کئے اور بغیر عدت گزرنے جب کہ وہ عورت مدخول بہا ہو ہو سکی جگہ ہرگز نکاح نہیں کر سکتی فقہ حنفی میں حرہ عاقلہ بالغہ کے خود مختار ہونے کے متعلق جو مذکور ہے اس کا ثبوت سے قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے **فلا جناح علیہما فیما فعلن فی النفسہن** اور فرماتا ہے **حتی تنکح زوجاً غیرہا** اور فرماتا ہے **ان ینکحن ازواجہن اصناف العقد الیہن فی ہذا الایات** تدل انہا تملک المباشرة حدیث شریف میں ہے **الا یمحق بنفسہا من ولیہا والا یماسم** الامرات **لا زواج لہا بکراکانت او ثیباً** وقال **صلی اللہ علیہ وسلم** **لیس للولی مع الثیب امر و حدیث الخشاء** صحیح قالت **بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** **وکن اردت ان تعلم النساء ان** **لیس الی الرباء من امور بنا تہم شیء** وعن عمرو علی وابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم **جواز النکاح** بغیر ولی۔ آپ کی پیش کردہ حدیث ایسا امرات نکحت نفسہا الخ کے کئی جواب ہیں۔

۱۔ اس حدیث میں سلیمان ابن موسیٰ راوی ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں فی للمعات قد ضعفہ البخاری وقال النسائی **حدیثہ شئی** وقال احمد فی روایۃ ابی طالب حدیث عائشہ **لا نکاح الربوی لیس بالقوی**۔

۲۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے اور انہوں نے خود اپنی بھتیجی حفصہ کانکح اپنے بھائی عبدالرحمن کی عدم موجودگی میں کیا جو اس حدیث کے عدم صحت پر دلالت کرتا ہے محیط سرخی میں ہے ولہذا تبیین ان ما روو عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیر صحیح لان فتویٰ الراوی بخلاف الحدیث وهذا الحدیث لمعات میں ہے وقال فی روایۃ حرب **لا یصح الحدیث عن عائشہ زوجت بنات اخیہا**۔

۳۔ اس حدیث کا دارودار حدیث زہری پر ہے انہوں نے اس حدیث کا خلافت کیا اور بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھا۔

۴۔ یہ حدیث عموم المخصوص عنہ البعض ہے اشقة للمعات میں ہے بر تقدیر صحت مراد غیر بالغہ است وایں عام مخصوص است بدلائل دیگر محیط سرخی میں ہے ہو محمول علی الزامہ اذا زوجت نفسہا بغیر اذن مولیٰ ہا و علی المصغیرۃ و علی المجنونۃ۔

۵۔ مستحب یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے محیط سرخسی میں ہے اور علی بیان النداب ان المستحب ان لا یتا شرا المراتاة العقد۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

سوال ۴۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں نکاح وٹہ سٹہ جائز ہے یا نہیں اسکا کافی جواب ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے علاقہ میں ایک وہابی نجدی چک نمبر ۴۴ میں ایسے نکاح فسخ کرتا رہتا ہے اور دلیل دیتا ہے لا شغار فی ہذا اسلام لہذا اس مسئلہ کا بہت شور مچا ہے غور فرما کر با دلائل موثق جواب اس سوال فرمائیے اور ایسے فسخ نکاح کرنے والے کو کیا سزا ہونی چاہیے۔ جواب جلدی دیں بیوا بالصواب والتفصیل تو سبروا بالاجرا الجزیل۔

الجواب: شغار کا مطلب شرعیہ ہے کہ ایک آدمی اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دے اور وہ دوسرا اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کر دے اور ہر ایک کا مہر شرعی نہ ہو بلکہ نکاح کے بدلہ میں نکاح ہی مہر ہو ایسا کرنا گناہ و منع ہے لیکن نکاح منع ہو جائے گا اگر مہر علیحدہ علیحدہ مقرر کر کے نکاح کئے گئے تو یہ نکاح شغار میں داخل نہ ہونگے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے قال صاحب الہدایۃ اذا زوج الرجل ابنته علی ان یزوجہ الزوج ابنتہ او اختہ لیكون احد العقدین عوضاً عن الآخرى صدقاً فیہ قال ابن الہمام وانما قیدہ لانہ لو لم یقل علی ان یكون بضع کل صدقاً قال لا خیر او معناً لا بل قال زوجتک بنتی علی ان تزجینی بنتک ولم یزد علیہ فقیل جازا النکاح اتفاقاً ولا یكون شغاراً۔ روا المختار میں ہے قال فی النہر وہوان یثا غرای یزوجہ حریمتہ علی ان یزوجہ الآخر حریمتہ ولا مہر الا هذا کذا فی المغرب علی ان یكون بضع کل صدقاً عن الآخر وهذا القید لا یدل علی مسی الشغار حتی لو لم یقل ذلك ولا معناً لا بل قال زوجتک بنتی علی ان تزجینی بنتک فقبل او علی ان یكون بضع بنتی صدقاً لا بنتک فلم یقبل الا خبر بل زوجہ بنتہ لم یکن شغاراً بل نکاحاً صحیحاً اتفاقاً نیز اسی میں ہے وحا صلہ انہ مع ایجاب مہر المثل لم یبق شغاراً حقیقۃ عمدة الرعايا میں شغار کے متعلق لکھا ہے وہوان یخلوا النکاح عند المہر من الطرفين ہوا نکاح حریمتہ الآخر فلو لم یکن هذا فلیس بشغار کان یذکر المہر مع شرط ان یزوجہ نزلتہ لا یذکر المہر ولا یجعل النکاح مہراً بل بشرط علیہ کذا فی النہر ہدایہ میں شغار کی تعریف تحریر کرنے کے بعد فرمایا فالعقد ان جازان بدائع الصانع میں ہے والنکاح صحیح عندنا۔ پاکستان میں بڑے کارشتہ جو کیا جاتا ہے وہ شرعاً نکاح

شغار میں داخل نہیں ہے کیونکہ عموماً اس قسم کے نکاح علیحدہ علیحدہ مقرر کر کے کئے جاتے ہیں ہمارے نزدیک نکاح شغار بھی منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حیض میں عورت کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر ایام حیض میں طلاق دینا گناہ ہے جب یہ نکاح شرعاً صحیح و منعقد ہو تو اس نکاح کو شوہر کے علاوہ کوئی فسخ نہیں کر سکتا وہ عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے وہابی شان الوہیت و شان رسالت و شان ولایت میں بے ادب گستاخ ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کی مجلس میں نہ بیٹھیں اور نہ ہی ان کے وعظ سنیں اور ان سے شرعی فتویٰ بھی حاصل نہ کریں بلکہ شرعی فتویٰ کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین سے دریافت کریں مولیٰ عزوجل شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواری عورت نے زنا کیا اب وہ حاملہ ہے اس وقت اس کی شادی جائز ہے یا نہیں مطلع فرمادیں۔

الجواب: جس کنواری عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے حالت حمل میں شرعاً نکاح ہو سکتا ہے پھر جس سے نکاح کیا اسی کا حمل ہے تو وضع حمل سے پہلے بھی وہ اس سے وطی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا حمل ہے اب جب تک بچہ پیدا نہ ہو تو شوہر کے لئے وطی جائز نہیں۔ ہذا یہ میں ہے دان تزوج حبلی من زنی جاز الزکاح ولا یطأھا حتی تضع حملھا تبین الحقائق میں ہے هل تزوج الحبلی من الزنا ولا یحل تزوج الحبلی من غیره بدائع الصنائع میں ہے و علی هذا ینخرج ما اذا تزوج امرأۃ حاملۃ من الزنا انه یتبوز من قول ابی حنیفۃ وحمدان کن لا یطأھا حتی تضع ورمختار میں ہے صح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ کا ای الزنا وان حرمو طوھا واداعیہ (حتی تضع) نیز اس میں ہے لو نکحھا الزانی حل لہ و طوھا اتفاقاً ہذا صورت مسئلہ میں نکاح ہو جائے گا اس لئے اب نکاح کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۴۵: ایک سوال کا جواب :- خاوند کے مجنون ہونے کی وجہ سے شرعاً نکاح فسخ نہیں ہو سکتا بہا شرعی میں درمختار کے حوالہ سے تحریر فرمایا اگر شوہر میں کسی قسم کا عیب ہے مثلاً جنون۔ جذام۔ برص یا عورت میں عیب ہو کہ اس کا مقام بند ہو یا سبک گوشت یا بڈی پیدا ہو گئی ہو تو فسخ کا اختیار نہیں رہی یہ بات کہ مرد عنین ہے تو عنین کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی شرع کے سامنے خاوند کے عنین ہونے دعویٰ کرے قاضی خاوند

کو بلا کر پوچھے اگر خاوند عینین ہونے کا اقرار کرے تو قاضی اس کو ایک سال کی مہلت دے اگر سال کے اندر شوہر نے واپس کر لی تو عورت کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا اور اگر (سال تک) جماع نہ کیا اور عورت جدائی کی خواہش کا ر تو قاضی اس شخص عینین کو طلاق دینے کو کہے اگر طلاق دیدے تو بہتر ورنہ قاضی میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دے ہر صورت صورت مذکورہ میں وہ عورت بدستور اپنے اسی خاوند کی بیوی ہے دوسری جگہ بغیر صورت مذکورہ بالا کے کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتی بغیر صورت مذکورہ کے دوسری جگہ نکاح کرنے والے کو لے کرانے والے دیدہ دانستہ گواہ بننے والے مجلس نکاح میں شریک ہونے والے سب گناہگار ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۹۶: مولوی سردار احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ہم آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں اس کا جواب دیں کیا ایک مرد کے نکاح میں اس کی عورت کی بھتیجی آ سکتی ہے اگر نہیں آ سکتی تو اس کے متعلق کیا ہے۔ نیز اگر اس مرد کا اس کی عورت کی بھتیجی سے ناجائز تعلق با ثبوت ثابت ہو جائے پھر نکاح باقی رہ سکتا ہے۔

الجواب: اپنی بیوی کی موجودگی میں بیوی کی بھتیجی سے ہرگز نکاح نہیں ہو سکتا حدیث پاک میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ان تنکح المرأة علی عمتھا والعمۃ علی بنت اخیھا اپنی عورت کی بھتیجی سے ناجائز تعلق ہونے کی وجہ سے اس عورت کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا مگر یہ ناجائز تعلق شرعاً بہت بڑا جرم ہے اور وہ مرد شدید ترین گناہگار مستحق ناراضی غضب و تہر قہار ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۹۷: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ زید اپنی بیوی کی بجائے غلطی سے لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو بیوی مرد پر حرام ہو جاتی ہے مرد کو چاہیے کہ طلاق دیدے اگر مرد طلاق نہ دے تو بیوی اس کی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اگر نہیں کر سکتی ہے تو حرام کا کہنا بہشتی زیور یہ سلسلہ ٹھیک ہے یا نہیں اگر ٹھیک ہے تو کوئی حدیث یا آیت سے ثابت ہے۔

الجواب: حرمت مصاحبت جس طرح واپس سے ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی ہو جاتی ہے چھونا قصداً ہو یا غلطی سے ہو یا مجبوراً بہر حال میں حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی۔ حرمت ثابت ہو جانے کے بعد مرد و عورت کو جدا رہنا اور نکاح کو فسخ کرنا فرض ہے مگر خود بخود نکاح فسخ نہیں

ہوگا جب تک شوہر متار کہ نہ کرے بعد متار کہ عدت گزرے بغیر نکاح جائز نہیں ہوگا لہذا صورت مسئلہ میں اگر مرد نے اپنی لڑکی کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے تو اس لڑکی کی ماں اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور اس مرد پر فرض ہے کہ اس عورت سے جدائی کرے بغیر متار کہ کہے اور بغیر عدت گزارے وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی متار کہ کی صورت یہ ہے مثلاً شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے تیرا دستہ خالی کر دیا میں نے تجھے چھوڑ دیا میں نے طلاق دے دی اور حرمت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت مرد کے نکاح میں ہمیشہ کے لئے نہیں آ سکتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی حیثیت شادی ہوئی اس کے والدین نے حسب دستور جوڑے زیور وغیرہ چڑھائے اور بعد نکاح ہونے کے لڑکی کے والدین نے کچھ زیور اور جوڑے وغیرہ بہن میں دیئے بعد میں کچھ زیور نکاح کے بعد بنوا دیا زید نے کچھ کپڑا وغیرہ بھی علاوہ معمولی کپڑے کے اور اس عورت نے وقت مرتے اپنے شوہر کے اور اب تک مہر بھی معاف نہیں کیا بلکہ مرتے وقت اس کے پاس بھی نہیں گئی۔ اور زید کے نام کچھ جائیداد وغیرہ نہیں ہے اس صورت میں مال کا مالک کون ہوگا اور مہر کا ادا کرنا کس کے ذمے عائد ہوگا۔ بینوا توب روا۔

الجواب: جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو بہن میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے اور جو کچھ چڑھا شوہر کے یہاں سے مل گیا تھا اس میں رواج کو دیکھا جائے گا اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اس کی ملک ہے خواہ شوہر کا، والد ہو یا اس کی، والدہ یا خود شوہر اور جو زیور زید نے بعد نکاح بنوایا اگر عورت کی تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کر دیا اور قبضہ عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی ملک زن ہو گیا اور اگر کہا تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو رواج دیکھا جائے گا اسی طرح زیور بنا دینے کو اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو بعد قبضہ عورت مالک ہوگی ورنہ ملک شوہر پر رہا عورت کا مہر ذمہ شوہر ہے اگر شوہر کا کچھ مال مثلاً یہی زیور کہ اس نے بنا دیا اور عورت کی ملک اس میں ثابت نہ ہوئی تھی یا اور کوئی چیز جو ملک شوہر پائے اس سے وصول کرے اگر ملک شوہر سے کچھ نہ ملے تو شوہر کے والدین وغیرہ سے کچھ مطالبہ کسی وقت نہیں کر سکتی جب کہ انہوں نے مہر کی ضمانت نہ کرنی ہو اس کا معاملہ عافیت پر رہا اور افضل یہ ہے کہ شوہر معاف کر دے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔ منقول از فتاویٰ رضویہ۔

سوال ۹۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص شوق محبت سے اپنی منکوحہ کے پستان منہ میں ڈالے اور شیر اس سے بہہ کر حلق سے نیچے اتر جائے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

الجواب :- دو سال بلکہ ڈھائی سال کے اندر کوئی رٹکا اور رٹکی کسی عورت کا دودھ پی لے تو جس عورت کا دودھ پیسا ہے وہ رضائی ماں اور جس نے پیسا ہے وہ رضائی اولاد ہے اور اس مدت رضاعت کے بعد اگر کوئی شخص کسی عورت کا دودھ پیئے تو اس کا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا اگر کوئی اپنی عورت کا دودھ پی لے تو یہ فعل یعنی اپنی عورت کا دودھ پینا شرعاً منع ہے گناہ ہے مگر اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا صورت مذکورہ سے جس شخص کے حلق میں اس کی بیوی کے پستان میں سے دودھ چلا گیا ہے خواہ شوہر کے اس کے پستان کے چوسنے سے یا بغیر چوسنے کے اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا وہ عورت اس شوہر مذکور کی بیوی ہے بیوی کا دودھ پینا شرعاً منع ہے۔ گناہ شدید ہے جو ایسا کرے اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

نوٹ :- ایک لڑکی دس سال کی ہے اس کے پستان سے دودھ اتر آیا دوسرے شخص کا لڑکا تقریباً پونے دو سال کا ہے کسی وجہ سے اس لڑکے کے باپ نے اس دس سالہ لڑکی سے اپنے پونے دو سالہ لڑکے کا نکاح کر دیا نکاح ہونے کے بعد اس لڑکے نے اتفاقاً اس دس سالہ منکوحہ بیوی کا دودھ پی لیا تو اس صورت میں وہ دس سالہ لڑکی اپنے پونے دو سالہ عمر والے شوہر پر حرام ہو جائے گی کیونکہ اس لڑکے نے مدت رضاعت کے اندر اپنی بیوی کا دودھ پیا لہذا وہ لڑکا اس عورت کا رضاعی بیٹا ہو گیا اور وہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی ماں بن گئی لہذا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۰: ایک شخص نے ایک عورت شادی شدہ کو اغوا کر کے اپنے گھر آباد کیا جس کے بطن سے اولاد ہے جو کہ بغیر نکاح کے ہے اب مذکورہ عورت کا سابقہ شوہر فوت ہو گیا ہے کیا بعد از عدت سابقہ عورت کا نکاح ہوگا اولاد جو قبل از نکاح پیدا ہوئی ہے وہ شخص مذکور جس نے اغوا کیا ہے اس کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہ۔

ج: جس شخص نے مذکورہ عورت کو اغوا کیا ہے اس جرم کے تحت اس کی کیا تعزیر ہے۔

ج: جو اشخاص جو شخص مذکور سے باہمی تعلقات میں خورد و نوش میں شریک رہے ہیں ان پر تعزیر کا حکم ہے مفصل و مدلل تحریر فرما کر مشکور فرماویں تاکہ اعرض خدمت ہے۔

الجواب

۱۔ شادی شدہ عورت کو اغوا کر کے کوئی آدمی اپنے گھر ناجائز طریقہ سے آباد کرے تو جو اولاد اس عورت مذکورہ کے بطن سے ہوگی شرعاً یہ اولاد اس اغوا کرنے والے کی قرار نہیں دی جائے گی۔ احکام شریعت میں بے زنا کے پانی کے پانی کے لئے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے لفظ ہیبت سے تعبیر کیا یہب لمن یشاءخذ کوزانی اپنے زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہیبت و عطا لہذا ارشاد ہوا اللعناھرا لھما جبر لہذا صورت مسئلہ میں شریعت کی رو سے وہ اولاد جب کہ اغوا کرنے والے کی قرار نہ پائی تو اس عورت کی یہ اولاد اغوا کرنے والے کے ترکہ کی وارث نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۲۔ شادی شدہ عورت کو اغوا کرنے والا شریعت کے خلاف گھر میں آباد کرنے والا مرد اور وہ عورت دونوں شرعاً شدید ترین مجرم و گناہگار مستحق نار لائق غضب جبار و قہار ہیں ان پر لازم و ضروری ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں شریعت ایک لحظہ بھی ان کو اکٹھا رہنے کی اجازت نہیں دیتی حد و تعزیر لگانا شرعاً حکام کا کام ہے لیکن اس زمانہ میں یہاں پر حد و شرعیہ لگانے کا کوئی انتظام نہیں ہے لہذا تعزیر و حد کا جواب میں نکھٹا بنے فائدہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس آدمی کو سبھائیں اور شریعت کے مطابق عورت رکھنے کو کہیں اگر مان جائے تو بہتر و نہ اس سے میل جول سب تعلقات منقطع کر دیں یہاں تک کہ وہ آدمی اپنے اس فعل بد سے باز آجائے اگر وہ بے حیا آدمی اپنے اس فعل بد سے باز نہیں آتا تو اس حالت میں بھی اس سے میل جول کر رہے ہیں تو شرعاً یہ لوگ بھی مجرم و گناہگار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں مسماۃ حننت بی بی دختر حاجی یار محمد قوم ترکھان ساکن گوجرہ غاوند سی امیر ولد لعل پر دعویٰ تنسیخ نکاح زیر دفعہ ۱۱ ایکٹ و اثر کیا سول جج درجہ اول ٹوبہ ٹیک سنگھ نے یکطرفہ ڈگری تنسیخ نکاح معہ خرچہ حکم صادر کر دیا اور یہ بھی حکم دے دیا کہ مدعا علیہ مبلغ ۵۶۰۰/- بابت خرچہ مقدمہ ہذا ادا کرے اور اس حکم نامہ کی سرکاری نقل قتلہ ہذا کے ساتھ لفت کی ہوئی ہے اور مقدمہ مذکورہ کا نمبر ۱۳ فوجداری ہے لہذا بتایا جائے کہ بروئے شرع شریف نکاح مذکورہ فسخ ہو گیا یا نہیں۔

الجواب :- نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو گرہ کھول دے چاہے بند رکھے قرآن پاک میں بیدہ عقد النکاح حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ بالساق لہذا صورت مسئلہ میں

مسمیٰ امیر نے اپنی مسماۃ حنت بی بی کو جب طلاق شریعت کے مطابق نہیں دی تو مسماۃ مذکورہ برستور اپنے شوہر کی بیوی ہے شرعاً دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۲: ایک شخص کی شادی تقریباً آٹھ سال قبل جب کہ ہوئی تھی میاں بیوی میں بڑا سلوک آج تک رہا اور نہ ہی اسکی بیوی کو یہاں کے کسی رشتہ دار سے تکلیف پہنچی ہے ابھی تک اس کی اولاد نہیں ہوئی۔ خدا کی قدرت ہے آدمی طاقتور مرد ہے شاید اس کے مادہ میں کوئی فرق ہو ڈاکٹر کے کٹے کے مطابق اس بیوی کے والدین طلاق دلوانا چاہتے ہیں اسکی بیوی کو بھی اساتے ہیں میاں طلاق نہیں دیتا شریعت اس کے بارے میں کیا کہتی ہے فتویٰ عنایت کیا جاوے۔

الجواب: عورت کو طلاق دینے کا اختیار شریعت نے مرد کو دیا ہے مرد جب چاہے طلاق دے جب چاہے نہ دے قرآن پاک میں ہے بیداء عقد النکاح حدیث شریف میں ہے الطلاق لمن اخذ الساق مرد جب کہ عورت سے وطی کرنے پر قادر ہے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق نہیں ہوتا چنانچہ بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرمایا شوہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں کہ انزال ہو تو عورت کو دعوے کا حق نہیں صورت مسئلہ میں مرد جبکہ وطی کرنے پر قادر ہے تو عورت کو طلاق لینے یا نکاح فسخ کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں اگرچہ اس عورت کے آٹھ سال سے بچہ پیدا نہ ہوا ہو بچہ کا پیدا ہونا قبضہ قدرت باری تعالیٰ ہے۔ مرد عورت کے اختیار کی بات نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مطلقہ غیر مدخولہ کو حلالہ شرط ہے یا نہیں عورت غیر مدخولہ کے متعلق بالکتاب جواب ارسال فرماویں کہ عورت غیر مدخولہ کو عدت پڑتی ہے یا نہیں۔ بیوا تو حرام۔

الجواب: جس حرم عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہو سکتی غیر مدخولہ یا کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی جاتی ہیں تو اس پر تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بلکہ میں ہے اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الا دخول بها وقع علیها۔ کنز الدقائق میں ہے طلق غیر الموطوع ثلاثاً وقع تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے وهو مذهب ابن عباس وابت مسعود و ابن عمرو و علی ابن ابی طالب و زید ابن ثابت و جہور التابعین فقہاء الزمہداری یعنی غیر مدخولہ کو تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہ مسلک ابن عباس و ابن مسعود و ابن عمر و علی ابن ابی طالب و زید ابن ثابت و جہور التابعین و فقہاء اہل عمار رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ رد المحتار میں ہے و

ولقد نصح محمد بن عبد الرحمن بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ قال واذا اطلق الرجل امرأته ثلاثاً جميعاً فقد خالف السنة واشهر
دخل بها اولم يداخل سوا بلغمنا ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن علي بن مسعود
وابن عباس وغيرهم رضوان الله تعالى عليهم اجمعين عمدة الرعاية میں ہے وغیر الموطوۃ تبين
لو احدى كذا لعمد لو طلقها بكلمة واحدة بان قال انت طالق ثلاثاً تقع الثلاث ولا تحل له حتى تنكح
زوجاً غيره حبس غير مدخوله بها تین طلاقوں کے واقع ہونے سے مطلقہ مغلطہ ہو جائے تو اس کے لئے
بھی حلالہ ضروری ہے غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہیں کیونکہ عدت استبراء رحم کے لئے ہے شوہر
جب اسکے پاس ہی نہیں گیا تو استبراء رحم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا عمدة الرعاية میں ہے وحتى انه عن
غير المدخولة فانها تبين بطلاق واحد لا عدة لها حتى تطلقها الا خدرى - والله تعالى و
رسوله الاعلى اعلم۔

سوال ۵۷۰۔ زید نے اپنی بیوی کو سہ طلاق سے حرام کیا ایک وقت ایک مولوی صاحب تبلیغی
جماعت کے سربراہ جو کہ خواجگان کی مسجد کے امام و خطیب ہیں انہوں نے کہا ہے کہ زید تین طلاقیں یا
سات یا دس یا سو تک بھی اپنی بیوی کو دے تب بھی ایک ہی ہوگی نیز اسکے پیچھے نمازیں ہو سکتی ہیں یا کہ نہیں
ہیں تو جروا۔

الجواب۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دے تو تینوں واقع ہو جائیں
گی اگرچہ ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حیض میں کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جائیگا
مگر طلاق دینے والا گناہگار ہوگا جمہور صحابہ کرام تابعین تبع تابعین فقہاء مجتہدین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
جمہور کا یہی مسلک تھا اب بھی جمہور امت کل ہی مسلک ہے کہ عورت کو بیک وقت تین طلاقیں دینے
سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں مشکوٰۃ شریف میں ہے عن مالك بلغه ان رجلاً قال لابن
عباس رضي الله تعالى عنهما اني طلقته امرأتی مائة تطليقة فما ترى علي فقال ابن عباس
خلقت مناسك شريرة وسبع وسبعون اتخذت بها آيات الله هذواروا كافي الموطا يعني
عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما سے ایک آدمی نے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی بیوی کو ایک
سہ طلاق دے دی ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا تین طلاقیں تیری بیوی پر پڑ
گئی ہیں سہ تانہ طلاقوں سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا نفوذ باللہ من ذلک مرقاة شریف

مشکوٰۃ فتح القدير روايات میں ہے ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من
اثنى المسلمين الى ان يقع ثلاث فتح القدير میں ہے من الأدلة في ذلك ما في مصنف ابن أبي
شيبه والدارقطني في حديث ابن عمر المتقدم قلت رأيت لو طلقها ثلثا قال اذا قد عصيت
ربك وبانت منك امرأتك اس مسئلہ کے متعلق روایات تفصیل سے فتح القدير میں دیکھیں عمرہ
الرعاہ میں ہے فمثل هذا يقع لكنه ياتى به هو المنقول من جمهور الصحابة والتابعين والمجتهدين
منهم ابن عباس اخرج مالك والبوہریة اخرجه عنه ابو داود حضرت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے فرمایا شرح مسلم میں وقد اختلف العلماء فيمن قال لا مراقة انت طالق ثلثا فقال الشافعي
ومالك والوحيفة وجمهور العلماء من السلف والخلف يقع الثلث ان احاديث وروایات
سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین سے زائد طلاقیں بیک وقت دے گا تو تینوں واقع ہو
جائیں گی باقی تین سے زائد لغو و بے کار ہوں گی اس مولوی کا یہ کہنا کہ زید تین طلاقیں یا سات یا دس یا سو
تک اپنی بیوی کو دے تب بھی ایک ہی واقع ہوگی بالکل غلط ہے سراسر احادیث و روایات جمہور امت
سلف و خلف کے مسلک کے خلاف ہے غیر مقلدوں کی معتبر و مستند کتاب فتاویٰ شامیہ کی تشریح
میں ہے صحابہ تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ تابعین محدثین
سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں من ادعی فعلیہ البیان بالبرہان و دودہ
خراط القناد ملاحظہ ہو موطا امام مالک صحیح البخاری فتح الباری و تفسیر ابن کثیر تفسیر ابن جریر اسی فتاویٰ کی تشریح
میں نیز ہے تین طلاقیں مجلس واحد میں محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین
تبع تابعین وغیرہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین و غیر مقلدین
کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند و راہنہ کے مقتدین ہیں غیر مقلدوں کے گھر کی شہادت
ہو گئی کہ جمہور امت کا مسلک تو یہ ہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں
ابن تیمیہ اور اسکے معتقدین و متبعین و ہابیہ غیر مقلدین نے سات سو برس کے بعد اس مسئلہ کی مخالفت
کی اور تین طلاقوں کو ایک ہونے کا فتویٰ دیا۔ ہمارا اس پر عمل ہے جو تقریباً چودہ سو برس سے جمہور امت
کا مسلک چلا آ رہا ہے اور غیر مقلدین خود سننے ہیں ان کا مسلک بھی نیا جو جمہور اہلسنت کے سراسر خلاف
ہم امام کا سنی صحیح العقیدہ پابند شرع ہونا ضروری ہے لہذا اہلسنت کے علاوہ کسی بد مذہب و باپی دیوبندی

غیر مقلدِ راشدی قادیانی مودودی و بابائی تبلیغی جماعت کے پیچھے اہلسنت کو ہرگز نماز نہ پڑھنا چاہیے اور ایسے عقیدہ والوں کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ در سولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۵۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کہا تجھے تین طلاق دیں یا کہا تجھے طلاق طلاق طلاق ہے یا کہا تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی ہے ہندو حروف غلطہ کے کیا ان صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی یا تین ہے بعض علماء اہلسنت و جماعت فرماتے ہیں ان صورتوں میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا دور ہو جا دور ہو جا دور ہو جا میرے گھر سے نکل جا نکل جا نکل جا یا اپنے باپ کے گھر چلی جا چلی جا چلی جا کیا ان صورتوں میں طلاق ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو رجعی یا بائن بنوا باللیل تو جردا۔

الجواب: بخمدہ و تفسلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔ اما بعد اگر آدمی اپنی بیوی کو تین طلاق بیک وقت ایک کلمہ سے دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے عورت بدخولہ ہو یا غیر بدخولہ ہو مگر ایسا کرنا گناہ ہے جیسا کہ ایام حبش میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو جائیگی مگر طلاق دینے والا گناہگار ہوگا۔ جمہور صحابہ کرام تابعین تبع تابعین فقہاء مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مسلک تھا اور اب بھی جمہور امت سلف و خلف کا یہی مسلک ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلغہ ان رجلاً قال لہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انی طلقت امراتی مائتہ تطلیقۃ فما تری علی قال ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما طلقت منک ثلاث و سبع وتسعون اتخذت بها آیات اللہ ہذا روا کا فی الموطا یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک آدمی نے عرض کی کہ حضور میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دی ہے آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تین طلاقیں تیری بیوی پر پڑ گئیں اور ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ تعالیٰ کی ایتوں سے ٹھٹھا کیا تو ذلک من ذلک مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فتح القدیر رد المحتار میں ہے ذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمہ المسلمین الی ان یقع ثلاث فتح القدیر میں ہے ونص محمد قال اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً جميعاً فقد خالف السنة واثم به وان دخل بها اذ لم یدخل سواء ثم قال بلغنا ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعن علی وعن ابن

مسعود بن عباس وغیرہم رضوان اللہ علیہما اجمعین نیز اس میں ہے ومن الادلة
فی ذلك ما فی مصنف ابن ابی شیبہ والدارقطنی فی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
المتقدم قلت یا رسول اللہ اراءیت لو طلقها ثلاثا قال اذا قد عصیت ربک وبانت منك
امراؤک اس مسئلہ کے متعلق اور روایات تفصیل سے فتح القدیر میں دیکھیں نیز اس میں ہے وما
وقال انت طالق احدى عشر فانه يقع الثلث بالاتفاق لعدم العاطف فتاویٰ ہندیہ
میں ہے اگر غیر مذکورہ سے کہا تو اکیس طلاق سے طالق ہے تو ہمارے علماء کے ثلاثہ کے نزدیک
تین طلاق ہونگی اور اگر کہا گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی تفسیر صادی میں ہے والمعنی
فان ثبت طلقها ثلاثا فی مرة او مرات فلما تحل الخ اذا قال لها انت طالق ثلاثا والبتة
وهذا هو المجمع علیه واما القول بان الطلاق الثلاث فی مرة واحدا فلا يقع الا طلقه
فلم يعرف الا ابن تیمیہ من المجاہلۃ وقد رد علیہ الشیخ مذهبہ حتی قال العلماء وادع
الضال والمضل عمدة الرعایہ میں ہے فمثل هذا يقع لكنه یا شہد به هو المنقول عن جہم
الصحابۃ والتابعین والمجتہدین منهم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ مالک
والبوہریۃ اخرجه عنه ابو داؤد قدوری اور اس کی شرح فارسی میں ہے طلاق البدعة وهو
ان يطلق الرجل امراته ثلاثا بکلمة واحدة او فی ظہر واحد سوم طلاق بدعت است و
آں ایں است کہ سہ طلاق دہد شو ہر زن خود را بیک دفعہ یعنی بیک کلام یا سہ طلاق متفرق دہد در یک
ظہر یا ذلک وقع الطلاق وبانت منه وکان عاصیا پس ہر گاہ کہ داد سہ طلاق بیکے ازیں دو
طریق واقع شد سہ طلاق وجدا شد از دو طلاق دہندہ گنہگار و عاصی میشود و ایں طریق شہی است نشاید
و ایں حکم کہ بیان کردہ شد در مردے در نہ بود کہ شوہر بعد از نکاح با و مجامعت کردہ باشد کذا فی کشف
الحقائق نیز اس میں ہے واذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل الدخول بها بدفعه واحدة وقعن
علیہا جملة ہر گاہ کہ طلاق داد شوہر زن خود پیش از وطی بایں طور کہ بگوید انت طالق ثلاثا پس واقع
میشود سہ طلاق بآں زن زیر آنچہ سہ طلاق بہم دادہ است نیز اس میں ہے انت طالق ثلاثا الا
ثلاثا طلقت ثلاثا وبطل الاستثناء۔ اگر بگوید شوہر زن خود بر توبہ طلاق است مگر سہ طلاق واقع
شود سہ طلاق زیر آنچہ استثناء جمیع از جمیع است و آن صحیح نیست بلکہ باطل است و ناجائز۔ مجموعہ

فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے اگر زید نے اپنی بیوی کو حالت غضب میں کہا میں نے طلاق دیا پھر میں نے طلاق دیا پس اس تین بار کہنے سے تین طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

ہوالمصوب :- اس صورت میں تین طلاق واقع ہونگی خفیہ کے نزدیک بغیر تحلیل کے نکاح درست نہ ہوگا نیز اس میں ہے نیز اس میں ہے زید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے لیکن اس نے غصہ کی حالت میں بلا نیت ایقاع طلاق ثلاثہ اور بدول سمجھنے معنی اور حکم ان الفاظ کے کہا ہے اس صورت میں طلاق ثلاثہ واقع ہوگی یا نہیں۔

ہوالمصوب :- جو شخص تین طلاق دے دیوے اور مقصود دونوں مرتبہ اخیر ہے تاکید نہ ہو پس اس صورت میں مذہب جمہور صحابہ تابعین و ائمہ اربعہ و اکثر مجتہدین و بخاری و جمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جائیں گی البتہ وجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہ گار ہوگا۔ نیز اس میں ہے چہ فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ از روئے مذہب خفیہ صورتش ایس کہ زید زوجہ خود مسماۃ ہندہ را در حالت غضب طلاق داد بایں طور کہ سہ بار لفظ طلاق بزبان آورد پس دریں صورت بر ہندہ طلاق واقع شد یا نہ بر تقدیر اول چہ صورت است کہ باز ہندہ را زید بنکاح آورد
الجواب ہوالمصوب :- بر ہندہ سہ طلاق واقع شدند حال بدول تحلیل نکاحش بازید درست نیست واللہ اعلم۔

بہار شریعت میں ہے غیر مدخولہ کو کہا تین طلاق تو تین ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی اور موطوہ میں بہر حال تین طلاق ہوں گی در مختار میں ہے روان فوق، بوصف و خبر او جمل بعطف او غیر کا (بانت بالاولیٰ)، لا الی عدد (۱) اذا لم یقع الثانیۃ، بخلاف الموطوۃ حیث یقع الكل روا المختار میں ہے قوله حیث یقع الكل، ای فی جمیع الصور المتقدمۃ لبقاء العداۃ۔ ان احادیث و روایات و عبارات فتاویٰ سے معلوم و ظاہر ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین یا تین سے زائد طلاقیں بیک وقت ایک کلمہ سے دے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی باقی زائد لغو و بیکار ہوں گی عام اس سے کہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اگر شوہر متفرق طور پر تین طلاقیں دے گا تو عورت اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق واقع ہو

ہونے سے عورت بائنہ ہو جائے گی اور باقی طلاقیں محل نہ ہونے کی وجہ سے واقع نہ ہوں گی اور اگر عورت مدخولہ ہے تو متفرق صورت پر بھی تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوں گی امام اس سے کہ حرف عا طفع ذکر کرے یا نہ کرے ایذا صورت مسئلہ میں زیادہ سے اپنی بیوی ہندہ کو ایک لفظ سے تین طلاقیں دی ہیں تو تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں وہ عورت چاہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ لیکن اگر یہ کہا کہ مجھے طلاق طلاق ہے یا تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی بغیر حرف عا طفع کے تو اس صورت میں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق واقع ہونے سے عورت بائنہ ہو جائے گی اور باقی طلاقیں اس کے لئے محل نہ رہے گا۔ اس لئے وہ لغو و بے کار ہو جائیں گی اور عورت اگر مدخولہ ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف فتح القدیر در مختار رد المحتار مجموعہ فتاویٰ بہار شریعت وغیرہ کتب کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ اہلسنت تو اہلسنت غیر مقلدین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ایک مجلس میں تینوں طلاقیں کے واقع ہونے کا مسلک جمہور امت سلف و خلف وائمہ اربعہ کا ہے۔ تین طلاق کا ایک شمار ہونا صحابہ تابعین تبع تابعین سے سات سو سال تک کے سلف صالحین سے ثابت نہیں بلکہ سات سو برس تک صحابہ تابعین تبع تابعین محدثین کا یہ مسلک رہا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور سات سو برس کے بعد ابن تیمیہ نے سب سے پہلے اس اجماع است کے خلاف فتویٰ دیا اور ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاق دینے سے ایک طلاق کے واقع ہونے کا قائل ہوا اس پر اس کے مذہب حنبلی کے علماء نے اس کا رد کیا اور فرمایا کہ یہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے جیسا کہ تفسیر صادی کی عبارت سے ظاہر ہوا بعد میں جو لوگ تین طلاق ایک مجلس میں واقع کرنے سے ایک طلاق کے واقع ہونے کے قائل ہیں وہ ابن تیمیہ علیہ ما علیہ کے متبعین میں سے ہیں جمہور امت کے مسلک پر نہیں ہیں غیر مقلدوں کے مشہور و معروف امام نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب مسک الختام شرح بلوغ المرام میں ہے یعنی در صورتیکہ سہ طلاق در یک مجلس ارسال کردہ شدند دوم آنکہ سہ طلاق واقع میشود و بائن رفته اند عمرو ابن عباس و عائشہ رضوان اللہ علیہم در وایت اسد علی و فقہاء اربعہ و جمہور سلف و خلف نیز غیر مقلدوں کی معتبر و مستند کتاب فتاویٰ کی تشریح میں ہے صحابہ تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ تابعین محدثین سے تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں من ادعی فعلیہ البیان بالبوہان و دونه خبط القتاد

ملاحظہ ہو موطا امام مالک۔ صحیح بخاری و فتح الباری۔ تفسیر ابن کثیر و ابن جریر۔ نیز اس میں ہے کہ تین طلاقیں مجلس واحد میں محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں یہ مسلک صحابہ تابعین تبع تابعین و محدثین متقدمین کا نہیں یہ مسئلہ تو سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند ہیں اور اسے معتقد ہیں انتہی جو مولوی صاحب اہلسنت ہونے کے مدعی ہیں اور ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین کے واقع ہونے کے منکر ہیں غلطی پر ہیں اس کے لئے جائز نہیں کہ ائمہ اربعہ کے مسلک کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کرے تفسیر صاوی میں ہے ولا یجوز تقلید ما عدا المذاهب الاربعہ ولو وافق قول الصحابة والحدیث الصحیح والریۃ فالخارج من المذاهب الاربعۃ ضال مضل و ربما اذا ذلک الى الکفر ان الاخذ بظواهر الکتاب والسنة من اصول الکفر شوہر کا اپنی بیوی کو کہنا دور ہو جا دور ہو جا یہ کہنا کہ میرے گھر سے نکل جا نکل جا نکل جا اپنے باپ کے گھر چلی جا چلی جا چلی جا ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی جب کہ شوہر نے نیت طلاق کی کی ہو یا کوئی خارجی قرینہ پایا جائے جو طلاق دینے پر دلالت کرتا ہو ہاں اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۵۶۔ ایک سوال کا جواب :- صورت مسئلہ میں ہر تقدیر صدق سائل شخص مذکور مفقود ہے اور مفقود کی عورت بدستور اس کی بیوی ہے جب تک کہ اس مفقود کی موت یا طلاق دینے یا شرعی معتبر بیان نہ آجائے کمافی الحدیث مفقود اور اسکی بیوی کی اس وقت تفریق کی جائے گی جب کہ مفقود کی عمر ستر برس گزر جائیں پھر عورت قاضی شرع کے سامنے رفقہ کرے اور قاضی شرع اس مفقود کی موت کا حکم دے پھر وہ عورت عدت و فوات گزارنے کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے دفعہ القدیہ بحوالہ بہار شریعت۔

سوال ۵۷ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے جانور ذبح کیا اور بوقت ذبح سر علیحدہ کر دیا ایسے مذبح جو جانور کو کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- جانور کو ذبح کرتے وقت اگر جانور کا سر کٹ کر دھڑے علیحدہ ہو جائے تو یہ فعل اگرچہ مکروہ ہے لیکن اس جانور کا کھانا شرعاً جائز ہے ہدایہ میں ہے ومن بلغ السکین الخنا ع او قطع الراس کو لا ذلک و تو حلل ذبیحتہ بہار شریعت میں ہے اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حوام مغز تک پہنچ

سوال ۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک بکری کا بچہ دو ماہ کا ہے اس بکری کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ کوئی جانور جب تک دودھ دیتا ہے اس کی قربانی ناجائز ہے اور ناقابل قبول ہے عند الشرح جواب سے نوازیں۔ بیوا توجروا۔

الجواب: اس سوال کا جواب دینے سے پہلے چند مسائل کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ جواب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی بکری کا مالک تھا اور اس نے قربانی کی نیت کرنی یا خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ تھی بعد میں نیت کرنی تو اس نیت سے قربانی واجب نہ ہوگی ذبح سے پہلے قربانی کا دودھ دہنا مکروہ و ممنوع ہے اگر دودھ دودھ لیا تو صدقہ کر دے۔ جانور دودھ والا ہے تو اسکے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑکے تاکہ دودھ خشک ہو جائے اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دودھ دودھ صدقہ کر دے قربانی کے لئے جانور خریدا تھا قربانی کرنے سے پہلے بچہ اسکے پیدا ہوا تو بچہ کو بھی ذبح کر ڈالے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا تو اسکا ثمن صدقہ کر دے اور اگر ذبح نہ کیا اور نہ بچہ اور یا مخر گزر گئے تو اسکو زندہ صدقہ کر دے۔ قربانی کی اور اسکے پیٹ میں بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دے اور صرف میں لا سکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو اسے پھینک دے کہ اب یہ بچہ مردار ہے ان مسائل سے واضح ہو گیا کہ کسی غریب نے قربانی کے لئے جانور خریدا بعد میں اسکے بچہ پیدا ہو گیا تو جانور دودھ دے رہا ہے تو اسی جانور کی قربانی اس غریب و مسکین پر ضروری ہے اگرچہ وہ جانور دودھ دے رہا ہو اور اگر اس جانور کو خریدنے والا مالدار ہے یا غریب نے جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ کی تھی بعد میں کر لی تو ان کے لئے بہتر یہ کہ اس دودھ دینے والے جانور کی قربانی نہ کریں لیکن اگر کریں گے تو شرعاً قربانی ہو جائے گی زید کا یہ کہنا کہ دودھ دینے والے جانور کی قربانی ناجائز ناقابل قبول ہے غلط ہے شریعت کے خلاف ہے اس کے پاس کوئی دلیل شرعی ہو تو پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۶۔ ایک سوال کا جواب: قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی رگا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دیدے بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کو تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں لہذا صورت مسئلہ میں امام مسجد سے سکتا ہے اگرچہ سید ہو مالدار ہو کیونکہ یہ صدقہ نافلہ ہے صدقہ واجبہ نہیں

اسی طرح ضروریات مسجد چٹائی ڈول مرمت وغیرہ امور میں صرف کر سکتا ہے مسجد کے مقتدی شہری ہوں یا دیہاتی ضرورت مسجد میں حرم قربانی استعمال کر سکتے ہیں امام مسجد حرم قربانی سے دینی کتب بھی لے سکتا ہے وہاں کے لوگ اگر مالدار ہوں تو ان سے کسے بہتر یہی ہے اور ان کے لئے سعادت اس میں ہے کہ رقم جمع کریں اور اسکو مسجد کی تعمیر میں صرف کریں اور قربانی کی کھال کو اہل حاجت فقراء مساکین بیوگان کو دیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو قربانی کی کھال کو صدقہ کرنے کے متعلق حکم فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا مستحب و بہتر ہے واللہ تعالیٰ در سولہ الا علی اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوة والسلام علی رسولہ الرؤف الرحیم ونبیہ الکریم الخلیلیم وعلی آلہ واصحابہ وحرزہ اجمعین

اما بعد فقیر نے رسالہ فیوضات الحمادیہ دیکھا مسلک صحیح و صواب پر مشتمل پایا رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ سلمہ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح و توثیق فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک وتعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت و جماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں دہابیوں کے امام ثانی نامہ کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال مسجد میں نہیں لگا سکتے دیوبندی مولوی کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال لگانا جائز ہے اور ان کا خذ دیوبندی امام کا یہ فتوے ہے کہ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اسکو خلاف تحقیق فتوے دینے کی عادت تھی۔ اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہلسنت اعظم عظیم البرکت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز القوی نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاویٰ رضویہ کی مجلدات میں مرقوم و محفوظ ہے اور علمائے کرام اہلسنت و جماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتویٰ دیکر نادام ہوئے مگر دیوبندی کی ضد اور ہٹ اور مرغ کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے۔ سمجھانے جائیں گے یہ رسالہ مبارکہ فیوضات الحمادیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی و دافی ہے مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق و ہو تعالیٰ اعلم بقراہۃ الفضل

محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم السنن و جماعت لاہور۔

سوال ۶۱: کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک کمیٹی بنتی ہے اور وہ اعلان کرتی ہے کہ ہم فلان تاریخ کو فلان مال کا میچ رکھیں گے جو ٹیم اس میچ میں شامل ہونی چاہے وہ دور و پیہ داخلہ دے بہت سی ٹیمیں داخلہ دیتی ہیں جو ٹیم مقابلہ میں اول دوم۔ سوم آتی ہے اسکو انعام دیا جاتا ہے۔ کیا یہ انعام حاصل کرنا جائز ہے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب: سب ٹیموں سے پیسے جمع کر کے ان کو کھلایا جائے اور ان جمع کردہ پیسوں میں سے کامیاب شدہ ٹیم کو انعام دیا جائے تو یہ جواب ہے لیکن اگر کوئی آدمی اپنے پاس سے یا ایک ہی ٹیم اپنی طرف سے کامیاب شدہ ٹیم کو انعام دے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ جب کہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۲: مزید کا عقیدہ ہے کہ مراتب صحابہ علی ترتیب الخلاۃ میں لیکن چند ایسی خصوصیات اور فضیلتیں ہیں جن کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دیگر صحابہ کبار سے ممتاز و اعلیٰ ہیں جیسے ایک صحابی میں جزوی فضیلت ہوتی ہے وہ اس جزوی فضیلت کے لحاظ سے نرالی اور ممتاز شان کا مالک ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس جزوی فضیلت میں وہ صحابی شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی افضل ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ دوسرے صحابہ کبار مثال کے طور پر حضرت حذیفہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من شہد لہ الحزیمۃ فہو حسبہ اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم میں بھی چند ایسی خصوصیات جزئیں ہیں کہ ان جزئیات میں وہ تمام صحابہ کبار سے ممتاز و افضل ہیں وہ جزئیات کسی دوسرے صحابی میں نہیں پائی جاتیں کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء سیدۃ النساء علیہا السلام کو منیٰ طب کر کے فرمایا کہ میں اور تو اور علی اور حسن اور حسین ایک مکان اور ایک مقام ہونگے جس کو مظاہر حق واسے نے جلد چہارم صفحہ ۱۴۵ باب مناقب اہل بیت مطبع مجیدی کانپور میں نقل کیا ہے جس کی تائید امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اور حضور علیہ السلام کا عم زاد بھائی ہونا حسنین علیہما السلام کا باپ ہونا آپ کا خلیفہ ہونا وغیرہ ذلک اور دیدار خصوصیات کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت جزوی ثابت کرتا ہے اب مطلب امر یہ کہ ایسی عقیدت کی وجہ سے زید وارہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہو سکتا ہے یا نہ اور بر تقدیر اثبات ایسے شخص کو کافرو بے دین کہنا کیسا ہے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب: کسی صحابی کو دوسرے سائر الصحابہ رضی اللہ عنہم پر جزوی فضیلت دینے سے زید منیت کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتا ہے ہاں اگر زید حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کلی طور پر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا تو تب وہ تفضیلیہ شیعہ ہوتا ایسے کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ فقط۔

محمد عبدالغفور بناروی عنی عنہ خطیب وزیر آباد

الجواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بعض فضیلتیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں جیسا کہ سوال میں پیش کردہ مثال کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تنہا ان کی گواہی دو مردوں کے برابر تھی ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آپ کے نکاح میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں اور یہ شرف کسی نبی کے کسی امتی کو حاصل نہ ہوا اس کی وجہ سے آپ کا لقب ذوالنورین مشہور ہوا حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک صراحۃ قرآن مجید میں مذکور ہوا کہ کسی اور صحابی کا نام قرآن مجید میں صراحۃ نہیں لیا گیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملائکہ کرام علیہم السلام نے غسل دیا آپ غسیل ملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے ممتاز ہوئے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی ہیں پر عطا ہوئے کہ آپ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے ہیں آپ جعفر طیار کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے علیٰ ہذا القیاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جزوی فضیلتیں ہیں جو کسی دوسرے اور صحابی میں نہیں ایسے ہی مولائے کائنات مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض فضیلتیں ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں مگر فضیلت کلی مطلقہ تمام صحابہ پر بلکہ تمام نبیوں کے امتیوں پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہے یہ اہلسنت کا عقیدہ ہے زید کا یہ عقیدہ اہلسنت و جماعت کے مطابق ہے صرف اس عقیدہ کی وجہ سے اس کو کافر کہنا سخت جرأت اور جہالت ہے جو اس عقیدہ کی وجہ سے اس کو کافر کہے وہ مذہب اہلسنت کے عقیدہ سے ناواقف سے صریح حدیث کے موافق اور فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے مطابق کسی مسلمان کو بغیر وجہ شرعی کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ مذہب حق مذہب اہلسنت و جماعت پر قائم رہنے کی توفیق دے اور اسکی مذہب حق اہلسنت و جماعت پر خاتمہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶۳: حضور کو حاضر ناظر جانتا اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے آپ تمام جگہ موجود ہیں یا مدینہ میں

موجود ہیں حدیث میں آتا ہے کہ دنیا کو میں ہاتھ کی پتیلی کی طرح دیکھتا ہوں آپ اسکا جواب دیں تاکید ہے
بنو التوجروا۔

الجواب :- نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی روح مقدسہ کو آپ کے فرائض جسم مقدس و
مطہر میں داخل کیا گیا آپ بھی حقیقی دنیاوی جسمانی زندگانی کے ساتھ زندہ ہیں حجرہ النبی میں جلوہ فرما ہیں سب
حجبات اٹھائے گئے ہیں دنیا کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے جس جگہ کرم فرمائیں اللہ تعالیٰ کے فضل
و کرم سے تشریف لے جائیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۲ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک عالم کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے
مزار مقدس میں ہیں وہاں سب کچھ دیکھتے ہیں مگر ہمارے روبرو حاضر نہیں ہیں جو لوگ حاضر سمجھتے ہیں اور
ناظر جانتے ہیں غلطی پر ہیں مطابق اہلسنت اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب :- حضور نبی مکرم شفیع معظم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں دنیا کی کوئی
چیز ان کی نظر اٹھ سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی شے ان سے غائب ہے حضور علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا ان الله رفع لي الدنيا فانما انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة كما انما انظر
الى كفى هذا اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ آپ ساری دنیا کے ناظر ہیں دوسری بات
یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سب
دوریاں اٹھا دی ہیں اور ساری دنیا آپ کے قریب کر دی ہے آپ کے قریب جیسے فرش ایسے عرش جیسے عرب
ایسے عجم جیسے مدینہ ایسے مکہ و دنیا کے دیگر شہر ہم سے بعض چیزیں نزدیک بعض دور ہیں مگر ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے کوئی چیز دور نہیں ان کی شان اعجازی شان ہے ان کا ناظر ہونا بھی ان کا بڑا معجزہ ہے اویان کا حاضر
ہونا بھی عظیم الشان اعجاز ہے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں با چندین اختلاف
کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافت نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حی حیات
حقیقی بے شائبہ مجاز و توہم تاویل و براعمال امت حاضر و ناظر جس کو اس مسئلہ کی تفصیل در کار ہو وہ جو ابھر
ابحار شریف مصنف علامہ یوسف نہانی علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد
دین و ملت محقق بریلوی قدس سرہ العزیز کے رسائل جلیلہ و فتاویٰ مبارکہ و دیگر علمائے کرام اہلسنت و جماعت
کے رسائل کا مطالعہ کریں سائل یہ سمجھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں اور ہر جگہ کیسے ہوں گے

تو سائل سمجھا کہ جیسے ہم ایک جگہ ہیں دوسری جگہ سے غائب ہیں ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ حاضر دوسری جگہ سے غائب ہیں یہ غلطی ہے کیونکہ نبی پاک کی شان اقدس ارفع و اعلیٰ بلند و بالا عقل سے وراء ہے۔ کہاں ہماری عقلیں اور کہاں وہ عرش و فرش کے تاجدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو شان اعجازی عطا فرمائی ہے کہ آپ سے سب بعد و حجابات اٹھا دیئے گئے ہیں اور معجزہ کہتے ہی اسے ہیں کہ عقل اس کے ادراک سے عاجز ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علیٰ اعلم۔

سوال ۶۵: زید کہتا ہے کہ حضور نور ہیں مگر اللہ کے نور سے نہیں ہیں۔ اس کی وضاحت فرمادیں۔

الجواب: بلاشبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے ہیں بلا کیف و تقسیم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق نور نبیل من نور کا یعنی اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا دیکھتے حضور نبی کریم تو خود فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور سوال میں کھلم کھلا مخالفت کی گئی ہے سوال میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا نہیں فرمایا بلکہ غیر کے نور سے پیدا فرمایا تو سائل ذرا یہ تو بتائے کہ وہ غیر کون ہے کہ جس کے نور سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو پیدا فرمایا سوال کرنے والا بیچارہ اس حدیث کو سمجھ ہی نہیں ہے اور خود ایسی بات کر دی ہے جو بے سند ہے۔ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کی منظر اتم ہے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ذاتی بایں وجہ ہے کہ بغیر وسیلہ کے منسوب بسوئے واجب ہے اور چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر وسیلہ کے ذات واجب کی طرف منسوب ہیں یا یہ معنی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مجسم ہیں مخلوق ہیں اصل نور آپ ہی ہیں اور باقی انوار آپ کی فروع ہیں آپ بلاشبہ نور الانوار ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلاصہ اس امر کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو بلا تقسیم و کیف اپنے نور سے پیدا فرمایا اور باقی مخلوق کو اپنے نبی کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ کتب روایات میں اس کی تصریح ہے یہاں تک کہ بعض دیوبندی مولویوں نے بھی بعض رسائل میں اس کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا یہ مضمون ایک لحاظ سے

مقتضیات سے ہے۔ اس کے یقیناً یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی چیز علیحدہ ہوئی کیونکہ ذات مقدسہ باری تعالیٰ کم و کیف مقدار و تقسیم سے جسم سے جسمانیات سے ترتیب سے انحلال سے عوارض حد و ثوات و امکان سے منترہ و پاک ہے اللہ تعالیٰ بصیرت دے اور حق کہنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۶: در رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں مگر بے مثل ہیں اگر آپ کو بشر کہا جائے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ کا جسم بشر پر دلالت کرتا ہے اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب: حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں نور خدا ہیں بنی نوع انسان سے انسان اکمل ہیں بے مثل انسان ہیں بے مثل بشر ہیں بے مثل نبی ہیں بے مثل رسول ہیں بے مثل حبیب خدا عزوجل ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے خاص بندے ہیں اور مخلوق خدا کے مختار و آقا باذن اللہ ہیں۔ آپ بلاشبہ بشر ہیں مگر نور ہیں بے مثل ہیں۔ محاورے میں آپ کو یہ کہنا کہ آپ صرف بشر ہیں یہ بے ادبوں گستاخوں کا طریقہ ہے شے کا تحقق اور چیز ہے شے کا کیا کرنا اور تعبیر کرنا اور چیز ہے۔ ادب کا دار و مدار عرف میں ہے لہذا عرفاً جو بات بے ادبی کی ہو وہ بے ادبی میں شمار ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ سائل حیوان ہے دو ٹانگوں پر چلتا ہے۔ یا سائل کا بیٹا اپنے باپ کو یوں کہے میری ماں کے خاوند میری ماں کے زوج ادھر آؤ یا والدہ کو یوں کہے میرے باپ کی بیوی کھانا دو یا اپنے باپ کو قریبی رشتہ دار بتائے یہ بات تحقق کے اعتبار سے صحیح ہے مگر محاورے کے اعتبار سے بے ادبی و گستاخی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دربار کی حاضری نصیب فرمائے اسکی توفیق عطا فرمائے اور اسکے ادب عطا فرمائے ان سے گفتگو عرض معروض کے طریقے سکھائے آمین۔ ان کی پیاری آواز پر آواز کے بلند ہو جانے کو اعمال کے منافع ہو جانے کا سبب ٹھہرایا۔ رب العزت کو یہ پسند نہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری آواز پر کسی کی آواز بلند ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا من لطم الرسول فقد اطاع اللہ ان کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ آپ کی اتباع کو اپنی محبت کا واسطہ ٹھہرایا فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ آپ کے ذکر کو اپنا ذکر فرمایا حدیث قدسی میں سے من ذکرک فقد ذکرنی او کما قال

آپ کے ذکر کو اپنی یاد کے ساتھ ملایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انان میں قرآن میں خطبہ نماز و اقامت میں تشہد میں اپنے حبیب کی یاد کو بلندی عطا فرمائی سبحان اللہ کیسی شان ہے حبیب خدا کی وہ رحمت اللعالمین ہیں اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم ہیں اور خدا کی خدائی کے آقا و بادشاہ ہیں انبیاء مرسلین کے سرتاج و امام ہیں ملائکہ مقربین کے بادشاہ و سرتاج ہیں دائرہ امکان میں جتنی عزتیں شرافتیں بزرگیاں فضائل مناقب محامد درجات علوم مراتب ہیں سب کے آپ جامع ہیں آپ کے کمال کی کوئی حد نہیں انسان کے احاطہ بیان سے باہر ہے الوہیت اور الوہیت کی صفات کے علاوہ اور یہود و نصاریٰ کے جھوٹے ادعا کے علاوہ جو خوبی چاہوں جس فضل و کمال کو چاہوں اسے رسول اکرم علیہ السلام کی طرف منسوب کرو۔

مَنْزَلًا عَنْ شَرِيكِي فِي حَاسِنِهِ
لُجُوهَ الْحَسَنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ ! !

دَعَا مَا ادْعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِي نَبِيِّهِمْ
وَأَحْكَمَ بِمَا شَكَلَتْ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكَمَ

فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ
فَيُحْصَرُ بِعَمَلٍ عَنْهُ نَا طَقِي بِفِطْرِهِ

جس ذات کریم کے ایسے فضائل و محامد و مناقب ہوں ان کو محاورہ میں صرف بشر کہتا ہے ادبی ہے خصوصاً اس زمانہ میں وہابی و یونہدی غیر مقلد۔ مرزائی۔ قادیانی۔ شیعہ رافضی چکڑاوی مودودی وغیرہ بے دین فرقے شان الوہیت و نبوت و ولایت میں تحریراً تقریراً گستاخیاں کرتے ہیں لہذا اہل حق اہل سنت و جماعت پر لازم ہے کہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بنی تاجدار سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ادب اور عزت کا حکم استعمال کریں اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور چشم بصیرت عطا کرے اور تمام باطلہ مذاہب سے بچائے اور ان کو ہدایت دے آمین۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال حضور علیہ السلام کو اہلسنت نور مجسم مانتے ہیں۔ یہ بھی حدیث آتی ہے کہ حضور کا پیٹ چاک کر کے نور بھرا گیا نور کے ساتھ ان چیزوں کا کیا تعلق تھا جو دھوئی گئیں لہذا معلوم ہوا کہ حضور پہلے بشر تھے اب نور حکمت بھرا گیا اگر تمام علوم حضور کے سینے میں پیٹ چاک کر کے رکھے گئے تو پیٹ چاک کرنے کا کیا مطلب تو آدم علیہ السلام کوئی علوم مشکف کر دیئے گئے تو حضور علیہ السلام کا پیٹ چاک کر کے نور حکمت بھرا گیا تو معلوم ہوا کہ حضور بشر تھے اب بھی بشر ہی غیب بھی نہیں جانتے تھے۔ نور حکمت اب بھرا گیا۔

الجواب :- يا صاحب الجمال وياسيد البشر من وجهك المنير لقد نور القمر

محمد بشرا کا بشر بل ہویا قوت بین الحجر

حضور علیہ السلام بشر ہیں لیکن بے مثل بشر ہیں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثل ہونے پر ہزاروں حدیثیں شاہد ہیں بلکہ قرآن پاک میں آپ کی بیویوں کو بے مثل فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے یا نساء النبی لستن کا حد من النساء ان القیتن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور بھی ہیں قرآن پاک میں ہے قد جاءکم من اللہ نور جلالین میں ہے هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ ول یطفئوا نور اللہ میں ایک تفسیر کی بنا پر نور اللہ سے مراد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حدیث پاک میں ہے یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نور لایہ حدیث پیشوائے دیانہ مولوی اشرف علی تھانوی علیہ ما علیہ نے بھی نشر الطیب اور اسکے حاشیے پر نقل کی ہے حضور علیہ السلام کے نور ہونے کی تحقیق دیکھنا منظور ہو تو اس صدی کے مجدد اعظم حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ محمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کا رسالہ مبارکہ صلوٰۃ الصفا فی نور المصطفیٰ ملاحظہ ہو۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں بے مثل بشر ہیں شوق صدر کے واقعات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی نفی نہیں بلکہ وہاں پر نور بھرنے سے مراد نورانیت کی زیادتی ہے زیادت شئی اصل شئی کی نفی نہیں کرتی حدیث پاک میں ہے ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے آپ پر سونے کی ٹڈیاں گر رہی تھیں آپ نے ان کو کپڑے میں جمع کرنا شروع کر دیا ارشاد باری تعالیٰ ہوا کیا میں نے تم کو بے پرواہ نہیں کیا ان سے جواب دیکھ رہے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں تیری عزت کی قسم دینی بیشک تو نے مجھ کو ان سے بے پرواہ کیا ہے لیکن مجھ کو تیری رکت سے بے پرواہی نہیں، حاشیہ مشکوٰۃ بحوالہ مرقاۃ اس حدیث کے تحت ہے ای الاستغناء عن کثرت نعمتک و زیادۃ برکتک یعنی تیری نعمت کی کثرت اور برکت کی زیادت سے استغناء نہیں ہے اگر آدمی کا وضو ہو تو وضو پر وضو کرے تو اس سے پہلے وضو کی نفی نہیں ہوگی ہم حضور علیہ السلام کے بشر ہونے کی نفی نہیں کرتے بلکہ بشر مانتے ہیں لیکن اپنے جیسا نہیں بلکہ بے مثل بشر مانتے ہیں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ نورانیت بھرنے سے پہلے علم غیب نہیں جاتے تھے تو نورانیت بھرنے کے بعد علم غیب کی نفی کیسے ہو گئی مخالفین بتائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال سے پہلے غیب کی کس بات کو نہیں جانا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۶۸ :- اہلسنت کہاں سے شروع ہوئے اور تحریک و ہایہ کہاں سے۔ بنو اتوجروا۔

الجواب :- اہلسنت وجماعت صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چلے آ رہے ہیں اہلسنت کے پہلے پیشوا اہل بیت اطہار و صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں اور وہابیوں کا زیادہ زور تو ابن عبدالوہاب نجدی سے بارہویں صدی ہجری میں ہوا ہے اس لئے وہابیوں کا پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی ہے۔

سوال از ۶۹ تا ۷۸ :- غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہتر فرقے لکھے ہیں ان میں سے بہتر کو تو گمراہ لکھا ہے اور صرف ایک کو صراط مستقیم پر لکھا ہے اور وہ اہلسنت وجماعت ہے بہتر گمراہ فرقوں میں سے ایک فرقہ مرجیہ لکھتے ہیں۔ اور اسکے تیرہ اقسام یا شاخیں کئے ہیں ان میں سے نائویں قسم حنفیہ کو لکھا ہے اور فرماتے ہیں یہ فرقہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا پیرو ہے۔ آگے چل کر جہاں بہتر گمراہ کو ختم کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ تمام فرقے گمراہ ہیں خدا ہمیں ان سے بچائے اور اہلسنت وجماعت میں رکھے لیکن اب یہاں تذبذب ہے آیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ گمراہ تھے آیا امام اعظم ان کو جماعت نے کہا یا اپنے آپ یہ لقب اختیار کیا آیا امام اعظم اہلسنت وجماعت نہیں تھے آیا امام اعظم ناقص فقہ کے حامل تھے آیا اس زمانہ میں کوئی اور بھی نعمان بن ثابت تھے اور اگر تھے تو سب کو ابو حنیفہ کہا جاتا تھا اور وہ سب کے سب امام تھے۔ آیا جو بھی امام اعظم کے رستے پر چلے گمراہ ہے۔ آیا غوث صمدانی نے اجتہاد میں غلطی کھائی ہے۔ آیا غوث پاک کا ہر فعل ہمارے لئے حجت ہے۔ مشائخ طریقت زیادہ کس امام کے پیرو تھے خصوصاً خواجہ اجمیری خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی اور دیگر ادلی العزم، صفیاء اولیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چونکہ شیخ شہاب الدین سہروردی شافعی ہیں اس لئے ان کا نام نہیں لکھا۔ امام اعظم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی پیشینگوئی کی ہے کسی حدیث سے ثابت ہے۔ ینیوا توجہوا۔

الجواب :- غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں ایک جگہ گمراہ فرقوں کا ذکر کیا اور فرمایا الحنفیۃ آگے چل کر جب آپ نے ان فرقوں کی تفصیل کی تو فرمایا اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت غنیۃ الطالبین از نو لکھنوی لاہور ۱۹۴۷ء

یعنی فرقہ حنفیہ بعض اصحاب ابی حنیفۃ ہیں اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گمراہ تھے اور نہ ہی وہ جو صحیح طور پر ان کی اتباع و پیروی کریں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عمل کے اعتبار سے حنفی ظاہر کرتے تھے اور ان کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے خلاف تھے جیسا کہ معتزلہ گمراہوں کا ایک فرقہ ہے جو عمل فقہ حنفی پر کرتا ہے اور ان کے عقائد گمراہی کے ہیں مثلاً شفاعت کے وہ منکر ہیں ثواب قبر و عذاب قبر کے وہ قائل نہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت و دیدار کے وہ منکر ہیں تو یہ لوگ اسوجہ سے حنفی ہیں کہ عمل میں فقہ حنفی کے تابع ہیں اگرچہ ان کے عقائد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقاید کے مخالف ہیں اور اس زمانہ میں دیوبندی فقہ حنفی پر چلتے ہیں مگر ان کے عقیدے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع میں گستاخیاں و بے ادبیاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم و کذب اور سب سے ممکن مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ اسی طرح مرجیہ بھی گمراہوں کا ایک فرقہ ہے جس کی چند شاخیں ہیں ان میں سے ایک گروہ فقہ حنفی کے تابع ہے مثلاً آجکل کے غیر مقلد و ہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں جو بظاہر حدیث پر عمل کے مدعی ہیں مگر عقیدے ان کے گمراہی و بے دینی کے ہیں بلا تشبیہ یوں سمجھ لیجئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے اور مسلمان کہلاتے تھے اور اس پر قسمیں بھی کھاتے تھے مگر وہ نام کے مسلمان منافق بڑے غدار تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے طور پر نہیں مانتے بلکہ تشبیہ جو فرقہ عمل میں حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کو ماننا ہے اور عقائد اہلسنت کو نہیں مانتا ایسا فرقہ نام کا حنفی تو ضرور ہے مگر غدار و مکار ہے اگر وہ سچے طریقے سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننا امام اعظم کے عقائد حقہ عقائد اہلسنت کو ماننا جس طرح معتزلہ نام کے حنفی ہیں اور غدار ہیں اور دیوبندی نام کے حنفی اور غدار ہیں اور غیر مقلد نام کے اہل حدیث اور غدار ہیں اسی طرح مرجیہ کا ایک فرقہ نام کا حنفی ہے مگر غدار بدنام کتھڑہ مکار ہے ان غداروں کی غدار کی وجہ سے نہ تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان جلالت و اجتہاد میں کوئی فرق آتا ہے اور نہ ہی وہ حنفی اہلسنت جو حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد کے متبع ہیں اور فقہ حنفی پر عامل ہیں ان پر کوئی اعتراض آتا ہے جیسا کہ نجد سے نکلنے والے وہابی کہ اپنی نسبت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حنبلی کہلاتے ہیں مگر حقیقت میں غدار وہابی گمراہ بد دین ہیں مگر ان کی گمراہی بد دینی کی وجہ سے حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن علم و اجتہاد میں کوئی دھبہ نہیں آتا جس طرح ان نام کے حنبلیوں نجدیوں وہابیوں کی گمراہی کی وجہ سے حضور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اعتراض نہیں آتا اسی طرح مرجیہ کے گروہ نام کے حنفیوں غداروں کی وجہ سے حضور امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

اعتراض لازم نہیں آتا۔ اعتراض اسوقت آتا کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کی شان مجتہدوں کی شان میں امتیازی شان ہے۔ حضور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ سب لوگ فقہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں یا علم علمائے مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی حضور سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی شہباز لا مکافی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی اور آپ کو فقہائے کرام مجتہدین عظام علیہم الرضوان کی جماعت میں شمار کیا اور آپ کو امام اعظم کا لقب دیا۔ مقام غوث ہے کہ غنیۃ الطالبین میں تو اور اماموں مجتہدوں کو تو امام فرمایا اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام اعظم فرمایا۔ سبحان اللہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے القاب و آداب سے یاد فرمایا غنیۃ الطالبین کے باب امر بالمعروف نہی عن المنکر میں فرمایا اما اذا كان الشئ متاخلا لمتاختلف الفقهاء فيه وساتحفيه اجتهدا مع شرب الماء النبید مقلدا بی حنیفۃ وتزوج امرأۃ بلا ولی علی ما عرفت من مذهبہ لم یکن مما هو علی مذهب امام الاحمد والشافعی والحنبل علیہ صلاویکے اور نظر انصاف سے دیکھئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنفی اور شافعی مذہب والوں کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ جس اجتہادی مسئلہ میں امام اعظم کا مقلد امام اعظم کی فقہ پر عمل کرتا ہے دوسرے اماموں کے مقلدوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ حنفی پر اعتراض کرے غنیۃ الطالبین کی اس عبارت سے وہابیہ زمانہ کا رد بلیغ ہو رہا ہے غنیۃ الطالبین کا اعلان ہے کہ اے مذہب حنفی پر نکتہ چینی کرنے والو اور انکار کرنے والو اپنا انکار و اعتراض چھوڑ دو اور اختلافی مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق پر اور ان کے قول مختار پر ان کے مقلدوں کو عمل کرنے دو غیر مقلدین وہابیہ سیدھے سادھے بھوئے بھالے حنفیوں کو بہکاتے اور ورغلا تے ہیں اور غنیۃ الطالبین کی عبارتوں کے غلط مطلب بتا کر اہلسنت کو پریشان کرتے ہیں۔ اے سنیو حنفیو تم ہو شیار ہو جاؤ اور وہابیوں کے مکروفریب کے جال میں نہ پھنسو وہابی تم کو راہ حق سے پھرنے کی کوشش میں رات دن لگے ہوئے ہیں تم ان کی نہ سنو یہ ابھی تھوڑے ہی زمانہ میں نیا گمراہ فرقہ پیدا ہوا ہے تم ان گمراہوں سے بچو اور اپنے اہلسنت کے طریقہ پر قائم رہو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اولیاء کا ملین حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن سے وابستہ ہے ہیں اور عوام تو

بیشمار ہیں جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ میں ہیں۔

جواب :- ۶۲ تا ۶۹ :-

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اماموں کے امام مجتہدوں کے استاد اور ادویہ کے پیشوا اہلسنت کے چشم و چراغ ہیں۔ امت نے آپ کو امام اعظم کا لقب دیا غنیۃ الطالبین میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو امام اعظم فرمایا۔ ایام تشویق میں تکبیروں کی تعداد کے بارے میں جو فصل ہے اس میں فرماتے ہیں وہو منہب الإمام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلسنت وجماعت تھے بلکہ اہلسنت وجماعت میں بہت بڑی شخصیت رکھتے ہیں۔ اہلسنت کے رکن اعظم ہیں آپ کامل فقہ کے حامل تھے مجتہد مطلق تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۶۳ و ۶۴ :- حضور سیدنا امام اعظم کے رستہ پر چلنے والا حق پر چلنے والا ہے اس لئے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل حق سے ہیں اور اہل حق کے رستہ پر چلنے والا گمراہ نہیں ہوتا حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یا بعد کسی کا نام نعمان بن ثابت ہو بھی تو ہمیں اس وقت اس سے بحث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۵ :- حضور سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم حبیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں ٹھیک فرمایا ہے مگر سمجھنے والے نے غلطی کھائی ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اعظم و دیگر مجتہدین کرام و فقہاء عظام کے فضائل اور ان کے مسائل کی پابندی کا ذکر غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے مگر ایک عرصہ سے وہابی غیر مقلدین اپنی جہالت کی وجہ سے حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں جن جاہلوں کو ارد و عبارت سمجھنے کی تمیز نہیں وہ امام المجتہدین کی شان میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۶۶ :- حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولیوں کے ولی قطبوں کے قطب غوثوں کے غوث پیروں کے پیر و شیخ علمائے شریعت و مشائخ طریقت کے پیشوا ہیں اور حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر چلنے والے حنبلی، مسلک پیچھے ہمارے نزدیک غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور شریعت کے مطابق پابندی فرماتے تھے آپ کا لقب محی الدین تھا یعنی دین کے زندہ فرمانے والے، لہذا آپ کے اقوال و افعال آپ کے مرتبہ کے مطابق بلا تشبیہ محبت ہیں اگر کسی وہابی میں دم ہے ذرا وہ بتائے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فلاں فعل یا قول خلاف شرع تھا

تو پھر ہم انشاء اللہ العزیز بفضلہ تعالیٰ ضرور ثابت کریں گے کہ آپ کا یہ قول و فعل شریعت و طریقت کے مطابق و موافق ہے چاروں اماموں کی فقہ شریعت کے مطابق ہے لہذا جو شخص چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرتا ہے اور اہلسنت کے عقیدوں پر قائم ہے تو وہ بلاشبہ حق پر ہے اسی لئے غوث پاک بھی اتنے بڑے مرتبہ کے عالم و عارف و قطبوں کے قطب طریقت و شریعت کے جامع ہو کر بھی حضور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کے مطابق عمل فرماتے یہ ہے غوث اعظم کا اماموں کی شان میں ادب اور آجکل ایرے غیرے تھو خیرے غیر مقلد زہے جاہل اماموں کی شان میں بے ادبیاں اور تقلید کے متعلق نکتہ چینیوں کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۱۷۱۰۔ حضور خواجہ صاحب اجمیری خواجہ بہاؤ الدین صاحب نقشبندی محبوب الہی۔ نظام الدین اولیاء۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ فرید الدین گنج شکر۔ مخدوم علی کلیری صابر صاحب قدس سرہم ہی نہیں بلکہ ہزاروں مشائخ طریقت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۱۷۱۱۔ خاتمہ الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیض الصغیر فی مناقب ابی حنیفہ میں فرمایا میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یقیناً اس حدیث میں بشارت دی جو چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے جس کی تخریج محدث ابو نعیم نے حلیہ میں کی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا للتداولہ رجال من ابناء فارس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر علم ثریا تک پہنچ جائے تو فارس والوں میں سے چند مرد اسے ضرور حاصل کر لیں گے اس کی مثل کتاب الغابہ میں تیس ابن مسعود ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی اصل بخاری و مسلم میں ہے جس کے لفظ یہ ہیں لو کان العلم عند الثریا للتداولہ رجال من فارس یعنی ایمان اگر ثریا تک پہنچ جائیگا تو اسے فارس کے چند مرد حاصل کر لیں گے اسکی مثال طبرانی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور علامہ ابن حجر مکی کتاب خیرات الحسان مطبوعہ مصر میں ایک روایت حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں یوں نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنہ ۱۵۰ھ میں زینت اٹھائی جائے گی اس زینت سے مراد فقہ کی زینت ہے اور ٹھیک ایک سو چاس

ہجری میں حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا حضرت علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ شامی ہیں اور علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ بھی شافعی ہیں حنفیہ تو حنفیہ محدثین و محققین شافعیہ بھی حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب اپنی اپنی تقریروں میں تحریروں میں رسالوں میں بیان کرتے ہیں واللہ الحمد یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسکو وہ دے اس سعادت بندہ بازو نیست۔ آجکل کے دہائیہ صرف اپنی جہالت اور بے انصافی کی وجہ سے آپ کی شان میں نکتہ چینی کرتے ہیں خدا عزوجل ان کو ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الا علی اعلم و بالحق والصواب۔

سوال ۷۹۔ دیوبندی اہلسنت یا نہیں۔

الجواب۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اب اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے اور اسکو نبی فرض کر لیں تو اس سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس بلکہ غیر مقلدوں دیوبندیوں کے امام اسماعیل دہلوی کے نزدیک تو ایک آن میں کر ڈر دیں نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کہتے ہیں چنانچہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویتہ الایمان کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے اس شہنشاہ و اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ اگر ایک آن میں ایک کلمہ کن سے چاہے تو کر ڈر دیں نبی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈرے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جھوٹ محال ہے ممکن نہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲۔ اور دیوبندیوں کی مایہ ناز کتاب سیف یمانی صفحہ ۸۲ و ۸۳۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے خدا کے لئے سفہ دبے و قونی، محال ہے۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے خدا سفہ یعنی بے وقونی کر سکتا ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم نور مجسم کو ساری مخلوق سے زیادہ علم ہے قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور شیطان کو ساری زمین کا علم ہے۔ شیطان کے لئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا وسیع ہونا قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے معاذ اللہ۔ ملاحظہ ہو دیوبندیوں کی مستند کتاب براہین قاطعہ۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے بیشمار درجات افضل ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم سے بیشمار فضیلتوں

کے ساتھ امتیاز ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور ہم میں صرف اتنا امتیاز ہے کہ وہ احکام خداوندی سے واقف اور ہم غافل۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے پیشوا اور امام اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویتہ الایمان میں لکھا ہے انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب سے بڑا بنایا ہے سوان میں بڑائی صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اس کتاب میں دوسری جگہ لکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا اور سب لوگوں سے امتیاز عجیب یہی ہے کہ میں اللہ کے احکام سے واقف ہوں اور لوگ غافل۔ دیکھئے دیوبندیوں کے پیشوا اپنے اور نبی کے درمیان صرف یہ فرق بیان کر رہا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام سے واقف ہیں اور دیوبندیوں کا پیشوا غافل۔ دیوبندی اور دیوبندیوں کا پیشوا جب احکام سے واقف ہو جائیں اور مولوی عالم بن جائیں تو دیوبندی عقیدے میں دیوبندی عالم اور نبی میں فرق نہیں رہتا معاذ اللہ! اہلسنت کا عقیدہ ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارک کی حاضری کے لئے دور دراز سے قصد کر کے جانا شرعاً جائز ہے اور باعث فیوض و برکات ہے۔ دیوبندی عقیدے میں دور دراز سے روضہ مبارک کی حاضری کا قصد کر کے جانا شرک ہے۔ دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام اسماعیل نے اپنی کتاب تقویتہ الایمان میں لکھا ہے۔ یا ایہ مکافوں میں دیر و پیغمبر کی قبر کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو دور دور سے قصد کر کے جاوے تو ہر طرح شرک ثابت ہے۔ تقویتہ الایمان میں اسکو شرک لکھا ہے اور دیوبندیوں کی دوسری کتابوں میں زیارت کو جائز و موکد لکھا ہے تو یہ سینوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا ہے یہ ان کی دورنگی چال ہے شرک بھی کہتے جاتے ہیں اور اس کام کو جائز بھی کہتے ہیں اہلسنت کا عقیدہ ہے اور اہل سنت کے نزدیک ماہ محرم میں یا اسکے علاوہ اور مہینوں میں حضرات حسنین کریمین طہین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا جائز و صحیح بیان کرنا بلاشبہ جائز ہے دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ماہ محرم میں اہل بیت اطہار کی شہادت صحیح روایات سے بھی بیان کرنا حرام ہے اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ محرم میں سبیلیں لگانا شریعت پلانا جائز ہے۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ محرم میں مسلمانوں کو سبیلیں لگانا سبیلوں سے پانی شربت دودھ پینا۔ پلانا حرام ہے مگر دیوبندیوں کے نزدیک ہندوؤں کی سبیل جب کہ ہندوؤں نے سودی روپیہ صرف کر کے لگائی ہو تو دیوبندیوں کا ایسی سبیل سے پانی پینا جائز ہے۔ دیوبندیوں کے نزدیک فاتحہ کا کھانا

کھانا حرام ہے مگر ہندوؤں مشرکوں کے تہوار سولی یا دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے دیکھو فتاویٰ رشیدیہ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف کمال علم شریف کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینا ناجائز ہے دیوبندیوں کے عقیدہ میں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دینا جائز ہے جیسا کہ نام کی حفظ الایمان میں ہے۔ دیوبندیوں کے دو چار نہیں بلکہ کثرت سے فاسد عقیدے ہیں جو سراسر اہلسنت کے عقیدوں کے خلاف ہیں جس کو اس کے متعلق تفصیل درکار ہو وہ اہل اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کے رسالہ جلید الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ اور رسالہ نافع الاستمداد مع تکرار کتاب مستطاب حسام الحرمین وغیرہ کتب نافعہ ورسائل جلیلہ کا مطالعہ کرے اور دیگر علمائے اہلسنت کی کتب رد تقویۃ الایمان وغیرہ کتب کا مطالعہ کرے۔ دیوبندیوں کے عقیدوں کے متعلق کچھ اشتہار بھی شائع ہوئے ہیں جن میں دو اشتہار دیوبندیوں کے علم و عرفان کی کہانی۔ دیوبندیوں و بابیوں کا ختم نبوت سے انکار۔ دونوں اشتہار خصوصاً قابل مطالعہ ہیں۔ دشمنان دین تو دنیا میں بہت ہیں جیسے قادیانی اور لاہوری مرزائی شیعہ رافضی

دیوبندی مولویوں کے علم و عرفان کی کہانی دیوبندی مولویوں کے پیشواؤں کی زبانی

۱۔ اشتہار ۱۔

دیوبندی مولویوں نے ہندوستان سے مہتمم دیوبند کی آمد پر اس عنوان سے ایک اشتہار دیا ہے لائپور میں علم و عرفان کی بارش، اشتہار دیکھ کر تعجب ہوا دیوبند اور علم و عرفان گویا آگ اور پانی کا اجتماع ہے۔ دیوبندیوں کے علم و عرفان سن لیجئے اور داد دیجئے۔

۲۔ دیوبندی عرفان ۱۔ نماز میں بزرگوں کا خیال بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے تھریں میں ڈوب جانے سے زیادہ برائے۔ صراط مستقیم صفحہ ۹۷۔

۳۔ دیوبندی عرفان ۲۔ نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے وقت غازی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ دلفۃ الحیوان ص ۲۳۷۔

۴۔ دیوبندی عرفان ۳۔ دیوبندیوں کے امام خلیل احمد انیسوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص ۱۱۵ میں پہلے

خاک زنجیری وغیرہ و غیرہ معرمان سب کے لحاظ سے زیادہ خطرناک دیوبندی ہیں کیونکہ مرزائی قادیانی کے مکروفریب دبے دینی سے اسلامی دشمنی سے مسلمان واقف ہیں شیعہ رافضی سے بھی امتیاز حاصل ہے زنجیری خاکساری سے بھی حفاظت ہو جاتی ہے مگر دیوبندی سے اہلسنت کو امتیاز بظاہر مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ دیوبندی کے

یہ لکھا کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور چند سطر کے بعد اسی صفحہ پر شیطان کے علم کو اتنا وسیع بتایا کہ شیطان کا علم زمین کو محیط ہے۔

دیوبندی عرفان ۱۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تفویٰۃ الایمان صفحہ ۳۹۔

دیوبندی عرفان ۵۔ ہر رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تفویٰۃ الایمان صفحہ ۲۴۔

دیوبندی عرفان ۶۔ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ نا چیز سے کمتر ہیں۔ تفویٰۃ الایمان صفحہ ۶۔

دیوبندی عرفان ۷۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق لکھا مر کر مٹی میں ملنے والا۔ تفویٰۃ الایمان صفحہ ۴۱۔

دیوبندی عرفان ۸۔ درود تاج ثواب خیال کر کے پڑھنا گمراہی ہے اور درود تاج میں شرک کی باتیں ہیں۔ درود

تاج سے سینکڑوں آدمی شرک کے عقیدہ میں مبتلا ہوئے ہیں اور درود تاج بلا کت کا موجب ہے۔ فتاویٰ

رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۰۔

دیوبندی عرفان ۹۔ محرم میں امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا بیان کرنا صحیح روایتوں

سے بھی حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۳۔

دیوبندی عرفان ۱۰۔ مجلس میلاد شریف نا جائز ہے اس مجلس میں قیام نہ ہو جب بھی نا جائز ہے اور صحیح روایتوں

سے بھی بیان ہو جب بھی نا جائز ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۹۲۔

دیوبندی عرفان ۱۱۔ محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل یا شربت میں دینا یا شربت دودھ بچوں کو

پلانا حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴۔

دیوبندی عرفان ۱۲۔ ہندو مشرک سودی روپیہ خرچ کر کے جو سبیل لگائیں اس سے پانی پینا جائز ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۵۔

دیوبندی عرفان ۱۳۔ ہندو مشرک ہولی یا دیوالی کے دن کھیلیں پوریاں بطور تحفہ بھیجیں تو کھانا جائز ہے۔ فتاویٰ

رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹۔

نوٹ ۱۔ اس عرفان کا کیا کہنا کہ مسلمانوں کی سبیل سے پانی پینا حرام اور ہندوؤں مشرکوں کے ٹکے سے

اگرچہ خراب عقیدے ہیں مگر دیوبندی اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کرتا ہے اور عام مسلمان اس کے مکر و فریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر اسکے پیچھے نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اہلسنت کے خلاف دوسرے گروہ اپنے آپ کو سنی حنفی ظاہر کر کے گمراہ نہیں کرتے اس لئے لوگ ان کے مکر و فریب کے جال سے بچ جائیں۔

پینا جائز۔ نیاز کا کھانا کھانا منع ہے اور ہندوؤں کی ہولی دیوالی کے کھانے جائز۔ اس مکمل عرفان کا فخر دیوبند کو حاصل ہے۔ دیوبند اس پر جتنا ناز کرے تھوڑا ہے۔

دیوبندی عرفان ۱۴ :- جمعرات کو یا کسی اور وقت کھانے یا شیرینی پر فاتحہ ختم دینا گمراہی ہے۔

دیوبندی عرفان ۱۵ :- تیسرے دن یا ساتویں دن یا دسویں دن یا چہلم کو فاتحہ ختم دینا گمراہی ہے فتاویٰ رشیدیہ

حصہ دوم صفحہ ۹۴۔

دیوبندی عرفان ۱۶ :- تاریخ مقرر کر کے گیا رہیں شریف کرنا بدعت ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔

دیوبندی عرفان ۱۷ :- عرس کے دن بزرگ کے مزار کی زیارت کو جانا حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم۔

دیوبندی عرفان ۱۸ :- عرس کے دنوں میں اجمیر شریف پیران کلیر و دیگر مقامات پر تجارت کے لئے جانا بھی

حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹۔

دیوبندی عرفان ۱۹ :- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفع و نقصان دینے کی طاقت نہیں دی گئی۔ جواب القرآن ص ۱۴۱۔

دیوبندی عرفان ۲۰ :- حاجتوں میں دور سے پیر و فقیر و پیغمبر کو پکارنا یعنی یا غوث یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔

جواب القرآن صفحہ ۱۴۲۔

دیوبندی عرفان ۲۱ :- حاضر جان کر یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ دیوبندی مولویوں کی اس قسم کی عرفانی باتیں بہت

ہیں۔ ابھی اس پر بس کی جاتی ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دیوبندیوں میں رات دن کیسے علم و عرفان کی بارش

ہوتی ہوگی۔

اشہارہ شیعوں قادیانیوں کی طرح دیوبندیوں و بابیوں کا ختم نبوت سے انکار

مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کا زمانہ

سب نبیوں سے بعد کا زمانہ ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا مگر مرزا غلام احمد

قادیانی کہتا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو سکتے ہیں اور خود قادیانی نے دعویٰ

اور ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے دیوبندیوں سے بظاہر بچنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے کہ یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ چھپاتے ہیں۔ اگر یہ اپنے فاسد عقیدوں کو ظاہر کر دیں تو عوام ان کے مکر و فریب کے جال سے محفوظ رہیں۔ واللہ تعالیٰ در رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

کر کے اپنے کذاب و دجال ہونے کا ثبوت دیا دیوبندیوں و یابیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے اور اس کو نبی فرض کریں اور مان لیں تو اس سے کوئی فرق نہیں آتا۔ بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے اپنے رسالہ تحذیر الناس کے صفحہ ۲۵ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ مرزائیوں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کا رسالہ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۲ دیوبندیوں و یابیوں کا عقیدہ ہے خاتم النبیین کے بعد کروڑوں نبی ایک آن میں حضرت محمد رسول اللہ کے برابر پیدا ہو سکتے دیکھو دیوبندیوں و یابیوں کے امام اسماعیل دہلوی کتاب تفویۃ الایمان صفحہ ۲۲ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے انکار کیا کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۱۲ و ۱۶۰ دیوبندیوں و یابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ جادو گروں کے جادو قوت و کمال میں نبیوں کے معجزات سے بڑھ سکتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۰ جلد ۳۔ منقول از منصب امامت مرزا قادیانی نے اپنے فعل کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ سے زیادہ کامل بتایا کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۳۔ دیوبندیوں کے امام شیخ الہند نے دیوبندی گنگوہی کے کام کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ سے زیادہ کامل بتایا۔ مرثیہ گنگوہی میں مرزا قادیانی نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں صریح گستاخی کی کہ سو حسین میرے گریبان میں ہیں اور امان عالی مقام کی شان میں نہایت ہلکے کلمات استعمال کر کے اپنے سچے فضائل کو مٹانا چاہا۔ کتاب نزول المسیح صفحہ ۹۹ و ۱۰۵ و ۱۰۸۔ دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی نے کہا محرم میں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کی شہادت کا صحیح بیان بھی حرام ہے اور محرم میں سبیلیں لگانا اور شربت پلانا اور دودھ پلانا حرام ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۱۴ جلد ۳۔ مرزائیوں قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خطا کر سکتا ہے اور مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے بمنزلہ بیٹے کے ہیں اور قرآن پاک مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں ہیں حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۰۲ و ۸۶ و ۸۴۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ظلم کر سکتا ہے بے وقوفی کر سکتا ہے کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲ سیف یمانی صفحہ ۸۲ و ۸۳۔ مرزائیوں کا عقیدہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں قیامت

دیوبندیت کی ایک شاخ نام کی جماعت اسلامی ہے اس کا بانی مسٹر مولوی مودودی ہے اسکے ہیبت سے عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔ حضرت فیض رحمت آقائے نعمت مولانا علامہ محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ کے پاس بریلی شریف میں ایک سولہ آیا تھا اس میں مودودی کے عقائد پرچھے گئے تھے حضرت صاحب نے اس کا مختصر سا جواب دیا جو چند اوراق پر مشتمل تھا اس کا نام مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ رکھا گیا تھا اسکو شائع کر دیا گیا تھا اس فتاویٰ میں اسکو درج کر دیا گیا تاکہ لوگ مودودی کے مکرو فریب کے جال سے محفوظ رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔

مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک کیسی ہے اور سے پہلے ہرگز نہ آئیں گے کیونکہ ان کا آنا قرآن کے خلاف ہے کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۶۲ و ۲۲۵۔ دیوبندیوں کا مایہ ناز مسٹر اختر علی مدیر اخبار زمیندار کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے ہرگز نہ آئیں گے جو یہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے وہ جھوٹا ہے مفری ہے۔ زمیندار ختم نبوت نمبر صفحہ ۳ لاہور کی جامع مسجد کے خطیب مولوی یونس دیوبندی اور اسکی جمیعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے بنی کے زمانہ میں موجود نہ تھے کیونکہ حضرت علیہ السلام کا آپ کے زمانہ میں موجود ہونا ختم نبوت کے مخالف ہے۔ رسالہ آئینہ حق نما صفحہ ۹ لاہور کی انجمن امداد السلام اور اشرف المدارس کے دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے ختم نبوت کی وجہ سے تمام انبیاء یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اپنی اپنی نبوت سے معزول ہو چکے ہیں۔ رسالہ تحفہ نعمانی غور کیجئے کہ مرزائی قادیانی تو جس کو نبوت نہیں ملی اس کذاب کو نبی مان رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین سے پہلے جتنے پچھلے نبیوں کو نبوت عطا فرمائی دیوبندی مولوی ان پچھلے نبیوں کو نبوت سے معزول بنا رہے ہیں یہ ہے مرزا قادیانی کی طرح دیوبندی میرونیوں کی ختم نبوت کے معنی سے جہالت اور نادانی حقیقت یہ ہے مرزائی قادیانی دیوبندیوں و بایوں سے زیادہ خطرناک ہیں اور دیوبندی وہابی ان مرزائیوں قادیانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ مرزائی قادیانی اور دیوبندی وہابی دونوں فرقے شان الوہیت و شان رسالت میں بے ادب گستاخ اور ختم نبوت کے مخالف ہیں ان کے عقیدے آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں جس دلیل شرعی سے مرزائیوں قادیانیوں سے یہ رسالہ گور و ناک پورہ کے مدرسہ اشرف المدارس کے مدرس عبدالرحمن دیوبندی نے لکھا ہے۔

سکے کیا عقائد ہیں اور اس تحریک میں شامل ہونا کیسا ہے۔ محمد نواز و سید جلال شاہ ہتھلم مدرسہ محمدیہ اہلسنت و جہاں کی فارغ التحصیل مظہر اسلام مسجد نبی جی بہار سیو بریلی شریف۔

الجواب:- مرزا قادیانی اور مشرقی خاکسار کی طرح مودودی بھی گمراہی و بددینی پھیلارہا ہے۔ مودودی کا مسلک اس کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ امام ابو یاسیہ اسماعیل دہلوی کی تحریک و ہدایت کو زندہ کرنا چاہتا ہے چنانچہ مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین میں وابیوں کے امام اسماعیل دہلوی کو مجددین کی فہرست میں بطور تہتم شمار کیا ہے اور اسماعیل دہلوی کی کتاب تنوین الایمان اور منصب امامت کی تعریف کی ہے۔ مودودی اور اسماعیل دہلوی کے عقیدے ایک ہیں۔ مودودی نہایت ہی دریدہ دہن اور گستاخ ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان رفیع میں لکھتا ہے ایچی ان پڑھ بددوی۔ لیڈر۔ عرب پکے ان پڑھ صحرائین تماشا ٹی۔ ملٹری لیڈر۔ مودودی اپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱-۲-۳-۴ کے صفحہ ۶۵ پر لکھتا ہے ہر شخص خدا کا عبد ہے مومن بھی کافر بھی۔ حتیٰ کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح ایک شیطان رتیم بھی۔ مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ یہ ہے۔

کے ساتھ اتنی وحرام ہے اسی دلیل شرعی سے دیوبندی وابیوں سے مسلمانوں کو اتحاد حرام ہے اہلسنت پر لازم ہے وہ اپنی تنظیم علیحدہ کریں اور اپنے اسٹیج سے مستقل طور پر قادیانیت دیوبندیت و ہدایت لاند ہدایت کا رد کریں اور وزیر خارجہ یعنی ظفر اللہ مرزائی قادیانی کی مغز ولایت اور دیگر امور کا مطالبہ کریں۔ دیوبندیوں اور شیعہ رافضیوں کے ساتھ ملنے سے مذہب اہلسنت و جماعت کو سخت شدید نقصان پہنچ رہا ہے بے دینوں کی بے دینی پر پردہ پڑ رہا ہے اور اہلسنت و جماعت خصوصاً عوام گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں برادران اہلسنت و جماعت ہوشیار ہوشیار خبردار خبردار آنکھیں کھولیں گھولیں گھولیں گمراہوں کے مکر و فریب کے جال سے بچتے دولت ایمان کو محفوظ کیجئے مذہب حق مذہب اہلسنت و جماعت کی حمایت تبلیغ و اشاعت کیلئے قدم اٹھائیے دوست اور دشمن کو چپا نو د خود گمراہوں کے دھوکے میں آؤ نہ دوسروں کو دھوکے میں ڈالو اپنے ناجائز رویہ سے اہلسنت کو بدنام نہ کرو مذہب اہلسنت کو نقصان نہ پہنچاؤ نہ وہ کی طرح کچڑی نہ بناؤ دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک مدنی تاجدار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے مسلمانوں کو دشمنان دین سے محفوظ فرمائے اور دین حسین اہلسنت و جماعت کو ترقی عطا فرمائے۔ نوٹ:- مضامین کتب مذکورہ بالا صحیح ہیں حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو پچاس روپے انعام دیا جائیگا

مشتعلیٰ خدام رضا خدام جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لاہور۔

مودودی کا عقیدہ ۱۔ خطبات صفحہ ۳۲ مدینہ طیبہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مقدس پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل کرنے اور زنا سے زیادہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۲۔ تفہیمات صفحہ ۳۲۰ جمیر شریف سلطان خواجہ غریب نواز کے مزار پاک پر حاضر ہو کر یا بڑا پنج شریف حضرت سالار مسعود غازی کی قبر منور پر حاضر ہو کر یا بغداد شریف قطب الاقطاب پیروں کے پیر حضرت شیخ الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی کی درگاہ معلیٰ میں حاضر ہو کر یا دیگر اولیائے کاملین کے مقابر مقدسہ پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل اور زنا سے زیادہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۳۔ بنی یا ولی کی قبر پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا اور بتوں سے حاجت طلب کرنا برابر ہے اس میں کوئی فرق نہیں گویا وصال فرمانے کے بعد ولی اور بت برابر ہیں۔ معاذ اللہ۔

مودودی کا عقیدہ ۴۔ بنی یا ولی کی مقدس قبر پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا بت کی پوجا کے برابر ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۵۔ تفہیمات صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷ جس طرح بت سے حاجت طلب کرنے والا مشرک ہے اسی طرح اصولاً بنی یا ولی کی مبارک قبر پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنے والا مجرم ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۶۔ وصال کے بعد انبیاء مردے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مر کر مٹی میں ملنے والے والے ہیں۔

مودودی کا عقیدہ ۷۔ شہداء اولیاء مردے ہیں زندہ نہیں مودودی نے اپنی رسلیہ تجدید و احیائے دین کے صفحہ ۶۲ پر نقل کیا ہے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے جمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات یعنی انبیاء و اولیاء کے مقابر مقدسہ و مقامات متبرکہ پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمزور ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں فرق کیا ہے جو لوگ ملات و مغزی سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ خاص ان لوگوں کے بارے میں شارع کی نص موجود نہیں مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر حاجتیں طلب کرتا ہے اس کا دل گناہ میں مبتلا ہے۔ تفسیر تہ الامیان کے صفحہ ۲۵ پر اپنی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قول گھر کر لکھ دیا میں بھی ایک دن مٹی میں ملنے والا ہوں (خاک بدہن گستاخ)

مودودی کا عقیدہ ۸۔ انبیاء اور اولیاء اس (خدا) کے روبرو وفدہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تفسیر تہ الامیان

مودودی عقیدہ ۹: ہر مخلوق ربی یا ولی، بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چھارے ہی زیادہ ذلیل ہے۔
مودودی عقیدہ ۱۰: اولیاء و انبیاء عاجز لوگ ہیں اور کچھ فائدہ و نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ناکارے ہیں۔ چنانچہ تفویۃ الایمان کے صفحہ ۲ پر ہے اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں (انبیاء و اولیاء) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے (انبیاء و اولیاء) کو ثابت کیجئے۔

مودودی کا عقیدہ ۱۱: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تفویۃ الایمان صفحہ ۳۴۔

مودودی کا عقیدہ ۱۲: ان باتوں یعنی غیب کی باتوں میں بھی سب بندے بڑے (انبیاء و اولیاء) ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان ہیں۔ تفویۃ الایمان صفحہ ۲۱۔

مودودی کا عقیدہ ۱۳: مدینہ طیبہ و بغداد شریف و اجیر شریف و کلیر شریف و سرہند شریف اور ایسے دیگر مقامات متبرکہ کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے لئے ہے جانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کسی پیر و پیغمبر کو کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۱۴: بزرگان دین سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنے والے عرب کے مشرکوں کے شرک سے بدتر شرک میں گرفتار ہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۵-۶ کے صفحہ ۱۱ پر ہے جہالت و نادانی کے طغیان کا یہ حال ہے کہ جب امید برآتی ہے تو شکر ہے کہ لئے نذر یا کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی اور کسی حضرت کے نام پر چڑھائی جاتی ہیں اور بچے کو ایسے نام دیتے جاتے ہیں کہ گویا خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ مثلاً حسین بخش۔ پیر بخش۔ عبدالرسول۔ عبدالعزیز۔ اور عبدالشمس اور صفحہ ۱۲ پر ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بدتر ہے۔ یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں ہی سے ملتے ہیں۔ حمل کے زمانے میں منیٰ بھی غیروں کے نام ہی کی مانگتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی انہیں کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔

مودودی کا عقیدہ ۱۵: تا ۲۸: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی اور مخلوق کے لئے غیب سب روشن ماننا شرک۔ دستگیری کرنا محافظت و نگہبانی کرنا۔ حاجت روائی کرنا اور فوق عادت نفع و نقصان پہنچانا ان میں

سے کسی بات کو غیر خدا عزوجل کے لئے ماننا شرک مخلوق میں سے کسی کے آگے دست بستہ ادب سے کھڑا ہونا شرک۔ سلامی کرنا شرک۔ آستانہ بوسی شرک۔ مخلوق کا شکر نعمت کرنا رفع مشکل اور نقصانے حاجت کے لئے منت ماننا شرک۔ نذر و نیاز حرام بلکہ شرک۔ مشکل و مصیبت کے وقت مدد کے واسطے غیر خدا کو پکارنا شرک۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۲ جلد ۲ صفحہ ۲۴ پر ہے صفات میں شرک یہ ہے..... مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی حقیقتیں روشن ہیں یا وہ سب کچھ سنا اور دیکھتا ہے۔ اختیارات میں شرک یہ ہے..... مثلاً فوق الفطری طریقے سے نفع و نقصان پہنچانا حاجت دروائی و دیگر کرنا محافظت و نگہبانی کرنا..... یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ حقوق میں شرک یہ ہے..... مثلاً رکوع و سجود و دست بستہ قیام سلامی و آستانہ بوسی شکر نعمت یا اعتراف برتری کے لئے نذر و نیاز اور قربانی اور رفع مشکلات کے لئے منت مصائب و مشکلات میں مدد کے لئے پکارا جانا..... ان حقوق میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائے گا وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا خواہ اس کی خدائی ناموں میں سے کوئی نام دیا جائے یا نہ دیا جائے۔

مودودی کا عقیدہ ۱۹: قیامت کے دن نبی ولی شہید عالم حافظ قرآن میں سے کوئی بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

مودودی کا عقیدہ ۲۰: جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے اس کا ایمان لا حاصل و بے کار ہے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۳۰۔ اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اسکے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سچی سفارش کوئی نصیریہ اور کسی بزرگ سے منتسب ہونا کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کسی کا کفارہ بن سکے گا خدا کی عدالت میں بے لاگ انصاف ہوگا اور آدمی کے ایمان و عمل کے سوا کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے گا اس عقیدے کے بغیر آخرت کو ماننا لا حاصل ہے۔ تنبیہات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے اس عادل حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔

مودودی کا عقیدہ ۲۱: بعثت سے پہلے نبی رسول بڑے بڑے گناہ کر لیتے ہیں۔ بڑے بڑے گناہ سے معصوم نہیں ہوتے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۱۰۱ پر ہے قبل نبوت نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے بھی بہت بڑا گناہ کیا تھا کہ ایک انسان کو قتل کر دیا۔

مودودی کا عقیدہ ۲۲: اہلسنت وجماعت اور باقی سب فرقے غلط راستے پر ہیں اور جہانست سے پیدا ہوئے ہیں۔ رسالہ خطبات کے صفحہ ۸۲ پر ہے خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر اہلحدیث حنفی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہانست کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

مودودی کا عقیدہ ۲۳: اسوقت تقریباً سارے مسلمان شرک میں گرفتار ہیں اور مخلوق کو بھی حاکم مان رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے اور مسلمان اصول و فروع میں غیر اسلامی غیر قرآنی کفرانہ مشین چلانے میں آگے آگے ہیں۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱-۲ صفحہ ۶۰ پر ہے قریب قریب پوری امت مسلمہ اپنی دو قسم کے ارباباً ہونے اور اللہ کو اپنا صاحب امر و حکم بنا کے ہوئے ہے اب اسکو اللہ وعدہ لاشریک نہ کی غیر منقسم حاکمیت کی بجائے انسانوں کی حاکمیت میں اعتقاد ہے اب وہ اس نظام زندگی کو جو اپنے اصول و فروع میں سرتاپا غیر اسلامی بلکہ کفرانہ ہے نہ صرف ریگز کر رہی ہے بلکہ اس کی مشین چلانے میں مسابقت دکھا رہی ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۲۴: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہی ہیں۔ رسالہ خطبات کے صفحہ ۳۰ پر ہے خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اپنی مقرر کیا۔

مودودی کا عقیدہ ۲۵: جو نماز نہ پڑھے وہ مسلمان نہیں جو زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں ایسے شخص کا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ہی بے معنی ہے۔ خطبات کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے بہت سے مسلمان سمجھتے ہیں کہ نماز نہ پڑھ کر اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں مگر قرآن اس کی صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے۔ قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے اور صفحہ ۱۴۲ پر ہے اہل ایمان صرف وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں ان دو ارکان سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان ہی جھوٹا ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۲۶: قدرت رکھنے کے باوجود جو جہانست سے وہ مسلمان نہیں جو شخص ساحل حجاز سے یوں وغیرہ کو جائے اور مکہ معظمہ و ماں سے چند گھنٹوں کی مسافت پر ہو اور حج کا ارادہ اس کے دل میں نہیں گذرا وہ قطعاً مسلمان نہیں خطبات کے صفحہ ۲۵ پر ہے جو لوگ قدرت رکھنے کے

باد جوح کوٹا تے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے پہلے کر کے سال پر سال گذرتے چلے جاتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی خیر منافی چاہیئے..... دنیا بھر کا سفر کرتے پھرتے ہیں کعبہ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے کہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ ان کے دلوں میں نہیں گذرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان اور قرآن سے جاہل جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۳۷: حج فرض ادا کرنے کے لئے والدین کی اجازت بھی ضروری ہے۔ رسالہ دینیات کے صفحہ ۱۳ پر ہے پھر حج کو دیکھو اول تو یہ فرض ہی ان لوگوں پر کیا گیا ہے جو زادراہ رکھتے ہوں اسکے ساتھ والدین کی اجازت بھی ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ بوڑھے ماں باپ کو تمہاری غیر موجودگی میں تکلیف نہ ہو۔

مودودی کا عقیدہ ۳۸: شیطان کی شرارتوں سے کامل طور پر انبیاء علیہم السلام بھی نچ سکے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱ صفحہ ۵ پر ہے شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سد باب کہ اسے کسی طرح گھر آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

مودودی کا عقیدہ ۳۹: ہندو اسلام قبول کر کے جب تک ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھائے اسکا اسلام معتبر نہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱-۲ کے صفحہ ۹ پر ہے میرے نزدیک کسی نو مسلم ہندو کا اسلام استودت تک معتبر نہیں جب تک وہ کم از کم ایک مرتبہ گائے کا گوشت نہ کھائے۔

مودودی کا عقیدہ ۴۰: قیامت سے پہلے کانے دجال وغیرہ سے انکار۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۳-۴ کے صفحہ ۹ پر ہے یہ کاناد جال وغیرہ افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ الغرض مودودی بڑا ہی گمراہ بد دین ہے جس نے اس کے رسالہ ترجمان القرآن کا مطالعہ کیا ہو وہ اسکی گمراہیوں سے خوب واقف ہے۔ اسکا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسکے فتنہ تحریک سے علم نہ رہیں اور جو غلطی اور دھوکہ سے اس میں شامل ہیں فوراً اس سے علیحدہ ہو جائیں۔ زیادہ افسوس ان رسمی مولویوں سے ہے جو وسیع علم کے مدعی ہو کر ایسے گمراہ بد دین کی تحریک میں آنکھیں بند کر کے داخل ہو جائیں اور عوام کے لئے گمراہی کا ذریعہ بنیں اور سفیت کے پردے میں دہا بیت کی تبلیغ و اشاعت کریں۔ مولیٰ اعزوجل ہدایت

عطا فرمائے۔ واللہ ہو الموفق للسداد و ہوا علم بالصواب۔

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ خادم دارالعلوم مظہر اسلام محلہ بہاری پور مسجد بی بی جی بریلی شریف دیوبند،

۱۶ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ۔

مودودی کے عقیدوں کے متعلق ایک اشتہار دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لاہور سے شائع ہوا تھا اسکو یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان اسکو پڑھ کر اپنے ایمان کو محفوظ رکھیں اور مودودی کی گمراہی سے دینی گنجائیں اور اسکی تحریک سے بچ سکیں۔

مودودی کے عقیدوں کا مختصر نمونہ

مودودی نے اپنی جماعت کا نام جماعت اسلامی رکھا ہے اس نام کا عنوان نہایت بہتر ہے لہذا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں مسلمان اس جماعت میں داخل ہوئے۔ مودودی کی جماعت میں شامل ہونے والے عموماً یہ کہتے ہیں کہ مودودی کے عقیدے بہت ٹھیک ہیں مگر ہمارے نزدیک مودودی کے عقیدے اہلسنت کے عقیدوں کے خلاف ہیں اور مودودی کے عقیدے اس کی کتابوں سے ظاہر ہیں مودودی کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مودودی گمراہ ہے دین آدمی ہے اسکا کوئی مذہب نہیں بلکہ اسکا مذہب ایک معجون مرکب ہے مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر باطل و فاسد عقیدوں کی اشاعت کر رہا ہے۔ اب ذرا غور سے سنئے کہ مودودی کیسی گمراہی پھیلارہا ہے۔

مودودی عقیدہ اہلسنت و جماعت اور تمام فرقے غلط راستہ پر ہیں اور جہالت سے پیدا ہوئے ہیں۔ مودودی کے رسالہ خطبات کے صفحہ ۸۲ پر ہے خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنیاد حنفی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ دیکھئے اس عبارت میں مودودی نے اہلسنت و جماعت کو بھی غلط راستہ پر بتایا ہے حالانکہ اہلسنت و جماعت کا مذہب حق ہے۔ مودودی نے اہلسنت و جماعت پر سخت ناجائز حملہ کر کے اپنی جہالت و غلطی کا ثبوت دیا ہے مزے کی یہ بات ہے کہ مودودی دیوبندیوں کو جہالت کی پیداوار بتا رہا ہے مگر بے غیرت دیوبندی کانگریسی مولوی مودودی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اسکا راز دیوبندی مولوی ہی سمجھیں ہوں گے ہمارے نزدیک تو دیوبندی مولویوں کا یہ رویہ مذہب سے آزادی

کی علامت ہے۔

مودودی عقیدہ ۷: قیامت کے دن نبی۔ دلی۔ شہید۔ عالم۔ حافظ قرآن میں سے کوئی بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔ مودودی کی مایہ ناز کتاب تفہیمات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے تمہاری زندگی کا کارنامہ اس کے سامنے بے کم و کاست پیش ہوگا اس کارنامے کے لحاظ سے وہ تمہارے انجام کا فیصلہ کرے گا اس مالک حقیقی کے یہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رسوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔

مودودی عقیدہ ۸: جو مسلمان شفاعت پر عقیدہ رکھے اسکا آخرت پر ایمان بیکار ہے رسالہ ترجمان جلد ۲۶ عدد ۱۔ ۲ صفحہ ۳۰ پر ہے اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سی سفارش کوئی غدیہ اور کسی بزرگ سے منتسب ہونا کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کفارہ بن سکے گا خدا کی عدالت میں بے لاگ انصاف ہوگا اور آدمی کے ایمان و عمل کے سوا کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے گا اس عقیدے کے بغیر آخرت کا مانتا لا حاصل یعنی بے کار ہے۔ شفاعت کے انکار کا عقیدہ مودودی نے معتزلہ سے لیا ہے۔ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۹: بعثت سے پہلے نبی و رسول بڑے گناہ کریتے ہیں بڑے گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے قبل نبوت نبی کو وہ عصمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی بہت بڑا گناہ کیا تھا کہ ایک انسان کو قتل کر دیا۔

مودودی عقیدہ ۱۰: شیطان کی شرارتوں سے کامل غرر نہ بچ سکے۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۱ پر ہے شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سد باب کہ اسے کسی طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مودودی کو اپنی تحریک پر بھی کامل اطمینان نہیں۔ مودودی کے نزدیک مودودی کی تحریک شیطان سے کامل طور پر محفوظ نہیں بلکہ مودودی کی تحریک میں شیطان کا کچھ دخل ہے۔

مودودی عقیدہ ۱۱: ہندو اسلام قبول کرے تو جب تک کم از کم ایک مرتبہ گلے کا گوشت نہ کھائے اسکا اسلام معتبر نہیں۔ رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۴ عدد ۱۔ ۲ کے صفحہ ۹۰ پر ہے میرے نزدیک

کسی نو مسلم بندہ کا اسلام اس وقت تک معتبر نہیں ہے جب تک وہ کم از کم گائے کا گوشت نہ کھائے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔ مودودی ایک رکن کا اضافہ اپنی طرف سے کر رہا ہے آج تک کسی مفتی مجتہد امام نے ایسا فتوے نہیں دیا مگر مودودی کا چودھویں صدی کا یہ نیا اجتہاد ہے جماعت اسلامی مودودی کے اس اجتہاد کی داد دے تو دے مگر ہمارے نزدیک مودودی کا یہ اجتہاد اسلامی تعلیم کے خلاف ہے گائے کا گوشت حلال جانتا ضروری ہے نہ کہ کھانا مودودی نے اہلسنت کو جاہل بتایا مگر مودودی خود جاہل نکلا دیوبندی مولویوں کا فتوے ہے کہ زناغ معروف یعنی عام کوا کھانا جائز ہے بلکہ باعث ثواب ہے اندیشہ ہے دیوبندی کانگریسی مولویوں کی صحبت سے مودودی کہیں یہ نہ لکھ دے کہ کوسے نفرت کرنے والا جب اسلام قبول کرے تو کوسے کا گوشت کھائے بغیر اس کا اسلام معتبر نہیں مودودی عقیدہ شہداء قیامت سے پہلے کا نادجال آئے گا اس سے انکار۔ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۳۔ ۴ صفحہ ۱۸۶ پر ہے یہ کا نادجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ مرزا قادیانی بھی کائنات دجال کے آنے کا منکر تھا اور خارجیوں جہمیوں معتزلیوں نے بھی کائنات دجال کے آنے کا انکار کیا ہے اور مودودی نے بھی ان گمراہ فرقوں کی طرح اس کے آنے کا انکار کر کے اپنے خارجی یا جہمی یا معتزلی ہونے کا ثبوت دیا۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ خوارج یہ تینوں فرقے گمراہوں کے ہیں جیسا کہ کتب عقائد میں مسطور و مذکور ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۷۵۔ اس وقت امت کے تقریباً سارے مسلمان شرک میں گرفتار ہیں

رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۷ عدد ۱۰ صفحہ ۹۰ پر ہے قریب قریب ساری امت مسلمہ انہیں دو قسم کے اربابا من دون اللہ کو اپنا صاحب امر و حکم بنائے ہوئے ہے۔ نیز اسی صفحہ پر ہے اب اسکو اللہ وحدہ لا شریک لہ کی غیر منقسم حاکمیت کی بجائے انسانوں کی حاکمیت میں اعتقاد ہے۔

مودودی کا عقیدہ ۷۶۔ امیر شریف سلطان الہند خواجہ غریب نواز یا بغداد شریف قطب الاقطاب

پیروں کے پیر حضرت محمد بن عبد القادر جیلانی یا دیگر اولیاء کا طین کے مقابر مقدسہ پر حاضر ہو کر بلکہ مدینہ منورہ رضی اللہ عنہ مقدسہ پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ قتل اور زکوٰۃ سے زیادہ ہے و معاذ اللہ، مودودی کا عقیدہ ۷۷۔ بنیادی کی قبر پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا اور قبول سے حاجت طلب کرنا برہم ہے اور بت کی پوجا کرنے میں اور اس حاجت طلب کرنے میں کوئی فرق نہیں۔

مودودی عقیدہ ۱۱ :- وصال کے بعد نبی رسول مردے میں زندہ نہیں (معاذ اللہ) مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے اجیر یا سلاسل مسعود کی قبر پر یا ایسے ہی دوسرے مقامات یعنی انبیاء و اولیاء کے مقابر مقدسہ و مقامات متبرکہ پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کم تر ہے آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے جو لوگ لات و عزنی سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس قدر مختلف تھا ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں کیونکہ خاص ان کے معاملہ میں شارع کی نص موجود نہیں ہے مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے اس کا دل گناہ میں مبتلا ہے۔

مودودی عقیدہ ۱۲ :- بزرگان دین سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنے والے عرب کے مشرکوں کے شرک سے بدتر شرک میں گرفتار ہیں رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۵-۶ کے صفحہ ۱۳۲ پر ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے لیکن اب جو شرک ہم توحید کے مدعیوں میں پا رہے ہیں وہ اس سے بدتر ہے۔

مودودی عقیدہ ۱۳ :- مودودی ایک وہابی کو لکھتا ہے کہ مسلمان کا دوسرا نام وہابی ہے یعنی مودودی کے نزدیک ہر مسلمان وہابی ہے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۴ عدد ۱-۲ وہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمان کے لئے دوسرا نام تجویز کیا ہے اس لئے مودودی کا غیر مقلد ہے اور کسی مذہب کا پابند نہیں بلکہ اپنی رائے سے جو مسئلہ نکالے اس کا پابند ہے ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱-۲-۳ کے صفحہ ۹۱ پر ہے میں نے مسلک اہلحدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعییت کا پابند ہوں۔ مودودی نے اپنے رسالہ تجدید و احیائے دین میں وہابیوں کے پیشوا اسماعیل دہلوی کو مجددین کی نہرست میں شمار کیا ہے اور دہلوی کی کتاب تفویۃ الایمان کی تعریف کی ہے۔ مودودی درحقیقت مسلمانوں کو سب زباغ دکھا کر تحریک وہابیت کو فروغ دینا چاہتا ہے اور شان رسالت میں ہلکے اور بے ادبی کے کلمات استعمال کرتا ہے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنے رسالوں میں مختلف جگہ لکھتا ہے ایچی۔ ان پڑھ۔ بدوی۔ ملٹری لیڈر۔ میراٹے عرب کاں پڑ۔ ہادیہ نشین اپنے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۵ عدد ۱-۲-۳ کے صفحہ ۶۵ پر لکھتا ہے ہر شخص خدا کا جبر

ہے مومن بھی کافر بھی حتیٰ کہ جس طرح ایک بنی اسی طرح ایک شیطان رحیم بھی۔ مودودی کے نزدیک کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات بلکہ علماء اور مشائخ سوائے چند لوگوں کے سب اسلام کی حقیقت سے اور اسلام کی روح سے ناواقف اور جاہل ہیں۔ رسالہ تفہیمات کے صفحہ ۳۸۰ پر ہے اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لے کر مغرب تک مسلمانوں میں دیکھ رہے ہیں خواہ وہ ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہوتے ہیں یہ سب یکساں ہیں دیوبندی مولویوں کو تو تم کہتے ہو کہ ہمارے کثرت سے علماء مشائخ ہیں دیکھو تمہارا مودودی دیوبندی علماء و مشائخ کو اسلام کی حقیقت سے جاہل ناواقف بتا رہا ہے۔

نوٹ :- مذکورہ بالا عبارتوں کے حوالے بالکل صحیح ہیں جو کوئی ان حوالوں کو غلط ثابت کرے اسکو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

المشتہرون :- خدام رضا خدام اہلسنت و جماعت خدام جامعہ رضویہ منظر اسلام مدرسہ اہلسنت و جماعت شاہی مسجد جنگ بازار لاہور۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۷۸۶
۹۲

یا اقدس جل جلالہ

مودودی کا شفاعت سے انکار اور اپنے معتزلی خارجی ہونیکا اقرار
اور جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اسکا ایمان بہکار

لاحظہ ہو مودودی کے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۶ جلد ۱-۲ کے صفحہ ۳۰ پر ہے اسی طرح آخرت کو ماننے کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ آدمی یہ بات مان لے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے بلکہ اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ وہاں کوئی سعی سفارش کوئی فدیہ اور کسی بزرگ سے منتحب ہونا کام نہ آئے گا اس عقیدت کے بغیر آخرت کو ماننا لا حاصل ہے اور مودودی کی کتاب تفہیمات کے صفحہ ۲۲۳ پر ہے عادل حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا وہاں صرف ایمان اور نیک عمل کی پوچھ ہوگی جس کے پاس یہ سامان ہوگا وہ جنت میں جائے گا دیکھئے مودودی کیسے واضح الفاظ میں شفاعت

کا انکار کر رہا ہے جو مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ قیامت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان دین شفاعت فرمائیں گے اس کے ایمان کو مودودی بیکار بتا رہا ہے حالانکہ شفاعت کا ثبوت قرآن پاک میں ہے اور حدیث کی کتابوں میں محدثین نے شفاعت کے مضمون کو ٹہرے اہتمام سے خاص عنوان کے ماتحت بیان کیا ہے۔

۱۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر علماء پھر شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم شفاعت فرمائیں گے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۹۰۔

۲۔ ایک حدیث شریف میں ہے حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری شفاعت امت میں سے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ثابت ہے۔

۳۔ ایک حدیث میں حضور اقدس شفیع اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ایک مرد خدا کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔

۴۔ حدیث شریف میں نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کو صفت میں کھڑا کیا جائیگا تو جہنمیوں میں سے ایک آدمی ان کے قریب سے گزریگا ایک دوزخی آدمی جنتی کو پکارے گا اور کہے گا کہ آپ مجھ کو نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا اور کوئی کہے گا میں وہ ہوں جس نے وضو کے لئے آپ کو پانی دیا تھا تو جنتی اس دوزخی کی سفارش کرے گا اور اس دوزخی کو جنت میں داخل کرے گا ذرا غور تو کیجئے کہ حدیثوں سے تو ثابت ہوا کہ قیامت کے دن گنہگاروں کے لئے شفاعت ہوگی انبیاء

علیہم السلام علمائے کرام شہدائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شفاعت فرمائیں گے اور بزرگان دین سے نسبت کام آئے گی بزرگوں کی سفارش اور امداد سے جنت ملے گی مگر مودودی ایسی حدیثوں کا انکار کر رہا ہے اور مسلمانوں کو گمراہی بددینی کی طرف لے جا رہا ہے۔ خارجی معتزلی دو گروہ ہیں جو گمراہ بددین ہیں اور

اہلسنت کے مخالف ہیں ان گروہوں یعنی خارجیوں و معتزلیوں نے شفاعت کا انکار کیا ملاحظہ ہو نووی شریع مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ مودودی نے بھی شفاعت سے انکار کر اپنے خارجی معتزلی ہونے کا ثبوت دیا ہے برادران اسلام سے مودبانہ التماس ہے کہ اپنی دولت ایمان کو محفوظ کریں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے بچیں۔ بعض دیوبندی وہابی ملاں اپنا اعتبار قائم کرنے کے لئے ایک طرف تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم شفاعت

۱۔ اس مرد خدا سے مراد بعض نے کہا حضرت عثمان غنی ہیں بعض نے کہا حضرت اویس قرنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کا عقیدہ رکھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی جماعت کے سرگرم ذمہ دار رکن ہیں اور مبلغ اور کارکن ہیں دیوبندیوں و بابیوں کی یہ دورخی چال مسلمانوں کو مکروفریب کے جال میں گرفتار کرنے سے کم سے کم نہیں مسلمانوں عقاید اہلسنت پر قائم رہو اور دین اسلام کی پابندی کرو اور ملت و قوم کی خدمت کرو۔

نوٹ :- اس اشتہار میں حوالے بالکل ٹھیک ہیں غلط ثابت کرنے والے کے لئے مبلغ دو ہزار روپیہ انعام المشرین :- خدام اہلسنت و جماعت جھنگ بازار لاہور پاکستان۔

اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی کی نادانی مولوی مودودی صاحب کے ترجمان القرآن کی زبانی

مولوی مودودی صاحب نے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۲ عدد ۲ صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی رقم چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو خواہ دو لڑکیاں ہوں یا دو سے زائد بہر حال اسکے کل ترکہ کا $\frac{2}{3}$ حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی $\frac{1}{3}$ دوسرے وارثوں میں اس سے یہ حکم آپ سے آپ نکل آتا ہے کہ اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو وہ $\frac{2}{3}$ کا حقدار ہوگا اور کئی بیٹے ہوں تو وہ $\frac{1}{3}$ میں شریک ہونگے :-

حضرت شیخ الحدیث علامہ الحاج ابو الفضل مولانا محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ نے فرمایا جن وقتاؤں کے سہام شرعاً معین ہیں وہ صرف بارہ نفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں جیسا کہ اس رسالہ کے مقدمہ ۱ میں بیان ہوا ان بارہ کو اصحاب فرارض کہتے ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی نے میت کے بیٹے کو اصحاب فرارض میں شمار نہیں کیا بلکہ بیٹا عصبہ ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر مودودی اپنی خوش فہمی سے بیٹے کو اصحاب فرارض میں شامل کر رہا ہے اور میت کا ایک بیٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو تو اسکے لئے $\frac{2}{3}$ مقرر کر رہا ہے حالانکہ قرآن میں فرمایا اللہ کو مثل حظ النشیین یعنی لڑکا لڑکی ہوں ایک ایک یا اس سے زیادہ تو بیٹا کو بیٹی سے دو گنا ملے گا مثلاً ایک بیٹا بیٹی ہیں تو بیٹے کو $\frac{2}{3}$ اور بیٹی کو $\frac{1}{3}$ ملیگا اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے کو چار سہام میں سے دو سہام ملے گا اس رسالہ سے مراد رسالہ جلیلہ اسلامی قانون وراثت ہے جو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تصنیف ہے۔

لیں گے اور ہر ایک لڑکی کو ایک ایک سہم ملے گا۔ اگر میت نے ایک بیوی اور ایک بیٹے کو چھوڑا تو بیوی کو ۱/۲ اور بیٹے کو ۱/۲ ملے گا۔ اگر میت نے دو بیٹے اور ایک دادی چھوڑی تو دادی کو ۱/۲ اور دونوں بیٹوں کو ۱/۴ ملے گا۔ اور اگر میت نے ایک بیٹا اور باپ چھوڑا تو باپ کو ۱/۲ اور بیٹے کو ۱/۴ حصہ ملے گا۔ الغرض بیٹا عصبہ ہے اگر صاحب فرائض میں سے کوئی بھی وارث نہ ہو تو کل ترکہ بیٹے کو ملے گا اور اگر صاحب فرائض میں سے کوئی وارث ہو تو اس صاحب فرض کو اسکا شرعی مقرر حصہ اسکو دینے کے بعد باقی کل ترکہ بیٹے کو ملے گا مگر مودودی اپنے تخیل سے قرآن و حدیث و اجماع امت کے خلاف بیٹے کو ۱/۲ دلار ہا سے مودودی اور حمیہ صاحب کا خیالی قانون بلاشبہ اسلامی قانون کے مخالف ہے اور یہ بات فقہاء کرام مجتہدین عظام کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہے مولیٰ عزوجل ہر مسلمان کو اسلامی قانون کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام کو ترقی عطا فرمائے اور مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت دین متین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے۔ آمین واللہ تعالیٰ ہو الموفق وہو تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ازادات شتیٰ المحدثین سنداً لمحققین صدر المدرسین استاذ العلماء تاج العرفاء محدث اعظم حضرت علامہ مولانا حاجی ابوالفضل محمد سید دارا احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہونے کی وجہ سے نبی اکرم رسول مختتم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ میں ساسے ہیں۔ جب وحی کی کتابت کے لئے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کاتب کی ضرورت محسوس کی تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے مشورہ لیا تو انہوں نے عرض کی اَسْتَکْبِتُہ فَاِنَّہٗ اَمِین یا رسول اللہ امیر معاویہ کو کاتب وحی بنا لیجئے کیونکہ یہ امانت دار شخص ہے ایک دفعہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری پر آپ کے پیچھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوار تھے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ شریف رسول اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم نازنین سے مس کر رہا تھا آپ نے اس وقت ان کے لئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَمْلِكْ
 حِلْمًا وَعِلْمًا يَا اللّٰهُ معاریہ کے پیٹ کو علم و حلم سے بھر دے آپ نے ان کے لئے یہ دعا بھی فرمائی
 اَللّٰهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقَهْ الْعَذَابَ وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبَلَادِ وَعَانِيَهُ كَلِمَاتٍ مِّنْ يَّهِيَ وَارِد
 بِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًا وَاهْدِكَ وَاهْدِيْهِ وَلَا تَعْذِبْهُ۔ یہ بھی مروی ہے کہ رسول اقدس
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا انت منی
 وانا منک تتراحمنی علی باب الجنۃ کھاتین و اشار با صبعیہ الوسطی والقی یدھما ہذا الذوا یا
 فی السیرۃ الخلیۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پاک میں رسول اکرم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کا دریا اس قدر موجزن تھا کہ آپ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف ردائے اقدس قمیص مبارک۔ موسے شریف اور
 تراشائے ناخن مبارک تھے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور کے ازار شریف ردائے مبارک
 قمیص اقدس میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر سجدہ کیا جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے موسے مبارک اور تراشہ ناخن اقدس رکھ دئے جائیں اور مجھے رحم الراحمین کے رحم پر چھوڑا جائے
 سوانح کربلا صفحہ ۲۹ سیرہ حلبیہ صفحہ ۲۱۹ جلد ۲ ردافض کی بعض کتب مقبرہ میں مذکور ہے کہ جب حضرت
 امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کا وقت آیا تو آپ نے نرید پلید کو بطور وصیت فرمایا
 اما حسین پس میدانی نسبت و قرابت او بالنحضر رسالت و او پارہ تن آنحضرت است و از گوشت
 و خون آنحضرت پروردہ است و من میدانم کہ البتہ اہل عراق اور البوسنے خود خواہند و برادری او نخواہند
 کرد اور اتہا خواہند گذاشت اگر با و ظفر یا بی حق حرمت او بشناس و منزلت و قرابت او را با
 پیغمبر یا داورا بکروا ہائے او مواخذہ ممکن و روابطے کہ من با و درایں مدت محکمہ کردہ ام قطع ممکن
 زہار کہ با و مکروا ایسے مرساں۔ جلاء العیون صفحہ ۳۸۸۔ ایسے جلیل القدر عظیم المرتبت عاشق رسول
 صحابی کی شان میں کتب تواریخ کی غلط و بے بنیاد روایات کی بناء پر بعض نا عاقبت اندیش آئے دن
 اعتراضات کرتے رہتے ہیں انہیں ناپاک اعتراضات و ملعون بکواسات کے ازالہ کے لئے آج
 سے کچھ سال پیشتر حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ نے ایک مبارک تقریر بیان فرمائی تھی
 جس کے بعض مقدمات کو پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلا مقدمہ

پہلا مقدمہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہدایت کے ستارے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سألْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا أَحْمَدُ أَنْ اصْحَابُكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلِّ نَوْزٍ مِنْ أَخَذَ بَشَيْءٍ مِمَّا هُمْ مِنْ اخْتِلَافٍ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هَدْيٍ قَالَ وَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهَا قُتِدَ يَتِمُّ اهْتِدَادُ مَشْكُوتِ شَرِيعَةٍ، یعنی میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اپنے بعد اختلاف کے متعلق سوال کیا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوت والے ہیں اور ہر ایک کے لئے نور ہے۔ تو جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ یہ حدیث شریفہ صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اختلافی مسائل میں ہدایت پر تھے اور حضرت سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف تھا وہ بھی اس اختلاف میں داخل ہے لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اجتہادی اختلاف ہوا اس میں یہ دونوں حضرات ہدایت پر تھے مگر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہدایت میں بہت زیادہ قوی تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے برابر قوی نہ تھے مگر ہدایت پر دونوں تھے دونوں ہدایت کے چمکتے ستارے تھے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روشن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہدایت کے روشن ستارے تھے مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے برابر مرتبہ میں نہ تھے تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا۔ قرآن مجید میں ہے لَا يَسْتَوِي مَتَكُم مِّنَ الْفَقِّ مِّنْ قِبَلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةٍ مِّنَ الَّذِينَ الْفَقُّوا مِّنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَكَلَّمَ اللَّهُ الْحَسَنِيَّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (آلِیہ) سورہ حدید پارہ ۲۷

دوسرا مقدمہ ہذا ہدایت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر

شریف صرف بھلائی کے ساتھ کیا جائے ان کے فضائل و مناقب محامد و محاسن اور کمالات کا ذکر کیا جائے
تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل خیر و صلاح ہیں عادل ہیں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے مقدمات ہیں
ان پر اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان کے متعلق بے ادبی کی بات نہ کی جائے فقہ کبیر میں حضور سیدنا
امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ولا تذکروا احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الا بخیر شیخ الحدیث مولانا محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں تکف
عن ذکر الصحابة الا بخیر و روش اہلسنت و جماعت آل است کہ صحابہ پیغمبر را جز بخیر یاد نکنند و لعن و
سب و شتم و اعتراض و انکار برایشان نکنند و یا ایشان براہ سوء او بزدان از جهت نگہداشت نسبت
صحبت بانحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود فضائل و مناقب ایشان در آیات و احادیث - نسیم الریاض
میں ہے حدیث لا تتخذوہم غرضا بعدی کی شرح میں فرمایا والمعنی لا تغزوہم ولا تقطعوا
فیہم بامسناد امور قبیحۃ الیہم یعنی اسے ایمان والو میرے صحابہ کی طرف نا پسندیدہ باتوں کی نسبت
نہ کرو کتاب مذکور میں دوسری جگہ لکھا ہے لا یذکر احد منہم بسوء ای بامور قبیحہ ولا لیفیس علیہ
امرای لا یغاب ولا ینقص فی امور من امور کابل یذکر حسناتہم و حمید سیرہم و یسکت
عماد ذالک کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر اصحابی فامسکوا عن الطعن فیہم و ذکرہم
یوہم نقصا فیہم ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی شرح شفا میں ہے ولا یذکر احد منہم بسوء (۱) ان اللہ اثنا
علیہم فی مواطن کثیرۃ من کتابہ و وصی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امتا فی تعظیم اصحابہ
نحو قولہ لا تسبوا اصحابی مع تعظیم قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تذکروا موتا کم الا بخیر
ولا ذنہ من الواحش المحرمۃ باجماع اہل السنۃ ان احادیث مقدسہ و عبارات اکابر علماء
قدست اسرارہم جن آداب کی تعلیم ہے ان آداب کے حقدار رسول اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے باقی صحابہ کی طرح سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم باقی صحابہ کرام علیہم الرضوا
کی طرح ان کا بھی ادب و احترام پورے طور پر ملحوظ رکھیں اور ان کی ذات ستودہ صفات کے خلاف
کسی وقت بھی زبان طعن و راز نہ کریں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے کا شرف اللہ تعالیٰ
نے ان کو عطا کیا ہے ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں ان کو ہر امر قبیح سے اور فعل شنیع سے پاک سمجھیں عوام
کو ان کی عظمت و فضیلت سے آگاہ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان کے فضائل و مناقب خصائص و

محامد بیان کرتے رہا کریں ان کی نیک سیرت پاک کردار کی تشہیر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی ہے۔

تفسیر مقدمہ

اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن ظن نہایت ہی ضروری ہے اور لازم ہے کہ ان سے ہر ذیل چیز کی نفی کریں اگر کسی روایت میں کوئی ایسی بات آجائے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان رفیع کے خلاف ہو تو ایسی روایت میں تاویل کرنا ضروری ہے اگر تاویل کی کوئی صورت نہ ہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ راوی نے غلط بیان کیا ہے صحابہ کی شان ذیل بات سے بلند و بالا ہے راویوں کی روایات میں کوئی ایسی بات منقول نہیں کہ جس میں صحابی کے شان کے خلاف ذکر ہو اور اگر اس میں تاویل متعذرونا ممکن ہو تو اس منکر کلمے کی حکایت راوی کی غلطی پر محمول کرنا ہے اور ہدایت کے ستارے صحابی کا دامن اس منکریات سے پاک ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں ولسنا نقطع بالعصمة إلا للنبي صلى الله عليه وسلم و لمن شهد له بها نكنا ما مورون بحسن الظن بالصحابة رضي الله عنهم أجمعين ونفي كل رذيلة عنهم وإذا انسدت طرق تاويلها نسبنا الكذاب إلى روايتها۔ نیز امام نووی نے اسی میں فرمایا قال العلماء إلا حادith الوردية التي في ظاهرها دخل على صحابي يجب تاويلها قالوا ولا يقع في روايات الثقات إلا ما يمكن تاويله۔ نسيم الرياض میں ہے رواه مسالك عما شجر بينهم والاضراب عن اخبار المورخين، التي نقلوها عنهم فانها تورث تنقيص بعضهم مما نقلوا وجهلة الرواة، الذين روافض صابا طلة تودى لسوء ظن بهم والضللال الشيعة والبتة لا على قارى کی شرح شفا میں ہے رواه اضطراب عن اخبار المورخين، ای عن اقوال فان غالبهم غير صحيح بل كذب صريح حاشیه شرح عقائد میں ہے قال ابن دقيق العبد في عقيدته وما نقل فيما شجر بينهم واختلفوا فيه فمنه باطل وكذب فلو يلتفت اليه وما كان صحيحا ونا بتاويلات حسنة لان الشاء من الله سابق وما نقل من الكلام الا الحق محتمل التاويل والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق والمعلوم هذا۔ لہذا کتب سیر و تواریخ میں جو روایات و حکایات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان کے خلاف منقول ہیں اور شرعاً ان میں کوئی تاویل نہیں نکل سکتی تو اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایسی روایات و حکایات کا اعتبار نہیں کتب تواریخ میں تو کثرت سے ایسی

بے سرو پا غیر معتبر روایتیں ہیں چنانچہ علامہ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسالہ جلیلہ منیر العین کے صفحہ ۱۱۲ پر فرمایا۔ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب و باطل بھرے ہیں کمالیہ بھی پر حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بد مذہبی ضرور ہے بد مذہبی نہیں تو جنوں ضرور ہے۔ سیر جن بالائی باتوں کے لئے ہے اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے ایسی روایات مذکورہ کسی حیض و نفاس کے مسئلہ میں بھی سننے کے لائق نہیں نہ کہ معاذ اللہ ان واپس بات و معضلات و بے سرو پا حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام علیہ و علی آلہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام پر طعن پیدا کرنا اعتراض نکالنا ان کی شان رفیع میں رخنہ ڈالنا کہ اسکا ارتکاب نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بد دین مخالفت و مضاد حق المبین آجکل کے بد مذہب مریض القلب مناقق شعاران خرافات سیر و خرافات تواریخ و امثالہ سے حضرات عالیہ خلفاء راشدین و ام المومنین عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و عمر و ابن العاص و مغیرہ ابن شعبہ و غیرہم اہمیت و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطاعن و مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں متوحش و مہمل حکایاں بیہودہ جن میں اکثر تو سرے سے کذب و احض اور بہت الحاقات ملعونہ و وافض چھانٹ لائے اور ان سے قرآن عظیم ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و اجماع امت و اساطین ملت کا مقابلہ چاہتے ہیں بے علم لوگ انہیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں ان کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مہملات کسی ادنیٰ مسلمان کو گنہگار ٹھہرانے کے لئے مسموع نہیں ہو سکتے نہ کہ محبان خدا پر طعن جن کے مدائح تفصیلی خواہ اجمالی سے کلام اللہ و کلام رسول اللہ ﷺ و کلام اللہ علیہ وسلم۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احواء العلوم شریف میں فرماتے ہیں لا یجوز نسبتہ مسلمہ الی کثیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال ان ابن ملجم قتل علیاً فان ذلک ثبت متواتراً کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن بلجم شقی خارجی شقی الاخیون نے امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ حاشا للہ اگر مورخین و مشاہیر کی ایسی حکایات ادنیٰ قابل التفات ہوں تو اہلبیت و صحابہ در کنار خود حضرات عالیہ انبیاء و مرسلین و ملکہ مقربین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے کہ ان مہملات مخذولہ سے حضرات سعادت مند و امین آدم صفی اللہ و داؤد خلیفۃ اللہ و سلیمان بنی اللہ و یوسف رسول اللہ سے سید المرسلین حضرت محمد حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ

حکایات موحشہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان کو رو بیٹھنا ہے ان ہولناک
 ابا طیل کے بعض تفصیل مع رد حلیل کتاب مستطاب شفا شریف قاضی عیاض اور اسکے شروح وغیرہ سے
 ظاہر لا جرم ائمہ ملت وناصحان امت نے تصریحیں فرمائیں کہ بن جیال و ضلال کے مہلات اور سیر و توارخ کی
 حکایات پر ہرگز کان نہ رکھا جائے شفا و شرح شفا مواہب و شرح مواہب و مدارج شیخ محقق میں بالاتفاق
 فرمایا ہے میں صرف مدارج النبوة سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے غنی اور کلمات الہ
 مذکورین کا خود ترجمہ ہے۔ فرماتے ہیں از توقیر و براۓ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توقیر اصحاب و براۓ ایشا
 و حسن ثنا و رعایت ادب بایشان و دعا و استغفار مرایشان و اذ حق است مر کے را کہ شاکر دہ حق تعالیٰ
 برے و راضی است از دے کہ شاکر دہ شود برے و سب و طعن ایشاں اگر مخالف اولہ قطعہ
 است کفر است و الابدعت و فسق و یچنین امساک و کف نفس از ذکر اختلاف و منازعات و قانع
 کہ میان ایشاں شدہ و گذشتہ است و اعراض و اضراب از اخبار مورخین و جملہ رواۃ و ضلال شیعہ و غلاۃ ایشاں
 و مبتدعین کہ ذکر قوادح و زلات ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب و افتراء است و طلب کردن در آنچہ نقل
 کردہ شدہ است از ایشاں از مشاجرات و محاربات احسن تاویلات و اصول و محارج و عدم ذکر شیخ
 یکے از ایشاں بہ بدی و عیب بلکہ ذکر حسنات و فضائل و حمائد صفات از ایشاں از جہت آنکہ صحبت
 ایشاں با حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقینی است و ما وراء آں ظنی است و کافی است دین
 باب کہ حق تعالیٰ برگزید ایشاں را برائے صحبت حبیب خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ اہلسنت
 و جماعت دریں باب اسر در عقائد نوشتہ اند کہ احدی منہم الا بخیر و آیات و احادیث
 کہ در فضائل صحابہ عمومًا و خصوصًا واقع شدہ است دریں باب کافی است احقر امام محقق سنوسی علامہ
 تلہستانی پھر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں ما نقلہ السورخون قلت حیاء ادب
 مورخین کی نقلیں قلت حیاء ادب سے ہیں امام اجل ثقہ ثبت حافظ متقن قدوہ کجی بن سعید قطان
 نے کہ اہل ائمہ تبع تابعین سے ہیں عبداللہ قوریہ سے پوچھا کہاں جاتے ہو کہا وہب بن جریر کے
 پاس سیر لکھنے کو۔ فرمایا لکتب کذا با کثیر بہت سا جھوٹ لکھو گے۔ ذکرہ فی البزان۔ تفصیل اس بحث
 کی ان رسائل فقیر سے لی جاسکے کہ مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تصنیف کے یہاں شاہ عبدالعزیز
 صاحب کی ایک عبارت تحفہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطاعن الفضل الصدیقین رضی اللہ تعالیٰ

سے طعن سوم تخلص جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رو میں فرماتے ہیں جملہ عن اللہ من تخلصت عنہا ہرگز در کتب اہلسنت موجود نیست قال الشہرستانی فی الملل والنحل ان هذه الجملة موضوعة ومفتراة بعضے فارسی نویسایں کہ خود را محدثین اہلسنت شمرده اند در سیر خود ایں جملہ را آوردہ برائے الزام اہلسنت کفایت نمیکند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہلسنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحة و حدیث جے سند زوایاں شتر بے مہار است کہ اصلاً گوش ہاں نے نہند۔ اسی رسالہ جلیلہ کے صفحہ ۴۰ کے حاشیہ پر فرمایا مسئلہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تتبع فقیر کے رسالہ البشری العاجلہ من تحف آجلہ و رسالہ الاحادیث الروایہ لمدح الامیر معاویہ و رسالہ عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالہ ذب الایواء والواہبہ فی باب الامیر معاویہ وغیرہا میں ہے الخ اللہ اعلم حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت علمیہ اور جوش ایمانی دیکھئے کہ صحابہ کرام خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان اور ان سے مطاعن کے رو میں کتنے رسالے تصنیف فرمائے ہیں واقعی

جس سمت آگئے ہیں سکے بٹھا دے ہیں

جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم جلد ثانی میں فرماتے ہیں ومنہا ما قالہ القاضی وغیرہ ان الانبیاء و صلوات اللہ وسلامہ علیہم منزهون من النقائص فی الخلق والخلق سالمون من العاہات والمعائب قالوا اول التفات الی ما قالہ من لا تحقیق لہ من اہل التاریخ فی اصنافہ بعض العاہات الی بعضہم بل نزہہم اللہ تعالیٰ من کل عیب وکل ما یغضون او ینفر القلوب حاصل یہ ہے کہ تاریخی روایتیں بے سرو پا حکایتیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف قطعاً قابل اعتبار نہیں اہلسنت و جماعت کا یہ مسلک ہے۔

چوتھا مقدمہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر صحابی عادل ہے۔ نبراس میں ہے فان المذاہب عندنا ان اصحاب الجمل والصفین عدول لانہما اما مجتہدون واما المقلدون لہما اور نبراس میں دوسرے مقام پر ہے قال اہل السنۃ کان الحق مع علی رضی اللہ عنہ وان من حاربہ لخطی فی الاجتہاد فہو معدود وان کلم من الفریقین عادل صالحم و لا یجوز الطعن فی احد منہم للاحادیث المشہورۃ فی مدح الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم والنہی عن سبہم و هذا هو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال الصواعق المحرقة میں ہے اعلما ان الذی اجمع علیہ

اہل السنۃ والجماعت انہ یجب علی کل مسلم تزکیۃ جمیع الصحابة باثبات العدالۃ لہم
والکف عن الطعن فیہم والثناء علیہم آپس میں جو بعض صحابہ کا اختلاف ہوا تو وہ غرض دنیوی اور خطائے
کی بنا پر نہ تھا عناد کے سبب سے نہ تھا نیز اصول میں قطعاً اختلاف نہ تھا بلکہ بعض فروعی مسائل میں تھا
صحابہ کرام وائمہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فروع میں اختلاف رحمت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں
فرمایا اختلاف امتی رحمۃ او کما قال اور صحابہ کرام تو مقدمات دینی ہیں ان کا جو اختلاف اجتہادی
ہے وہ بھی رحمت ہے اور جو اجتہادی نہیں وہ بھی رحمت ہے اسلئے کہ ان کا اختلاف عناد و فساد کی غرض
سے نہ تھا بلکہ تاویل شرعی سے تھا اس اختلاف کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عدالت و ہدایت
پر تھے امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جتنے صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان دونوں کے ساتھ تھے سب کے سب بلا استثناء قبل اختلاف اور وقت
اختلاف اور بعد اختلاف ہدایت و صداقت پر تھے شرح فقہ اکبر میں ہے ولا تذکر الصحابة رضی اللہ
تعالیٰ عنہم ای مجتمعین ومنفردین الا بخیر یعنی وان صدر من بعضهم بعض ما فی صودۃ شرفا لہ
اما کان عن اجتہاد اولم یکن علی وجہ فساد من اصرار و عناد بل کان رجوعہم عنہ الی خیر معاد
بناء علی حسن الظن بہم لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا ذکرنا صحابی فامسکوا ولذا لک ذہب
العلماء الی ان الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلہم عدول قبل فتنة عثمان و علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما و کذا بعدہا ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابی کالنجوم بالیہم اقتدایتما ھتدیم
روا کا الدارمی وابن عدی وغیرہما شرح عقاید میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات
فلہ محامل و تاویلات مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر مرقاۃ سے منقول ہے وفیہ ان اختلاف الائمة
رحمۃ الائمة قال الطیبی المراد بہ اختلاف فی الفروع لا فی الاصول نیز اسی میں ہے واما معاویہ
فہو من العدول الفضلاء الصحابة الا خیار و المحروب التي جرت بینہم کانت لکل طائفة
مشبہة اعتقدت تصویب انفسہا بسببہا و کلہم متاولون فی حر و بھا ولم یخرج بذالک احد
منہم من العدالۃ لا فہم مجتہدون اختلفوا فی مسائل کما اختلفت المجتہدون بعضهم
فی مسائل ولا یلزم من ذالک نقص احد منہم غلامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں واما علی
رضی اللہ عنہ فخرقتہ صحیحۃ بالاجماع و کان هو الخلیفۃ فی وقتہ لا خلافتہ لغيرک و اما

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فہو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کمال عدالت و قبول شہادت و تسلیم روایت پر اجماع و اتفاق نقل فرمایا شرح مسلم میں ہے فکلہم معدون رضی اللہ تعالیٰ عنہم ولہذا اتفق اہل الحق ومن یعتد بہ فی الاجماع علی قبول شہادۃ اہم وروایا تہم وکمال عدالتہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شرح عقاید میں فرمایا کہ یہ اختلاف اجتہاد میں خطا کی وجہ سے تھا اسکے حاشیہ پر بلا عصام نے فرمایا والمقصود منہ دفع الطعن من معاویہ ومن تبعہ من الصحاب وعین طلحہ وزبیر وعالشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فان الواجب حسن الظن بالصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعتقاد برائتہم عن مخالفتہ الحق فانہم اسوۃ اسفل الدین ومدار معرفۃ الحق والیقین نسیم الریاض شرح سفایں ہے فی اصحابی کلہم خیر کی شرح میں فرمایا فکلہم علماء عدول کما فی حدیث خیر القرون قرنی ثم وثم وھذا سبب ما حکاکا امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ من الاجماع علی عدالتہم کلہم صغیرہم وکبیرہم فلا یجوز الاعتقاد علیہم بما صدر عن بعضهم لما ادعی علیہ اجتہاد کا لما اوجب القطع بانہم خیر الناس بعد النبیین والمرسلین نیز اسی میں ہے وبالجملة فکلہم عدول مطلقا صغیرہم وکبیرہم کھراسی صفحہ پر فرمایا روان یلتزم لہم فیما نقل عنہم من مثل ذلک فیما کان بینہم من الفتن، کما وقع بین علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما واحسن التاویلات والمحال، لہذا امور وقعت باجتہاد منہم لہذا غرض نفسانیۃ ومطامع دنیویۃ کما یظنہ جہلہ ویرخرجا صوب المخارج بان یحملہ علی امر محمور ویؤلہ بما یرج عن عدلہ من المعائب الی الحاقہ بالمحاسن (اذہما اهل ذلک) ای مستحقون بان یحمل ما صدر منہم علی امور حسنۃ محمودۃ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کا ارشاد ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و سیدنا زبیر و سیدنا معاویہ و سیدنا عمر و ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جوڑائیاں ہوئیں ان سب میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور یہ حضرات خطا پر لیکن وہ خطا عنادی نہ تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی مجتہد کو اس خطا اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے ہم کو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت رکھنے ان سب کی تعظیم کرنے کا حکم ہے جو کسی صحابی کے ساتھ بغض و عداوت

رکھے وہ بد مذہب ہے۔ مکتوب جلد اول صفحہ ۲۲۲ منقول از ارشادات۔ ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں خطا اجتہادی ہوئی اس اختلاف کے وقت بھی یہ سب صحابہ عادل تھے۔

پانچواں مقدمہ

اہلسنت وجماعت کے نزدیک مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے اور کبھی غلطی بھی اور مذہب مختاریہ ہے کہ مجتہد کو ہر صورت میں اجر ملتا ہے خواہ اسکا اجتہاد صحیح ہو خواہ اس میں خطا ہو جسکا اجتہاد صحیح ہو اسکو دو اجر ملتے ہیں اور جس کے اجتہاد میں خطا ہو اسکو ایک اجر ملتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے جسکا اجتہاد صواب ہو اسکو دس نیکیاں ملتی ہیں اور جس کے اجتہاد میں خطا ہو اسکو ایک نیکی ملتی ہے بہر حال تحقیق یہ ہے کہ خطا اجتہادی کرنے والا بھی اجر و ثواب پانے والا ہے گنہگار ہرگز نہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان شرعاً جس فعل کا مکلف ہو شریعت کے موافق اس فعل کے کرنے سے انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے۔ مجتہد مسئلہ اجتہادی میں اجتہاد کرنے کا مکلف ہے مجتہد نے حسب استطاعت اجتہاد کیا تو شرعاً اس حیثیت سے وہ اجر کا مستحق ہے خواہ اجتہاد صواب ہو یا خطا اسی لئے کتب عقائد و اصول میں ہے کہ جس مجتہد سے خطا اجتہادی واقع ہو وہ بھی ابتداءً مصیب ہے اسکا طرز استخراج مسئلہ صحیح ہے چنانچہ سرکار غوث اعظم قطب الاقطاب حضرت شیخ الشیوخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ اور ان کی جماعت رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا نکل ذہب الی تاویل صحیح اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مجتہد سے اگرچہ خطا ہو مگر اس کی تاویل کو صحیح کہا جائیگا اور مجتہد کا عمل اجتہاد صحیح و ثواب ہے اگرچہ انتہاء خطا ہو سبحان اللہ او یاء کے سر تاج حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق کیسا ادب فرمایا کہ ان کے اجتہادی اختلاف کو ایک ہی عنوان سے تعبیر فرمایا یعنی ہر ایک کی تاویل کو صحیح فرمایا اور یہی شیوہ اکثر محققین کا ہے۔ کہ مسئلہ اجتہادیہ میں ہر مجتہد کو حق پر جانتے ہیں اگرچہ مصیب کو ابتداءً انتہا کے اعتبار سے حق پر سمجھتے ہیں اور غلطی کو ابتداءً کے اعتبار سے حق پر جانتے ہیں مگر مجتہد کے متعلق حق پر ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام مازری سے منقول ہے ان من قال ان الحق فی طرفین قول اکثر اهل التحقيق من الفقهاء والمتکلمین وهو مروی عن الائمة الاربعہ وان حکى عن کل اختلاف فیه اور عقاید

سفی میں ہے المجتہد قد یخطئ ویصیب اس کی شرح میں ہے المختار ان المحکم معین وعلیہ دلیل
ظنی ان وجد لا المجتہد اصاب وان فقد لا اخطا والمجتہد غیر مکلف باصابتہ لغموصہ
وخفائہ فلذلک کان المخطئ معذوراً بل ماجوراً فلا خلاف علی ہذا المذہب فی ان المخطئ
لیس بأثم نیز اسی میں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اصبحت فلك عشر حسنات وان
اخطأت فلك حسنة واحدة فی حدیث اخر جعل للمصیب اجرین وللمخطئ اجرا واحدا
فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے وكلهم متاؤل ماجور انشاء الله فالقاتل والمقتول فی النار اذا كان
القاتل منها لغير تاویل سألغ اما اذا كان صحابیین فامرهما عن اجتهاد ووطن (۱) صلاح الدین
فالمصیب منهما له اجران والمخطئ له اجرا نیز اسی میں ہے والفق اهل السنة علی وجوب منع
الطعن علی احد من الصحابة بسبب ما وقع لهم من ذلك ولو عرف المحقق منهم (۲) فہم
لم یقاتلوا فی تلك الحروب (۳) عن اجتهاد وقد عفا الله تعالی عن المخطئ فی الاجتهاد بل ثبت
انہ یوجرا اجرا واحدا ان المصیب یوجرا جرین اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد اول میں ہے
والحق الذی علیہ اهل السنة الامساک عما شجر بین الصحابة وحسن الظن بهم والتاویل
لهم وانهم مجتہدون متاؤلون لم یقصدوا معصیۃ ولا محض الدینا فمنہم المخطئ فی اجتهاد
والمصیب وقد رفع الله الحرج عن المجتہد المخطئ فی الفروع وصعفت اجر المصیب وتوقف
الطبری وغیر فی تعین الحق منهم وصرح بہ الجمهور وقالوا ان علیاً رضی اللہ عنہ : اشیا عنہ كانوا
مصيبین اذا كان الحق الناس بها وافضل من علی وجه الدینا حیث ان نیز اسی میں ہے اما اذا
اجتہد ووطن الصلاح فیہ فہما ماجوران مثابان من احباب فله اجران ومن اخطا فله
اجر وما وقع بین الصحابة هو من هذا القسم فالحدیث لیس عاماً ومنها ما قبل لم منع
ابو بکر (۴) الا حنت منه ولم امتنع بنفسه منه واجیب بان ذلك ایضا اجتہادی فکان یودی
اجتہاداً فی الامتناع والمنع فہو ایضا مثاب فی ذلك نیز فتح الباری میں ہے وذهب جمهور
اهل السنة الی التصویب من قاتل مع علی رضی اللہ عنہ (۵) مثال قوله تعالی وان طائفتن من
المومنین اقتتلوا الا یہ ففیہا الامر لقتال الفئة الباغیة وقد ثبت ان من قاتل علیا کانوا باغاة
وهؤلاء مع هذا التصویب متفقون علی انہ لا یلزم واحد من هؤلاء بل یقولون اجتہد

فاخطاوا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختلاف حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجتہاد کی بنا پر تھا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ چونکہ حق پر تھے اور مجتہد مصیب تھے اس لئے آپ دوہرے اجر کے مستحق ہیں اور آپ کے لئے اس اجتہاد حسن میں دس نیکیاں ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ خطا اجتہادی پر ہے لہذا آپ اس خطا اجتہادی میں ایک اجر اور ایک نیکی کے مستحق ہیں جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا لہذا جو شخص یہ کہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خطا اجتہادی میں اجر و نیکی کے مستحق نہ تھے وہ غلطی پر ہے اور اس کا قول منکر یعنی قابل انکار ہے خطا اجتہادی کی صورت میں بھی چونکہ مجتہد کو اجر و ثواب ملتا ہے لہذا اجتہاد میں خطا کرنے والے کو گمراہ نہیں کہا جائے گا بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جائے گا شرح فقہ اکبر میں ہے والمخطی فی الاجتہاد لا یضلل ولا یفسق علیہ وعلیہ الاعتماد نیز اس میں ہے ثم کان معاویۃ مخطیاً لہ ففعل ما فعل عن تاویل فلم یصوبہ فاسقاً اس تقریر سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ جلیل القدر مجتہد صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ اللہ تعالیٰ ہم اہلسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں ادب سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خطا اجتہادی کی بنا پر جو شخص کسی مجتہد پر اعتراض کرے وہ سخت غلطی پر ہے۔

چھٹا مقدمہ مجتہد مصیب کی دلیل جو صواب کی طرف موصل ہے اگر وہ دلیل بین و واضح ہو تو تو اس صورت میں مجتہد مخطی قابل عتاب ہے کہ اس نے اجتہاد میں زیادہ کوشش

نہ کی تتبع و تفریع میں ہے المخطی فی الاجتہاد لا یعتاب الا ان یكون طریق الصواب بیناً تلویح میں ہے ولا ینتسب الی الضلال بل ینکون معذوراً و ما جوراً اذ لیس علیہ الرہبذر الوسع وقد فعل فلم ینل الحق لضعف دلیلہ الا ان یكون الدلیل الموصول الی الصواب بیناً فاخطا المجتہد لثقل تصدیق منہ و ترک مبالغہ فی الاجتہاد فانه یعتاب اور اگر ایسا ہو کہ دلیل صواب ظاہر نہیں ہے بلکہ خفی ہے تو اس صورت میں مجتہد مخطی ہرگز قابل عتاب بھی نہیں اس میں شک نہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مسئلہ متنازعہ میں ہر طرح حق پر تھے اور آپ کے مقابل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک اعتبار سے خطا اجتہادی واقع ہوئی مگر وہ اس خطا اجتہادی کی وجہ سے ہرگز قابل عتاب نہیں کیونکہ دلیل صواب بین و واضح نہ تھی بلکہ حقیقی تھی مگر مولیٰ علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقل و نقل سے اس

دلیل حقی کو جان لیا۔ شرع فقہ اکبر میں ہے مظاہر الدلالة توجب القصاص علی قتل العمد واستیصال
 شان من قصد دوما مامرا لمسلمین بالاراقہ علی وجه الفساد فاما الوقوف علی الحاق التأویل
 الفاسد بالصحيح فی حق البطل المواخذ لا فهو علم خفی فان به علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما ورد
 عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انه قال له انک تقاقل علی التأویل کما تقاقل علی التنبی
 ثم قال قتالہ علی التزیل حق وکذا قتالہ علی التأویل حق۔ نووی شرح مسلم میں ہے واعلم ان
 سبب تلك الحرب ان القضايا كانت مشبهة فليشدة اشتبهاتها ههنا اختلفت اجتهادهم
 وصاروا ثلثة اقسام فكلهم معذورون رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس مقدمہ سے یہ
 واضح ہو گیا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ جن صحابہ
 کرام علیہم الرضوان کا مسائل اجتہادیہ میں اختلاف تھا وہ سب کے سب عادل ہیں اور اجر و ثواب
 کے مستحق ہیں اجتہادی مسائل کی وجہ سے انکی عدالت میں ہرگز کوئی فرق نہیں آتا بلکہ جن سے خطا
 اجتہادی واقع ہو وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں نہ کہ عتاب کے۔

سوال مقدمہ حضرت علی شیر خدا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں
 اختلاف کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تین جماعتیں
 تھیں ایک جماعت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی دوسری جماعت حضرت
 امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھی تیسری جماعت دونوں جماعتوں سے علیحدہ تھی اور
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تینوں جماعتوں میں مجتہدین تھے پہلی جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے مقابل خطا پر اور دوسری جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے مقابل خطا پر اور تیسری جماعت کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم نے توقف کیا کیونکہ ان کے اجتہاد نے اس مسئلہ میں دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت کے
 حق پر ہونے کا اسوقت فیصلہ نہیں کیا ان کے نزدیک یہ امر نہایت مشکل تھا لہذا تیسری جماعت دونوں
 جماعتوں سے علیحدہ رہی اور اس جماعت نے فرمایا کہ قتال کے معاملہ میں دونوں جماعتوں میں سے
 علیحدہ رہنا واجب ہے۔ اور حقیقت یہ کہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جماعت حق پر
 تھے باقی دونوں جماعتوں نے وہ کیا جس کے وہ مکلف تھے خدا عز وجل کی شان دیکھو کہ اسکے

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں آپس میں اجتہاد کی وجہ سے
 مخالف ہیں مگر تینوں اجر و ثواب کی مستحق ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ تینوں جماعتیں بلاشبہ
 جنتی ہیں اور تینوں ہدایت و عدالت پر ہیں۔ نووی شرح مسلم میں ہے واعلم ان سبب تلك الحروب
 ان القضا كانت مشبهة فلشد لا اشتباهها اختلف اجتهدا هم وماروا ثلثة اقسام قسم
 ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق في هذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب عليهم نصرته وقتاله
 الباغى عليه فيما اعتقدوا ذلك ولم يكن يحل لمن هذا صفة التاخر عن مساعد
 امام العدل في قتال البغاة في اعتقادهم وقسم عسكر هولاء ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق
 في الطرف الاخر فوجب عليهم مساعد قتال الباغى عليه وقسم ثالث اشتبهت عليهم
 القضية وتخيروا فيها ولم يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفريقين وكان هذا الامتلا
 هو الواجب في حقهم لانه لا يحل الاقدام على قتال مسلم حتى يظهر انه مستحق لذلك و
 لو ظهر هولاء رجحان احد الطرفين وان الحق معه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال
 البغاة عليه فكلهم معذورون رضي الله تعالى عنهم ولهذا اتفق اهل الحق ومن يعتد به في
 الرجماع على قبول شهادتهم ورواياتهم وكمال عدالتهم رضي الله عنهم اجمعين بخاری شریف
 میں حدیث مرفوع ہے اذا تواجها المسلمان بسيفيهما فكلهما من اهل النار وقيل هذا القاتل
 فما بال المقتول فقال انه قد اراد قتل صاحبه اس کے حاشیہ پر کوکب الداری شرح بخاری سے
 منقول ہے فان قلت على ومعاوية كلاهما كانا مجتهدا غاية ما في الباب ان معاوية كان
 مخطئا في اجتهدا كلا وله اجر واحد وقد كان على اجرا ان قلت المراد بما في الحديث
 المتواجهان بل دليل من الاجتهاد ونحوه لا ينزاس في ان الدماء التي جرت بين
 الصحابة ليست بدخلة في هذا الوعيد اذ كانوا مجتهدين فيها وكان اعتقاد كل طائفة
 انه على الحق وخصمه على خلافه ووجب عليه قتاله امر جميع الى امر الله فكن عليا كان مصيبا
 في اجتهدا كلا وخصومه كانوا على الخط ومع ذلك كانوا ماجورين فيه اجرا واحدا رضي الله
 عنهم اجمعين واما من امتنع او منع فذلك لان اجتهدا كلا لم يولد الى ظهور الحق عند دار
 كان الامر مشكوكا عند ذراى التوقف فيه خيرا فالقاتل والمقتول في النار اذا كان القاتل

منہما بغير تاویل سائلے اما اذا كان صاحبین فامرهما عن اجتہاد وظن الا صلاح الدین
فالمصیب منہما لہ اجران وللمخطی اجر اس مقدمہ سے ظاہر ہے کہ واقع جمل و صفین میں صحابہ
کرام علیہم الرضوان کی جو تین جماعتیں تھیں وہ تینوں جماعتیں اپنے اپنے اجتہادات کی بناء پر مستحق اجر و
ثواب تھیں یہ ہی مسلک حق ہے اور اسی پر جمہور اہلسنت کا اتفاق ہے۔

انکھوال مقدمہ

مجتہد جب دلیل میں نظر و فکر کرتا ہے اور اسکو اس نظر و فکر سے جس حکم شرعی کا گمان
غالب حاصل ہوتا ہے تو مجتہد کے ذمے اس حکم پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے

اس لئے کہ اسکے نزدیک وہی حکم شرعی ہے اسی وجہ سے ایک مجتہد کو حکم اجتہادی میں دوسرے مجتہد
کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ فاضل سیالکوٹی حاشیہ خیالی میں فرماتے ہیں و ذالک لان المجتہد اذا نظر
فی دلیل ظنی وحصل له ظن یحکم یجب له العمل بذالک قطعاً اسی میں ہے اما الزی فی فلا تعقاد
الاجماع علی ان الحکماء المظنون الذی ردی الیہ رای المجتہد یجب العمل علیہ قطعاً و کثرت
الاخبار فی ذالک حتی صارت متواترة المعنی تلویک میں ہے انا لا نسلم ان المجتہد مکلف
باصابة الحق بل هو مکلف بالاجتہاد ضرورة انه لا يجوز التقیید والاجتہاد حق نظرانی
رعایۃ شرائط بقدر الوسع سواء ادى الی ما هو حق عند الله تعالیٰ او خطأ والتکلیف بہا
یفید الاجر و وجوب العمل بہ واجبہ فلا یلزم عبث نیز اسی میں ہے انه یجب علی المجتہد
العمل باجتہاد کا و یجوز تقلید غیر کا بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا واللہ لا قتل
من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ الخ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فعرفت
انه الحق یعنی میں نے جان لیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحیح استدلال سے قتال کے متعلق جو رائے
قائم کی ہے وہ حق ہے اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کی ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں اور سیدنا
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجتہد ہیں ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی شرعاً تقلید نہیں کرتا بلکہ اسکا
مطلب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد اس بارے میں حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق ہوا اجتہاد میں موافقت اور چیز ہے اور مجتہد کے

اجتہاد کی تقلید کرنا اور چنیر ہے۔ ارشاد الساری شرح بخاری میں ہے بما ظہر من الدلیل الذی اقامہ الصدیق نصاً اقامۃ الحجۃ لانہ قلدا فی ذالک لان المجتہد لا یقلد مجتہداً انیز ارشاد الساری میں دوسری جگہ فرمایا فعرفت من صحۃ احتجاجہ لانہ قلدا فی ذالک لان المجتہد لا یقلد مجتہداً پھر مجتہد کی تقلید سب مسلمانوں پر لازم نہیں ہے بلکہ جو اس مجتہد کا مقلد ہے اس پر اس مجتہد کی پیروی لازم ہے شرح مواقف میں ہے ویخرج المجتہد اذ لا یجب اتباعہ علی الامۃ کافۃ بل علی من قلدا خاصۃ اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر ایک مجتہد کو اپنی خطا اجتہادی کا علم ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی خطا سے رجوع کرے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا مجتہد کہ جس کے اجتہاد کے ساتھ اسکا اجتہاد موافق تھا وہ بھی اپنے اجتہاد سے رجوع کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دوسرا مجتہد کے نزدیک اجتہاد سابق ہی صحیح ہے اور اس پر طریق صواب ظاہر نہیں ہوا مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کا مکلف ہے نہ کہ دوسرے مجتہد کی تقلید کا اور نہ دوسرے مجتہد کے اجتہاد سے رجوع کا بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجتہاد پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق تھا لہذا اسوقت وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے پر مکلف تھے اور اور بعد میں جب کسی دلیل شرعی سے ان کے اجتہاد سابق میں تبدیلی ہوئی تو انہوں نے اپنے اجتہاد سابق سے رجوع کیا اور دوسرے حکم شرعی پر عمل کیا اور ان پر یہی لازم تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجتہاد سابق پر اسوقت تک قائم رہے جب تک کہ ان کے نزدیک کوئی دلیل ان کے اجتہاد کے خلاف ثابت نہ ہوئی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رجوع سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رجوع پر مطلقاً انکار کرنا قلت تدبر یہ معنی ہے یاں مجتہد کے رجوع سے اسکا مقلد رجوع کرے گا مگر مجتہد کے رجوع سے دوسرے مجتہد کا رجوع لازم نہیں ہلکذا ینبغی ان یفہم المقام۔

نالواں مقدمہ ایک مجتہد اگر دوسرے مجتہد کی خطا اجتہادی بیان کرے تو مقلد کو مجتہد محضی پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض اجتہادی فرعی مسائل میں ایک دوسرے کی خطا بیان کرتے مگر ہم اہلسنت وجماعت کے نزدیک بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عادل ہیں ہدایت کے ستارے ہیں ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ان کے اجتہاد شرعی پر انکار

کریں اسی طرآنکہ مجتہدین کا آپس میں بعض مسائل فرعیہ میں اختلاف ہے ایک امام کے مقلد کو دوسرے امام پر خطا اجتہادی کی وجہ سے انکار کرنے کا حق نہیں حتیٰ امام شافعی پر انکار نہیں کر سکتا اسی طرح کوئی شافعی امام اعظم پر انکار نہیں کر سکتا بلکہ چاروں اماموں مجتہدوں میں سے ایک امام کا مقلد دیگر آئمہ پر انکار کا حق نہیں رکھتا۔ بعض صحابہ نے جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد پر انکار فرمایا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اجتہاد انکار کرنے والے صحابی کے گمان میں طریق بن ودیل واضح کے خلاف تھا اگرچہ جن کے اجتہاد پر انکار کیا ہے ان کے نزدیک دلیل بن کے خلاف نہ ہو تو وہ انکار تاویل پر مبنی تھا۔ شرح عقائد میں ہے وما وقع بينهم من المنازعات والمجادبات فله محامل وتاويلات تلويح في بعضها وما نقل من طعن السلف بعضهم على بعض في مسائلهم الاجتهادية كان مبينا على ان طريق الصواب باين في ذم الطاعن تو سلف کے ایک دوسرے پر بعض مسائل میں انکار کرنے کو اپنے لئے طعن کی سند بنانا جمہور اہلسنت کے مسلک سے ناواقفیت کی بناء پر ہے ہم پر تو لازم ہے کہ ہم تمام صحابہ کرام کے متعلق حسن عقیدت رکھیں اور ان پر کسی مسئلہ اختلافی میں ہرگز ہرگز طعن و انکار نہ کریں بلکہ ان کا ذکر پاک خیر ہی کے ساتھ کریں جیسا کہ کتب عقائد و شروح احادیث میں مذکور ہے دیکھئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا انک امر عنیک جاہلیۃ مگر اس سے ہم کو ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس لفظ کی نسبت کریں انسان سے بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو حقیقت معصیت و منکر ہو اور بعض افعال ایسے صادر ہوتے ہیں کہ جو حقیقت میں معصیت و منکر نہیں ہوتے مگر بظاہر معصیت و منکر کی صورت میں ہوئے ہیں لہذا ایسے افعال کو کبھی معصیت و منکر کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ حقیقت وہ افعال نہ معصیت ہوتے ہیں نہ منکر جیسا کہ روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس صورت میں کھانا پینا روزہ دار کے لئے نہ معصیت ہے نہ منکر۔ اور اگر روزہ دار قصد کھا پی لے تو اس کا یہ فعل معصیت و منکر ہے حالانکہ دونوں حالتوں کے فعل کی صورت ایک ہے مگر قصد اور عدم قصد کی وجہ سے معصیت ہونے اور معصیت نہ ہونے کا نتیجہ مرتب ہوا حضرت سیدنا خلیفۃ اللہ ابوالبشیر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھول کر شجرہ ممنوعہ سے کھایا اور قرآن پاک میں فرمایا عصی آدم مدبہ نغوی حالانکہ یہ حقیقت معصیت نہیں ہے صورت صورت معصیت کی ہے اس لئے سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاصی

و غادی کہنا شرعاً جائز نہیں بلکہ کفر ہے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حکم خداوندی سے نابالغ بچے کو قتل کر دیا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے اس فعل کو منکر فرمایا لہذا جنت شیئاً نکرا حالانکہ خضر علیہ السلام کا وہ فعل حکم خداوندی کے عین موافق تھا مگر چونکہ فعل بظاہر فعل منکر کی صورت میں تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو منکر فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے وہ کیا جس کے وہ مامور نہ مکلف تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ فرمایا جسکے وہ مکلف تھے یہ یقینی بات ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہدایت پر تھے اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یقیناً ہدایت پر تھے کہ وہ رسول معصوم ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مجتہدین عظام بلاشبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں لہذا ان حضرات کے درمیان جو فرعی مسائل میں اختلاف ہے تو اس صورت میں بعض صحابہ بعض کا تحظیبہ کریں ایک دوسرے کے اجتہاد کو منکر فرمائیں تو اسکے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ اجتہاد من کل الوجوہ منکر ہے بلکہ ایک مجتہد کے اعتبار سے منکر ہے اور دوسرے مجتہد کے اعتبار سے منکر نہیں اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ صورت منکر ہے جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ان صدر من بعضہم بعض مافی صور شرعاً الخ مجتہد نفس الامر کا مکلف ہی نہیں یہ اور بات ہے کہ جسکا اجتہاد صحیح ہے وہ زیادہ مستحق اجر ہے اور جسکا اجتہاد خطا ہے وہ تھوڑے اجر کا مستحق ہے مگر نفس اجر دونوں کے ہے ہدایت سے کوئی بھی خالی نہیں اسی لئے شرح حدیث نے تصریحات فرمائی ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا اجتہادی کے باوجود اجر کے مستحق تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جو بعض مسائل فرعیہ میں اختلاف ہوا ہے تو اس اختلاف کو امر محمود پر محمول کیا جائے گا اور اس کی ایسی تاویل کرنا ضروری ہے کہ جس سے ان کی طرف عیب کی نسبت نہ ہو بلکہ خوبی اور کمال ثابت ہو اس لئے کہ صحابہ کرام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار صحبت سے فیضیاب ہیں لہذا وہ اسکے لائق ہیں کہ ان کے اختلاف و افعال کو امر حسنہ محمودہ پر محمول کیا جائے شفا شریف اور اسکی شرح نسیم الریاض میں ہے اذہم اهل ذالک ای مستحقون بان یحمل ما صدر منهم علی امور حسنہ محمودۃ الخ

سوال مقدمہ

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی

تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان

کے بعد سیدنا مولیٰ المسلمین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے ان حضرات کی خلافت اس ترتیب سے خلافت راشدہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس قسم کی حدیثیں کہ جن سے اشارتاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ثابت ہو کثرت سے ہیں مگر خلافت پر صریح نص بیان نہ فرمائی۔ جب صحابہ کرام انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کے فضائل بیان فرمائے اور صحابہ انصار کے مناقب کا بھی اقرار کیا اور حدیث شریف سے ثابت فرمایا کہ خلافت قریش کا حق ہے لہذا خلیفہ قریشی ہو گا صحابہ کرام مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر پر تنویر سے متاثر ہوئے اسکے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ان دونوں میں سے یعنی حضرت عمر فاروق اعظم و حضرت امین امت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے ایک کو خلافت کے لئے پسند کرتا ہوں تو ان میں سے جس ایک کو چاہو بیعت کر لو۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت وقار تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سے افضل و اعلم برتتے تھے لہذا حضرت صدیق اکبر کی موجودگی میں کسی دوسرے صحابی کو خلیفہ ہونے کی جرأت نہ ہوئی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیار ہاتھ پر بیعت خلافت کی پھر مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع و اتفاق ہو گیا جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی حیات ظاہری میں خلیفہ منتخب فرمایا اور مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس انتخاب کے متعلق فی الجملہ مشورہ بھی کیا اور رحلت فرمانے سے کچھ پہلے حضور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق اپنا عہد نامہ لکھوایا اور اس صحیفہ پر مہر فرمائی اور حکم دیا کہ اس صحیفہ میں جس کا نام خلافت کے لئے منتخب کر یا ہے اس سے بیعت کریں چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر بھی اجماع و اتفاق ہو گیا جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے رحلت فرمانے کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

آپ سے عرض کی کہ آپ خلیفہ کا انتخاب فرمائیں تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ کا انتخاب کر دوں تو یہ درست ہے اور سنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اور اگر میں خلیفہ کا انتخاب نہ کروں تو یہ بھی جائز ہے اور سنت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے لہذا آپ نے خلافت کے مسئلہ کو عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ حضرت عثمان غنی حضرت مولیٰ علی شیر خدا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان شوریٰ چھوڑ دیا یعنی ان چھ صحابہ میں سے جس صحابی کو یہ خلیفہ منتخب کر لیں تو وہ میرے نزدیک بھی خلیفہ ہے تو ان چھ صحابہ میں سے پانچ نے بالآخر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کا معاملہ سپرد کر دیا کہ جس کو وہ خلیفہ بنائیں وہ خلیفہ ہوگا تو حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کر دیا پھر سب نے حضرت عثمان غنی کے پیارے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی خلافت پر اجماع و اتفاق ہے جب حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو آپ نے مسئلہ خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ نہ فرمایا بعض اکابر مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا کہ اب سب سے افضل و اعلیٰ اور خلافت کے لئے موزوں مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لہذا اکابر مہاجرین و انصار نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت خلافت کی حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ وقت خلافت موجودہ صحابہ میں سے افضل و اعلیٰ ہونے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی انکار نہ تھا اور نہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے احق بالفخلافت ہونے کا کوئی نزاع تھا فتح الباری شرح بخاری میں ہے عن مسلم الخولان قال المعادۃ انت تنازع عیسیٰ فی الخلافۃ او انت مثله قال لا وانی لا علم انہ افضل منی و احق بالامور لکن انتم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وانا بن عمہ وولیدہ اطلب بدملہ۔ مسلم خولانی سے ہے انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے بارے میں نزاع کرتے ہیں تو کیا آپ ان کی مثل ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں اور میں بیشک جانتا ہوں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں اور لیکن تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوماً قتل کر دئے گئے اور میں ان کے چچا کا رٹکا ہوں اور ان کا ولی ہوں اور ان کے خون کا مطالبہ کرتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الا علی اعلم۔

اسلامی قانون وراثت

از افادات عالیہ حضرت فیض درجست مرشد طریقت جامع معقول و منقول استاذ العلماء
محدث اعظم پاکستان حجۃ الاسلام مولانا مولوی ابوالفضل محمد سردار احمد صنادامت برکاتہم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

قانون وراثت کے متعلق چوہدری محمد اقبال صاحب چیمہ ایم۔ ایل۔ اسے سیالکوٹ نے ایک ترمیم پیش کی ہے جس کی بناء پر اس ترمیمی قانون کا نام پنجاب نفاذ قانون اسلامی (شرعیات) ترمیمی بل ۱۹۵۲ء تجویز ہو گا اس میں ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے۔ مندرجہ ذیل نئی دفعہ بطور دفعہ ۲ الف ایکٹ ۱۹۵۸ء میں زیادہ کی جائے گی۔

۲۔ الف۔ اگر کسی بیٹے یا بیٹی بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے جبکہ وہ شخص زندہ ہو جس کا ترکہ اسے ملتا ہے۔ تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا۔ گویا کہ وقت کھلنے تک وہ ابھی زندہ تھے یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے اس کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ اس ترمیم کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ یہ عام خیال ہے کہ اصول نمائندگی وراثت شرعی کے لئے ایک اجنبی اصول ہے اس وقت پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی بھائی یا بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندس نہیں جو کہ ایسی اولاد کو ترکہ پانے سے روکے۔ اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہوئے والے لڑکا لڑکی بھائی بہن کے بچوں کی زندگی تباہ بنا دیتا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے مستذکرہ بالا ترمیم تجویز کی گئی ہے۔

اسلامی شرعی قانون سے توبیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں پوتے پوتی ترکہ سے محروم ہیں یونہی بھائی کی موجودگی میں بھتیجے اور بھانجے ترکہ سے محروم ہیں۔ لیکن اس کے متعلق ترمیمی بل میں لکھا ہے کہ ترکہ سے محرومی روح اسلام کے مطابق نہیں۔

عارف والا منٹگمری

پہلا مقدمہ :- شریعت مطہرہ میں جن وارثوں کے لئے حصے معین کر دیئے ہیں ان وارثوں کو اصحاب فرائض کہتے ہیں اور وہ بارہ نفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں۔ باپ۔ دادا۔ خاوند۔ اخیانی بھائی۔ یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی، آٹھ عورتیں ہیں۔ بیوی۔ بیٹی۔ پوتی پر پوتی۔ حقیقی بہن۔ علاقائی بہن یعنی صرف باپ کی طرف سے بہن، اخیانی بہن یعنی صرف ماں کی طرف سے بہن، ماں۔ دادی۔ نانی۔

دوسرا مقدمہ :- وارثوں کے لئے جو سہام حصے، معین و مقرر ہیں وہ چھ ہیں۔

| | | | | | |
|---------------|---------------|---------------|---------------|---------------|---------------|
| آدھا | چوتھا | آٹھواں | دو تہائی | تیسرا | چھٹا |
| $\frac{1}{2}$ | $\frac{1}{4}$ | $\frac{1}{8}$ | $\frac{2}{3}$ | $\frac{1}{3}$ | $\frac{1}{6}$ |

تیسرا مقدمہ :- عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ عصبہ بنفسہ۔ عصبہ بغیرہ۔ عصبہ مع غیرہ۔

یہاں مقصود عصبہ بنفسہ کا بیان کرنا ہے۔ عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے جس کی نسبت میت کی طرف کریں تو عورت نسبت میں داخل نہ ہو۔ اس عصبہ کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میت کا جز یعنی بیٹا۔ پوتا۔ پر پوتا۔ دوسری قسم میت کی اصل یعنی میت کا باپ۔ دادا۔ پردادا۔ تیسری قسم میت کے باپ کا جز۔ یعنی میت کا بھائی بھائی کا لڑکا۔ بھائی کا پوتا۔ پر پوتا۔ چوتھی قسم میت کے دادا کا جز۔ یعنی میت کا چچا۔ چچا کا بیٹا۔ چچا کا پوتا۔ پوتا۔ چوتھا مقدمہ :- وارثوں میں سب سے پہلے اصحاب فرائض کو حسب شرع ترکہ دیا جائے گا ان کو ترکہ دینے کے بعد جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی نہ ہو تو سب ترکہ میت سے زیادہ قریبی عصبہ کو شرعاً پہنچے گا جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اس حدیث شریف کا بیان مع حوالہ آتا ہے۔

پانچواں مقدمہ :- وارث وہ شخص ہے جو مورث کے انتقال کے وقت موجود ہو زندہ ہو۔ خواہ ماں کے پیٹ میں ہو اور مورث کے انتقال کے بعد زندہ پیدا ہو اور مورث کی زندگی میں جو شخص مر جائے اس کو مورث کا ترکہ شرعاً ہرگز نہیں ملتا۔ مورث جس جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو چھوڑ کر مرے وہ مال، اس کا ترکہ ہے۔ اس ترکہ کو شریعت کے مطابق موجودہ وارثوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور جو شخص موجود نہیں بلکہ مورث کی زندگی میں مر چکا ہے تو اس کو ترکہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ ایک ایسا واضح مسئلہ ہے کہ جس میں کچھ پیچیدگی نہیں اور زمان برکت نشان عہد رسالت سے آج تک کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا بلکہ سب کا اس پر اتفاق ہے مگر جناب پیغمبر صاحب اس، سلامی متفق علیہ مسئلہ پر نکتہ چینی

کر کے اختلاف کا بیج بوسے ہیں۔ مولیٰ عزوجل سب مسلمانوں کو اسلامی قانون کی مخالفت سے بچائے

قرآن کریم کا فرمان اولاد کے ترکہ پانے کا بیان

قرآن پاک میں ہے وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي مَا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ (سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۱۲) یعنی ہم نے سب کے لئے ورثاء بنادیتے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں، ماں باپ اور قرابت واسے اس آیت پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کا ترکہ اولاد کو ملتا ہے اور اسی طرح قرابت والوں کا ترکہ بھی ان کے وارثوں کو ملتا ہے مگر اولاد کو کتنا ترکہ ملتا ہے اسکا ذکر اس آیت پاک میں ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم لذلک حظا لانشیاء فان کن نساء فوق اثنین فلھن ثلثا مات ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف (سورہ نساء رکوع ۲ پارہ ۱۱) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ کی دوتہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا۔ اس آیت پاک میں اولاد کے ترکہ پانے کا بیان ہے۔

میت نے جو اولاد چھوڑی اسکی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت لڑکے لڑکی کو چھوڑا۔ دوسری صورت صرف لڑکیاں چھوڑیں۔ تیسری صورت صرف لڑکے چھوڑے۔

پہلی صورت میں لڑکے کو لڑکی سے دو گنا ملے گا۔ آیت مذکورہ میں اس کے متعلق فرمایا لذلک حظا لانشیاء۔ دوسری صورت میں جب کہ صرف لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ دو ہوں یا دو سے زیادہ تو لڑکیوں کو کل ترکہ سے دوتہائی ملے گا۔ آیت مذکورہ میں اس کے متعلق فرمایا فان کن نساء فوق اثنین فلھن ثلثا مات ترک اور اگر میت نے ایک لڑکی چھوڑی تو اس کو ترکہ سے آدھا

حدیث شریف میں، عن ارحمہ ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی دو لڑکیوں کو ان کے باپ کے ترکہ سے دوتہائی حصہ عطا فرمایا اور مفسرین نے یوں بھی لکھا ہے کہ اس آیت پاک میں تقسیم و ماخیر ہے یعنی فان کن نساء اثنین فما فوقھما فلھن الثلثا مات ترک تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ دو لڑکیوں کو دو تہائی ملتا ہے اور وہ حدیث اس آیت کا بیان ہے اور مفسرین نے یوں بھی لکھا ہے کہ جب دو بہنوں کے لئے ترکہ کا دوتہائی قرآن پاک کی دوسری آیت میں منصوص ہے تو دو لڑکیاں بدرجہ اولیٰ دوتہائی کی مقدار ہیں۔ ۱۲ منہ

ملتا ہے اسکا بیان آیت مذکورہ میں یوں ہے وان كانت واحداً فلها النصف تبیری صورت
 صرف لڑکے چھوڑے تو سب کو ترکہ سے برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکا چھوڑا ہے تو وہ سارا
 ترکہ پائے گا کیونکہ آیت پاک میں لڑکے کا حصہ لڑکی کے حصہ سے دوگنا بتایا۔ جب ایک لڑکی کو کل
 ترکہ کا نصف ملتا ہے تو جب میت نے ایک ہی لڑکا چھوڑا تو اسکو کل ترکہ ملے گا۔ جیسا کہ ان دو آیتوں
 لئذ ذکر مثل حظ الانثیین اور وان كانت واحداً فلها النصف کے مضمون سے ثابت ہوتا
 ہے۔ لڑکے کو کل ترکہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث نہیں
 تو لڑکا کل ترکہ پائے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض سے کوئی ہے تو اسکو اسکا شرعی مقرر حصہ دیا جائے گا۔
 اور جو باقی بچے گا وہ سارا لڑکے کو ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ میت کے غصبات پوتا پر پوتا۔ بھائی
 بھتیجا اور چچا وغیرہ بیٹے کی موجودگی میں سب محروم ہیں دیکھئے قرآن کریم کی آیت کے مضمون سے ثابت
 ہوا کہ لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا محروم ہے۔

حدیث شریف کا خلاصہ کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی وراثت سے محروم ہے

اماموں کے امام مجتہدوں کے پیشوا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسند شریف میں
 حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم الحقوا الفرائض بأهلها فما بقی فلا وئی رجل ذکرو مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع ۲۲۲
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جن ورثاء کے حصے شرعاً مقرر و معین ہیں ان کو ان
 کے شرعی حصے دو اور پھر جو باقی بچے وہ میت کے زیادہ قریبی مرد کے لئے ہے۔ اس حدیث شریف
 سے صراحتہ ثابت ہوا کہ اصحاب فرائض کے بعد وراثت کا حقدار میت کا زیادہ قریبی غصبہ ہے مثلاً
 زید کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوی اور ماں اور ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا تو اس صورت میں
 میت کا ترکہ حسب شرع ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا جس میں سے میت کی بیوی کو آٹھواں حصہ یعنی تین
 سہام ملیں گے۔ اور میت کی ماں کو چھٹا حصہ یعنی چار سہام ملیں گے اور ترکہ میں سے باقی سترہ
 سہام میت کے لڑکے کو ملیں گے کیونکہ میت کا لڑکا میت کا زیادہ قریبی غصبہ ہے اور پوتا چونکہ
 لڑکے کے اعتبار سے ایک درجہ بعید ہے لہذا بحکم حدیث شریف پوتا محروم ہے۔ اس حدیث شریف

میں وہ ورثاء کہ جن کے حصے شریعت میں مقرر ہیں ان کو سب ورثاء سے پہلے ان کے حصے دینے کا حکم فرمایا ہے اور جو ان سے باقی بچے میت کے زیادہ قریبی عصبہ کو اس کا حقدار بتایا جس سے معلوم ہوا کہ اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی وارث بھی نہیں صرف عصبہ ہیں تو اس صورت میں میت کا سب سے زیادہ قریبی عصبہ جو ہوگا وہ شرعاً کل ترکہ کا حقدار ہے مثلاً زید کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا ایک پوتا ایک بھائی ایک بھتیجا ایک چچا انکو چھوڑا تو اس صورت میں حسب شرع کل ترکہ زید کے صرف لڑکے کو ملے گا۔ اور زید کا پوتا بھائی بھتیجا چچا سب محروم ہیں۔ حالانکہ یہ سب عصبہ بنفسہ ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ میت کا لڑکا اس کا سب سے زیادہ قریبی عصبہ ہے اور میت کا پوتا بھائی بھتیجا چچا یہ سب میت کے عصبہ البعد ہیں۔ دیکھئے حدیث شریف سے صراحۃً یہ قانون ثابت ہوا کہ میت کے عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ البعد محروم ہے۔ اور حدیث پاک سے یہ مسائل بھی ثابت ہوئے۔

۱۔ میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم۔ میت کے پوتے کی موجودگی میں میت کا پرپوتا پرپوتی محروم۔

۲۔ میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محروم اور میت کے دادا کی موجودگی میں پردادا محروم۔

۳۔ میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا محروم اور میت کے بھتیجے کی موجودگی میں میت کے بھائی کا پوتا محروم۔

۴۔ میت کے چچا کی موجودگی میں میت کے چچا کا لڑکا محروم اور میت کے چچا کے لڑکے کی موجودگی میں چچا کا پوتا محروم۔

۵۔ میت کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا بھائی اور میت کے بھائی کی اولاد محروم۔

۶۔ میت کا بھائی یا بھائی کا لڑکا یا پوتا ہے تو میت کا چچا اور چچا کی اولاد محروم۔

۷۔ میت کا چچا یا چچا کا لڑکا یا پوتا موجود ہے تو میت کے باپ کا چچا یا اس کا لڑکا یا پوتا محروم۔

۸۔ میت کا چچا موجود ہو تو میت کی پھوپھی محروم۔ حالانکہ پھوپھی چچا کی بہن ہے۔

۹۔ میت کا بھتیجا موجود ہو تو میت کی بھتیجی محروم۔ حالانکہ بھتیجا بھتیجی بہن بھائی ہیں۔

۱۰۔ میت کے عصبہ کی موجودگی میں پھوپھی محروم ہے کیونکہ پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں

ذوی الارحام محروم ہیں۔ ۱۲ منہ۔

۱۰۔ میت کے چپا کا لڑکا موجود ہو تو چپا کی لڑکی محروم حالانکہ چپا کا لڑکا اور چپا کی لڑکی بہن بھائی ہیں۔
ان تمام مسائل کی دلیل یہ حدیث شریف ہے یعنی اصحاب فرائض کے بعد میت کا ترکہ میت کے
زیادہ قریبی عصبہ کو ملے گا۔ بیٹا پوتے سے زیادہ قریبی ہے لہذا بیٹے کی موجودگی میں پوتا ترکہ نہیں پائے گا۔
میت کا باپ میت کے دادا سے زیادہ قریبی ہے لہذا باپ کی موجودگی میں دادا ترکہ نہیں پائے گا۔
دعویٰ بذالقیاس اس بیان سے واضح ہو گیا کہ فقہا کرام و محدثین عظام نے ترکہ کے یہ مسائل جو بیان فرماتے ہیں
اپنی طرف سے بیان نہیں فرماتے بلکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف سے بیان فرماتے ہیں۔

جن کتابوں میں یہ حدیث شریف مذکور ہے ان کتابوں کے نام مع حوالہ

(۱) مسند امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ (۲) مسند امام
احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۹ - ۳۰۹ - ۳۵۴ (جلد ۴) (۳) صحیح بخاری شریف
مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۹۹۴ جزو ۲ (۴) صحیح مسلم شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۲۴۴ جلد ۲ (۵)
جامع ترمذی شریف مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۳۰۵ جلد ۲ (۶) سنن ابوداؤد شریف مطبوعہ مجتبیٰ دہلی
صفحہ ۴۵ جلد ۲ (۷) سنن ابن ماجہ شریف مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ ۲۰۱ (۸) طحاوی شریف مطبوعہ جمیعہ برقی پریس
دہلی صفحہ ۴۲۵ جلد ۲ (۹) سنن کبریٰ للبیہقی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ہند صفحہ ۲۳۸ - ۲۳۹ جلد
(۱۰) مستدرک حاکم مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن صفحہ ۲۳۸ جلد ۴ (۱۱) تلخیص مستدرک للذہبی جلد
مستدرک مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن صفحہ ۳۳۸ (۱۲) سنن دارقطنی از حاشیہ مسند امام اعظم ابو حنیفہ
مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ (۱۳) سنن کبریٰ للنسائی از حاشیہ مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع
لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ (۱۴) جامع الصغیر للسیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۵ جلد ۲ (۱۵) معالم السنن شرح ابوداؤد مطبوعہ

مولوی مودودی صاحب اور غیر مقلدین خاص کر ابن قیم کو بہت مانتے ہیں اس نے بھی اپنی کتاب اعلام الموقعین مطبوعہ مصر
صفحہ ۳۱۸ - ۳۱۹ میں یہ حدیث نقل کی اور یہ بیان کیا کہ علم فرائض کا یہ قانون ہے کہ میت کا عصبہ لبید محروم ہو جاتا ہے
یعنی بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم۔ اسی طرح قاضی شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار کے صفحہ ۵۳ جلد ۶ میں یہ
حدیث نقل کی اور صفحہ ۵۶ میں اس پر اجماع و اتفاق نقل کیا لہذا مودودی صاحب کو بھی اعلان کر دینا چاہیے کہ بیٹے
کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم ہیں یہ قانون صراحتہ حدیث سے ثابت ہے۔

مصر صفحہ ۹ جلد ۲ د ۱۷، زرقانی شرح موطا امام مالک مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶۲ جلد ۲ د ۱۷، مرقاٹ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۸۶ جلد ۳ د ۱۷، حاشیہ موطا امام مالک مطبوعہ حیدرآباد دکن پریس دہلی صفحہ ۴۱۹ جلد ۱ د ۱۷، تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۵ جلد ۳ د ۱۷، تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۸ جلد ۱ د ۱۷، تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۷ جلد ۱ د ۱۷، تفسیر روح المعانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵ جلد ۶ د ۱۷، تفسیر ابن کثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۵۹۲ جلد ۱ د ۱۷، احکام القرآن للجبصاص الرازی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۲ جلد ۲ د ۱۷، تفسیر استفتا احمدیہ مطبوعہ حیدرآباد دکن پریس دہلی ۱۸۹ د ۱۷، کشف الغم عن جمیع الامم للامام عبدالوہاب الشمرانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۸ جلد ۲ د ۱۷، مسبوٹ الشمس للآئمہ سرہنسی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۱ جلد ۲۹ د ۱۷، شریفیہ شرح سراجی مطبوعہ محتبائی دہلی صفحہ ۸ د ۱۷، مجمع الانہر مطبوعہ مصر صفحہ ۷۴۷ جلد ۲ د ۱۷، دارالمتقی مطبوعہ مصر صفحہ ۷۴۷ جلد ۲ د ۱۷، عمدۃ القاری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷ جلد ۱۱ د ۱۷، فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ جلد ۱۲ د ۱۷، دیگر شروح بخاری میں بھی بلکہ سبے شمار کتب احادیث وفقہ میں اس حدیث شریف کو بیان کیا اور اس پر اعتماد کیا۔ بطور نمونہ چند کتابوں کے نام پیش کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام و آئمہ محدثین و آئمہ مفسرین و آئمہ اصولیین و فقہاء و کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب نے اس حدیث شریف کو صحیح و معتبر مانا ہے۔ اور بالاتفاق اس حدیث شریف سے کثرت سے مسائل کو ثابت کیا ہے آئمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے متقلدین سب نے اس پر اتفاق کیا کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی محروم ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں پوتے پوتی کی وراثت کے متعلق ترجمہ باب یوں لکھا۔
باب میراث ابن الابن اذ لم یکن لہ ابن یعنی جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کے پوتے کے وارث ہونے کا باب اس کے بعد حضرت زید بن ثابت کا تب وحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی دلائل و دلالات ابن ابی بن مع ابن یعنی میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی وارث نہیں پھر بخاری شریف میں اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرفوع متصل حدیث مذکور نقل کی۔

اس یہ حدیث متصل ہے اور بطور ارسال بھی مروی ہے مگر مرسل اس صورت میں متصل پر محمول ہے جیسا کہ عمدۃ القاری و فتح الباری شروح بخاری میں موجود ہے ۲ منہ ۱ منہ الخفوا الفرائض باہلہا الحدیث ۱۲ منہ

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں ہے وھذا الذی قالہ زید اجماع رعمدة القاری صفحہ ۹۹ جلد ۱۱
یعنی حضرت زید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی محروم ہے
یہ صرف حضرت زید صحابی کا قول نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کا بلکہ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰ جلد ۱۱ میں بھی اس مسئلہ پر اتفاق نقل کیا۔
نووی شرح مسلم میں امام اجل محدث نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا وقد اجمع
المسلمون علی ان ما بقی بعد الفروض فهو للعصبات ولقد مر الاقرب فالاقرب فلا یورث عما
بعید مع وجود قریب رصفحہ ۳۲ جلد ۲، یعنی تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جن ورثہ کے حصے شرعاً
معین ہیں ان کو شرعی حصے دینے کے بعد جو باقی رہے اسکے حقدار عصبات ہیں تو زیادہ قریبی کو ترتیب
دار مقدم کیا جائے گا۔ قریبی عصبہ کے ہوتے ہوئے عصبہ بعید کو وراثت نہیں ملے گی یعنی بیٹا موجود
ہے تو میت کا پوتا وارث نہ ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الا مرالمجتمع عندنا والذی ادرکت علیہ اهل العلم
ببلدنا فی فی النقص الموارث فان اجتمع الولد للصلب وولد الہ بن فکان فی الولد للصلب
ذکر فانه لامیراث معہ لا حد من ولد الہ بن یعنی وراثتوں کے حصول کے متعلق جس پر ہمارے نزدیک
اتفاق ہے اور مدینہ طیبہ کے اہل علم کو بھی اس پر متفق پایا۔ اس میں سے ایک قانون یہ ہے کہ اگر میت
کی اولاد میں بیٹا ہو اور میت کے بیٹے کی اولاد ہو تو میت کے لڑکے کی موجودگی میں میت کا پوتا
پوتی وراثت سے محروم ہے (موطا امام مالک مطبوعہ جدید برقی پریس دہلی صفحہ ۲۱۹)، حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی نے بھی اسکی تصدیق فرمائی۔

مصنف شرح موطا امام مالک میں شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر فرمایا اگر جمع شوند اولاد بے واسطہ باولاد
سپر و باشد در میان اولاد بے واسطہ مردے پس حکم این است کہ میراث نیست باو سچ کس را از اولاد
سپر دیکھئے شاہ صاحب نے صاف فیصلہ نقل فرمادیا کہ میت کا بیٹا ہو تو میت کے پوتے پوتی
محروم ہیں۔

امام عبدالوہاب شہرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کشف الغمہ میں حضرت زید صحابی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے یہ اسلامی قانون نقل فرمایا ولا یورث ولد ابن مع ابن ذکر صفحہ ۳۸ جلد ۲، یعنی بیٹے

کی موجودگی میں پوتے پوتی وارث نہیں۔

مبسوط میں ہے فان اجتمع اولاد الصلب واولاد الابن فان كان في اولاد الصلب ذكور فلا شيء لاولاد الابن ذكورا كانا وانا ثا او مختلفین (صفحہ ۱۲۱ جلد ۲۹ مطبوعہ مصر) یعنی اگر میت کی اولاد بھی ہے اور میت کے بیٹے کی اولاد بھی ہے تو اگر میت کی اولاد میں کوئی لڑکا ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔

مشرقیہ شرح سرساجی مطبوعہ بھبھائی دہلی۔ کما یجب اولاد الابن بالابن کذا اللہ یحب اولاد العلقات بالرحم واما۔ یعنی جس طرح میت کے بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے پوتیاں محروم ہیں اسی طرح میت کے حقیقی بھائی کی موجودگی میں میت کے علاقائی بھائی بہن محروم ہیں۔ کثرت سے کتب تفاسیر و احادیث و شروح و فقہ میں خصوصی طور پر یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی بہن بھائی بھتیجے ترکہ سے محروم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیٹے اور پوتے وغیرہ کی وراثت کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے کہ آج اسکا کوئی حل سوچا جا بلکہ اس مسئلہ کا حل اور فیصلہ عہد رسالت سے ہی ہو چکا ہے اس میں اختلاف کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ جناب حمیمہ صاحب اس فیصلہ کے ہونے کے باوجود کیوں اختلاف کر رہے ہیں۔ جناب حمیمہ صاحب کی پیش کردہ ترمیم اسلامی قانون کے بالکل خلاف ہے دوسرے لفظوں میں قرآن و حدیث کو اپنی رائے سے منسوخ کرنے کے مترادف ہے جس کی جرأت مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا۔

پوتے پوتی کی وراثت کا قانون

جس طرح قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ خصوصی طور پر ماں باپ۔ بیٹے۔ بیٹی۔ بھائی بہن خاوند بیوی کے ترکہ پانے کا ذکر ہے۔ اس طرح خصوصی طور پر پوتے اور پوتی کے ترکہ پانے کا ذکر نہیں۔ ہاں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو میت کا پوتا بیٹے کے حکم میں ہے۔ میت کی بیٹی بیٹا نہ ہو تو پوتی میت کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے کہ میت کی اولاد میت کے لڑکے لڑکیاں ہیں اور میت کے پوتے پوتی میت کی اولاد نہیں بلکہ میت کی اولاد کی اولاد ہیں دوسرے

لفظوں میں رٹکارٹ کی میت کی اولاد بلا واسطہ ہے اور پوتا پوتی میت کی اولاد ہے مگر رٹکارٹ کے واسطہ سے بیٹے اور پوتے میں عقلاً و شرعاً یہ فرق کرنا ضروری ہے وراثت کا قانون بھی اس حقیقت پر مبنی ہے۔ لہذا اس ترمیمی بل میں بیٹے اور اور پوتے کو ترکہ کا برابر حصہ دینا خلاف شرع مطہر ہے اور خلاف عقل بھی ہے۔

نکتہ: بطور مثال زید کے دو رٹکارٹ کے اور ایک رٹکارٹ کے یہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی اولاد ہے۔ تو زید کے خاندان کی یہ تین شاخیں علیحدہ علیحدہ ہو گئیں۔ ایک رٹکارٹ کی اولاد ایک شاخ۔ دوسرے رٹکارٹ کی اولاد دوسری شاخ۔ رٹکارٹ کی اولاد تیسری شاخ۔ رٹکارٹ کی اولاد کی نسبت رٹکارٹ کے خاوند یعنی زید کے داماد کی طرف۔ رٹکارٹ کے اولاد کی نسبت رٹکارٹ کے کی طرف۔ یہ تینوں شاخیں شرعاً مختلف اسی نئے زید کے رٹکارٹ کی رٹکارٹ کا نکاح زید کے دوسرے رٹکارٹ کے رٹکارٹ کے ساتھ شرعاً جائز ہے حالانکہ رٹکارٹ زید کی پوتی ہے اور رٹکارٹ کا پوتا۔ اسی طرح زید کی رٹکارٹ کے رٹکارٹ کے یعنی نواسے کے ساتھ زید کی پوتی کا نکاح جائز ہے۔ حالانکہ زید کے رٹکارٹ کے اور رٹکارٹ میں آپس میں نکاح شرعاً حرام ہے۔ تو غور کیجئے کہ پوتے پوتی اور نواسے کے نکاح کے متعلق شرعی قانون اور ہے اور رٹکارٹ کے رٹکارٹ بھائی کے نکاح کے بارے میں شرعی قانون دوسرا۔ وہ جائز ہے اور یہ حرام۔ دوسرے لفظوں میں زید کا رٹکارٹ کا زید کی رٹکارٹ کے نکاح سے شرعاً محروم اور زید کا پوتا زید کی پوتی سے زید کا نواسہ زید کی پوتی سے نکاح کر سکتا ہے محروم نہیں۔ رٹکارٹ کے رٹکارٹ کے نکاح سے محروم رہنا یہ شرعاً کوئی نقص کی چیز نہیں۔ اور پوتے پوتی کا آپس میں نکاح جائز ہونا یہ بھی کوئی نقص نہیں۔ اسی طرح بیٹے کی موجودگی میں پوتے کا ترکہ سے محروم رہنا کوئی نقص و عیب کی بات نہیں جیسے نکاح کے مسئلہ میں رٹکارٹ کے رٹکارٹ کا درجہ اور ہے اور پوتے پوتی کا درجہ دوسرا ہے۔ اسی طرح وراثت کے قانون میں رٹکارٹ اور پوتے کے درجہ میں فرق ہے یہ فرق کرنا ایک شرعی حقیقت ہے جس پر عقل شاہد ہے اور یہ حقیقت وراثت کے قانون اسلامی کی بنیاد ہے جس کو جناب حمید صاحب اپنے تخیل سے مٹانے کی کوشش میں ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ رٹکارٹ اور رٹکارٹ کے ترکہ پاتے ہیں اور رٹکارٹ کی موجودگی میں پوتا اور پوتی ترکہ کیوں نہیں پاتے تو اس سے دریافت کرو کہ پوتا پوتی آپس میں نکاح سے محروم نہیں اور رٹکارٹ کا رٹکارٹ آپس میں نکاح سے کیوں محروم ہیں تو اس کے متعلق یہی جواب دیا جائے گا کہ شرعی قانون سے رٹکارٹ کا نکاح ناجائز ہے تو وراثت کے متعلق بھی یہی جواب ہے کہ شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی ترکہ نہیں پاتے۔ شرعی قانون پر ہر مسئلہ کی انتہا ہے مگر ترمیمی بل کی انتہا شرعی قانون پر نہیں بلکہ اس کا منشا صرف تخیل ہے۔

جناب چیمہ صاحب قانون وراثت میں لڑکے لڑکی پوتے پوتی کو ایک درجہ میں تصور کر رہے ہیں کیا چیمہ صاحب قانون نکاح میں پوتے پوتی کو لڑکے لڑکی کے درجہ میں برابر تصور کریں گے اور پوتے پوتی کے نکاح کو مثل لڑکے لڑکی کے نکاح کے حرام قرار دیں گے۔

پوتے پوتی کی وراثت کی تشکیل

۱۔ اگر میت کا بیٹا نہیں ہے اور پوتا پوتی ہے تو اگر میت کے ورثاء میں سے اصحاب فرائض ہیں تو ان ورثاء کو پہلے ان کے شرعی حصے دئے جائیں گے اور جو باقی رہے گا وہ پوتا پوتی پائیں گے۔ یعنی پوتے کا حصہ پوتی کے حصہ سے دوگنا ہوگا۔ اور اگر میت کے اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو میت کا کل ترکہ پوتے پوتی کو ملے گا۔

۲۔ میت کا پوتا ہے اور بھائی یا بھتیجا یا چچا کا لڑکا ہے تو اس صورت میں کل ترکہ صرف پوتے کو ملے گا۔ اور میت کا بھائی یا بھتیجا یا چچا کا لڑکا سب محروم ہیں۔

۳۔ اگر میت کے ورثاء میں سے لڑکا لڑکی نہیں ہے۔ بلکہ پوتی ہے تو پوتی کے لئے شرعاً کل ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے۔

۴۔ اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ پوتیاں ہیں اور میت کے لڑکا لڑکی نہیں تو ان کے لئے شرعاً کل ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے۔

۵۔ اگر میت کے ورثاء میں سے ایک لڑکی ہے اور ایک پوتی بھی ہے تو لڑکی کو کل ترکہ کا نصف ۱/۲ حصہ ملتا ہے اور پوتی کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہے یعنی ۱/۶۔

۶۔ اگر میت کے ورثاء میں سے دو لڑکیاں ہیں اور پوتی ہے تو دو لڑکیوں کو دو تہائی حصہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی۔

۷۔ اگر پوتی کے ساتھ پوتا بھی ہے یا پوتی کے درجہ سے نیچے پوتا ہے تو پوتا پوتی مل کر عصبہ ہو جائیں گے اور جو ترکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد باقی رہے گا پوتا پوتی اس کے حقدار ہیں۔ پوتے کو پوتی سے دوگنا ملے گا۔

۸۔ اگر میت کا لڑکا موجود ہو تو میت کے پوتے پوتیاں سب محروم ہیں۔

بہن بھائی کے ترکہ پانے کا بیان

۱۔ اگر میت کے اصول و فروع ہوں یعنی باپ دادا۔ لڑکا لڑکی۔ پوتا پوتی نہ ہوں اور میت کی ایک بہن ہو تو شرعاً اس کے لئے ترکہ کا نصف حصہ مقرر ہے۔

۲۔ اور اگر دنیا دوسے زیادہ بہنیں ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصہ مقرر ہے۔

۳۔ اور اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہے تو بہن عصبہ ہو جائے گی۔ اور اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو باقی رہے گا وہ بہن بھائی میں تقسیم ہوگا۔ بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا۔

۴۔ اگر میت کی بیٹی یا پوتی ہے تو بہن کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں۔ بلکہ بہن عصبہ ہے اصحاب فرائض کے بعد جو باقی رہے وہ بہن کو ملے گا۔

۵۔ میت کا باپ یا دادا موجود ہو یا میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو تو میت کے بھائی بہن ترکہ سے محروم ہیں۔

۶۔ میت کا بھائی موجود ہے اور میت کا بھتیجا یا میت کا چچا یا چچا کا لڑکا موجود ہے تو میت کا ترکہ اس

صورت میں صرف میت کے بھائی کو ملے گا۔ کیونکہ وہ عصبہ اقرب ہے اور میت کا بھتیجا اور میت کا

چچا اور چچا کا لڑکا محروم ہیں۔ کیونکہ یہ میت کے عصبہ البعد ہیں۔ اور عصبہ اقرب کی موجودگی میں عصبہ البعد کا

محروم ہونا اسلامی قانون ہے۔ یہ حقیقی بہن بھائی کے ترکہ کی تشکیل ہے۔ علاقہ بہن بھائی کو اور اخیانی بہن بھائی

کو حسب قانون اسلامی ترکہ ملتا ہے جس کی تفصیل کتب فرائض میں ہے۔ طوالت کے خوف سے یہاں

بیان نہیں کی۔

براہِ ادران اسلام ذرا غور کیجئے کہ دراشت کے متعلق اسلامی قانون نے پوتے پوتی کو مطلقاً محروم

نہیں کیا بلکہ قرآن و حدیث کی بیان کردہ ترتیب سے شرعاً ان کو ترکہ ملتا ہے مگر جناب حمید صاحب

قرآن و حدیث کے قانون کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق دراشت کا

قانون چلے اور جو اسلامی قانون آج تک مسلمانوں میں جاری ہے وہ بند ہو جائے۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔

قرآن و حدیث کا قانون متعلق دراشت

اور ترمیمی بل کی دفعہ ۲ الف کی حقیقت

اب وراثت کے چند مسائل بیان کئے جاتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلامی قانون سے وارث کو کیا ملتا ہے اور جناب چیمہ صاحب قانون اسلام کی مخالفت کر کے وارث کو کیا حق دلار ہے ہیں

۱۔ ایک شخص کا انتقال اس نے ایک لڑکا اور ایک پوتی چھوڑی۔ تو اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ لڑکے کو ملتا ہے اور پوتی محروم ہے۔

| مسئلہ ۱ | |
|---------|-------|
| لڑکا | پوتی |
| ۱ | محروم |

چیمہ صاحب چونکہ پوتی کے مردہ باپ کو زندہ تصور کرتے ہیں تو گویا میت کے انتقال کے وقت دو بیٹے ہیں لہذا ایک بیٹے کو آدھا ملے گا اور مردہ بیٹے کو بھی آدھا ملے گا اور وہ آدھا ترکہ اس لڑکی یعنی میت کی پوتی پائے گی۔

قرآن پاک نے تو لڑکے کو لڑکی سے دو گنا ترکہ دیا مگر چیمہ صاحب ہیں کہ لڑکے کو پوتی کے برابر وراثت کا حصہ دلار ہے ہیں جو کہ قرآن پاک کے خلاف ہے چیمہ صاحب نے بڑی بہادری کی کہ قرآن نے تو لڑکی کو لڑکے کے حصے سے آدھا دلایا تھا اور چیمہ صاحب میت کی پوتی کو لڑکے کے برابر دلار ہے ہیں۔ یعنی پوتی کا حصہ ترکہ میں چیمہ صاحب کے نزدیک لڑکی سے بھی دو گنا ہے۔ کتنا صریح ظلم ہے۔

میت نے ایک لڑکا اور ایک نواسہ یعنی لڑکی کا لڑکا چھوڑا

۲۔ اسلامی قانون کے مطابق میت کے لڑکے کو کل ترکہ ملتا ہے اور نواسا محروم ہے کیونکہ لڑکا قریبی عصبہ ہے اور نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ نہیں ملتا۔

| مسئلہ ۲ | |
|---------|-------|
| لڑکا | نواسا |
| ۱ | محروم |

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ لڑکی کو زندہ تصور کیا جائے گا تو ترکہ میں سے لڑکے کو دو گنا اور لڑکی کو اس سے آدھا ملے گا یعنی لڑکے کو کل ترکہ کا ۲/۳ اور لڑکی کو ۱/۳ اور لڑکی کا یہ ترکہ لڑکی کا لڑکا یعنی نواسا پائے گا۔

حالانکہ اسلامی قانون کے مطابق لڑکے کی موجودگی میں نواسا محروم ہے کیونکہ نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں کتنا ظلم ہے کہ لڑکے کے شرعی حصے سے کم کر کے نواسے کو زبردستی حصہ دلایا جا رہا ہے اور نواسے کو ذوی الارحام سے نکال کر اصحاب فرائض میں داخل کیا جا رہا ہے۔

میرت نے ایک لڑکا اور ایک پوتا چھوڑا

(۳)

اسلامی قانون کے مطابق کل ترکہ بیٹے کو ملے گا اور پوتا محروم ہے چیمہ صاحب مسئلہ ۱
 کی رائے کے مطابق پوتے کے مردہ باپ کو زندہ تصور کیا تو میرت کے دو لڑکے ہوئے۔
 تو آدھا ترکہ ہر ایک کو ملے گا۔ مردہ بیٹے نے جو آدھا لیا وہ اس کے لڑکے یعنی میرت کے پوتے نے لے لیا۔
 اسلامی قانون تو اس صورت میں بیٹے کو پورا ترکہ دلاتا ہے مگر چیمہ صاحب مسئلہ ۲
 اس کا آدھا ترکہ چھین کر پوتے کو دلا رہے ہیں یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ حدیث شریف
 میں تو صراحت فرمایا کہ قریب تر مرد کو دیا جائے مگر چیمہ صاحب کھلم کھلا حدیث شریف کی مخالفت کر رہے
 ہیں اور قریب و بعید کا امتیاز اٹھا رہے ہیں۔

میرت نے ایک لڑکی ایک نواسا اور ایک بھائی چھوڑا

۴ :- اسلامی قانون سے تو کل ترکہ کا آدھا حصہ لڑکی کو ملتا ہے اور باقی آدھا عصبہ ہونے کی حیثیت سے
 بھائی کو ملتا ہے اور نواسا محروم ہے۔ جناب چیمہ صاحب کی رائے لڑکی نواسا بھائی
 کے مطابق مردہ بیٹی کو زندہ تصور کیا جائے گا لہذا میرت کی دو لڑکیاں ہوں گی۔
 اور ایک بھائی۔ دو لڑکیوں کو دو تہائی بلا یعنی ۲/۳ اور باقی ایک تہائی ۱/۳ بھائی کو ملا اور مردہ لڑکی کو جو ایک تہائی
 بلا وہ چیمہ صاحب کے نزدیک اس کے لڑکے یعنی میرت نے لے لیا۔ مسئلہ ۳
 قرآن پاک کا تو صریح ارشاد ہے وان کانت واحدة فاما النصف و سیرہ نساء لڑکی نواسا بھائی
 رکوع ۲ پارہ ۴) یعنی اگر میرت کی ایک لڑکی ہو تو اس کو کل ترکہ کا آدھا ملتا ہے۔ مگر جناب چیمہ صاحب قرآن پاک
 کے قانون کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ ایک لڑکی کو آدھے حصے کے بجائے تہائی حصہ دلا رہے ہیں۔ کیا
 یہ قرآن کی صریح مخالفت نہیں۔ نواسا ذوی الارحام میں سے ہے اور چیمہ صاحب اس کو زبردستی اصحاب
 فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

میرت نے ایک بہن ایک بھتیجی اور ایک چچا کو چھوڑا

۵ :- اسلامی قانون کے مطابق آدھا ترکہ ۱/۲ بہن کو ملے گا اور آدھا ترکہ ۱/۲ چچا کو ملے گا اور بھتیجی محروم

مسئلہ ۲

چچا

بھتیجی
محروم

بہن

ہے مگر جناب چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق
میت کا بھائی زندہ تصور کیا جائے گا تو بہن کو تہائی
ترکہ ۱/۲ ملے گا۔ اور بھائی کو دو تہائی ملے اور چچا محروم۔

چچا
محرومبھتیجی
۲بہن
۱

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا۔ ان اموراً هلك ليس له ولد وله اخنت فلها نصف ما تركت کہ بہن
کے لئے فل ترکہ کا نصف حصہ ہے مگر چیمہ صاحب قرآن پاک کی اس آیت کی کھلی مخالفت کر رہے ہیں
بہن کو بجائے آدھے ترکہ کے تہائی ترکہ دلا رہے ہیں اور بھتیجی جو محروم ہے اسکو بہن سے دو گنا دلا رہے
ہیں۔ یہ بے چیمہ صاحب کی ترمیم کی باطل حقیقت۔ حدیث شریف تو چچا کو اس صورت میں باقی ترکہ
دلائے اور بھتیجی کو محروم بتائے مگر چیمہ صاحب حدیث کی صریح مخالفت کر رہے ہیں جس کو حدیث
نے ترکہ سے محروم بتایا اسکو چیمہ صاحب ترکہ دلا رہے ہیں اور جس کو حدیث کی رو سے ترکہ ملتا ہے اسکو
چیمہ صاحب محروم ٹھہرا رہے ہیں اس ظلم کی کوئی حد بھی ہے۔

(۶) میت نے دو بہنیں ایک بہن کی لڑکی یعنی بھانجی اور ایک چچا چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق دو بہنوں کو دو تہائی ۲/۳ اور باقی ترکہ ۱/۳ چچا کو اور بھانجی محروم ہے۔
چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق اس میت کی مردہ ہیں
کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ تو اس صورت میں ترکہ کے نو حصے
ہوں گے۔ ان میں سے دو حصے ہر بہن کو ملیں گے اور دو حصے مردہ بہن کی لڑکی کو یعنی میت کی بھانجی
کو ملیں گے اور تین حصے چچا کو ملیں گے۔

مسئلہ ۹
حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا فان كانتا اثنتين فلهما الثلثان مما تركت کہ میت کی دو بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی ترکہ ملتا ہے۔ مگر چیمہ صاحب
دو بہنوں کو دو تہائی سے کم دلا رہے ہیں یعنی نو حصوں میں سے چار حصے حالانکہ قرآن پاک کے مطابق
ان دو بہنوں کو نو حصوں میں سے دو تہائی یعنی چھ حصے ملتے ہیں۔ چیمہ صاحب کی اس ترمیم میں قرآن کریم

کی صریح مخالفت ہے۔ بھائی جو فدی الارحام میں سے ہے چیمہ صاحب اسکو زبردستی اصحاب فرائض میں داخل کر رہے ہیں۔

میت نے ایک بھائی اور ایک بھتیجا چھوڑا

(۷) اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ میت کا زیادہ قریبی عصبہ ہے لہذا اسکو کل ترکہ ملے گا اور بھتیجا عصبہ بعید ہے لہذا وہ اس صورت میں ترکہ سے محروم ہے۔

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق بھتیجے کے باپ کو بھائی

بھتیجا محروم

زندہ تصور کیا جائے گا لہذا اودھا ترکہ بھائی کو ملے گا۔ اور اودھا بھتیجے کو حدیث شریف میں توفریا یا کہ زیادہ قریبی عصبہ کو دو مگر چیمہ صاحب حدیث کی مخالفت کر کے عصبہ قریب کا ترکہ چھین عصبہ بعید کو بھی دلا رہے ہیں۔ حدیث کی کتنی کھلی مخالفت ہے۔ مولیٰ عزوجل ہدایت دے۔

میت نے ایک بھائی اور بھانجہ چھوڑا

(۸) اسلامی قانون کے مطابق بھائی چونکہ عصبہ ہے لہذا وہ کل ترکہ پائے گا اور بھانجہ چونکہ فدی الارحام میں سے ہے لہذا وہ اس صورت میں عصبہ محروم ہے۔

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق مردہ بہن کو بھائی

بھانجہ محروم

زندہ تصور کیا جائے گا لہذا بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا۔ یعنی بھائی کو دو تہائی ۲/۳ اور بہن کو تہائی ۱/۳ ملے گا۔ اور بہن کا ترکہ ۱/۳ اس کا لڑکا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا۔

حدیث کی رو سے تو ترکہ صرف بھائی کو ملتا ہے اور

بھائی ۲ بھانجہ ۱

بھانجہ محروم ہے۔ مگر چیمہ صاحب بھائی کے ترکہ سے کئی کر کے زبردستی ایک تہائی بھانجے کو اپنی ناجائز ترمیم سے دلا رہے ہیں اور بھانجے کو فدی الارحام سے نکال کر عصبہ سے کی جہانت میں شامل کر رہے ہیں چیمہ صاحب کی ترمیم کیلئے قرآن و حدیث کی مخالفت کا کھلا ہوا دفتر ہے۔

میت نے ایک بھائی ایک بہن اور ایک بہن کا لڑکا یعنی بھانجہ چھوڑا

(۹) اسلامی قانون کے مطابق بھائی کو دو تہائی ۲/۳ اور بہن کو ایک تہائی ۱/۳ ملتا ہے اور بھانجہ چونکہ فدی الارحام میں سے ہے لہذا عصبہ کی موجودگی میں محروم ہے۔

چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق میت کی مردہ بہن کو بھائی

بھائی ۲ بہن ۱ بھانجہ محروم

زندہ تصور کیا جائے گا۔ لہذا میت کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آدھا میت کے بھائی کو ملے گا اور ایک چوتھائی
 ۱۲ ہر ایک بہن کو ملے گا اور ایک چوتھائی ۱۲ مردہ بہن کا رٹ کا یعنی میت کا بھانجہ پائے گا۔ مسئلہ ۲

حالانکہ قرآن پاک میں فرمایا وان كانوا اخوانا حوثلا رجالا ونساء فللذکر البھائی بہن بھانجہ
 مثل حفظ الرثیین۔ یعنی اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو بھائی کو بہن سے دو گنا ملے گا۔ مگر چیمہ صاحب قرآن
 پاک کی اس آیت کی صریح مخالفت کر رہے ہیں۔ بہن بھائی کے حصہ سے غصب کر کے اسلامی قانون کے
 خلاف بھانجہ کو دلا رہے ہیں اور بھانجہ کو ذوی الارحام کی جماعت سے نکال کر عصبیات کے حلقہ میں شامل کر
 رہے ہیں نہ معلوم چیمہ صاحب کی یہ ناجائز ترمیم قرآن و حدیث کی مخالفت میں کیا کیا رنگ لائے گی۔

میت نے ایک چچا اور ایک چچا کی بیٹی کو چھوڑا

اسلامی قانون کے مطابق اس صورت میں کل ترکہ چچا کو ملتا ہے کیونکہ وہ میت کا عصبہ ہے اور

چچا کی بیٹی ذوی الارحام میں سے ہے اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہیں اور چیمہ صاحب
 کی رائے کے مطابق میت کے مردہ چچا کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ چچا ۱
 لہذا میت کا آدھا ترکہ اسکے چچا کو ملے گا اور باقی آدھا ترکہ چچا کی بیٹی ۲
 کو اس کے باپ کا حصہ ملے گا۔ چچا کی بیٹی کی شرعاً ذوی الارحام میں سے ہے مسئلہ ۲
 ہے مگر چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق وہ عصبیات کے حکم میں شامل ہے۔ چچا ۱
 ہے جو کسی طرح شرعاً جائز نہیں اس طرح کثرت سے مسائل ہیں کہ جن میں ترمیمی بل کے مطابق فیصلہ کرنے سے

قرآن و حدیث کے قانون و فیصلہ کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔ چچا ۱
 چچا کی بیٹی ۲

اس تفصیل کی اجمالی تعبیر

ترمیمی بل کا فیصلہ

قرآن و حدیث کا فیصلہ

۱، ترمیمی بل کی رو سے رٹ کی کو نصف ترکہ کی بجائے
 تہائی ۱۲ ملتا ہے۔

۱، قرآن پاک میں ہے کہ اگر ایک رٹ کی ہو تو اسکو
 کل ترکہ کا نصف ملتا ہے۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۱)

دسورہ شہرہ رکوع ۲ پارہ ۲

(۲) قرآن پاک میں ہے میت کی دو بہنیں ہوں تو میت کے ترکہ سے ان کو دو تہائی ۲ ملتا ہے (سورہ نساء اور کوع آخری)،

(۳) قرآن پاک میں ہے کہ میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو ایک بہن کو وراثت کا آدھا حصہ ملتا ہے (سورہ نساء رکع آخری)،

(۴) حدیث شریف کی رو سے میت کے رٹکے کی موجودگی میں پوتا پوتی۔ نواسے۔ نواسی ترکہ سے محروم ہیں۔

(۵) حدیث شریف کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا۔ میت کا بھانجا بھانجی محروم ہیں۔

(۶) حدیث کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی رٹکی محروم ہے۔

(۲) ترمیمی بل کی رو سے دو بہنوں کو ترکہ دو تہائی ۲ سے کم ملتا ہے۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ ۷۱)

(۳) اس بل کے مطابق بہن کو آدھے ۱ ترکہ کی بجائے تہائی ۳ ملتا ہے۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۵)

(۴) ترمیمی بل کی رو سے میت کے رٹکے کی موجودگی میں میت کا پوتا پوتی۔ نواسا نواسی محروم نہیں۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ ۷۲ ۷۳ ۷۴)

(۵) ترمیمی بل کی رو سے میت کے بھائی کی موجودگی میں میت کا بھتیجا۔ بھانجا۔ بھانجی محروم نہیں۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ ۷۵ ۷۶ ۷۷)

(۶) ترمیمی بل کی رو سے میت کے چچا کی موجودگی میں چچا کی رٹکی محروم نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ وراثت کے شرعی اسلامی قانون میں اس ترمیم کی تجویز سے قرآن و حدیث میں تغیر و تبدل لازم آتا ہے جو کسی طرح درست نہیں۔ قرآن پاک ایک کامل و مکمل کتاب ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً اور حدیث شریف قرآن پاک کی تفسیر ہے تو اس ترمیم کو جائز رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ قرآن پاک مکمل کتاب نہیں اور دین اسلام مکمل دین نہیں۔ قرآن پاک و دین اسلام کے قانون وراثت میں گویا کمی تھی اور آج چیمہ صاحب نے اس ترمیم سے اس کمی کو پورا کیا۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔ ترمیمی بل میں وراثت کے متعلق قدیم اسلامی قانون کے بارے میں یوں کہنا کہ روح اسلام کے مطابق نہیں۔ سراسر غلط ہے اور شریعت کی مخالفت میں سخت جرأت و جسارت ہے۔

وراثت کے متعلق قدیمی اسلامی قانون مروج روح اسلام کے عین مطابق ہے مگر چیمہ صاحب کی پیش کردہ ترمیم روح اسلام کے سراسر مخالف ہے

اس مضمون کو سمجھنے کے لیے یہ جانتا ضروری ہے کہ روح اسلام کیا ہے۔ روح اسلام قرآن پاک ہے۔ روح اسلام پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں۔ قرآن پاک روح اسلام ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

آیت علیٰ وکذا لک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ آیت علیٰ یُنزل المثلثۃ بالروح من امرنا۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۵ جلد ۵ میں امام رازی نے یہ فرمایا کہ ان دونوں آیتوں میں روح سے مراد قرآن پاک ہے ظاہر ہے کہ روح سے شے کی زندگی ہے۔ قرآن پاک سے اسلام زندہ ہے لہذا قرآن پاک روح اسلام ہے اور دین اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام اور دین اسلام کے غلبہ کے لئے اور دین اسلام کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر قرآن پاک نازل فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہا علی الدین کلہ اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام روح اسلام ہیں۔ اسی لئے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء طیبہ میں سے ایک نام روح الحق ہے۔ حق سے مراد دین و ایمان بھی ہے تو روح الحق کے معنی ہوئے روح دین۔ روح ایمان بیشک ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دین اسلام کی روح ہیں ایمان کی روح ہیں۔ جب واضح ہو گیا کہ روح اسلام قرآن پاک اور روح اسلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو جو قانون قرآن و حدیث کے مطابق ہے وہ قانون روح اسلام کے مطابق ہے اور جو قانون قرآن و حدیث کے مخالف ہے وہ قانون روح اسلام کے مخالف ہے۔ اس سے قبل نہایت وضاحت کے ساتھ کئی مثالیں دیکھ ظاہر کر دیا کہ وراثت کے متعلق چیمہ صاحب کی تجویز کردہ ترمیم یقیناً قرآن و حدیث کے مخالف ہے لہذا واضح ہو گیا کہ درحقیقت یہ پیش کردہ ترمیم ہی روح اسلام کے مخالف ہے نہ کہ اسلامی قانون جو کہ قدیم سے مروج ہے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۵۔

ہے۔ کیونکہ وہ تور و روح اسلام کے عین مطابق ہے۔

ترمیمی بل کی یہ عبارت ہے۔ پہلے فوت شدہ لڑکے یا لڑکی۔ بھائی بہن کی اولاد متوفی کا ترکہ نہیں

پاتی۔ قانون شریعت میں ایسی کوئی صریح بندش نہیں جو کہ اولاد کو ترکہ پاسنے سے روکے۔

ترمیمی بل کی یہ عبارت سراسر واقع کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث سے تحریر مذکور میں نے

ثابت کر دیا ہے کہ اس کی صریح بندش ہے۔ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی کو ترکہ دینے کی بندش حدیث

سے صراحتہ ثابت ہے۔ اور قرآن پاک میں ورثاء کے جو حصے مقرر کئے ہیں اس تجویز کردہ ترمیم کے پیش

نظر ان مقرر شدہ حصوں میں تغیر و تبدل لازم آتا ہے جو قرآن پاک کے صریح مخالف ہے۔ اسلامی قانون

کے مطابق اور چیمہ صاحب کی رائے کے مطابق اس عنوان میں جو مثالیں بیان کی ہیں ان مثالوں سے

یہ بات روشن ہے کہ چیمہ صاحب کی ترمیم قرآن و حدیث کے سراسر مخالف ہے۔

ترمیمی بل کی اس عبارت اس قانون کا موجودہ تخیل پہلے فوت ہونے والے لڑکے لڑکی بھائی بہن کے

بچوں کی زندگی تباہ حال بنا دینا ہے۔ قانون کو اسلامی روح کے مطابق بنانے کے لئے متذکرہ ترمیم کی گئی ہے

میں دین اسلام کے متعلق سخت تنقیص کی گئی ہے۔ معاذ اللہ گویا چیمہ صاحب کے نزدیک آج تک جو

کے متعلق اسلامی قانون رائج رہا وہ نامکمل تھا اور ترکہ نہ پاسنے والے بچوں کی زندگی تباہ کرنے والا تھا۔ آج

مک کسی نے بھی ایسے بچوں کو زندگی کی تباہی سے نہیں نکالا۔ نہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ خلفاء راشدین

حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق اعظم حضرت عثمان غنی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

نے اور نہ فقہاء کرام نے اور نہ اولیاء کاملین نے نہ مبلغین اسلام نے نہ سلاطین اسلام نے اور نہ آج تک

کسی مسلمان نے مگر اس چودھویں صدی میں جناب چیمہ صاحب ان بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچائیں گے

چیمہ صاحب کے نزدیک قرآن و حدیث نے تو تباہی سے نہیں بچایا اور خود چیمہ صاحب اس ترمیم

سے مذکور بچوں کی زندگی کو تباہی سے بچانے کے لئے اٹھے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چیمہ صاحب خود جو ترمیم پیش کر رہے ہیں اس ترمیم کا ثبوت ان کے پاس نہ قرآن پاک میں ہے

اور نہ حدیث پاک میں ہے نہ روایات و آثار میں ہے نہ کتب فقہ میں ہے صرف چیمہ صاحب نے اپنے

تخیل و توہم کی من گھڑت ترمیم پیش کی ہے اور آج تو زمانہ ایسا نازک ہے کہ کوئی جھوٹ سے جھوٹ

بات کہہ دے۔ قرآن و حدیث کی مخالفت کرے خواہ کوئی پیدا ہو کر آج رب ہونے کا دعویٰ کرے

یابی ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس ترمیم کی شرعا کوئی حقیقت نہیں۔ دین اسلام میں اسکا کوئی وزن نہیں۔ صرف ایک فرضی جعلی ترمیم ہے۔ ترمیمی بل کی نئی دفعہ ۲ الٹ اگر کسی بیٹے یا بیٹی بھائی یا بہن کی موت ایسے وقت واقع ہو جائے جب کہ وہ شخص زندہ ہو جسکا ترکہ اسے ملنا ہے تو ان کے ورثاء کو ترکہ ایسے ہی ملے گا۔ گویا کہ بوقت کھلنے ترکہ

وہ ابھی زندہ تھے یعنی یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ جس کا ترکہ تقسیم ہونا ہے اس کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ یہ عجیب تخیل ہے کہ مردہ کو زندہ تصور کر داور زندہ کو مردہ یہ بھی کوئی اسلامی بات ہے۔ اسلام تو ایک حقیقت ہے۔ اسلام ایک تخیل و توہم کا نام نہیں بلکہ اسلام کے قوانین و ضوابط و فروع سب حقیقت پر مبنی ہیں۔ مگر جناب چیمہ صاحب ہیں کہ اپنے تخیل و توہم کو قانون اسلام کی بنیاد سمجھ رہے ہیں۔ چیمہ صاحب کی یہ ترمیم صرف خیالی بناوٹ ہے۔ جسکا قانون اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایسے خیالی اور جعلی تخیل سے پاک ہے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ قرآن و حدیث سے جو اسلامی قانون نکلا ہوا ابتداء اسلام سے اب تک جاری ہو اور حقیقت نفس الامری ہو اس کو ترمیمی بل میں تخیل بتا کر مٹانے کی کوشش کی جائے۔ یعنی جس قانون کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہو وہ قانون تو نہ رہے مگر چیمہ صاحب جو صرف خیالی دنیا میں ایک تخیل گڑھ لیں اسکو مسلمانوں میں جاری کیا جائے یہ بھی کوئی انصاف ہے۔ کل کو اگر کوئی ترمیمی بل کو دیکھ یہ کہے کہ جس عورت کا شوہر زندہ ہے اسکو مردہ تصور کر لیا جائے۔ لہذا اس صورت میں اسکی منکوحہ عورت کا نکاح دوسرے سے جائز ہے اور جس بیوہ کا خاوند مرچکا ہے تو تصور کر لیا جائے کہ اسکا خاوند زندہ ہے لہذا اس بیوہ عورت کا بعد عدت کے بھی نکاح کبھی جائز نہیں تو نکاح کے مسائل کے متعلق یہ ترمیمی بل پیش کرے تو جناب چیمہ صاحب اسکا کیا جواب دیں گے جس قانون سے چیمہ صاحب نکاح کے متعلق اس ترمیم کا جواب دیں گے اسی قانون سے چیمہ صاحب وراثت کے متعلق اپنی پیش کردہ ترمیم کا جواب تصور کریں۔ ہمارے نزدیک تو اسکا جواب سہل ہے وہ یہ ہے کہ منکوحہ کا نکاح شرعی قانون سے دوسرے سے نہیں ہو سکتا اسی طرح بیوہ کا نکاح عدت کے بعد شرعی قانون سے جائز ہے یونہی شرعی قانون سے بیٹے کی موجودگی پوتے پوتی کو وراثت کا حق نہیں پہنچتا۔ اس میں اعتراض کی کوئی بات ہی نہیں۔ شرعی قانون کے آگے ہر مسلمان کو سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔

چیمہ صنا کی ترمیم چونکہ قرآن و حدیث کینخلاف ہے لہذا چیمہ صنا پر شرعاً لازم ہے

کہ اپنی ترمیم واپس لے لیں اور قرآن و حدیث کے قانون کو تسلیم کریں یوں ہی حکام و رعایا سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق چلیں اسی میں سناوت ہے وما علینا الا البلاغ۔

چیمہ صنا حسب سے گزارش۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ قرآن پاک میں یا حدیث شریف میں یا کتب فقہ میں آپ کی اس تجویز کردہ ترمیم کا کوئی ثبوت ہے۔ بے تو کہاں۔ نہیں تو آپ اسلامی قانون مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا ولی یا کسی مسلمان نے قانون وراثت کے متعلق آپ کی تجویز کردہ ترمیم پیش کی ہے۔ اگر کی ہے تو کس نے۔ اسکا ثبوت دیں۔ اگر نہیں پیش کی تو کیوں۔

کسی وارث کے حق وراثت میں کمی کرنا پوالے کے لئے وعید

حنوبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من قطع میراثاً فرضہ اللہ قطع اللہ میراثہ من الجنة (تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۵ جلد ۳) یعنی اللہ تعالیٰ نے وارث کے لئے جو حصہ معین فرمایا ہے جو شخص اس وارث کو اس کے حصہ وراثت سے محروم کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے شخص کو جنت سے محروم کرے گا۔ نیز حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان الرجل یعمل بعمل اہل الجنة سبعین سنۃ وجائی ذبیۃ یتختم لہ بشر عملہ فیدخل النار وان الرجل لیعمل بعمل اہل النار سبعین سنۃ فیدل فی وصیۃ یتختم لہ بخیر عملہ فیدخل الجنة۔

(تفسیر کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۵ جلد ۳) یعنی بے شک آدمی ستر سال اہل جنت کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے اور وصیت میں ظلم کرتا ہے تو ایسے شخص کا خاتمہ زیادہ بُرے عمل پر ہوگا تو ایسا آدمی دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور بیشک آدمی ستر سال اہل دوزخ کے عمل کے مطابق کام کرتا ہے اور وصیت میں عدل کرتا ہے تو اسکا خاتمہ بہترین عمل پر کیا جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔

نیز اسی تفسیر میں سے و معلومان الزیادۃ فی الوصیۃ قطع من المیراث۔ یعنی یہ بات یقینی

عہ یہ مرفوع حدیث شریف سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۹۸ پر ہے اور مشکوٰۃ میں صفحہ ۲۲۶ پر بھی یہی اور ابن ماجہ سے منقول ہے۔

ہے کہ وصیت میں حد شرعی سے زیادتی کرنا وارث کے حق وراثت کو کاٹتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اسلامی قانون کے مطابق جبکو ترکہ ملتا ہے یہ ترمیمی بل اس وارث کے حصہ معینہ سے کمی کرتا ہے کبھی محروم کو وارث اور کبھی وارث کو محروم کرتا ہے لہذا اس ترمیمی بل کا نفاذ و فسخ کے استحقاق اور جنت سے محرومی کا سبب ہے جتنا چیمہ صاحب غور کریں اور حکام بھی توجہ دیں کہ اسلامی نقطہ نظر سے ترمیمی بل کا کتنا برا اور ہلک نتیجہ نکلتا ہے۔

قرآن پاک کا اعلان کہ وراثت کے مسائل میں انسانی تخیل کو دخل نہیں

قرآن پاک میں فرمایا اباؤکم و ابناءؤکم از قدرون اہلما قرب لکم نفعا فویضہ من اللہ ان اللہ کان علیمًا حکیمًا (سورہ نساء پارہ ۴ رکوع ۱۲)، یعنی تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ سے پہلے وراثت کا ذکر فرمایا بعض وارثوں کے حصے معین و مقرر فرمائے۔ ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم علم والا حکیم حکمت والا ہے۔ میت کے جن پسماندگان کو اللہ تعالیٰ نے وراثت کا حصہ دیا ہے اس میں حکمت ہے اور جس کو نہیں دیا اس میں بھی حکمت ہے۔ اور جن وارثوں کے حصے علیحدہ علیحدہ مقرر فرمائے اس میں بھی حکمت ہے۔ تو انسانی تخیل میں یہ بات آ سکتی ہے کہ اگر ترکہ کی تقسیم کے لئے قرآن پاک یا حدیث شریف کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہو تو اس میں زیادہ نفع ہو۔ جیسا کہ ترمیمی بل کا مقصد ہے کہ آج تک تو اسلامی قانون وراثت کے بارے میں ناقص و ناکافی رہا۔ اور اس بل سے وہ کافی و مکمل ہوگا۔ قرآن پاک کی اس آیت میں وراثت کے ایسے تخیلات کا رد کیا گیا۔ دوسرے نقطوں میں اس ترمیمی بل کا رد خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔ یہ قرآن پاک کی اعجازی شان ہے کہ اس کے نزول کے صدیوں بعد انسان کے خیال میں وراثت کے اسلامی قانون کے خلاف تخیل پیدا ہوتا ہے اور قرآن کریم کی نورانی شعاعوں اور حقانی تابشوں نے ایسے تخیلات کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا اور اشاد ہوا تمہارے باپ تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے لئے زیادہ نفع دینے والا کون ہے وراثت کے حصے مقرر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کی تقسیم بیان فرمائی ہے اور تم ارادہ کرتے ہو کہ وراثت کی تقسیم تمہاری طبیعتوں کے مطابق تمہارے تخیل کے

موافق ہو اللہ تعالیٰ نے جو تقسیم وراثت کو بیان فرمایا وہ تقسیم تمہاری من گھڑت تقسیم اور وراثت میں تمہاری خیالی ترمیم سے بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معلومات کا عالم ہے وراثت کے متعلق بھی مصالح و مفاسد کو جانتا ہے بیشک وہ حکمت والا ہے وہ اسی چیز کا حکم فرماتا ہے جس میں زیادہ مصلحت اور زیادہ خوبی ہو اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کہ میں وہ جانتا ہوں کہ جس کو تم نہیں جانتے اور یونہی مسئلہ وراثت میں ہے کہ اسے میرے بندوں میں اسکی حکمتیں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ میں نے کسی کا حصہ وراثت میں معین و مقرر کیا ہے اور کسی کو ترک سے حصہ زیادہ دیا ہے اور کسی کو اس سے کم دیا ہے کسی کا حصہ معین نہیں کیا کسی کو ترک سے محروم کیا ہے اس تقسیم وراثت میں حکمتیں ہیں مصلحتیں ہیں جو تمہیں نہیں معلوم۔ غور کیجئے کہ ترمیمی بل کو اسلامی قانون وراثت میں کہیں بھی جگہ نہیں ہے۔ مسلمانوں! قرآن پاک کا ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے واتولنا الیاسف الذکر لتبین لنا ما نزل الیہم یعنی اے پیارے نبی ہمنے اپنی طرف قرآن اتارا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کر دیں جو باتیں انکے متعلق اتاری گئی ہیں۔ قرآن پاک میں فرمایا قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اے پیارے نبی لوگوں سے فرمادیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور امر والوں یعنی علماء کی اطاعت کرو قرآن پاک میں ہے فاستلوا اهل الذکر انکم لا تعلمون۔ اگر تم کو معلوم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرو۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے کیسا واضح راہ ہدایت بتایا۔ عام مسلمانوں کو علماء سے مسئلہ پوچھنے کا حکم فرمایا اور علماء کو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کی طرف متوجہ کیا اور رسول پاک کا درجہ بتایا اور رسول پاک کی فرمانبرداری سے مسلمان خدا کا مطیع ہوا کیا واضح ہدایت کا سلسلہ ہے۔

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین و صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین و مشائخ عارفین ادیبان کا ملین و علماء دین کے بغیر کوئی مسلمان رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت نہیں کر سکتا اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کے بغیر مسلمان ہرگز اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ اس ترمیمی بل میں خلفاء راشدین سے لے کر آج تک کسی بزرگ کی موافقت نہیں اور نہ اس ترمیمی بل میں خلفاء راشدین سے لے کر آج تک کسی بزرگ کی موافقت نہیں اور نہ اس ترمیمی بل میں رسول پاک کی اطاعت ہے نہ اس ترمیمی بل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ لہذا یہ ترمیمی بل یقیناً راہ ہدایت سے کو سول دور ہی نہیں بلکہ یہ ترمیمی بل راہ ہدایت و اسلامی

قانون وراثت کو مٹانے والا ہے۔ قدیمی اسلامی قانون وراثت قرآن پاک کے مطابق حدیث شریف کے موافق ہے اور سب مومنین کا اس پر اتفاق ہے۔ جو شخص قرآن و حدیث کے خلاف اور مسلمانوں کے متفق علیہ راستہ کے خلاف چلتا ہے اس کے لئے قرآن پاک کا یہ ارشاد ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیین له المہدی ویقتبع غیر سبیل المؤمنین أولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا رسوہ انسا و پارہ ۵ رکوع ۱۳ یعنی جو رسول کا خلاف کرے بعد اسکے حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا رہ چلے ہم اس کے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

قانون وراثت میں احتیاط

حضرت عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابی حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں جب شہید ہوئے تو انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور ایک بھائی کو چھوڑا۔ آپ کے بھائی نے آپ کا سارا مال وراثت لے لیا۔ حضرت سعد کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے خاوند سعد کی یہ دو بیٹیاں ہیں اور وہ شہید ہو گئے ان کے بھائی یعنی ان بیٹیوں کے چچا نے سارا مال لے لیا ہے تو حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا نہرجی فاعل اللہ سیتضی فیہ یعنی ابھی واپس جاؤ تحقیق اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فیصلہ فرمائے گا چنانچہ واپس پہلی آئیں۔ اور پھر وہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ عرصہ کے بعد دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور رو کر عرض معروض کیا تو آیت کریمہ لیسکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلیهن ثلث ما ترک۔ اس آیت پاک کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ متوفی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت سے دو تہائی حصہ ۲/۳ ان کی دو لڑکیوں کو دیا د اور آٹھواں حصہ ۱/۸ لڑکیوں کی ماں یعنی متوفی کی بیوی کو دو اور جو باقی رہے اس کے تم مالک ہو یعنی ۲/۴ سہام پر ترکہ تقسیم ہو گا جن میں سے ۱/۴ سہام دو لڑکیوں کو ہر لڑکی کو آٹھ آٹھ اور تین سہام متوفی کی بیوی کو اور باقی پانچ سہام عصبہ ہونے کی حیثیت سے متوفی کے بھائی کو ملتے ہیں امام رازی اس حدیث کو نقل کر رہے ہیں کہ بعد فرماتے ہیں ہذا اول میراث قسم فی الاسلام یعنی اسلام میں سب سے پہلے جو وراثت تقسیم ہوئی وہ میراث یہ ہے اس حدیث شریف سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وراثت کے سوال کے جواب میں نہایت احتیاط فرمائی اور حکم الہی کا انتظار فرمایا۔ حالانکہ آپ کا فرمان وہ فرمان خدا ہے۔ ما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی۔ اس میں آپ کے حکم الہی میں انتظار کرنے میں ایک لطیف اشارہ یہ بھی تھا کہ اسے میری امت دیکھو وراثت کے مسائل میں بھی میں نے کتنی احتیاط برتی ہے میں رسول اللہ ہوتے ہوئے نفاذ حکم کے لئے وحی کا منتظر ہوں تو اسے میری امت تمکو یہ چاہیئے کہ اگر کوئی مسئلہ دینیہ خواہ مسئلہ وراثت درپیش ہو تو تم قرآن و حدیث کے مطابق مسئلہ کا فیصلہ کرو۔ شرعی قانون پر چلو صرف اپنے تخیل کو اس میں دخل نہ دو میں نے احکام شرعیہ میں باذن اللہ مختار ہو کر بھی وحی علی کے نزول کا انتظار کیا تم تو میرے امتی ہو اور تمکو احکام شرعیہ میں میری طرح اختیار بھی نہیں لہذا تم صرف اپنے خیال و وہم سے قانون نہ بنانا اور اپنے تخیل سے قانون اسلام کی ترمیم نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو قانون نازل فرمایا ہے اور میں نے اپنی حدیثوں میں تمکو جو قانون بتایا ہے اس کے مطابق چلنا اور قانون اسلام سمجھنے کے لئے میرے خلفاء راشدین صحابہ کرام ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کرنا اور ان کے بتائے ہوئے قانون کی پابندی کرنا حدیث شریف میں ہے فعلمکم بکتابی و سنتہ الخلفاء الراشدین نیز حدیث شریف میں ہے اصحابی کالنجور فباہما قتد یتماھتدیم اور حدیث شریف میں ہے من اطاع امیری فقد اطاعنی غور کیجئے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تو مسئلہ وراثت کے متعلق کتنی بڑی احتیاط فرمائی مگر ترمیمی بل میں برائے نام بھی احتیاط نہیں احتیاط تو درکنار اس ترمیمی بل میں تو قرآن پاک و حدیث شریف کے قانون کی کھلی ہوئی مخالفت ہے۔

(۲) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قانون وراثت کے نازل ہونے سے پہلے بھی عرب میں وراثت تقسیم ہوتی تھی اور تقسیم وراثت کا ضابطہ ان کا خیالی قانون تھا جب قانون اسلام نازل ہوا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے پہلے وراثت کے خیالی قانون کو توڑا مگر چیمہ صاحب اس کے برعکس اپنی ترمیم کی بدولت اسلامی قانون وراثت جو عہد رسالت سے لے کر آج تک رائج ہے ایسے مضبوط و محکم قانون کو صرف اپنے خیالی ضابطہ سے توڑ رہے ہیں۔ ۵۔

بہیں تفاوت راہ از کجا است تا کجا۔

۱۔ حاشیہ صفحہ ۱۶۲۔ یہ حدیث شریف ان کتابوں میں ہے تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۳ جلد ۳۔ تفسیر خازن مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰۹ جلد ۲۔ تفسیر بغوی صفحہ ۲۰۹ جلد ۲۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۰۴۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۹۹۔ ابو داؤد صفحہ ۲۲۷ جلد ۲۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۔ ۳۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ ۴۔ بناری شریف صفحہ ۱۰۵ جلد ۲۔

دین اسلام سے سچی ہمدردی کا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے انسانی تخیل انسانی توہم کے منابطہ کو مٹایا جائے اور اس کی بجائے قرآن پاک و حدیث شریف کے مطابق اسلامی قانون کو رائج کیا جائے امت کا عمل جب تک اس کے مطابق رہا دین اسلام دن بدن ترقی کرتا گیا اور جب اسلامی قانون پر عمل کرنا مسلمانوں نے چھوڑ دیا اور صرف اپنے خیالی منابطوں کے پابند ہو گئے تو مذہب حق کو تنزل ہوتا گیا یہ ترمیمی بل بھی اس تنزل کا ایک شعبہ ہے۔

(۳) سرکارِ دو عالم نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے عطا فرمائے یعنی متوفی کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی $\frac{2}{3}$ اور متوفی کی بیوی کی آٹھواں حصہ $\frac{1}{8}$ اور باقی متوفی کے بھائی کو جس سے معلوم ہوا کہ میت کی وراثت سے پہلے اصحاب فرائض کو ان کے مقرر حصے دے جائیں اور جو باقی بچے وہ میت کے قریبی عصبہ کے لئے ہے یہ فیصلہ بالکل اس حدیث شریف کے مطابق ہے یعنی حدیث شریف اَلْحَقُّوْا الْفَرَاثِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلَاوْنِیْ رَجُلٌ ذَا عَدَدٍ یَّکْھُتْ عَصْبَہُ کُوْبَاتِیْ کُلُّ تَرْکَہُ دَسٌّ دِیْنِیْہِ اِسْلَامِیْہِ اول تقسیم وراثت سے رائج ہے معجزہ صاحب کی ترمیم اس اسلامی قانون کے مخالف ہے۔

قانون وراثت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط

حضرت قبصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ متوفی کی دادی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے متوفی پوتے کی وراثت کے متعلق مسئلہ پوچھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو فرمایا مَالکٌ فِی کِتَابِ اللّٰہِ شَیْءٌ وَ مَالکٌ فِی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شَیْءٌ فَاَرْجِعِیْ حَتّٰی اسْئَلِ النَّاسَ لِیَعْنِیْ تِیْرَہُ لَیْسَ قُرْآنَ پَاکِیْنِ پُوْتَہُ کی وراثت سے کوئی حصہ نہیں۔ اور حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت میں بھی میرے علم میں تمہارے لئے کوئی حق وراثت نہیں ہے تم ابھی واپس جاؤ یہاں تک کہ میں اس کے متعلق صحابہ سے تفتیش کروں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ کو صحابہ کرام سے پوچھا تو صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو اس مسئلہ کے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی وراثت سے دادی کو چھٹا حصہ $\frac{1}{6}$ عطا فرمایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے ساتھ اور بھی اسکا گواہ ہے اس پر دوسرے صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت میز بن شعبہ کی تصدیق کی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں صحابہ کی شہادت سے جان لیا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوتے کی دادی کو پوتے کے ترکہ سے چھٹا ۱ حصہ عطا فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق نے بھی رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قانون وراثت کی مطابق اس سوال کرنیوالی کو اس کے پوتے کے ترکہ سے چھٹا ۱ حصہ دیا اور اس قانون وراثت کا نفاذ فرمادیا۔ پھر اس کے بعد اس متوفی کی نانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا کہ میرے نواسے کی میراث سے میرا حصہ ملنا چاہیے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ پوتے کی میراث سے دادی کو یا نواسے کی میراث سے نانی کو چھٹا ۱ حصہ ملتا ہے اگر متوفی کی دادی اور نانی دونوں زندہ ہوں تو دونوں چھٹے حصے ۱ میں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے ایک ہو یعنی دادی یا صرف نانی تو اس کو تنہا حصہ ۱ ملے گا۔ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف میں موطا امام مالک مسند امام احمد جامع ترمذی سنن ابو داؤد دارمی ابن ماجہ سے منقول ہے اور سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۰۰ اور سنن ابو داؤد صفحہ ۲۵ جلد ۲ اور موطا امام مالک ۴۲۹ میں اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وراثت کے متعلق سوال کرنے والی میت کی دادی یا نانی سے فرمایا دما انا بذا لک فی الفرائض شیئاً یعنی میں صرف اپنی طرف سے وراثت کے شرعاً مقرر شدہ حصوں میں زیادتی کرنے والا نہیں۔ سبحان اللہ اسے کہتے ہیں قانون اسلام کی پابندی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد میں ترمیمی بل کا صریح رد ہے۔ چیمہ صاحب ذرا حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی پر غور کریں اور اپنی ترمیم واپس لے لیں۔

فہمذیکہ کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وراثت کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے خوب احتیاط برتی اور صرف اپنے خیال سے جواب نہیں دیا بلکہ تفتیش فرمائی اور حدیث شریف کے قانون کو صحابہ کرام سے دریافت کر کے اس قانون وراثت کا نفاذ فرمادیا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط قانون وراثت میں اس روایت سے بھی ظاہر ہے جو ابو بکر بن خرم سے ہے کہ انہوں نے کئی مرتبہ حضرت عمر فاروق کو فراتے سنا عجباللعملة تو دث ولا توث یعنی عجیب بات ہے کہ بچھو بھی اپنے بھتیجوں کو وارث کر دیتی ہے مگر خود ان کی وارث نہیں مثلاً اگر میت نے اپنے خاوند اور بھتیجے کو چھوڑا تو وراثت دو حصے پر تقسیم ہوگی ایک

۱۔ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے نانی نے حضرت ابو بکر سے سوال کیا ہو اور پھر دادی نے حضرت عمر فاروق اعظم سے سوال کیا ہو جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے ۱۲ منہ۔ ۱۔ میت کی مال کی موجودگی میں میت کی دادی پر دادی نانی پر نانی سب محروم ہیں اور میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی پر دادی محروم ہے مگر نانی پر نانی محروم نہیں ۱۲ منہ۔ ۱۔ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ اصح المطابع دہلی صفحہ ۲۶۲۔ ۱۔ یہ روایت مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶۵ میں موطا امام مالک سے منقول ہے ۱۲ منہ۔

حصہ خاوند کو ملے گا اور ایک حصہ بھتیجے کو اور اگر میت نے اپنی بھوپھی اور چچا کو چھوڑا تو وراثت کا چوتھائی حصہ بیوی کو ملیگا اور باقی تین حصے میت کے چچا کو ملیں گے اور بھوپھی محروم ہے۔ دیکھئے پہلے مسئلہ میں بھوپھی کی وراثت سے بھتیجے کو حصہ ملتا ہے مگر دوسرے مسئلہ میں بھتیجے کی وراثت سے چچا کو حصہ ملتا ہے اور بھوپھی محروم ہے حضرت عمر فاروق اعظم تعجب فرماے ہیں کہ بھوپھی کو بھتیجے کے ترکہ سے نہیں ملتا اور بھتیجے کو بھوپھی کے ترکہ سے ملتا ہے یا اسلئے تعجب فرمایا کہ بھتیجہ چونکہ عصبہ ہے وہ ترکہ پالیتا ہے اور بھوپھی چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے اس لئے اسکو ترکہ نہیں ملتا امیر المومنین نے تعجب کا اظہار فرمایا اور اس تعجب کو اسلامی قانون پر نشانہ کیا اپنی طرف سے وراثت کے اسلامی قانون میں دخل نہ دیا بلکہ اسلامی قانون کی پابندی فرمائی یہی ہے دین اسلام سے ہمدردی یہ ہے دین اسلام کی اشاعت یہ ہے اسلامی قانون کا نفاذ یہ ہے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک حکومت ہو تو خلافت راشدہ کا ظل ہو حکام ہوں تو خلفاء راشدین کے نائب ہوں۔ خلفاء راشدین جو ہدایت کے ستارے۔ اسلام کے پھیلانے والے اور اسلامی قوانین کے پابند تھے وہ بھی صرف اپنے خیال سے قانون وراثت میں دخل نہ دیتے اس میں غایت درجہ کی احتیاط فرماتے۔ لہذا چیمہ صاحب بلکہ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جو ترمیم بھی قانون اسلام کے خلاف ہو اسکی طرف توجہ نہ کریں اور حکام ایسے ترمیمی بل کا ہرگز نفاذ نہ کریں۔

حجۃ الوداع میں قانون وراثت و وصیت کا اعلان

صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ اور میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقه فلا وصیۃ لوارث یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے وراثت کے ہر حقدار کو اسکا حق عطا فرمایا ہے تو وارث کے لئے مورث کی وصیت جائز نہیں۔ اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کا حق بیان کر دیا ہے کس وارث کو کتنا ملیگا یہ ظاہر کر دیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وما ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی۔ تو قرآن و حدیث میں وراثت کے متعلق حقدار کا حق بیان کر دیا ہے جس کیلئے وراثت کا حصہ بیان نہیں کیا وہ شرعاً وراثت کا حقدار ہی نہیں۔ میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتا پوتی نواسہ نواسی محروم ہیں میت کا بھائی موجود ہو تو میت کا بھتیجہ بھانجہ محروم۔ اس صورت میں یہ اس لئے محروم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وراثت کا حق نہیں دیا۔ چیمہ صاحب صرف اپنی رائے سے ان کو ناقص حصہ دلانے کی کوشش کر کے قرآن و حدیث کی مخالفت کر رہے ہیں حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے

ملہ یہ حدیث شریف ابوداؤد صفحہ ۲۰ جلد ۲ ابن ماجہ صفحہ ۹۹ ترمذی شریف صفحہ ۳۰۸ پر ہے۔ ملہ اجماع امت جس بات پر ہو جائے وہ بھی قرآن اور حدیث کی رو سے حجت ہے مجتہد جریس کریں اور اجتہاد سے مسئلہ بیان کریں تو اس کا منشاء بھی حقیقت میں قرآن و حدیث ہی ہے۔ ۱۲ منہ۔

ہر حقدار کو اس کا حق دیا مگر چیمہ صاحب کے خیال میں بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی نواسہ نواسی حقدار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان حقداروں کو ان کا حق نہیں دیا۔ بھائی کی موجودگی میں بیٹے بھانجے وراثت کے حقدار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے انکو وراثت کا حق نہیں دیا۔ حق دار کو حق نہ دینا ظلم ہے تو گویا چیمہ صاحب کے نزدیک معاذ اللہ تعالیٰ نے ظلم کیا ہے کہ ان حقداروں کو حق نہیں دیا۔ تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً اور دوسرا مسئلہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ وراثت کے لئے وصیت نہیں ہے پوتا پوتی نواسا نواسی بیٹے بھانجے حسب شرع ترتیب وار ترکہ پاتے ہیں اور جس صورت میں انکو وراثت کا حق نہیں پہنچتا تو ایسے وقت مورث کو چاہیے کہ ان کے لئے ایک تہائی تک وصیت کر دے۔

تریمی بل قرآن و حدیث کے خلاف ہے چیمہ صاحب کی ترمیم شرعاً ناقابل اعتبار ہے

لہذا ترمیمی بل کا نفاذ شرعاً کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن و حدیث کے قانون پر عمل کرنا جرم ہے اور اس قانون کے مقابلہ میں دوسرے قانون کا نفاذ کرنا تو اسلام ہی کی مخالفت ہے جو کسی طرح مسلمان کو گوارا نہیں۔ مسلمانو! ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر مہربان سے بڑا مہربان ہے قرآن پاک میں ہے ہوا رحمہ اللہ احیان اسکے بعد ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق سے زیادہ مہربان ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے: *ارسلناک بالرحمۃ للعالمین* اور ایمان داروں پر تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص نظر رحمت نظر رافت ہے قرآن کریم میں ہے: *بالمومنین رؤوف الرحیم*۔ اسلام کے ہر مشاہد میں ہر قانون میں مسلمان کے لئے رحمت کے جلوے ہیں۔ اسلام نے مسلمان کو جو حق دیا ہے وہ حق برکت ہے رحمت ہے اور مسلمان کو جس کا حق نہیں دیا وہ چیز رحمت ہے رحمت نہیں۔ جس شخص کو میت کا وارث بنایا ہے تو اس کے لئے رحمت ہے اور جسکو وارث نہیں بنایا اسکے لئے خلاف شرع وراثت کا حصہ دینا ہرگز رحمت نہیں برکت نہیں بلکہ سراپا رحمت ہے جس کیلئے شریعت نے وصیت جائز رکھی ہے اس کے لئے وصیت رحمت ہے اور جس کے لئے وصیت کو منع فرمایا اسکے لئے رحمت ہے خلاصہ یہ ہے کہ قانون اسلام کی پابندی رحمت ہے اور قانون اسلام کی مخالفت سراپا رحمت ہے لہذا ترمیمی بل چونکہ قانون اسلام کے مخالف ہے اسلئے یہ بل سراپا رحمت ہے اور رحمت و برکت کا مشاہدہ ہے۔ چیمہ صاحب کو لازم ہے کہ ترمیمی بل واپس لیں حکام پر شرعاً لازم ہے کہ قانون اسلام کے خلاف ترمیمی بل ہرگز نافذ نہ کریں۔ وراثت کے متعلق فقیر نے یہ چند مسائل بزرگان دین کی برکت سے لکھ دیئے ہیں مولیٰ عزوجل اسکو بزرگان دین کے صلہ سے قبول فرمائے اور ہم سب کو قانون شرعی کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

اسلامی قانون وراثت سے مولوی مودودی صاحب کی نادانی

مولوی مودودی کے ترمیم قرآن کی زبانی

مولوی مودودی صاحب نے رسالہ ترجمان القرآن جلد ۲۲ عدد ۱۸ صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی

شخص نے کوئی رٹکانہ چھوڑا ہوا اور اسکی اولاد میں صرف رٹکیاں ہوں تو خواہ دو لڑکیاں ہوں یا دوسرے زائد ہر حال اسکے کل ترکہ کا $\frac{1}{2}$ حصہ ان لڑکیوں میں تقسیم ہوگا اور باقی $\frac{1}{2}$ دوسرے وارثوں میں اس سے یہ حکم آپ سے آپ نکل آتا ہے کہ اگر میت کا صرف ایک بیٹا ہو تو وہ $\frac{1}{2}$ کا حقدار ہوگا اور کئی بیٹے ہوں تو وہ $\frac{1}{2}$ میں شریک ہونگے جن ورثاء کے سہام شرعاً معین ہیں وہ صرف $\frac{1}{2}$ انفر ہیں جن میں سے چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں جیسا کہ اس رسالہ کے مقدمہ میں بیان ہوا ان بارہ کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ بہر رسالت سے کہے کہ اگر ایک کسی نے میت کے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شمار نہیں کیا بلکہ بیٹا عصبہ سے یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے مگر مودودی صاحب اپنی خوش فہمی سے بیٹے کو اصحاب فرائض میں شامل کر رہے ہیں اور میت کا ایک ہی بیٹا ہو یا ایک سے زیادہ ہو تو اسکے لئے $\frac{1}{2}$ حصہ مقرر کر رہے ہیں حالانکہ قرآن میں فرمایا اللہ کو مثل حظ الانثیین یعنی لڑکا لڑکی ہوں۔ ایک ایک یا اس سے زیادہ تو بیٹا کو بیٹی سے دو گنا ملے گا۔ مثلاً ایک بیٹا بیٹی ہیں تو بیٹے کو $\frac{1}{2}$ ملیگا۔ اور بیٹی کو $\frac{1}{4}$ ملیگا اور اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں تو بیٹے کو چار سہام میں سے دو سہام ملیں گے اور ایک بیٹی کو ایک سہم ملیگا اگر میت نے ایک بیوی ایک بیٹے کو چھوڑا تو بیوی کو $\frac{1}{2}$ اور بیٹے کو $\frac{1}{2}$ ملیگا اور اگر میت نے ایک بیٹا اور باپ چھوڑا تو باپ کو $\frac{1}{4}$ اور بیٹے کو $\frac{3}{4}$ حصہ ملیگا۔ انفرض بیٹا عصبہ ہے اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی بھی نہیں تو کل ترکہ بیٹے کو ملے گا۔ اور اگر اصحاب فرائض میں سے کوئی ہو تو اسکو مقرر حصہ دینے کے بعد کل ترکہ بیٹے کو ملے گا مگر مودودی صاحب صرف اپنے تخیل سے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف بیٹے کو $\frac{1}{2}$ دلا رہے ہیں۔ مودودی صاحب اور حمیمہ صاحب کا جنابی قانون بلاشبہ اسلامی قانون کے مخالف ہے اور یہ بات فقہاء کرام مجتہدین عظام کا دامن چھوڑنے کی وجہ سے ہے مولیٰ عزوجل ہر مسلمان کو اسلامی قانون کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور دین اسلام کو ترقی عطا فرمائے اور مسلمانوں کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت دین متین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ہوا الموفق وهو تعالیٰ ورسوله الاعلیٰ اعلم

الجواب صحیح والمجیب مصیب

حافظ نواب الدین غفرلہ خادم دارالعلوم جامعہ

رضویہ مظہر اسلام۔

الجواب ہوا الصواب

ولی البنی عفی عنہ خادم دارالعلوم جامعہ رضویہ

فیقر البوالفضل محمد سید دارا احمد غفرلہ

خادم اہلسنت وجماعت

الجواب صحیح والمجیب منجیح

العیقرواٹا شاہ محمد عبدالقادر احمد بادی رضوی غفرلہ

خطیب مسجد ابراہیم چوک لاہور

الجواب ہوا الجواب

العیقرواٹا سعید محمد ابن غفرلہ۔ الفیقر ابو الشافعی منصور حسین شاہ مدرس۔ فیقر عبدالرسول ابو شعیب محمد اسان الحق قادری

ابوالانوار محمد مختار احمد غفرلہ۔ الفیقر قاری علی احمد سہی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہور

(جامع الفتاویٰ تمام شد)

اور اگر میت نے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی تو وادی کو $\frac{1}{2}$ اور بیٹیوں کو $\frac{1}{4}$ ملے گا۔

فہرست

جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|---|------|
| | جلد نہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | | | |
| ۱ | نقل استفتاء از جانب غیر مقلدین | ۲ | ۵ | سوال ۱: چار مذاہب میں سے فرقہ ناجیہ کون ہے۔ | ۳ |
| | سوال ۲: چار مذاہب مشہور کا تقرر قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا اجماع صحابہ سے۔ | | ۶ | سوال ۲: کون کون سی کتابیں آپ کے نزدیک صحیح اور معتبر ہیں۔ | |
| ۲ | سوال ۳: جب یہ چار مذاہب حق ہیں تو تین کو چھوڑ کر ایک پر عمل کرنا قرآن وحدیث سے ثابت کرو۔ | | ۷ | بیان سوال ۱ کا جواب وثبوت تقلید از قرآن مجید۔ | ۴ |
| ۳ | سوال ۴: ان چار مذاہب میں سے ایک کی تقلید واجب کرنا اور باقی کو چھوڑنا کیوں واجب ہے۔ | | ۸ | بیان ثبوت تقلید از احادیث نبویہ۔ | ۵ |
| ۴ | سوال ۵: اگر ایک مذہب پر عمل کرنے سے کل دین پر عمل ہو جاتا ہے تو ثبوت پیش کرو۔ | | ۹ | بیان تقلید کا تاریخی ثبوت۔ | ۶ |
| | | | ۱۰ | بیان ثبوت تقلید شخصی۔ | ۷ |
| | | | ۱۱ | بیان سوال دوم وسوم کا جواب۔ | ۸ |
| | | | ۱۲ | بیان سوال چہارم کا جواب۔ | ۹ |
| | | | ۱۳ | بیان سوال پنجم کا جواب۔ | ۱۰ |
| | | | ۱۴ | بیان سوال ششم کا جواب۔ | ۱۱ |
| | | | ۱۵ | بیان معجزہ یا ۸۰ سال کا تارک الصیام امام بن مسکتا ہے یا نہیں۔ | ۱۲ |
| | | | ۱۶ | بیان جانور سہوا یا خطا گھنڈی کے اوپر سے | ۱۳ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| | ذبح ہو جانے تو حلال ہے۔ | ۱۴ | ۱۸ | بیان جو ختم شریعت کا کھانا خنزیر کے گوشت کی طرح بچے اور ختم پڑھنے والے کو مشرک کہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسی ہے اور شہوت ختم دو۔ | ۱۸ |
| | سوالات | | | | |
| ۱۶ | ۱۱۔ زید عمر و بکر کے دس دس روپے اور اپنے چالیس روپے روپے لے کر ایک جگہ جمع کرنے پھر راستہ میں زید کا کچھ سامان اور روپے نکل گئے جن سے صرف ۲۰ روپے ہیں یہ باقی روپے کس طرح تقسیم کریں۔ | ۱۵ | ۲۰ | بیان مسجد کی طرف دغظ سنانے کے لئے بلندے والے کو ایک شخص جو ابابکے وہاں عضو خال کا نام لینے کے لئے جا رہے ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔ | ۲۰ |
| ۱۸ | ۱۲۔ جو شرع کا فیصلہ نہ مانے اس کا حکم۔ | ۲۸ | ۲۱ | بیان چوہڑوں کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے۔ | ۲۱ |
| ۱۹ | ۱۳۔ نکاح دھڑسہ کیسا ہے۔ | ۲۹ | ۲۲ | بیان ایک شخص حالت غضب میں اپنی عورت کو اسٹام پر لکھ دیتا ہے کہ میں نے طلاق دیکر اپنے پر حرام کیا اعداب میرا کوئی تعلق نہیں یہ کون سی طلاق ہوئی۔ | ۲۲ |
| | جوابات | | | | |
| ۲۰ | بیان سوال ۱ کا جواب۔ | ۳۰ | | بیان بوقت طعام کھانے کے کس طرح بیٹھے اور کیا پڑھے اور طعام کے اول و آخر تک استعمال کرنا کیسا ہے۔ | ۳۰ |
| ۲۱ | بیان سوال ۲ کا جواب۔ | ۱۶ | ۲۳ | بیان سماع و احکام آل۔ | ۲۳ |
| ۲۲ | سوال ۳ کا جواب۔ | ۶ | ۲۴ | بیان کس چیز کا نام ہے اور کس طرح کا ہوتا ہے۔ | ۲۴ |
| ۲۳ | بیان بوقت حاجت و استعجال پشٹ یا سوتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف کرنے کیسے ہیں۔ | ۱۷ | | بیان علم حدیث کی کتنی قسمیں ہیں۔ | ۳۲ |
| ۲۴ | بیان بوقت جہیز خاندان کی طرف سے جو عورت کو زیور پہنائے جاتے ہیں وہ بوقت تنازع مرد کو لینے کیسے ہیں۔ | ۱۷ | | بیان نماز جمعہ و احتیاط ظہر۔ | ۳۴ |
| ۲۵ | بیان کیا رسم و رواج کو بھی شریعت نے مان لیا۔ | ۱۸ | ۲۹ | بیان فرقہ غیر معتدین جو احادیث کا تحریف کیا | ۲۹ |

[illegible]

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|---|------|
| ۵۰ | مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امرتسری کا | ۶۲ | ۶۲ | بیان معامہ پرفا تحہ خانی کا جواز۔ | ۶۲ |
| | اعتقادات۔ | | ۶۳ | بیان تقلید شخصی کا ثبوت۔ | ۶۳ |
| ۵۱ | سوال و جواب نمبر ۲۲ کعبہ کی طرف پاؤں کر کے | | ۶۴ | بیان حدیث کی اسناد کی طلب کی | ۶۴ |
| | بظہر حقارت سونے سے گنہگار نہیں۔ | | | ضرورت چنداں نہیں۔ | |
| ۵۲ | بیان غریب یا مسکین کو سودی روپیہ دینا | ۶۵ | ۶۵ | بیان ثبوت پیش رکعت تراویح۔ | ۶۴ |
| | کیسا ہے؟ | ۶ | ۶۶ | بیان ٹوپیک کے ساتھ نماز ادا کرنے کا جواز | ۶۶ |
| ۵۳ | بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت | ۶۳ | ۶۶ | بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہنے | ۶۶ |
| | تمام انبیاء پر۔ | | | اقدس کی طرف زیارت کے لئے سفر | |
| ۵۴ | بیان حضور کے معراج جسمانی ہونے کا ثبوت | ۶۸ | | کرنے کا ثبوت۔ | |
| ۵۵ | بیان حیاۃ النبی ہونے کا ثبوت۔ | ۵۴ | ۶۸ | بیان مفقود الخیر کی بحث۔ | ۶۹ |
| ۵۶ | بیان فجر کی نماز میں دعا قنوت کب پڑھنی | ۵۵ | ۶۹ | بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و | ۶۳ |
| | چاہیئے۔ | | | ناظر سمجھنا کیسا ہے۔ | |
| ۵۷ | بیان نماز میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ثبوت | ۵۷ | ۷۰ | بیان مولوی محمد صدیق بھری والے کے | ۷۸ |
| ۵۸ | بیان نماز مغرب اور نماز فجر کو تنہا ادا کرنے | | | عقائد اور اسکے وعظ و تبلیغ فی البدیہ | |
| | کے بعد جماعت کے ساتھ شرکت کی صحت | ۵۸ | | تردید۔ | |
| | اور نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کی | | | بیان مدت رخصت کی تعیین۔ | ۸۳ |
| | ممانعت۔ | | | بیان بلی یا کتے کا کنوئیں میں گم ہونا اور | |
| ۵۹ | بیان نابینا کے پیچھے کن حالات میں نماز | | | اسکے پاک کرنے کی ترکیب۔ | |
| | جائز ہے۔ | | | بیان گوبر یا پلیدی والی مٹی سے بنے | ۸۴ |
| ۶۰ | بیان کسوت و خسوت کا سبب اور اس | ۵۹ | | جو مسکے برتنوں کا حکم۔ | |
| | کی نماز پڑھنے کی ترکیب۔ | | | بیان آٹے یا دودھ یا سرکہ میں چھوہے | |
| ۶۱ | بیان نماز استسقاء کا طریق | ۶۱ | | کی میٹھنیں پڑھنے کا حکم۔ | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۷۵ | فرش مسجد میں بول پڑ جائے تو کیا کرنا | ۸۲ | ۸۶ | بیان ڈھیلوں سے استنجہ کرنا۔ | ۹۵ |
| | چاہیے۔ | | ۸۷ | بیان ڈھیلوں سے استنجہ کر کے سلام | ۹۶ |
| ۷۶ | بیان بالغ یا نابالغہ لڑکی کے متولی کون | | ۸۸ | کا جواب دینا مکروہ ہے۔ | |
| | کون ہیں علی الترتیب بیان کریں۔ | | ۸۹ | دوسرے کی مسواک استعمال کرنی کیسی ہے۔ | ۹۷ |
| ۷۷ | کن کن عورتوں سے شرعاً نکاح کرتا | ۸۵ | ۹۰ | بیان ایسا کپڑا جس پر غبار نہ ہو تیمم کرنا کیسا ہے۔ | |
| | ناجاڑ ہے۔ | | ۹۱ | بیان مسجد کی چھت پر نماز پڑھنی کیسی ہے۔ | ۹۷ |
| ۷۸ | بیان خطبہ نکاح۔ | ۸۶ | ۹۲ | مسجد کے اوپر یا نیچے مکانات گمراہ کئے | |
| ۷۹ | بیان فرقہ و بابیہ کے عقائد اور ان کے | | ۹۳ | یا سامان مسجد سے کسے بنانا کیسا ہے۔ | |
| | پچھے نماز کا عدم جواز۔ | | ۹۴ | بیان مسجد جدیدہ بوجہ تنازع کے بنانا کیسا ہے۔ | |
| ۸۰ | بیان بوقت مصیبت انبیاء و اولیاء | ۸۹ | ۹۵ | بیان بزرگوں کے لئے مسجد میں تعظیماً | ۹۸ |
| | کو وسیلہ پکڑنے کا اور فقط یا سے پکارنے | | | کھڑا ہونا کیسا ہے۔ | |
| | کا جواز۔ | | ۹۶ | بیان مسجد کو برائے زینت منقش کرنا | |
| ۸۱ | بیان اصلی توبہ نامہ نذیر حسین کی نقل | ۹۱ | ۹۷ | کیسا ہے۔ | |
| | ختم شد | | ۹۸ | بیان مقیم کا مسافر کے پیچھے اور مسافر کا | ۹۹ |
| | جلد دوم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا | | | مقیم کے پیچھے نماز ادا کرنا کیسا ہے۔ | |
| | نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | ۹۹ | بیان مقیم نے مسافر کے پیچھے دو رکعت | |
| ۸۲ | استفتا دور بارہ منظر قات رسول کریم | ۹۳ | | نماز ادا کی اور باقی دو رکعت میں فاتحہ | |
| ۸۳ | بیان میسج منکے ساتھ آثار مبارکہ | | | پڑھے یا نہ پڑھے۔ | |
| | ونعلین وغیرہ رکھنے کا جواز۔ | | ۱۰۰ | بیان دو رکعت فرض اخیر میں قرأت | |
| ۸۴ | بیان ولی اللہ کا ہماری فدا دہ سے سننے | ۹۴ | | کیوں نہیں پڑھی جاتی اور شب معراج | |
| | کا ثبوت۔ | | | میں کتنی رکعتیں پڑھنے کا حکم ہوا تھا۔ | |
| ۸۵ | اجنبیہ عورت کا پس خود وہ کھانا کیسا ہے۔ | ۹۵ | ۱۰۱ | بیان سفر میں سنتیں پڑھنی کیسی ہیں۔ | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| ۹۹ | بیان نکاح کس پر واجب اور کس پر سنت ہے۔ | ۱۰۱ | ۱۰۸ | تو نکاح ہو یا نہیں۔ | ۱۰۲ |
| ۱۰۰ | بیان دو عورتوں اور ایک مرد کے سامنے نکاح کرنا کیسا ہے۔ | ۱۰۲ | ۱۰۹ | بیان منگنی سے نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ |
| ۱۰۱ | بیان اگر نکاح میں نابینا یا فاسق گواہ ہوں یا گواہ بالکل نہ ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۰ | بیان لڑکی نابالغہ کا نکاح ولی بعید نے بغیر ولی قریب کے کر دیا تو جائز ہے یا نہیں۔ | ۱۰۵ |
| ۱۰۲ | بیان نکاح باکراہ جائز ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۱ | بیان نابالغہ لڑکی کا ولی بعید نے نکاح کر دیا تو بالغ ہو کر فسخ کر سکتی ہے۔ | ۱۰۶ |
| ۱۰۳ | بیان بالغہ عاقلہ بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۲ | بیان کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا مہر ہونا چاہیئے۔ | ۱۰۶ |
| ۱۰۴ | اگر ولی نے بالغہ عورت سے اذن طلب کیا وہ با وازر و پڑی تو نکاح درست ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۳ | بیان عورت کی بہن عدت گزار رہی ہو تو اس کی بہن سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ | ۱۰۷ |
| ۱۰۵ | بیان ولی نے کہا میں نے تیرا نکاح فلاں سے کر دیا وہ چھپ رہی یا خاوند سے مہر طلب کیا تو نکاح درست ہے یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۴ | بیان چچا کی موجودگی میں ماں اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ | ۱۰۷ |
| ۱۰۶ | بیان ولی بعید یا اجنبی بالغہ سے اذن طلب کرے تو چھپ رہے تو نکاح ہو جائیگا یا نہیں۔ | ۱۰۴ | ۱۱۵ | بیان خلوند قبل دخول مرجائے یا طلاق دیدے تو کتنا مہر واجب ہے۔ | ۱۰۸ |
| | | | ۱۱۶ | بیان مہر مثل کس کو کہتے ہیں۔ | ۱۰۸ |
| | | | ۱۱۷ | بیان عہدت مہر بخش دے تو عورت کے وارث حق مہر کا دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ | ۱۰۸ |
| | | | ۱۱۸ | بیان خاوند عورت کو بوجہ مہر ایک باغ دیدے تو مرد کے وارث واپس لے سکتے ہیں یا نہیں۔ | ۱۰۸ |
| | | | ۱۱۹ | اگر کسی نے بالغہ لڑکی سے اذن طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا پھر راضی ہو گئی | ۱۰۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| ۱۱۸ | بیان اگر کوئی کلمہ کفر بول دے تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ | ۱۰۸ | ۱۲۱ | غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات۔ | ۱۲۵ |
| ۱۱۹ | بیان عورت کو ڈولی میں ڈالنا کیسا ہے۔ | ۱۰۹ | ۱۲۲ | اعتراض ۱: حنفیہ کے نزدیک مشیت زنی کا واجب ہونا۔ | ۱۲۶ |
| ۱۲۰ | بیان شادیوں میں دھول سرود آتشبازی یہ امور کیسے ہیں۔ | ۱۱۱ | ۱۲۳ | اعتراض ۲: حنفیہ کے نزدیک بیکے مزدور کے لئے کر زنا کرے تو جائز ہے اور حد نہیں ہے۔ | ۱۲۶ |
| ۱۲۱ | بیان دختر کے عومض روپے لینے کیسے ہیں۔ | ۱۱۱ | ۱۲۴ | اعتراض ۳: حنفیہ کے نزدیک چوپایہ سے جماع یا مرد سے مشیت زنی کرے تو جب تک زول نہ ہو روزہ فاسد نہیں۔ | ۱۲۸ |
| ۱۲۲ | بیان جہیز کس کا حق ہوتا ہے مرد کا یا عورت کا۔ | ۱۱۲ | ۱۲۵ | اعتراض ۴: حنفیہ کے نزدیک عورت صغیرہ یا چوپایہ سے صحبت کرے تو جب تک انزال نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا۔ | ۱۲۹ |
| ۱۲۳ | بیان رشوت اور ہدیہ میں کیا فرق ہے۔ | ۱۱۳ | ۱۲۶ | اعتراض ۵: حنفیہ کے نزدیک کتے کا گوشت یا چمڑا قبل از دباغت جو کہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا ہو ساتھ لے کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ | ۱۳۰ |
| ۱۲۴ | بیان ادیاء کرام کے مزارات کا طواف کیسا ہے۔ | ۱۱۴ | ۱۲۷ | اعتراض ۶: ابو یوسف کے نزدیک سور کی کھال دباغت دینے سے پاک۔ | ۱۳۱ |
| ۱۲۵ | بیان ہمارے کامل مرشد اس جہان میں اور آخرت میں مدد دے سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ | ۱۱۴ | ۱۲۸ | اعتراض ۷: حنفیہ کے نزدیک سور کے سینے کا قلع اٹھانا درست۔ | ۱۳۱ |
| ۱۲۶ | بیان بالوں کو سیاہ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں۔ | ۱۱۶ | ۱۲۹ | اعتراض ۸: حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکیر چھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون | ۱۳۲ |
| ۱۲۷ | بیان بزرگوں کی قبور سے درخت کاٹنے درست ہیں یا کہ نہیں۔ | ۱۱۷ | ۱۳۰ | بیان فرقہ واپا یہ کی اصلیت اور ان کے عقائد۔ | ۱۳۰ |
| ۱۲۸ | بیان کون شخص ہیں جن کی موجودگی میں بعض وارث محروم ہو جاتے ہیں۔ | ۱۱۷ | ۱۳۱ | اعتراض ۹: حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکیر چھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون | ۱۳۲ |
| ۱۲۹ | بیان کتنی قسم کے لوگ ہیں جو وراثت کے حقدار ہیں۔ | ۱۱۸ | ۱۳۲ | اعتراض ۱۰: حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکیر چھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون | ۱۳۲ |
| ۱۳۰ | بیان فرقہ واپا یہ کی اصلیت اور ان کے عقائد۔ | ۱۳۰ | ۱۳۳ | اعتراض ۱۱: حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکیر چھوٹ جاوے تو سورۃ فاتحہ خون | ۱۳۲ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| | جلد ہفتم از فتاویٰ مناظر اسلام مولانا نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | | سے ملتے پر لکھے اور اسکو پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ | |
| ۱۳۰ | اعتراض ۹: حنفیہ کے نزدیک کتے چتے دہلی و دیگر درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ | ۱۳۲ | ۱۳۷ | بیان قرآن پاک میں کس قدر آیات حدیثات ہیں اور ان میں کیا حکم ہے۔ | ۱۳۷ |
| ۱۳۱ | اعتراض ۱۰: حنفیہ کے نزدیک دبر سے دھلی کرنے میں حرج نہیں۔ | ۱۳۵ | ۱۳۸ | بیان ناخ و منسوخ کی بحیثیت | ۱۳۸ |
| ۱۳۲ | اعتراض ۱۱: حنفیہ کے نزدیک اگر مرد و عورت کے درمیان ایک سال کی مسافت ہو تو چھ ماہ کے بعد جب بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ خاوند کا کہلائے گا۔ | ۱۳۶ | ۱۳۹ | بیان آیات سے کتنے اقسام ہیں اور ان میں سے کیا کیا حکم ظاہر ہوتے ہیں۔ | ۱۳۹ |
| ۱۳۳ | اعتراض ۱۲: حنفیہ کے نزدیک غلام سے سود لینا اور دار الحرب میں سود کفار سے لینا جائز ہے۔ | ۱۳۸ | ۱۴۰ | بیان حدیث شریف کے معنی و تعریف اور اقسام اور ان کی پہچان کیا ہے۔ | ۱۴۰ |
| ۱۳۴ | اعتراض ۱۳: حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھنا درست ہے۔ | ۱۳۸ | ۱۴۱ | بیان کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مناظرہ کیا ہے یا نہیں مناظرہ اور مکابرہ اور مجادلہ کی تعریف کیا ہے۔ | ۱۴۱ |
| ۱۳۵ | بیان معنی لفظ شیعہ اور ابراہیم علیہ السلام اصطلاحی شیعہ نہ تھے۔ | ۱۳۹ | ۱۴۲ | بیان دوسری جماعت مسجد محلہ میں کرانی جائز ہے یا نہیں! | ۱۴۲ |
| ۱۳۶ | بیان چکرالوی کا اعتراض دربارہ نماز یعنی پانچ نمازوں کے ثبوت میں۔ | ۱۴۲ | ۱۴۳ | بیان جماعت سنت ہے یا واجب اور اسکا تارک کیسا ہے۔ | ۱۴۳ |
| | ختم شد | | ۱۴۴ | بیان عورتوں کی جماعت گھر میں یا مسجد میں کرانی کیسی ہے۔ | ۱۴۴ |
| | | | ۱۴۵ | بیان جریان یا آشک یا سلسل بدل کی پیدائی ہو تو جماعت کرا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ | ۱۴۵ |
| | | | ۱۴۶ | بیان کفار کی ملازمت کو حنفیہ کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔ | ۱۴۶ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| ۱۴۷ | بیان نماز تراویح کا بالغ کے پیچھے پڑھنی کیسی ہیں۔ | ۱۵۸ | ۱۵۸ | آذان کہنا۔ | |
| ۱۴۸ | بیان حافظ قرآن تراویح میں ایک دفعہ قرآن پاک سنا کر دوسری جگہ قرآن پاک تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔ | ۱۵۹ | ۱۵۹ | بیان طلاق رجعی اور بائنہ کا بیان۔ | ۱۶۹ |
| ۱۴۹ | بیان کیا نماز نفل بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے | ۱۶۰ | ۱۶۰ | بیان اگر کوئی اپنی منکوحہ کو ماں یا بہن کہہ دے۔ | ۱۶۱ |
| ۱۵۰ | بیان فرائض یا سنن موکدہ کی تیسری رکعت میں سبحانک اللہم پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ | ۱۶۱ | ۱۶۱ | بیان عورت اپنے سر سے زنا کرے تو کیا حکم ہے۔ | ۱۶۲ |
| ۱۵۱ | بیان سنن اور فرائض کے درمیان بیع شرا کرنا کیسی ہے۔ | ۱۶۲ | ۱۶۲ | بیان اگر عورت کہے کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ زنا باغیر کیا ہے اور باپ بھی انکار کرتا ہے گواہ بھی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ | ۱۶۳ |
| ۱۵۲ | بیان نماز تراویح میں ختم قرآن کے وقت حافظ کا سورہ اخلاص کو تین دفعہ پڑھنا۔ | ۱۶۳ | ۱۶۳ | بیان ثبوت زنا کے لئے گواہ کیسے گواہی دیں۔ | ۱۶۴ |
| ۱۵۳ | بیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا۔ | ۱۶۴ | ۱۶۴ | بیان نوجوان لڑکی بھٹانے کی ممانعت | ۱۶۵ |
| ۱۵۴ | بیان دیوث اور فاسق و تارک الصلوٰۃ کی امامت۔ | ۱۶۵ | ۱۶۵ | بیان حرمت مصاحرہ کا ثبوت۔ | ۱۶۶ |
| ۱۵۵ | بیان مفصل مسائل زکوٰۃ۔ | ۱۶۶ | ۱۶۶ | بیان عورت کا عیسائی مذہب ہونا واسطہ فسق نکاح کے۔ | ۱۶۷ |
| ۱۵۶ | بیان احکام فطرانہ و احکام حقیقہ وغیرہ | ۱۶۷ | ۱۶۷ | بیان لڑکا لڑکی کتنی عمر میں بالغ ہوتا ہے | ۱۶۸ |
| ۱۵۷ | بیان حقیقہ کا سنت ہونا اور کب کینا جائے تقسیم گوشت اور لڑکے کے کان میں | ۱۶۸ | ۱۶۸ | بیان شجرہ بزرگان کا قبر میں رکھنا۔ | ۱۶۹ |
| | | | ۱۶۹ | بیان نماز پنجگانہ کے بعد وظیفہ ربوۃ شیعہ منہ لبوسے مدینہ و تصور شیخ۔ | ۱۷۰ |
| | | | ۱۷۰ | بیان ختم خواجگان جائز ہے۔ | ۱۷۱ |
| | | | ۱۷۱ | بیان زیارت قبور و استدعا کا ثبوت | ۱۷۲ |
| | | | ۱۷۲ | بیان در ثبوت تعویذات گمہ استخارہ | ۱۷۳ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|---|--|------|-----------|---|------|
| ۱۶۲ | بیان دفعہ آسیب و جادو۔ | ۱۸۴ | ۱۸۷ | بیان گارے کی قیود و کاشت و ثمر اور کب ترک کی جائے۔ | ۲۰۴ |
| ۱۶۳ | بیان در دفعہ جمل خام و اسقاط۔ | ۱۸۵ | ۱۸۸ | بیان در ثبوت گیسوئے دراز۔ | ۲۰۶ |
| ۱۶۴ | بیان در محبت زوجین۔ | ۱۸۶ | ۱۸۹ | بیان نماز کے بعد ذکر یا تحیر کرنا۔ | ۲۰۷ |
| ۱۶۵ | بیان دفعہ گریہ اطفال و دروزہ و بخار۔ | ۱۸۷ | ۱۹۰ | بیان در ثبوت الوسلۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا زیند کہتا۔ | ۲۰۸ |
| ۱۶۶ | بیان نماز استخارہ اور حاکم کے رو برو جانے کے لئے دعا۔ | ۱۸۸ | ۱۹۱ | بیان کنوئیں میں با طہارت داخل ہونا یا پانی کا گرنا۔ | ۲۰۹ |
| ۱۶۷ | بیان و طیفہ دفع شرارت و دشمنان۔ | ۱۸۹ | ۱۹۲ | بیان مسئلہ قسم پیری قسم کا حکم اور قسم کا کفار اور قرآن کی قسم۔ | ۲۱۰ |
| ۱۶۸ | بیان طریق حلال روزی۔ | ۱۹۰ | ۱۹۳ | بیان فضائل اہلبیت اور ثبوت شہادت از قرآن و حدیث۔ | ۲۱۱ |
| ۱۶۹ | بیان رقص و جہر جائز و ناجائز۔ | ۱۹۱ | ۱۹۴ | بیان دو طریقہ نماز عید۔ | ۲۱۸ |
| ۱۷۰ | بیان سرود جائز ہے یا ناجائز۔ | ۱۹۲ | ۱۹۵ | بیان عورتوں کا جماعت کے ساتھ شریک ہونا۔ | ۲۱۹ |
| ۱۷۱ | بیان طلاق تفویض و ایلا و خلع فضولی کی صورتیں۔ | ۱۹۳ | ۱۹۶ | بیان احکام خنثی و احکام مذبحہ و مابی اور کیا رہویں تیجا ساتوال کر سکے ثبوت۔ | ۲۲۱ |
| ۱۷۲ | بیان عورت کی بچوچی وغیرہ کی عدت میں نکاح ناجائز۔ | ۱۹۴ | ۱۹۷ | بیان در احتیاط النظر۔ | ۲۲۲ |
| ۱۷۳ | بیان مسائل رباعی ختم شد | ۱۹۵ | ۱۹۸ | بیان غیر مقلدوں کی اہلیت۔ | ۲۲۳ |
| جلد دوازدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | | | | |
| ۱۸۴ | بیان غنیمت کس کو کہتے ہیں۔ | ۱۹۹ | ۲۰۱ | بیان خطبہ عید الفطر۔ | ۲۲۴ |
| ۱۸۵ | بیان محبوب و خصی وغیرہ کا کیا حکم ہے۔ | ۲۰۰ | ۲۰۲ | بیان خطبہ عید الفصحی۔ | ۲۲۵ |
| ۱۸۶ | بیان مسائل در زندہ سے اور پندرہ سے کہ کون سے حلال اور کون سے حرام ہیں۔ | ۲۰۱ | ۲۰۳ | بیان خطبہ جمعہ مبارک۔ | ۲۲۶ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|---|--------|------|
| ۲۵۸ | بیان بھانجی و خالہ کو جو شخص ایک نکاح میں جمع کرے اس کی سزا۔ | ۲۱۳ | جلد سیزدہم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | |
| ۲۵۹ | بیان دو بیٹوں یا ماسی بھتیجی یا خالہ بھانجی کو اگر ایک شخص نے نکاح میں جمع کیا تو نکاح کس کا درست ہوگا۔ | ۲۱۴ | ۲۲۸ سب سے پہلے جو پیدا ہوا اور آپ کی ذات کا نور ہونا اور سایہ نہ ہونے کی حکمت۔ | ۲۰۲ | |
| ۲۶۰ | بیان اجرت پر قاضی مقرر کر کے اس سے نکاح و قرآن خوانی و امامت کا کام لینا کیسا ہے | ۲۱۵ | ۲۲۲ بیان آپ کی ذات کا مظہر الہی ہونا اور آپ کا وجود و سبب عالم ہے۔ | ۲۰۳ | |
| ۲۶۱ | بیان دادالوتی کا نکاح کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔ | ۲۱۶ | ۲۲۳ بیان آپ کی ذات بشریت یا نور پر کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ | ۲۰۴ | |
| ۲۶۲ | میلاد شریف و شب برأت میں چراغ جلانا کیسا ہے۔ | ۲۱۷ | ۲۲۵ بیان نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والا مسلمان ہے یا کافر۔ | ۲۰۵ | |
| ۲۶۳ | بیان والد کا نکاح چچا کی موجودگی میں کیا حکم رکھتا ہے۔ | ۲۱۸ | ۲۲۷ بیان تفسیر انما انا بشر اور فرقہ حوالہ کے احرامات کے جوابات۔ | ۲۰۶ | |
| ۲۶۴ | بیان اسٹام پر طلاق بائن دینا اور عدت میں آگے نکاح کا حکم۔ | ۲۱۹ | ۲۲۸ بیان دلائل آپ کے فضائل پاک ہونے پر۔ | ۲۰۷ | |
| ۲۶۵ | بیان اپنی عورت کو بہن کہنا کیسا ہے۔ | ۲۲۰ | ۲۲۹ بیان نیکی کیا چیز ہے اور اس کا وزن کیسا ہے | ۲۰۸ | |
| ۲۶۶ | بیان آپ کو احتلام آتا تھا یا نہیں اور حکیم کو عورت بیمار کو کہاں تک دیکھنا جائز ہے اور جو حکیم عورت کے فرج کو دیکھ کر علاج کرے اس کا کیا حکم ہے۔ | ۲۲۱ | ۲۳۰ بیان تفسیر سراج منیر کی اور وجہ چراغ سے تشبیہ دینے کی۔ | ۲۰۹ | |
| ۲۶۷ | بیان رکن نکاح و منگنی۔ | ۲۲۲ | ۲۳۱ بیان آپ کی ذات کے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب پر پوری پوری بحث اور فرقہ دیوبندی کے اعتراضوں کے جوابات۔ | ۲۱۰ | |
| ۲۶۸ | بیان شیعہ کا سنیہ سے نکاح نہیں۔ | ۲۲۳ | ۲۵۲ بیان روح اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ | ۲۱۱ | |
| | | | ۲۵۶ بیان مسئلہ تناسخ و رجعت روح۔ | ۲۱۲ | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۲۲۲ | بیان تفصیلی شیعہ کا متولی مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں۔ | ۲۹۸ | ۲۸۹ | اجرت لینے کیسی ہے | |
| ۲۲۵ | بیان مزنیہ کی دختر کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں۔ | ۲۹۹ | ۲۹۰ | بیان تعویذات پر اجرت لینے کیسی ہے۔ | ۲۸۹ |
| ۲۲۶ | بیان عدم جواز ساس سے نکاح اور دہیتا فرقہ و بایہ۔ | ۲۹۹ | ۲۹۱ | بیان حضور کے نام پر صلعم لکھنا کیسا ہے | ۲۹۰ |
| ۲۲۷ | بیان اقسام فرقہ شیعہ اور اس کا حکم۔ | ۲۶۲ | ۲۹۲ | بھنگی مسلمان کا مال مسجد پر لگانا کیسا ہے | ۲۹۱ |
| ۲۲۸ | بیان صحابہ کرام اور مائے صاحبہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو برا کہنے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔ | ۲۶۲ | ۲۹۳ | بیان ثبوت نماز سنت اور اس کی نیت پر بحث۔ | ۲۹۲ |
| ۲۲۹ | بیان فرقہ و بایہ اقامت نصرت پڑھتے ہیں کیا ایسا جائز ہے۔ | ۲۶۵ | ۲۹۴ | بیان معنی تقلید و ثبوت از قرآن و حدیث | ۲۹۳ |
| ۲۳۰ | بیان آذان پر اجرت جائز ہے یا نہیں۔ | ۲۶۶ | ۲۹۵ | بیان حنفی کہلانے اور اہلحدیث نہ کہلانے کی وجہ۔ | ۲۹۴ |
| ۲۳۱ | بیان آذان دینی سنت ہے یا واجب۔ | ۲۶۶ | ۲۹۶ | بیان جو حنفی کہلاتا ہو امام صاحب کے مذہب کو حقیر سمجھے وہ کیسا ہے۔ | ۲۹۵ |
| ۲۳۲ | بیان آذان کون دے۔ | ۲۶۶ | ۲۹۷ | بیان مومنین کے ارواح کہاں رہتے ہیں | ۲۹۶ |
| ۲۳۳ | بیان دقص کرنا کیسا ہے۔ | ۲۶۸ | ۲۹۸ | بیان مومن پر مصائب کیوں نازل ہوتے ہیں۔ | ۲۹۷ |
| ۲۳۴ | بیان ارواح مومنین و امداد آں۔ | ۲۶۸ | ۲۹۹ | بیان امامت فاسق فاجر و ریش تراش و مسجد میں نماز جنازہ۔ | ۲۹۸ |
| ۲۳۵ | بیان انیون اور حقہ نوشی شرعاً جائز ہے یا حرام۔ | ۲۸۱ | ۳۰۰ | بیان مسجد میں باواز بلند درود و شریف یا کوئی اور ذکر کرنا کیسا ہے۔ | ۲۹۹ |
| ۲۳۶ | بیان مال خبیث کو کہاں خرچ کریں۔ | ۲۸۲ | ۳۰۱ | بیان نماز جنازہ میں قرأت پڑھنی کیسی ہے | ۲۹۹ |
| ۲۳۷ | بیان خرگوش حلال ہے یا حرام۔ | ۲۸۳ | ۳۰۲ | بیان روزہ رمضان کے افطار کا وقت۔ | ۲۹۹ |
| ۲۳۸ | بیان تعلیم قرآن و آذان و امامت پر | ۲۸۴ | ۳۰۳ | بیان نماز تراویح سنت ہے یا مستحب۔ | ۲۹۸ |
| | | | ۳۰۴ | بیان معنی تراویح اور بیس رکعتیں۔ | ۲۹۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|---|---|------|-----------|--|------|
| ۲۵۲ | بیان بیس تراویح پر دلائل۔ | ۲۰۱ | ۲۹۹ | بیان شیعہ فاجرہ عورت سے بھی متعہ درست ہے۔ | ۳۱۴ |
| ۲۵۵ | بیان آٹھ رکعت تراویح کی حدیث کا جواب۔ | ۲۰۴ | ۲۹۶ | بیان شیعہ مذہب میں ایک دفعہ متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ ملتا ہے دوسری دفعہ امام حسن کا تفسیری دفعہ حضرت علی کا چوتھی مرتبہ رسول خدا کا۔ (سعاذ اللہ) | ۳۱۶ |
| ۲۵۶ | بیان ثبوت بیس تراویح از کتب شیعہ | ۲۰۵ | ۲۹۸ | بیان شیعہ مذہب میں کنجریوں کی کماٹی حلال ہے۔ | ۳۱۷ |
| ۲۵۷ | بیان معنی حدیث ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام۔ | ۲۰۶ | ۲۹۹ | بیان شیعہ مذہب میں ماں کے ساتھ نکاح کیا جو اس سے اولاد ہو اس کو حرام زادہ کہنے کا پر حد لگائی جائے گی۔ | ۳۱۷ |
| ۲۵۸ | بیان ذکر گنجل بہ کب ہے۔ | ۲۰۷ | ۳۰۰ | بیان شیعہ مذہب میں عورت کی شرمگاہ چومنا درست ہے۔ | ۳۱۸ |
| ۲۵۹ | بیان مسائل متعلق مساجد۔ | ۲۰۷ | ۳۰۱ | بیان شیعہ مذہب میں نزول متعہ قرآن کے ساتھ ہوا ہے اور یہ سنت ہے۔ | ۳۱۹ |
| ۲۶۰ | بیان مسائل متعلق آذان و خطبہ۔ | ۲۰۸ | ۳۰۲ | بیان شیعہ مذہب میں کتے کا پس خوردہ کھانا درست ہے۔ | ۳۲۱ |
| ۲۶۱ | بیان جمعہ و عیدین کا خطبہ عربی ہونا چاہئے یا عجمی۔ | ۲۰۹ | ۳۰۳ | بیان شیعہ مذہب میں جماع کرنے سے دفعہ نہیں ٹوٹتا۔ | ۳۲۲ |
| ۲۶۲ | بیان معنی انگ میت۔ | ۲۱۰ | ۳۰۴ | بیان مذہب شیعہ میں عضو تناسل سے نماز میں کھیلنا درست ہے۔ | ۳۲۲ |
| ۲۶۳ | بیان کیا بزرگوں کے مکانات کو تبرک سمجھنا چاہیے یا نہیں۔ | ۲۱۱ | ۳۰۵ | بیان شیعہ مذہب میں مذہبی یاودی بہہ کر | ۳۲۳ |
| | ختم شد | | | | |
| جلد چہارم دوم از فتاویٰ مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | | | | |
| | (رسالہ ہم کا گولہ برافضی ٹولہ) | | | | |
| ۲۶۴ | بیان شیعہ مذہب میں عورت کی دبر میں وطی کرنا درست ہے۔ | ۳۱۲ | ۲۶۴ | بیان مذہب شیعہ میں فرج عاریتہ دینا درست ہے۔ | ۳۱۳ |
| ۲۶۵ | بیان مذہب شیعہ میں فرج عاریتہ دینا درست ہے۔ | ۳۱۳ | | | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| | ایڑیوں تک چلی جانے سے وعنوان نماز | | | در بارہ صحابہ و فضائل صحابہ | |
| ۲۶۷ | بیان شیعہ مذہب میں امر حق کو جو ظاہر کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور عذاب کریگا۔ | ۲۸۴ | ۲۲۶ | رسالہ سیف الابرار علی الفت الاشرار خطبہ | ۳۳۶ |
| ۲۶۸ | بیان شیعہ مذہب میں گوشت خنزیر کھانا پر کوئی حد شرعی نہیں۔ | ۲۸۵ | ۲۲۷ | بیان حالات ملک نجد و فرقہ دہابیہ و معنی دہابی۔ | ۳۳۷ |
| ۲۶۹ | بیان شیعہ مذہب میں ڈول چمڑے خنزیر سے بنانا درست ہے۔ | ۲۸۶ | ۲۲۸ | بیان دہابی کے معنی کیا ہیں اور مکمل حالات عبدالوہاب نجدی۔ | ۳۳۸ |
| ۲۷۰ | بیان شیعہ مذہب میں پانی کے بندے زنا کرانے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں بلکہ یہ زنا حکم نکاح کا رکھتا ہے۔ | ۲۸۷ | ۲۲۹ | مختصر فہرست عقائد و مسائل فرقہ غیر متسلحین | ۳۳۹ |
| ۲۷۱ | بیان شیعہ مذہب میں کتے اور خنزیر کی ہڈیاں درلیم بفتویٰ مرتضیٰ پاک ہیں۔ | ۲۸۸ | ۲۳۰ | بیان عقیدہ طہ خداتعالیٰ کو جہت ممکن سے خالی سمجھنا بدعت اور گمراہی ہے۔ | ۳۴۰ |
| ۲۷۲ | بیان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان۔ | ۲۸۹ | ۲۳۱ | ۱۔ اللہ کی صفات حادث ہیں۔ | ۳۴۱ |
| ۲۷۳ | بیان اعتراض شیعہ کہ امیر معاویہ نے حضرت علی سے جنگ کی اور یزید کی خلافت پر زور دیا اور یزید حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا تھا اور اسکا مفصل جواب۔ | ۲۹۰ | ۲۳۲ | ۲۔ خداتعالیٰ نے کرسی پہ بیٹھا اور کرسی کا چرچہ کرنا۔ | ۳۴۲ |
| ۲۷۴ | بیان حضرات خرقہ پوشان درویشی بہر چہار سلسلہ والوں کے لئے نصیحت یعنی عقیدہ | ۲۹۱ | ۲۳۳ | ۳۔ تمام انبیاء و تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ | ۳۴۳ |
| | | | ۲۳۴ | ۴۔ آپ کا روضہ ہبل عظیم اور بدعت ہے۔ | ۳۴۴ |
| | | | ۲۳۵ | ۵۔ آپ کا روضہ گرا دینے کے لائق ہے۔ | ۳۴۵ |
| | | | ۲۳۶ | ۶۔ چار مصلحہ بدعت ہیں۔ | ۳۴۶ |
| | | | ۲۳۷ | ۷۔ تقہاء اور کتب فقہ فریبوں اور دغا بازیوں کا سرچشمہ ہے۔ | ۳۴۷ |
| | | | ۲۳۸ | ۸۔ صرف اللہ کہنا اور یہ ذکر کرنا بہت | ۳۴۸ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|---|------|
| | برائے۔ | | | بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ | ۲۲۵ |
| ۲۹۶ | ۱۔ بزرگوں کی قبروں کی تعظیم ایران سے | ۲۲۲ | ۳۰۶ | ۱۔ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام مرکز مٹی میں | ۲۲۵ |
| | مدد مانگنا شرک ہے۔ | | | ملنے والے ہیں۔ | |
| ۲۹۷ | ۱۔ انبیاء و اولیاء کرام کی قبور پر قبہ بنانا | ۲۲۲ | ۳۰۷ | ۱۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان | ۲۲۵ |
| | چراغ جلانا لکھنا شرک الحاد موجب | | | کے آگے چہرے سے بھی ذلیل ہے۔ | |
| | لعنت۔ | | ۳۰۸ | ۲۔ حضور کے روضہ کی طرف سفر کرنا شرک | ۲۲۵ |
| ۲۹۸ | ۱۔ بزرگوں کے مزار سے مدد و طلب | | | اکبر ہے۔ | |
| | کرنے والے کو قتل کرنا چاہیے۔ | | ۳۰۹ | ۳۔ نبوت کا سلسلہ ہر طرح سے ختم نہیں | ۲۲۵ |
| ۲۹۸ | ۱۔ بزرگوں کی قبور کو زیارت کی نیت | | | ہو چکا۔ | |
| | سے جانا شرک۔ | | ۳۱۰ | ۴۔ بنی کا ناز میں خیال آنا بیل گدھے کو خیری | ۲۲۶ |
| ۲۹۹ | ۱۔ آنحضرت کے روضہ مبارک پر کھڑے | | | کے زنا کے دوسو سو سے بدتر ہے۔ | |
| | ہو کر حاجت طلب کرنا حرام اور قسم اٹھانا | | ۳۱۱ | ۵۔ میری لاشی حضرت محمد سے بہتر ہے۔ | ۲۲۶ |
| | ہے۔ | | ۳۱۲ | ۶۔ انبیاء و اولیاء و نیکارے اور اسکے آگے | |
| ۳۰۰ | ۱۵۔ انبیاء و اولیاء سے مدد طلب کرنا | ۲۲۵ | | نا چیز سے بھی کمتر ہیں۔ | |
| | انبیاء و اولیاء اور ہم عاجز اور بے اختیار | | ۳۱۳ | ۱۶۔ انبیاء و اولیاء و نہ سنتے اور نہ قدرت | ۲۲۶ |
| | ہونے میں خدا کے آگے برابر ہیں۔ | | | رکھتے ہیں۔ | |
| ۳۰۱ | ۱۷۔ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان بنانے | | ۳۱۴ | ۱۸۔ آپ کی نظیر اور بنی پیدا ہونا ممکن ہے۔ | ۲۲۶ |
| | سے پہلے ہوا پر رہتا تھا۔ | | ۳۱۵ | ۱۹۔ اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم | ۲۲۶ |
| ۳۰۲ | ۱۸۔ امام اعظم کی پیدائش نقطہ سنگ ہے۔ | | | نہ ہو محبت شرعی نہیں۔ | |
| ۳۰۳ | ۱۹۔ امام اعظم کے استاد و شاگرد اور | | ۳۱۶ | ۲۰۔ چار مذہب و خاندان قادریہ وغیرہ | ۲۲۶ |
| | خود زندقہ وغیرہ۔ | | | مشرک ہیں۔ | |
| ۳۰۴ | ۱۹۔ بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم | | ۳۱۷ | ۲۱۔ کتب فقہ متداولہ پڑھنے سے آدمی | ۲۲۶ |

| نمبر شمار | معنا میں | صفحہ | نمبر شمار | معنا میں | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| | کافر ہو جاتا ہے اور ان میں پلیدی ہے۔ | | | پلانا جائز۔ | |
| ۳۱۸ | ۳۲۰: صحابہ کرام فاسق بھی تھے۔ | ۳۲۶ | ۳۲۱ | ۱۲: پگڑی اور عمامہ پر مسح کافی ہے۔ | ۳۲۸ |
| ۳۱۹ | ۳۲۱: تقلید شخصی شرک ہے۔ | " | ۳۲۲ | ۱۳: آٹا شراب کی میل سے گوندہ کر روٹی | " |
| ۳۲۰ | ۳۲۲: قول صحابی حجت نہیں۔ | " | ۳۲۳ | پکا کر کھانا جائز ہے۔ | " |
| | بیان مسائل فرقہ غیر مقلدین | ۳۲۴ | ۳۲۴ | ۱۴: روٹی سے میٹکن چوباک کی نکلے تو اسکا | " |
| | المعروف فرقہ و بابیہ | | | کھانا درست ہے۔ | |
| ۳۲۱ | ۱: منی مرد و عورت کی پاک ہے اور ایک | " | ۳۲۵ | ۱۵: اگر گوشت مردار اور گوشت مذبح | " |
| | قول میں اسکا کھانا بھی درست ہے۔ | | | مل جائے تو دونوں کا کھانا جائز۔ | |
| ۳۲۲ | ۲: طہارت شرمگاہ عورت کی صحیح قول میں پاک | " | ۳۲۶ | ۱۶: محبوب کی تصوک کھانے سے روزہ | " |
| | ہے۔ | | | کا کفارہ نہیں ہے۔ | |
| ۳۲۳ | ۳: بول اور گونہہ کتے کا پاک ہے۔ | " | ۳۲۷ | ۱۷: حیوانات کے خیسے ذکر مٹانے کھا | " |
| ۳۲۴ | ۴: بلی اور گدھے وغیرہ کا جوٹھا پاک اور | " | ۳۲۸ | جائز۔ | |
| | و منوبھی جائز ہے۔ | | | ۱۸: شراب لقمہ اترنے کے لئے پینا جائز۔ | " |
| ۳۲۵ | ۵: کتے اور خنزیر کا چمڑا ظاہر باہر رنگتے | " | ۳۲۹ | ۱۹: نماز میں منی نکلنے لگے تو ذکر کا سر | " |
| | سے پاک ہو جاتا ہے۔ | | | پکڑے سے پکڑ لے۔ | |
| ۳۲۶ | ۶: خون حیض کمرچنے سے پاک ہو جاتا ہے | " | ۳۳۰ | ۲۰: جنبی کو قرآن پاک پڑھنا جائز۔ | " |
| ۳۲۷ | ۷: مرد کا دس عورتیں نکاح میں رکھنا جائز | " | ۳۳۱ | ۲۱: جنبی کو مسجد سے گذرنا جائز۔ | " |
| | ہے حضور کی تخصیص نہیں۔ | | ۳۳۲ | ۲۲: نماز میں کلام کرنا سلام کا جواب دینا | " |
| ۳۲۸ | ۸: جوتا پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا جائز | " | | چلنا پھرنا جائز۔ | " |
| ۳۲۹ | ۹: کافر کا ذبیحہ جائز۔ | " | ۳۳۳ | ۲۳: تعویذات مراقبہ عرس وغیرہ سب | " |
| ۳۳۰ | ۱۰: مشیت زنی واجب ہے۔ | " | | مشرک و بدعت ہیں۔ | |
| ۳۳۱ | ۱۱: زہر ان عورت کو زہر ان مرد کو دود | ۳۳۸ | ۳۳۴ | ۲۴: کتا۔ بی۔ سور۔ حیض و نفاس کا خون | ۳۴۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| ۳۵۰ | ۳۹۰۔ کتے کے چمڑے کا جانا نماز بنا نا درست | ۳۵۹ | ۳۴۵ | آدمی کا پیشاب پانی تلیل میں گرنے سے پانی پاک ہے۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۱ | ۳۹۱۔ خود کتا اور اس کی لعاب پاک۔ | ۳۶۰ | ۳۴۶ | ۳۵۰۔ پیشاب بچے کے سورت پچھلی گدے گھوڑے کا پاک ہے۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۲ | ۳۹۲۔ مردار اور سور کے بال پاک۔ | ۳۶۱ | ۳۴۷ | ۳۵۱۔ کرور روپے مال تجارت پر بھی زکوٰۃ نہیں | ۳۴۹ |
| ۳۵۳ | ۳۹۳۔ وہ روٹی جس کے خمیر میں شراب کی میل ڈالی گئی ہو پاک ہے۔ | ۳۶۲ | ۳۴۸ | ۳۵۲۔ دسویں کے علاوہ مرد کو زیور پہنتے جائز | ۳۴۹ |
| ۳۵۴ | ۳۹۴۔ وطنی فی الدبر کی حرمت غلطی ہے۔ | ۳۶۳ | ۳۴۹ | ۳۵۳۔ دباغت سے چمڑا خنزیر پاک۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۵ | ۳۹۵۔ گدھا اور سور نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں تو پاک۔ | ۳۶۴ | ۳۵۰ | ۳۵۴۔ سور کے جھٹھے میں دو قول ہیں۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۶ | ۳۹۶۔ متعہ کرنا بوقت ضرورت جائز۔ | ۳۶۵ | ۳۵۱ | ۳۵۵۔ بزلیرات اور عروص میں زکوٰۃ نہیں | ۳۴۹ |
| ۳۵۷ | ۳۹۷۔ بزرگی مدینہ طیبہ کی آپ کے زمانہ تک تھی۔ | ۳۶۶ | ۳۵۲ | ۳۵۶۔ سولہ فرج و دبر کے جماع کریں مگر انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۸ | ۳۹۸۔ قرآن مجید پاؤں کے نیچے رکھنا اور پلیدی میں ڈالنا جائز۔ | ۳۶۷ | ۳۵۳ | ۳۵۷۔ چار پایہ و نا بالغہ لڑکی سے جماع کرنے اور کھانے پینے سے کفارہ روزہ نہیں۔ | ۳۴۹ |
| ۳۵۹ | ۳۹۹۔ مشرک کی اقتداء نماز میں جائز۔ | ۳۶۸ | ۳۵۴ | ۳۵۸۔ زانیہ سے زنا کر کے اس کی والدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ | ۳۴۹ |
| ۳۶۰ | ۴۰۰۔ رام چندر لچمن کشن نبی تھے۔ | ۳۶۹ | ۳۵۵ | ۳۵۹۔ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ | ۳۴۹ |
| ۳۶۱ | ۴۰۱۔ حاجبی عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ | ۳۷۰ | ۳۵۶ | ۳۶۰۔ کتے کے سور کا لعاب پاک۔ | ۳۴۹ |
| ۳۶۲ | ۴۰۲۔ انبیاء و اولیاء کے مزارات اور بت برابر ہیں۔ | ۳۷۱ | ۳۵۷ | ۳۶۱۔ کتے کے بال پاک۔ | ۳۴۹ |
| ۳۶۳ | ۴۰۳۔ دختر ربیبہ سے نکاح درست۔ | ۳۷۲ | ۳۵۸ | ۳۶۲۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنا درست۔ | ۳۴۹ |
| ۳۶۴ | ۴۰۴۔ شادیوں میں باجے مزامیر بجانا درست ہے۔ | ۳۷۳ | ۳۵۹ | ۳۶۳۔ کتا پانی میں گرنا پانی پلید نہیں۔ | ۳۴۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|---|------|
| ۳۷۵ | ۵۴۔ تقلید آئمہ دین قیام میلاد پاک گیا تو ختم خواجگان۔ استقامت۔ یا رسول اللہ کہنا سب شرک۔ | ۳۵۱ | ۳۸۷ | ۱۱۔ درخت سبز آگ سے پیدا کرنے میں کوئی خصوصیت نہیں۔ | ۳۵۲ |
| ۳۷۵ | ۵۵۔ سوتیلی دادی سے نکاح درست۔ | ۳۵۱ | ۳۸۸ | ۱۲۔ جماع صحابہ سے انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۷۶ | ۵۶۔ مقلدین کو نماز میں امام نہ بنائیں تقلید شرک ہے۔ | ۳۵۱ | ۳۸۹ | ۱۳۔ کسی صحابی کا قول حجت نہیں۔ | ۳۵۲ |
| ۳۷۶ | ۵۷۔ حضرت عمر مدنی میں بوجہ بیس کعت تراویح۔ | ۳۵۱ | ۳۹۰ | ۱۴۔ حضور کو علم غیب ذاتی و نبوی وغیرہ نہیں۔ | ۳۵۲ |
| ۳۷۸ | ۵۸۔ اگر اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول نہ کرے تو نبیٰ بقال سے بڑھ کر کنبوس ہے۔ | ۳۵۱ | ۳۹۱ | ۱۵۔ حضرت عمر کا فیصلہ درسمہ طلاق شرعی نہیں سیاسی ہے۔ | ۳۵۲ |
| ۳۷۹ | ۵۹۔ میزان کا عصف انکار۔ | ۳۵۱ | ۳۹۲ | ۱۶۔ جو بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ ہوا تھا اس کا انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۰ | ۶۰۔ یا جوج ماجوج کی سد ہونے سے انکار۔ | ۳۵۱ | ۳۹۳ | ۱۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرندے زندہ کرنے سے انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۱ | ۶۱۔ فرشتوں کا وجود اور پر نہیں۔ | ۳۵۲ | ۳۹۴ | ۱۸۔ حضرت مریم کے پاس جو بے موسم میوہ جات بطور معجزات آتے تھے ان کا انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۲ | ۶۲۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حواء کے پیدا کرنے کا انکار۔ | ۳۵۲ | ۳۹۵ | ۱۹۔ لوح محفوظ و تقدیر الہی کا انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۲ | ۶۳۔ حضور کو قرآن کا پورا علم نہیں۔ | ۳۵۲ | ۳۹۶ | ۲۰۔ عذاب قبر سے انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۳ | ۶۴۔ غلمان جنت سے انکار۔ | ۳۵۲ | ۳۹۷ | ۲۱۔ دیدار الہی بہشت میں ہونے کا انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۵ | ۶۵۔ حوران جنت سے انکار۔ | ۳۵۲ | ۳۹۸ | ۲۲۔ دیدار الہی بہشت میں ہونے کا انکار۔ | ۳۵۲ |
| ۳۸۶ | ۶۶۔ معراج میں حضور نے اللہ تعالیٰ کو حالت کشف میں دیکھا۔ | ۳۵۲ | ۳۹۹ | ۲۳۔ شفاء اللہ کے بارے میں جن علماء اہل حدیث نے فتویٰ کفر دیا ان کا شمار۔ | ۳۵۲ |
| | | | ۴۰۰ | بیان مختصر سوانح عمری مولوی ثناء اللہ۔ | ۳۵۵ |
| | | | ۴۰۰ | مرثیہ گنگوہی کے کفریہ اشعار۔ | ۳۵۸ |
| | | | | ختم شد | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| | جلد پانزدہم از فتاویٰ منظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ | | | | |
| ۲۰۱ | بیان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشکل کشا و دافع البلاء ہونا۔ | ۲۵۹ | ۲۱۳ | بیان صدقہ فطر کس روز اور کس وقت ادا کرنا سنت ہے۔ | ۲۷۲ |
| ۲۰۲ | بیان آپ کا آگے اور پیچھے سے برابر دیکھنا | ۲۶۰ | ۲۱۴ | بیان کان کا استمراہ کے لئے آنا۔ | ۲۷۶ |
| ۲۰۳ | بیان آپ کا اندھیری رات میں بھی دن کی طرح دیکھنا۔ | ۲۶۱ | ۲۱۵ | بیان مال صدقہ کا مصرف۔ | ۲۷۷ |
| ۲۰۴ | بیان آپ کا ظاہری آنکھوں سے خدا تعالیٰ کا دیدار پانا۔ | ۲۶۲ | ۲۱۶ | بیان صدقہ فطر اور مال زکوٰۃ و بابی شیعہ مرزائی کو دینا کیسا ہے۔ | ۲۸۰ |
| ۲۰۵ | بیان آپ کا جسمی معراج ہونے کا ثبوت | ۲۶۳ | ۲۱۷ | بیان اخبار یا رسالہ مال زکوٰۃ سے جاری کرنا جائز نہیں۔ | ۲۸۱ |
| ۲۰۶ | بیان آپ کے بول و براز پاک معطر اور زمین کا ان کو چوس لینا اور خون پسینے کی وجہ۔ | ۲۶۴ | ۲۱۸ | بیان صدقہ فطر یا مال زکوٰۃ حقیقی بھائی یا خالہ یا بھتیجی یا ہمیشہ مفلسان کو دینا درست ہے یا نہیں۔ | ۲۸۲ |
| ۲۰۷ | بیان آپ کے چہرے کے نور کی روشنی سے سوئی کا نظر آنا۔ | ۲۶۵ | ۲۱۹ | بیان عید الفضحیٰ اور عید الفطر کا صدقہ کن لوگوں پر واجب ہے۔ | ۲۸۳ |
| ۲۰۸ | بیان نبی کریم جس کپڑے کو مس فرمائیں اسے آگ نہیں لگتی۔ | ۲۶۶ | ۲۲۰ | بیان صدقہ فطر کس قدر اور کن کن کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ | ۲۸۴ |
| ۲۰۹ | بیان آپ کا پیالہ کس لکڑی کا بنا ہوا تھا اور کتنی قیمت پر فروخت ہوا۔ | ۲۶۷ | ۲۲۱ | بیان ایک فطرانہ زیادہ شخصوں کو دینا جائز نہیں۔ | ۲۸۵ |
| ۲۱۰ | بیان کیا جمعہ مسقط ظہر ہے یا نہیں۔ | ۲۶۸ | ۲۲۲ | بیان بھیڑ یا چھترا چھ ماہ کی قربانی کیسے ہے۔ | ۲۸۶ |
| ۲۱۱ | بیان مسائل جمعہ و خطبہ جمعہ۔ | ۲۶۹ | ۲۲۳ | بیان قربانی کے جانور کس قسم کے ہوں۔ | ۲۸۷ |
| ۲۱۲ | بیان مسائل عید الفضحیٰ و عید الفطر۔ | ۲۷۰ | ۲۲۴ | بیان مسائل متعلق قربانی۔ | ۲۸۸ |
| | | | ۲۲۵ | بیان ذبح کے وقت مذبحہ سے خون نکالنا مگر متحرک نہیں ہونا۔ | ۲۸۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|---|------|
| ۴۲۶ | بیان مسائل متعلق نیک | ۳۸۸ | ۴۲۸ | بیان ثبوت ملاقات حسن لہری کی بحضرت علی کرم اللہ وجہہ | ۳۹۰ |
| ۴۲۷ | بیان اقامت میں دوبار آذان کے الفاظ پڑھنے کا ثبوت | ۳۹۱ | ۴۲۹ | بیان اہام کے کتنے اقسام اور وہ شرعاً حجت ہیں یا نہیں | ۳۹۱ |
| ۴۲۸ | بیان بغیر وضو آذان دینا مکروہ | ۳۹۲ | ۴۳۰ | بیان مدینہ شریف کو شرعاً شرب کہنا کیسا ہے | ۳۹۲ |
| ۴۲۹ | بیان بوقت آذان قرآن نہ پڑھے دیوانہ اور عورت آذان نہ پڑھیں آذان ٹھہر ٹھہر کر اور تکبیر اقامت جلدی اور موزن کی اجازت سے دوسرا اقامت کہے | ۳۹۲ | ۴۳۱ | بیان انسان کتنی قسم پر پیدا ہوئے | ۳۹۳ |
| ۴۳۰ | بیان مسجد میں آذان دینا مکروہ | ۳۹۳ | ۴۳۲ | بیان مؤمن فاسق فی العمل اور مؤمن فاسق فی العقیدہ میں کیا فرق ہے | ۳۹۳ |
| ۴۳۱ | بیان ناخستوں کو چومنا مومن فاسق نہ ہو محلہ والوں کو مسجد محلہ کی آذان کافی ہے | ۳۹۳ | ۴۳۳ | بیان آئمہ اربعہ اہلسنت وجماعت ہیں | ۳۹۴ |
| ۴۳۲ | بیان اعزازی فاسق جنبی کی آذان کا اعادہ کیا جائے | ۳۹۴ | ۴۳۴ | بیان طریقہ صلوٰۃ التسبیح وفضائل | ۳۹۴ |
| ۴۳۳ | بیان تشویب جائزہ و آذان قبل از وقت نا جائزہ اور آذان نابالغ عاقل جائزہ اگر آذان دینے کے بعد مرتد ہو جائے تو اعادہ آذان نہ کرے | ۳۹۴ | ۴۳۵ | بیان آپ کے ناموں پر نام رکھنے کی فضیلت | ۳۹۵ |
| ۴۳۴ | بیان بلا آذان بلا اقامت جماعت مکروہ | ۳۹۵ | ۴۳۶ | بیان آپ کی ذات کا دورے سننا | ۳۹۶ |
| ۴۳۵ | بیان کامل پیر کی بیعت توڑنے والے کی سزا | ۳۹۵ | ۴۳۷ | بیان آپ کی ذات کا حیات البنی ہونا | ۳۹۷ |
| ۴۳۶ | بیان فاسق فاجر کی امامت پر بحث | ۳۹۶ | ۴۳۸ | بیان انبیاء و اولیاء کا بوقت مصیبت وسیلہ پکڑنا کیسا ہے | ۳۹۸ |
| ۴۳۷ | بیان امامت و بابی دیوبندی شیعہ کا کیا | ۳۹۶ | ۴۳۹ | بیان شرک کی کیا تعریف ہے | ۳۹۹ |
| ۴۳۸ | بیان بدعت کس کو کہتے ہیں | ۳۹۷ | ۴۴۰ | بیان بدعت کی تعریف میں | ۴۰۰ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۴۵۴ | بیان مجلس گیارہویں شریف کو سجاد ٹر دینا کیسا ہے۔ | ۴۱۵ | ۴۶۴ | اعتراض ان سے صحابی کی اتباع و تقلید ثابت ہے۔ امام صاحب صحابی نہیں کا جواب۔ | ۴۲۷ |
| ۴۵۵ | بیان مجلس میلاد شریف کو سجاد ٹر دینا اور بوقت سلام کھڑے ہونا کیسا ہے۔ | ۴۱۶ | ۴۶۵ | اعتراض تقلید دوسری صدی سے چلی ہے کا جواب۔ | ۴۲۸ |
| ۴۵۶ | بیان حاضر و ناظر ہونا بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ فتویٰ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | ۴۱۷ | ۴۶۶ | اعتراض محرمات سے نکاح کر کے جماع کرنے سے حد کا نہ لگنا و مشیت زنی کا مفصل جواب | ۴۲۹ |
| ۴۵۷ | بیان کن الفاظ سے کھڑے ہو کر آپ پر سلام بھیجا جائے۔ | ۴۱۸ | ۴۶۷ | بیان حنفی کو بلانے کا ثبوت۔ | ۴۳۰ |
| ۴۵۸ | بیان در ثبوت میلاد شریف اور آپ کی تشریف آوری۔ | ۴۱۹ | ۴۶۸ | بیان ثبوت استمداد من دون اللہ۔ | ۴۳۱ |
| ۴۵۹ | بیان اصحاب ثلاثہ پر دلائل از قرآن مجید و کتب شیعہ و طریقہ مناظرہ و مناظروں کی کیفیتیں۔ | ۴۲۰ | ۴۶۹ | بیان ختم نبوت۔ | ۴۳۲ |
| ۴۶۰ | بیان بحث خلافت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ | ۴۲۱ | ۴۷۰ | بیان لڑکی بالغہ کو گھر میں بٹھانیکا وبال کس پر ہے۔ | ۴۳۳ |
| ۴۶۱ | بیان بحث تقلید و فرقہ ناجیہ و کیفیت مناظرہ موضع آواں۔ | ۴۲۲ | ۴۷۱ | بیان جو عورت گھر میں بیٹھ کر زنا کرے اسکا وبال کس پر ہے۔ | ۴۳۴ |
| ۴۶۲ | بیان ثبوت تقلید شخصی۔ | ۴۲۳ | ۴۷۲ | بیان آپ نے کتنے حج اور جنگ کئے اور پہلا جمعہ کہاں قائم کیا۔ | ۴۳۵ |
| ۴۶۳ | وہابی کے اعتراض یعنی ان آیات سے مراد نبی ہیں غیر نبی کی تقلید ثابت کریں کا مفصل جواب۔ | ۴۲۴ | ۴۷۳ | مستملہ رمناع۔ | ۴۳۶ |
| | | | ۴۷۴ | بیان ایصال ثواب کے لئے طعام و کلام میت کو دینے کا ثبوت۔ | ۴۳۷ |
| | | | ۴۷۵ | بیان کیا طعام و کلام کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔ | ۴۳۸ |
| | | | ۴۷۶ | بیان گیارہویں وغیرہ تاریخ مقرر کر کے دینا کیسا ہے۔ | ۴۳۹ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|---|------|
| ۴۷۷ | بیان حضور کی زیارت سے مشرف ہونے کے نشانات کیا ہیں۔ | ۴۶۸ | ۴۶۸ | بیان بے فرمان کو مطیع کرنے کے لئے۔ | ۴۷۶ |
| ۴۷۸ | حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے سید صحیح النسب ہونے پر دلائل۔ | ۴۶۹ | ۴۶۹ | بیان حفاظت از شر موزی۔ | ۴۷۷ |
| ۴۷۹ | بیان مسائل مفصل بحث عقیقہ۔ | ۴۷۰ | ۴۷۰ | بیان سردرد کے لئے۔ | ۴۷۸ |
| ۴۸۰ | نکاح فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسکا خطبہ۔ | ۴۷۱ | ۴۷۱ | بیان درد شقیقہ کے لئے نہایت تجرب۔ | ۴۷۹ |
| ۴۸۱ | بیان اسلام میں جہاد کس سبب سے ہوا۔ | ۴۷۲ | ۴۷۲ | بیان درد شکم و سر پاؤں کے لئے۔ | ۴۸۰ |
| ۴۸۲ | مغربیات سلطانی | | | بیان باری کے بخار کے لئے۔ | ۴۸۱ |
| ۴۸۳ | بیان طریقہ اذکار سلطانی۔ | ۴۷۳ | ۴۷۳ | بیان دفع مرگی کے لئے۔ | ۴۸۲ |
| ۴۸۴ | بیان نماز کن فیکون۔ | ۴۷۴ | ۴۷۴ | بیان خطرات نفس۔ | ۴۸۳ |
| ۴۸۵ | بیان ختم خواجگان قادریہ برائے حل مشکلات۔ | ۴۷۵ | ۴۷۵ | بیان دفع خطرات قلب۔ | ۴۸۴ |
| ۴۸۶ | بیان طریق کشف قبور۔ | ۴۷۶ | ۴۷۶ | بیان دشمن کی زبان بندی اور دفع گریہ طفل کے لئے۔ | ۴۸۵ |
| ۴۸۷ | بیان کشف ارباب کا طریقہ۔ | ۴۷۷ | ۴۷۷ | بیان دفع گریہ اطفال۔ | ۴۸۶ |
| ۴۸۸ | بیان آئندہ حال سے آگاہی کا طریقہ۔ | ۴۷۸ | ۴۷۸ | بیان طحال کے لئے۔ | ۴۸۷ |
| ۴۸۹ | بیان حفاظت اسقاط حمل و حفاظت اسقاط پھل و رخت۔ | ۴۷۹ | ۴۷۹ | بیان حیوان فرمانبردار ہو۔ | ۴۸۸ |
| ۴۹۰ | بیان دفع آسیب کے لئے۔ | ۴۸۰ | ۴۸۰ | بیان اولاد زریعہ ہو۔ | ۴۸۹ |
| ۴۹۱ | بیان دفع درد شقیقہ۔ | ۴۸۱ | ۴۸۱ | بیان حاکم کے خوف کے لئے۔ | ۴۹۰ |
| ۴۹۲ | بیان درد اکہڑ کے لئے۔ | ۴۸۲ | ۴۸۲ | بیان خاوند کی رضامندی کے لئے۔ | ۴۹۱ |
| | بیان سارق کے لئے۔ | ۴۸۳ | ۴۸۳ | بیان کتے وغیرہ سے بچنے کے لئے۔ | ۴۹۲ |
| | | | | بیان اولاد کے لئے۔ | ۴۹۳ |
| | | | | بیان زہر بیلے جانور سے بچنا۔ | ۴۹۴ |
| | | | | بیان چیونٹیوں کی دعا۔ | ۴۹۵ |
| | | | | بیان بھلے ہوئے کے لئے۔ | ۴۹۶ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---------------------------------------|------|-----------|---|------|
| ۵۱۴ | بیان ناف کے لئے۔ | ۴۸۱ | ۵۳۵ | بیان تپ باری۔ | ۴۸۸ |
| ۵۱۵ | بیان فساد کی کو شہر سے نکالنا۔ | ۴ | ۵۳۶ | بیان محبت کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۱۶ | بیان انڈہ پر حضرات نکالنے کا۔ | ۴ | ۵۳۷ | بیان برکت رزق کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۱۷ | بیان چور کا پتہ لگانا۔ | ۴۸۲ | ۵۳۸ | بیان خنازیر کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۱۸ | بیان کاروبار میں رونق۔ | ۴ | ۵۳۹ | بیان ہر حاجت کے لئے۔ | ۴۸۹ |
| ۵۱۹ | بیان دشمن مغلوب ہوں۔ | ۴ | ۵۴۰ | بیان جدائی کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۲۰ | بیان کھیت کی چوپوں وغیرہ سے حفاظت | ۴ | ۵۴۱ | بیان کشائش رزق و تسخیر خلایق کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۲۱ | بیان بھیل گرانا۔ | ۴۸۳ | ۵۴۲ | بیان ظالم حاکم کے لئے۔ | ۴۹۰ |
| ۵۲۲ | بیان ادائیگی قرض۔ | ۴ | ۵۴۳ | بیان اگر ظالم کو بیمار زنا منظور ہو۔ | ۴ |
| ۵۲۳ | بیان تسخیر کے لئے۔ | ۴ | ۵۴۴ | بیان دفعیہ جنات کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۲۴ | بیان غیبی رزق کے لئے۔ | ۴ | ۵۴۵ | بیان طعام بڑھانے کے لئے۔ | ۴۹۱ |
| ۵۲۵ | بیان اولاد نہ ہوتی ہو عقیقہ کے لئے۔ | ۴۸۴ | ۵۴۶ | بیان دافع بلا و دواء حیوان و انسان کے لئے | ۴ |
| ۵۲۶ | بیان عقیقہ کے لئے اسقاط حمل دروزہ | ۴۸۵ | ۵۴۷ | تعویذ برائے عزت و استیلا۔ | ۴ |
| | کے لئے۔ | | ۵۴۸ | تعویذ لقوہ و تپ رزہ کے لئے۔ | ۴ |
| ۵۲۷ | بیان برائے کرنگ۔ | ۴۸۶ | ۵۴۹ | تعویذ برائے عزت پانے کے لئے۔ | ۴۹۲ |
| ۵۲۸ | بیان برائے گریہ اطفال۔ | ۴ | ۵۵۰ | تعویذ برائے حب۔ | ۴ |
| ۵۲۹ | بیان آگ لگنے سے حفاظت۔ | ۴۸۷ | ۵۵۱ | تسخیر و کشائش رزق کے لئے و تسخیر رجال | ۴ |
| ۵۳۰ | مکھی یا مچھر سے حفاظت۔ | ۴ | | الغیب و دشمن کا گھرتباہ ہو و دولت | |
| ۵۳۱ | برائے دفع موش۔ | ۴ | | مندی و تسخیر سانپ و بچھو وغیرہ کے | |
| ۵۳۲ | بیان بند کردن باران۔ | ۴ | | لئے۔ | |
| ۵۳۳ | بیان سانپ سے بچنے کے لئے۔ | ۴ | ۵۵۲ | بیان برائے بواسیر۔ | ۴۹۳ |
| ۵۳۴ | بیان دیوانہ گئے کے زہر سے بچنے کے لئے | ۴ | ۵۵۳ | بیان در سرد و در شقیقہ کے لئے | ۴ |

| صفحہ | مضامین | نمبر شمار | صفحہ | مضامین | نمبر شمار |
|------|--|-----------|---|--|-----------|
| ۵۰۲ | باندھنے کھولنے میں کیوں تصفیہ نہ کیا۔ | ۵۶۳ | ۵۵۴ | بیان برائے نواف۔ | ۴۹۳ |
| ۵۰۳ | بیان دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے | ۵۶۶ | ۵۵۵ | تعویذات کس طرح اور کس ساعت میں لکھے۔ | ۴۹۴ |
| ۵۰۴ | بیان نماز میں قرأت کتنی پڑھی جائے۔ | ۵۶۷ | ۵۵۶ | بیان نقشہ ساعات یعنی پہر و گھڑی۔ | ۴۹۵ |
| ۵۰۵ | بیان ریش مونڈنے والے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز۔ | ۵۶۸ | ۵۵۷ | بیان تمثال نعین شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ | ۴۹۶ |
| ۵۰۶ | بیان ریش مونڈ ۵ امام اگر کہے کہ لمبی ڈاڑھی سکھوں کی ہوتی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔ | ۵۶۹ | <p>ختم شد</p> <p>جلد ششم از فتاویٰ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت الحاج مولانا علامہ محمد اسد ارحمہ اللہ علیہ</p> | | |
| ۵۰۷ | بیان تارک روزہ دار ڈھی منڈ ۵ اور بازار میں کھانے والے کے پیچھے نماز کیسی ہے۔ | ۵۷۰ | | | |
| ۵۰۸ | بیان وٹائی کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز کیوں نہیں ہوتی۔ | ۵۷۱ | ۵۵۸ | بیان قرآن پاک کا بے وضو چھونا کیسا ہے۔ | ۴۹۷ |
| ۵۰۹ | بیان نابینا غیر محتاط اور عورت کو بے ستر رکھنے والے کے پیچھے نماز کیسی ہے۔ | ۵۷۲ | ۵۵۹ | بیان بوقت تکبیر آرام و مقتدی بیٹھے رہیں یا کھڑے۔ | ۴۹۸ |
| ۵۰۸ | بیان نماز میں لاوڈ سپیکر استعمال کرنا کیسا ہے | ۵۷۳ | ۵۶۰ | بیان آمین کیسے کہنا چاہیے۔ | ۴۹۹ |
| ۵۱۰ | بیان گنبد سے آواز سن کر رکوع سجود کرنے کیسے ہیں۔ | ۵۷۴ | ۵۶۱ | بیان تم غوثیہ اور قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے۔ | ۵۰۰ |
| ۵۰۹ | بیان گنبد یا لاوڈ سپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے یا مثل مشابہ۔ | ۵۷۶ | ۵۶۲ | بیان گٹے کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔ | ۵۰۱ |
| ۵۱۰ | سنت غیر مؤکد کے پڑھنے کا طریقہ۔ | ۵۷۷ | ۵۶۳ | بیان امام جعفر صادق نماز یا تہ کھول کر پڑھتے تھے یا باندھ کر۔ | ۵۰۲ |
| ۵۱۰ | بیان غیر مقلدوں پر نماز تراویح کے بارے میں پیش اعراض۔ | ۵۷۸ | ۵۶۴ | بیان آئمہ اہلبیت مقلد تھے یا نہیں۔ | ۵۰۳ |
| | | | ۵۶۵ | بیان امام مالک و امام اعظم و امام جعفر صادق جب تینوں مدینہ میں تھے تو وضع نماز و فاتحہ | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| ۵۷۹ | بیان مسئلہ احتیاط و نظر۔ | ۵۱۲ | ۵۷۹ | بیان مسئلہ احتیاط و نظر۔ | ۵۱۲ |
| ۵۸۰ | بیان گاؤں میں جمعہ کی جگہ نماز ظہر ادا کریں۔ | ۵۱۳ | ۵۸۰ | بیان گاؤں میں جمعہ کی جگہ نماز ظہر ادا کریں۔ | ۵۱۳ |
| ۵۸۱ | بیان بعد نماز فجر یا پنجگانہ یا عیدین مصافحہ | " | ۵۸۱ | بیان بعد نماز فجر یا پنجگانہ یا عیدین مصافحہ | " |
| | در معاف کرنا کیسا ہے۔ | ۵۱۵ | | در معاف کرنا کیسا ہے۔ | ۵۱۵ |
| ۵۸۲ | بیان نماز کی دعا امام سے پہلے اکیلے مانگنی | ۵۱۵ | ۵۸۲ | بیان نماز کی دعا امام سے پہلے اکیلے مانگنی | ۵۱۵ |
| | کیسی ہے۔ | " | | کیسی ہے۔ | " |
| ۵۸۳ | بیان نماز فجر کے بعد بلند آواز سے تکبیر و تہلیل | ۵۱۶ | ۵۸۳ | بیان نماز فجر کے بعد بلند آواز سے تکبیر و تہلیل | ۵۱۶ |
| | بڑھتی کیسی ہیں۔ | ۵۱۶ | | بڑھتی کیسی ہیں۔ | ۵۱۶ |
| ۵۸۴ | بیان ایک مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھتے کچھ | ۵۱۶ | ۵۸۴ | بیان ایک مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھتے کچھ | ۵۱۶ |
| | بلند آواز سے درود پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔ | " | | بلند آواز سے درود پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔ | " |
| ۵۸۵ | بیان مردے کو قبر میں کیسے لٹایا جائے۔ | ۵۱۷ | ۵۸۵ | بیان مردے کو قبر میں کیسے لٹایا جائے۔ | ۵۱۷ |
| ۵۸۶ | بیان مسجد کے حجرے پر مال زکوٰۃ صرف کرنا | ۵۱۷ | ۵۸۶ | بیان مسجد کے حجرے پر مال زکوٰۃ صرف کرنا | ۵۱۷ |
| | کیسا ہے۔ | ۵۱۷ | | کیسا ہے۔ | ۵۱۷ |
| ۵۸۷ | بیان مسئلہ رذیتہ ہلال۔ | " | ۵۸۷ | بیان مسئلہ رذیتہ ہلال۔ | " |
| ۵۸۸ | ریڈیو پر حیاند کا اعلان کیا حقیقت رکھتا ہے۔ | ۵۱۸ | ۵۸۸ | ریڈیو پر حیاند کا اعلان کیا حقیقت رکھتا ہے۔ | ۵۱۸ |
| ۵۸۹ | بیان بیوہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے۔ | " | ۵۸۹ | بیان بیوہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتی ہے۔ | " |
| ۵۹۰ | بیان دھوکہ سے نکاح پڑھنا کیسا ہے۔ | ۵۱۹ | ۵۹۰ | بیان دھوکہ سے نکاح پڑھنا کیسا ہے۔ | ۵۱۹ |
| ۵۹۱ | بیان مومنوں کی لڑکی کا فلاں بن فلاں سے | ۵۲۰ | ۵۹۱ | بیان مومنوں کی لڑکی کا فلاں بن فلاں سے | ۵۲۰ |
| | نکاح کر دیا کہنے سے نکاح ہوا یا نہ۔ | " | | نکاح کر دیا کہنے سے نکاح ہوا یا نہ۔ | " |
| ۵۹۲ | بیان عورت اور اس کی سوتیلی ماں کا ایک | ۵۲۱ | ۵۹۲ | بیان عورت اور اس کی سوتیلی ماں کا ایک | ۵۲۱ |
| | شخص کے نکاح میں جمع ہونا کیسا ہے۔ | " | | شخص کے نکاح میں جمع ہونا کیسا ہے۔ | " |
| ۵۹۳ | بیان مسلمان مرد کی عیسائی عورت سے | " | ۵۹۳ | بیان مسلمان مرد کی عیسائی عورت سے | " |
| | نکاح کرنا جائز ہے یا نہ۔ | " | | نکاح کرنا جائز ہے یا نہ۔ | " |
| ۵۹۴ | بیان اگر زید ملازم مست کے لالچ میں بیعت | ۵۱۵ | ۵۹۴ | بیان اگر زید ملازم مست کے لالچ میں بیعت | ۵۱۵ |
| | فارم پر دستخط کر کے بظاہر مرزائی ہو جائے | " | | فارم پر دستخط کر کے بظاہر مرزائی ہو جائے | " |
| | تو اسکا نکاح رہے گا یا نہیں۔ | " | | تو اسکا نکاح رہے گا یا نہیں۔ | " |
| ۵۹۵ | مرزائی سے نکاح۔ | ۵۱۶ | ۵۹۵ | مرزائی سے نکاح۔ | ۵۱۶ |
| ۵۹۶ | بیان نکاح پر نکاح اور عدت میں نکاح جائز | ۵۱۶ | ۵۹۶ | بیان نکاح پر نکاح اور عدت میں نکاح جائز | ۵۱۶ |
| | ہے یا نہیں۔ | " | | ہے یا نہیں۔ | " |
| ۵۹۷ | بیان ثبوت نکاح عمرہ جو نیہ کلابیہ اسماء | ۵۱۷ | ۵۹۷ | بیان ثبوت نکاح عمرہ جو نیہ کلابیہ اسماء | ۵۱۷ |
| ۵۹۸ | یا امیمہ یا امامہ از رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۱۸ | ۵۹۸ | یا امیمہ یا امامہ از رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۱۸ |
| ۵۹۹ | بیان نکاح پر نکاح کرنے والے توبہ کرے | ۵۱۹ | ۵۹۹ | بیان نکاح پر نکاح کرنے والے توبہ کرے | ۵۱۹ |
| | بیان بالغہ لڑکی خود نکاح کر سکتی ہے۔ | ۵۲۰ | | بیان بالغہ لڑکی خود نکاح کر سکتی ہے۔ | ۵۲۰ |
| ۶۰۰ | بیان ثبوت نکاح و طہرہ | ۵۲۱ | ۶۰۰ | بیان ثبوت نکاح و طہرہ | ۵۲۱ |
| ۶۰۱ | بیان زانیہ حاملہ درجہ حالت حمل نکاح کر سکتی | ۵۲۱ | ۶۰۱ | بیان زانیہ حاملہ درجہ حالت حمل نکاح کر سکتی | ۵۲۱ |
| | ہے یا نہیں۔ | " | | ہے یا نہیں۔ | " |
| ۶۰۲ | بیان طلاق مجنون و غنیمین | ۵۲۲ | ۶۰۲ | بیان طلاق مجنون و غنیمین | ۵۲۲ |
| ۶۰۳ | بیان اپنی عورت کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے | ۵۲۳ | ۶۰۳ | بیان اپنی عورت کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے | ۵۲۳ |
| ۶۰۴ | بیان لڑکی کو شہوت سے چھوٹنے سے لڑکی | ۵۲۴ | ۶۰۴ | بیان لڑکی کو شہوت سے چھوٹنے سے لڑکی | ۵۲۴ |
| | ہاں حرام۔ | " | | ہاں حرام۔ | " |
| ۶۰۵ | بیان جہیز وغیرہ کس کی ملکیت ہے۔ | ۵۲۵ | ۶۰۵ | بیان جہیز وغیرہ کس کی ملکیت ہے۔ | ۵۲۵ |
| ۶۰۶ | بیان اپنی مشکوٰۃ کا دودھ پی لیا تو پھر نکاح | ۵۲۶ | ۶۰۶ | بیان اپنی مشکوٰۃ کا دودھ پی لیا تو پھر نکاح | ۵۲۶ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۶۰۸ | بیان زنا سے پیدا شدہ اولاد زانی کی وارث ہوگی یا نہیں۔ | ۵۳۵ | ۶۱۹ | کا گوشت کھانا کیسا ہے۔ | ۵۴۶ |
| ۶۰۹ | بیان حج نے تیسخ نکاح کا یکطرفہ خود فیصلہ دے دیا تو نکاح رہے گا یا نہیں۔ | ۵۳۶ | " | بیان قربانی کا چمڑا کہاں مرن کرے۔ | ۵۴۷ |
| ۶۱۰ | بیان اولاد کے نہ پیدا ہونے پر عورت نکاح فسخ نہیں کر سکتی۔ | ۵۳۷ | ۶۲۰ | بیان بعض صحابہ کرام کو بعض پر جزوی فضیلت ماننے والا بلکہ بعض صحابہ کو شیخین پر جزوی فضیلت ماننے والا کیسا ہے۔ | ۵۴۸ |
| ۶۱۱ | بیان در ثبوت عورت غیر مذکورہ کو مرد طلاق پر حلال ہے عدت نہیں۔ | ۵۳۸ | ۶۲۱ | بیان آپ حاضر و ناظر کس طرح ہیں دنیا کہ میں باتھ کی بتیسیلی کی طرح دیکھتا ہوں کیا مطلب ہے۔ | ۵۴۹ |
| ۶۱۲ | بیان جو امام کہے کہ تین طلاقیں بیک وقت دینے سے صرف ایک طلاق واقع ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے۔ | ۵۳۹ | ۶۲۲ | بیان ایک شخص کہتا ہے کہ حضور اپنے مزار میں ہیں وہاں سے سب کچھ دیکھتے ہیں بہارِ روبرو حاضر نہیں یہ قول کیسا ہے۔ | ۵۵۰ |
| ۶۱۳ | بیان رطلاق طلاق یا طلاق دی طلاق دی طلاق دی یا چلی جا چلی جا چلی جا ان الفاظ سے کوئی اور کتنی طلاقیں پڑیں گی۔ | ۵۴۰ | ۶۲۳ | بیان زید کہتا ہے حضور نور میں مگر اللہ کے نور سے نہیں یہ قول کیسا ہے۔ | ۵۵۱ |
| ۶۱۴ | بیان مذکورہ جانور کا سرکٹ جائے تو اسکا کھانا کیسا ہے۔ | ۵۴۱ | ۶۲۴ | بیان آپ کو بشر کہنا کیسا ہے۔ | ۵۵۲ |
| ۶۱۵ | بیان جنگ پینے والا چند لے کر بکرہ خرید کر مزار پر لے آتا ہے پھر بکرہ پر پانی چھڑکتا ہے اگر بکرہ کانپ جلے تو کہتا ہے اس کو پیر صاحب نے قبول کر لیا پھر ایسے بکرے | ۵۴۲ | ۶۲۵ | بیان اگر آپ فوت تھے تو آپ کا پیٹ چاک کر کے نوکیوں بھرا گیا اس سے معلوم ہوتا | ۵۵۳ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| ۶۲۶ | ہے کہ آپ بشر تھے کا جواب۔ | ۵۵۴ | ۶۲۵ | عالم حافظ کوئی بھی شفاعت نہیں کرے گا۔ | ۵۵۴ |
| ۶۲۷ | بیان اہلسنت کہاں سے شروع ہوئے | ۵۵۵ | ۶۲۶ | ۳۔ شفاعت کا عقیدہ رکھنے والے کا ایمان | ۵۵۴ |
| ۶۲۸ | اور تحریک و ہایہ کہاں سے۔ | ۵۶۰ | ۶۲۷ | آخرت پر بیکار ہے۔ | ۵۵۴ |
| ۶۲۹ | بیان غوث پاک نے ۷۳ فرقے لکھے جن میں ۷۲ فرقے گمراہ لکھے ہیں ان میں سے | ۵۶۱ | ۶۲۸ | ۴۔ شہادت سے پہلے انبیاء سے بڑے گناہ سرزد ہو | ۵۵۴ |
| ۶۳۰ | مرجیہ فرقہ کی حقیقت کو ایک شاخ شمار کیا گیا ہے۔ اس کا مفصل جواب۔ | ۵۶۲ | ۶۲۹ | ۵۔ شیطان کی شرارتوں سے انبیاء بھی نہیں بچ سکتے۔ | ۵۵۴ |
| ۶۳۱ | بیان دیوبندی اہلسنت ہیں یا نہیں۔ | ۵۶۳ | ۶۳۰ | ۶۔ ہندو اسلام لا کر حجت تک ایک مرتبہ | ۵۵۴ |
| ۶۳۲ | بیان دیوبندی مولویوں کے عرفان کی کہانی دیوبندی مولویوں کے پیشواؤں کی زبانی۔ | ۵۶۴ | ۶۳۱ | ۷۔ گائے کا گوشت نہ کھائے اس کا ایمان معتبر نہیں۔ | ۵۵۴ |
| ۶۳۳ | بیان مرزا شیوں قادیانیوں کی طرح دیوبندیوں و بابیوں کا ختم نبوت سے انکار۔ | ۵۶۵ | ۶۳۲ | ۸۔ کانے و جال کے آنے کا صاف انکار۔ | ۵۵۵ |
| ۶۳۴ | ۱۰۔ بیان مودودی کے عقائد کا مختصر نمونہ جس میں ہم باطل عقیدے درج ہیں۔ | ۵۶۶ | ۶۳۳ | ۹۔ اس وقت امت کے سارے مسلمان | ۵۵۵ |
| ۶۳۵ | ۱۱۔ بیان مودودی کے عقیدوں کا مختصر نمونہ۔ | ۵۶۷ | ۶۳۴ | شُرک میں گرفتار ہیں۔ | ۵۵۵ |
| ۶۳۶ | ۱۲۔ اہلسنت و جماعت و تمام فرقے غلط راستہ پر ہیں اور جہالت سے پیدا ہوئے ہیں۔ | ۵۶۸ | ۶۳۵ | ۱۰۔ بزرگوں کے روئے اور حضور کے روئے | ۵۵۵ |
| ۶۳۷ | ۱۳۔ قیامت کے دن نبی ولی شہید | ۵۶۹ | ۶۳۶ | پر جا کر حاجت طلب کرنا قتل اور زنا سے بڑا گناہ ہے۔ | ۵۵۵ |
| | | | ۶۳۷ | ۱۱۔ بنی یادی کی قبر پر حاضر ہو کر حاجت طلب کرنا بت کی پوجا کرنے کی طرح ہے۔ | ۵۵۵ |
| | | | ۶۳۸ | ۱۲۔ وصال کے بعد نبی ولی سب مردے ہیں۔ | ۵۵۵ |
| | | | ۶۳۹ | ۱۳۔ بزرگوں سے سوال کرنے والے اور ان کے لئے نذر و نیاز مانگنے والے عرب | ۵۵۵ |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| | کے مشترکوں سے بدتر ہیں۔ | ۵۷۶ | | خطا کر کے تو پھر اس کو عتاب ہو گوردہ | |
| ۶۴۵ | ۱۳۔ مسلمان کا دوسرا نام دہلائی ہے۔ | ۵۷۷ | | نہیں۔ | |
| ۶۴۶ | بیان مودودی کا شفاعت سے انکار اور اپنے معتزلی خارجی ہونے کا اقرار اور جو مسلمان شفاعت کا عقیدہ رکھے مودودی کے نزدیک اس کا ایمان بیکار۔ | ۵۷۷ | ۶۵۵ | سناٹوں مقدمہ امیر معاویہ اور حضرت علی کے اختلاف کے وقت صحابہ کرام کی تین جماعتیں تھیں اور تینوں مستحق اجر ہیں۔ | ۵۹۳ |
| | | | ۶۵۶ | پانچواں مقدمہ مجتہد کو اپنے اجتہاد پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ | ۵۹۵ |
| ۶۴۷ | بیان اسلامی قانون وراثت سے مودودی کی نادانی۔ | ۵۷۹ | ۶۵۷ | ناٹوں مقدمہ ایک مجتہد اگر دوسرے مجتہد کی خطا اجتہادی بیان کرے تو مجتہد کو مجتہد محض پر انکار کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ | ۵۹۶ |
| ۶۴۸ | بیان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ | ۵۸۰ | | | |
| ۶۴۹ | پہلا مقدمہ سب صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں۔ | ۵۸۲ | ۶۵۸ | دسواں مقدمہ چاروں صحابہ کی خلافت علی الترتیب خلافت راشدہ ہے | ۵۹۸ |
| ۶۵۰ | دوسرا مقدمہ سب صحابہ کرام کا ذکر خیر ہے کیا جلنے۔ | ۵۸۳ | ۶۵۹ | بیان جیسے اور بیٹی کے ہونے پر بھوتے کو کو حصہ دینا کیسا ہے۔ | ۶۰۱ |
| ۶۵۱ | تیسرا مقدمہ صحابہ کی شان و ذیل بات سے بلند زبالات۔ | ۵۸۴ | ۶۶۰ | بیان تمہید جیسے حج۔ زکوٰۃ نماز۔ روزہ کے مسائل کا جائزہ ضروری ہے ویسے ہی علم فرائض تقسیم ترکہ کے مسائل کا جائزہ ضروری ہے۔ | ۶۰۲ |
| ۶۵۲ | چوتھا مقدمہ صحابہ کرام میں سے ہر صحابی عادل ہے۔ | ۵۸۷ | ۶۶۱ | پہلا مقدمہ اصحاب فرائض کا بیان | ۶۰۳ |
| ۶۵۳ | پانچواں مقدمہ مجتہد مصیب بھی ہوتا ہے محضی بھی اور ہر صورت میں مجتہد کو ثواب ملتا ہے۔ | ۵۹۰ | ۶۶۲ | دوسرا مقدمہ داروں کے لئے جو سہام | |
| ۶۵۴ | چھٹا مقدمہ اگر مجتہد دلیل یقین کے باوجود | ۵۹۲ | | | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|--|------|-----------|--|------|
| | معین ہیں۔ | | | بھوڑا۔ | |
| ۶۶۳ | تفسیر مقدمہ عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ | ۶۰۲ | ۶۶۵ | بیان میت نے ایک لڑکی ایک نواسہ اور | ۶۱۵ |
| ۶۶۴ | چوتھا مقدمہ پہلے اصحاب ذوالفق کو دیں | " | | ایک بھائی بھوڑا۔ | |
| | گے پھر عصبہ قریبی کو۔ | | ۶۶۶ | بیان میت نے ایک بہن ایک بھتیجی اور | " |
| ۶۶۵ | پانچواں مقدمہ ترکہ اس کو ملے گا جو میت | " | | ایک چچا چھوڑا۔ | |
| | کے انتقال کے وقت زندہ ہو۔ | | ۶۶۶ | بیان میت نے دو بہنیں ایک بہن کی لڑکی | ۶۱۶ |
| ۶۶۶ | بیان قرآن کریم کا فرمان اولاد کے ترکہ پانچ | ۶۰۴ | | یعنی بھانجی اور ایک چچا چھوڑا۔ | " |
| | کا بیان۔ | | ۶۶۸ | بیان میت نے ایک بھائی اور ایک بھتیجا | ۶۱۷ |
| ۶۶۷ | بیان حدیث شریف کا صاف صریح فیصلہ | ۶۰۵ | | چھوڑا۔ | |
| | ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا پوتی وراثت | | ۶۶۹ | بیان میت نے ایک بھائی اور بھانجہ چھوڑا۔ | " |
| | سے محروم ہے۔ | | ۶۷۰ | بیان میت نے ایک بھائی ایک بہن اور | " |
| ۶۶۸ | جن کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے۔ | ۶۰۷ | | ایک بھانجہ چھوڑا۔ | |
| | ان کتابوں کے نام مع حوالہ۔ | | ۶۷۱ | بیان میت نے ایک چچا اور ایک چچا کی بیٹی | ۶۱۸ |
| ۶۶۹ | بیان پوتے پوتی کی وراثت کا قانون۔ | ۶۱۰ | | کو چھوڑا۔ | |
| ۶۷۰ | بیان پوتے پوتی کی وراثت کی تشکیل۔ | ۶۱۲ | ۶۷۲ | بیان اس تفصیل کی اجمالی تعبیر۔ | " |
| ۶۷۱ | بہن بھائی کے ترکہ پانچ کا بیان | ۶۱۳ | ۶۷۳ | بیان اسلامی قانون روح اسلام کے مطابق | ۶۲۰ |
| ۶۷۲ | بیان قرآن و حدیث کا قانون متعلق | " | | اور حمیہ کا ترمیمی بل روح اسلام کے سراسر | |
| | وراثت اور ترمیمی بل کی دفعہ ۲ الف کی | | | مخلاف ہے۔ | |
| | حقیقت۔ | | ۶۷۴ | بیان حمیہ صاحب کی ترمیمی بل چونکہ قرآن | ۶۲۳ |
| ۶۷۳ | بیان میت نے ایک لڑکا اور ایک | ۶۱۴ | | وحدیث کے خلاف ہے اپنا اس کو واپس | |
| | نواسہ چھوڑا۔ | | | لے لیں۔ | |
| ۶۷۴ | بیان میت نے ایک لڑکا اور ایک پوتا | ۶۱۵ | ۶۷۵ | بیان کسی وراثت کے حق وراثت میں | |

| نمبر شمار | مضامین | صفحہ | نمبر شمار | مضامین | صفحہ |
|-----------|---|------|-----------|--|------|
| | کی کرنے والے کے لئے وعید۔ | ۶۲۳ | ۶۹۰ | بیان ترمیمی بل قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اور حمیہ صاحب کی ترمیم شرعاً ناقابل اعتبار ہے۔ | ۶۳۱ |
| ۶۸۹ | بیان قرآن پاک کا اعلان کہ دراشت کے مسائل میں انسانی تخیل کو دخل نہیں۔ | ۶۲۴ | | | |
| ۶۸۷ | بیان قانون دراشت میں احتیاط۔ | ۶۲۶ | ۶۹۱ | بیان اسلامی قانون دراشت سے مولوی مودودی صاحب کی نادانی مولوی مودودی کے ترجمان القرآن کی زبانی۔ | |
| ۶۸۸ | بیان قانون دراشت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احتیاط۔ | ۶۲۸ | | | |
| ۶۸۹ | بیان حجۃ الوداع میں قانون دراشت و وصیت کا اعلان۔ | ۶۳۰ | | | |

ختم شد

کتابت مکمل جامع الفتاویٰ

فقیر محمد غلام سرور قادری رضوی

فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہور

پتہ: مکان ۱۵ ڈی اکبری چوک

نزد فریدی مسجد غلام محمد آباد لاہور

تصحیح کنندہ جامع الفتاویٰ

نقیب ابوالمنصور محمد صادق

قادری رضوی

فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام

جھنگ بازار لاہور

الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ

(جلد دوم)

تصنیف :- اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجتہد مایۃ حاضرہ مؤید ملت
طاہرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رضی اللہ عنہ
جو ہند و پاک میں نایاب تھی۔ اس حصہ میں کتاب الطہارۃ و کتاب الصلوٰۃ کے ۳۸۸ فتاویٰ اور
سات رسائل شامل ہیں ہم نے اسے زر کثیر صرف کر کے بڑے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے ہم نے
اصل کتاب کے ساتھ سولہ صفحت پر مشتمل مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی فہرست شامل کی ہے۔ کتاب
تمام غلطیوں سے پاک خوبصورت خوشخط اور بڑی شان و شوکت سے شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب عوام
کے لئے مشعل راہ ہدایت۔ علماء کے لئے منبع علم و مسائل اور مفتیوں کے لئے رہبر و معاون ہے۔ یہ کتاب
گھر میں ہو تو کسی سے مسئلہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی خود ہی دیکھ سکتے ہیں۔

کتابت و طباعت دیدہ زیب سر رنگاڈسٹ کور مجلد ہدیہ / ۱۵ روپے

عُرْفَانِ شَرِيعَتِ

عُرف گھر کا مولوی

مجموعہ فتاویٰ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ کتاب ہم نے بڑی محنت سے بڑے سائز پر تینوں حصے ایک جلد میں شائع کئے ہیں اور اسکے ساتھ تمام
مسائل کی کامل فہرست ہے جس سے پڑھنے والے حضرات فوراً مسئلہ تلاش کر سکتے ہیں۔ سر رنگاڈسٹ کتابت
و طباعت عمدہ۔ قسم اول ۵۰/۲ روپے قسم دوم ۲۰/۲ روپے۔

سُنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکٹ روڈ لاہور

موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے لئے

محلہ

حالات طبابت حضرت مولانا العلامة شیخ الحدیث والتفسیر محمد سرور احمد ^{رحمۃ اللہ علیہ}

تصنیف لطیف :- حضرت مولانا محمد سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
حالات مرتبہ از :- محمد اصغر علوی قادری رضوی

یہ کتاب واقعی دیوبندیوں کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوئی ہے اس کتاب میں معصیت و موصوت نے دیوبندی مولویوں کی آپس میں خانہ جنگی اور دروٹ گوئی کو واضح کیا ہے نیز صدر دیوبند و علم شعبہ تبلیغ دیوبند مولوی عبدالشکور کاکورہ دیوبندی ایڈیٹر النجم اور مولوی منظور سنبھلی دیوبندی داعیان و کالمت نقانوی اقرار سے ثابت کیا ہے کہ مولوی اشرف علی نقانوی نے اپنی کتاب "خط الایمان" میں یہ ناپاک عبارت "پھر یہ کہ آپ کی ذات مفقودہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دور یافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مخنون ملک و مملکت میں ہر جگہ حاصل ہے" لکھ کر حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے۔

مسنعت نے لفظ الیہ کی تشریح اور میر تقی میر کی وصالیت دیوبندی علماء کی تحریر سے حوالے دے کر کہا ہے جو اس قدر درستگی سے پیش کیے ہیں کہ حضرت صاحب نے غلط ثابت کرنے والے کے لئے پانچ سو روپیہ نقد انعام رکھا تھا لیکن کوئی دیوبندی اس انعام کو حاصل کرنے کی ناکام کوشش بھی نہیں کر سکتا یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے جلد منگوائیے۔ اگر دیوبندی انصاف کی نظر سے پڑھے تو فوراً ایماندار سنی بن جائے گا کتاب قسطنطنیہ تعداد میں چھپی ہے جلد از جلد منگو کر مطالعہ کریں۔ کتابت و طباعت عمدہ سرنگاٹھیل قسطنطنیہ ۲/۵ روپے۔ قسم دوم ۲/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ :- لکھنؤ دارالانشاعت علویہ رضویہ ڈبلیو ڈی آر اے لاہور

